سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر '9۔ جون 1997ء
(دو شنبہ '3۔ صفر المظفر 1418ھ)

جلد '5 شمارہ '1

مندرجات

پیر '9۔ جون 1997ء
(جلد 5، بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
اجلاس ثانیہ سے شروع ہونے کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر	2
اراکین اسمبلی کا حلف،	2
چیئرمینوں کا پینل،	3
آرڈیننس کے دوبارہ اجراء کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر	3
چودھری محمد اشرف مارتھ اور محمد ایوب مارتھ کے ایصال ثواب کے لیے دعائے مغفرت	[illegible]

جاری .....

صفحہ

..... جاری

قلیل المہلت سوال ،

ٹرک یا ٹریکٹر کی باڈی سے باہر لٹکتے سریے کی نقل و حمل کو روکنے کے لیے اقدامات 10

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات 11

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) 16

نوٹس برائے طلبی توجہ ،

تھانہ شرق پور کے علاقہ میں یتیم بچی سے زیادتی اور قتل 37

ایس ایس پی گوجرانوالہ کا قتل 39

مسئلہ استحقاق ،

کالم ریسرچ آفیسر رحیم یار خان کی ایم پی اے سے بدسلوکی 44

نمائندہ "جنگ" کی طرف سے ایم پی اے کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانا 48

تحاریک التوائے کار ،

پنجاب کے پٹوار سکولوں کے پرنسپل صاحبان کی بدعنوانی 53

مسودات قانون کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا 65

صوبہ میں ٹرانسپورٹ کے مسائل پر بحث 74

..... 75

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **SHAHID HAMID**, *Governor* of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 9th June, 1997 at 3.00 P.M. in the Assembly Chambers, Lahore.

SHAHID HAMID
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

سوموار' 9۔ جون' 1997ء

(دو شنبہ' 3۔ صفر المظفر' 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر سوا چار بجے منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ۝

سورۃ حم السجدہ آیت 31 تا 35

ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمھارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمھارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمھارے لیے موجود ہوگی۔ (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔ اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمھارا گرم جوش دوست ہے۔ اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۝

اجلاس تاخیر سے شروع ہونے کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر

سردار رفیق حیدر لغاری :پوائنٹ آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی جی!

سردار رفیق حیدر لغاری : جناب والا ایجنڈے کے مطابق آج اجلاس کا آغاز 3-00 بجے سہ پہر ہونا تھا اور ہم یہاں آکر 3-00 بجے سے انتظار کر رہے ہیں۔ پرانی روایات یہ تھیں کہ جناب سپیکر بروقت ہاؤس میں آ جایا کرتے تھے مگر آپ تشریف نہیں لائے۔ اور آج یہ نئی روایت دیکھنے میں آئی ہے کہ پورا ایک گھنٹہ سوائے چند ممبران کے اس ہاؤس میں کوئی موجود نہ تھا اور نہ آپ تشریف فرما تھے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ نئی روایت ختم کی جائے گی۔ اگر ٹریژری بنچز نہ بھی آئیں تو آپ تشریف لے آئیں، تلاوت کرائیں۔ کورم پورا نہ ہونے پر آپ اجلاس کو کچھ وقت گھنٹے یا دو گھنٹے کے لیے ملتوی کر دیں۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ آپ اس چیز کو محسوس کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب نے بجا فرمایا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔

سید محمد عارف حسین بخاری : جناب والا! ہمارے فاضل دوست ضیاء احمد خان صاحب کی والدہ کا انتقال ہو چکا ہے حاجی احمد خان ہرل کی بہو کا انتقال ہو چکا ہے۔

اراکین اسمبلی کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ذرا تشریف رکھیں گے۔ نئے ممبران حلف اٹھالیں اس کے بعد پینل آف چیئرمین کا اعلان کرلیں۔ پھر یہ سب کچھ کر لیتے ہیں۔ جو نئے معزز اراکین اسمبلی منتخب ہوئے ہیں اب وہ حلف اٹھائیں گے۔ اور اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں گے۔میرے پاس یہ نام ہیں راولپنڈی سے سردار محمد اقبال خان پی پی 6۔ گوجرانوالہ سے انجینئر ظفر اقبال ملک پی پی 77۔ اور قصور سے حاجی چودھری بدرالدین صاحب پی پی 150 ۔ اور اس میں ایک رکن جو پی پی 165 ملتان سے ہیں ان کا stay order ہمارے پاس آگیا ہے۔ اس لیے اب ان کا حلف نہیں ہوسکتا۔ باقی یہ جو میں نے تین نام بولے ہیں ہم ان سے حلف لیتے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب قائم مقام سپیکر نے مندرجہ ذیل اراکین اسمبلی سے حلف لیا)

1۔	سردار محمد اقبال خان	پی پی	6 راولپنڈی
2۔	انجینئر ظفر اقبال ملک	پی پی	77 گوجرانوالہ
3۔	چودھری بدر الدین	پی پی	150 قصور

جناب قائم مقام سپیکر، اوتھ کے رجسٹر پہ ذرا دستخط فرما دیجیے۔

(اس مرحلے پہ تینوں نو منتخب فاضل اراکین اسمبلی نے اوتھ رجسٹر پر دستخط فرمائے)

چیئرمینوں کا پینل

جناب قائم مقام سپیکر، پینلز آف چیئرمین کا اعلان فرما دیجیے۔

سیکرٹری اسمبلی (ڈاکٹر سید ابو الحسن نجمی)، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1- راجا محمد خالد خان پی پی -21 2- جناب عثمان ابراہیم پی پی-89

3- سردار رفیق حیدر لغاری پی پی -240 4- جناب امتیاز احمد پی پی -237

آرڈیننس کے دوبارہ اجراء کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر، جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کے لیے آرڈیننسز جاری کیے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ غیر قانونی اور غیر آئینی ہیں۔ میں Constitution کے آرٹیکل 77 کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! میری ایک گزارش ہے مانتا ۔ اللہ آپ تو اس چیئر پہ بیٹھے رہے ہیں۔ آپ کوئی motion لے آئیے ابھی تو یہ مسئلہ زیر بحث ہے ہی نہیں تو کیا پوائنٹ آف آرڈر پر آپ بولیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ Constitutional معاملہ ہے اور کوئی Constitutional معاملہ کسی وقت بھی take up کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بہتر طریقہ نہیں آپ اس کو motion کی صورت میں لائیں تاکہ اس پہ بحث ہو سکے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں Rules of Procedure کے مطابق عرض کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ فرمائیں میں نے ویسے عرض کیا ہے اگر آپ فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ آپ ایک منٹ ان کی بات تو مجھے سن لینے دیں وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ جی، منیس صاحب! فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں اپنے بھائیوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Constitution کی کسی بھی بات پہ پوائنٹ آف آرڈر raise کیا جا سکتا ہے اور میں ----

جناب قائم مقام سپیکر: بھنڈر صاحب! آپ دو منٹ مجھے بات سن لینے دیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: Rules of Procedure کے page 130 پہ رول 209 پڑھ لیجیے تو میں اپنی بات جاری رکھتا ہوں کہ Constitution کے آرٹیکل 77، 127 read with article

No tax shall be levied for the purposes of the federation except by or under the authority of act of Majlis-e-Shoora (Parliament)

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ عرض کروں گا کہ حکومت نے تین آرڈیننسز جاری کیے ہیں۔ پہلا آرڈیننس کیئر ٹیکر گورنمنٹ نے 6 دسمبر کو جاری کیا اور تین مہینے کے بعد وہ آرڈیننس lapse ہو گیا۔ اس کے بعد re-enactment کی گئی اس آرڈیننس کو دوبارہ تین اپریل کو جاری کیا گیا اور تیسرا

آرڈیننس تیس مئی کو جاری کیا گیا۔ جناب والا! میں اس میں آپ کی توجہ کے لیے یہ عرض کروں گا کہ دو اپریل کو گورنر پنجاب نے اسمبلی کا اجلاس summon کرنے کے لیے آرڈرز جاری کیے جو کہ سات کو meet کرنا تھا اور تین تاریخ کو انہوں نے وہی آرڈیننس جاری کر دیا۔ اب جب اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا گیا ہو تو جناب سپیکر! آرڈیننس جاری نہیں ہو سکتا اگر آ سکتا تھا تو بل کی صورت میں سات اپریل کو آ سکتا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ repromulgation ہے that is unconstitutional اور میں اس کو support کرنے کے لیے سپریم کورٹ کی ایک رولنگ بھی دوں گا اور اس سے پہلے ہو سکتا ہے آپ کے ذہن میں یہ ہو کہ آرٹیکل 128 کے تحت گورنر کو اس کا اختیار ہے جو کہ میں پڑھ کے سناتا ہوں۔

Article 128. The Governor may, except when the Provincial Assembly is in Session, it satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action, make and promulgate and Ordinace as the circumstances may require.

تو جناب والا! اس میں آپ دیکھیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاءمنسٹر صاحب! میں ایک عرض کروں گا کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہے ہیں مجھے اس پہ ایک رولنگ دے لینے دیجیے آپ بیٹھیں۔

جناب سعید اکبر خاں، جناب سپیکر! جب آپ کوئی پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دیں پھر آپ اس کا پوائنٹ آف آرڈر دیکھیے اس کے بعد آپ اس کو disallow کرتے ہیں یا اس کو allow کرتے ہیں۔ یہ طریق کار نہیں ہے کہ جب آپ اجازت دے چکے ہیں پھر ان کو بولنے کی اجازت نہ دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے غالباً میری بات نہیں سنی۔ میں نے ہر Honourable Member سے یہ request کی ہے کہ مجھے اس پہ رولنگ دے لینے دیجیے پھر آپ بات کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر! تو میں سپریم کورٹ کی ایک رولنگ quote کروں گا جس میں

Re-enactment of an unexpired Ordinance, if the National Assembly does not stand dissolve the President cannot usurp the Legislative power of the National Assembly by repeating the same Ordinance without submitting it in

terms of Article 89 of the Constitution the National Assembly. The idea philosophy seems to be that a Legislative power as vests in an Assembly, which power cannot be usurped a head of the State or a Province while the Assembly exists.

یہ جناب تھا re-enactment of an expired Ordinance اب میں آپ کی توجہ دلاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منیس صاحب مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے پہلے جس حوالے سے شروع کیا ہے۔ آپ پہلے اس کو پڑھیے اور مجھے قائل کیجیے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر صحیح بول رہے ہیں۔

SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Re-enactment of same Ordinance

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے منیس صاحب جو عرض کی ہے۔ میں پھر عرض کروں گا کیونکہ آپ بھی اس کرسی پر بیٹھے رہے ہیں' اچھا نہیں لگتا کہ میں بار بار کہوں کہ آپ نے جس رول کا حوالہ شروع میں دیا ہے۔ جس کو آپ بنیاد بنا کر بول رہے ہیں۔ آپ مجھے اسی نکتے پر قائل کر لیجیے۔ بہتر یہی تھا کہ جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ یہ 11 تاریخ کو پیش ہو رہا ہے۔ اس دن اعتراض کیجیے۔ اس دن بولیے۔ آپ کو میں نے عرض کی ہے کہ بولیں۔ اب اس رول کو پڑھ لیں کہ کیا اس رول کے حوالے سے یہ بات بنتی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ تشریف رکھیں ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا' میں اس کو Rule out کرتا ہوں۔ جی لاءمنسٹر صاحب

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا): میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب نے رولنگ دی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کو تو ان روایات کو follow کرنا چاہیے۔ آپ کو نئے آنے والے ممبران کے لیے مثال بننا چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: مجھے افسوس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو نہیں مجھے افسوس ہے۔ آپ کیا بات کر رہے ہیں۔ جو بات بنتی نہیں اس پر بول رہے ہیں۔ میرے محترم میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ آپ غلط بات کر رہے ہیں جناب معزز بھائی آپ صحیح بات نہیں کر رہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں ۔ جی لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں صرف اتنی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ میری بات سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ سے عرض کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔ منیس صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔ اب میں لاہنسٹر کو فلور دے چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں لاہنسٹر کو فلور دے چکا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ جی لاہنسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے رولنگ دی لیکن میں ایک مختصر سی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا تھا۔ کیونکہ معزز رکن نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ This tax is without any legal authority. تو جناب ایسی کوئی بات نہیں۔ میں انتہائی وثوق سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹیکس legal authority اور آئین کے عین مطابق ہے اگر فاضل رکن میرے بھائی کو کسی قسم کا ابہام ہے تو جس دن اس مسئلے پر بحث ہوگی۔ ہم اس کو lay کریں گے۔ اس دن یہ بحث کرلیں ہم اس بحث کے لیے مکمل طور پر تیار ہیں۔ لیکن یہ تاثر قطعی طور پر نہ پھیلایا جائے کہ

This is without any legal authority. Thank you very much, sir.

نواب زادہ منصور احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! مجھے آپ کی رولنگ چاہیے کہ اگر ایک پوائنٹ آف آرڈر، جس کے لیے آپ کسی فاضل ممبر کو فلور دے چکے ہوں۔ اس کی بات مکمل سنے بغیر کیا اسے dispose of کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نواب زادہ صاحب غالباً آپ جس نکتے پر رولنگ لینا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو وضاحت سے یہ بتا دوں کہ جس نکتے پر وہ بول رہے تھے۔ جس کو انھوں نے بنیاد بنایا تھا۔ انھوں نے اب اس کے آگے quotations شروع کر دی تھی۔ میں نے جب ان کی وہ پوری بات سن لی، جس رول کے تحت جس آرٹیکل کے تحت وہ حوالہ دے کر بول رہے تھے۔ میں نے اس کے مطابق ان کو بتا دیا تھا کہ میں Rule out کرتا ہوں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جب وہ اس سے آگے جائیں گے تو میں اس کو تو سنتا ہی نہیں۔ بات تو وہیں پر ختم ہوگئی کہ جب میں نے اس حوالے کے بارے میں

بتا دیا کہ آپ اس حوالے پر نہیں بول سکتے۔ پھر اس سے آگے بات ہی نہیں چلتی۔

آپ بیٹھیں، آپ کتاب نکالیں اور پڑھیں جس میں لکھا ہے کہ ــــ

Subject to the provisions of the sub-rules 1, 2 and 3:A member may formulate a point of order and the Speaker shall decide whether the point raised is a point of order and if so give his decision thereon and his decision shall be final.

میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ انھوں نے جس رول کے حوالے سے بولنا شروع کیا۔ جب وہ مسئلہ ختم ہو گیا اور پھر وہ اس بات پر چلے کہ یہ ایک ہائیکورٹ کی سپریم کورٹ کی finding ہیں۔ اس کے بعد ایک اور حوالہ، تو میں نے اس وقت کہا کہ آپ بنیادی طور پر جس رول کے تحت بات کر رہے ہیں۔ میں اس کو rule out کرتا ہوں۔ وہ نہیں بنتی۔ بات ختم ہو گئی۔ جی خواجہ صاحب!

چودھری محمد اشرف مارتھ اور محمد ایوب مارتھ کے ایصال ثواب کے لیے دعائے مغفرت

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں پنجاب اسمبلی کے سپیکر جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب کے بہنوئی جناب چودھری محمد اشرف مارتھ کی دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاکت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں اور ان کے بھائی محمد ایوب مارتھ کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ایسے تمام لوگ جو اس بے بس حکومت کے دور میں مارے گئے ہیں ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، دعا فرمائیے۔ جو خواجہ صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

نواب زادہ منصور احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! گزشتہ اجلاس میں چودھری پرویز الٰہی صاحب بطور

سپیکر یہاں اپنی کرسی پر موجود تھے۔ اس وقت میں نے on the floor of the House ان سے گزارش کی تھی کہ پیپلز پارٹی، جونیجو لیگ اور پی ڈی پی کے لیے اپوزیشن کی سیٹیں، میرے دائیں ہاتھ مختص کی جائیں۔ انھوں نے on the floor of the House یہ فرمایا تھا کہ اگلے اجلاس یعنی بجٹ اجلاس اس میں ہم سیٹیں اسی طرح allocate کریں گے۔ کیونکہ میں نے انھیں بتایا کہ ہمارے بعد آزاد اراکین اور اقلیتیں بھی ہیں۔ انھیں اس طرف رکھا گیا ہے۔ جب کہ genuinely ہمیں وہاں ہونا چاہیے۔اس دفعہ بھی سیٹوں کی allocation درست نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جناب سپیکر سے ان کے چیمبر میں طے ہوا تھا۔ انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ اگلے اجلاس میں ہم اپوزیشن کو بلائیں گے۔ سپیکر چیمبر میں بیٹھ کر حکومتی اراکین کے ساتھ ایجنڈا طے ہوگا۔ ان سے مشاورت ہوگی۔ انھیں ایجنڈا تقسیم کیا جائے گا۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اسی طرح اس ایوان کی، جمہوریت کی اور تمام باتوں کی آپ نفی کر رہے ہیں۔آپ اپنے وعدوں کی نفی کر رہے ہیں وہ باتیں جو آپ مان گئے تھے، وہ باتیں جو آپ نے طے کرلیں تھیں۔ ان باتوں کا اعادہ اس دفعہ نہیں کیا گیا۔ انھوں نے سیکرٹری اسمبلی کو بھی میرے سامنے ٹیلیفون پر یہ کہا کہ اگلے اجلاس میں آپ نے یہ assure کرنا ہے کہ یہ تمام باتیں طے ہوں۔ تو جناب سپیکر نے وہ باتیں بھی طے نہیں کیں، سیکرٹری اسمبلی نے بھی طے نہیں کیں اور آپ نے بھی اس گھڑی تک کچھ نہیں کیا۔ نہ سیٹوں کی allocation ہوئی، نہ ہمیں بلایا گیا، نہ ایجنڈا تقسیم کیا گیا، نہ مشاورت کی گئی اور آپ دیکھیں کہ آج ٹرانسپورٹ پر بحث ہے یہ ہمیں یہاں آ کر پتہ چلا ہے کہ ٹرانسپورٹ پر بحث ہے۔ جس کے لیے ہم ذہنی طور پر تیار ہی نہیں ہوں گے۔ جو ایجنڈا ہمیں ملے گا ہی نہیں۔ سرکولیٹ ہی نہیں ہو گا۔ تو ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کل کس چیز کی باری ہے۔ پرسوں کس چیز کی باری ہے اور پھر خاص طور پر کٹ موشن کے لیے کون کون سی چیزیں under discussion ہوں گی۔ جو کہ ہمیشہ سے مشاورت کے ساتھ طے ہوتا آیا ہے۔ تو یہ باتیں جناب سپیکر میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے کوئی مہربانی فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اس کے لیے assure کرتا ہوں کہ یہ بات repeat نہ ہو۔ جی کھوسہ صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! فاضل ممبر اسمبلی نے تقریر کی ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں تھا۔ یہ تقریر

تھی۔ لیکن کیا ہم اب تک یہ تعین کر چکے ہیں کہ کون کون سے اراکین اپوزیشن میں ہیں اور اپوزیشن کا لیڈر کون ہے۔ کیا یہ آپس میں بیٹھ کر انتخاب کر پائے ہیں کہ اپوزیشن لیڈر کون ہے۔ جس کی طرف ایجنڈے کی discussion کے لیے یا تاریخ کے تعین کے لیے کوئی نوٹس بھیجیں۔ کیا اب تک ان کا کوئی اپوزیشن لیڈر ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! گزشتہ اجلاس کے دوران یہ بات طے ہو گئی تھی اور چودھری پرویز الٰہی صاحب نے یہ بات طے کی تھی کہ ہم چھ کے چھ ممبر صاحبان کو بلائیں گے اور انھی کے ساتھ بیٹھ کر مشورہ کریں گے۔ یہ باتیں طے ہو چکی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نواب زادہ صاحب! ہم اس مسئلے پر بات کر لیتے ہیں۔ یہ قلیل المہلت سوال ہے۔ جناب ایس اے حمید صاحب۔

جناب محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ دنیا بھر کی پارلیمنٹوں میں کہیں چھ لیڈر بھی ہوئے ہیں کہ اپوزیشن کے چھ لیڈر بنیں؟ اپوزیشن کا ایک لیڈر بنے گا اور ہم سب ان کی بات غور سے سنیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ تشریف رکھیے۔ بڑی مہربانی۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! کیا ہمارے دوست یہاں تک آ گئے ہیں کہ یہ ہمیں فرما رہے ہیں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن آپ بن جائیں،

اکیلے پھر رہے ہیں یوسف بے کارواں ہو کر
اسی باعث تو قتل عاشقاں سے منع کرتے تھے

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی جناب۔ جناب ایس اے حمید۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! یہ آپ بعد میں بنائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نواب زادہ صاحب! میں نے عرض کیا ہے کہ ہم اس کے بعد اکٹھے بیٹھ کے بات کرتے ہیں۔

قلیل المہلت سوال

جناب قائم مقام سپیکر، جناب ایس اے حمید صاحب، قلیل المہلت سوال۔

ٹرک یا ٹریکٹر کی باڈی سے باہر لٹکتے سریے کی نقل و حمل کو روکنے کے لیے اقدامات

جناب ایس۔ اے حمید، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں ٹریکٹر، ٹرالر اور ٹرک وغیرہ کے ذریعہ سریا، اینگل آئرن اور لوہے کے گارڈر وغیرہ نقل و حمل کے وقت ٹرک یا ٹریکٹر کے باڈی سے باہر لٹکا ہوتا ہے جو مسافروں کی جان کے لیے خطرناک ہیں؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت اس غلط پریکٹس کو روکنے کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے اور خلاف قانون بھی، قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کا چالان بھی کیا جاتا ہے۔

(ب) قانون کی خلاف ورزی کرنیوالوں کا موٹر وہیکل رولز کی شق 99 اور شق 224(a) کے تحت چالان کیا جاتا ہے۔ اس مد میں ٹریفک پولیس پنجاب نے سال 1996ء کے دوران 2114 گاڑیوں کے چالان کیے اور رواں سال 1997ء کے دوران اب تک 389 گاڑیوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (الف) میں یہ لکھا ہے کہ گاڑیوں سے باہر جو سریا وغیرہ لٹکا ہوتا ہے، "مسافروں کی جان کے لیے خطرناک ہے۔" تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چالان تو ایک روٹین کی کارروائی ہے۔ انسانوں کی جانوں کو محفوظ کرنے کے لیے انھوں نے کیا اقدامات کیے ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! محکمہ پولیس یا ہوم ڈیپارٹمنٹ قانون نہیں بناتا۔ قانون اس معزز ایوان کو بناتے ہیں۔ اگر فاضل رکن جناب ایس اے حمید موجودہ قانون میں کوئی ایسی تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو وہ اس معاملے میں محرک ہو جائیں، ورنہ اس وقت تک نافذ قانون کے تحت پولیس اپنی کارروائی کرتی ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! اعداد و شمار کے مطابق صرف تین چالان روزانہ ہوتے ہیں۔

پچھلے سال 2114 چالان کیے گئے جن کی اوسط تین چالان روزانہ بنتی ہے۔ جب کہ سینکڑوں نہیں، ہزاروں گاڑیاں نکلتی ہیں۔ اور غور طلب بات یہ ہے کہ ٹریکٹر ٹرالی کے پہیوں میں بریک نہیں ہوتی۔ صرف اگلے دو پہیوں میں بریک ہوتی ہے۔ پچھلے پہیوں میں بریک نہیں ہوتی، ٹرالی کے پہیوں میں بریک نہیں ہوتی، اس لیے ٹرالی کا سڑکوں پر آنا مسافروں کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ تو کیا قانون میں یہ حق ہے کہ ٹریکٹر ٹرالی سڑک پر آسکتی ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر ان کے لیے آج تک کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں پھر وہی عرض کروں گا کہ ٹریکٹر ٹرالی کا سڑک پر آنے اور ان کی بریک کی تفصیل کا قانون سے تعلق نہیں۔ اگر قانون میں کوئی ایسی لچک ہے کہ ان پر زیادہ سختی سے گرفت نہیں لائی جا سکتی تو میں آپ کی وساطت سے جناب ایس اے حمید کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ متعلقہ مجلس قائمہ کے ذریعے جو سفارشات لائیں گے وہ یہ ایوان consider کرے۔ لیکن ایک بات جو مشاہدے میں آئی ہے، اس قسم کے لوڈ رات کے وقت موو کرتے ہیں جب کہ سڑکوں پر دوسری عام ٹریفک کم سے کم ہوتی ہے۔ پولیس تو خطرات کو روکنے کے لیے وہی کچھ کر سکتی ہے کہ مکانوں کو بنانے کا ہیوی قسم کا سامان، مثلاً سریا اینگل آئرن وغیرہ، کے لیے عام طور پر ہدایت یہی ہے کہ وہ ایسے اوقات میں شہروں میں داخل ہوں گے جب کہ عام ٹریفک کم سے کم ہو۔ لیکن اگر اس بارے میں کوئی ترامیم لانا چاہتے ہیں جس کے تحت قانون میں زیادہ سختی اختیار کی جائے تو وہ محرک بن جائیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! میرا آخری سوال یہ ہے کہ ٹریکٹر ٹرالی قانون کے مطابق سڑک پر نہیں آسکتی۔ میں نے اپنے سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا ہے کہ "کیا حکومت اس غلط پریکٹس کو روکنے کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے؟" میں وزیر محترم سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ قانون میں ٹریکٹر ٹرالی کی کوئی شق نہیں۔ اس میں ہے کہ مال کسی بھی وہیکل کی باڈی کے اندر covered ہو۔ اگر یہ قانون کی پامالی ہو رہی ہے تو اس غلط پریکٹس کو روکنے کے لیے، مثلاً ٹریکٹر ٹرالی یا عام طور پر جو دوسرے ٹرالے استعمال ہوتے ہیں ان کو سڑک سے روکنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ایس اے حمید صاحب! انھوں نے فرمایا ہے کہ ایک قانون ہے، اس کی implementation ہے۔ اگر تو آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے کہ کسی ٹریکٹر ٹرالی کا چالان نہیں کیا گیا تو وہ بتائیں تاکہ قانون کا نفاذ کرنے والے لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے، ورنہ تو قانون

کیا ایسا کرنے سے accidents ہو کر ہم
میں لوگوں کی روک 12 کروڑ روپیہ حرض نہیں ادا کریں گے

ہر جگہ موجود ہے۔ اس کی implementation تو ہوتی ہے۔ چالان ہوتا ہوگا' پھر وہ process میں لے جاتے ہیں۔ یا تو آپ اس معزز ایوان میں ایسا قانون بنا لیجیے کہ اگر اس خلاف ورزی پر چالان ہو تو وہ ٹریکٹر ٹرالی واپس ہی نہ ملے۔ ورنہ جہاں جہاں قانون ہے' وہاں وہاں اس کی implementation ہوتی ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے تو میں سردار صاحب سے عرض کروں گا کہ اس قانون کو خاص طور پر یقینی بنائیں کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ اگر یہ سڑک پر آتے ہیں تو ان کے چالان کیے جائیں' ان کو بند کیا جائے اور یقینی بنائیں کہ ٹریکٹر ٹرالی کی حق قانون میں بالکل نہیں' تو اسے اس کو سڑک پر نہ آنے دیں۔ سردار صاحب! آپ اس بات کو یقینی بنائیے تاکہ جس کی قانون میں حق ہے ہی نہیں وہ سڑک پر نہ آئیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں تو عرض کر چکا ہوں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! ضمنی سوال۔ جس طرح آپ فرما رہے ہیں کہ قانون اپنی جگہ موجود ہے اور جہاں اس کا نفاذ نہیں ہوا اس کی نشان دہی کی جائے۔ بہتر ہوتا کہ وزیر موصوف "مک مکا کیسز" جو کہ موقع کے اوپر "مک مکا" ہوتی ہے اس کے کیسز quote کر دیتے' اور جن کیسز کا وہاں کے سربراہان کو بھی پتا ہے' ٹریفک والوں کو بھی علم ہے اور ایڈمنسٹریشن کو بھی پتا ہے۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ خاص طور پر جہاں "مک مکا" ہوئی ہے' وہاں حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! یہ آپ بتا دیں تو زیادہ بہتر ہے۔ آپ کو علم ہوگا' آپ علم میں لائیے۔ اور پھر میں سردار صاحب سے کہتا ہوں کہ ان کو پکڑیں۔ آپ کے پاس کوئی ایسی مخصوص مثال ہے تو آپ لے آئیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، ہزاروں لاکھوں جی۔ آپ تو ایک دو پوچھتے ہیں' لاکھوں مثالیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاکھوں کو چھوڑیں' آپ دو چار مثالیں ہی دے دیں۔ آپ دو چار مثالیں لے آئیں۔ میں سردار صاحب سے کہوں گا کہ ان کے خلاف کارروائی کریں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں ان کا جواب دینا چاہوں گا' گو یہ بالکل غیر متعلقہ بات ہے۔ ایک پرانے تجربہ کار پارلیمنٹیرین سے یہ توقع نہ تھی۔ لیکن میرے خیال میں یہ ہماری حماقت ہے کہ ہم اچھی توقعات وابستہ کریں۔ اگر "مک مکا" کا لفظ استعمال کر رہے ہیں تو کیا یہ اپنی پارٹی کی سابقہ روایات کو سامنے رکھ کر کر رہے ہیں' یا ان کے پاس کوئی ٹھوس مثال ہے۔ اگر ایک مثال بھی دے

دیں تو میں اس ایوان میں آپ کی وساطت سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ قانون اور قاعدے کے مطابق کس یے رعایت نہیں کی جائے گی اور اُس قانون کے تحت جو سخت سے سخت سزا موجود ہے وہ انھیں دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ سردار صاحب!

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ٹریکٹر ٹرالی کی شق قانون میں نہیں تو کیا وزیر محترم اس پابندی کا اعلان فرمائیں گے؟ اگر ٹریکٹر ٹرالی روڈ پر نہیں آ سکتی اور قانون میں یہ بات موجود ہے تو کیا آئندہ سے اس کی روک تھام کے لیے احکامات جاری کر دیے جائیں گے؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ٹریکٹر ٹرالی کے بارے میں یہ سوال کا حصہ بنتا نہیں بنتا ہے یا نہیں لیکن میں یہ commitment دیتا ہوں کہ ٹریکٹر ٹرالی اگر اس قانون سے مستثنیٰ ہے تو اس کا جائزہ لے لیا جائے گا اور اگر وہ اس قانون میں آتی ہے تو پھر بھی اس کا جائزہ لے لیا جائے گا لیکن میں ایک additional information دینا چاہتا ہوں کہ دیہاتی چھوٹے کاشت کاروں، چھوٹے زمینداروں کے پاس ٹریکٹر ٹرالی جب اپنے کاروبار سے فارغ ہوتی ہے تو ان کے لیے وہ additional source of income ہوتی ہے جو کہ بے چارے دیہاتی یا ایک کاشت کار کی حیثیت سے جو ان کی آمدنی میں تھوڑا سا اضافہ کرتے ہیں۔ اگر جناب شیخ صاحب چاہتے ہیں کہ ان پر مکمل پابندی لگا دی جائے تو یہ ان کی روزی میں قدغن لگانے کے مترادف ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شیخ صاحب کو ذرا کسی دیہات میں لے جائیں پھر وہاں ان کو دکھا لیں شاید ان کو خیال آ جائے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس پر پابندی لگا دیں تو وہ بے چارے تھوڑا سا اپنی آمدنی میں جو اضافہ کر لیتے ہیں وہ ختم ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، کھوسہ صاحب شکریہ۔ اصل میں ان کا مقصد ہے کہ ٹریکٹر ٹرالی بڑے شہروں میں کارخانوں سے سریا لے کر جاتے ہیں یہ ان کی بات کر رہے ہیں۔ دیہاتی ٹریکٹر ٹرالی کی نہیں کر رہے۔ تو آپ یہ محکمے سے پوچھ لیجیے اور اس کا جائزہ لے لیجیے۔ اگر اس سے حادثات پر کنٹرول ہو سکتا ہے تو آپ اس کو دیکھ لیجیے۔

وزیر خزانہ، جی ضرور' یقیناً دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی سعید اکبر صاحب! یہ اس کا آخری ضمنی سوال ہے۔ اس کے بعد دوسرے سوالات کی طرف چلتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جتنے اعداد و شمار یہاں quote کیے گئے ہیں اور ٹریفک پولیس کی کارکردگی بتائی گئی ہے آیا وزیر موصوف ان تمام اعداد و شمار اور اس کی کارکردگی سے مطمئن ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! قانون کا اطلاق کس حد تک کیا جا سکتا ہے اور کس حد تک نہیں کیا جا سکتا' جب سابقہ ساڑھے تین سال ان کی حکومت رہی ہے تو کیا اس پر یہ مطمئن تھے؟ یہاں تو ہماری یہ کوشش ہے کہ قانون کا نفاذ ممکنہ حد تک کیا جائے اور اگر یہ کہیں دیکھ رہے ہیں کہ کوتاہی ہو رہی ہے تو ہم ان کے مشکور ہوں گے کہ یہ ہمیں اطلاع دیں اور ہم فوراً اس پر ایکشن لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شکریہ سردار صاحب۔ قلیل المہلت سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم دوسرے سوالات لیتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! میں سوالات سے پہلے ایک انفرمیشن لینا چاہتا ہوں کہ کیا ہم لوگ قومی اسمبلی کے اجلاس وقفہ سوالات میں جناب سپیکر کے حکم کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے کہ وہ ایک سوال ہوتا ہے اور جب وہ جواب مل جاتا ہے تو وہ خود ہی پکار دیتے ہیں کہ فلاں ممبر اپنا دوسرا سوال دہرائیں۔ یہاں پر ایک سوال پر بیس بیس سوال ہوتے ہیں اور یہ سارا کام سوالوں پر ختم ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شکریہ۔ آپ ان کو کرنے دیجیے۔ آپ کیا کرتے ہیں۔ یہ ان کا حق ہے۔ سوال پوچھنا معزز ممبرز کا حق ہے۔ آپ کیوں ان کو limited کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اس کے لیے ایک گھنٹہ ٹائم مقرر ہے اور اس ایک گھنٹے میں تو سوالات ہوں گے۔ اب یہ کہنا کہ کسی کام میں وقت غرق کرنا' یہ تو ٹائم مقرر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سعید اکبر صاحب! میں نے تو عرض کر دیا ہے کہ آپ کریں۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی میاں صاحب!

میاں فضل حق، جناب سپیکر! مہربانی میں عرض کروں گا کہ جیسے ٹیلی ویژن پر نیشنل اسمبلی کے وقفہ سوالات کو دکھایا جاتا ہے تو اس میں آپ نے بھی اور ہمارے ساتھیوں نے بھی مشاہدہ کیا ہو گا کہ جواب پڑھا نہیں جاتا اس کو" taken as read" کیا جاتا ہے تاکہ ضمنی سوالات کے لیے ممبران کو زیادہ وقت ملے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس طریق کار کو یہاں adopt کر لیا جائے تو اس میں ہمارے ممبران کو بہت سا وقت ملے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب! یہ تو اپنے اپنے رولز آف بزنس ہیں۔ جی کھوسہ صاحب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ فاضل رکن نے جو نکتہ اعتراض پیش کیا ہے اس کے بارے میں یہاں بھی یہی روایت ہے کہ جب مختصر جواب ہوتا ہے تو وہ پڑھ لیا جاتا ہے اور جب طویل جواب ہوتا ہے تو وہ"taken as read" کر لیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شکریہ۔ اس سے پہلے کہ ہم سوالات شروع کریں۔ رپورٹر حضرات کی طرف سے ایک request آئی ہے کہ اس اجلاس سے پہلے بھی ایک چھوٹا سا اجلاس ہوا تھا اس میں ان کو تمام معزز ممبرز کے ناموں کا پتا نہیں چلا تھا۔ تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک تمام معزز ممبرز کے ناموں کا ان کو پتا نہیں ہے۔ میں بھی یہ request کروں گا کہ اس اجلاس میں اب ہم اکٹھے ہوتے ہیں اور یہ تقریباً سارا مہینہ چلے گا۔ زیادہ بہتر طریقے سے ناموں کی اور صورتوں کی شناسائی ہو گی۔ تو معزز رکن بات کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ ذرا اپنا نام دے دیں تاکہ رپورٹرز کو رپورٹنگ میں تکلیف نہ ہو۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر،اب ہم سوالات شروع کرتے ہیں۔میاں طارق محمود۔ جی' on his behalf؟

میاں عمران مسعود، سر میاں عمران مسعود from Gujrat۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں طارق محمود صاحب میں نے پکارا ہے۔

میاں عمران مسعود، سر میں اپنا نام بتا رہا ہوں۔۔۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، جی' میں نے تو ان کا نام پکارا ہے۔ آپ کیسے کھڑے ہوئے؟

میاں عمران مسعود، میں تو پریس گیلری والوں کو تعارف کرا رہا ہوں۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، میاں طارق محمود صاحب۔

فلور ملز کو گندم کی سپلائی

*56۔ میاں طارق محمود۔ کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبہ میں فلور ملوں کو حکومت کی طرف سے گندم کی سپلائی کا طریق کار کیا ہے۔ کیا طریق کار طے کرتے وقت مل مالکان کو بھی اعتماد میں لیا جاتا ہے؟

(ب) سال 97-1996ء کے دوران ملوں کو کس قدر گندم سپلائی کی' ہر مل کا مقرر شدہ کوٹا کتنا ہے اور محکمہ نے اس عرصے میں کتنا کوٹا مہیا کیا؟ تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) سرکاری گوداموں سے گندم Enlisted فلور ملوں کو حکومت کے مقررہ ریٹ پر قیمت کی پیشگی ادائیگی پر کی جاتی ہے۔ جاری کی جانے والی گندم کی مقدار کا تعین کھلی منڈی میں گندم آمد' سرکاری گوداموں میں موجود سٹاک اور صارفین کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر کیا جاتا ہے اور بوقت ضرورت پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن (پنجاب برانچ) کے نمائندوں سے رابطہ کیا جاتا ہے۔

(ب) 97-1996ء سکیم کے دوران پنجاب بھر کی Enlisted فلور ملوں کو مورخہ 20-3-97 تک کل 2283415 میٹرک ٹن گندم فراہم کی گئی جو کہ گزشتہ سال کی اس تاریخ تک جاری کی جانے والی گندم سے 304942 میٹرک ٹن زاید ہے۔ کسی بھی فلور مل کا کوٹا مقرر نہیں ہے بلکہ اس سلسلے میں ہر سال حکومت پنجاب کے اجراء کی پالیسی جاری کرتی ہے جس کے مطابق فلور ملوں کو گندم جاری کی جاتی ہے۔ امسال فلور ملوں کو پسائی کی استعداد کے مطابق 8 گھنٹے کی پسائی فراہم کی جا رہی ہے۔ تاہم اس کا انحصار گوداموں میں موجود گندم کی مقدار پر ہوتا ہے اور گوداموں میں گندم کی کمی کے پیش نظر فلور ملوں کو سپلائی کم کی جا سکتی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی چودھری محمد صدیق سالار صاحب۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! جن ملوں کو یہ گندم سپلائی کرتے ہیں کیا ان ملوں سے یہ حساب رکھتے ہیں؟ پچھلے دنوں میں جن ملوں کو گندم ملتی رہی وہ آٹے کا تھیلہ بنانے کی بجائے اس کی بوریاں بنا کر افغانستان بھیجتے رہے اور میرا پیارا ملک اس crisis میں آ گیا۔ اب حافظ قرآن اور پڑھا لکھا نوجوان جس سے پوری توقع ہے کہ یہ ان سے پورا حساب لے اور ان کو پورا چیک کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب' کیا یہ ضمنی سوال ہے؟ (قہقہے)

خواجہ محمد اسلام، ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ "فلور ملوں کو مورخہ 20-3-97 تک کل 22 لاکھ 83 ہزار 415 میٹرک ٹن گندم فراہم کی گئی اور امسال فلور ملوں کی پسائی کی استعداد کے مطابق 8 گھنٹے کی پسائی فراہم کی جا رہی ہے"۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ پنجاب کی فلور ملوں میں 8 گھنٹے کی پسائی میں اتنی ہی گندم خرچ ہوئی تھی یا اس سے زیادہ ہوئی تھی' کیا انھوں نے یہ calculation کی ہے؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! پنجاب میں ٹوٹل 364 فلور ملیں ہیں اور ان کے اندر جتنی bodies لگی ہوئی ہیں ان کی capacity روزانہ تقریباً 45 ہزار میٹرک ٹن ہے ۔ اس وقت پنجاب کی اربن آبادی کو محکمہ خوراک 12 ہزار میٹرک ٹن گندم مہیا کرتا ہے ۔ اس میں سے کچھ utility stores اور کچھ چکیوں کو بھی گندم دی جاتی ہے اور پھر ہمارے دوسرے صوبوں کو تھوڑی بہت leakage بھی ہو جاتی ہے تو اس تمام مقدار کو مدنظر رکھ کر ہم 15 ہزار میٹرک ٹن روزانہ دیتے ہیں جو آٹھ گھنٹے پر بنتی ہے۔ لہٰذا میں نے جو جواب دیا تھا میرے خیال میں وہ بالکل بڑا سادہ سا ہے کہ 45 ہزار میٹرک ٹن ان کی چوبیس گھنٹے کی استطاعت ہے اور 15 ہزار میٹرک ٹن آٹھ گھنٹے کی پسائی بنتی ہے لہٰذا ہم 15 ہزار میٹرک ٹن جاری کرتے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں 2283415 میٹرک ٹن لکھا ہے جب کہ capacity 15 ہزار میٹرک ٹن ہے تو یہ بقایا کدھر گئی ہے؟

جناب والا! میں اپنا سوال دوبارہ repeat کرتا ہوں کہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ 2283415 میٹرک ٹن گندم ہم نے ملوں کو provide کی ہے ۔ ابھی انھوں نے کہا ہے کہ آٹھ گھنٹے کی پسائی

کے لیے 15 ہزار میٹرک ٹن سے گزارہ ہو سکتا ہے تو یہ بتایا کدھر گئی ہے؟

وزیر خوراک، جناب والا! خواجہ صاحب میرے پرانے دوست اور ساتھی ہیں اور یہ ماشاء اللہ بہت ہی سمجھ دار اور کامیاب businessman ہیں۔ 15 ہزار میٹرک ٹن روزانہ کے حساب سے ایک مہینے کی تقریباً سوا چار لاکھ میٹرک ٹن بنتی ہے اور یہ پانچ یا ساڑھے پانچ ماہ کا بنا لیں کیا یہ 22 لاکھ بنتی ہے یا نہیں بنتی۔

میاں عبدالستار، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! موصوف وزیر خوراک بار بار matric ton کا لفظ استعمال کر رہے ہیں میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ matric ton ہے یا meteric ton ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب! اب آپ کو تو اس لفظ سے دلچسپی نہیں ہونی چاہیے۔ آپ دیکھیے کہ وزیر خوراک صاحب آپ کی اتنی خدمت کرتے ہیں کہ ان کی داڑھی کالی سے سفید ہو گئی ہے اب آپ تو خوش رہیے۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال فلور ملوں کی capacity کے بارے میں ہے۔ جیسا کہ انہوں نے ایوان میں ابھی فرمایا کہ پنجاب کے اندر ہماری جو requirement ہے اس سے ملوں کی milling capacity اس وقت تین گنا زیادہ موجود ہے تو جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس over-capacity کی صورت حال میں کیا وزیر موصوف مزید فلور ملیں لگانے پر پابندی لگائیں گے تاکہ لوگ influence use کر کے ہمارے بینکوں سے قرضے حاصل کر کے مزید فلور ملیں نہ لگا سکیں۔ جناب والا! اس کی background یہ ہے کہ ہمارے کئی شعبوں میں جہاں over-capacity موجود تھی ہم نے ان میں مزید investment کی اور آج ہماری انڈسٹری کے بہت سے sick sectors ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وہ مزید فلور ملیں بنانے پر اور قرضہ جات کے جاری ہونے پر پابندی لگائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، خان صاحب! یہ تو پنجاب حکومت کا subject نہیں یہ تو فیڈرل گورنمنٹ کا سبجیکٹ ہے۔ یہ قرضہ جات یا فلور ملیں تو فیڈرل سبجیکٹ ہیں۔

جناب محمد افضل خان، جناب والا! سبجیکٹ بے شک فیڈرل گورنمنٹ کا ہے لیکن یہاں پر پنجاب انڈسٹریل بورڈ ہے اور پنجاب حکومت اپنی recommendations دے کر اس پر پابندی لگوا سکتی ہے آخر ہمارے بنک ہمارے ملک کے بنک ہیں----

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر خوراک! ذرا آپ فرما دیجیے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! اس کا جواب دینے سے پہلے آپ کی اجازت سے میں میاں عبدالستار صاحب کو ان کی نئی شادی پر مبارک دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ شادی تو بہت پرانی ہو گئی ہے۔

وزیر خوراک، نہیں جی۔ نئی ہے۔ زندگی میں پہلی دفعہ انھوں نے شادی کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ نہیں۔ جناب میں آپ کو بتا دوں وہ بہت پرانی ہے میں اور کھوسہ صاحب وہاں پر گئے تھے دولھا میاں صاحب وہاں موجود نہیں تھے اور ہم وہاں سے چائے کا کپ پی کر آئے تھے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! اس مقدس ایوان میں اجلاس کی کارروائی ہو رہی ہے اس میں وزیر موصوف کی طرف سے اتنے غیر سنجیدہ پن کی بات کچھ اچھی نہیں لگتی۔

جناب قائم مقام سپیکر، نواب زادہ صاحب کو شادی کی بات پسند نہیں آئی۔ سنجیدہ قسم کی بات کیجیے۔

وزیر خوارک، جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ بغیر منصوبہ بندی کے پنجاب کے اندر فلور ملیں لگائی گئی ہیں۔ ہمارے عوام کی تعداد کے بارے میں کہوں گا کہ خدا نخواستہ پنجاب کی آبادی آج سے تین گنا بھی بڑھ جائے تو موجودہ ملیں عوام کو آٹا سپلائی کرنے کے لیے کافی ہیں بغیر منصوبہ بندی اور بھیڑ چال کے تحت یہ ملیں لگائی جاتی ہیں اس پر محکمہ خوراک کا کوئی چیک نہیں البتہ اس دفعہ موجودہ حکومت نے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کی سربراہی میں ایک فیصلہ کیا ہے کہ ہم نئی ملوں کو enlist نہیں کریں گے اس لیے کہ محکمہ خوراک ان کو subsidized rate پر گندم دینے پر bound نہیں اگر وہ کوئی کھلی مارکیٹ سے گندم لے کر اپنی مل چلاتے ہیں تو وہ بے شک چلائیں۔

جناب محمد افضل خان، جناب والا! میں وزیر موصوف کے اس جواب سے مطمئن نہیں۔ یہ ہماری پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اگر ہم ایک چیز کو غلط محسوس کرتے ہیں جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ تین گنا over-capacity ہے تو ہمیں ایک strong recommendation فیڈرل حکومت کو دینی چاہیے کیونکہ وہ ملک کا پیسہ خرچ ہو رہا ہے اور اگر لوگ کوئی غلط فیصلہ کر رہے ہیں اسے ہمیں روکنا چاہیے۔

جناب سپیکر! دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب وہ ملیں لگ جاتی ہیں تو پھر ایک second

problem بن جاتا ہے اور ان ملوں کو چلانے کے لیے لوگ justification ڈھونڈتے ہیں اور اس سے کرپشن بڑھتی ہے تو اس پر serious notice لینا چاہیے اور مرکزی حکومت کو باقاعدہ ایک presentation دینی چاہیے کہ اس چیز کو روکا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ خان صاحب۔ میرے خیال میں انھوں نے اپنے جواب میں پہلے فرمایا تھا کہ یہ بڑی strong recommendation ہے کہ ہم نہ تو نئی ملوں کو enlist کریں گے اور نہ ہی مزید ملیں لگانے کے لیے ان کو encourage کریں گے۔

وزیر خوراک صاحب! آپ حکومت سے بات کر کے اچھے طریقے سے فیڈرل گورنمنٹ کو recommend کریں کہ پنجاب میں مزید ملوں کی ضرورت نہیں۔

دیوان سید عاشق حسین بخاری، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! اس وقت وزیر خوراک سوالات کا جواب دے رہے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سیکرٹری فوڈ اور ڈائریکٹر فوڈ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ معزز ممبران کے اتنے اہم سوالات ہیں لہٰذا ان کا یہاں پر ہونا بھی ضروری ہے تاکہ انکو معلوم ہو ----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں کہ ان کا ہونا ضروری ہے لیکن ان کا جواب دیکھیے کہ کتنی تفصیل سے آیا۔ کیا اب ان کی ضرورت ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ان کی absolutely ضرورت ہوتی ہے۔ آپ یہ نہ کہیں۔ ان کی ضرورت ہوتی ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر----------

جناب قائم مقام سپیکر، نواب زادہ صاحب! آپ کس بات پر بول رہے ہیں کیا پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں؟

نواب زادہ منصور احمد خان، جی پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ آپ نے تو کوئی اجازت نہیں لی۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب والا! میں نے پوائنٹ آف آرڈر کہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ کیا

لرتے ہیں ۔ آپ تو اتنے سمجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں آپ نے نہ تو کوئی اجازت لی ۔ آپ ویسے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں ۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب والا! میں نے پوائنٹ آف آرڈر کہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کیسے ہوتا ہے آپ کیا کرتے ہیں؟

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب والا! انھوں نے ایک بات کہی ہے اور میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں آپ ذرا سن تو لیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب کس رول کے تحت ۔ آپ کیا کرتے ہیں ۔ آپ بولیے۔ میں تو آپ کو بہت موقع دے رہا ہوں ۔ آپ ضرور بولیے مگر غلط طریقے سے نہیں ۔ آپ صحیح طریقے سے بولیے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! آپ ان کو سختی سے سمجھائیں کہ اب ان کی حکومت کا زمانہ چلا گیا.....

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟

نواب زادہ صاحب! آپ بولیے مگر صحیح طریقے سے بولیے آپ کو تو اتنا موقع ملے گا کہ آپ کی باتیں تو ختم ہو جائیں گی مگر موقع نہیں جائے گا لیکن خدا کے لیے آپ جیسے دوست کوئی ایسے طریقے اپنائیں جو اچھی روایت ہو اور نئے آنے والے ممبر جس کو اپنائیں ۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ضرور بولیے مگر پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ تو اجازت بھی نہیں لیتے اور اٹھ کر بولنا شروع کر دیتے ہیں یہ بری بات ہے ۔ میں آپ سے ذاتی طور پر بات کرتا ہوں کہ خوبصورت انداز سے خوبصورت باتیں کیجیے ۔ اتنے خوبصورت لوگوں میں بیٹھ کر خوبصورت باتیں کیجیے ۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ جزو(ب) میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم نے پچھلے سال سے 97-1996 ، میں 2283415 میٹرک ٹن گندم فلور ملوں کو پسائی کے لیے دی ۔ جو پچھلے سال کی نسبت 34942 میٹرک ٹن زیادہ ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پچھلے سال کی نسبت اس سال پسائی کے لیے فلور ملوں کو گندم زیادہ دی گئی ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فلور ملوں کو اتنی زیادہ گندم دینے کے باوجود پھر آٹے کا قحط پڑا ۔ اس کی کیا وجہ تھی ۔ کیا اس گندم کی پسائی نہیں ہوئی اور وہ باہر چلی گئی یا آٹا باہر چلا گیا ۔ قحط پڑنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر خوراک ، جناب سپیکر ، دیوان عاشق حسین بخاری صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں

آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آج اسلام آباد میں وفاقی وزیر خوراک و زراعت کی سربراہی میں اگلے سال کی imported wheat کے انتظام کے سلسلہ میں ایک اجلاس ہو رہا ہے۔ جس میں چاروں صوبوں کے سیکرٹری فوڈ شامل ہیں۔ آج ہمارے سیکرٹری فوڈ اور ڈائریکٹر وہاں گئے ہوئے ہیں اور محکمے کی طرف سے اس وقت سینیئر ایڈیشنل ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر لیول کے آفسران یہاں لابی میں موجود ہیں۔ سعید خان صاحب کے سوال کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ یہی تو وہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کو سننا شاید یہ برداشت کر سکیں۔ پچھلی پیپلز پارٹی کی حکومت جو کہ 4 نومبر 1996ء کو ختم ہوئی اور اس سے پہلے دو ماہ کے اندر جناب سپیکر جو کچھ محکمہ خوراک کے ساتھ کیا گیا۔ اور معذرت کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک روایت ضرور بن چکی ہے کہ اپنی نالائقی چھپانے کے لیے ملبہ اٹھا کر پچھلی حکومت پر پھینک دیا جاتا ہے۔ لیکن میں نے پہلے دن بھی اس ہاؤس کو یقین دہانی کرائی تھی اور آج پھر اس کو دہرا رہا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی ایک لفظ بھی اس زبان سے نہ غلط quote کروں گا اور نہ کسی غلط کام کو یہاں protect کروں گا۔ اگر میری نالائقی ہے، میرے محکمے کی ہے تو میں اس کو own کروں گا۔ اور اگر آپ لوگوں کی ہے تو پھر برداشت کیجیے کہ ڈیڑھ ماہ کے اندر میرے predecessor نے یہاں پر 4 لاکھ ٹن گندم ضائع کی ہے۔ گندم کا excess کوٹا جاری کیا۔ اور پیسے لے کر دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب موجودہ پنجاب کی حکومت اور اس کی موجودہ کابینہ نے 10 مارچ کو حلف اٹھایا اور 12 مارچ کو جب ہمیں portfolios ملے اور 13 مارچ کو جب میں نے اپنے محکمے کی میٹنگ کی تو میں لرز کر رہ گیا کہ تمام گودام خالی پڑے تھے۔ اور ابھی نئی فصل کو آنے میں ڈیڑھ ماہ باقی تھا۔ جس طریقے، جس فہم و فراست کے ساتھ اپنے کپتان کی supervision میں اور پوری ایڈمنسٹریشن نے ایک ایک دانے اور ایک بوری کی حفاظت کر کے ہم نے ڈیڑھ مہینہ گزارا وہ ہمیں پتا ہے۔ میں اپنی ایڈمنسٹریشن کو بھی خراج تحسین پیش کروں گا۔ جناب والا، یہ جو تین لاکھ ٹن میٹرک زیادہ گندم جاری ہوئی ہے یہ کیوں ہوئی ہے۔ یہی تو وہ راز ہے جو میں بتانا چاہتا تھا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! انھوں نے کہا کہ ہم نے تین لاکھ میٹرک ٹن گندم فلور ملوں کو دی۔ اس میں جو کچھ ہوا۔ جیسے گئی، کمشن کے ذریعے گئی۔ میرا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب فلور ملوں میں یہ گندم پسائی کے لیے گئی۔ پسائی کے بعد آٹا عوام میں جانا

تھا۔ گندم کہاں چلی گئی؟ میں ان کی بات سے بحث نہیں کرتا کہ غلط طریقے سے انھوں نے پرمٹ دیے۔ میرا سوال یہ ہے کہ غلط طریقے سے گئی یا صحیح طریقے سے لیکن گئی تو وہ فلور ملوں میں۔ وہاں اس کی پسائی ہوئی۔ اس نے عوام کے پاس آنا تھا۔ عوام میں وہ آٹا نہیں آیا۔ کوٹہ تو غلط طریقے سے فلور ملوں کو چلا گیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ آیا اس گندم کی فلور ملوں میں پسائی ہوئی یا ساری گندم بلیک مارکیٹ ہو گئی۔ میرا سوال یہ نہیں کہ سابقہ حکومت نے کچھ کیا یا موجودہ حکومت نے کیا۔ جو سوال ہے اس کا جواب دیا جائے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! تمام گندم ملوں کو دی گئی۔ ملوں نے اس کی پسائی کی اور جب رشوت دے کر گندم لی جائے تو ظاہر ہے اس کی لاگت بڑھ جاتی ہے اور حکومت پنجاب کے مقرر کردہ نرخوں پر ان ملوں کو پنجاب میں آٹا سپلائی کرنا وارا میں نہیں تھا۔ بین الصوبائی نقل و حمل پر پابندی نہیں تھی۔ چنانچہ وہ تمام آٹا صوبہ سرحد اور پھر صوبہ سرحد سے افغانستان جاتا رہا ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں۔

سردار طفیل احمد خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ بہت معزز ایوان ہے۔ اور جو منتخب ممبران اس معزز ایوان میں بیٹھے ہیں ان کو بھی آپ معزز کہیں گے۔ جو معزز حضرات لگاتار ڈھٹائی سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ میں ان کا نام نہیں لوں گا۔ میں سوال کو آپ کے رحم و کرم پر چھوڑتا ہوں۔ اگر کوئی اسمبلی کا فاضل رکن جس کی تصدیق آپ بھی ان شاء اللہ کریں گے، مسلسل جھوٹ بول رہا ہے۔ کیا آپ بطور کسٹوڈین اس میں کوئی رکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، سردار طفیل احمد خان صاحب، ایک تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ لفظ "جھوٹ" کی بجائے اگر آپ غلط بیانی استعمال کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

سردار طفیل احمد خان، غلط بیانی کو اگر جھوٹ کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، کوئی زیادتی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس ایوان کی کچھ روایات بھی ہیں۔

سردار طفیل احمد خان، Sorry Sir. غلط بیانی ہی سہی۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی مقصود احمد بٹ صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر، میں اپنے بھائی وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سابقہ حکومت کے دور میں، 1996-97 کے دوران 304942 میٹرک ٹن زائد گندم جن فلور ملوں کو دی گئی ہے کیا ان فلور ملوں کے نام بتائے جا سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ سوال کا تازہ نوٹس لائیں۔ میرے خیال میں اس وقت تو کوئی بھی نہیں بتا سکے گا۔۔۔۔۔ اگر وزیر موصوف بتانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ اگر آپ کے پاس facts ہیں تو بتائیں ۔ بڑی اچھی بات ہے ۔

وزیر خوراک ، جناب سپیکر ، میں سبق یاد کر کے آیا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، بسم اللہ کیجیے ۔

وزیر خوراک، جن ملوں کو منظور شدہ کوٹا سے زاید دیا گیا اور زاہد کوٹہ جو جاری کیا گیا اس میں سے کچھ چیف منسٹر صاحب نے منظور کیا تھا' کچھ منسٹر فوڈ نے منظور کیا۔ اس بہتی گنگا میں کچھ افسران نے بھی ہاتھ دھوئے اور اپنا اختیار استعمال کیا ۔ ضلع وار ملوں کے ناموں کی لسٹ موجود ہے ۔ میں جناب سپیکر ' ایوان کی میز پر رکھتا ہوں جو صاحب دیکھنا چاہے دیکھ لے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جی خواجہ صاحب !

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر ' ہفتہ پہلے وزیر خوراک کا یہ بیان اخبارات میں آیا تھا جن میں نواب زادہ منصور خاں کی مل بھی شامل ہے ان ملوں کو استعداد سے ذیل کوٹا دیا گیا۔ اور اس گندم سے آٹا بنا کر بلیک کیا گیا۔ میں وزیر خوراک سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان ملوں کا لائسنس منسوخ کیا جا رہا ہے اور ان کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے جن کا واضح ثبوت آپ کے محکمے میں موجود ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خاں ، جناب سپیکر ' کیا یہ مناسب بات فرما رہے ہیں ۔ جس بات کی بار ہا تردید ہو چکی ہے کہ میری کسی قسم کی کوئی فلور مل نہیں ۔ اس کے باوجود کیا خواجہ صاحب کا رویہ مناسب ہے؟ کیا یہ بات کہنا درست ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں خواجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ان کا یہ سوال اس وقت مناسب نہیں ہے ۔ ملک محمد عباس کھوکھر صاحب کیا آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے تھے؟

ملک محمد عباس کھوکھر : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جتنی بددیانتوں کا انھوں نے یہاں ذکر کیا ہے ' لوگوں نے ضبن کیا ہے جن میں افسران بھی شامل ہیں 'جن میں سابق سیاست دان بھی شامل ہیں ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے ' ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! ہم نے کچھ افسران جو کہ گندم کے زاید کوٹا جاری کرنے اور خورد برد میں ملوث تھے کے خلاف کیس انٹی کرپشن میں دائر کیے ہیں ۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ایک تو سابق وزیر خوراک کے خلاف مقدمات درج کر کے ان کا کیس احتساب کمشنر کے پاس بھیج دیا گیا ہے دوسرا محکمے کے کچھ سینئر افسران کے خلاف بھی مقدمات درج کر کے انٹی کرپشن میں بھیج دیے گئے اور ان کو محکمے سے suspend کر دیا گیا ہے ۔ ان کے کیس چل رہے ہیں جن کی تفصیل میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

ملک محمد عباس کھوکھر : جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش یہ کروں گا کہ یہ باتیں انھوں نے پریس میں کیوں نہیں دیں؟ تاکہ لوگوں کو معلوم ہوتا کہ یہ یہ کچھ ہوا ہے ' اتنا غبن ہوتا رہا ہے ' سابق حکومت نے یہ یہ کیا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر اب یہ آخری ضمنی سوال ہو گا۔

سردار رفیق احمد خان لغاری (پی پی 203)، جناب سپیکر! میں بھی ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں ۔ پہلے بھی تین چار دفعہ اٹھا ہوں لیکن آپ کی نظر میری طرف نہیں پڑی اور مجھے موقع نہیں مل سکا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک ضمنی سوال کر لوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ نہیں اٹھے لیکن میرے لیے آپ قابل احترام ہیں اگر سوال کرنا چاہتے ہیں تو کر لیجیے لیکن اس پر یہ آخری ضمنی سوال ہو گا۔

سردار رفیق احمد خان لغاری (پی پی 203)، میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس طرح انھوں نے اپنی statement میں ابھی کہا ہے کہ ملوں کو رشوت کی وجہ سے گندم پسائی مہنگی پڑی ۔ یہاں کی مارکیٹ میں ان کی رقم cover نہیں ہوتی تھی اس لیے ساری گندم پشاور چلی گئی ۔ کیا وزیر موصوف اس پر روشنی ڈالیں گے کہ یہ بین الصوبائی پابندی کس نے اٹھائی ؛ اور جس نے اٹھائی کیا اس نے یہ پابندی اٹھانے سے پہلے محکمے سے رائے طلب کی تھی کیا نہیں؟ ۔

وزیر خوراک : جناب سپیکر! پاکستان ایک فیڈریشن ہے ۔ چار صوبے چاروں بھائیوں کی مانند ہیں۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں آٹے کا بحران پیدا ہوا ' کمی ہو گئی ۔ اب یہ ان حکومتوں کی اپنی ذمہ داری ہے کہ انھوں نے شاید اپنی غلط assessment کی ہو ۔ جب موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی تو وزیر اعظم کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ ان صوبوں میں گندم کا بحران ہے ۔ جب انھوں نے یہ رائے لی کہ اس

کا کیا حل ہونا چاہیے تو اس سے پہلے ہی۔۔۔۔ جناب سردار صاحب کی اطلاع کے لیے کہ صوبہ سرحد کے کچھ لوگوں اور یہاں کی فلور ملوں نے ہائی کورٹ میں ایک رٹ دائر کی ۔ جس کی بنیاد پر بین الصوبائی نقل و حمل پر پابندی اٹھا دی گئی اس لیے کہ ہم عدالت کے پابند تھے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کا ہے ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب والا ابھی محکمہ خوراک کے سوال باقی ہیں لیکن آپ نے محکمہ ایکسائز شروع کر دیا ہے ۔ normal practice تو یہ ہے کہ جب ایک محکمہ ختم ہوتا ہے تو پھر دوسرے محکمے کی باری آتی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب ! یہ جس انداز سے میرے پاس ہیں اسی انداز سے ہی آ رہے ہیں ۔ یہ ایجنڈے کے مطابق ہے ۔ آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر : سوال نمبر 132

ہوٹلوں میں ایکسائز عملہ

*132۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز' انسپکٹرز' ایکسٹرا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسرز وغیرہ کی تعیناتی اور تبادلہ کی پالیسی کیا ہے؟

(ب) آواری' پرل کانٹینٹل' پالیڈے ان اور فلیٹز ہوٹل میں کون سے اہل کاران تعینات ہیں؟

(ج) مذکورہ بالا ہوٹلوں میں عملہ کے لئے تعیناتی کے معیار کا کیا طریق کار ہے؟

(د) ان ہوٹلوں پر متعین عملہ کے نام اور موجودہ عہدوں پر یہ کس تاریخ سے تعینات ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں معراج الدین)۔

(الف) ان افسران کی تعیناتی کا ایک جگہ پر عرصہ تین سال ہے تاہم مخصوص حالات مفاد عامہ' شکایت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس عرصہ میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

(ب) آواری ہوٹل' پرل کانٹینٹل ہوٹل اور فلیٹز ہوٹل میں تعینات ایکسائز اہل کاران کے نام عہدہ بالترتیب ذیل میں درج ہیں۔

نام ہوٹل	نام اہل کاران	معہ عہدہ
آواری ہوٹل	1۔ چوہدری محمد اظہر	اسسٹنٹ ایکسائز و ٹیکسیشن آفیسر
	2۔ ملک محمد فیاض	(EXT.I)
پرل کانٹینٹل	1۔ میاں خالد محمود	AETO

	2۔ محمد ندیم	E&T-I
فلیٹیز ہوٹل	1۔ سلیم رضا	AETO
	2۔ منظر خالد	ET.I

ہوٹل پالیڈے ان کے پاس شراب کا لائسنس نہ ہے اور نہ ہی کوئی اہل کار اس ہوٹل میں تعینات ہے۔

(ج) ہوٹلوں کے عملہ کے تعیناتی کے لئے معیار مقرر نہ ہے۔

(د) ان ہوٹلوں پر متعین عملہ کے نام اور موجودہ عہدوں پر تعیناتی تاریخ ذیل میں درج ہے۔

نام ہوٹل	رکن عملہ اور عہدہ	تاریخ تعیناتی
آواری	1۔ چوہدری محمد اظہر AETO	21-5-97
	2۔ ملک محمد فیاض ET-I	19-3-97
پرل کانٹینٹل	1۔ میاں خالد محمود AETO	5-4-97
	2۔ محمد ندیم ET-I	8-3-97
فلیٹز	1۔ سلیم رضا AETO	5-4-97
	2۔ منظر خالد ET-I	1-3-97

چودھری شاہد اکرم بھنڈر : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح وزیر موصوف نے information provide کی ہے یہ تمام افسران جو کہ آواری ' پرل کانٹینٹل اور فلیٹز میں تعینات ہیں یہ تقریباً سب کے سب 1997ء میں ہی تعینات ہوئے ہیں ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ سب اپنی سابق تعیناتی کی جگہ پر تین سال پورے کر کے آئے ہیں؟۔

وزیر آب کاری و محصولات : یہاں پر متعین سٹاف کا عرصہ تعیناتی پورا ہو چکا تھا دوسرا ان کے خلاف کافی شکایات تھیں لہذا ان کو تبدیل کرنا مفاد عامہ کے لیے ضروری تھا ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب والا! وزیر موصوف میرا ضمنی سوال سمجھ نہیں سکے ۔ میرا ضمنی سوال تو یہ ہے کہ جو آدمی آپ نے لگائے ہیں کیا یہ اپنی سابق تعیناتی کے مقام پر اپنے تین سال پورے کر کے آئے ہیں جیسا کہ آپ نے جواب میں کہا ہے کہ تین سال کے بعد تعیناتی کی جاتی ہے ۔

وزیر آب کاری و محصولات: جناب سپیکر! یہ کوئی ضروری نہیں کہ تین سال پورے کیے جائیں ۔ مفاد عامہ کے لیے ' شکایت پر حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے تین سال سے پہلے بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محمد ندیم ET-I جو کہ پرل کانٹینٹل میں تعینات ہیں ۔ یہ گوجرانوالہ میں پراپرٹی assessment میں تھے اور ایک سال کے اندر یہ

لاہور میں واپس آئے ہیں ۔ ان کے against کیا شکایت تھی یا ان کو پرل کانٹینٹل میں لگانے کے لیے کیا عوامی مفاد تھا؟

وزیر آب کاری و محصولات: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اپنے واجب الاحترام ممبر چودھری شاہد اکرم بھنڈر کی خواہش کے مطابق بھی ہم نے ایک آدمی کی ٹرانسفر واپس کی ہے ۔ جہاں تک محمد ندیم کا تعلق ہے تو وہاں اس کے خلاف کافی شکایات تھیں ۔ دوسرا یہ ہماری collection کے آخری ایام ہیں اور یہ وہاں collection کے لیے اتنا کامیاب نہ تھا اس لیے اس کو یہاں واپس لانا پڑا ۔

جناب شاہد محمود بٹ : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ شامل نہیں کیے گئے؟

جناب شاہد محمود بٹ، یہ شامل نہیں کیے گئے جبکہ ان کی مجھے باقاعدہ اطلاع بھی دی گئی ہے۔سوال نمبر 533 اور 533A ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے کیا نمبر بتایا ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! یہ وزیر خوراک سے متعلق تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے کس تاریخ کو submit کیے تھے؟

جناب شاہد محمود بٹ، مجھے 3-6-97 کا نوٹس ملا ہوا ہے کہ آپ کا سوال جناب سپیکر نے منظور کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں 15 دنوں کا نوٹس پورا نہیں ہوا ہو گا اس لیے یہ شامل نہیں ہو سکے۔ آپ کو غلط فہمی ہے میں آپ کو بتا دوں کہ جن سوالات کے نوٹس کے پندرہ دن پورے ہو جاتے ہیں وہ فہرست سوالات شامل کیے جاتے ہیں لیکن جن کے پندرہ دن پورے نہ ہوں قواعد انضباط کار کے تحت وہ شامل نہیں ہو سکتے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! اس نوٹس میں لکھا ہوا ہے کہ آپ کے سوال منظور ہو چکے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی میں نے سوالات منظور کیے لیکن ان سوالات کے فہرست میں شامل ہونے کے لیے پندرہ دن کے نوٹس بھی تو درکار ہیں۔ اس لیے ذرا آپ دیکھیے ۔

میاں فضل حق، جناب والا! میں وزیر موصوف سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جواب

کے جز (ب) میں لکھا ہے کہ ہالیڈے ان ہوٹل کے پاس شراب کا لائسنس نہیں تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا انھوں نے لائسنس کے لیے apply کیا تھا؟ اور اگر کرتے ہیں تو اس کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر آب کاری و محصولات، جناب سپیکر! جن کے پاس شراب کے لائسنس ہیں یہ پہلے کے دیے ہوئے ہیں۔ موجودہ حکومت نہیں چاہتی کہ کسی کو نیا لائسنس جاری کیا جائے اس لیے اس کو لائسنس نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر، جی اور تو کسی کا ضمنی سوال نہیں؟ ----- تو ہم آگے چلتے ہیں۔ اگلا سوال چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کا ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ----

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ تفصیلی جواب میز پر رکھ دیا گیا ہے اور میں نے آس پاس سے بھی معلوم کیا ہے اور اپنے ہاں بھی دیکھا ہے کہ سوال 133 کا کوئی جواب نہیں۔ تو ہم جواب پڑھے بغیر ضمنی سوالات کیسے کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، کس نے کہا ہے؟

سردار رفیق حیدر لغاری، اسی میں لکھا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے بجا فرمایا ہے۔ اس بارے میں آپ نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے یہ جائز ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ آئندہ بھی اس کی احتیاط کریں۔ یہاں پر بالکل تفصیل دی ہی نہیں گئی، یہ کہاں ٹیبل پر رکھا گیا ہے؟ کچھ تھوڑی بہت تفصیل تو آتی۔ تو آپ یہ یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ ایسا نہ ہو اور اگر اس کی تفصیل ایوان کی میز پر نہیں رکھی گئی تو یہ مہیا کیجیے۔ جی شاہد اکرم بھنڈر صاحب۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! میرے دوست اسی سوال کے بارے میں بات کر رہے تھے۔

صاحب زادہ محمد عثمان عباسی، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی عباسی صاحب!

صاحب زادہ محمد عثمان عباسی، جناب والا! میں یہ چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات صرف ایک گھنٹے کا ہے اور جب سوالات پوچھے جاتے ہیں تو وزیر صاحب پورا جواب پڑھ کر سناتے ہیں۔ جیسا کہ نیشنل اسمبلی اور دیگر اسمبلیوں کی بھی روایت ہے کہ وزراء کہہ دیتے ہیں کہ answers laid on the table of the House اس کے بعد taken as read اور پھر سوال شروع ہو جائیں تا کہ ٹائم بھی بچ جائے ----

جناب قائم مقام سپیکر، عباسی صاحب میں عرض کروں گا کہ روایت یہ ہے کہ اگر کوئی سوال یا جواب بہت lengthy ہو تو اس میں یہ ہوتا ہے۔ ورنہ کوئی دوست اپنے سوال کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ taken as read تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔لیکن اگر وہ دوست جواب سننا چاہتا ہے تو پھر وہ جواب سنے گا۔

صاحب زادہ محمد عثمان عباسی، اس سے ٹائم بھی بچ سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ سوالوں کے جواب دیے جا سکتے ہیں۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی میاں صاحب فرمائیں۔

میاں فضل حق، جناب والا! اس سے پہلے جب وقفہ سوالات شروع ہوا تھا تو میں نے یہی چیز point out کی تھی۔ آپ دیکھیے کہ نیشنل اسمبلی کی جو پروسیڈنگ ہے ----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس میں ترمیم لے آئیے مجھے کیا اعتراض ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا! آپ Chair پر ہیں آپ اس صورت حال کو دیکھ سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اپنی ایک رولنگ سے رولز کو amend نہیں کر سکتا۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ماشاء اللہ آپ تو اتنے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں اور آپ مجھے وہ بات کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں جو بالکل ہی رولز کے منافی ہے۔جب تک ایوان کسی رولز آف بزنس میں تبدیلی نہ کرے میں خود نہیں کر سکتا۔جناب شاہد اکرم بھنڈر!

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! غالباً دو دوستوں نے میرے ہی سوال پر بات کی ہے۔ آپ اس سوال کو pending فرما دیں کیونکہ جیسے میں نے کہا کہ انھوں نے اس میں کوئی information

ہی نہیں پڑھی تو میں اس کا ضمنی سوال کیا پوچھوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی آپ بجا فرما رہے ہیں اس کو pend کر دیتے ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جی pend فرما دیں کیونکہ انھوں نے اس میں کوئی information ہی نہیں دی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سوال نمبر 133 کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 169 جناب محمد ریاض ملک صاحب کا ہے اس سلسلے میں مجھے ایک چٹ آئی ہے کہ اس کو pend کر دیا جائے۔ اسی طرح سوال نمبر 170 بھی جناب محمد ریاض ملک صاحب کا ہے اس کے سلسلے میں بھی انھوں نے فرمایا ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے۔ اگلا سوال جناب میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

میاں عبدالستار، سوال نمبر 338۔

محکمہ کے دفاتر / رہائش گاہیں

*338۔ میاں عبدالستار: کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1985ء سے 1997ء تک محکمہ کے ملازمین اور رہائش گاہیں کرائے کی عمارات میں تھیں ہر عمارت کا کرایہ کیا تھا؟

(ب) ان کی تعمیر و آرائش کتنی رقم ہوئی اور اس پر کتنی لاگت آئی؟ ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ج) ان عمارات کے مالکان کے نام اور پتا جات کیا کیا ہیں؟

(د) سال 1985ء سے 1996ء کے دوران محکمہ نے کتنی نئی سرکاری عمارات تعمیر کروائیں؟ ضلع وار ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

جز "الف" "ب" "ج" اور "د" کا علیحدہ علیحدہ تفصیلی جواب لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر صاحب آپ جائیں تو سہی ناں کہ ان کو کیا ہوا؟

وزیر آب کاری و محصولات، جناب والا! محرک تو ڈیمانڈ ہی نہیں کر رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے فرما دیا ہے لیکن آپ نے سنا نہیں ہے۔

وزیر آب کاری و محصولات، جناب والا! جواب اتنا لمبا ہے کہ ہم پوری معلومات اکٹھی نہیں کر سکے۔ ان شاء اللہ اگلے اجلاس تک پورا کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب یہ تو آپ کا سوال ہی نہیں۔ یہ تو وزیر خوراک کے متعلق ہے آپ کیوں کھڑے ہو گئے؟

وزیر آب کاری و محصولات، آپ نے مجھے فرمایا ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی لغاری صاحب؟

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! پہلے بھی آپ نے فرما دیا کہ ہم اس سوال کو pending کرتے ہیں تو ہم نے اس کو سن لیا اور خاموش ہو گئے۔ اب اسی طرح پھر اس سوال میں بھی لکھا ہوا ہے کہ علیحدہ علیحدہ جواب ہم نے ٹیبل کر دیے اور ٹیبل پر کچھ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ پہلے ان کا جواب تو سن لیجیے کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ہاؤس سے یہ اتنا بڑا مذاق ہو رہا ہے اور میں توقع کرتا ہوں کہ آپ اس بارے میں serious notice لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی بالکل کرتے ہیں آپ ان کا جواب تو سن لیجیے۔ جی وزیر خوراک!

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب سپیکر! سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ محکمے کے پاس کتنے دفاتر اور رہائش گاہیں کرائے کی عمارات میں ہیں؟ عمارت کا کرایہ کیا تھا؟ ان کی تزئین و آرائش کتنی دفعہ ہوئی؟ ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؟ ان عمارات کے مالکان کے نام اور پتہ جات کیا ہیں؟ 1985 تا 1996ء کے دوران محکمہ نے کتنی سرکاری عمارات تعمیر کروائیں؟ ضلع وار ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کی جائے؟ ----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے ان کے جواب ایوان کی میز پر رکھے ہیں؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! اگر آپ حکم دیں تو میں ایک ایک پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ میرے معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ ایوان کی میز پر نہیں رکھے گئے۔ کیا آپ نے رکھے ہیں؟

وزیر خوراک، جناب والا! میں ایوان کی میز پر رکھ دیتا ہوں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! وزیر موصوف جواب اپنے ہاتھ میں پکڑ کر یہاں تحریر کرا دیں کہ

ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آپ ایوان کی میز پر نظر ڈالیں تو آپ کو وہاں نظر آئیں گے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! آپ چیک کر سکتے ہیں میں نے پیچھے بھی معلوم کیا ہے کسی کے پاس نہیں۔ اگر سیکرٹری یا وزیر موصوف کے پاس ہیں تو پتا نہیں ہے۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب والا! جب ایوان کی میز کی بات ہوتی ہے تو یہی ہوتی ہے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! ہمیں بھی ملنے چاہییں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب آپ کی سیٹوں پر نہیں رکھے جاتے۔ ایوان کی میز پر رکھے جاتے ہیں۔ لغاری صاحب جب ایوان کی ٹیبل کا ذکر ہوتا ہے تو ایوان کی ٹیبل کا ہوتا ہے آپ کی سیٹوں کا نہیں ہوتا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! ان کو بتا دیں کہ ایوان کی میز کون سی ہوتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی ان کو علم نہیں تھا اب پتا چل گیا ہے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی راجا صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی جو سوال تھا اس میں بھی یہی مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ میز پر نہیں رکھے گئے جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ جواب ایوان کی میز پر رکھا جاتا ہے اور وہ ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں، مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بھائی خود بھی وزیر رہے ہیں اور وہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتے رہے ہیں اور میز سے مراد ایوان کی میز ہوتی ہے۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تھوڑی دیر کے لیے بھول گئے تھے میں نے ان کو بتا دیا ہے۔ میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار، سوال نمبر 339

محکمہ کے دفاتر / رہائش گاہیں

*339۔میاں عبدالستار۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1985ء سے 1997ء مارچ تک محکمہ کے کتنے دفاتر اور رہائش گاہیں کرائے کی عمارات میں تھیں ہر عمارت کا کرایہ کیا تھا؟

(ب) ان کی تزئین و آرائش کتنی دفعہ ہوئی اور کتنا خرچ آیا۔ ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ج) ان عمارات کے مالکان کے نام اور پتہ جات کیا کیا ہیں؟

(د) 1985ء سے 1996ء کے دوران محکمہ نے کتنی نئی سرکاری عمارات تعمیر کروائیں؛ ضلع وار ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؟

وزیر آب کاری و محصولات(میاں معراج الدین)،

(الف) سال1985ء سے 1997ء مارچ تک محکمہ ہذا کے اناسی(79) دفاتر کرائے کی عمارت میں تھے۔ ہر عمارت کے کرائے کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ ہذا نے ان کی تزئین و آرائش کبھی نہیں کی لہذا کوئی خرچ نہیں ہوا۔

(ج) ان عمارات کے مالکان کے نام اور پتہ جات کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 1985ء سے 1996ء کے دوران محکمہ ہذا نے چھتیس(36) نئی سرکاری عمارتیں تعمیر کروائیں جن کی ضلع وار *** علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں عبدالستار ، جناب والا اس میں ضمنی سوالات کی تو بات نہیں ہے ۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ سوالات بے شک لمبے ہیں لیکن میں نے نیک نیتی سے یہ سوال کئے تھے کیونکہ مجھے کچھ اطلاعات ملی تھیں کہ بیوروکریٹس یا سیاست دانوں کے عزیزوں کی بلڈنگیں ہیں اور وہ کرایہ پر ہیں ۔ ابھی ان کی تفصیل ملی ہے میں اس پر کیا کہہ سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ اس کو پریس نہیں کرنا چاہتے یا آپ اس پر مطمئن ہیں ایوان کو کچھ تو بتائیں۔

میاں عبدالستار ، میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس سوال کو موخر کر دیں تاکہ ہم اس پر مطالبہ کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، اس کو pending کر دیا جائے ۔ وزیر موصوف تو ماشاء اللہ بہت تیاری کر کے آئے ہیں اگر آپ جواب لینا چاہتے ہیں تو ان کے پاس ہے ۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو اس کو pending کر دیا جائے تو کر دیتے ہیں ۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! سوال نمبر 338 اور 339 کو pending کر دیا جائے ۔ ان کے جواب

*** (تفصیلات لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)۔

ایک جیسے ہیں اور یہ ہمیں ابھی ملے ہیں۔ جب تک پڑھ نہ لیا جائے اس پر ضمنی سوالات نہیں ہو سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، معزز رکن چاہتے ہیں کہ میرے سوالات کو مؤخر کر دیا جائے۔

وزیر آب کاری و محصولات: جناب والا! میں ان سوالات کا جواب دیتا ہوں۔

آوازیں: یہ آپ سے متعلقہ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی مقصود احمد بٹ:

حاجی مقصود احمد بٹ: سوال نمبر 467

وزیر آب کاری و محصولات: جناب والا! اس سوال کا جواب میرے پاس ابھی نہیں آیا اس لیے اس سوال کو مؤخر کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ آئندہ اجلاس تک اس کا جواب دیں گے یا اسی اجلاس میں اس کا جواب دے دیں گے۔

وزیر آب کاری و محصولات: آئندہ اجلاس تک اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کوشش کریں کہ اسی اجلاس میں اس کا جواب آ جائے۔

وزیر آب کاری و محصولات: ٹھیک ہے۔ اسی اجلاس میں دے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے حاجی صاحب اسی اجلاس میں جواب آ جائے گا۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔

جناب عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ جواب موصول نہیں ہوا؛ کیا وزیر موصوف کو یہ علم نہیں کہ یہ ان کا اپنا محکمہ ہے ان کو اپنے محکمے کا جواب موصول نہیں ہو رہا کیا ان کی اپنے محکمے پر توجہ نہیں ہے؟

وزیر آب کاری و محصولات: جناب والا! میں نے تو اپنے محکمے کا ہی جواب دینا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آب کاری و محصولات: جناب میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

وزیر خوراک، جناب میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور میں تعینات محکمہ ایکسائز کے ملازمین

*468۔حاجی مقصود احمد بٹ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت محکمہ ایکسائز کا کتنا عملہ لاہور میں تعینات ہے۔ ان کے نام عہدہ جات تعیناتی اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) جز(الف) میں بیان کردہ افراد کب سے لاہور میں تعینات ہیں۔ ایسے ملازمین جو عرصہ تین سال سے زاید سے لاہور میں تعینات ہیں ان کی تفصیل بمعہ وجہ تعیناتی الگ الگ بیان کی جائے۔

(ج) کیا حکومت تین سال سے زاید عرصہ سے تعینات ملازمین کو لاہور سے باہر کسی اور جگہ تعینات کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب کاری و محصولات (میاں معراج الدین)،

(الف) اس وقت لاہور میں تعینات عملے کی کل تعداد 680 ہے ان کے نام عہدہ جات تعیناتی اور عرصہ تعیناتی کی *** تفصیل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) برائے مہربانی ضروری *** تفصیل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) محکمہ ہذا حکومت کی مرتب کردہ تبادلے کی پالیسی کے مطابق وقتاً فوقتاً تبادلے کرتا رہتا ہے۔

گوجرانوالہ میں گندم کے کوٹہ کی تفصیل

*470۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء سے لیکر آج تک گوجرانوالہ ڈویژن میں واقع فلور ملز میں گندم کا منظور شدہ کوٹہ کتنا تھا الگ الگ مل کا کوٹا بتایا جائے۔

(ب) اس عرصہ میں کسی مل کو وزیر اعلیٰ یا وزیر خوراک کے حکم پر سپیشل کوٹہ بھی دیا گیا تھا۔ ان فلور ملز کے نام اور جن کی سفارش پر سپیشل کوٹہ دیا گیا اس کی تفصیل بھی فراہم کی جائے۔

(ج) اس سال گوجرانوالہ ڈویژن میں گندم کی خریداری کا سرکاری ہدف کیا ہے اور پچھلے تین سال میں کیا تھا سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک(حافظ محمد اقبال خاں خاکوانی)،

(الف) گوجرانوالہ ڈویژن میں واقع تین اضلاع گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور گجرات میں واقع فلور ملز کا علیحدہ

علیحدہ جاری کردہ گندم کے کوٹے کی تفصیل پرچم "الف" پر *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مطلوبہ تفصیل پرچم "الف" پر *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گوجرانوالہ ڈویژن میں واقع تین اضلاع گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور گجرات کا ضلع وار خریداری کا ہدف گندم سال 95-1994ء تا سال 98-1997ء کی مطلوبہ تفصیل پرچم "ب" پر *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فلور ملز کو گندم کی فراہمی

*485۔ چودھری زاہد محمود گورایہ۔ کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں جن فلور ملوں کو سرکاری گندم فراہم کی جا رہی ہے ان کے نام کیا ہیں وہ کہاں کہاں واقع ہیں اور ان کی CAPACITY کیا ہے۔

(ب) سال 94-1993ء سے لیکر 97-1996ء کے دوران کن کن ملز کے خلاف اور کن وجوہ کی بناء پر تادیبی کارروائی کی گئی؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

(الف) مطلوبہ *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تادیبی کارروائی کے ضمن میں متعلقہ ریکارڈ محکمہ انٹی کرپشن کی تحویل میں ہے اور زیر تفتیش ہے۔ جیسے ہی محکمہ انٹی کرپشن کی جانب سے تادیبی کارروائی کی حتمی رپورٹ موصول ہوگی۔ پیش کر دی جائے گی۔

گندم کے گودام

*488۔ چودھری زاہد محمود گورایہ۔ کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں گندم کے ذخیرہ کے لیے گودام کہاں کہاں واقع ہیں ان کی Capacity کتنی ہے وہ کب تعمیر ہوئے مزید کتنے گودام زیر تعمیر ہیں اور کن کن علاقہ جات میں ہیں؟

(ب) سال 94-1993ء سے لیکر 97-1996ء کے دوران کتنے گوداموں میں گندم کی کتنی مقدار خراب ہوئی۔ گندم کے نقصان کے ذمہ دار اہل کاران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ خوراک کے زیر استعمال مختلف اقسام کے گندم کے ذخیرہ کے لئے مفصل تفصیل، کہ گودام کہاں کہاں واقع ہیں اور کن کن علاقہ جات میں ہیں، کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(1) زیر تعمیر گوداموں کی تفصیل نیچے درج ذیل ہے۔

تعمیر گودام طرز مکان گنجائش 2000 میٹرک ٹن شور کوٹ ضلع جھنگ قسمت فیصل آباد

*** (تفصیلات لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)۔

(2) [illegible] 1000 میٹرک ٹن [illegible] ہو گیا ہے۔ [illegible] جہلم قسمت راولپنڈی

(3) تھڑا جات کی گوداموں میں منتقلی امرانی میں ضلع بہاول پور قسمت بہاول پور میں زیر تعمیر ہے۔

(4) تعمیر گودام طرز مکان گنجائش 4000 میٹرک ٹن گلبرگ ضلع رحیم یار خان میں زیر تعمیر ہے۔بقایا *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 94-1993ء سے لے کر 97-1996ء کے دوران 14 گوداموں میں 5895.380 میٹرک ٹن گندم خراب ہوئی ہے۔

متعلقہ اہلکاران کو ملازمتوں سے برطرف کر دیا گیا ہے اور کچھ کے خلاف محکمانہ کارروائی جاری ہے۔ ایک کیس کی کارروائی چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کے زیر تفتیش ہے۔*** مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان : جناب والا وقفہ سوالات تو اب ختم ہو گیا میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ وزیر موصوف یہ سوالات آئندہ اجلاس تک کے لیے ملتوی کر رہے ہیں ۔ مجھے خدشہ ہے کہ شاید آئندہ اجلاس نہ ہو یہ ایک مہینے کے لیے اجلاس ہو رہا ہے اس میں adjust کر دیں ۔

جناب سعید اکبر خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور تجویز بھی ہے کہ وقفہ سوالات کے لیے جو ایک گھنٹہ مقرر ہے وہ ممبران کے لیے نہایت اہم ہے اور ہمارے کافی دوست پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ وقفہ سوالات میں آپ پوائنٹ آف آرڈر پوچھنے کی اجازت نہ دیا کریں تاکہ لوگوں کے کے سوالوں کے جواب آسکیں

جناب قائم مقام سپیکر ، جناب سعید اکبر صاحب آپ یہ جانتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کسی بھی صورت میں ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ مت اٹھائیں یا تو یہ ایوان فیصلہ کر لے ۔ ایوان کے فیصلے کے مطابق تو بات چل سکتی ہے ورنہ پوائنٹ آف آرڈر کو میں نہیں روک سکتا یہ قواعد انضباط کار اور آئین کی بات ہے۔

نوٹس برائے طلبی توجہ

تھانہ شرق پور کے علاقہ میں یتیم بچی سے زیادتی اور قتل

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم نوٹس برائے طلبی توجہ کو لیتے ہیں ۔جناب سعید اکبر خان۔

*** (تفصیلات لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر !

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلال پور ارائیاں تھانہ شرق پور تحصیل فیروز والا کی یتیم بچی مصباح دختر ارشد (مرحوم) گینگ ریپ سے حاملہ ہو گئی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان نے حمل زائل کرنے کے لیے حاملہ کو زہریلی دوائی زبردستی استعمال کرائی جس سے مصباح کی موت مورخہ 22-2-97 کو واقع ہو گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ مذکور کے انچارج برائے تفتیش نے بھاری رقم وصول کر کے واقعہ کو خودکشی پر محمول کیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتولہ کی بیوہ والدہ کو کیس کی پیروی کرنے پر دن دہاڑے ملزمان نے اغواء کر کے انتہائی بے دردی سے کلہاڑی سے بازو توڑ دیے اور پاؤں کاٹ دیے جب کہ سر پھوڑ دیا۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جملہ ملزمان کے نام، پتہ جات اور ان کے خلاف کئے گئے اقدامات سے ایوان کو آگاہ کرے گی ؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

جناب قائم مقام سپیکر ، جناب وزیر اعلیٰ صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف)، شکریہ جناب سپیکر !معزز ممبر سعید اکبر خان صاحب نے جو سوال ایوان میں اٹھایا ہے اور یہ واقعہ جس کے حوالے سے انھوں نے یہ CALL ATTENTION NOTICE دیا ہے یہ واقعہ لاہور ہائی کورٹ میں ہے اس لیے یہ معاملہ sub- judice ہے اور اس ایوان کے رولز کے مطابق کوئی ایسا کیس جو کہ sub- judice ہو وہ قواعد کے مطابق رول (48 vi) کے تحت اس ایوان میں نہیں اٹھایا جا سکتا۔ یہ معاملہ لاہور ہائی کورٹ میں sub-judice ہے۔ شکریہ ۔

جناب سعید اکبر خان : جناب والا! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو رٹ اس بیوہ نے ہائی کورٹ میں کی تھی وہ dismiss نہیں ہوئی۔

جناب وزیر اعلیٰ ، جناب والا! لاہور ہائی کورٹ میں جو petition مرحومہ کی والدہ نے کی تھی اس کے اوپر معزز عدالت نے یہ آرڈر دیا ہے۔

Direction shall accordingly issue to the Deputy Inspector General of Police

Lahore to transfer this case to any officer of known integrity of his choice and if he so desires to Rana Muhammad Aslam DSP, Crime who shall conduct the investigation and conclude it within a period of two months positively The learned AAG shall establish contact with the DIG and communicate the orders of this court to him for immediate compliance

جناب والا! لاہور ہائی کورٹ کا یہ آرڈر ہے اور دو ماہ 6 جولائی کو ہوں گے کیونکہ 6 مئی کو اس کے اوپر آرڈر ہوئے تھے

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے ڈی آئی جی لاہور کو یہ direction دی اور اس کی writ dispose of کر دی لیکن رانا محمد اسلم کرائمز برانچ میں ہیں جو ڈی آئی جی لاہور کے دائرہ اختیار میں نہیں وہ آرڈر سہواً غلط ہو گیا.....

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں آپ کورٹ کے آرڈر کو کیسے چیلنج کر سکتے ہیں اس پر تو بات نہیں ہو سکتی کہ ہائی کورٹ نے کیا آرڈر کیا ہے ؟

جناب سعید اکبر خان ، نہیں جناب میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہائی کورٹ نے direction دے کر وہ writ dispose of کر دی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ تو آپ کہہ رہے ہیں کورٹ نے سہواً کیا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! آپ میری بات سن لیں اگر آپ کو سمجھ آ جائے تو پھر ، جناب والا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ لاہور ہائی کورٹ نے ڈی آئی جی لاہور کو direction دی اور writ dispose of کر دی ۔ ہائی کورٹ کی طرف سے یہ direction مل گئی کہ وہ انکوائری کروائیں گے میرا سوال یہ ہے کہ رانا محمد اسلم صاحب کرائم برانچ میں ہیں جو لاہور ڈی آئی جی کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے وہ آرڈر جو تھا وہ سہواً غلط ہو گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں آپ کورٹ کے آرڈر کو کیسے چیلنج کر سکتے ہیں ؟

جناب سعید اکبر خان، میں چیلنج نہیں کر رہا میں تو بتا رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں اس پر تو بات نہیں ہو سکتی۔ کہ ہائی کورٹ نے آرڈر کیا کیا ہے ؟

جناب سعید اکبر خان، نہیں میں تو کہہ رہا ہوں کہ وہ رٹ ڈائریکشن کرکے ـــــ

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو آپ کہہ رہے ہیں کہ سوآ ہوگئی ۔ جو کورٹ نے آرڈر دیا ہے آپ اس پر کیسے بات کر رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، سر میری بات سن لیں پھر اگر آپ سمجھ جائیں تو ٹھیک ہے۔ سر ہائی کورٹ نے ڈی آئی جی لاہور کو ڈائریکشن دی اور رٹ dispose of کردی۔ ہائی کورٹ کی ڈائریکشن ہوگئی ڈی آئی جی کو کہ وہ انکوائری کروائیں گے ۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو پولیس کسی ڈویژن کی اور اس ضلع کی ' اس بیوہ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میاں نواز شریف صاحب کے سابقہ دور میں انھوں نے ایک بہت اچھی روایت ڈالی تھی کہ کوئی بھی اس طرح کا وقوعہ ہوتا تھا تو وہ خود وہاں تشریف لے جاتے تھے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، خان صاحب آپ کے کہنے کے مطابق مجھے سمجھ آگئی۔ اب آپ سمجھنے کی کوشش کریں کہ آنریبل کورٹ نے جو ایک فیصلہ دے دیا ہے ۔

جناب سعید اکبر خان، کیا فیصلہ دیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، جو بھی فیصلہ دیا۔ جس کو آپ کہہ رہے ہیں کہ اس نے سوآ یہ کیا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے بعد اس پر بات کیسے ہوسکتی ہے؟ اب آپ سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

جناب سعید اکبر خان، میں یہ چاہتا ہوں کہ کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ مناسب سمجھیں گے ـــ

جناب قائم مقام سپیکر، خان صاحب میں پھر یہ کہوں گا کہ کورٹ نے یہ جو بات کی اس کے اوپر ہم بات نہیں کرسکتے ۔

جناب سعید اکبر خان، سر یہ کورٹ کی بات نہیں ۔ کورٹ نے تو ڈی آئی جی کو ڈائریکشن دے دی ہے۔ کہ آپ تفتیش کروائیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو تو آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ سوآ غلط کیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، سر نہیں میں نے کہا کہ ـــ

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ سے request کرتا ہوں کہ کورٹ کی بات پر بات نہ کریں ۔

جناب سعید اکبر خان، میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب ـــ

جناب قائم مقام سپیکر، میاں عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں - اور یہ پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے کھڑے ہوئے ہیں - یہ میں کہہ رہا ہوں میرا خیال ہے میری بات ٹھوس ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ

Can this House discuss the conduct of the judiciary.

جناب قائم مقام سپیکر، جی نہیں میں نے پہلے عرض کر دیا ہے۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، یہ کوئی انصاف نہیں وہ لڑکی بیوہ ہے اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اگر ان کو انصاف پہنچائیں گے تو بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ایسا کریں کہ آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے مل لیں -

جناب سعید اکبر خان، سر میں نے تو سوال کیا اور وہ رٹ dispose of ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے عرض کیا ہے کہ یہاں پر یہ discussion نہیں ہو سکتی۔ جی چیف منسٹر صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف)، آپ کی وساطت سے میں معزز ممبر کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ یہ dispose of اس طریقے سے نہیں ہوئی جس طرح آپ فرما رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس میں ہائی کورٹ نے یہ بھی آرڈر فرمایا ہے کہ

The case shall be registered after the investigation is complete.

یعنی کہ یہ دوبارہ ہائی کورٹ میں لسٹ ہو گا جب تحقیقات مکمل ہو جائے گی۔ رہی بات وہاں پر جانے کی تو میں حاضر ہوں وہ مجھے مل لیں مزید اس بارے میں آپ جو بھی چاہتے ہیں میں حاضر ہوں۔ لیکن جب کورٹ کا آرڈر ہے وہ یہی ہے کہ تحقیقات ہو اور مکمل ہونے کے بعد

It shall be listed in the court of law. Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر، جی شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، میں وزیر اعلیٰ صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں ایک بیوہ کو انصاف پہنچانے کے لیے یہ فرمایا ہے کہ میں تیار ہوں کہ اگر اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو میں تیار ہوں اس کی تحقیقات کروانے کے لیے تو میں ان سے بات کرلوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

ایس ایس پی گوجرانوالہ کا قتل

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6 مئی 1997ء کو دن دیہاڑے ایس ایس پی گوجرانوالہ چودھری محمد اشرف مارتھ کو دہشت گردوں نے قتل کر دیا اور ایسے ہی دہشت گردی کے واقعات میں تین یوم قبل فیصل آباد میں چار افراد اور پنجاب کے دیگر اضلاع میں درجنوں محب وطن شہری لقمہ اجل بن چکے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دہشت گردی کے یہ منظم واقعات تسلسل کے ساتھ وقوع پذیر ہو رہے ہیں اور ان بہیمانہ واقعات میں ملوث ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔

(ج) کیا وزیر اعلیٰ پنجاب دہشت گردی کے اس بڑھتے ہوئے رجحان کی روک تھام کے لیے حکومت کی حکمت عملی اور ملزمان کی گرفتاری سے متعلق ناکامی پر ایوان کو اعتماد میں لیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جناب عزت مآب وزیر اعلیٰ صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ، شکریہ جناب سپیکر! معزز ممبر رانا ثناء اللہ صاحب کے سوال کا جز الف بالکل درست ہے کہ مورخہ 6 مئی 1997ء کو ایس ایس پی گوجرانوالہ چودھری محمد اشرف مارتھ شہید جو ایک انتہائی فرض شناس اور بڑا ہی دیانت دار افسر تھا وہ بدقسمتی سے دہشت گردوں کے ہاتھ شہید ہوگیا۔ اور ان کی یہ بات بھی درست ہے کہ فیصل آباد میں 3 مئی 1997ء کو تین افراد اور 6 مئی 1997ء کو ایک اور شہری دہشت گردی کا نشانہ بنا۔ اور جناب سپیکر یہ بات بھی درست ہے کہ پنجاب کے دوسرے علاقوں میں بھی چند اور دہشت گردی کے واقعات ہوئے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ملزمان ان گھناؤنے واقعات میں گرفتار نہیں ہوئے۔ میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ یہ کہنا درست نہیں۔ جہاں تک (مرحوم) اشرف مارتھ شہید کا تعلق ہے جناب سپیکر چار ملزمان جو کہ اس گھناؤنے قتل میں اعانت کرنے میں ملوث تھے وہ چاروں کے چاروں گرفتار ہوچکے ہیں۔اور اس کے علاوہ (نعرہ ہائے تحسین) بعض دوسرے ملزم جو اس قتل میں ملوث تھے کے بارے میں بھی پولیس اور انتظامیہ دن رات کوشش کر رہی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ جلد از جلد گرفتار ہوں اور ان کو

قرار واقعی سزا مل سکے۔ جناب سپیکر یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ 20 فروری کو جب پاکستان مسلم لیگ نے اس ملک کے اندر عنان اقتدار سنبھالا تو وہ ملک دشمن عناصر جو کہ کسی طور پر پاکستان کے اندر خوش حالی اور ترقی کا دور نہیں دیکھ سکتے جو نہیں چاہتے کہ اس ملک کے اندر غربت اور بے روز گاری کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ بلکہ یہ ہمیشہ کے لیے دفن ہو جائے۔ وہ لوگ جو یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک کے اندر زراعت اور صنعت کا پہیہ جو پچھلے ساڑھے تین سالوں میں جمود کا شکار ہو گیا تھا وہ دوبارہ چل پڑے اور ملک کے تیرہ کروڑ عوام دوبارہ خوش حالی کے راستے پر چل پڑیں اور ہم شبانہ روز محنت کر کے پاکستان کو ایک عظیم قوت بنائیں۔ وہ دہشت گرد وہ پاکستان دشمن اس ملک کے اندر خون اور قتل کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انھوں نے کسی حد تک اس ملک کے اندر دہشت گردی کے واقعات دہرائے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا اور کیا جا رہا ہے کہ ایک ایسی حکومت جو بھرپور عوامی تائید سے اس ملک میں اس قوم کی خدمت کرنے کے لیے آئی ہے اور اس ملک کے اندر کرپشن، لوٹ مار اور بے روز گاری کو ختم کرنے کے لیے آئی ہے۔ اور عوام کی صحیح معنوں میں خدمت کرنے کے لیے آئی ہے۔ اس کو destabalise کرنے کا بڑا گھناؤنا منصوبہ ہے۔ لیکن ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل و کرم سے اور عوام کی طاقت سے ہم ان کے تمام ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس وقت جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ 20 فروری 1997ء سے لے کر اب تک 31 مئی 1997 تک اب تک ایسے 34 واقعات ہوئے جن میں بیچین بے گناہ افراد موت سے ہم کنار ہوئے۔ اور جناب والا اس دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے پچھلے تین ماہ میں ہم نے جامع منصوبہ بندی کی ہے۔ اور اس منظم گروہ کو ختم کرنے کے لیے ایک comprehensive پلان تیار کیا گیا ہے۔ اس میں سب سے پہلے جناب سپیکر جو سب سے اہم کام پولیس اور Law Enforcing Agencies کے لیے اور کرائم کو come-back کرنے کے لیے سب سے اہم کام جناب والا! انٹیلی جنس کا ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے ماضی میں پچھلے دور میں یہ تمام ایجنسیاں جن کو کروڑوں روپے کی گرانٹ اور فنڈز دیئے گئے اس قوم کے خون پسینے کی کمائی سے وہ پیسہ کہاں صرف ہوا۔ مخالفوں کو اپوزیشن کو victimize کرنے کے لیے صرف ہوا۔

جناب سپیکر! نہ صرف مخالفوں، اپوزیشن کو victimize کرنے اور جو کام ان ایجنسیز کا تھا وہ چھوڑ کر کسی اور کام کو لگ گئے بجائے اس کے کہ وہ دشمنان پاکستان کو پکڑتے انہوں نے محب وطن

اللہ کے فضل سے ان تمام ایجنسیوں کو دوبارہ revitalize کیا گیا ہے اور مختلف انٹیلیجنس ایجنسیوں کو اکٹھا کیا گیا ہے تاکہ بہترین انفرمیشن اور اطلاعات پولیس کو پہنچائی جائیں اور اس کے ذریعے ہم ان دہشت گردوں کا قلع قمع کر سکیں۔ اسی طریقے سے محکمہ سی آئی ڈی کے تحت ڈویژن اور ضلع پر ہم نے بڑے چاک و چوبند لوگ مہیا کیے ہیں جن کا کام ہی یہ ہے کہ sectarian terrorism میں ملوث لوگوں سے مؤثر طور پر نپٹا جا سکے اور ان کو فی الفور گرفتار کیا جا سکے۔ جناب سپیکر! اس کے نتیجے میں 1012 افراد جو ان کاموں میں کسی نہ کسی طریقے سے ملوث ہو سکتے تھے ان کو MPO 3 کے تحت نظر بند کیا گیا ہے اور جناب سپیکر! سی آئی ڈی کے ذریعے 46 خطرناک اشتہاری ملزمان کو ہم forced stinkers کہتے ہیں ان میں سے 18 اس وقت تک گرفتار ہو چکے ہیں۔

(فاضل اراکین نے ڈیسک بجائے)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ فروعی اختلاف ہیں، میں نہیں مانتا کہ کوئی مسلمان، مسلمان کا گلا کاٹ سکتا ہے یہ کام صرف اور صرف دشمنان پاکستان کا ہے اور اس سلسلے میں ان مذہبی جماعتوں سے بھی رابطہ کیا گیا جو اس کام میں خیر و برکت کا باعث بن سکتی ہیں اور اپنی خدمات کے ذریعے وہ اس معاملے میں ہاتھ بٹا سکتی ہیں اور آپ نے دیکھا کہ محرم الحرام سے پہلے ہم نے یہاں لاہور میں علماء کا ایک بہت بڑا اجتماع کیا تھا اور اس کے بڑے مثبت نتائج نکلے اور جناب سپیکر! آپ نے دیکھا کہ ان تمام اقدامات کے نتیجے میں کئی سالوں میں شاید پہلی مرتبہ پورے پنجاب میں نویں اور دسویں محرم کو ایک بھی واقعہ نہ ہوا اور اللہ کے فضل و کرم سے پورے پنجاب میں محرم الحرام کا مہینہ بڑے امن سے گزرا اور پوری قوم نے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ لاؤڈ سپیکر کا استعمال صرف اذان اور جمعہ کے عربی خطبوں تک محدود کرنے کا پروگرام بنایا گیا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم ہم پہلے مسلمان ہیں اور پھر پاکستانی ہیں اور اس کے بعد کچھ نہیں لیکن یہاں پر مختلف school of thoughts اور فرقہ بندیاں ہیں۔ کوئی اپنے آپ کو کچھ کہلاتا ہے اور کوئی کچھ کہلاتا ہے۔ ہم ایک خدا اور ایک رسول کو ماننے والے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اسی بنیاد پر یہ طے کیا کہ لاؤڈ سپیکر پر نماز کے وقت خالی اذان اور جمعہ کو عربی خطبہ دیا جا سکے تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ جناب سپیکر! دنیا آج چاند سے بھی اوپر جا پہنچی ہے، آج

یورپ اور امریکہ کو دیکھیں انہوں نے خوش حالی کی بلندیوں کو چھو لیا ہے اور ہم یہاں پر آج بھی اونچی آمین' نیچی آمین کے چکر سے نہیں نکلے۔ جناب سپیکر! اس قوم کو ہم کس طرح غربت کے چکر سے نکالیں گے؟ ہم سب مسلمان ہیں' ایک خدا اور ایک رسول کے نام لیوا ہیں۔ جناب سپیکر! میرا مطلب کسی کی دل آزاری کرنا نہیں۔ سعودی عرب میں آپ خانہ کعبہ چلے جائیے' آپ روضہ رسول چلے جائیے کوئی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھ رہا ہوتا ہے' کوئی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ رہا ہوتا ہے۔ سب اس خدا کے حضور سربسجود ہوتے ہیں جس نے اس کائنات کو بنایا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ واحد طریقہ ہے جس کے ذریعے ہم مل جل کر ایک ملت بن کر پاکستان کو ان چکروں سے نکال کر' ان بدعتوں سے نکال کر صحیح معنوں میں ایک فلاحی' اسلامی مملکت کی طرف سفر کر سکتے ہیں وگرنہ ہم جتنی دیر اس طریقے سے چلتے رہے اس قوم کا وقت ضائع کرتے رہیں گے اور ہم خدا کے آگے بھی ملزم کہلائیں گے۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پنجاب کے اندر دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے لاء اینڈ آرڈر کو بہتر بنانا ہے آج صورت حال یہ ہے کہ ایک سپاہی جس کو آپ تھری نٹ تھری کی ایک گن دیتے ہیں سالوں سال اس نے کبھی ایک راؤنڈ فائر نہیں کیا اگر اس کا نشانہ صحیح نہیں ہو گا تو وہ ایسے دہشت گرد کا مقابلہ کس طرح کرے گا اور یہ پیسہ پچھلے ادوار میں کہاں خرچ ہوا؟ عمرے پہ چلے گئے اندازہ کیجیے ذرا نو لاکھ روپے کی گڑیا خرید لی۔ قرآن کریم گواہ ہے کہ بیت المال کا فنڈ' یتیموں اور بیواؤں کے حق کا پیسہ اگر آپ اپنی جیب میں' اپنے پیٹ میں ڈالیں گے تو وہ جہنم کی نار کے برابر ہے۔ جناب سپیکر! وہ پیسہ خورد برد کیا گیا اور قوم کے جو اعلیٰ ترین اہداف قوم کے اعلیٰ ترین مقاصد تھے کہ ہم یہاں پر تعلیم' بیماری کا خاتمہ کریں اس ملک کے اندر غربت کا خاتمہ کریں بیواؤں اور یتیموں کے سروں پر دست شفقت رکھیں ان تمام اہداف کو بھول کر اس ملک کے اندر لوٹ مار کا ایسا بازار گرم ہوا کہ یہ تمام معاملات تہہ وبالا ہو گئے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوبارہ ایک ایسی حکومت آئی ہے جو ان تمام معاملات پر توجہ دے رہی ہے ہم نے پنجاب کے اندر elite force قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس elite force کو آرمی کے بہترین افسر ٹریننگ دیں گے اور وہ افسر ہم نے پاکستان آرمی سے لے لیے ہیں جو پنجاب آ چکے ہیں ان کے لیے ایک ٹریننگ سکول مختص کر دیا گیا ہے اور وہاں پر پولیس میں سے اچھے افسر اور اچھے سپاہی چن کر ان کو ٹرینڈ کریں گے' نشانہ بازی سکھائیں گے ان کا گرد جھاڑیں گے' ان کا موٹا پن ختم کریں گے اور ان شاء اللہ اس صوبے کو امن کا

گہوارہ بنانے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔

(ایوان میں معزز اراکین نے تالیاں اور ڈیسک بجائے)

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کو اور معزز ممبران ایوان کو ایک مرتبہ پھر یقین دلاتا ہوں کہ اگر کہیں بھی کوتاہی ہو گی تو ہم ان شاء اللہ اس ایوان کی مدد سے معاملات کی اصلاح کریں گے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

مولوی غیاث الدین، عربی کا خطبہ وہاں ہوتا ہے جہاں سامعین بھی عربی ہوں۔ یہاں سامعین عربی نہیں۔ یہاں اگر عربی خطبے پر پابندی لگائی گئی اور اردو میں خطبہ نہ دینے دیا گیا تو اس کا مقصد قرآن اور حدیث کی تعلیم کو روکنے کے مترادف ہو گا۔ عربوں میں جو عربی خطبہ دیا جاتا ہے وہ آگے سامعین بھی صرف عربی ہوتے ہیں۔ ہم قطعاً تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اگر عربی خطبہ دینا ہے تو پھر سامعین بھی عربی لانے چاہییں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مولوی صاحب! بیٹھیے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں) دیوان صاحب! آپ بھی بیٹھیں اور مولانا صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ call attention notice کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال کرنا ہے question تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا تو ٹائم مخصوص ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا question تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب اگر اس کا ٹائم ختم ہو گیا ہے تو میں کیسے اس کو بڑھاؤں گا؟ جناب! رولز آف بزنس کے تحت وقت ختم ہو گیا ہے آپ تشریف رکھیں۔ اس کے پندرہ منٹ ہوتے ہیں وہ ختم ہو گئے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر۔ 3 میاں امتیاز احمد کی ہے۔

کالٹن ریسرچ آفیسر رحیم یار خان کی ایم پی اے سے بدسلوکی

میاں امتیاز احمد، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ دن میں ایک مسئلے کے سلسلے میں کالٹن ریسرچ آفیسر رحیم یار خان مشتاق فرید کے دفتر میں گیا۔ معاملہ یہ تھا کہ رحیم یار خان کالٹن ریسرچ سنٹر کے کچھ غیر آباد رقبہ پر کافی عرصہ سے لوگوں نے گھر بنائے ہوئے تھے ان میں سے کچھ لوگ بیس پچیس سال سے بیٹھے تھے اور کچھ دس پندرہ سال سے، مشتاق فرید نے اپنے کچھ جاننے والوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے کسی خاص وجہ کے تحت زمین پٹہ پر دینے کا آرڈر دیا جن لوگوں کو زمین پٹہ پر دی گئی انھوں نے اور مشتاق فرید نے موقع پر جا کر لوگوں کے گھر گرانے شروع کردیے جو کہ بغیر کسی نوٹس کے تھے۔ وہ لوگ چیخ و پکار کرتے رہے۔ ان میں سے کچھ لوگ میرے دفتر میں آئے میں لاہور تھا۔ لاہور مجھے فون پر بتایا گیا کہ غریبوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میں نے ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کو فون کیا انہوں نے فوراً اسسٹنٹ کمشنر رحیم یار خان کو کہا کہ موقع ملاحظہ کریں اور غریبوں کے گھر گرانے سے پہلے ان کا متبادل انتظام کرانے کے بعد انہیں وہاں سے اگر ہٹنا کرانا ہے تو کرادیں۔ یہی پیغام اے سی نے مشتاق فرید کو دیا۔ مگر اس کی کوئی خاص مجبوری تھی وہ پھر بھی اے سی کے جانے کے بعد بھی گھر گرواتا رہا۔ میں جب رحیم یار خان واپس آیا تو وہاں کے لوگ میرے پاس آئے اور تمام واقعات بتائے میں نے کہا کہ میں موقع دیکھوں گا۔ میں موقع پر گیا تو ساتھ ہی ان کا آفس تھا میرے ساتھ عبدالصمد اور چودھری نثار احمد اور شاہد اسلام صدر یوتھ ونگ بھی تھے۔ ہم انکے آفس میں گئے ہم نے کہا کہ مشتاق صاحب آپ نے غریب لوگوں کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ یہ بات سنتے ہی موصوف آگ بگولہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ میں نے بڑے ایم پی اے دیکھے ہیں۔ اور جو منہ میں آیا بکنا شروع کر دیا اور کہا کہ میرے دفتر سے چلے جائیں میں خود بہتر جانتا ہوں کہ میں نے اپنے فارم پر کیا کرنا ہے۔ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا اور فوراً یہاں سے چلے جائیں اور ہم وہاں سے جب باہر آئے تو دفتر کے باہر تک وہ ہمیں اونچی آواز میں گالیاں دیتا رہا۔ جناب والا! اس واقعہ کو میرے معزز ساتھیوں نے بھی دیکھا اور میرے حلقے کے لوگوں کو بھی پتا چلا جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! مشتاق فرید صاحب اس وقت رحیم یار خان میں کاٹن ریسرچ آفیسر ہیں اور وہاں انھوں نے اندھیر نگری مچائی ہوئی ہے۔ اور جس زمین کا ذکر میں نے کیا ہے۔ جہاں غریبوں کے گھر تھے۔ تقریباً پاکستان بننے سے پہلے اور بعد میں کچھ لوگ آ کر وہاں پر آباد ہوئے ۔ اس نے وہ زمین رشوت لے کر کچھ لوگوں کو پٹہ پر دی۔ جب اس نے وہاں سے گھر گروائے تو میں نے اس سے جا کر کہا کہ آپ مہربانی کریں' اور انھیں یہاں سے متفث نہ کریں۔ اگر انھیں متفث کرنا ہے تو پہلے آپ انھیں نوٹس دیں۔ جناب والا! میرا یہ مطالبہ بالکل جائز تھا کہ اگر آپ نے یہ زمین خالی کروانی ہے تو انھیں کوئی متبادل جگہ دی جائے کیونکہ یہ کافی دیر سے یہاں بیٹھے ہیں۔ اس کے باوجود مشتاق فرید نے میرے ساتھ زیادتی کی اور اس نے وہاں جو کچھ بولا' اور میں کہتا ہوں کہ اس کی میرے ساتھ زیادتی انتہائی قابل مذمت ہے۔میں نے سیکرٹری زراعت سے آ کر بات کی اور انھیں اس مسئلہ پر بتایا۔ انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ ہم اس کی انکوائری کرواتے ہیں۔ انھوں نے اس مسئلہ کی انکوائری ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان سے کروائی ۔ وہ انکوائری بھی اس کے خلاف ڈپٹی کمشنر نے کر کے بھجوائی ۔پھر مجھے سیکرٹری صاحب نے فون کیا کہ ہم نے اس کو ٹرانسفر کر دیا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد پتہ چلا کہ مشتاق فرید صاحب کا ٹرانسفر بھکر ہوا تھا۔ وہ پھر کینسل کر دیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے اس کے ٹرانسفر سے غرض نہیں ۔ اس آدمی نے جو زیادتی کی اور انکوائری اس کے خلاف آئی ہے۔اس کا نوٹس لیا جانا چاہیے اور ایک معزز ممبر کے ساتھ اس طرح وہ زیادتی کریں تو اس کا پورے ایوان کو نوٹس لینا چاہیے۔تو میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو منظور کرتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر. جی لاہنسٹر کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا). شکریہ جناب سپیکر! ممبر موصوف نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اور اس کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں انتہائی مختصر الفاظ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بالکل درست ہے کہ کچھ عرصہ سے وہاں پر جو زرعی تحقیقی ادارے کے چند ملازمین کی رہائش گاہوں کے خالی کرانے کا سلسلہ چل رہا تھا۔ اس سلسلے میں ممبر مذکور اور ادارہ کی انتظامیہ کے درمیان اختلافات بھی پائے جا رہے تھے۔ میں اس بات سے بھی جناب سپیکر! اتفاق کرتا ہوں کہ ممبر مذکور نے اس سلسلہ میں سیکرٹری زراعت سے بھی رابطہ قائم کیا اور سیکرٹری زراعت نے ان کے رابطہ کرنے پر ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کو انکوائری آفیسر مقرر کیا۔ جناب سپیکر! ڈپٹی کمشنر

کی انکوائری رپورٹ کے مطابق متعلقہ حصے جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر آزادانہ چھان بین کرنے کے بعد یہ واضح ہوا کہ انسٹی ٹیوٹ کے کچھ ملازمین کے غیرذمہ دارانہ اور غیر ضروری رویے نے منتخب نمائندے کو اشتعال دلایا۔ اس الزام میں قطعی کوئی سچائی نہیں کہ ممبر صوبائی اسمبلی نے غیر شائستہ زبان استعمال کی۔ جیسا کہ ان پر الزام ہے۔ پس پردہ حالات یہ ہیں کہ ان کچے گھروں کے مکینوں کو عرصہ دس سال سے وہاں رہنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اور تمام مکینوں کا اس شکایت پر اتفاق تھا کہ وہ متعلقہ انتظامیہ کو اس جگہ پر تعمیر مکانات کا کرایہ باقاعدگی سے ادا کر رہے ہیں۔ اس معاملہ کی مکمل چھان بین کی ضرورت ہے۔ سر! اس میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ڈپٹی کمشنر صاحب نے رپورٹ دی ہے۔ یہ ایک further investigation کا کیس بنتا ہے اور وہ ابھی مزید اس پر چھان بین کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا استدلال اس لیے بھی درست ہے کہ ممبر مذکور نے خود بھی ابھی یہ فرمایا ہے کہ انکوائری کی جائے۔ جناب سپیکر! میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملہ کی مزید چھان بین کی جائے گی۔ اور اگر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ متعلقہ افسر نے ممبر مذکور کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ یا ان کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے تو میں assure کرتا ہوں کہ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح میں نے ابتداء میں گزارش کی ہے کہ ممبر مذکور نے جب سیکرٹری زراعت سے رابطہ قائم کیا۔ جس طرح کہ انھوں نے فرمایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ڈپٹی کمشنر نے ابھی انکوائری کرنی ہے جو بھی رپورٹس موصول ہوں گی۔ ان کی بنیاد پر فیصلہ کریں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس assurance کے بعد میرے بھائی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان): اگر کسی نے غلط بیانی کی ہے تو پھر یہ دوبارہ استحقاق بنتا ہے کہ یہ غلط بیانی کیوں کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاءمنسٹر صاحب ایک تو آپ اس کو verify کریں۔ میری ایک چھوٹی سی عرض سن لیں کہ معزز ممبر جو وہاں کے رہائشی ہیں وہ on the floor of the House کہہ رہے ہیں۔ آپ کو بیوروکریسی کی طرف سے رپورٹ ملی ہے۔ آپ اس بات کو verify کریں۔ اگر یہ بات صحیح ہے کہ وہ آفیسر ابھی تک وہاں پر کام کر رہا ہے تو جس نے آپ کو یہ رپورٹ مرتب کر کے دی ہے اس کے خلاف فوری طور پر بڑا severe ایکشن لیں اور ہاؤس کو inform کریں کہ آپ نے کیا ایکشن لیا

ہے۔ نمبر دو میں معزز ممبر سے یہ پوچھوں گا کہ اگر وہ آفیسر وہاں سے شفٹ ہو گیا ہے یا further انکوائری ہو رہی ہے تو کیا اس انکوائری تک آپ انتظار کرتے ہیں۔ ایسا کرتے ہیں کہ اس کو pending کر لیتے ہیں۔ Meanwhile آپ دیکھ لیجیے۔ اگر یہ ثابت ہوتا ہے اور اس کے خلاف کارروائی ہوتی ہے اور آپ مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ اس تحریک استحقاق کو ہم دوبارہ take up کر لیں گے۔ یا آپ اس کو press نہیں کرتے تو ختم کر دیں۔

میاں امتیاز احمد، نہیں جی' اس کو pending کریں۔

وزیر قانون، مجھے جناب کی observation سے اتفاق ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تعمیل ہو گی۔ لیکن جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں نے صرف محکمے کی رپورٹ کو پڑھ دیا ہے۔ جناب سپیکر! اس سے میں تھوڑا سا اختلاف کروں گا۔ جناب سپیکر! یہاں حاضر ہونے سے پہلے میں نے باقاعدہ ڈیپارٹمنٹ کی میٹنگ کی ہے اور میں نے ان سے یہ under taking لی ہے جناب سپیکر کہ اس کی ٹرانسفر ہو چکی ہے اور واضح الفاظ میں میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا اس نے چارج بھی assume کر لیا ہے یا نہیں؟ جناب سپیکر! اگر اس میں کوئی غلط بیانی کا عنصر نکلتا ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے خلاف انتہائی سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ اس کو ہم آپ کی انکوائری رپورٹ تک مؤخر کر لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبرخان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر انکوائری اس اجلاس کے دوران مکمل نہ ہوئی اور رپورٹ ایوان میں نہ آئی تو اس کے بعد تحریک استحقاق کی کیا پوزیشن ہو گی' اگر اجلاس ختم ہو گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو وہ ensure کریں گے کہ اس اجلاس کے دوران ہی انکوائری مکمل ہو جائے۔ یہ اجلاس پورا مہینا چلنا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کسی مجبوری کے تحت تاخیر بھی ہوئی تو اس تحریک کو ہم ختم نہیں ہونے دیں گے۔ کیونکہ ہم نے یہ دیکھا ہے' مجھے تھوڑا سا یاد ہے' مجھے بات کرنی پڑتی ہے کہ اسی ہاؤس میں یہ بات چلی تھی' آپ کو بھی یاد ہو گا' کہ تحاریک آتی ہیں اور بعد میں کسی نہ کسی وقت پر patch up ہو جاتا ہے۔ میں اس مقدس ایوان کی اس چیئر پر بیٹھ کر

آپ سب کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں کسی بھی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوگا اور اس کو درست پایا گیا' آپ یقین کیجیے کہ اس کے خلاف وہ ایکشن ہوگا کہ شاید اس سے پہلے کبھی نہ ہوا ہو (نعرہ ہائے تحسین)۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی خواجہ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمائیے۔

خواجہ ریاض محمود، آپ نے ہاؤس کے فاضل اراکین کے لیے جو محبت بھرے جذبات پیش کیے ہیں میں اس کے لیے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! ماضی کی تاریخ گواہ ہے کہ اس ایوان کے اندر سے اسمبلی کے ممبروں کو زبردستی اٹھا کر پولیس کی جیپوں پر لے جا کر تشدد کیا گیا۔ ماضی کی پیپلز پارٹی کی حکومت نے افسروں کو یہ ہدایات دے رکھی تھیں کہ مسلم لیگی اراکین اسمبلی کی کوئی بات نہ مانو۔ اگر وہ آپ کے دفتروں میں آئیں تو ان کو بےعزت کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب میاں شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب ان افسروں کا آپریشن کر رہے ہیں۔ تحریک کے محرک میرے دوست امتیاز صاحب ماشاء اللہ ہمارے صف اول کے کارکن رہے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ حوصلہ رکھو' کوئی افسر جس نے آپ کو تنگ کیا ہے' وہ اگر اس آپریشن سے بچ گیا ہے اب ان شاء اللہ تعالیٰ بچ نہیں سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ بہرحال' میں معزز ایوان کو ایک بار پھر یقین دلاتا ہوں کہ بلا تفریق وہ میرے لیے قابل احترام ہیں۔ اپوزیشن کا ممبر ہو یا ٹریژری بنچوں سے' میرے لیے وہ اس مقدس ایوان کا ایک قابل احترام رکن ہے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ہر رکن کا احترام اسی طرح کریں گے۔ ماضی میں اگر کبھی کچھ غلط ہوا تھا تو ان شاء اللہ آئندہ نہیں ہوگا۔ تحریک استحقاق نمبر 4۔ مولوی غیاث الدین صاحب۔

نمائندہ "جنگ" کی طرف سے ایم پی اے کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانا

مولوی غیاث الدین۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث

لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے مسئلہ یہ کہ روز نامہ "جنگ" لاہور مورخہ 25 اپریل 1997 کے صفحہ 8 نارووال کی سیاسی صورت حال میں سید عارف نوناری نمائندہ جنگ نے تبصرہ کرتے ہوئے میرے متعلق یہ تحریر کرکے مثلاً چودھری انور عزیز سابقہ وفاقی وزیر کے بیٹے آزاد رکن قومی اسمبلی دانیال عزیز اور مولانا غیاث الدین آزاد رکن صوبائی اسمبلی کو نواز شریف نے لینے سے انکار کردیا ہے اور شکر گڑھ حلقہ این اے 91 اور حلقہ پی پی 114 کے ووٹران اور عوام کی مشکلات اور گرانٹ نہ ملنے کی وجہ سے مایوس ہوگئے ہیں (مزید برآں کچھ آگے لکھتے ہیں) شکر گڑھ سے آزاد ممبران مولوی محمد غیاث الدین اور دانیال عزیز کو منتخب کرکے ووٹران اب پچھتا رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ترقیاتی فنڈ ان کو نہ ملنے سے ترقیاتی کام رک جائیں گے اور ان ممبران کو آزاد ہونے کی وجہ سے ووٹران کے ذاتی کام کروانے میں بھی مشکلات پیش آرہی ہیں۔ اس طرح میری سیاسی و ذاتی حیثیت کو نقصان پہنچایا ہے اور مجھے حلقہ کے عوام اور ووٹران کے سامنے رسوا کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ ہر معزز رکن اسمبلی بلکہ ہر انسان کا یہ بنیادی استحقاق ہے کہ اس کے متعلق غلط و بے بنیاد تبصرہ کرکے اسے رسوا کیا جائے۔ لہٰذا میری جناب سے استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق منظور فرما کر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک صحافی کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ معاشرے کے متعلق صحیح رپورٹنگ کرے، صحیح خبر دے۔ ایسی خبر ----

جناب قائم مقام سپیکر، جناب وزیر خوراک تشریف رکھیں گے؟

مولوی غیاث الدین، جس سے کسی کی عزت مجروح ہو یہ صحافت کے نام پر ایک بہت بڑا داغ ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ حقیقت عرض کر رہا ہوں۔ روزنامہ "جنگ" کے اس مبصر نے وزیر اعظم صاحب کے بارے میں میرے متعلق یہ کہا ہے کہ انھوں نے لینے سے انکار کر دیا ہے تو جب سے اس اسمبلی کا یہ عاجز ممبر بنا ہے، ابھی تک میری وزیر اعظم صاحب سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ اب لینے یا نہ لینے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جناب سپیکر! اس خبر کے لگا دینے کی وجہ سے نہ صرف میرے حلقے کے عوام، بلکہ میرے ساتھی ممبران نے بھی میرے حلقے کے اندر مداخلت کر کے محکموں میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ مولوی غیاث الدین کا کوئی جائز کام بھی نہ کیا جائے، اس لیے کہ وہ آزاد رکن ہے، وہ حزب اختلاف

میں ہے۔ حالانکہ میں یہ مانتا ہوں کہ میں آزاد حیثیت سے یہاں اس ایوان میں آیا ہوں' لیکن میں نے اپنا اعتماد کا ووٹ اس ہاؤس کے لیڈر کو دیا۔ وہ اس لحاظ سے نہیں کہ مجھے کوئی لالچ یا حرص تھی۔ میں پہلے بھی اللہ کے فضل و کرم سے ممبر رہ چکا ہوں۔ میری حیثیت علاقے کے عوام جانتے ہیں' ایجنسیاں جانتی ہیں۔ میں ایک مسجد سے تعلق رکھنے والا ہوں۔ صفوں پر بیٹھنے والا ہوں۔ پہلے بھی الیکشن لڑا تھا اور صرف سائیکل پر الیکشن لڑا تھا۔ اس وقت بھی جب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستان میں مسلم لیگ کا زور تھا' اس عاجز نے مانگے ہوئے سکوٹر پر آزاد حیثیت سے الیکشن لڑا اور اللہ نے مجھے کامیابی عطا فرمائی۔ اب بھی اسی طرح سے مسجد کے صفوں پر بیٹھ کر "قال اللہ و قال رسول اللہ" کی تبلیغ کرتا ہوں۔ میں اسمبلی کا ممبر کسی ذاتی لالچ کی بنا پر نہیں بنتا۔ میرے متعلق یہ خبر لگا کے نہ صرف حلقے کے عوام کو متاثر کیا ہے' بلکہ یہاں تک ہوا ہے کہ مجھے میرے ساتھی ممبران نے بھی حلقے میں رسوا کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے محکموں کو یہ ہدایات دی ہیں کہ مولانا غیاث الدین صاحب کا کوئی جائز کام بھی نہ کیا جائے؟ اگر ایسی ہدایات آئی ہیں تو' حالانکہ ہم مسلم لیگ کی قدر کرتے ہیں' آبا و اجداد سے مسلمان چلے آ رہے ہیں۔ اس طرح سے مجبور کر کے مجھے پارٹی میں لانے کی کوشش کی گئی تو پھر ہماری حالت یہ ہے کہ اکثریت پر گھمنڈ کر کے کسی کی عزت کو مجروح نہ کیا جائے۔ اس لیے کہ یہ مت گمان کیا جائے کہ اکثریت ہے۔ ہر ایک کی عزت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے،

ساحل کے بھروسے پر خدا کو بھولنے والو
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کنارے ڈوب جاتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ مولانا صاحب۔

مولوی غیاث الدین، جناب سپیکر! میں چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بات یہ کہ میں نے مسلم لیگ کے خلاف کوئی بات کی ہو تو پھر مجرم ہوں۔ میرے متعلق یہ کہنا کہ مسلم لیگ نے انھیں رد کر دیا ہے' وزیر اعظم صاحب نے انھیں رد کر دیا' ہماری تو گفتگو ہی نہیں ہوئی! یہ صحافت ہے کہ کسی کے متعلق غلط خبر لگا دی جائے؟ صحافت تو یہ ہے' میں اگر حقیقت عرض کروں تو پھر برا نہ منایا جائے کہ صحافت کا آج اس چیز سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صحافت کے نام پر یہاں بلیک میلنگ بھی کی جاتی ہے' جیسا کہ جوہر ٹاؤن فیز II کے اندر 90 کنال زمین "جنگ" کے نام پر کہاں سے آئی ہے؟ یہ

[illegible] کا پرچہ دے رہے ہیں۔ اس 90 کنال زمین سے نہ ڈویلپمنٹ چارجز دیئے گئے ہیں' نہ ون تھرڈ دیا گیا ہے۔ میں نمائندہ جنگ سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ 90 کنال زمین کہاں سے آئی ہے؟ کیا آپ نے ڈویلپمنٹ چارجز دیا ہے؟ کیا آپ نے ون تھرڈ دیا ہے یا صحافت کے طور پر حاصل کی ہے یا دوسرے صحافیوں کو بھی ایسے ملی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب یہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہے۔ آپ اس کو مختصر کریں اور اپنے موضوع کو confine کریں۔

مولوی غیاث الدین: جناب سپیکر! میں آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ میری بات ہی نہیں سنتے۔ میں متعدد مرتبہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھا ہوں لیکن آپ نے میری بات نہیں سنی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب مولوی غیاث الدین نے ہمارے عوام کی توہین کی ہے کہ ہم اکثریت کے گھمنڈ پر ہیں۔ ہمیں اکثریت پروردگار نے دی۔ لوگوں نے ہمیں ووٹ دیئے۔ پھر ہمیں اکثریت ملی۔ گھمنڈ کے الفاظ اس نے کیوں کہے؟ اس نے کفر کا رستہ اختیار کیا ہے۔ اس کو کہیں کہ یہ واپس لے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی مولانا صاحب۔

مولوی غیاث الدین: جناب سپیکر! میں نے گھمنڈ نہیں کہا۔ یہاں اس ہاؤس میں اس ہاؤس کے قائد بیٹھے ہیں۔ میں حقیقت عرض کر رہا ہوں کہ اس خبر کی وجہ سے میرے ساتھی نمائندے نے محکموں کے اندر یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اس کا کوئی کام نہ کیا جائے۔ کیا میں صوبائی اسمبلی کا ممبر نہیں ہوں؟ میں اس چیز کی وضاحت جناب وزیر اعلیٰ سے چاہتا ہوں کہ ووٹ لینے کے متعلق تو آپ نے مجھے کہا کہ ووٹ دیا جائے' کیا اس وقت میں آزاد حیثیت میں نہیں آتا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تحریک استحقاق ایک اخباری بیان کے متعلق دے رہے ہیں یا چیف منسٹر صاحب کے متعلق دے رہے ہیں؟

مولوی غیاث الدین: میں اسی خبر کی بناء پر کہہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس کو ایک تو مختصر کریں اور دوسرا اسی موضوع پر رہیں۔ آپ جس کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ آپ چیف منسٹر صاحب سے جواب کیوں طلب کر رہے ہیں۔ آپ بات وہی کریں جس پر آپ آئے ہوئے ہیں۔ آپ اس کو مختصر کریں۔

مولوی غیاث الدین، جناب سپیکر! میں آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صحافی کا مقام تو یہ ہے کہ،

میری تیغ ہو کہ خامہ تیرے دین کے لیے ہے
میں اسی لیے صحافی اور اسی لیے میں غازی

لیکن آج اکثر صحافی اس مقام پر پہنچے ہیں کہ،

میری تیغ ہو کہ خامہ میرے پیٹ کے لیے ہے
میں اسی لیے صحافی اور اسی لیے میں غازی

حضرت! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر صحافت اسی چیز کا نام ہے تو پھر غلط خبریں دے کر کسی کی پگڑی اچھالنا' کیا کل کو اگر ہم "جنگ" کے متعلق یا کسی اور کے متعلق یہ خبر دے دیں اور جو حقیقت ہو اس کو چھپالیں تو کیا یہ درست ہو گا۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب قائم مقام سپیکر، ان کو بات ختم کرنے دیجیے۔ آپ بھی اپنی بات کو ختم کریں۔ یہ شارٹ سٹیٹمنٹ تو نہیں۔ یہ آپ نے بڑی لمبی تقریر کی ہے۔

مولوی غیاث الدین، بہرحال میں نے عرض کر دی ہے کہ اس خبر سے میرے حلقے کے عوام بھی مایوس ہوئے ہیں۔ میں ذاتی طور پر بھی بڑا پریشان ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور اس کی چھان بین کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جی کھوسہ صاحب' آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

سردار محسن عطا خان کھوسہ، جناب سپیکر! مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ مانگے ہوئے سکوٹر پر انھوں نے election compaign چلائی ہے۔ ایک تو مولانا ہیں اور اسلام میں مرد کے لیے ریشم پہننا حرام ہے۔ انھوں نے بوسکی پہنی ہوئی ہے اور 1500 روپے کی قمیض ہے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں؟

جناب مشتاق احمد، جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب مشتاق احمد، جناب والا! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

مولوی غیاث الدین، جناب سپیکر! میرے دوست نے جو اعتراض کیا ہے میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

جناب مشتاق احمد، جناب والا! میرے دوست نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس کے دو حصے ہیں۔ نمبر 1' انھوں نے جنگ کے صحافی پر الزام لگایا ہے کہ اس نے ان کے خلاف کچھ چیزیں لکھی ہیں۔ نمبر 2' انھوں نے اپنے ملحقہ حلقوں کے ممبران اسمبلی پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ ان کے حلقے میں مداخلت کر رہے ہیں۔ تو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ مولانا صاحب کے حلقے میں کسی نے مداخلت نہیں کی۔ صرف مسلم لیگ کے ووٹرز کے کاز کے لیے اگر یہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کروانا چاہتے ہیں تو اس کا دفاع کرنا کوئی جرم نہیں۔ تو میں گزارش کرتا ہوں کہ ان کی یہ تحریک استحقاق کس بنیاد پر ہو گی۔ کیا صحافی کے خلاف ہو گی یا ان کے ملحقہ ممبران اسمبلی کے خلاف ہو گی؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی' آپ بھی تشریف رکھیں اور آپ بھی تشریف رکھیں۔ لاءمنسٹر صاحب فرمائیں گے۔

مولوی غیاث الدین، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جو کہا ہے میں ان سے ایک واقعے کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب' آپ بہت بولے ہیں۔ مولانا صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب' آپ بیٹھیں۔ آپ اپنی تحریک استحقاق پر کوئی رولنگ چاہتے ہیں؟ آپ بہت بولے ہیں۔ آپ نے اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دی ہے اب لاءمنسٹر صاحب کو کچھ فرمانے دیں۔ جی لاءمنسٹر صاحب۔ مولانا صاحب! تشریف رکھیں۔

مولوی غیاث الدین، جناب سپیکر! انھوں نے میرے ریشم پہننے پر ایک اعتراض کیا ہے۔ میں شرعی مسئلہ عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ اس میں' میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ چند دن ہوئے میں کوئی خارش کے مرض میں مبتلا تھا۔۔۔ (قہقہے) میں عرض کر دیتا ہوں۔ یہ شرعی مسئلہ ہے کہ اگر خارش کے

علاج کے لیے ریشم پہننا پڑے تو شریعت میں جائز ہے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شکریہ' بیٹھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ لاءمنسٹر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب! ہاؤس in order نہیں ہے۔ میں کیا بات کروں گا؟

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ مولانا صاحب' یہ بات نہیں۔ اگر آپ اپنی تحریک پر سنجیدہ نہیں تو پھر کسی کا کچھ بھی نہیں ہو گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ مولانا صاحب نے کہا ہے کہ میں نے ریشم کی قمیض خارش کی وجہ سے پہنی ہے۔ تو اس کی بھی وجہ معلوم کرنی چاہیے کہ خارش لگی کیوں ہے؟ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، آپ مولانا صاحب کو ذرا مل لیجیے گا۔ وہ آپ کو بتا دیں گے۔ (قہقہے) جی' مولانا صاحب تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب' اگر آپ یہ کرتے جائیں گے تو پھر آپ کی تحریک پر رولنگ نہیں آسکے گی۔ وقت ختم ہو رہا ہے۔

مولوی غیاث الدین، جناب سپیکر! میں خارش کا بتانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب' وقت ختم ہو رہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی لاءمنسٹر صاحب۔

ملک ندیم کامران، جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب' وقت ختم ہو رہا ہے۔ پھر اس کے بعد کر لیجیے گا۔

ملک ندیم کامران، جناب سپیکر! ایک بہت ضروری بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' کر لیں۔

ملک ندیم کامران، جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس معزز ہاؤس کی توجہ اس طرف دلانا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ آج ہم نے ایک غلطی کی ہے کہ وقفہ نماز نہیں دیا۔ اس لیے آئندہ سے یہ ہونا چاہیے کہ وقفہ نماز ضرور ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب' وقفہ نماز' ابھی ٹائم ہی نہیں ہوا تو آپ کس طرح کہہ رہے ہیں۔

ملک ندیم کامران، جناب سپیکر! عصر کا وقت اس اجلاس کے دوران گزرا ہے۔ 4 بجے سے اجلاس جاری ہے اور اس دوران وقفہ نماز نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری گزارش یہ ہے کہ آپ 4 بجے آئے ہیں۔ اس کے بعد جب مغرب کا وقت ہو گا اس پر ضرور وقفہ نماز ہو گا۔

ملک ندیم کامران، جی' عصر کا وقت تھا اس کے لیے وقفہ نہیں دیا گیا۔ آئندہ اس کی احتیاط کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے ساتھی کو صرف یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ مغرب کے لیے ہمیشہ وقفہ مقرر کیا جاتا ہے کیونکہ اس کا وقت محدود ہوتا ہے۔ باقی نماز کے لیے کبھی رکاوٹ نہیں۔ ممبران جا کر نماز پڑھ کر واپس ہاؤس میں آ جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شکریہ۔ لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر! مولانا محمدغیاث الدین صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے وہ بنیادی طور پر "جنگ" مورخہ 25 اپریل 1997ء میں شائع ہونے والی ایک خبر کے حوالے سے ہے۔ تحریک استحقاق کا تعلق اخبار میں ایک خبر کی اشاعت سے ہے جو کہ استحقاق کے زمرے میں نہیں آتی۔ اخبارات کسی بھی خبر کے شائع کرنے میں آزاد ہیں۔ کسی بھی شخص کے خلاف توہین آمیز مواد کی اشاعت کے انسداد کے لیے دیوانی اور فوجداری قوانین موجود ہیں۔ اگر کسی خبر کے شائع ہونے سے معزز رکن کی دل آزاری ہوئی ہے تو اس خبر کی تردید یا وضاحت مذکورہ اخبار کو بھجوا سکتے ہیں اور اس تردید یا وضاحت کے علاوہ اپنا قانونی حق بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ تو ایک ٹیکنیکل جواب ہے جو میں نے آپ کی وساطت سے معزز ممبر تک پہنچانا تھا۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مختصر بیان کے دوران مولانا غیاث الدین صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا اور جو تاثر دینے کی کوشش کی اس سے کم از کم میں یہ سمجھا ہوں کہ ایک تو انھوں نے کہا کہ مسلم لیگ میں شمولیت کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں شکایت تو ایک اخبار کے حوالے سے ہے اور اس اخبار کے ساتھ انہوں نے مسلم لیگ کو بھی شامل کرنا شروع کر دیا جناب سپیکر! میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ کی موجودہ حکومت کی قطعی طور پر یہ پالیسی نہیں کہ کسی ممبر کو صرف اور صرف سیاسی طور پر اپنا ہم سفر بنانے کے لیے اس

قسم کے سیاسی حربے استعمال کیے جائیں ۔ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

دوسری بات جو میں واضح کرنا چاہتا ہوں جناب سپیکر! وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اکثریت کے گھمنڈ میں ۔ جناب والا! اگر ہمیں اکثریت کا گھمنڈ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اکثریت دی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں میں آنا ہی نہیں چاہیے کہ ہم کسی ممبر کے خلاف اخبارات میں غلط خبریں چھپوا کر اس ممبر کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کریں ۔ مجھے معزز ممبر کے ان خیالات سے اختلاف بھی تھا اور مجھے افسوس بھی ہوا ہے کہ ایک سیدھی سادی اور صاف بات کو انہوں نے غلط انداز دے کر الجھا دیا ہے ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی short statement کو بغور دیکھا جائے اس کا تجزیہ کیا جائے تو جس طرح چودھری مشتاق صاحب نے فرمایا ہے ان کی اس short statement کے حوالے سے ہمارے اس ضلع کے باقی ممبر صوبائی اسمبلی کا automatically استحقاق مجروح ہو جاتا ہے ۔ انھوں نے سارے کا سارا بوجھ ان پر ڈال دیا ہے کہ انہوں نے ان کے خلاف کوئی بات کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط فہمی کی بنیاد پر یہ سب کچھ ہوا ہے ۔ اگر متعلقہ اخبار نے کوئی خبر چھاپی ہے یہ اس کی تردید کر سکتے تھے ۔ اگر ان کی تردید نہیں چھپی یہ مجھے تردید دیں میں اپنی خدمات پیش کرتا ہوں اور میں تردید چھپوا دیتا ہوں اور اس خبر کی تردید ہو جائے گی ۔ اگر یہ مذکورہ اخبار کے رپورٹر کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے عدالتیں موجود ہیں ' قوانین موجود ہیں اس کے خلاف یہ کارروائی کر سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر! یہ وہ باتیں تھیں جو میں اس تحریک کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا تھا جو فوری طور پر کی جا سکتی ہیں لیکن جناب سپیکر ! یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جناب کے نوٹس میں ہے کہ گزشتہ اجلاس میں بھی اخبارات کے حوالے سے تحاریک استحقاق آئیں اور آتی رہی ہیں اور آئندہ بھی آتی رہیں گی ۔ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ آپ ہی اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے اس وقت روزنامہ خبریں کے خلاف ایک تحریک استحقاق آئی تھی تو اس میں میں نے یہ گزارش کی تھی کہ جہاں ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اخبارات آزاد ہیں ' اخبارات خبر چھاپ سکتے ہیں اور اگر اس سے کسی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو اس کے لیے قوانین موجود ہیں اور ان قوانین کے حوالے سے کوئی بھی معزز رکن remedy حاصل کر سکتا ہے ۔ یہ میں نے عرض کیا تھا اور آج بھی میں اس بات پر اصرار کرتا ہوں لیکن جناب سپیکر! جناب کو یاد ہو گا کہ آپ کے ہی حکم سے اس وقت میری ہی درخواست پر ایک

سپیشل کمیٹی بنائی گئی تھی اور اس سپیشل کمیٹی کی جو terms of reference ہیں ان میں سے ایک یہ تھا کہ مستقبل میں اس قسم کے واقعات کے انسداد کے لیے اخبارات والوں کے ساتھ مل بیٹھ کر ضابطہ اخلاق کے لیے کوئی لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے تاکہ مستقبل میں اس قسم کے واقعات رونما نہ ہوں۔ جناب سپیکر! میں یہاں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس specific privilege motion کے لیے جناب نے سپیشل کمیٹی بنائی تھی ہم نے اس کا تصفیہ تو کر دیا تھا لیکن سپیشل کمیٹی کی جو second term of reference میں جناب سپیکر! ایک علیحدہ سب کمیٹی بنائی تھی جس کا سربراہ ہم نے ایاز امیر صاحب کو بنایا تھا اور اس کے ابھی اجلاس ہونے ہیں ۔ ان ساری باتوں کے باوجود بھی میں جناب سے استدعا کروں گا کہ معزز ممبر کی یہ تحریک بھی اس کمیٹی کو بھجوا دیں۔

جہاں تک موجودہ اخبار اور اس کے رپورٹر کے خلاف بات ہے اس کی تو remedy ان کے پاس موجود ہے لیکن مستقبل میں ان واقعات کے انسداد کے لیے جو کمیٹی پہلے سے بنی ہوئی ہے وہ کمیٹی اس کو بھی ساتھ لے لے گی مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں چونکہ ابھی سب کمیٹیز تشکیل نہیں پائیں ------

وزیر تعلیم و زراعت، (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب سپیکر! جس وقت تک کوئی بات معلوم نہ ہو تو اس وقت تک تو وہ درگزر کی جا سکتی ہے ۔ فاضل ممبر نے ابھی کہا ہے کہ مجھے خارش کی مرض لاحق ہے ۔ جناب والا! یہ تو بڑی virus ہے یہ تو سارے ہاؤس کو لے بیٹھے گی ان کو آپ پانچ سات دن کی چھٹی دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا اپنا یہ خیال ہے کہ چونکہ ابھی سب کمیٹیز تشکیل نہیں پائیں ۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے پچھلے اجلاس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تاکہ وہ پریس کے حوالے سے سارے معاملات کو طے کرے ۔ میرا خیال ہے کہ نئی کمیٹی بنانے کی بجائے اسی سپیشل کمیٹی کو آپ کی تحریک refer کرتا ہوں وہ آپ کو اور اخبار سے متعلقہ حضرات کو بلا کر آپ کے معاملات طے کروا دے گی اور جو بھی رپورٹ ہو گی اسے ہاؤس میں پیش کر دیں گے وہ کمیٹی پہلے ہی اسی بات پر بنائی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو اسی سپیشل کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے ۔اور میں یہ چاہوں گا کہ ایک مہینے کے اندر اس کا کوئی حل کر لیا جائے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک

کے اخبارات جو دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں یہ جناب نواز شریف صاحب کی حکومت کی طرف سے انہیں آزادی ہے وہ اتنے احمق نہیں ہیں کہ وہ غلط لکھیں وہ بھی بڑے قلم کار ہیں اور وہ ہماری حکومت کی نیک نامیاں بھی سامنے لاتے ہیں ۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، تحریک استحقاق کو اب ہم ختم کرتے ہیں ۔ اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار ہے ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا اور اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب بھی ایوان میں تشریف فرما ہیں اور وزیر اطلاعات بھی موجود ہیں میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ پاکستان ٹیلی وژن پر پنجاب اسمبلی کے اجلاس کی روزانہ coverage نشر کی جائے گی ۔ پی ۔ ٹی ۔ وی کی daily coverage تو موجود ہے لیکن یہ coverage رات کے بارہ بجے یا ایک بجے دی جاتی ہے جس وقت پنجاب کے تمام عوام سوئے ہوتے ہیں اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ سے یہ درخواست کی جائے اور پی ۔ ٹی ۔ وی کو یہ ہدایت کی جائے کہ اس کی timing کو change کریں اور کسی مناسب وقت پر اور جس وقت کہ پنجاب کے عوام اس کو دیکھ سکیں پنجاب اسمبلی کی کارروائی دکھائی جائے ۔ جناب والا! یہ بہت لیٹ آتی ہے

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ اس کو resolution کی صورت میں لے آئیں ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! یہ تو وزیر اطلاعات خود بھی کر لیں گے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو نکتہ اٹھایا ہے میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ گزشتہ دنوں وفاقی وزیر اطلاعات کی زیر صدارت ایک اجلاس ہوا تھا اور یہ Provincial Information Ministers' Conference تھی ۔ اس میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا اور وفاقی وزیر اطلاعات

نے اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ موجودہ سہ ماہی ختم ہونے کے بعد اس مسئلے کو take up کریں گے اور ان اوقات کار کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

جناب والا! وہاں پر دوسرا یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جس طرح ٹی ۔ وی میں قومی اسمبلی کے questions hour کو cover کیا جاتا ہے اسی طرح ریڈیو پر صوبائی اسمبلی کے questions hour کی coverage کے بھی احکامات دیے تھے ۔ جناب سپیکر! میں آج ہی ان سے رابطہ کرتا ہوں اور ہم ریڈیو coverage والی بات کو ان شاء اللہ یقینی بنائیں گے اور انہیں دوبارہ اس بات کی یقین دہانی بھی کروائیں گے کہ ٹیلی وژن کی coverage کی assurance پر وہ عمل درآمد کروائیں ۔ شکریہ ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب وزیر خوراک !

وزیر صحت، جناب میں پہلے وزیر صحت ہوں اور پھر وزیر خوراک۔ خوراک کا ایڈیشنل چارج ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہیلتھ اینڈ فوڈ منسٹر صاحب فرمائیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر ' پاکستان مسلم لیگ کے منشور میں یہ بات شامل ہے اور ظاہر ہے کہ اس منشور کے مطابق ہماری حکومت ترجیحی بنیادوں پر اپنے اس منشور کے مطابق عوام کو بہتر طبی سہولتیں فراہم کرے ۔ تو جہاں پنجاب کے سات کروڑ عوام کو بہتر طبی سہولتیں بہم پہنچانا میرے محکمہ کی ذمہ داری ہے وہاں میں اپنی خدمات مولانا غیاث الدین صاحب کے حوالے کرتا ہوں کہ ان کو جو عارض کی تکلیف ہے ۔ میں پاکستان کے کسی بھی ہسپتال میں داخل کرانے کی پیش کش کرتا ہوں۔ پنجاب کے بہترین ہسپتال میں ان کے علاج کے لیے تمام ممکن سہولتیں بہم پہنچانے کے لیے تیار ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے کنٹرول میں تو آپ کے محکمے کے ڈاکٹر ہی نہیں ہیں ۔ آپ کسی کو کیا سہولتیں بہم پہنچائیں گے ؟

مولوی غیاث الدین ، مجھے پورے پاکستان کے اندر ان کی خدمات کی ضرورت کوئی نہیں۔یہ جانتے ہیں کہ ہسپتال میں لوگوں کو دوائیاں نہیں ملتیں ۔ ان کو ملتی ہوں گی ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں تو ان کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ ان کا کہنا تو ان کے ڈاکٹر نہیں مانتے ۔ یہ آپ کا علاج کیا کروائیں گے ؟ جی سردار صاحب ! جناب عمران مسعود صاحب بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا صاحب نے سچ بول کر جرم کیا ہے ۔

کی داد دیتا ہوں کہ ابھی تک انھیں خارش نہیں لگی۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار، گزارش یہ ہے کہ جب میں نے یہ تحریک پیش کی تھی

میاں عبدالستار (لاہور)، جناب سپیکر، جب آپ نے میاں عبدالستار صاحب کا نام پکارا تو میں فوراً سوچنے لگا کہ شاید مجھے بلایا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سینیئر میاں عبدالستار صاحب۔ شادی کے لحاظ سے سینیئر میاں عبدالستار کا نام میں نے لیا ہے۔

میاں عبدالستار، میری یہ گزارش ہے کہ جب میاں عبدالستار کا نام پکارا جائے تو ضلع کا نام ساتھ دے دیا جائے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان) جناب والا، اس سے خاصا confusion ہو رہا ہے۔ تحریر میں بھی رحیم یار خان اور لاہور لایا جائے۔ جب میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی اس وقت تک یہ آبیانہ لگ رہا تھا۔ اب ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے میں اب اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ دوسری تحریک التوائے کار بھی میاں عبدالستار صاحب کی طرف سے ہے۔

پنجاب کے پٹوار سکولوں کے پرنسپل صاحبان کی بدعنوانی

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک عدد پٹوار سکول جو چشتیاں ضلع بہاولنگر میں کھولا گیا تھا۔ جس کے پرنسپل جناب محمد یونس تحصیل دار ہیں۔ جس میں ابتدائی طور پر دو سو لڑکوں کا داخلہ سابق ممبران اسمبلی کی سفارش پر ہوا تھا۔ مگر بعد میں پرنسپل موصوف نے مختلف لڑکوں سے احمد علی چشتی کلرک کے ذریعے رقم لی جو فی لڑکا دس ہزار سے لے کر تیس ہزار روپے تک ہے لے کر اپنے خلاف بذریعہ سردار آصف

ایڈووکیٹ جو کہ پرنسپل کا حقیقی بھائی ہے عدالت میں رٹیں کرائیں۔ اور ان رٹوں کو قبول کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح اس نے عدالت عالیہ کو غلط معلومات فراہم کر کے عدالت عالیہ سے ان لڑکوں کہ جن سے اس نے رشوت لی ہوئی تھی کے حق میں فیصلے کرا کر داخلے دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آخری اطلاع آنے تک طلباء کی تعداد آٹھ سو سے تجاوز کر گئی ہے۔ اسی طرح کی اطلاعات میانوالی، مظفر گڑھ اور اٹک سے بھی آ رہی ہیں۔ پرنسپل صاحبان کی اس حرکت سے پورے پنجاب میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ میری استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ریونیو منسٹر صاحب!

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! فاضل ممبر نے اپنی تحریک التوائے کار کے ذریعے چشتیاں ضلع بہاولنگر میں پٹوار سکول کے داخلوں میں رشوت لے کر اور عدالت عالیہ سے فیصلہ کرا کر داخل ہونے والے معاملات کو اٹھایا ہے۔ اس سلسلہ میں حقائق درج ذیل ہیں۔ بورڈ آف ریونیو نے دسمبر 1995ء میں پنجاب کی ہر ڈویژن میں موزوں جگہ پر پٹوار سکول کھولنے کی تجویز کی منظوری دی اور ایک پالیسی برائے داخلہ پٹوار سکول پنجاب مرتب ہوئی۔ بذریعہ اشتہار اخبارات اہل امیدواروں سے متعلقہ ضلع کے ڈپٹی کمشنروں نے درخواستیں وصول کیں۔ درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ 31 دسمبر 1995ء تھی۔ تقریباً پینتالیس ہزار امیدواروں نے پنجاب کے مختلف اضلاع کے پٹوار سکولوں میں داخلے کے لیے درخواستیں جمع کروائیں۔ اس میں ایک اشتہار 12-12-95 کو بھی اخبارات میں دیا گیا تھا۔ جس میں آخری تاریخ 31 دسمبر 1995ء تھی۔ یہ پینتالیس ہزار درخواستیں 34 اضلاع میں ترتیب دی گئی تھیں۔ متعلقہ ڈی سی صاحبان اپنے اضلاع کے کوٹہ کے مطابق سلیکشن کمیٹی کے ذریعے موزوں امیدواروں 30 اگست 1996ء تک پٹوار سکولوں کے پرنسپل صاحبان کو ارسال کیے۔ اور اس میں جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس میں ڈی سی متعلقہ ضلع کا افسر مال اور مجسٹریٹ شامل تھا۔ یہ سیٹیں تمام اضلاع کو آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی گئی تھیں۔ بعد ازاں سابقہ وزیر مال نے دو مرحلوں میں نشستوں کی تعداد دو سو سے بڑھا کر ہر سکول میں ایک ہزار کر دی۔ ان اضافی نشستوں کو سابقہ وزیر مال نے اپنے تحریری احکامات کے ذریعے تمام سکولوں میں 2994 امیدواروں کو 13-10-96 تک داخل کیا۔ وہ امیدوار جو ان دو متذکرہ بالا مرحلہ جات میں پٹوار سکولوں میں داخل نہ ہو سکے تھے۔ عدالت عالیہ

سے انھوں نے رجوع کیا۔ ایسے امیدواروں کے حق میں عدالت عالیہ کے احکامات کے تحت داخلہ جاری رہا۔ عدالت عالیہ کے مختلف بنچوں نے جیسے کہ راولپنڈی بنچ ' ملتان بنچ ' بہاولپور بنچ اور پرنسپل سیٹ لاہور نے 3521 امیدواروں کو داخلہ دینے کی ہدایت کی ۔ ان تمام امیدواروں کو مختلف پٹوار سکولوں میں داخلہ دے دیا گیا۔ سابقہ منسٹر کے احکامات کے تحت تقریباً 4211 امیدواروں کے داخلہ کے آرڈر کیے تھے۔ سابقہ منسٹر ریونیو نے میرٹ کی پالیسی کو توڑ دیا تھا۔ اور جن لوگوں نے کورٹ سے رجوع کیا ان میں سے تقریباً 700 ایسے امیدوار ہیں جن کو ابھی تک داخلہ نہیں ملا۔ اور ہائی کورٹ نے ان کے آرڈر کیے ہیں۔ 25 ۔ اپریل 1997 کے بعد عدالت عالیہ نے جن امیدواروں کی درخواست پر داخلہ کے احکامات جاری کیے ان کو داخل نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ تمام سکولوں میں نشستیں پہلے سے ہی پر ہو چکی تھیں۔ نومبر 1996 ء سے اپریل 1997 ء تک ہائی کورٹ کے آرڈر آتے رہے ہیں اور امتحان کی تاریخ جو کہ جولائی میں ہے 31 اکتوبر 1996 کو ہائی کورٹ کو بتایا گیا کہ داخلہ بند ہے۔ اور اس سلسلہ میں DLR تقریباً بارہ Contempt of Court Cases بھگتا چکے ہیں ۔ عدالت عالیہ کے طلب کرنے پر یہ بات نوٹس میں لائی گئی کہ اب مزید لڑکوں کو داخلہ نہیں دیا جا سکتا ۔ اس بنا پر عدالت عالیہ نے بہت سے امیدواروں کی رٹیں خارج کر دیں ۔ پرنسپل سردار محمد یونس تحصیل دار جو پٹوار سکول چشتیاں کے پرنسپل تھے ' ان سے تحریک التوائے کار کی روشنی میں وضاحت طلب کی گئی ۔ پرنسپل مذکور نے اس تحریک التوائے کار میں عائد شدہ الزامات کی تحریری طور پر تردید کی ۔ اور ان الزامات کی صحت سے قطعی طور پر انکار کیا۔ پرنسپل مذکور نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ سردار آصف ایڈووکیٹ ان کا بھائی تو ہے لیکن اس کے پاس ہائیکورٹ کا لائسنس نہ ہے ۔ اس پرنسپل نے ہائی کورٹ میں کوئی ایسا بیان نہ دیا ہے جو حقائق کے خلاف ہو ۔ تاہم ان تمام باتوں کے باوجود پرنسپل مذکور کو پٹوار سکول چشتیاں سے عطے تبدیل کر دیا گیا۔ ان کے خلاف انکوائری کے احکامات جاری کیے گئے ہیں۔ پھر میں نے اس پرنسپل کو معطل بھی کر دیا ہے ۔ اور جلد انکوائری مکمل کر کے اس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی ابھی تک وہ پرنسپل معطل ہے ۔ مظفر گڑھ ' میانوالی سکول کے بارے میں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ۔ وہاں پالیسی اور عدالت عالیہ کے احکامات کے تحت داخلے دیے گئے ہیں اس کے باوجود اگر ہمارے نوٹس میں کوئی ایسی بات آئی تو ان کے خلاف بھی انکوائری کی جائے گی ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھوں گا کہ میں نے اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے

جس کے ممبران میاں ستار صاحب ' عمران مسعود صاحب اور صوفی اکرم صاحب ہیں ۔ کمیٹی کے ایک دو اجلاس بھی ہو چکے ہیں ' تمام ریکارڈ قبضے میں لیا جا چکا ہے ۔ چونکہ انھیں معطل کیا جا چکا ہے ' محکمانہ انکوائری ہو رہی ہے اور اس سلسلے میں تمام ریکارڈ قبضے میں لیا جا چکا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں تحریک التوائے کار قابل پذیرائی نہیں اس لیے استدعا ہے کہ اسے مسترد کیا جائے ۔ شکریہ ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں عمران مسعود صاحب ! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟۔

میاں عمران مسعود ۔ جناب والا! میں بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جب یہ تحریک التوائے کار محکمے کو موصول ہوئی تو اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر مال نے ایک کمیٹی بنائی اور ان کی مہربانی کہ انھوں نے مجھے بھی اس کمیٹی میں بطور ممبر نامزد کیا ۔ ہم نے میاں عبدالستار صاحب سے بھی درخواست کی کہ چونکہ آپ اس تحریک کے mover ہیں لہذا آپ بھی اس کمیٹی میں شامل ہو جائیں ۔ کمیٹی نے سارا ریکارڈ چیک کیا اور اسے قبضے میں لے لیا ہے ۔ میاں عبدالستار صاحب نے وہاں انتہائی اہمیت والے points raise کیے ۔ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے دور میں وہاں کافی bungling ہوئی ہے ' کافی irregular orders بھی ہوتے رہے ہیں لیکن ہم mover صاحب اور اس ہاؤس کو یقین دلاتے ہیں کہ پچھلے دور میں پالیسی کی جو دھجیاں اڑائی گئی ہیں ' یہ کس نے اڑائیں ' کس نے پیسے کھائے ' کیا کچھ ہوا یہ آپ بھی جانتے ہیں ۔ مناسب نہیں ہو گا کہ ان احباب کا یہاں نام لیا جائے لیکن ہم ہاؤس کو اور میاں عبدالستار صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جس نے بھی یہ irregularities کی ہیں اس کے خلاف مقدمات درج ہوں گے ۔ جس نے وہاں پیسے کھائے تھے اسے ہم نے پہلے ہی suspend کر دیا ہے ۔ مزید اس میں جو لوگ ملوث پائے جائیں گے انھیں بھی suspend کیا جائے گا ۔

جناب قائم مقام سپیکر: عمران مسعود صاحب ! اس کمیٹی میں آپ بھی ہیں ' میاں عبدالستار صاحب بھی ہیں۔ آپ اس معاملے کو گہرائی تک دیکھیں اور اگر وہاں آپ کو کوئی irregularity نظر آئے تو آپ ان کے خلاف مقدمات درج کروائیں اور میرے خیال میں ان سب باتوں کے بعد آپ اس تحریک کو press نہیں کریں گے ۔

میاں عمران مسعود ۔ جی ہاں ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب والا! میں اس سلسلے میں وزیر صاحب کو کچھ مزید informations

دینا چاہتا ہوں کہ یہ صرف اس سکول کی بات نہیں بلکہ ان کا جو سکول للہ موسی میں چل رہا ہے ' اٹک میں چل رہا ہے وہاں پر بھی سینکڑوں ایسے cases ہیں ۔ یہاں پر movers ہائی کورٹ میں بھی نہیں گئے لیکن انھوں نے illegal طریقے سے امتحان سے ایک ڈیڑھ ماہ پہلے داخلہ لیا ہے اور وہ امتحان میں بھی بیٹھ رہے ہیں ۔ جو petitioner ہائی کورٹ نہیں گیا ' جو petitioner اس ضلعے کی merit list میں نہیں ہے ' جس نے apply ہی نہیں کیا اسے کیسے داخلہ دے دیا گیا ہے ؟ ۔ وزیر صاحب کو ان تمام سکولوں کے بارے میں پورا probe in کرنا چاہیے ۔ یہاں پر DLR آفس میں جو کچھ ہو رہا ہے ہم انھیں اس کی پوری نشان دہی کر کے دیتے ہیں ۔ وہاں پر بہت سی mal-practices ہیں ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک آدمی کو آپ دو مہینے پہلے داخلہ دے کر کہیں کہ امتحان میں بیٹھ جاؤ جبکہ کورس ایک سال کا ہے ۔ جناب والا They are violating the rules. یہ سب خود rules کی violation کر رہے ہیں ۔

وزیر مال : جناب سپیکر! میں جان چھڑانے کے لیے یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ سب کچھ کیا دھرا پچھلی حکومت کا ہے ۔ میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ یہ ہائی کورٹ سے متعلقہ ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وزیر کا کام صرف یہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ محکمہ کو defend کرے بلکہ ہمارا کام یہ ہے کہ ایوان کو صحیح معلومات فراہم کریں اور اگر کہیں Irregularities ہوئی ہیں تو ان کا تدارک کیا جائے ۔ اسی وجہ سے میں نے اس بارے میں دو تین میٹنگز بھی کی ہیں ۔ ہائی کورٹ نے بھی واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ وزیر صاحب کے احکامات unlawful ہیں ' محکمے کے احکامات unlawful ہیں لیکن جن لوگوں نے رٹ دائر کی تھی انھیں ہائی کورٹ نے داخلہ دینے کی ہدایت بھی کر دی ہے ۔ پٹوار سکولوں کی پالیسی یہ تھی کہ جس ڈویژن میں سکول بنائے گئے ہیں اسی ڈویژن کے امیدواران کو داخلہ دیا جائے گا اور داخلے کے لیے ایک میرٹ بھی مقرر ہے جس میں میٹرک ' ایف اے اور بی اے کے نمبر شامل کیے جاتے ہیں لیکن ہائی کورٹ نے احکامات دیے ہیں کہ جو بھی لوگ یہاں رٹ میں آئے ہیں ان سب کو داخلہ دے دیا جائے اور پورے پنجاب کے جس سکول میں بھی جگہ بچی ہے وہیں داخلہ دے دیا جائے ۔ جناب والا! ظاہر ہے کہ یہ داخلے ہائی کورٹ کے احکامات کی وجہ سے دیے گئے ہیں ۔ DLR بارہ مرتبہ contempt بھگت چکے ہیں ۔ یہ تقریباً 8 ہزار لوگ ہیں ۔ ہم نے داخلے کے لیے انھیں ایک dead line دی تھی کیونکہ یہ نو مہینے کا کورس ہے اور جو آدمی کورس مکمل نہیں کرتا اس نے امتحان کیا دینا ہے اور بعد میں کام کیا کرنا ہے؟ لیکن ہائی کورٹ کے احکامات کی وجہ سے ان لوگوں کو داخلے دیے گئے اور ہائی کورٹ کے احکامات کی وجہ سے 25 ۔ اپریل 1997ء تک داخلے ہوتے رہے جب کہ جولائی میں امتحان ہو رہا ہے ۔ میں خود اس حق

میں نہیں ہوں ۔ اسی وجہ سے میں نے سارا ریکارڈ قبضے میں لے لیا ہے لیکن یہ ایک لمبا کام ہے جس پر کچھ وقت لگے گا اگر فاضل ممبر صاحب زور دیں گے تو ہم ایک ایک کیس کو بھی take up کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ چونکہ آٹھ سکولوں کے آٹھ ہزار لوگ ہیں اس لیے اس میں وقت درکار ہے ۔ اس سلسلے میں' میں نے ایک سکول کے خلاف ایکشن لیا تاکہ باقی سکولوں کو آگاہی ہو جائے ۔ اس کے علاوہ ہم امتحان کی بھی ایک پالیسی بنا رہے ہیں تاکہ اس میں گھپلا نہ ہو ۔ جو اہل لوگ ہیں وہی پاس ہوں ۔ اسی لیے یہ کمیٹی بنائی گئی ہے اور اس کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں اقدامات اٹھائے جائیں گے ۔ یہ کمیٹی بنانے کے لیے میرے اوپر کوئی دباؤ نہیں تھا بلکہ میں نے یہ کمیٹی voluntarily بنائی ہے تاکہ میں اپنے ساتھیوں کو ' میاں عبدالستار صاحب کو اعتماد میں لے سکوں ۔ میں نے یہ کمیٹی تحریک کی وجہ سے نہیں بنائی۔ میاں صاحب نے پچھلے دنوں مجھے کہا تھا کہ کیا میں یہ تحریک واپس لے لوں تو میں نے انھیں کہا تھا کہ نہیں میں اسے face کروں گا ۔ اب بھی میں ہاؤس کے سامنے یہ کہتا ہوں کہ جو حقائق ہیں وہ عوام کے سامنے آنے چاہییں اور جو irregularities ہوئی ہیں ان کا تدارک ہونا چاہیے ۔ اسی لیے یہ کمیٹی بنائی گئی ہے اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ قانون کے مطابق کارروائی کریں گے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب ! اب تو آپ کو مطمئن ہو جانا چاہیے کیونکہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے وہ آپ کے معزز ممبران پر مشتمل ہے ۔ اس بارے میں اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہیں تو وہ آپ وزیر صاحب یا کمیٹی کے سامنے لائیں تاکہ ان کے خلاف کارروائی ہو سکے ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر : جناب والا! بہت ثبوت ہیں بلکہ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ میرٹ میں بھی نہیں آتے ' ہائی کورٹ کے احکامات بھی نہیں ہیں لیکن انھیں داخل کیا گیا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ جو کمیٹی بنی ہوئی ہے یہ آپ کے بھائیوں معزز ممبران پر مشتمل ہے ۔ آپ یہ ثبوت ان کو دیں اگر کارروائی نہ ہو تو پھر بتائیے گا ہم ضرور کارروائی کروائیں گے ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر : جناب والا! جتنی دیر میں ان کی کارروائی ہو گی اتنی دیر میں تو یہ لوگ امتحان میں بیٹھ کر پاس ہو جائیں گے ۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر: سلطان عالم انصاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری : جناب والا! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

حاجی ملک عمر فاروق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اذان ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ٹھیک ہے ۔ انصاری صاحب ! آپ اپنی بات جلدی سے مکمل کر لیجیے۔جی اذان ہو رہی ہے آپ جلدی سے فرمالیجیے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب والا ! میں ایک منٹ میں بات کروں گا ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہائی کورٹ کے آرڈرز کے تحت ان کو admissions دے دیے گئے ہیں۔ میری مخلصانہ رائے میں اگر ہائی کورٹ کوئی غلط فیصلہ کرتی ہے تو محکمے کو اس کے خلاف اپیل کرنے کا حق ہوتا ہے۔ تو اگر محکمہ ان کیسز میں سمجھتا تھا کہ یہ فیصلے غلط ہیں تو ان کے خلاف اپیل دائر کیوں نہیں کی گئی ایک بات ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایسا ہوا ہے کہ محکمہ سمجھتا تھا کہ غلط ہے اور کسی وکیل نے کورٹ میں جا کر غلط بیان دیا ہے تو یہ بات بذات خود یہ ثابت کرتی ہے کہ وہ فیصلہ سازشی ہے اور بد نیتی سے کیا گیا ہے۔ تو ایسے فیصلے کو بھی Appellate Court میں چیلنج کیا جا سکتا تھا ۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ ان کیسز کو اس angle سے بھی ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ ان میں اپیلیں دائر کیوں نہیں ہوئیں اور کن کی سازش کے تحت اپیلیں دائر نہیں کی گئیں ؟ اس angle سے اس کو realise کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر ، جی شکریہ ۔ مغرب کی نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔آدھے گھنٹے کے لیے ہاؤس کو adjourn کیا جاتا ہے ۔یہاں پر ہم پونے آٹھ (7.45)بجے دوبارہ آئیں گے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 7.45 پر جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر، آج ٹرانسپورٹ پہ discussion ہے۔ جی' فرمائیے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، تحریک استحقاق اور تحریک التواء کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' وہ بات تو ہو گئی تھی۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، کہ آپ نے جو کمیٹی بنائی ہوئی ہے اس میں آپ جو recommend کریں گے اس کے مطابق بات ہو گی۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، تو اس کا کیا ہوا؟ اس کو pending کر دیا ہے یا کیا کر دیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، گزارش یہ ہے کہ اس پہ تو فیصلہ ہی آپ کی کمیٹی نے کرنا ہے۔ آپ خود ہی تو کمیٹی ہیں، خود انکوائری کر رہے ہیں، خود ہی آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ متعلقہ لوگوں کے خلاف کیا ایکشن لیا جائے تو پھر اس تحریک التوائے کار کو آپ کیا کریں گے؟

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ پہلے تو جب میں نے یہ تحریک التواء پڑھی اس وقت مجھے شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی اجازت دینی چاہیے تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں تو شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہوتی۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس پہ مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ آپ کہہ لیجیے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب! رولز میں تو تحریک التواء پہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہوتی ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی میں نے تو کہا ہے۔

چودھری شوکت داؤد، میں نے تو پہلے ہی کہا ہے اور یہ صرف لوگوں کو بتانے کے لیے ہوتی ہے اس کے علاوہ تحریک التوائے کار کا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود میں اتنی تفصیل میں اس لیے گیا تھا کہ ان کی تسلی ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب کے پاس شاید بہت ہی زبردست پوائنٹ ہے کیونکہ کمیٹی کے خود ہی ممبر ہیں، خود ہی انکوائری کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ میں نے ان سے کہا ہے کہ کمیٹی کے ممبر بھی آپ ہیں، فیصلہ بھی آپ نے کرنا ہے، سزا بھی آپ نے recommend کرنی ہے۔ اس تحریک التوائے کار پہ تو کوئی ایکشن ہو گا ہی نہیں۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، میری گزارش یہ ہے کہ اس پر سب بولے، نہیں بولا تو وہ نہیں بولا جس کی تحریک التواء ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری گزارش یہ ہے کہ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ ہوتی ہی نہیں ہے۔ منسٹر لائیو سٹاک شاید کچھ فرما رہے ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک (رانا محمد اقبال خان)، میرے خیال میں شاید خود ہی میرے بھائی سمجھ جائیں کہ،

خود ہی قاتل خود ہی ملزم خود ہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے کریں خوں کا دعویٰ کس پر

میاں عبدالستار (رحیم یار خاں)، میری گزارش یہ ہے

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہوتی۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان) جناب سپیکر! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے تحریک التوائے کار پیش کی' اس پر جناب وزیر صاحب بھی بولے' اس میں میرے کچھ اور بھائی بھی بولے نہیں بولا تو میں ہی نہیں بولا۔ اس سلسلے میں میری چند گزارشات ہیں۔ پہلی گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک التواء جب میں نے پیش کی۔ اس کی معلومات بھی جناب وزیر موصوف کے دفتر میں بیٹھے ہوئے مجھ تک پہنچیں۔ اب یہ بھی ہماری بدقسمتی ہے کہ سابقہ حکومت کے کیے ہوئے گندے کاموں اور بیوروکریسی کی غلط کاریوں کا جواب بھی اسمبلی میں میرا وہ بھائی دے رہا ہوتا ہے جو میرا ساتھی ہوتا ہے۔ مگر شوکت داؤد کی یہ ایک اچھی روایت ہے کہ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے محکمے کی غلطیوں کا دفاع نہ کیا جائے بلکہ ان کو open کر کے' ان کو تسلیم کر کے منظر عام پر لا کر لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ یہ کچھ پچھلے دور میں ہوتا رہا ہے۔ میں ان کا انتہائی مشکور ہوں کہ انھوں نے ایک کمیٹی بنائی' مجھے اس کمیٹی کا رکن بنایا اور اس کمیٹی میں ہم نے خاصے حالات دیکھے اور سنے ہیں۔ میں اس پر بھی ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے ایکشن لیتے ہوئے وہاں کے پرنسپل کو suspend کر دیا ہے۔ مگر جناب والا! ابھی کئی چیزیں------

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب اسے کمیٹی میں دیکھیں۔ اس تحریک پر تو کچھ نہیں ہوگا۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، میری ایک گزارش تو سنیں۔ جناب سپیکر! آپ کو تو اس تحصیل دار نے اپروچ تو نہیں کر لیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، بڑے افسوس کی بات ہے۔ رولز کے تحت آپ بول ہی نہیں سکتے۔ جناب تشریف رکھیں۔ جی عمران مسعود صاحب فرمائیے۔

میاں عمران مسعود، سر! آپ کی ہی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ تو ایسے لگ رہا ہے۔ جیسے آپ نے کوئی ٹائم مختص کر دیا ہے۔ آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں جی یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ میں تو بار بار کہہ رہا ہوں۔ یہ معزز ممبر قومی اسمبلی کے بھی ممبر رہے ہیں۔ ان کو اس بات کا پتا بھی ہے پھر یہ ٹرانسپورٹ پر بحث کے وقت کو

خراب کر رہے ہیں۔

میاں عمران مسعود، میاں عبدالستار صاحب مکمل طور پر مطمئن ہیں پتا نہیں وہ کون سا پوائنٹ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی پوائنٹ نہیں۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ہم آگے بڑھتے ہیں۔ ٹرانسپورٹ کی discussion کے لیے میرے پاس صرف دو نام آئے ہیں۔ جی جناب

مسودات قانون کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

رانا ثناء اللہ خان، اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ رپورٹس ایوان میں Table کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون ترمیم مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون ترمیم ویلفیئر فنڈ سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 7 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون ترمیم ویلفیئر فنڈ سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 10 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون بحالی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون ترمیم بنک آف پنجاب مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 8 بابت

1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون گورنمنٹ کالج لاہور پنجاب مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 4 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون لاہور سکول آف اکنامکس مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 5 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔ شکریہ۔ جی مجلس خصوصی نمبر 2

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، تحریک استحقاق نمبر 2 پیش کردہ چودھری اختر رسول' ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی رپورٹیں ایوان میں پیش ہوئیں۔

صوبہ میں ٹرانسپورٹ کے مسائل پر بحث

جناب قائم مقام سپیکر، میں آدھا گھنٹہ وقت بڑھاتا ہوں۔ تین نام میرے پاس بحث کے لیے آئے ہیں۔ جناب ایس اے حمید صاحب' جناب محمد افضل خان صاحب اور جناب محمد عظیم گھمن صاحب اگر کسی اور دوست نے ٹرانسپورٹ پر بات کرنی ہے تو وہ بھی نام بھجوا دے۔ اب ہم سب بیٹھے ہیں تو یہ طے کرلیں کہ کتنا کتنا ٹائم ایک معزز ممبر بولے گا۔ تاکہ اس کے مطابق ہم چلیں۔ دس دس منٹ جی۔ جناب ایس اے حمید صاحب بسم اللہ کریں۔

جناب ایس اے حمید، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر دنیا کے تمام ممالک میں عوام کی سہولت کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ مہیا کی جاتی ہے اور اس بات کے پیش نظر پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں بھی عوام کی بہبود کے لیے' ان کو سفری سہولتیں مہیا کرنے کے لیے پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن 1979ء میں قائم کی گئی۔ جناب سپیکر! اس میں چار ہزار بسوں کا ایک fleet قائم کیا گیا۔ جس میں مختلف ممالک سے بسیں درآمد کی گئیں اور عوام کی سہولت کے پیش نظر اس کو نہ

صرف اندرون شہر بلکہ دیگر شہروں کے ساتھ بھی اس کا رابطہ مکمل کیا گیا۔ جناب سپیکر! ایک وقت ایسا تھا کہ لوگ گورنمنٹ کی ان بسوں پر سفر کرنے کے لیے لائنوں میں کھڑے ہوتے تھے۔ اس لیے کہ اس پبلک سیکٹر نے اپنے کچھ اصول مرتب کیے' کچھ قوانین وضع کیے۔ جس میں وقت پر آنا اور اس کے ساتھ ساتھ عوام کو سہولت مہیا کرنا اور اس کے ساتھ شہروں کے درمیان مرکز میں جو ان کے بس سٹاپ بنائے گئے۔ اس کی وجہ سے عوام کو کافی سہولتیں میسر ہوئیں۔ لیکن یہ بات قابل افسوس ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ اس کارپوریشن کی کارکردگی زیرو ہوتی گئی۔ اور صرف پانچ سال کے بعد 1985ء میں اس میں 864 بسیں باقی رہ گئیں۔باقی تمام کی تمام ورک شاپوں میں ایک کباڑخانے کا منظر پیش کرنے لگیں۔ جناب سپیکر! اس وقت 1985ء میں اس کو پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کا نام دیا گیا۔ اس میں 12000 کے قریب ملازمین تھے۔ جو ان بسوں کو چلاتے تھے۔ جناب سپیکر! آہستہ آہستہ ان کے حالات مزید گھمبیر ہونا شروع ہوئے اور اب ایسا وقت آ چکا ہے کہ ان کے پاس اس وقت صرف پچاس بسیں روڈز پر کام کر رہی ہیں۔ پچھلے کئی سالوں سے سالانہ 56 کروڑ روپیہ ان کی تنخواہوں پہ اور دیگر مراعات پہ خرچ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایک ایسا بوجھ ہے جو سفید ہاتھی کی طرح پنجاب کی معیشت کو چاٹ رہی ہے۔جناب سپیکر! اب تک کل نقصان جو حکومت برداشت کر چکی ہے وہ سات ارب ہے۔ اس کے بعد بنکوں کے ایک ارب ستاسی کروڑ روپے ہم نے ادا کرنے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آٹھ ارب ستاسی کروڑ روپیہ اس کارپوریشن کے ذمے قرضہ ہے۔ جب مسلم لیگ کی حکومت 1990ء میں قائم ہوئی تو جناب چیف منسٹر غلام حیدر وائیں مرحوم نے اس بات کے پیش نظر کہ چونکہ بسوں کی تعداد کم ہے اور بے ضابطگیاں بدعنوانیاں زیادہ ہیں اور یہ پنجاب کے خزانے پر ایک بہت بڑا بوجھ ہے' انھوں نے ایک بہت بڑی sincere, sober اور serious effort کی کہ کسی نہ کسی طرح ان تمام ملازمین کو فارغ کیا جا سکے۔ چنانچہ ملازمین کے مفاد کے پیش نظر انھیں گولڈن ہینڈ شیک کے تحت فارغ کرنے کا پروگرام بنایا گیا جس کو اس کارپوریشن کے ملازمین نے بھی قبول کیا۔ اور تقریباً 3500 ملازمین کو فارغ کیا گیا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ اگلے سال بھی جاری رہنا تھا کہ مسلم لیگ کی حکومت ختم ہو گئی اور یہ سلسلہ جوں کا توں رہا۔ اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ پچھلے چار سال میں جو حکومت پنجاب میں قائم ہوئی اس نے اس مسئلے کو کھٹائی میں ڈالتے ہوئے حکومت پنجاب کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا۔ جناب سپیکر! ان کے پاس کوئی political will نہ تھی' ان کے پاس کوئی پروگرام نہ تھا' ان

کے پاس اپنی پنجاب کی معیشت کو بچانے کے لیے کسی قسم کا کوئی لائحہ عمل نہ تھا۔ چنانچہ پچھلے چار سال میں تقریباً اڑھائی ارب روپے کا تنخواہوں کی مد میں نقصان ہوا۔ اگر اس حکومت کے پاس political will ہوتی تو آج تک یہ تمام ملازمین فارغ ہو چکے ہوتے۔ اور پنجاب حکومت آج زیر بار نہ ہوتی۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر اس بات کا تذکرہ کرنا نہایت اہم سمجھوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جونہی چارج لیا انھوں نے سب سے پہلی میٹنگ اس بارے میں کی اور اس میٹنگ میں اس بات کا عندیہ ظاہر کیا کہ پنجاب کے خزانے پر جو پچاس، چھپن کروڑ روپے سالانہ کا بوجھ پڑ رہا ہے اس کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کرنا چاہتے۔ اس کا وہ حل چاہتے ہیں، کوئی ایسا حل جس میں ملازمین کا بھی مسئلہ حل ہو سکے اور حکومت پنجاب بھی اس بار سے فارغ ہو سکے۔ جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف نے جو political will دکھائی ہے اس کے پیش نظر آج ہمارے سامنے ایک ایسا scenario ہے جس میں ہم ان تمام 9500 لوگوں کو فارغ کر سکتے ہیں جو آج پنجاب کے خزانے کے اوپر ایک بوجھ ہیں، پنجاب کے عوام کے حقوق کے اوپر ایک بوجھ ہیں اور اس خطے میں جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے، اس میں امن و امان کی صورت حال پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اس ملک میں ڈسپلن کو ختم کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ جناب سپیکر! یہ political will جس کا میں نے اظہار کیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب ارشد خان لودھی کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی اور اس میں مجھے بھی ممبر نامزد کیا گیا۔ ہم نے اس بارے میں کئی میٹنگز کیں، وکلاء صاحبان سے مشورے کیے اور آخر کار ہم سفارشات تیار کرنے میں کامیاب ہوئے۔ جناب سپیکر! اس کا لب لباب ایسے ہے کہ جب تک political will نہیں ہوگی، اس وقت تک کوئی کام نہیں بنے گا۔ میں آج یہاں مارگریٹ تھیچر کی مثال دینا چاہتا ہوں جو کوئلوں کی کانوں میں مزدور برطانیہ میں کام کر رہے تھے انھوں نے جب اپنی مزدوریوں میں بے انتہا اضافے کا مطالبہ کیا تو مارگریٹ تھیچر اس مقام پر اڑ گئیں۔ اس نے کہا کہ کسی طور پر تمھاری اجرتوں میں اضافہ نہیں ہو سکے گا۔ میں کوئلہ درآمد کر لوں گی۔ لیکن تمھاری اجرتوں میں ناجائز طور پر اضافہ قبول نہیں کروں گی۔ جناب سپیکر! پھر لوگوں نے دیکھا کہ اس نے اپنے فیصلے کو منوایا۔ اسی طور پر بہت سے فیصلے جو اس نے کیے صرف political will کی بنیاد پر منوائے۔ اور میں یہاں وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہدیۂ تبریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج جس بات کی ابتداء انھوں نے کی ہے اس کے نتیجے میں نہ صرف اس صوبے میں parasites، اس صوبے میں ناکارہ لوگ، اور اس صوبے میں

وہ لوگ جو گھروں میں بیٹھ کر صرف تنخواہیں وصول کرتے ہیں' اور وہ لوگ جو یونین ازم کے پردے میں بیٹھ کر عوام کے حقوق پر ڈاکا ڈالتے ہیں اور وہ لوگ جو ان ملازمین کی تنخواہیں ہڑپ کرتے ہیں' ان سے کمشن وصول کرتے ہیں جو یا تو فوت ہو چکے ہیں یا وہ کام پر نہیں آتے یا وہ دوسرے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان تمام برائیوں کے خاتمے کے لیے جو اب فیصلہ کیا گیا ہے اس میں بڑی حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! قانون یہ کہتا ہے کہ اگر آپ کے پاس کام نہ ہو تو آپ ورکرز کو lay off کر سکتے ہیں۔ قانون یہ بتاتا ہے کہ اگر آپ کے پاس کام موجود نہ ہو' آپ کے پاس بچت نہ ہو' آپ کے پاس کام کی قلت ہو تو آپ retrench کر سکتے ہیں اور فیکٹریز ایکٹ کے تحت یہ تمام چیزیں لاگو ہوسکتی ہیں۔ اگر حکومت پنجاب آج یہ چاہے کہ اپنے ملازمین کو فارغ کر دے تو وہ قانونی طور پر ان کو ایک مہینے کا نوٹس یا تنخواہ دے کر lay off کر سکتی ہے۔ لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ ہدایت کی کہ ان تمام ملازمین کو گولڈن ہینڈ شیک کے ذریعے اتنے واجبات دے دیے جائیں تاکہ وہ چاہیں تو اپنے اپنے دائرۂ کار میں چھوٹے موٹے کاروبار کر کے اپنی زندگی کو بےروزگاری سے بچائیں اور مفید شہری بنیں۔ جناب سپیکر! گولڈن ہینڈ شیک کے ذریعے اس سے قبل 4800 ملازمین نے ہم سے 1993ء میں یہ معاہدہ کیا تھا' ان کی یہ consensus تھی کہ 5000 کے قریب لوگ تیار تھے جو اس طریقے سے فارغ ہونا چاہتے تھے۔ جناب سپیکر! آج بھی تقریباً 75 فی صد ملازمین کام نہ ہونے کی وجہ سے بیٹھ بیٹھ کر تنگ آ چکے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ پنجاب اور پاکستان کے مفید شہری بنیں اور اس ملک کی معیشت میں کچھ contribute کریں۔ لیکن ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو انھیں اس بات پر اکساتا ہے کہ وہ کام نہ کریں' وہ تنخواہیں وصول کریں' وہ بونس وصول کریں' وہ اس کے علاوہ دیگر مراعات وصول کریں' وہ پنشن وصول کریں اور یہ بات ایسی ہے کہ کسی طور پر کم از کم مسلم لیگ کی موجودہ حکومت برداشت نہیں کر سکتی۔ جناب سپیکر! وہاں پر مختلف یونینز ہیں اور ایک یونین کسی طور پر آمادہ نہیں ہوتی کہ وہ ان تمام مسائل کو حل کرنے کے لیے عملی پیش رفت کرے۔ لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وقت اب آ چکا ہے کہ ہم اپنی قوم میں مزید indiscipline کی گنجائش پیدا ہونے کی صورت میں کسی طور پر معاملات کو چلا نہیں سکتے۔ جناب سپیکر! ہم نے اس قوم میں جو parasites ہیں ان کا خاتمہ کرنا ہے اور وہ بہت سے لوگ جو کارپوریشن میں موجود نہیں' ارشد خان لودھی نے ان کی تنخواہ کے لیے ایک طریق کار وضع کیا کہ یہ تمام لوگ بنک سے اپنی تنخواہ لیں گے۔ لیکن یونین نے

اس بات پر بھی رکاوٹ پیدا کی کہ نہیں، ہم بنک سے تنخواہ نہیں لینا چاہتے۔ اس کے معنی واضح ہیں کہ کسی طور پر وہ حکومت کے ساتھ compromise نہیں کرنا چاہتے۔ کسی طور پر وہ اپنے روش سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہتے۔ جناب سپیکر! آج صورت حال ایسی ہے کہ صرف تیرہ بسیں سڑکوں پر ہیں۔ اور ان کا ڈرائیور جب کسی اڈے سے نکلتا ہے تو وہ ووچر لینا گوارا نہیں کرتا۔ وہ پوری کی پوری آمدنی اپنی جیب میں ڈالتا ہے۔ ڈرائیور اور کنڈکٹر کسی کو جواب دہ نہیں۔ وہاں پر کوئی افسر بیٹھ کر اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے کام نہیں کر سکتا۔ جناب سپیکر! ان حالات میں جو گولڈن ہینڈ شیک کی سکیم جناب وزیر اعلیٰ کی سرکردگی میں اور ان کی ہدایات کے مطابق تشکیل دی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر عمل درآمد کرنے سے نہ صرف پنجاب کے یہ 9500 ملازمین صحیح معنوں میں مفید شہری بن سکیں گے، بلکہ وہ ایل ٹی ایس سسٹم جس کے تحت حکومت پنجاب عوام کو سفری سہولتیں مہیا کرنے کے لیے پروگرام تیار کر رہی ہے۔ اس کے مطابق بھی عوام کو سفری سہولتیں مل سکیں گی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی۔ محمد افضل خان صاحب۔

جناب محمد افضل خان، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! جیسے پاکستان مسلم لیگ کی حکومت بننے کے ساتھ ہم نے بے شمار بے قاعدگیاں اور بے شمار کرپشن دیکھی اسی طرح سے ہم نے دیکھا کہ ٹرانسپورٹ کا نظام مکمل طور پر درہم برہم ہو چکا ہے اور جو ٹرانسپورٹ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں عوام کی سہولت کے لیے چل رہی ہے وہ قطعاً باعزت ٹرانسپورٹ نہیں اور بالخصوص پاکستانی خواتین اور شہروں کی خواتین اس ٹرانسپورٹ میں سفر نہیں کر سکتیں۔ اس طریقے سے وہ اپنا ایک اچھا کردار ملک کی تعمیر کے لیے ادا کر سکتی ہیں وہ بالکل نہیں کر پاتیں۔ اسی طرح سے اس موجودہ ٹرانسپورٹ کے نظام کے ساتھ کوئی سیاح پاکستان میں آ کر کسی ٹرانسپورٹ کی سہولت سے بہرہ ور نہیں ہوتا اور یہ ایک بڑی وجہ ہمارے ٹورازم کی ناکامی میں بھی ہمارے ٹرانسپورٹ سسٹم کی ناکامی ہے۔ یہاں میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ چونکہ ان حالات میں ہم ایک نیا ٹرانسپورٹ سسٹم تشکیل دے رہے ہیں اور جب بھی کسی چیز کو پہلی مرتبہ شروع کیا جاتا ہے تو یہ بہت اہم ہوتا ہے کہ اس کے لیے قوانین اور اس کا نظام بہت تحقیق کر کے بنا لیا جائے۔ اپنے ماضی کے تجربات اور دور رس نتائج کو دیکھتے ہوئے، ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ایک ایسا نظام بنائیں جس میں کرپشن نہ ہو سکے اور جو شفاف ہو۔ یہاں میرا اشارہ اب پرائیویٹائزیشن کے اوپر ہے۔ ہم نے بسوں کے جو روٹ پرائیویٹائز کرنے ہیں وہ ایک شفاف طریقے سے

ہمیں ان کو auction کرنا چاہیے اور جو بہترین ریٹس ہماری حکومت کو دے سکیں ان لوگوں کو ان روٹوں کے اوپر شہر کے اندر بسیں چلانے کی اجازت دی جانی چاہیے۔ یہاں یہ بھی دیکھ لینا بہت اہم ہے کہ کیا ہم انفرادی طور پر اشخاص کو دیں گے یا ہم کمپنیز کو دیں گے۔ میرا آپ کی وساطت سے یہاں صوبائی حکومت کو یہ مشورہ ہے کہ یہ پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیز کو دیا جائے جن کے حسابات آڈٹ ہو سکیں۔ جن کے پاس ٹیکس کی رجسٹریشن ہو اور جن کی اہلیت کا جائزہ ہم ان کو کنٹریکٹ دینے سے پہلے لے سکیں تاکہ ان کو کنٹریکٹ دینے کے بعد ہمیں عوام سے کسی قسم کی شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ اسی طرح سے چونکہ ہم پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں ایک نیا ٹرانسپورٹ سسٹم رائج کرنے والے ہیں جہاں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کے بڑے بڑے ٹرمینل موجود ہیں' اخباروں میں یہ پڑھنے کو مل رہا ہے کہ ان ٹرمینلز کو نیلام کر دیا جائے گا' ان ٹرمینلز کو بیچ دیا جائے گا۔ میرا آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت کو یہ مشورہ ہے کہ ایسے ٹرمینل جو شہر کے وسط میں اور بہت اہم مقامات پر موجود ہیں ان کو ڈویلپ کیا جائے اور میری نظر میں دنیا کا اچھا ٹرمینل امریکہ میں نیویارک کے Pen Station کے اندر under ground trains بھی آتی ہیں اور آدھے امریکہ کے لیے بسیں ایک ٹرمینل سے جو کہ آٹھ دس منزلوں کا ہے تمام شہروں کو جاتی ہیں۔ تو اس وقت حکومت پنجاب کی ملکیت میں جی۔ ٹی۔ ایس کے جو بڑے مرکزی اڈے ہیں جیسے ریلوے سٹیشن لاہور کے پاس ہمارا جی۔ ٹی۔ ایس کا ٹرمینل ہے۔ اس کو اگر ہم بیچ دیں گے تو پھر ہم لاہور میں ایک مرکزی ٹرمینل بنانے کے لیے جگہ خرید نہیں سکیں گے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہم اس کو ایک بہت اہم اور اچھے کنسلٹنٹ کو دے کر اپنے ٹرانسپورٹ سسٹم کو اس طریقے سے ڈیزائن کریں کہ ہم آئندہ اس میں under ground net work بھی شامل کر سکیں اور پنجاب کے تقریباً تمام شہروں کو ہم ان ٹرمینلز سے connect کر سکیں اور جب بسیں ان ٹرمینلز سے باہر جائیں تو ان کے دروازے بند ہو جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ آپ کی وساطت سے میں حکومت کو نشان دہی کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو بیلوکیب سکیم چلائی تھی اس میں میٹرز نصب کیے تھے' اس کے ریٹ فکس کیے تھے۔ آج آپ کی ٹرانسپورٹ ایک بار پھر بالکل اپنی من مانی کے ساتھ چل رہی ہے۔ ہر آنے والے کو سودا کرنا پڑتا ہے اور جو اس شہر کا باسی ہوتا ہے اس کو تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس سفر کا کتنا کرایہ ہوتا ہے لیکن جو دوسرے شہروں سے لوگ آتے ہیں وہ بالکل بے بس ہوتے ہیں اور جو سیاح آپ کے شہر میں

آتا ہے' جو پاکستان میں سیاح آتا ہے وہ پریشان ہو کر رہ جاتا ہے اور وہ وہاں سے پہلی ناپسندیدگی آپ کے ملک کے ساتھ اس کی آپ کے ٹرانسپورٹ نظام سے شروع ہوتی ہے۔ تو ہمیں اپنے فیئر سسٹم کو implement کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا ٹرانسپورٹ گاڑیوں' بسوں کی کنڈیشن کے بارے میں جو سالانہ چیک اپ ہے کہ آیا یہ بسیں' یہ ٹرانسپورٹ اس قابل ہیں کہ یہ commercially لوگوں کی خدمت کر سکیں۔ اس میں وہ گاڑیاں دھواں دیتی ہیں' ان کی سیٹیں پھٹی ہوئی ہیں' ان کے دروازوں کے شیشے نہیں چڑھتے سرکاری محکمہ ان گاڑیوں کو رشوت لے کر پاس کرتا ہے' وہ ہم بالکل ناکام ہو چکے ہیں اور اگر ہماری حکومت نے اس کے اوپر توجہ نہ دی اور یہ سسٹم اسی طرح سے چلتا رہا تو پھر میرا خیال ہے کہ مسلم لیگ سے لوگ جو توقعات وابستہ کرتے ہیں' اس سے وہ نا امید ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تو شہر کی ٹرانسپورٹ کی بات تھی۔ اب میں انٹرسٹی جو شہروں کے درمیان ٹرانسپورٹ چلتی ہے اس کے بارے میں بات کروں گا۔ آج صبح ہمارے فاضل رکن ایس۔ اے۔ حمید صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی کہ لاہور سے سریا اور اینگل آئرن پورے پنجاب کو سپلائی ہوتا ہے۔ لاہور میں بے شمار لوہے کے کارخانے ہیں اور وہ رات کے وقت ٹریکٹر ٹرالیوں کے اوپر سریا لے کر جاتے ہیں اور وہ عام گاڑی کی روشنی میں نظر نہیں آتے' ان کی judgement نہیں ہو سکتی کہ وہ سریا ٹریکٹر ٹرالے سے پیچھے کتنے فٹ تک لٹک رہا ہے اور بے شمار ایکسیڈنٹ اور بے شمار قیمتی جانیں ہم نے ضائع کی ہیں۔ ٹریکٹر ٹرالی ایک agricultural equipment ہے' ایک farm equipment ہے' اس کا سڑک پر آ جانا ایک زیادتی ہے' لاقانونیت ہے اور صرف پولیس کی ملی بھگت سے یہ چل رہی ہے اور پولیس رشوت لے کر ان کو چلنے کی اجازت دے رہی ہے۔ اس کے اوپر سختی سے اس کو پابند کیا جائے' جتنی جلدی کیا جائے یہ بہت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ out of balance ہو کر الٹ کر سڑک کو بلاک کر دیتی ہیں۔ بے شمار ٹریکٹر ٹرالیاں جو لوہے کے سریے اور گارڈر لے کر جاتی ہیں' ہمیں چونکہ فیصل آباد سے لاہور اسمبلی کے سیشن میں عموماً سفر کرنا پڑتا ہے تو شاید ہی کوئی ایسا trip ہوتا ہے کہ اس قسم کی گاڑیوں نے الٹ کر سڑک کو بلاک نہ کیا ہو۔

جناب والا! آپ کی وساطت سے ایک اور اہم ٹرانسپورٹ کے نظام کی طرف میں نشان دہی کرنا چاہوں گا۔ پنجاب کے اندر چھوٹے چھوٹے شہر تھوڑے تھوڑے فاصلے کے اوپر ہیں۔ ایوب خان کے دور میں یہاں ریل کار چلائی گئی۔ وہ ایک نہایت کامیاب ٹرانسپورٹ سسٹم تھا۔ وہ جو ریل کارز تھیں وہ گھنٹے گھنٹے کے بعد بھی چلائی جا سکتی تھیں۔ وہ سو سو مسافروں اور دو دو سو مسافروں کو بھی لے کر آ سکتی تھیں میرا مشورہ ہے کہ اس پر غور کیا جائے کہ ہم پرائیویٹ سیکٹر کو ریل کارز امپورٹ کر کے چلانے کی اجازت دیں یا گورنمنٹ سیکٹر میں ہم بیرون ملک کی کمپنیوں سے معاہدہ کریں کہ وہ ریل کارز پاکستان میں بنائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پانچ سو ریل کاریں بھی پنجاب میں چلا دی جائیں جو چھوٹے اور بڑے شہروں کو آپس میں جوڑ دیں تو وہ مصروف ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! سب سے آخر میں، میں اب یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ ہماری بسوں کا ڈیزائن فرسودہ ہو چکا ہے۔ ہماری بسوں کی چھتوں پر جو سیڑھی اوپر جاتی ہے وہ سامان لے جانے کے لیے ہی نہیں بلکہ وہ مسافروں کو اوپر بٹھانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اس ڈیزائن میں ہمیں تبدیلی لانی پڑے گی۔ ہمارے ملک کی تصویریں، ہمارے ملک کی لیلی وژن کی تصویریں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ ایک third world country ہے جس میں بسوں کی چھتوں کے اوپر بیٹھ کر ہمارے مسافر جاتے ہیں اور ہم یہ رات دن دیکھتے ہیں۔ تو بسوں کا ڈیزائن ایسا ہونا چاہیے کہ جس میں چھت کا راستہ نہ ہو اور سامان کا طریقہ کار آج کل دنیا بھر میں اور پاکستان میں بھی جو جدید بسیں آ رہی ہیں اس میں گاڑی کے نیچے سامان رکھنے کی جگہ ہوتی ہے اور چھت اوپر سے گول ہوتی ہے۔ تو یہ ہمیں کچھ تبدیلیاں لانی پڑیں گی۔ یہ ہمارے نہ صرف لوگوں کی سہولت اور لوگوں کی باعزت ٹرانسپورٹ کا مسئلہ ہے بلکہ یہ بیرون ملک ہماری عزت اور ہماری شناخت کا مسئلہ ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد عظیم گھمن صاحب۔

چودھری محمد عظیم گھمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! آج پنجاب کے ایک اہم مسئلے پر اس معزز ایوان کے اندر بحث کی جا رہی ہے ۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب نے اپنے سابقہ دور حکومت کے اندر yellow cab scheme کے تحت وافر مقدار میں ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا تھا اور وہ لوگ جو ساری زندگی بھی اپنی ذاتی گاڑی نہیں خرید سکتے تھے اور وہ ڈرائیور حضرات جو پندرہ سے بیس سال تک کسی ٹرانسپورٹر کے پاس بطور ملازمت پیشہ اختیار

کیے ہوئے تھے قائد محترم کی اس بیلو کیب پالیسی کی وجہ سے وہ اپنی ذاتی گاڑیوں کے مالک بن گئے لیکن اس کے باوجود آج تک ہمارے ملک کا یہ المیہ رہا ہے کہ ٹرانسپورٹ کی پوری سہولت ہمیں میسر نہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟ میں اس ضمن میں جناب سپیکر! گزارش کروں گا کہ آج بھی نجی شعبہ کے اندر لوگ اپنی ٹرانسپورٹ چلانے کے لیے تیار ہیں لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے یہ فرسودہ روڈز ' خستہ حالت سڑکیں اور ایسی دوسری چیزیں جو ہمیں درپیش ہیں اس وجہ سے بھی لوگ نجی طور پر اپنی ٹرانسپورٹ کمپنیاں establish کرنے کو تیار نہیں ہیں ۔ مسائل تو کافی ہیں کیونکہ روڈ اور ٹرانسپورٹ کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور جہاں بھی جائیں ' چاہے دیہات میں جائیں چاہے شہروں میں جائیں ان میں غریب آدمی کے لیے آج بھی ٹرانسپورٹ کا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جب صبح مزدور اپنے گاؤں سے شہر میں مزدوری کرنے کے لیے نکلتا ہے تو لا محالہ طور پر اس کو پندرہ بیس میل کا سفر بذریعہ بس طے کرنا پڑتا ہے لیکن میں نے دیکھا ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ صبح سات بجے سے لے کر آٹھ بجے تک میں سڑکوں کے اوپر ' لاری اڈوں کے اوپر ' چوکوں میں سینکڑوں کی تعداد میں مزدور دھکے کھاتے پھرتے ہیں اور بسوں کی چھتوں کے اوپر وہ سفر کرنے پر مجبور ہیں اور ہماری معزز ماؤں اور بہنوں کو بھی آج مشکلات درپیش ہیں اور آج کے دور میں جب کہ دنیا چاند کا سفر کر رہی ہے اور چاند تک رسائی حاصل کر لی ہے ہمارے ملک کے اندر آج بھی بنیادی سفری سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں تو میں آج اس معزز ہاؤس کی وساطت سے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب سے اپیل کروں گا اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب محترم شہباز شریف صاحب سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنی اس سکیم کو دوبارہ چالو کریں آج بھی اس ملک کے اندر ٹرانسپورٹ کی کمی ہے اور سرکار کی گاڑی تو ہمیں کہیں نظر نہیں آتی۔ ساتھ ہی ساتھ جناب سپیکر! ایک یہ بھی چیز ہے کہ جب کوئی check and balance نہ ہو گا تو ٹرانسپورٹرز جو نجی طور پر اپنی گاڑیاں چلا رہے ہیں وہ منہ مانگے کرایہ وصول کریں گے ۔جناب والا! آج مہنگائی کی ایک وجہ یہ ہے کہ جہاں پر کرایہ تین روپے بنتا ہے وہاں پر پانچ یا چھ روپے کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ اگر اس طرف توجہ نہ دی گئی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ٹرانسپورٹ کا یہ مسئلہ آنے والے چند سالوں تک ایک سنگین نوعیت اختیار کر سکتا ہے ۔ ساتھ ہی ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ اس ملک کے جو سابق وزیر اعظم ہوئے ہیں' انھوں نے طالب علموں کے لیے جو سفری سہولت کا اعلان کیا تھا اس سفری سہولت نے آج بھی ہمارے اس صوبے کے اندر اور اس ملک کے اندر غنڈہ گردی کو رواج دیا

ہے کہ اگر کوئی طالب علم کالج سے فارغ ہوتا ہے اور اس کو فارغ ہوئے کوئی پانچ سال کا عرصہ بھی بیت چکا ہوتا ہے لیکن اب بھی اس کے پاس سفری سہولت کا کارڈ موجود ہو گا۔

جناب والا! آخر میں میں ایک بات عرض کر کے ختم کروں گا جناب سپیکر! آج ہمارے ملک کے اندر بالخصوص پنجاب کے چند ایک ڈویژنوں کے اندر پولیس ٹرانسپورٹروں سے جو monthly وصول کرتی ہے اس کا بھی تدارک لازمی ہے ۔ آج میں نے عملی طور پر اس کا مظاہرہ دیکھا ہے کہ جب کسی سارجنٹ یا ایم ۔ ایم ۔ پی ۔ آئی کو ماہانہ بھتہ نہیں ملتا جو گاڑی والا نہیں دیتا اس گاڑی کو تھانوں میں بند کر دیا جاتا ہے ۔ تو میں اس ضمن میں وزیر ٹرانسپورٹ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ کوئی جامع پالیسی وضع کریں کیونکہ یہ چاہے شہر ہیں یا دیہات ہیں ان دونوں جگہوں کے اندر آج بھی ہم جیسے لوگ ، ہمارے غریب ساتھی ، ہماری مائیں اور ہماری بہنیں آج کے اس سائنسی دور میں بھی اس ٹرانسپورٹ کی رسائی سے محروم ہیں ۔ آخر میں میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔ شکریہ ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی ۔ میں وقت آدھا گھنٹہ اور بڑھاتا ہوں ۔ ۔ ۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب والا ! صوبہ پنجاب میں ذرائع مواصلات میں پہلے نمبر پر روڈ ٹرانسپورٹ، دوسرے نمبر پر ریلویز اور تیسرے نمبر پر ائر ٹرانسپورٹ آتی ہے ۔ آج سے تیس سال پیچھے جائیں تو ساٹھ کی دہائی میں یہ تینوں مواصلات مؤثر خدمات انجام دیتے نظر آتے ہیں اور ان تینوں اداروں کے اثاثہ جات اور ذرائع نقل و حمل میں ترقی اور پیش رفت واضح طور پر نظر آتی ہے لیکن ستر کی دہائی میں روڈ ٹرانسپورٹ سے نجی شعبے کی بیزاری اس کی خرابی کا باعث بنی اس کی کچھ وجوہات تھیں۔ ان وجوہات میں ایک وجہ پہلی حکومت کی سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے طلبہ کو مفت سفر کی سہولت کی فراہمی تھی ۔ بلاشبہ اس کا جو نعرہ لگایا گیا وہ طلبہ کو ایک سہولت دینا تھی تاکہ وہ تعلیمی اداروں تک آسانی سے پہنچ سکیں لیکن اس کی خرابی کا ایک پہلو یہ ہوا کہ ٹرانسپورٹرز اور طلبہ کے درمیان ٹھن گئی اور اس میں بہت ساری جھڑپوں کے واقعات آئے اور ٹرانسپورٹ بسیں جلائی گئیں اور ایک دوسرے کو مارا پیٹا گیا جس کی وجہ سے نجی شعبہ عدم تحفظ کے باعث فارغ ہو گیا ۔ آہستہ آہستہ وہ کمپنیاں جو مؤثر طور پر چل رہی تھیں اور جو اچھی ٹرانسپورٹ فراہم کرتی تھیں وہ منظر عام سے غائب ہو گئیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا ایک سبب رہا۔

گڈز ٹرانسپورٹ کے لیے بند container system کا چلایا جانا اشد ضروری ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کا سوال بھی اسی حوالے سے تھا کہ لاہور سے لوہے کی مصنوعات ' سریا ' کارڈرز وغیرہ کھلے عام ٹرالیوں میں جاتی ہیں اور راستوں میں ٹریفک حادثات کا باعث بنتی ہیں ۔ ان کی بجائے ان چیزوں کو بند containers میں ٹرانسپورٹ کرنے کی پابندی لگائی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ روڈ ٹرانسپورٹ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کے تحت جو پنجاب ہائی ویز آتا ہے اور پھر نیشنل ہائی وے اتھارٹی ہے ' اس کی ناقص کارکردگی ہے ۔ گوجرانوالہ اور لاہور کے درمیان دو پل غالباً دو سال سے زیرتعمیر ہیں اور ابھی پتا نہیں وہ کتنے سال مزید لیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے راستوں پر پلوں کو جنگی بنیادوں پر تعمیر ہونا چاہیے تاکہ زیادہ دیر ٹریفک کا سلسلہ معطل نہ رہے ۔ بظاہر یہ دو رویہ سڑک ہے لیکن آدھا راستہ ایک ہی سمت گاڑیاں چلتی ہیں اور ادھر سے ادھر جاتی نظر آتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے متعلق جو جرأت مندانہ اقدام کا فیصلہ کیا ہے اور سفید ہاتھی سے جان چھڑانے کی ایک عملی صورت بنائی ہے قوم اور پنجاب کے لوگ خاص طور پر اس پر اطمینان کا اظہار کریں گے کیونکہ بلا شبہ اربوں روپے یہ ہاتھی ہضم کر گیا ہے اور قوم کو کوئی سہولت فراہم نہیں کر سکا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مناسب طور پر ٹرانسپورٹ سسٹم کو منظم کرنے کے لیے دانش مندانہ فیصلے کرنے ہوں گے اور انفرادی طور پر اور اگر ممکن ہو تو لمیٹڈ کمپنیز کو مؤثر تحفظات کے ساتھ ٹرانسپورٹ sureties کے ساتھ قرضوں وغیرہ کی سہولتیں دی جائیں تاکہ پنجاب کے لوگوں کو بہتر ٹرانسپورٹ اور سفری سہولتیں میسر آ سکیں۔ اس سے نا صرف زرعی مصنوعات اور اس کے ساتھ ساتھ صنعتی مصنوعات اور لوگوں کا کاروباری حوالے سے سفر کرنے کا سلسلہ بہتر ہو سکے گا اور لوگ سکھ کا سانس لے سکیں گے ۔ ہم اگر حساب لگائیں کہ کتنے زیادہ ٹریفک کے حادثات ہوتے ہیں ۔ وہ اسی وجہ سے ہوتے ہیں کہ ہماری سڑکیں معیاری نہیں ہیں ۔ اور پھر جو ہماری گاڑیاں ہیں ان میں عموماً خاص طور پر پبلک ٹرانسپورٹ انتہائی پرانی اور بوسیدہ گاڑیاں چل رہی ہیں اور اس میں کوئی charm نہیں کہ کوئی کمپنی یا مضبوط مالی پوزیشن کے لوگ اس میں شامل ہوں ۔میں سمجھتا ہوں کہ ملکی ترقی ممکن نہیں کہ جب تک اس شعبے میں انقلابی فیصلے نہ کیے جائیں۔ قوم توقع رکھتی ہے کہ پنجاب حکومت اس سلسلہ میں مؤثر اور دانش مندانہ فیصلے کرے گی ۔ شکریہ!

جناب قائم مقام سپیکر ، مولوی محمد سلطان عالم صاحب !

مولوی محمد سلطان عالم، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ' میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم مسئلے پر اپنے خیالات پیش کرنے کی اجازت دی ۔ ٹرانسپورٹ کا مسئلہ میری ذاتی رائے میں اس وقت پاکستان کا سب سے اہم مسئلہ ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان میں مہنگائی ' پٹرول کی قیمت میں اضافہ اور اس قسم کی دوسری چیزوں میں اضافہ ۔ موٹر گاڑیوں پر ٹیکسز وغیرہ ۔ موٹر سائیکلیں بھی مہنگی ہو چکی ہیں ۔ سب چیزوں کے نتیجہ میں ٹرانسپورٹ کے ذرائع اب مہنگے ہو چکے ہیں۔ ان حالات میں جب کہ پاکستان ایک فلاحی ریاست ہے یہ حکومت کا فرض بنتا ہے ۔ اور خاص طور پر مسلم لیگ کی حکومت کا کہ جس کے منشور میں عوام کے لیے سہولیات میسر کرنے کو اولیت دی گئی ہے ۔ سستے ذرائع آمد و رفت عوام کو مہیا کیے جائیں۔ اس ضمن میں ہمارے سامنے جو مسائل آتے ہیں۔ ایک تو شہروں کے درمیان سفر اور دوسرا بڑے شہروں کے درمیان سفری سہولیات کی ضرورت ہے ۔ میں جناب والا! سے عرض کروں گا کہ ایک زمانہ تھا جب لاہور میں اومنی بس سروس ' گورنمنٹ ٹرانسپورٹ بس سروس کی بڑی مؤثر کارکردگی تھی ۔ ہر علاقے کو ان سروسز نے connect کیا ہوا تھا ۔ جہاں پر بہت سستے ٹکٹ کے ساتھ عوام اور سٹوڈنٹ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتے تھے ۔ اب وقت کے ساتھ ساتھ یہ سہولیات پاکستان کے تمام شہروں سے ہی ناپید ہو چکی ہیں۔ اور کسی حد تک اگر باقی ہے تو کراچی میں ہے ۔ یہ سہولیات دوبارہ فراہم کرنی بہت ضروری ہیں۔ بے شک گورنمنٹ ٹرانسپورٹ لاہور کو ختم کرنے کا اقدام اس کی کارکردگی اور کرپشن کے نتیجہ میں کیا گیا۔ وہ قابل تحسین ہے ۔ اور اس موقع پر گولڈن شیک ہینڈ دینا ہی چاہیے تھا۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام کے لیے سستی آمدورفت کے ذرائع پھر بھی حکومت کو ہی پیدا کرنے ضروری ہوں گے ۔ اس سلسلہ میں گورنمنٹ اپنے لیول پر بھی کوشش کر سکتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی اس بارے میں اعتماد میں لیا جا سکتا ہے ۔ ان کو آگے لائے جانے کی کوشش کی جا سکتی ہے ۔ میں یہ بات اس لیے آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے یہ دیکھا ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ جو کہ گورنمنٹ run کر رہی تھی وہ فیل ہو گئی لیکن پرائیویٹ ٹرانسپورٹ آج بھی ایک منافع بخش کاروبار سمجھا جاتا ہے ۔ اور آج بھی ان کو بڑے اچھے طریقے سے پرائیویٹ سیکٹر کے لوگ جو کہ اس سلسلہ میں کام کر رہے ہیں وہ دن بدن اپنی بسوں کے بیڑوں میں اضافہ ہی کر رہے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے ۔ اس کی وجہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ اور گورنمنٹ کے محکموں میں کرپشن میں اضافہ اور اس سے زیادہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کموہ محکمے

جو ان کو چیک کرنے کے لیے بنائے گئے تھے انھوں نے ان کی کرپشن کو اور ان کی نا اہلی کو tolerate کیا۔ نا اہلی اور کرپشن کو tolerate کرنا اور ان کے خلاف مناسب کارروائی نہ کرنا میں سمجھتا ہوں وہ بڑی وجوہات ہیں جن کے نتیجے میں ہمارے اس ملک سے یہ سہولت جو کہ pre- pratition days سے میسر تھی ختم ہو گئی ۔ اب بھی اگر یہ سہولت فراہم کی جائے اور اس قسم کی کرپشن اور نا اہلی اور سنگین قسم کی embezzlement کو اگر tolerate کیا جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ سسٹم دوبارہ کسی بھی شکل میں قائم کیا جائے ' این جی اوز کو دے دیا جائے ' گورنمنٹ کے محکمہ کو دے دیا جائے ' پرائیویٹ سیکٹر میں دے دیا جائے ہرصورت میں پھر بھی ناکام ہو جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سروس کو necessary service قرار دیا جائے ۔اور اس ضمن میں جو اس کے ملازمین ہو ان کو یونین بنانے کی اجازت اول تو ہونی ہی نہیں چاہیے اگر یونین بنانے کی اجازت دی جائے تو اس کے scope کو narrow کیا جائے ۔ اس سلسلہ میں مناسب قوانین بھی بنائے جائیں ۔ کیونکہ پاکستان گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی ناکامی کی بڑی وجہ ریلوے میں نقصان کی بڑی وجہ یونین ازم ہی ہے ۔ میں آپ کے سامنے یہ تجویز دوں گا کہ intercity مختلف شہروں کے درمیان آمدورفت کے ذرائع کے لیے اور شہر کے اندر جو آمدورفت کے ذرائع کی طرف حکومت کو خصوصی توجہ دینی چاہیے ۔ اور اس بارے میں خصوصی انتظامات کر کے یہ سہولت میسر کرنی چاہیے ۔

حکومت اگر سمجھتی ہے کہ شہر کے اندر اگر ایسا انتظام نہیں کرسکتی تو پرائیویٹ سیکٹر کو اس کی طرف invite کرنا چاہیے ۔ وہ یہ سہولت عوام کو فراہم کرے ۔ اس سلسلے میں دوسرے ترقی یافتہ ممالک کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے ۔ یہ سہولت انگلینڈ ' انڈیا ' ایران اور جو قریب قریب ممالک ہیں وہاں یہ سہولیات میسر ہیں۔ اور آپ دیکھیں کہ وہاں بسیں بہت کم ٹکٹ پر سفر کی سہولت فراہم ہوتی ہیں۔ وہاں ڈیلی ٹکٹ بھی ملتا ہے ' three days ٹکٹ بھی ملتا ہے ' weekly ٹکٹ بھی ملتا ہے 'monthly ٹکٹ بھی ملتا ہے ۔ اس قسم کی سہولیات دے کر عوام کو فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے ۔ اور یہ وہاں بہت کامیابی سے چل رہے ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں بھی کامیابی سے چل سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو شہروں میں ٹریفک کا نظام ہے میں نے یہ دیکھا ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں بسوں کی لائن الگ ہوتی ہے ۔ یہاں پر فٹ پاتھ کے ساتھ جو encroachments ہیں ' سڑکوں کو narrow کرنا' ٹریفک کے نظام کو صحیح طریقے سے نہ چلانا ' بسیں تو کجا گاڑیوں کو بھی وہاں سے راستہ

نہیں ملتا۔ یہ سسٹم کامیاب کرنے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ شہروں میں ٹریفک کے نظام کو درست کیا جائے۔ ٹریفک کا محکمہ اس بارے میں خصوصی توجہ دے ' encroachments کو اٹھایا جائے اور جس جگہ پر چلنا ہے اس لائن کو ' سڑک کے اس حصے کو مخصوص کیا جائے تاکہ وہیں پر بسیں اور دوسری ویگن سروس کو چلایا جائے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کام میں ہماری ٹریفک پولیس کو بھی شامل کیا جائے اور اسے اس بارے میں خصوصی طور پر کام کرنے کی ہدایت کی جائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے پاکستان کے اندر جو بھی سفر ہے اس میں سیکورٹی کا انتظام نہیں ہے ۔ سیکورٹی کئی طرح کی ہوتی ہے ایک تو گاڑیوں کی حالت ' دوسرا سفر کے دوران جان و مال کی سیکورٹی ' تیسرا سڑکوں کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے اس کی سیکورٹی شامل ہے ۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ اس سلسلے میں اس بات پر خاص طور پر توجہ دی جائے کہ گاڑیاں کی periodical checking کی جائے ' ان کو ایک خاص معیار پر رکھنا چاہیے ۔ اس ضمن میں مختلف ممالک میں محکمے موجود ہیں جو کہ weekly, monthly ,quarterly, six monthly or yearly گاڑیوں کی چیکنگ کرتے ہیں اور اگر وہ معیار پر پوری نہیں اترتیں تو انھیں روڈ سے ہٹا دیتے ہیں ۔ گاڑیوں میں sub-standerd engine سے ماحول pollute ہوتا ہے اس کی روک تھام بہت ضروری ہے ۔ شہروں کے درمیان راستوں اور سڑکوں کی خستہ حالت کی وجہ سے بھی ہماری ٹرانسپورٹ کی سہولت کو بہت زیادہ نقصان ہو رہا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ کسی زمانے میں ملتان سے لاہور آنے پر صرف چار گھنٹے صرف ہوتے تھے جبکہ آج بڑھ کر یہی وقفہ سات گھنٹے ہو گیا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہائی وے ہونے کے باوجود ہماری سڑکیں اس قابل نہیں بنائی جاتیں کہ ایک ہیوی ٹریفک کے لوڈ کو وہ اٹھا سکیں ۔ اس جانب بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ایسی سڑکیں بنائی جائیں جو کہ مناسب لوڈ اٹھانے کے قابل ہوں ۔ جناب والا! مجھ سے پہلے میرے لائق دوستوں نے اس بارے میں جو جو کچھ کہا ہے ' جو تجاویز پیش کی ہیں میں انھیں endorse کرتے ہوئے آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔ بہت بہت شکریہ ۔

قائم مقام سپیکر: جی وزیر ٹرانسپورٹ صاحب !۔

وزیر ٹرانسپورٹ (جناب محمد ارشد خان لودھی): بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی طور پر مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا ۔ میرے دوستوں نے ' اس ایوان کے معزز اراکین نے بڑی کھل کر بات کی ہے ان کے جو جذبات و احساسات ہیں میں کوشش

کروں گا کہ حکومت اس بارے میں جو کچھ سوچ رہی ہے اس سلسلے میں آج میں ایک line دے سکوں۔

جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ since the creation of Pakistan مختلف سالوں میں، مختلف ادوار میں پاکستان میں مختلف ناموں پہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کام کرتی رہی ہے۔ کبھی ویسٹ پاکستان کی حیثیت سے روڈ ٹرانسپورٹ نے کام کیا، کبھی پاکستان اربن ٹرانسپورٹ کی حیثیت سے یہاں پر بسیں چلتی رہیں اور پھر کافی عرصہ تک پی آر ٹی سی کے نام سے یہاں پر ٹرانسپورٹ چلتی رہی۔ جناب سپیکر، اس کو بنانے کے لیے حکومت پنجاب نے بہت زیادہ رقم خرچ کی ہے۔ جناب والا! اگر کوئی civilized society ہے تو جس طرح حکومت کے یہ فرائض میں آتا ہے کہ وہ لوگوں کی جان و مال اور عزت کا تحفظ کرے اسی طرح حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو، اپنے عوام کو ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولیات مہیا کرے۔ چنانچہ اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے پی آر ٹی سی کی حیثیت سے ایک ادارہ بنایا گیا، ایک کارپوریشن قانون کے تحت بنائی گئی اور اس سلسلے میں تمام لوازمات پورے کیے گئے۔ میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس ٹرانسپورٹ سسٹم کے تحت ہم نے ایک بہت بڑی باڈی بلڈنگ ورکشاپ فیروز پور روڈ پر بنائی جس پر حکومت کا لاکھوں روپیہ خرچ ہوا۔ پھر ایک بہت بڑا سٹور بنایا گیا جہاں پر لاکھوں روپے کے پرزہ جات رکھے گئے۔ آج بھی وہ سٹور موجود ہے اور اس میں میرے خیال میں roughly دو کروڑ کے پرزہ جات موجود ہوں گے۔ پھر جناب والا! اسی ادارے کے تحت ہم نے مرمت کے لیے ایک بہت بڑی ورکشاپ گلبرگ میں کھولی۔ پھر اسی کے تحت لوگوں کو trained کرنے کے لیے، لوگوں کو سکھانے کے لیے ایک بہت بڑا ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ شالیمار اور شاہدرہ میں قائم کیا گیا۔ اس لیے قائم کیا گیا کہ لوگوں کو اس میں تربیت دیں گے، ان کو سکھائیں گے، وہ ہماری ورکشاپوں پر کام کریں گے اور حکومت نے جو ٹرانسپورٹ مہیا کی ہے اسے چلائیں گے بھی، maintain بھی کریں گے، مرمت بھی کریں گے اور اپنے شہریوں کو بہترین قسم کی سہولیات پیش کریں گے۔ جناب سپیکر، یہ کام 1984-85ء میں شروع ہوا اس سے پہلے بہت بڑی تعداد میں بسیں حکومت اس میں ڈالتی رہی لیکن important phase 1984-85 کے بعد چلا۔ اس ادارے کو چلانے کے لیے، لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولتیں دینے کے لیے ہم نے 800/850 نئی بسیں اس میں ڈالیں۔ جناب سپیکر! میں اسمبلی کے فلور پر correct figure دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے 865 بسیں اس fleet میں ڈالیں۔ ہم نے ان بسوں کو within city اور intercity چلایا۔ ہم نے کوشش کی کہ ہم اپنے عوام کو، اپنے شہریوں کو best possible service مہیا کریں۔ جناب والا! 1984-85ء میں

ہمارے پاس 12423 ملازمین کام کرتے تھے اور ہم نے ان ملازمین کو تمام سہولیات زندگی مہیا کر کے دیں ۔ ویسٹ پاکستان کے بعد مختلف صوبوں نے اپنا اپنا ٹرانسپورٹ سسٹم رائج کیا لیکن کسی صوبے نے اپنے ملازمین کو پنشن کی سہولت نہیں دی لیکن حکومت پنجاب نے اپنے ملازمین کو پنشن کی سہولت بھی دی اس کے بعد ہم نے کوشش کی ہے کہ best possible transport system لاہور کو دیا جائے cities کو دیا جائے inter cities کو دیا جائے لیکن unfortunately یہ کہہ لیجیے کہ وہ purpose جو اس قانون کے تحت پیدا کیا گیا تھا وہ پورا نہیں ہو سکا۔ جناب سپیکر ! آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہم نے آپ کے پڑوس میں ایک بہت بڑا ٹرانسپورٹ ہاؤس بنایا اور تمام اضلاع میں ڈسٹرکٹ منیجر کے دفاتر بنائے اور وہاں پر اڈے قائم کیے گئے تا کہ لوگوں کے لیے سہولت پیدا کی جائے لیکن unfortunately اس ادارے میں پریشر گروپ بنے اس میں گروہ بندیاں ہوئیں' اس میں تشدد آمیز واقعات ہوئے اس میں مختلف ادوار میں مختلف لوگوں نے اپنی حکم رانی جمانے کی کوشش کی لیکن ہوا یہ اور اس ادارے کی fate یہ بنی کہ کبھی اس ادارے کے پاس 3397 بسیں تھیں پھر 85-1984ء سے 865 بسیں رہ گئیں لیکن آج مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمارے پاس صرف 50 بسیں ہیں ۔ جن میں 38 بسیں لاہور میں چل رہی ہیں اور 12 بسیں اسلام آباد ' راولپنڈی میں چل رہی ہیں لیکن اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے ' اس کا کوئی اکاؤنٹ نہیں ۔ جناب والا ! اسی صورت حال کو دیکھتے ہوئے 92-1991ء میں جب وائیں صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے تو انھوں نے بڑے صدق دل سے اس کو محسوس کیا اور انھوں نے ان ملازمین کو offer کی کہ ہم جونہی نئی بس لیتے ہیں دو ماہ بعد نہ تو اس کے ٹائر ہوتے ہیں ' نہ گیئر ہوتا ہے نہ اس کا differential ہوتا ہے آپ اس قومی دولت کو کیوں خراب کر رہے ہیں ؟ گورنمنٹ کا کوئی کام نہیں ہے کہ سٹیرنگ پر بیٹھ کر بسیں چلائے بلکہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ اس کے انتظام و انصرام کو سنبھالے اس لیے آپ ہمارے ساتھ فیصلہ کر لیں۔ وائیں صاحب نے ان کے ساتھ فیصلہ کیا اور گولڈن ہینڈ شیک کے ذریعے ان کو یہ کہا کہ آپ ہم سے فارغ ہوں ' ہمیں فارغ کریں تا کہ ہم اپنی عوام کے لیے کوئی نیا سسٹم لا سکیں۔ ہم نئے سسٹم کے تحت لوگوں کو سہولتیں دی سکیں۔ جناب والا ! اس سکیم کے تحت 12000 ملازمین میں سے 1500 کے قریب لوگ گولڈن ہینڈ شیک کے ذریعے فارغ ہوئے اور تقریباً اتنے ہی normal retirement پر چلے گئے۔ اس کے بعد آج ہمارے پاس 9645 ملازمین ہیں اور آپ حیران ہوں گے کہ کوئی کام نہیں ہے کوئی بس نہیں ہے لیکن پنجاب گورنمنٹ ان کو ہر ماہ 3 کروڑ 30 لاکھ روپیہ تنخواہوں کی مد میں دے

رہی ہے۔ اس طرح ہم ان کو گھر بیٹھے 40 کروڑ روپیہ سالانہ تنخواہوں میں دے رہے ہیں اور ہمارا سالانہ خرچہ 56 کروڑ روپیہ ہے یہ بغیر کسی کام کے ہم ان کو دے رہے ہیں۔جناب والا! جب گولڈن ہینڈ شیک شروع کیا تو unfortunately اسی ہاؤس میں ہمارے خلاف no confidence ہوا اور اس کے بعد جو حکم ران آئے انھوں نے اس گولڈن ہینڈ شیک کو چھوڑ کر اور ہی دھندے شروع کر دیے۔میں کل پرسوں ہی دیکھ رہا تھا کہ کاغذوں میں سے ایک note نکلا ـــــ پیپلز پارٹی کے زمانے میں انھوں نے بہت کچھ کیا ابھی میں نے انکوائری hold کرائی ہے اور اس کی ساری رپورٹ ان شاء اللہ آپ کے سامنے یہاں پر لائیں گے کہ کیا کیا ہوا ہے؛ لیکن جب نگران حکومت کا زمانہ آیا تو انھوں نے بجائے اس کے کہ گولڈن ہینڈ شیک کو آگے بڑھاتے اور گورنمنٹ کے اتنے بڑے نقصان کو روکتے تاکہ ہم کوئی اور کام کر سکتے ۔انھوں نے کیا کیا؛ انھوں نے مزدوروں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس میں انھوں نے کہا کہ 19 لاکھ روپیہ ہمیں دے دیں تو ہم انھیں بسوں کو مرمت کر کے چلائیں گے۔ 19 لاکھ روپیہ دے دیا گیا لیکن کوئی بس نہ مرمت ہوئی ' نہ روڈ پر آئی اور نہ ہی کسی روٹ پر چلی۔جناب والا! پھر کیا پوچھتے ہیں؛ وہاں پر ہوتا کیا ہے؛ وہاں پر ٹائم کیپر حاضری لگاتا ہے ۔ جناب والا! مجھے آپ نے موقع دیا ہے تو میں آج اس معزز ایوان کو confidence میں لینا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کو بہت بڑا مینڈیٹ ملا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو یہ بہت بڑا مینڈیٹ ملا ہے اور انھوں نے یہ تحریک شروع کی ہے ' economy drive شروع کی ہے کہ اس قوم کو فضول کاموں سے بچانا چاہیے اور بچ کاری کو شروع کیا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ اسی کے تحت یہ کام کر رہی ہے کہ بجائے اس کے کہ ہر سال 50/40 یا 56 کروڑ روپیہ بغیر کسی کام کے لوگوں کو دیں۔ ہم ان سے اپیل کر رہے ہیں ان کی منت کر رہے ہیں کہ ہم ان کو اسی گولڈن ہینڈ شیک جو 92-1991ء میں شروع ہوا تھا اسی کا idea float کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ ہم ان کو عنقریب گولڈن ہینڈ شیک پیش کریں گے ۔ وہ اس لیے کریں گے کہ کیونکہ یہ کام نہیں چل سکتا ' کوئی کام نہیں وہاں پر کچھ نہیں سوائے پریشر گروپ کے اور کوئی کام نہیں ۔ so-much-so کہ جو ٹائم کیپر حاضریاں لگاتے ہیں انھوں نے ہر ٹائم کیپر کو کہا ہوا ہے کہ جب وہ تنخواہ لینے آئیں تو وہ فی آدمی پانچ سو ریپہ وصول کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے خیال میں آپ کتنا ٹائم اور لیں گے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! دس منٹ اور دے دیں تو میں wind up کر لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں دس منٹ ٹائم بڑھاتا ہوں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب والا! یہ بڑا وسیع سبجیکٹ ہے اس لیے ٹائم دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی میں نے اسی لیے ان کی خواہش کے مطابق پوچھا ہے۔ انھوں نے دس منٹ فرمایا ہے تو میں نے دس منٹ بڑھا دیے۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! میں آپ کے حکم کے مطابق اسے wind up کرنے کی کوشش کروں گا۔ جناب والا! جب وہ تنخواہ لینے جاتے ہیں تو ان سے پانچ سو روپے فی آدمی وصولی کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! وزیر موصوف جو بیان فرما رہے ہیں اس سے تو پوری قوم کا concession ہے ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس محکمے نے کچھ deliver نہیں کیا اس لیے اسے ختم ہونا چاہیے۔ تو زیادہ بہتر یہ ہو گا کہ اس محکمے کو ختم کرنے کا جو future کا منصوبہ ہے اور گولڈن ہینڈ شیک کے متعلق ایوان کو اعتماد میں لیں اور اس کے متعلق فرمائیں کہ آئندہ ان کا کیا پروگرام ہے۔ کیا اس میں کوئی رکاوٹ ہے یا اس کو کس طریقے سے آگے بڑھا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

وزیر ٹرانسپورٹ، شکریہ رانا صاحب! میں background بتانا چاہتا تھا یہ موقع کبھی کبھی ملتا ہے اور قوم کو بھی پتا ہونا چاہیے کہ we are going to take any step ہم کوئی غلط step نہیں لے رہے۔ ہم صحیح step لے رہے ہیں۔ جناب والا! میں مختصر کرتا ہوں، کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ مزدور تمام دن گھر رہتا ہے لیکن اس کی تمام حاضریاں ایک ہی دن لگ جاتی ہیں اور آدھی تنخواہ وہ لے لیتے ہیں اور آدھی اس کو دے دیتے ہیں۔ جناب والا! ہم نے چار سو بسیں intercities لیز پر چلائیں اور وہ چلتی رہیں لیکن آج ان کا حشر یہ ہے کہ چار سو کی بجائے 187 بسیں رہ گئیں اور وہ ٹرانسپورٹر میرے پاس آئے، مزدور میرے پاس complaint کے لیے آئے تو میں نے کہا کہ آپ کیوں نہیں چلاتے تو انھوں نے کہا کہ لودھی صاحب ہمارے بس کی بات نہیں۔ آپ کا ہر ملازم اس انداز میں آتا

ہے اور ہر ماہ ہم سے ایک ہزار روپیہ غنڈہ ٹیکس لیتے ہیں اس لیے ہم اس کو نہیں چلا سکتے۔جناب والا! ستم ظریفی یہ ہے کہ قیمتی زمین پنجاب گورنمنٹ کی ہے پی آر ٹی سی کی ہے سب کچھ ہے یعنی اڈے گورنمنٹ کے ہیں جگہ گورنمنٹ کی ہے لیکن پریشر گروپ نے خود لوگوں کو دکانیں ڈال کر دے دی ہیں اور rent out بھی خود کی ہیں کرایہ بھی خود وصول کر رہے ہیں - ان حالات میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اس محکمے کو wind up کرنا چاہتے ہیں اور گولڈن ہینڈ شیک کے ذریعے کرنا چاہتے ہیں - حالانکہ ہم ان کو terminate بھی کر سکتے تھے ان کو lay off بھی کروا سکتا تھا لیکن چونکہ یہ سیاسی حکومت ہے مسلم لیگ کی حکومت ہے اس لیے ہم ان کو گولڈن ہینڈ شیک پیش کر رہے ہیں - ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ ہم سے فارغ ہو جائیں اور ہم ان سے فارغ ہو جائیں- جناب سپیکر! یہ روئیداد ہے اس لیے ہم نے آج اس مسئلے کو ایجنڈے پر رکھا تھا - میں یہاں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ ہم اس محکمے کو ختم کریں یہ نہیں کہ ہم لوگوں کی خدمت نہیں کرنا چاہتے - ہم اس محکمے کو ختم کرنے کے بعد ٹرانسپورٹ سسٹم کو نئی footing پر مضبوط footing پر اس عمارت کو تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور اس نئے سسٹم کے تحت ہم اپنی عوام کو جناب وزیر اعظم پاکستان کے منشور کے مطابق نئے سسٹم کے تحت بسیں provide کرنا چاہتے ہیں - اس سلسلے میں ہم پرائیویٹ NGOs بنا رہے ہیں اور اس سکیم کو تمام بڑے شہروں میں متعارف کروائیں گے اور لاہور میں جہاں ایک کروڑ کی آبادی ہو گئی ہے LTS کے نام سے ٹرانسپورٹ سسٹم کو چلانا چاہتے ہیں اور ایک ماہ کے اندر اندر ہم اس کا افتتاح کر رہے ہیں - اس میں ہم نے private owners کو invite کیا ہے - ہم نے کمشنر کو اس کا چیئرمین بنایا ہے اور وزیر ٹرانسپورٹ اس کا انچارج ہو گا سربراہ ہو گا' آدھے ممبر گورنمنٹ کے ہوں گے اور آدھے ممبر پرائیویٹ مالکان کے ہوں گے اس طرح سے یہ ایک NGOs create کی گئی ہے اور اس میں بسیں ہم invite کریں گے اور بسیں بھی ایک رنگ سے چلیں گی اور ایک باڈی سے چلیں گی اور اس کو ہماری NGOs کنٹرول کرے گی - اس سلسلے میں ہم لاہور میں ایک ٹرمینل بھی بنا رہے ہیں اور یہ بسیں ٹرمینل سے ٹرمینل تک چلیں گی' اس کا سیکورٹی سٹاف بھی بنا رہے ہیں - اس طرح اس سسٹم کے تحت ہم اپنی عوام کو neat and clean سروس provide کرنا چاہتے ہیں- پنجاب گورنمنٹ نے یہ announcement کی ہے اور پرائیویٹ مالکان کو یہ اپیل کی ہے کہ اگر آپ بسیں ڈالنا چاہتے ہیں اور امپورٹ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں - ہم ان کو ڈیوٹی کی شکل میں رعایت دینے کے لیے تیار ہیں تاکہ ائر کنڈیشنڈ اور بغیر ائر کنڈیشنڈ بسیں آئیں آپ منگوائیں اور

اس لاہور شہر سے آپ افتتاح کریں اس کے بعد ہم دوسرے بڑے شہروں میں جائیں گے اور اس کے بعد Inter city میں جائیں گے ۔ اس تمام سسٹم کے تحت ہم لوگوں کے ساتھ کئے گئے وعدے کو نبھائیں گے ۔ جناب سپیکر! یہ میری چند معروضات تھیں آپ نے مجھے بڑا وقت دیا ۔ میں مختصراً پھر یہ گزارش کروں گا کہ ہم اپنے ان دوستوں کو اس محکمے سے گولڈن ہینڈ شیک کے زریعے سے فارغ کریں گے اور اس کے بعد لوگوں کی پریشانی کو دور کرنے کے لیے میاں نوازشریف کے منشور کے مطابق اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق عنقریب اسی ماہ نئے سسٹم کے تحت بسیں لا رہے ہیں اور لوگوں کو اے ون neat and clean قسم کی سروس provide کریں گے ۔ مہربانی ۔

جناب قائم مقام سپیکر : کل کے اجلاس کے لیے وقت 9 بجے رکھ لیں؟

آوازیں: 9 بجے 10 بجے۔

جناب قائم مقام سپیکر : دس بجے بہت لیٹ ہو جائے گا دیکھ لیں۔

جناب محمد افضل خان : جناب والا آج ہاؤس میں مچھر بہت تھے صبح تک سپرے کروا دیں اڑکنڈیشننگ تو اب کچھ ٹھیک ہوگئی ہے

جناب قائم مقام سپیکر : میں کہہ دیتا ہوں ہو جائے گا۔

خواجہ محمد اسلام : جناب والا ہمارے صحافی بھائیوں نے بھی کہا ہے کہ ہمیں ناموں کا پتہ نہیں چلتا اگر ڈیسک والی جگہ پر ہر ممبر کا نام لکھ دیا جائے تو انھیں بھی آسانی ہوگی اور ہم سب کو بھی آسانی ہو گی ۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں نے تو عرض بھی کی تھی کہ معزز اراکین اپنی بات شروع کرنے سے پہلے اپنا تعارف کروا دیں ایک دو دفعہ ایسا کریں گے تو ناموں کا پتا چل جائے گا سیٹوں پر نام لکھنا تو مشکل ہے ۔ ہمارے پاس ایک map ہوتا ہے اپنے صحافی بھائیوں کو بھی دے دیں گے ۔

جناب محمد افضل خان : جناب والا میں آپ کی توجہ کیفے ٹیریا کی طرف بھی دلانا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : وہ ان شاء اللہ صبح کھلے گا ۔ اب اجلاس کی کارروائی کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتی ہے ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

منگل' 10 ۔ جون ' 1997ء

(سہ شبنہ ' 4 ۔ صفر المظفر ' 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں ساڑھے نو بجے صبح زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝

سورۃ النساء ۔ آیت 132 تا 134

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ۔ ابدا لآباد ان میں رہیں گے۔یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون ہوسکتا ہے (نجات) نہ تو تمھاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی طرح کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا۔تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی ۝ وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب۔

(بیرسٹر عثمان ابراہیم نے ان کے behalf پر سوال نمبر 77 پیش کیا)

محکمہ کی طرف سے پودوں کی تقسیم

*77۔جناب عبدالروف مغل۔ کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جنوری تا جولائی 1996ء کے درمیان محکمہ جنگلات نے درخت لگانے کے سلسلے میں اخبارات میں اشتہارات دیے تھے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اشتہارات کی تعداد کیا ہے؟ ہر اشتہار کی تاریخ، اخبار کا نام، رقم کی ادائیگی کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمے نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا تھا؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ کس کے حکم پر کیا گیا؟ آیا حکومت اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک اور کیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جز(الف) میں دیے گئے عرصے میں قیمتاً اور بغیر قیمت کے محکمہ ہذا نے پودے تقسیم کیے تھے؟ اگر ہاں تو ان کی تعداد کیا تھی اور ان کی قیمت کیا وصول کی گئی تھی۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات(رانا محمد اقبال خان)

(الف) صوبہ پنجاب میں جولائی 1995ء سے ورلڈ بنک کے تعاون سے پنجاب فارسٹ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے۔ جس کا بنیادی مقصد ہی نجی شعبے میں نرسریاں لگانا اور شجرکاری ہے۔ اس مقصد کے لیے کسان و زمیندار حضرات کو تحریک دینے کے لیے ایک منظم پبلسٹی مہم شروع کی گئی اور اخبارات میں ابلاغ عامہ برائے توسیع جنگلات اور فارسٹری ٹریننگ اوپن سکول کے تحت بطور اسباق اشتہارات دیے گئے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

(ب) تفصیل درج ہے۔ اس عرصہ کے دوران 190 اشتہارات دیے گئے اور ان پر35,22,828 روپے خرچ آیا۔ اشتہارات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ ہذا نے اپنے اختیارات سے قطعاً تجاوز نہ کیا ہے۔ تمام اشتہارات قاعدہ قانون کے مطابق جاری کیے گئے اور پنجاب فارسٹ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کی منظم پبلسٹی مہم کا باقاعدہ حصہ تھے۔ محکمہ نے اشتہارات براہ راست نہیں دیے تھے۔ بلکہ یہ محکمہ تعلقات عامہ(DGPR) حکومت پنجاب کے حوالے کئے جاتے ہیں اور پھر وہ محکمہ ان کی اشاعت کا بندوبست کرتا ہے۔ ان اشتہارات کے بلز کی ادائیگی بھی محکمہ جنگلات محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کو کرتا ہے۔

(د) محکمہ ہذا نے جنوری تا جولائی 1996ء تک درج ذیل پودہ جات قیمتاً اور بغیر قیمت کے دیے تھے۔ ان کی تفصیل ذیل ہے۔

تعداد پودہ جات جو فروخت کیے گیے	قیمت پودہ جات جو کر وصول کی گئی رقم	بغیر قیمت کے جو پودہ جات دیے گیے تعداد	
سنٹرل زون لاہور 7411187	1665066/-	424525	محکمہ دفاع اور سکولوں کو دیے گیے
ساؤتھ زون ملتان 17404557	2780687/-	2088100	ایضاً۔
نارتھرن زون 14919636 راولپنڈی	3674651/-	246739	ماڈل کاؤں چک نمبر 23/I جنوبی میں کسانوں اور سکولوں کو مفت پودے دیے گیے
مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ 154539 اتھارٹی راولپنڈی	51644/-	15200	یہ پودہ جات محکمہ دفاع کو دیے گیے
39889919	8172048/-	27745564	
قیمت تخم	=	10 پیسے	
قیمت پودہ جات	=	25 پیسے	
قیمت پالیتھین پودا جات	=	50 پیسے	

جناب قائم مقام سپیکر، جناب وزیر جنگلات۔

وزیر جنگلات، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! عبدالرؤف مغل صاحب کے سوال نمبر 77 کا جواب دے دیا گیا ہے۔ لیکن میں پڑھ بھی دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! کیا سوال کو بھی پڑھا جائے یا جواب ہی

***(تفصیلات لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)۔

پڑھ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، سوال تو پڑھا گیا تصور ہوتا ہے۔ آپ صرف جواب دے دیں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ جواب کو بھی اگر پڑھا گیا تصور کر لیا جائے ضمنی سوال کر لیں اگر کوئی ہے۔

(سوال نمبر 77 پر کوئی ضمنی سوال نہ کیا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر، اس سے پہلے کہ اگلا نام پکاروں، اس طرح ہے کہ نشان زدہ سوالات نمبر 241 اور 370 کے ترمیم شدہ جوابات فہرست سوالات کے کل رات چھپنے کے بعد وصول ہوئے تھے۔ یہ ترمیم شدہ جوابات معزز اراکین کی نشستوں پر رکھ دیے گئے ہیں۔ چودھری عامر سلطان چیمہ۔

(معزز رکن موجود نہ تھے۔ سوال نمبر 97 پیش نہ کیا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر، سوال نمبر 98 بھی عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ وہ موجود نہیں۔

(سوال نمبر 98 پیش نہ کیا جا سکا، فاضل محرک موجود نہ تھے)

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری شاہد اکرم بھنڈر۔

(سوال نمبر 120 پیش کیا گیا اور جواب پڑھا گیا)

جانوروں پر ظلم کے مقدمات

*120۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر۔ کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فی الوقت عدالت انصاف ضلع گوجرانوالہ میں جانوروں پر ظلم کرنے کے خلاف متعلقہ قانون کی خلاف ورزی کے کتنے چالان زیر التواء ہیں؟

(ب) سال 1996ء میں کتنے لوگوں کو قانون کے تحت جرمانے ہوئے یا سزا ہوئی؟

(ج) کیا جانوروں ظلم کے انسداد کی سوسائٹی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا محکمہ لائیو سٹاک کے ماتحت کام کرتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)

(الف) فی الوقت عدالت انصاف ضلع گوجرانوالہ میں جانوروں پر ظلم کرنے کے خلاف متعلقہ قانون کی خلاف ورزی کے 1428 چالان 97-4-30 تک زیر التواء ہیں۔

(ب) سال 1996ء میں پنجاب میں کل 23100 لوگوں کو جرمانہ ہوا۔ جن میں سے ضلع گوجرانوالہ میں 1028 لوگوں کو انسداد بے رحمی حیوانات (ایس۔پی۔سی۔اے) ایکٹ کے تحت عدالت انصاف نے جرمانہ کیا۔

(ج) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع کی حد تک ایس۔پی۔سی۔اے کا صدر ہے اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر لائیو سٹاک گوجرانوالہ ایس۔پی۔سی۔اے کا ہاسپٹل سیکرٹری ہے جو کہ جانوروں کے علاج معالجے میں مدد گار ہوتا ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، ضمنی سوال۔جناب والا! محکمے نے ایوان میں جو تفصیل میز پر رکھی ہے' اس کے مطابق تمام کے تمام offences prevention of Cruelty to Animals Act کی دفعہ 3(a) fall کرتے ہیں اور تمام کے تمام جرمانے ditto stereotype ایک ایک سو روپے اور سو روپے سے کم کوئی بھی نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجسٹریٹ صاحب نے ان کو maximum penalty دی۔ اس سلسلے میں صوبائی حکومت کو ایک نوٹیفکیشن کرنا ہوتا ہے کہ یہ پیسہ کس مد میں خرچ کیا جائے گا۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے کوئی نوٹیفکیشن کیا ہے کہ یہ جو fine release کیا ہے' اس کو کس مد میں خرچ کیا جائے گا؟

وزیر جنگلات، جناب سپیکر! جرمانے کی وصولی کے بعد اس کو خزانے میں جمع کروا دیا جاتا ہے۔ اس کی allocation حکومت پنجاب اپنے حالات کے مطابق کرتی ہے جہاں ضرورت پیش آئے وہاں خرچ کر دیا جاتا ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب! میں نے یہی تو پوچھا ہے کہ اس کا نوٹیفکیشن حکومت کو جاری کرنا ہے۔ کیا کوئی نوٹیفکیشن حکومت نے جاری کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو کس مد میں اس کو خرچ کیا جائے گا؟ جناب' یہ میں نے ضمنی سوال پوچھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بنیادی طور پر ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کا نوٹیفکیشن حکومت پنجاب نے کوئی جاری کیا ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ نوٹیفکیشن ہوا ہے اس میں لازمی لکھا ہوگا کہ کس مد میں خرچ ہوگا۔

وزیر جنگلات، یہ چیک کر کے بتا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر خزانہ صاحب سے assistance لے لیں۔

MINISTER FOR FOREST: It is added to budget sources.

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، میرا جواب پھر وزیر صاحب نے نہیں دیا۔ It is not added to budget sources۔ وزیر صاحب! لاء پڑھیں۔ لاء کے مطابق اس کو آپ نے notify کرنا ہے' یہ جو جرمانے آپ عوام سے realise کرتے ہیں۔

وزیر خزانہ، میں آپ کی وساطت سے اپنے عزیز سے درخواست کروں گا کہ آپ سے مخاطب ہوں' وزیر سے مخاطب نہ ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' آپ نے بجا فرمایا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، بالکل ٹھیک ہے سر۔ جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ انھیں تھوڑا سا وقت دے دیں کہ وہ تھوڑی دیر تک چیک کر کے آپ کو بتا سکیں۔ آپ اگلا ضمنی سوال کر لیں۔

وزیر جنگلات، سر' اس کو pending کر دیں' میں بعد میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو pend کرتے ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، میں اگلا ضمنی سوال کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' جی۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: اسی قانون کے حوالے سے میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت نے یہ بھی notify کرنا ہے کہ جو جانور بیمار' لاچار ہیں' یا جن کو کوئی ایسی serious بیماریاں ہیں' ان کے لیے infirmaries ڈسٹرکٹ میں بنائی ہیں۔ کیا حکومت نے اس سلسلے میں کوئی infirmaries کے قیام کا نوٹیفکیشن بھی جاری کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے انھوں نے آپ کا سوال سنا نہیں۔ کیا آپ اپنے ضمنی سوال کو دہرائیں گے؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، Sir, under the Prevention of Cruelty to Animals Act حکومت کو notify کرنا ہے کہ بیمار جانوروں کی serious بیماریوں کے علاج کے لیے infirmaries قائم کی جائیں' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت یا محکمے نے کوئی infirmaries کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے؟ کون سی infirmaries قائم کی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، میرا ذاتی خیال ہے کہ آپ تو چالان کی رقم کا پوچھ رہے ہیں اور کیا آپ fresh question نہیں دے دیتے؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! یہ تو اسی میں cover ہوتا ہے۔ They realize fines. اور fines کی مد کا تو وہ جواب نہیں دے سکتے اور یہی اس قانون کا جواب تھا کہ یہ infirmaries کو

لگایا جانا ہے لیکن چونکہ جناب سپیکر! مسٹر صاحب نے لاء نہیں پڑھا ہوا اس لیے یہ اس supplementary کا جواب بھی نہیں دے سکتے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں next supplementary کر دیتا ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں آپ next supplementary کر لیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! میرا next supplementary اسی لاء کے مطابق اور اسی سوال کے مطابق ہے کہ ----

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جب ان کا سوال ہی پینڈنگ ہو گیا تو پھر اس پر supplementary کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، جناب، وہ سوال اصل میں پینڈنگ نہیں ہوا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ میں اس supplementary question کو ذرا Pending رکھتا ہوں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پھر ان کے supplementary بھی پینڈنگ کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو انھوں نے supplementary question چھوڑ دیا ہے۔ وہ تو ہم نے announce ہی نہیں کیا کہ یہ سوال پینڈنگ ہے۔ supplementary پر انھوں نے بڑی شفقت سے کہا ہے کہ اس کو چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ آئندہ وہ دیکھ لیں گے۔ تو next supplementary وہ کر رہے ہیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، بیرسٹر صاحب۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ابھی ہمارے معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ چونکہ وزیر موصوف نے لاء نہیں پڑھا اس لیے میں یہ سوال چھوڑ دیتا ہوں لیکن دوسرا سوال بھی لاء سے متعلقہ ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ لاء سے متعلقہ کم از کم سوال نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، بھنڈر صاحب!

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! میرا next supplementary ہے کہ اس قانون کو رولز کے مطابق گورنمنٹ نے maximum weight prescribe کرنا ہے کہ ایک جانور maximum کتنا

weight اٹھائے گا۔ بھی تو یہ جو Under Section 3 (a) ہے جس میں انھوں نے لوگوں کے چالان کیے ہیں کہ اس کا انھوں نے maximum weight بتانا ہے' notify کرنا ہے کہ اس سے زیادہ وہ weight نہیں اٹھائے گا۔ تو میں اس سلسلے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مختلف جانوروں کے انھوں نے کیا weight prescribe کیے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب سپیکر! اس بارے میں میٹنگز ہو رہی ہیں۔ ابھی محکمے کے سیکرٹری صاحب نئے آئے ہیں۔ تو اس سلسلے میں میٹنگ کر کے میں آپ کو آئندہ اجلاس میں اس کی تفصیل بتاؤں گا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی تک محکمے نے کوئی maximum weight prescribe نہیں کیے اور اگر نہیں کیے تو پھر آپ نے under 3 (a) چالان کیسے کیے ہوتے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، پالیسی کے مطابق کیا جاتا ہے۔ ایک پالیسی کو اگر نئے سرے سے frame کرنا ہو' اس میں کوئی تبدیلی لانی ہو تو متعلقہ محکمے کو بلا کر ایسا کیا جاتا ہے۔ جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں پرانے ریٹس کے مطابق چالان ہو رہے ہیں۔

CHAUDHARY SHAHID AKRAM BHINDAR -The people have paid the fines and to the maximum quantity

جتنا maximum fine ہو سکتا ہے' لوگوں نے ادا کیا ہے۔ بات یہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ قانون کو دیکھیں' میں تو اس قانون پر believe نہیں کرتا کیونکہ فی زمانہ ابھی یہ cruelty to animals کی بات کرتے ہیں' جو انسانوں پر ظلم ہو رہے ہیں کہ ایک انسان سارے دن کی محنت مشقت کے بعد اگر ایک سو روپیہ کماتا ہے تو ان کا محکمہ پکڑ کر اس کو سو روپیہ جرمانہ کر دیتا ہے۔ وہ بھوکا رات کو گھر جائے۔ کیسے وہ اپنے بیوی بچوں کو پال سکتا ہے؟ جب یہ ایک قانون کو اور اس میں offences کو provide کرتے ہیں تو پھر ان کو maximum weight بھی prescribe کرنا چاہیے۔ اگر prescribe کیا ہوا ہے تو تبھی تو چالان کیے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب تیاری نہیں کر سکے ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! پھر اس سارے سوال کو پینڈنگ کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' اس سارے سوال کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ تو منسٹر صاحب آئندہ تیاری کر کے آپ اس کا صحیح جواب دیجیے گا۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، ٹھیک ہے جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال مہر محمد انور حیات لک کا ہے۔ (معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے) اگلا سوال چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، سوال نمبر 190

انسداد بے رحمی کے مقدمات کی تفصیل

*190۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر۔ کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال 96-1995ء میں ضلع گوجرانوالہ میں سوسائٹی برائے انسداد بے رحمی حیوانات نے کل کتنے چالان عدالت میں پیش کئے؟

(ب) ان میں سے کتنے چالان جرمانہ کے بعد ختم ہو چکے ہیں اور کتنے چالان عدالت میں زیر التواء ہیں؟

(د) جن چالان ہائے پر جرمانہ کیا گیا اس کی تفصیل' نام' جرمانہ کی رقم کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)

(الف) مالی سال 96-1995ء میں ضلع گوجرانوالہ میں سوسائٹی برائے انسداد بے رحمی حیوانات نے کل 2434 چالان بعدالت جناب سٹی مجسٹریٹ گوجرانوالہ پیش کیے۔

(ب) کل 917 چالان بعد از جرمانہ منجانب عدالت مجاز ختم ہو چکے ہیں اور بقایا 1517 چالان عدالت میں زیر التواء ہیں۔

(ج) ***تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں جناب وزیر نے فرمایا ہے کہ ایک سوسائٹی بنائی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سوسائٹی قانون میں تو provided نہیں۔ یہ سوسائٹی کس قانون کے تحت بنائی گئی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب' قانون میں یہ provided کیسے نہیں ہے؟

*** (تفصیلات لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! یہ جو میرے پاس لاء ہے۔ میں وزیر موصوف کو بھیجتا ہوں۔ وہ اس میں سے پڑھ کر مجھے بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ جواب دے رہے ہیں۔ شاید ان کے رولز میں ہو۔ شاید محکمے کے by laws میں ہو۔ وہ بتانا چاہتے ہیں۔ آپ سنیں تو سہی۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ ڈپٹی کمشنر ضلع میں صدر کا درجہ رکھتا ہے اور ہمارا اسسٹنٹ ڈائرکٹر لائیوسٹاک اس کا ہاسپٹل سیکرٹری ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ کے محکمے کے رولز میں ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو وہ رولز کے تحت اس کو نام دے رہے ہیں۔ اگر آپ کو اس پر کوئی ابہام نظر آتا ہے تو آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیجیے۔ رولز دیکھ لیجیے۔ شاید ان کے رولز میں ہو۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! رولز تو قانون اور ایکٹ کے تابع بنائے جاتے ہیں۔ قانون میں تو کوئی ایسی چیز نہیں۔ یہ رولز از خود تو کوئی نہیں بنا سکتے۔ اگر قانون میں نہیں کہ سوسائٹی بنائی جائے گی اور اس کو کیا اختیارات ہوں گے؛ تو رولز میں یہ کوئی نئی چیز تو نہیں ڈال سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' اس سلسلے میں وزیر موصوف فرمائیں گے؛ آپ کے اگر کوئی by laws rules ہیں تو ان کا حوالہ دے دیجیے تاکہ ان کو پتا چل سکے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، یہ Rule (14) Prevention of Cruelty ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب انھوں نے حوالہ دے دیا ہے۔ اگر اور کوئی ہے تو وہ بتائیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، چلیں جناب ٹھیک ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ایس۔ اے۔ حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میری چودھری شاہد اکرم بھنڈر سے درخواست ہے کہ وزیر موصوف کو قانون کی مار نہ ماریں' کسی اور طریقے سے ان سے بات کریں۔ (قہقہے)

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ رول 42 کی سب کلاز (2) کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ شاید منسٹر موصوف کے کوئی کام آ جائے اور ان کی جان سوالات سے بچ جائے۔ سب کلاز (2) یہ کہتی ہے۔

Rule 42(2) There shall be no question hour on a Friday, Saturday or a holiday, if the sitting of the Assembly is held on such a day.

تو میری humble submission ہے کہ آج holiday ہے تو ان حالات میں، میں سمجھتا ہوں کہ question hour نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، کس چیز کی holiday ہے؟

جناب آصف علی ملک، آج declared local holiday ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ملک صاحب، آپ کو شاید علم نہیں کہ یہ پبلک ہالیڈے نہیں۔ یہ تو ایک ایڈمنسٹریٹو آرڈر کے تحت ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب آصف علی ملک، میں نے کہا کہ شاید ان کی جان بچ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی نہیں، وزیر موصوف جان نہیں چھڑانا چاہتے۔ وہ بڑے تیار ہو کر آئے ہیں لیکن بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے۔ آپ کا شکریہ، جی منسٹر صاحب۔

وزیر جنگلات، میرے بھائی نے بڑی اچھی کوشش کی ہے۔ میں ان کی تجویز پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن جہاں تک بات جان چھڑانے کی ہے تو مجھے خدانخواستہ کسی نے پکڑا نہیں ہوا۔ بہرحال مخدوم سید مسعود عالم کا جو سوال نمبر 241 ہے اس کا جواب میں پڑھ دیتا ہوں۔ --

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال مخدوم سید مسعود عالم کا ہے۔

تحصیل لیاقت پور میں جنگلات کا رقبہ

*241۔ مخدوم سید مسعود عالم۔ کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل لیاقت پور میں کل کتنے رقبہ پر سرکاری جنگلات موجود ہیں اور مزید کتنا رقبہ پر ذخیرہ لگانے کا پروگرام ہے؟

(ب) کیا ان جنگلات سے ملحقہ ایک کلومیٹر کے فاصلے پر پرائیویٹ لکڑی خریدنے کے ٹال موجود ہیں

اگر ہیں تو کتنے ہیں؟ کیا یہ درست ہے کہ اس ٹال کی وجہ سے سرکاری لکڑی چوری ہو رہی ہے؟

(ج) کیا ڈی۔ایف۔او نے اس بارے میں حکومت کو رپورٹ بھیجی ہے اگر بھیجی گئی ہے تو کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر جنگلات (رانا محمد اقبال خان)

(الف) تحصیل لیاقت پور میں محکمہ جنگلات کی تحویل میں 38699 ایکڑ رقبہ ہے جس کا بیشتر حصہ عباسیہ پلانٹیشن اور اس سے ملحقہ خالی رقبہ پر مشتمل ہے ۔ اس ریگستانی رقبہ پر شجرکاری کا انحصار نہری پانی کی فراہمی پر ہے ۔ اب تک 10518 ایکڑ رقبہ کے لیے محدود مقدار میں نہری پانی فراہم ہوا تو اس پر جنگل کاری کردی گئی ۔1292 ایکڑ کے لیے مزید پانی کا بندوبست اس طرح ہوا کہ اس پر 98-1997 ء تک شجرکاری ہوجائے گی باقی کے خالی رقبہ 26899 ایکڑ پر شجرکاری کا معاملہ اس وقت تک معرض التواء میں رہے گا جب تک عباسیہ لنک کینال سے اس کے لیے پانی میسر نہیں ہوجاتا یہ خالی رقبہ ریتلے ٹبے اور ناہموار زمین پر مشتمل ہے اس کو ہموار کرنے پر خرچ کرلیا بھی جائے اور پانی میسر نہ ہو تو بھی شجرکاری نہیں ہوسکتی تاہم ماحولیاتی تناظر میں ان رقبوں کی پوری حفاظت کی جارہی ہے تاکہ قدرتی طور پر جو کچھ اگا ہو وہ ماحولیات کی بہتری کے لیے اپنا کردار ادا کرتا ہے ۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ موجودہ جنگلات سے صرف ایک کلومیٹر تک ٹال لکڑی موجود ہے اور اس ٹال کا انحصار سرکاری جنگل پر ہے سرکاری جنگل سے کافی دور مقامی مارکیٹ کی ضرورت کے تحت لوگوں نے چھوٹے چھوٹے ٹال بنا رکھے ہیں جن کی سپلائی اکثر و بیشتر نجی زمینوں سے آتی ہے اور ایندھن کے لیے یہ مقامی انتظام ایک صحت مند رجحان ہے ۔ سرکاری جنگلات پر ان دور دراز ٹالوں پر کوئی خاص اثر نہ رہے تاہم سرکاری جنگلات میں فارسٹ ایکٹ کے مطابق جنگلات اور پیداوار جنگلات کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے اور کافی تسلی بخش حد تک موثر ہے ۔

(ج) تحصیل لیاقت پور میں جہاں جہاں ٹال لکڑی موجود ہیں ۔ وہاں کوئی ایسا قانون لاگو نہیں جس کے تحت ڈی ۔ ایف ۔ او ان پر کوئی قانونی کارروائی کرسکے ۔ اور نہ ہی ایسی کسی کارروائی کی ضرورت ہے۔

ایک فاضل ممبر ، جناب سپیکر! رانا صاحب نے اس سوال کا یہ جواب کہاں سے پڑھا ۔ جو جواب انھوں نے پڑھا ہے یہ ہمارے پاس تو نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں عرض کرتا ہوں ۔ میں نے بتایا تھا کہ بعض سوالات جس طرح سوال

نمبر 241 ہے اور سوال نمبر 370 ان کے ترمیم شدہ جوابات فہرست سوالات کی طباعت کے بعد موصول ہوئے ہیں ۔اور یہ ترمیم شدہ جوابات معزز اراکین کی نشستوں پر رکھ دیے گئے ہیں ۔ اگر آپ کی نشست پر نہیں ہیں تو آپ کو ان کی کاپی مہیا کی جاتی ہے چونکہ یہ جواب ان کی فائل میں attached ہے اس لیے انھوں نے یہ وہاں سے پڑھا ہے ۔ یہی جواب میرے پاس بھی ہے ۔ اگر کسی معزز رکن کو اس کی کاپی ان کی سیٹ سے نہیں ملی تو وہ فرمائیں اس کی کاپی ان کو پہنچا دی جاتی ہے ۔

مخدوم سید مسعود عالم، جناب والا! جہاں تک اس سوال کے جز (ج) کا تعلق ہے اس کے جواب میں ڈی۔ایف۔او صاحب نے لکھا ہے کہ نہ ہی ایسی کسی کارروائی کی ضرورت ہے ۔ تحصیل لیاقت پور میں جہاں جہاں مال لکڑی موجود ہیں وہاں کوئی ایسا قانون لاگو نہیں جس کے تحت ڈی ۔ ایف ۔ او ان پر کوئی قانونی کارروائی کر سکے ۔

جناب سپیکر! ڈی ۔ سی رحیم یار خان کے through انتظامی معاملات میں محکمہ جنگلات دخل دے سکتا ہے جس کے تحت اگر لکڑی چوری ہو رہی ہے اس کو روکا جا سکتا ہے ۔ مزید یہ کہ اس وقت بھی انٹی کرپشن رحیم یار خان اور بہاولپور میں محکمہ جنگلات کے کیس under consideration ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ اس پر نظر ثانی کریں کیونکہ یہ لکڑی ایڈمنسٹریشن کے through چوری ہوتی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا یہ ضمنی سوال کیا بنا؟

مخدوم سید مسعود عالم، جناب والا! انھوں نے جز (ج) کا جواب پڑھا ہے اس کے بارے میں میں نے کہا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو آپ ایک تجویز پیش کر رہے ہیں کہ یہ ensure کریں کہ یہ چیز نہ ہو ۔

مخدوم سید مسعود عالم، جی ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ضمنی سوال تو نہیں۔ جناب منسٹر ! آپ یہ ensure کریں کہ یہ لکڑی چوری نہ ہو ۔

وزیر جنگلات، جناب والا! فاضل ممبر تو صرف لیاقت پور کی بات کر رہے ہیں میں تو اس سلسلے میں محکمے کو کافی ہدایات جاری کر رہا ہوں ۔ انھوں نے مال کی بات کی ہے ۔ مال اصل میں اس کی حدود میں نہیں۔ حدود سے باہر اگر کوئی مال لگانا چاہے تو اس پر ہم پابندی نہیں لگا سکتے ۔ لیکن جہاں تک ہماری

jurisdiction ہے ۔ میری اطلاع کے مطابق اور محکمے نے جو مجھے اطلاعات دی ہیں ہماری jurisdiction کے اندر کوئی بھی مال موجود نہیں۔ تاہم اگر کسی جگہ کوئی ایسا کیس ہوتا ہے تو اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے محکمہ ہمہ وقت تیار ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی شکریہ جی ۔

جی ۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے ۔

سوال نمبر 327 ۔ (فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے اور پیش نہیں ہوا۔)

سوال نمبر 328 ۔ (فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے اور پیش نہیں ہوا۔)

جناب قائم مقام سپیکر: سوال نمبر 370 ۔ جناب محمد صفدر شاکر صاحب۔

چودھری محمد صفدر شاکر ، سوال نمبر 370

درختوں کی چوری

*370۔چودھری محمد صفدر شاکر۔ کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماموں کانجن کے نزدیک نہروں کے کنارے لگائے گئے درختوں کی چوری سے حکومت کا لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے؟

(ب) حکومت اس کے ازالہ کے لئے کیا کارروائی کر رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں بھی وہی چیز ہے کہ معزز اراکین کی نشستوں پر اس کا جواب ہے اگر کسی معزز رکن کی نشست پر جواب موجود نہ ہو تو وہ فرمائیں تاکہ ان کو ترمیم شدہ جواب مہیا کیا جائے ۔

وزیر جنگلات(رانا محمد اقبال خان)

(الف) یہ درست ہے کہ ماضی میں نہروں کے کنارے درختوں کا نقصان ہوا تھا جو کہ اب زیرکنٹرول ہے۔

(ب) نہروں کے کنارے درختوں کا انتظام محکمہ جنگلات پنجاب کو جولائی 1994 میں منتقل ہوا چارج منتقل ہونے پر نہروں/ راجباہوں کے ساتھ ایستادہ درختوں کی درخت شماری کی گئی اور ان کا مناسب ریکارڈ مرتب کیا گیا95-1994ء سے اب تک فاریسٹ ایکٹ کے تحت368 لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی۔ ان میں سے 105 افراد سے جرمانہ

مبلغ 151,770, روپے وصول کیا گیا۔246 افراد کے خلاف چالان مرتب کئے گئے جو کہ اسے
۔سی تاندلیانوالہ کی عدالت میں زیرسماعت ہیں۔17 افراد کےخلاف تعزیرات پاکستان کے تحت
پانچ مقدمات مختلف تھانوں میں درج کرائے گئے۔ جب کبھی بھی نہروں پر درختوں کا
نقصان ہوتاہے اس پر فارسٹ ایکٹ کے تحت ملزمان کے خلاف فوری کارروائی عمل میں لائی
جاتی ہے۔ ان اقدامات کی وجہ سے نقصان درختاں زیر کنٹرول ہے۔

چودھری محمد صفدر شاکر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال تو نہیں لیکن آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں وزیر موصوف کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس سوال کی ذرا investigation کروائیں۔ دوسرے جن افراد کے خلاف پرچے درج ہوئے ہیں حلقے کا ایم۔پی۔اے ہونے کی حیثیت سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان افراد کی لسٹ مجھے بھی دی جائے تاکہ ہم لوگوں کو بتا سکیں کہ حکومت کا نقصان کرنے والے یہ لوگ ہیں۔ شکریہ۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میں یہ گزارش کروں گا کہ اوسطاً پندرہ سو روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے کیا یہ لکڑی چوروں اور جنگلات کو تباہ کرنے والوں کے لیے موثر سزا ہے؟ جناب والا! یہ 105 افراد ہیں اور 1,51,000 جرمانہ ہوا ہے جو 1500 فی ملزم بنتا ہے اور یہ کوئی سزا نہیں۔

وزیر جنگلات ، جناب سپیکر! یہ مقدمے کی نوعیت پر منحصر ہے کہ کسی ملزم نے کس قدر چوری کی ہے جس قدر اس نے چوری کی اس کے مطابق ہی اس کو جرمانہ یا سزا ہوسکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ویسے بھی میرا خیال ہے کہ کورٹ کی اپنی مرضی ہے۔ اس میں وزیر موصوف صاحب کیا کریں گے؟

ملک طیب خان اعوان: کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ میرے حلقہ نمبر 172 میں لاکھ روپے کی نہیں بلکہ لاکھوں روپے مالیت کی لکڑی پکڑی گئی ہے اور وہ تھانے میں آئی ہے وہ تھانے میں پڑی رہی ہے مگر تھانے میں اس وقت لکڑی موجود ہے اور نہ ہی چوروں کا کوئی نام و نشان۔وہ کہاں گئی ہے اور وہ پرچہ کیسے خارج ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ملک صاحب! آپ نے اس پر نہ کوئی سوال دیا نہ اس پر کوئی موشن دی۔

ملک طیب خان اعوان، انھوں نے کہا کہ پرچے درج ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ پرچے کہاں

درج ہیں ۔ کہاں خارج ہوئے اور کیسے خارج ہوئے ۔ اور وہ لکڑی کہاں گئی ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر specific question کیجیے تاکہ وہ وہاں سے رپورٹ لیں کہ یہ لکڑی کدھر گئی ؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر ، میں آپ کی اجازت سے اپنے محترم سے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اگر آپ کو اس بارے میں کوئی شکایت ہے تو آپ مجھے فرما دیں ۔ میں اس کا یقینی طور پر نوٹس لوں گا ۔ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس وقت تو شاید وہ میرے پاس اس کے متعلق جواب نہ ہو لیکن آپ کے سوال کا جواب میں خود بھی دوں گا اور محکمے سے بھی لے کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : یہ سوال نہیں بلکہ اس کی آپ انکوائری کروائیں ۔ یہ بات آپ کے نوٹس میں آگئی ہے ۔ آپ محکمے سے پوچھیں اور پھر ملک صاحب کو بتائیں اور ان کے خلاف کارروائی کریں۔

جناب محمد افضل خان : جناب سپیکر میرا ضمنی سوال ہے ۔میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ جرمانے کی شرح سے مطمئن ہیں اور کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جس شرح سے چوروں کو جرمانہ کیا جا رہا ہے اور جس پیمانے پر لکڑی کی چوری ہو رہی ہے وہ اس شرح جرمانہ سے اس چوری اور غلط کاری پر قابو پالیں گے؟

چودھری محمد صدیق سالار : کیا ہم مجاز ہیں کہ عدالتوں کے کیے ہوئے فیصلوں پر وزیر موصوف سے یہ پوچھیں کہ وہ یہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جو فیصلہ عدالت نے کر دیا اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ نے بجا فرمایا ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بڑا valid ہے ۔ آپ پہلے یہ تصدیق کریں کہ یہ جرمانے کورٹس نے کیے ہیں یا محکمے نے damages ڈالے ہیں؟ اگر کورٹس نے کیے ہیں تو میں نے اس سے پہلے بھی بات کی تھی کہ کورٹس کو تو آپ نہیں کہہ سکتے کہ جرمانہ کم کریں یا زیادہ۔ اگر damages محکمے نے وصول کیے ہیں تو یہ سوال آپ ان سے کر سکتے ہیں ۔

جناب محمد افضل خان : منسٹر صاحب موجود ہیں ۔ وضاحت کر دیں گے ۔ جرمانہ کون کرتا ہے ۔ ان کا اپنا مجسٹریٹ ہوتا ہے یا کوئی سول عدالت کرتی ہے ؟ اور اگر وہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ جائز ہے یا اس میں قانونی ترمیم کر کے بہت بڑی چوری پر قابو پا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب ! کورٹس پر آپ بحث کر ہی نہیں سکتے ۔ وزیر موصوف سے نہ آپ پوچھ سکتے ہیں نہ وہ بتا سکتے ہیں کہ کیا وہ مطمئن ہیں؟ عدالتیں جو کچھ کر رہی ہیں وہ کیوں کر رہی

ہیں؟ مجسٹریٹ صاحبان جرمانے کر رہے ہیں سول جج کر رہا ہے یا ہائی کورٹ کر رہا ہے ۔ میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ آپ اس کو اس انداز سے پوچھ سکتے ہیں کہ کیا یہ damages محکمے نے وصول کیے ہیں؟ محکمہ بھی کر سکتا ہے ۔ اگر محکمے نے وصول کیے ہیں تو پھر آپ ان کو بتائیں کہ یہ کم ہیں آپ ان کو زیادہ کریں ۔ اگر کورٹس نے یہ فیصلے کیے ہیں تو آپ اس پر سوال نہ کیجیے ۔

جناب محمد افضل خان ، جناب والا ' میں اپنا سوال دھراتا ہوں کہ جرمانے کی شرح جو اس وقت قانون میں موجود ہے جس کے تحت جو بھی جرمانہ فکس کرتا ہے کیا وہ اس شرح سے مطمئن ہیں ۔ اور اس شرح جرمانہ سے چاہے ان کے مجسٹریٹ کریں یا عدالتیں کرتی ہوں کیا وہ اس جرمانہ کی شرح سے چوری کے اس عمل پر قابو پا سکیں گے یا کہ کوئی نیا قانون لانا ضروری ہو گا؟

جناب قائم مقام سپیکر ، I disallow you. ۔ آپ اس انداز سے کہہ سکتے ہیں ۔ اصل میں خان صاحب کا مطلب ہے کہ جرمانہ موجودہ قانون کے بارے میں آپ کا کوئی ایسا خیال ہے کہ اس میں ترمیم کر کے جرمانے کی maximum شرح بڑھائی جائے ۔ یا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اسی maximum شرح کو بہتر کیا جائے کہ یہی کافی ہے؟

وزیر جنگلات ، یقیناً ان کی بات اس حد تک درست ہوسکتی ہے کہ جرمانہ کم ہوتا ہے ۔ لیکن اس پر کسی قسم کی بحث کرنا مناسب نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، قانون کی ترمیم پر تو آپ بحث کر سکتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ کیا آپ کے ذہن میں کوئی ایسا خاکہ ہے کہ اس جرمانے کی رقم کو قانون میں لا کر جو کہ اسمبلی نے بنانا ہے کوئی ایسی تجویز ہے کہ جرمانے کو maximum کر دیا جائے تاکہ چوری کی روک تھام ہو سکے ۔

وزیر جنگلات ، یقیناً میرے ذہن میں ایسی بات ہے اور میں ان شاء اللہ اس پر غور کروں گا۔

جناب عبدالرؤف مغل ، یہ جو 105 افراد کو -/1,51770 جرمانہ ہوا اور یہ چوری شدہ لکڑی برآمد کی گئی اس کا وزن ٹنوں میں کتنا تھا اور اس کی قیمت کیا تھی؟

وزیر جنگلات ، میرا خیال ہے کہ اگر میرے دوست اس کے لیے سوال کا تازہ نوٹس دیتے تو بہتر تھا۔

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ' میرے خیال میں وزیر موصوف مکمل تیاری کر کے نہیں آئے اور اس میں یہ بات ہے کہ ایک ایک وزیر کو چار چار محکمے دیے گئے ہیں باقی کئی امیدوار اخباروں میں پھر رہے ہیں ۔ جن کے نام بھی آ رہے ہیں کہ یہ وزیر حلف اٹھانے والے ہیں۔ میں آپ

کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جن اراکین اسمبلی کے نام اخبارات میں آئے ہیں فوری طور پر ان سے حلف اٹھوائے جائیں تاکہ میرے بھائی وزیر موصوف پر سے یہ بوجھ کم ہو اور یہاں پہ سوال و جواب کی محفل کو اچھے طریقے سے چلایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب ' کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کی سیٹ کون سی ہے ؟

خواجہ ریاض محمود ، میں تو یہاں ہی بیٹھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے بیٹھ جانے سے سیٹ تو آپ کو الاٹ نہیں ہو جاتی ۔ مہربانی کرکے آپ اپنی سیٹ پر آئیں اور وہاں سے بات کریں۔سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا ' پوائنٹ آف آرڈر کی وجہ سمجھ کر کہ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا کیا ہے پھر کرنا چاہیے ۔ یہ تقریر تھی ۔ تنقید ہوسکتی ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا ۔ کس شعبے میں یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ کابینہ میں کمی ہوئی ہے ۔ قانون سازی میں ' اسمبلی کی کارروائی میں ' صوبے کے حالات میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چیف منسٹر کی رہ نمائی میں یہ کابینہ بہت عمدہ طریقے سے کام کر رہی ہے ۔ یہ پارٹی کے ممبران کا حق ہے ۔ اگر اس میں اور امیدوار ہوں گے اس میں شاید خواجہ صاحب کا نام بھی شامل ہو یہ میں نہیں کہہ سکتا ۔ توسیع تو ہوتی رہے گی اس کے بارے میں چیف منسٹر صاحب کہہ چکے ہیں۔ لیکن اگر ایک آدھ سوال میں جو محکمے نے منسٹر کو صحیح information feed نہیں کی ہے اور وہ دشواری کا سامنا کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمام کابینہ کو ہدف تنقید بنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے تو ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو entertain ہی نہیں کیا۔ وہ تو اپنی سیٹ پر ہی نہ تھے اور ابھی بھی وہ اپنی سیٹ پر نہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی سیٹ پر تشریف لائیں۔ کیونکہ اجلاس کے دوران انھوں نے بار بار بولنا ہی ہے ۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر ' گیٹ پر جو اہل کار کھڑے ہیں میں نے ان سے کہا کہ میں اپنی سیٹ ڈھونڈ رہا ہوں میری رہنمائی فرمائیں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کی رہ نمائی نہیں کر سکتے ۔ ہمارے پاس کوئی ریکارڈ نہیں۔ پھر میں یہاں آ کر بیٹھ گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، خواجہ صاحب ' آپ کی سیٹ نمبر 205 ہے ۔ میں آپ کی رہ نمائی کرتا ہوں لیکن میں آپ سے یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ جیسے سینئر پارلیمنٹیرین کو گیٹ پر کھڑے

ہونے والے شخص کی رہنمائی کی کیا ضرورت ہے؟ آپ کی سیٹ نمبر 205 ہے۔بسم اللہ کیجیے ، تشریف لائیے ۔

خواجہ ریاض محمود ، میں نے وزیروں کے بارے میں بات کی ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ فکر نہ کریں ۔ اس کے لیے بھی میں آپ کی چیف منسٹر صاحب سے سفارش کروں گا۔ آپ یہاں پر بیٹھے ہوئے بات نہیں کر سکتے ۔ آپ اپنی نشست پر تشریف لائیں ۔ آپ کی سیٹ نمبر 205 ہے ۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ذاتی طور پر چیف منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا۔ آپ کو کوئی نہ کوئی محکمہ ضرور دیا جائے گا۔

جناب سمیع اللہ چودھری ، جناب سپیکر ، لاکھوں روپے مالیت کی چوری چھپانے کے لیے محکمہ جنگلات نے بہاول پور کے جنگلات میں آگ لگوائی ۔ جس میں کچھ ہرن زندہ جل گئے ۔ میں یہ وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس چوری کا اور اس آگ لگنے کا پرچہ بھی ان مقدمات میں درج ہوا یا نہیں؟ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ کتنے افراد تھے اور کتنے پیسے جرمانہ ہوا ۔ اچھا ہوا' کچھ افراد تو قانون کی گرفت میں آئے ۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ لاکھوں روپے کی لکڑی جلنے کے ذمے دار افراد کے خلاف پرچہ درج ہوا ۔ اگر پرچہ درج ہوا تو کیا اس کا اندراج بھی اس میں شامل ہوا؟

وزیر جنگلات ، اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی تھی لیکن جب انکوائری کی گئی تو اس میں کوئی حقیقت نظر نہیں آئی ۔ ابھی انکوائری مکمل نہیں ہوئی' final stages پر ہے چند دنوں میں مکمل ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر ، چونکہ انکوائری ہو رہی ہے اگر آپ کے پاس کوئی ایسے facts ہیں تو آپ اس انکوائری میں Participate کریں اور وہ facts دیں۔

جناب سمیع اللہ چودھری ، جناب والا! facts کی بات نہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہاں پر دن میں آگ لگی اور بہت سارا جنگل تباہ ہو گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میں یہی عرض کر رہا ہوں چونکہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ انکوائری ابھی جاری ہے لہذا اگر آپ کے پاس کچھ حقائق feed نہیں کیے تو آپ خود آگے آئیے۔ وزیر موصوف کو حقائق بتائیں تاکہ اس پر کارروائی ہو سکے۔ اگلا سوال نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی ، سوال نمبر 384

رکھ ماہنی لائیو سٹاک فارم کا رقبہ

*384۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی۔ کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

رکھ ماہنی لائیو سٹاک فارم کا کل رقبہ کتنا ہے اس میں سے کتنا رقبہ قابل کاشت ہے اور کتنا بنجر ہے ۔ کتنے رقبہ پر فصل بوئی جاتی ہے اور اس لائیو سٹاک فارم سے حکومت کو پچھلے پانچ سالوں میں کتنی آمدن ہوئی اور کتنے اخراجات برداشت کرنا پڑے تفصیل سال وار بیان کی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:(رانا محمد اقبال خاں)

	مربہ	کنال	ایکڑ
کل رقبہ	0	0	9171
قابل کاشت رقبہ	0	0	1500
بنجر رقبہ	0	0	7671
فصل والا رقبہ	13	5	595

سال	آمدن	اخراجات
1991-92	1,29,000	13,64,000 روپے
1992-93	3,44,00	20,03,000 روپے
1993-94	2,03,000	18,58,000 روپے
1994-95	4,99,000	15,12,000 روپے
1995-96	12,29,000	17,74,000 روپے

سردار نعیم اللہ خان شاہانی : جناب کے توسط سے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو جواب میں انھوں نے لکھا ہے کہ کل رقبہ 9171 ۔ ایکڑ ، قابل کاشت رقبہ 1500۔ ایکڑ ، بنجر رقبہ 7671 ۔ ایکڑ اور فصل والا رقبہ 595 ۔ ایکڑ ۔ جناب والا قابل کاشت رقبہ اور فصل والا رقبہ سے ان کی کیا مراد ہے؟۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ : جو رقبہ کاشت ہو سکتا ہے وہ قابل کاشت ہے ۔ جس رقبہ سے فصل لی گئی ہے وہ فصل والا رقبہ ہے ۔ قابل کاشت رقبہ وہ ہے جس میں کاشت کی جا

سکتی ہے لیکن کسی وجہ سے کاشت نہیں ہو سکی۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! کاشت نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟ کیا آپ کو محکمے نے غلط اعداد و شمار جانے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: میرے خیال میں مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہیں کہ رقبہ بارانی ہے، uncommandable ہے، وہاں کوئی نہری نظام نہیں ہے۔ بارشیں اس وقت نہیں ہوئی ہوں گی جس کی وجہ سے وہ کاشت نہیں ہو سکا۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! اگر آمدنی کا حساب دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچ سالوں میں 20 لاکھ 65 ہزار آمدن ہوئی ہے جبکہ اخراجات 85 لاکھ 11 ہزار ہوئے ہیں۔ یہ اخراجات کا اتنا تفاوت کیوں ہے؟ محکمے نے اس بارے میں کوئی کارروائی کی ہے، محکمہ اس کے لیے کیا تدابیر سوچ رہا ہے؟۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب والا! یہ تجرباتی فارم ہوتے ہیں لہذا ان میں اخراجات یقیناً ہوتے ہیں۔ اب میں ان اخراجات کا از سر نو جائزہ لے رہا ہوں۔ جہاں جہاں زیادتی ہے اسے کم کیا جائے گا جبکہ آمدن میں اضافے کے لیے بھی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! 96-1995 میں اس کی آمدن کیسے بڑھی، کیا محکمے کے اچھے اقدامات کی وجہ سے یا صوبے کے وزیر اعلیٰ کے احکامات کی وجہ سے ایسا ہوا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: محکمے کی کارکردگی کی وجہ سے ہی اس میں اضافہ ہوا ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ آپ جو بات اصل میں کرنا چاہتے ہیں وہ اگر کھل کر کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے محکمے کی نالائقی اور ان کی ملی بھگت کی وجہ سے وہاں کے سرکش اہلکاران جن کی سرپرستی ایک سابق ڈی آئی جی کر رہے ہیں اور وہ آمدن خود بانٹ رہے ہیں۔ کیا آپ کا محکمہ بھی اس میں ملوث ہے۔ کیا آپ اس کے ذمے دار اہل کاران کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب والا! میں اس سلسلے میں تحقیقات کر رہا ہوں اگر اس میں کوئی ملوث بھی اہل کار پایا گیا تو اس کے خلاف یقیناً کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر : کیا یہ اس بارے میں آخری سوال ہو گا۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی : آپ تمام سالوں میں فرق دیکھ لیں - پہلے سال 1,29,000 دوسرے سال 34400 جب کہ اس سال کے اخراجات سب سے زیادہ 20,03,000 ہیں - کیا وزیر موصوف اس بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ اس سال میں کن کن چیزوں پر یہ اخراجات اٹھے ہیں ؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ ماہنی فارم کا رقبہ کاشت کے لیے رکھا ہوا ہے یا پھر ڈیری ڈویلپمنٹ کے لیے مختص ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : سردار نعیم اللہ خان صاحب ! آپ پہلے اپنے سوال کو concise کریں - آپ نے دو سوال کر دیے ہیں - آپ ایک ضمنی سوال پوچھیں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی : جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سال 1992-93 میں 34400 روپے آمدن ہوئی جب کہ خرچ 20,03,000 روپے ہوئے - اس سال کے اخراجات باقی تمام سالوں کی نسبت زیادہ ہیں - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنے زیادہ اخراجات کن چیزوں پر اٹھے ؟ اس سال کے اخراجات کی تفصیل بتا دیں اور یہ بھی بتا دیں کہ اس سال اتنی کم آمدن کیوں ہوئی ؟ - کیا وزیر موصوف اس بات کی انکوائری کروائیں گے ! اس کی تحقیقات کریں گے اور جو آدمی سزا وار ہوا اسے سزا دلوائیں گے ؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ : میرے بھائی میرے خیال میں اس رقم میں ایک zero missing ہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ ساری پریشانی ہوئی ہے - یہ missprint ہے - اصل رقم 3 لاکھ 44 ہزار روپے ہے جبکہ آپ اسے 34400 روپے پڑھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگلا سوال سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی : سوال نمبر 403

ناجائز قابضین

*403 سردار نعیم اللہ خان شاہانی- کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے:-

محکمہ لائیو سٹاک کے فرام ماہنی میں وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم سے جن ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کروا کر واپس محکمہ کو دیا گیا تھا ان ناجائز قابضین اور کاشتکاروں سے محکمہ نے کتنی رقم بطور تاوان وصول کی اور محکمہ کے فارم پر یہ جو ناجائز قابضین ہیں ان کے نام اور پتہ جات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ :فارم ماہنی سے جن ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کروا کر محکمہ کو واپس گیا تھا ۔ ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ محکمہ نے کوئی رقم بطور تاوان وصول نہ کی ہے اور اس وقت فارم پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ : جناب والا! بقول محکمہ ' فارم ماہنی سے جن ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کروا کر محکمہ کو واپس دیا گیا تھا ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے محکمہ نے کوئی رقم بطور تاوان وصول نہ کی ہے اور اس وقت فارم پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے ۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! ماہنی فارم میں جن ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کرایا گیا ہے ان کے خلاف تو تاوان کی فہرستیں بنی تھیں لیکن آپ کے محکمے نے وہ تاوان کیوں وصول نہیں کیا؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ : میں نے محکمے کو ہدایات دی ہیں کہ ذمہ دار افراد کے بارے میں بتایا جائے اور اگر ان کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں ۔ اس کا جواب مجھے ابھی تک موصول نہیں ہوا ۔ جیسے ہی مجھے جواب موصول ہوتا ہے میں آپ سے عرض کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

رولز ریلیکس کر کے تعینات کردہ افراد کی تفصیل

27۔**میاں عبدالستار**۔ کیا وزیر جنگلات(ماہی پروری و جنگلی حیات) ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال1985ء سے لے کر 1996ء تک کتنے افراد محکمہ ماہی پروری و جنگلی حیات میں رولز ریلیکس کر کے تعینات کیے گئے؟

(ب) ان کے نام ' پتے اور عہدے اور رولز جو ریلیکس ہوئے نیز رولز ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا

*** (تفصیلات لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

نام اور عہدہ کیا ہے؟

وزیر جنگلات (رانا محمد اقبال خان)

(الف و ب) محکمہ ماہی پروری میں رولز ریلیکس کر کے کوئی بھی فرد بھرتی / تعینات نہیں کیا گیا۔ جبکہ اس عرصے میں محکمہ تحفظ جنگلی حیات، پنجاب میں دو افراد بھرتی کئے گئے۔

نام	پتہ	عہدہ	رولز جن میں ترمیم کی گئی	نام اتھارٹی و عہدہ
1۔ملک مراتب علی	438، 2 سی، ون ٹاؤن شپ لاہور	گیم انسپکٹر	تعلیم میں رعائت عمر میں رعائت نیز ملازمت میں پابندی میں رعائت دے کر بھرتی کیا گیا۔	میاں منظور احمد وٹو سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب
2۔ سعید اللہ خان	I-C-1-554 ٹاؤن شپ لاہور	گیم انسپکٹر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔

رولز ریلیکس کر کے تعینات کردہ افراد کی تفصیل

34۔میاں عبد الستار۔ کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1985ء سے لیکر 1996ء تک کتنے افراد محکمہ جنگلات میں رولز ریلیکس کر کے تعینات کئے گئے؟

(ب) ان کے نام، پتہ اور عہدہ جس پر تعیناتی ہوئی اور رولز جو ریلیکس ہوئے۔ رولز ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

وزیر جنگلات (رانا محمد اقبال خان)

(الف) کل 86 افراد کو رولز کو ریلیکس کر کے تعینات کیا گیا۔

(ب) تفصیل*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب رانا ثناء اللہ خان ـــــ تشریف نہیں

***(تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

خیال ہے کہ اس کو کل کے لیے pending کر دیتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق-----

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! معزز رکن جس کی تحریک کو pend فرما رہے ہیں۔ جب وہ خود یہاں موجود نہیں اور ان کی طرف سے pend کرنے کے لیے کوئی request بھی نہیں تو پھر اس کو pend کرنے کا کوئی جواز نہیں آپ اسے dispose of کر دیں۔ نہ انھوں نے آپ کو اطلاع دی نہ ٹیلی فون کے ذریعے غیر حاضری کی اطلاع دی اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی request ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اس میں آپ کو ایک عرض کروں چونکہ آپ نے یہ پوائنٹ اٹھایا ہے رانا صاحب کل میرے پاس چیمبر میں تشریف لائے تھے تو انھوں نے یہ کہا تھا کہ شاید کل میں تھوڑا سا لیٹ ہو جاؤں اور اگر میں نہ آؤں تو مہربانی کرکے اس کو pend کر دیں۔

وزیر خزانہ، تحاریک استحقاق کا وقفہ ہے آپ اس کو آخر میں لے لیں لیکن آج اس کو نمٹا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے pending کی ہے میں نے یہ تو نہیں کہا کہ یہ کل لیں گے یا پرسوں لیں گے۔

وزیر خزانہ، مہربانی کر کے آج ہی نمٹا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تشریف لے آئے ہیں۔ جی رانا ثناء اللہ

فیصل آباد میں انسپکٹر جنرل پولیس کی تقریر میں ارکان اسمبلی کے بارے میں ریمارکس

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم O میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے محکمانہ کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے فیصل آباد کا دورہ فرمایا۔ موصوف 21 مئی 1997ء کو فیصل آباد بڑی شان و شوکت سے وارد ہوئے اور اگلے روز پولیس افسران و ملازمین کے دربار سے خطاب فرمایا۔ جس سے متعلق مقامی پریس میں مورخہ 23 مئی کو خبر شائع ہوئی جس کی سرخی اس طرح سے ہے " کسی جاگیر دار یا ارکان اسمبلی کی ناجائز سفارش پر مقدمات درج نہ کیے جائیں۔"

خبر میں زور نا جائز سفارش پر ہے نہ کہ غلط مقدمات درج نہ کرنے پر اور خبر کے مکمل متن کو پڑھنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ موصوف نے لفظ جاگیر دار کا استعمال اس کے مجرمانہ، ظلم و زیادتی کے پس منظر میں کرتے ہوئے ارکان اسمبلی کے ساتھ اس طرح منسوب / منسلک کیا ہے جس سے ارکان اسمبلی سے متعلق یہ تاثر پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے کہ جیسے وہ صرف اور صرف ناجائز سفارش ہی کرتے ہیں ۔ یہی نہیں آگے چل کر انسپکٹر جنرل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کی بھی یہی ہدایات ہیں ۔ جناب والا ! انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کے انتہائی غیر ذمہ دارانہ، خلاف حقائق و واقعات، مبنی برمنفی جمہوریت دشمنی سوچ اور اس بیان کی وجہ سے تمام ارکان اسمبلی سے متعلق صوبہ بھر میں ایک منفی تاثر ابھارا گیا ہے اور صوبہ کی انتظامی فورس کے سربراہ کی طرف سے بلا ثبوت، بلا مثال ایسی غیر ذمہ دارانہ تقریر جس میں محترم وزیر اعظم پاکستان اور محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ملکی اعلیٰ قیادت اور ارکان اسمبلی میں غلط فہمی پیدا کرنے کی مذموم جسارت کی گئی ہے اس سے نہ صرف میرا بلکہ تمام معزز اراکین اسمبلی جو نہ صرف ناجائز سفارش ہی نہیں کرتے بلکہ عوام کو پولیس کی زیادتیوں سے بھی نجات دلاتے ہیں۔ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر ! میں نے اس تحریک کے ساتھ خبر کی کٹنگ منسلک کی تھی جسے سیکرٹریٹ نے ساتھ منسلک نہیں کیا لیکن میرے پاس ریکارڈ موجود ہے ۔ لوکل اخبارات فیصل آباد میں چھپتے ہیں ان میں یہ خبر اس طرح سے شائع ہوئی کہ کسی جاگیر دار یا ارکان اسمبلی کی ناجائز سفارش پر مقدمات درج نہ کیے جائیں۔ جناب سپیکر ! یہ بات note کرنے کی ہے کہ فیصل آباد میں کوئی جاگیر دار نہیں ۔ جاگیر دار کا لفظ صرف اس لیے استعمال کیا گیا کہ اس سے یہ تاثر ابھارنا مقصود تھا کہ جیسے جاگیر دار لفظ کے ساتھ یہ کہانیاں منسلک ہیں کہ بڑا ظلم ہوتا ہے بڑی زیادتی ہوتی ہے، ناجائز مقدمے درج کیے جاتے ہیں، لوگوں سے ظلم و بربریت کی جاتی ہے تو شاید اراکین اسمبلی بھی اسی طرح ناجائز مقدمات درج کرواتے ہیں اور لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ جناب سپیکر ! یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اراکین اسمبلی کے کہنے پر تو جائز مقدمات بھی درج نہیں ہوتے ۔ پولیس کا یہ حال ہے کہ انھیں جس مقدمے میں پیسے مل جائیں، جس مقدمے میں رشوت مل جائے وہ مقدمہ درج ہو جاتا ہے ورنہ لوگ اراکین اسمبلی کے گھروں پر بھی چکر لگاتے رہتے ہیں تھانوں میں ذلیل ہوتے رہتے ہیں لیکن کسی کا مقدمہ درج نہیں ہوتا۔ میں انسپکٹر جنرل پولیس اور اس محکمے کے سربراہان سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ

ان مقدمات کی تعداد بتائیں جو اراکین اسمبلی کی ناجائز سفارش پر درج ہوئے۔ جو مقدمات درج ہوتے ہیں وہ رشوت سے ہوتے ہیں' پیسہ لے کر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد جو اس مقدمات کی تفتیش بھی پیسے کے بل بوتے پر کی جاتی ہے۔ اراکین اسمبلی نے تو کسی جائز کام میں سفارش کی تو کسی نے تسلیم کر لی یا کسی نے مان لی ورنہ جس بات میں بھی کوئی انیس بیس کا فرق ہوتا ہے اس میں تو یہ پیسے کے بغیر ہاتھ بھی نہیں ڈالتے۔ پولیس کے مقامی انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ سے باقاعدہ یہ پریس ریلیز جاری ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اس غیر ذمہ دارانہ تقریر سے اراکین اسمبلی کے خلاف یہ منفی تاثر ابھرا ہے کہ شاید وہ ناجائز سفارش کر کے غلط مقدمات درج کرواتے ہیں۔ حالانکہ اراکین اسمبلی تو لوگوں کی جائز ضروریات کے لیے پولیس کے ظلم وستم سے انھیں نجات دلانے کے لیے ان کے دفاتر میں جاتے ہیں اور ان کو اس بات سے روکتے ہیں کہ لوگوں پر ظلم نہ کریں' لوگوں کے ساتھ غلط سلوک نہ کریں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تا کہ اس معاملے کو اچھی طرح thrash out کیا جائے ۔ وزیر اعظم صاحب نے جو پہلی تقریر فرمائی تھی ۔ اس میں انھوں نے بجا طور پر اس میں درست نشان دہی کی تھی کہ جو پچھلے تین سال ہوتا رہا ہے جو اراکین اسمبلی اپنی مرضی سے ایس ایچ اوز لگواتے رہے ہیں اور پھر ان سے ناجائز کام لیتے رہے ہیں' غلط مقدمات درج کرواتے رہے ہیں ۔ اب ہمارے اراکین اسمبلی ایسے ناجائز معاملوں میں ملوث نہیں ہوں گے لیکن بیوروکریسی اور ایک مخصوص طبقے نے اسی دن سے اس بات کو غلط رنگ دینا شروع کیا ہوا ہے اور اس پر محترم وزیر اعظم پاکستان نے بھی کئی مرتبہ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگز میں اور ویسے بھی وضاحت کی ہے ۔ ہمارے پنجاب کے قائد میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی اس معاملے کی کئی دفعہ وضاحت کی ہے لیکن اس کے باوجود اس منفی تاثر کو روز بروز گہرا کیا جا رہا ہے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تا کہ اس معاملے کو اچھی طرح thrash out کر کے جہاں کہیں بھی کوئی ایسی بات یا ایسی سوچ پائی جاتی ہے اسے ختم کیا جائے ۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی کھوسہ صاحب فرمائیں گے؟

وزیر خزانہ: جی

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر ! پہلے تو فاضل رکن نے خود تسلیم کر لیا کہ انھوں نے شاید اخبارات کی

کٹنگ آپ کے سیکرٹریٹ میں جمع کرائی تھی لیکن وہ کاغذات مجھے نہیں دکھائے گئے میری فائل پر موجود نہیں ہیں۔ لیکن انھوں نے ساتھ ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ لوکل پریس کی کٹنگز تھیں National dailies (قومی اخبارات) میں یہ خبر شائع نہیں کی گئی۔ جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس ہاؤس کے اندر Chair کی اسی قسم کی تحاریک استحقاق پر بے شمار ایسی رولنگز ہیں کہ اخبار کے کسی حوالے کو تحریک استحقاق کے حق میں entertain نہیں کیا جائے گا لیکن اس سے ہٹ کر میری یہ کوشش ہو گی کہ میں فاضل رکن کو ہر ممکن تسلی بخش جواب دوں۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب، پولیس آفیسرز سے خطاب کر رہے ہیں اور اس کے بعد جوانوں سے خطاب کر رہے ہیں جو کہ close door میٹنگ ہوتی ہے، اس میں پریس کا یا پبلک کا کوئی آدمی invited نہیں ہوتا۔ یہ خبر پریس والوں کو ملی کہاں سے؟ وہ ہدایات جو انسپکٹر جنرل پولیس کی طرف سے جاری کی جا رہی تھیں آپ خود سمجھ سکتے ہیں جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی سمجھ سکتے ہیں۔ اس وقت صوبہ پنجاب میں دہشت گردی، فرقہ وارانہ قتل، بنک ڈکیتیاں اس قسم کی وارداتیں جنم لے چکی ہیں اور آئی جی پنجاب ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز اور بعض جگہوں پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر تک خود دورے کر رہے ہیں اور افسران سے اس طرح جس طرح کہ اس میٹنگ کا حوالہ دیا گیا، ایس ایس پی، ایس پی اور ایس ایچ او لیول تک اور پھر جوانوں کے لیول تک ان سے ذاتی خطابات کرتے رہے ہیں تاکہ ان کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلوایا جائے اور جرائم کا گراف جو بہت تیزی سے بڑھ رہا تھا اس کی روک تھام میں انہیں motivate کیا جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اس میٹنگ میں کبھی بھی کوئی پریس کا نمائندہ یا پبلک کا نمائندہ نہیں ہوتا، کچھ اخبارات نے یہ عادت بنالی ہے کہ ایسی میٹنگوں کا خود بخود کوئی متن بنا کر اخبار کی سرخی بنا دی جائے اور یہ سب کچھ صرف اور صرف اپنی Sale بڑھانے کے لیے کرتے ہیں۔ مزید برآں میرے پاس آئی جی پنجاب کی طرف سے ایک stated بیان بھی ہے، جس میں وہ واضح طور پر لکھ کر دے رہے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو میں ان کے اطمینان کے لیے پڑھ کر بھی سنا دوں۔

The undersigned visited Faisalabad for the first time on May 21st, 1997 in order to address the jawan and officers The purpose was to motivate the police force to catch the criminals and in particular the terrorists. For this purpose two separate meetings of all the District /Deputy Superintendent of

Police and other Police officers upto the level of SHOs, Constables and Head Constables of Faisalabad District respectively were held.

آگے میں relevant portion پڑھوں گا

The allegation is utterly false. The Member has not mentioned the particular newspaper.

جو کہ یہ خود تسلیم کر گئے کہ کشنگ نہیں دی گئی لیکن اب انھوں نے اسمبلی میں وہ کشنگ پیش کی ہے میں اسے تسلیم کر لیتا ہوں کسی مقامی اخبار کی وہ wording ہو گی

However it may be relevant to point out that no member of press has been invited to any of the above mentioned two meetings.

صرف کسی مقامی اخبار نے یہ خبر اچھالی ہے اور اس میں کوئی صداقت نہیں ۔ خدا نخواستہ اگر آئی جی پنجاب اس قسم کے ریمارکس ایم این ایز یا ایم پی ایز کے بارے میں دیتے بھی تو میں پہلا شخص ہوتا جو اپنے فاضل رکن کے ساتھ ہوتا اور میں آئی جی کے ان ریمارکس پر احتجاج کرتا اور مذمت کرتا۔ جناب والا اس assurance کے بعد میں امید کرتا ہوں کہ فاضل رکن اس تحریک کو پریس نہیں کریں گے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جی رانا صاحب! سردار صاحب کی وضاحت کے بعد آپ کی تسلی ہوئی یا مزید کچھ کہنا چاہیں گے ؟

رانا ثناء اللہ خان ،جناب سپیکر ! اس وضاحت پر آپ کی تو تسلی ہو سکتی ہے میری نہیں ہوئی ۔ جناب سپیکر انھوں نے جو فرمایا ہے اس پر آپ تھوڑا سا غور فرما لیں ۔انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ پولیس افسران سے ذاتی طور پر جا کر ذمہ داری کا احساس دلاتے ہیں اور ان کو motivate کرتے ہیں ' پھر انھوں نے یہ بھی کہا کہ وہاں پر پریس کا نمائندہ بھی نہیں ہوتا ' پھر انھوں نے پوچھا ہے کہ خبر آئی کہاں سے ؟ پھر انھوں نے فرمایا ہے کہ اخبار والوں نے sale بڑھانے کے لیے خبر دے دی ہے ۔ سیدھی بات یہ ہے کہ وہ وہاں سرکاری دورے پر گئے تھے۔ انھوں نے جو تقریر کی ہے اس کا وہاں پر ریکارڈ موجود ہو گا ریکارڈ منگوا کر چیک کر لیا جائے کہ انھوں نے یہ بات کی ہے یا نہیں ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی بڑی بات اخبار نے اپنے پاس سے ہی لکھ دی ہو؟ اور جب یہ خبر ایک اخبار میں آ جاتی ہے جو

loss ہونا ہوتا ہے وہ تو ہو جاتا ہے ۔ جناب والا وہاں پر ان کے Information cell والوں نے باقاعدہ اپنے پیڈ پر لکھ کر خبر اخبارات کو جاری کی ہے اور اس حوالے سے یہ خبر اخبار میں شائع ہوئی ہے ۔ میں یہ کٹنگ آپ کی طرف بھیجتا ہوں آپ یہ دیکھ لیں کہ کتنی بڑی سرخی کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی ہے ۔ اگلے دن اندھے تھے پڑھ نہیں سکتے تھے یہ سارے لوگ؟ کیا یہ اخبارات نہیں پڑھتے ؟ چھوٹی چھوٹی خبروں کی کٹنگز ان کے آفس میں جاتی ہیں اس کی ان کی طرف سے تردید کیوں نہیں ہوئی ؟ اس خبر کو چھپے ہوئے بھی آج پندرہ بیس دن گزر گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف ان کو یہاں defend کر رہے ہیں ۔ یہ بتا دیں کہ وہاں پر کسی اخبار نے ان کی طرف سے کوئی تردید شائع کی ہو یا تحریک پیش ہونے کے بعد انھوں نے کوئی معذرت کی ہو یا تردید شائع کروائی ہو ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میرے خیال میں ایسا کرتے ہیں ' میری ایک تجویز ہے آئی جی پولیس اور رانا صاحب کو بٹھا کر .....

وزیر خزانہ ، جناب والا آپ کا اگر یہی فیصلہ ہوگا تو ہم اس پر بھی عمل کریں گے لیکن فیصلے سے پہلے میری گزارش سن لیں ۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا بیٹھنے والی بات نہیں آپ بات کو سمجھنے کی کوشش کریں

وزیر خزانہ ، جناب والا انھوں نے اپنی بات مکمل کر لی ہے اب مجھے بھی بات کرنے کا موقع فراہم کیا جائے

جناب قائم مقام سپیکر ، رانا صاحب آپ ان کی بات سن لیں ابھی ہم اس کی admissibility پر بات کرتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر ! معزز رکن یہ فرما رہے ہیں کہ اس تقریر کا ریکارڈ موجود ہوگا اسے منگوا لیا جائے ۔ جناب والا جب انسپکٹر جنرل پولیس ایس پی حضرات سے مخاطب ہو تو کوئی ٹیپ ریکارڈ نہیں رکھا جاتا ۔ وہ ایک کمانڈر کی حیثیت سے اپنے ماتحتوں کو خطاب کر رہے ہوتے ہیں انھیں ہدایات دے رہے ہوتے ہیں ' اسی طرح جب وہ جوانوں سے بات کر رہے ہوتے ہیں تو بھی ٹیپ ریکارڈر نہیں رکھا جاتا اور وہاں پر minutes ریکارڈ کرنے کے لیے جیسے آپ کا یہاں عملہ بیٹھا ہے وہاں پر ان مقاصد کے حصول کے لیے کوئی عملہ نہیں ہوتا وہ صرف motivation speeches ہوتی ہیں اور وہ ان کو directions دے رہے تھے کہ آپ کو شر پسند اور مجرموں کو پکڑنے کے لیے اس طرح عمل کرنا

ہوگا۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایک اتنی بڑی خبر جس کا ایک مقامی اخبار نے head line لگائی جب کہ کسی اور قومی اخبار نے اس مسئلے کو نہیں اٹھایا۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے؛ جناب والا انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب ایم پی ایز کے خلاف اس قسم کا بیان دے پھر تو بہت بڑا مسئلہ ہے۔ کیا میرے فاضل دوست اس سلسلے میں کسی قومی روزنامے کا حوالہ دے سکتے ہیں؛ میرے الفاظ وہ دہرا رہے تھے کہ sale بڑھانے کے لیے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے یہ کہا ہے ہاؤس کے فلور پر میں کہتا ہوں کہ اس مقامی اخبار نے اپنی sale بڑھانے کے لیے اس خبر کی head line لگائی ہے۔ آئی جی پنجاب کیوں اس خبر کی تردید کریں جو کسی اور اخبار نے چھاپی تک نہیں؛ کیوں وہ ایک مقامی چھوٹے سے پرچے کی خاطر اپنے آپ کو متنازع بنا لیتے۔ جناب والا کوئی جواز ہی نہیں تھا ایک چھوٹے سے مقامی پرچے کی خبر کی وہ تردید کرتے۔ جناب والا جب فاضل رکن نے ہاؤس میں یہ تحریک پیش کی تو آئی جی کی جانب سے فوراً response دیا گیا، انھوں نے فوراً وضاحت کی کہ میں نے کوئی اس قسم کی کوئی بات نہیں کی۔ اور یہ بھی بتایا کہ صرف اور صرف ان پہلوؤں پر بات کی ہے جو میں نے آپ کو پڑھ کر بھی سنا دیا ہے۔ اس میں آپ آئی جی کو ایک چھوٹے سے مقامی پرچے سے کیوں الجھانا چاہتے ہیں؛ ایسی کوئی دلیل بھی نہیں ہے کہ آئی جی کو ایک چھوٹے سے مقامی پرچے کے ساتھ الجھا دیا جائے۔ فاضل رکن اگر چاہتے ہیں اور آپ کی رائے یہی ہے کہ ان کی اور آئی جی کی ملاقات کروا دی جائے تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن ان کی تحریک۔

.....

جناب قائم مقام سپیکر، رانا صاحب آپ میری بات سنیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر اس میں ملاقات والی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی مجھے ملاقات کا کوئی شوق ہے یا تو جیسے وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ انھوں نے یہ بات نہیں کی...

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں مجھے کیا شوق ہے؛ رانا صاحب آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے کوئی شوق ہے مجھے تو کوئی شوق نہیں میں نے تو آپ کی اس بات کی وضاحت کے لیے یہ بات کی ہے۔ یہ بات سارے ہاؤس نے سنی ہے اپنی تحریک میں آپ خود فرما رہے ہیں کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ کسی کی ناجائز سفارش پر کیس رجسٹرڈ نہ کیا جائے۔ یہ تو کہیں نہیں کہا گیا کہ جائز بات کو بھی نہ مانا جائے۔ کیا یہ معزز ہاؤس یہ سمجھتا ہے کہ کسی کے ناجائز کام کو روکنا بھی کوئی جرم ہے؛ اس کے

باوجود میں یہ چاہتا ہوں آپ نے محسوس کیا ہے اس لیے ان سے یہ پوچھا جائے کہ آپ نے اگر یہ بات کہی ہے جو اخباروں میں آئی ہے تو وہ کیوں اور کس نیت سے کہی ہے؟ جہاں تک اخبارات کی بات ہے یہاں پر یہ بات ہوتی رہی ہے ۔ معزز رکن حاجی صابر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں مال روڈ پر جا رہا تھا وہ اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک لوکل اخبار نے head line لگائی ہوئی تھی کہ سردار حسن اختر مؤکل اور صابر انصاری کو گرفتار کر لیا گیا اور وہ خبر بھی ایک دن نہیں تین دن متواتر آتی رہی ۔ مقصد عرض کرنے کا یہ ہے ۔ کہ کوئی بھی کسی بھی قانون کے تحت ' آپ کے ہی بنائے ہوئے قانون کے تحت آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ناجائز نہ ہو۔ اگر وہی بات حکومت کا کوئی فرد کسی محکمے کا کوئی ہیڈ یہ کہہ دیتا ہے کہ ناجائز بات نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ غلط بھی نہیں۔ لیکن چونکہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایم پی ایز کو let down کرنے کے لیے شاید یہ بات کہی گئی ۔ میں اس لیے کہہ رہا تھا کہ سردار صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ وہ آئی جی صاحب کو آپ کے پاس بٹھالیں پوچھ لیں ۔ اور میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ بات ثابت ہوجائے کہ انھوں نے اس معزز ہاؤس کے اراکین کے متعلق یا ان کو let down کرنے کے لیے یہ بات کی ہے میں یہاں پر بغیر کسی لگی لپٹی کے کہتا ہوں کہ ایسے افیسرز کو ہم پنجاب میں نہیں رہنے دیں گے۔

وزیر خزانہ و داخلہ، جناب والا! میں آپ کے ان تاثرات اور جذبات کی پوری پوری حمایت کرتا ہوں اور میں تو خود کہہ چکا ہوں کہ اگر اس قسم کی کوئی چیز ثابت ہوجائے تو ان سے پہلے میں خود آئی جی کے خلاف اٹھوں گا ۔ لیکن میں آپ کے سامنے کہتا ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے تردید نہیں کی۔ میں نے آپ کے سامنے ان کا ایک تحریری بیان پڑھ کر سنایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اس پر رولنگ دیتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں۔ اس کے باوجود میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آئی جی اور میرے نہایت قابل احترام رکن اسمبلی کو آپ بٹھا کر یہ ضرور پوچھیں کہ اگر اس statement میں کوئی حقیقت ہے تو اس کے پیچھے ان کا notion کیا تھا؟

وزیر خزانہ، جناب والا آپ کا فیصلہ تسلیم ۔ لیکن میں ایک مرتبہ یہ آپ کے سامنے پڑھ سکتا ہوں ۔

The sentence attributed to the undersigned in the privilege motion under discussion was never uttered and it is totally false and baseless.

اس سے زیادہ آئی جی ملاقات میں اور کیا کہیں گے؛ وہ تو اپنا تحریری بیان دے رہے ہیں ۔ اور یہ ہاؤس کا ریکارڈ بن چکا ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! یہ ایک موشن آپ کے روبرو پیش ہوئی ۔ وزیر موصوف نے اس کا جواب بھی دیا۔ اور جناب والا نے اس کی technicality کے بارے میں بھی وضاحت فرما دی۔ آئی جی صاحب کی تحریر اور اس کا جواب بھی ہاؤس میں پیش ہوا۔ اس میں اگر آپ مناسب خیال فرمائیں اور وزیر موصوف سے کہہ دیں کہ وہ خود کل آئی جی سے ٹیلی فون پر بات کرکے پتا کرلیں۔ باقی آپ اس کی technicality پر بات کرکے اس کو dispose of فرما دیں جو کہ آپ نے فرما دیا۔ فون پر پتا کرلیں کہ آیا انھوں نے ارادتاً ایسی کوئی بات کی ہے یا نہیں کی ۔ جہاں تک ممبران کے استحقاق اور ان کی عزتوں کا تعلق ہے وزیر اعلیٰ صاحب سے پارلیمانی گروپ میں بھی بات ہوئی تھی انھوں نے بھی وضاحت کی تھی۔ اور آئندہ کے لیے یہ بات آپ کی طرف سے بھی واضح ہونی چاہیے۔ کہ ہر افسر ہمارے ہر ممبر کی جائز بات کو طریقے سے (response) دے ۔ منسٹر صاحب فون پر بات کرکے دیکھ لیں کہ آیا انھوں نے intentionally یہ بات اس طرز پر کی تھی یا اس طرز پر کی تھی ۔ تو یہ معاملہ کافی حل ہوجائے گا بجائے بٹھانے اور اس طرح بات کرنے سے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، چیمہ صاحب ! آپ کو یاد ہوگا کہ کل بھی میں نے عرض کیا تھا کہ بدقسمتی سے اگر اس سے پہلے کچھ مثالیں ایسی ہیں کہ معزز اراکین کے متعلق کوئی derogatory ریمارکس یا ان کے وقار کے منافی کوئی بات کسی بھی محکمے کے ملازمین کرتے تھے یا کرتے رہے ہیں اور ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ کل میں نے بڑا categorically اس مقدس ایوان میں عرض کیا تھا کہ اس حکومت میں یہ بات نہیں ہوگی ۔ میں پھر آپ کے کہنے پر دوبارہ دہراتا ہوں کہ اس مقدس ایوان کے ہر قابل احترام رکن کے متعلق اگر کسی بھی محکمے کا کوئی بھی افسر چاہے وہ کسی محکمے کا سربراہ ہو چاہے وہ کسی محکمے میں subordinate ہو۔ اس نے اگر کوئی ایسی بات کا عملی طور پر ایسا کوئی مظاہرہ کیا ۔ تو میں اس ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے خلاف ایسی کارروائی ہوگی کہ تاریخ میں نہیں ہوئی ہوگی۔ اگلی تحریک استحقاق جناب سعید الحق ڈوگر کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! ایک منٹ کے لیے میں آپ کا ٹائم لوں گا۔ میں آپ کے ان خیالات پر آپ کا شکر گزار ہوں اور دوسری بات یہ ہے کہ وزیر موصوف نے جو بیان پڑھ کر سنایا ہے جس میں انھوں نے اس بات کی تردید کی ہے وہ بیان فی الحال ان ہی کے پاس ہے وہ اسے شائع کردیں۔ تردید یہی ہے ہمارا مقصد ہے کہ اگر انھوں نے یہ بات intentionally نہیں کی یا ویسے کی ہی نہیں اور جیسا انھوں نے فرمایا کہ پریس نے misquote کیا ہے۔ تو ٹھیک ہے پھر وہ اسے شائع فرمادیں۔

وزیر خزانہ، میں اجازت چاہوں گا کہ یہ آئی جی کی statement اب اس ہاؤس کا ریکارڈ بن چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو ویسے ہی اس کارروائی میں کل اخباروں میں آجاتی ہے۔ اور یہ کارروائی کا حصہ ہے۔

وزیر خزانہ، معزز رکن اس میں الجھاؤ پیدا کر رہے ہیں۔ میں پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ چیئر کی رولنگ ہے کہ اخباری حوالے سے تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ لیکن میں ان کے اطمینان کے لیے یہ ساری باتیں کر رہا ہوں۔

جناب محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب محمد افضل خان، سر یہاں پر یہ کہا جا رہا ہے کہ مقامی اخبار کے اندر اگر کوئی خبر کسی ممبر کے بارے میں لگ جائے تو اس کا کوئی اتنا اثر نہیں ہوتا۔ سر یہ مقامی اخبار بہت اثر رکھتے ہیں۔ یہی پولیس والے جب کوئی چھوٹا موٹا چور پکڑ لیتے ہیں تو ان ہی مقامی اخباروں کو بلا کر پریس کانفرنسیں کرتے ہیں اور ان کا سہارا لیتے ہیں اور مقامی لیڈر شپ ایم پی اے ' ایم این اے حضرات ان کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ رانا صاحب کے سوال کا مفہوم یہ تھا کہ پولیس ایم پی ایز کو بالخصوص نیچا یا چھوٹا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس پر تو فیصلہ آگیا ان کی بات نہ کیجیے۔

جناب محمد افضل خان، دوسرا جناب والا جب آئی جی کسی ضلع یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں جاتے ہیں تو وہاں وہ مقامی لیڈر شپ کو' مقامی ایم پی اے' ایم این ایز کو ملنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ وہ یہ جاننے کی کوشش نہیں کرتے' کہ مقامی لوگ کیا مشکلات رکھتے ہیں ہمیں خود ان کے پاس ملنے

کے لیے آنا پڑتا ہے۔ تین تین' چار چار' پانچ پانچ چکر لگانے کے بعد پندرہ منٹ کی ایک میٹنگ نصیب ہوتی ہے۔

وزیر خزانہ، یہ تحریک سے متعلقہ بات نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، دراصل بات یہ ہے کہ جس پوائنٹ آف ویو سے سردار صاحب نے بات کی وہ مختلف ہے۔ میرے خیال میں آپ نے اس پر غور نہیں کیا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ تشریف لے گئے ہیں اور آپ سے کسی نے ملنے سے انکار کیا ہے یا آپ سے نہیں ملتا تو میں پھر عرض کرتا ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ مجھے بار بار یہ بات دہرانی پڑ رہی ہے اور یہ کوئی اچھی بات بھی نہیں کہ اگر آپ کے وقار کے منافی کوئی بات ہوتی ہے تو آپ مجھے مطلع کریں۔ اور ذاتی طور پر مجھے بتائیں۔ پھر دیکھیں کہ اس کا کیا اثر نکلتا ہے؛ اور آپ معزز رکن ہیں Member of the Lagislature ہیں' آپ کا ایک وقار ہے۔ آپ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر کیوں جاتے ہیں کہ فلاں آدمی آیا تھا اور اس نے مجھے کیوں نہیں بلایا؛ آپ ان کے ملنے پر نہیں ہیں آپ کا اپنا ایک احترام ہے آپ کا اپنا ایک وقار ہے جو آپ کے وقار کے منافی بات کرے ذرا بتائیں پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگلی تحریک استحقاق جناب سعید الحق ڈوگر صاحب کی ہے۔ اس سلسلے میں کچھ قانونی پیچ ہے ہم نے لکھا ہوا ہے لہذا اس کو ہم پینڈنگ کرتے ہیں۔ جناب سردار صاحب کو شاید علم ہو کہ وہ کیا ہے اگر نہیں تو ہاؤس کے بعد میں لاءمنسٹر اور آپ سے دونوں سے میں عرض کروں گا کہ ذرا ٹائم دیجیے میں اس سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کو ہم پینڈنگ کرتے ہیں۔ آگے چودھری عبدالغفور خان کی تحریک استحقاق نمبر 7 ہے۔

اراکین اسمبلی سے محکمہ خوراک کے افسران کا تضحیک آمیز رویہ

چودھری عبدالغفور خان۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ میں پی۔ آر سنٹر رائے ونڈ سے سمیع خان اے ایف سی کا ڈی ایف سی لاہور نے 26 اپریل 1997ء کو بادامی باغ سنٹر پر تبادلہ کردیا اور پی آر سنٹر رائے ونڈ پر اپنا ہم راز اور من پسند اے ایف سی تعینات کردیا تاکہ دونوں مل کر گندم خورد برد کرسکیں' کیونکہ

سمیع خاں اے ایف سی صاف کردار کا مالک تھا جو آج تک کسی گھپلے میں ملوث نہیں ہوا مگر ڈی ایف سی نے جان بوجھ کر اس کو بادامی باغ لگایا جہاں پہلے ہی سے تین کروڑ کے گندم کے گھپلے کی انکوائری ہورہی ہے اور گندم جلنے کا سکینڈل بھی ہوچکا ہے۔

میں نے ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ لاہور ڈویژن کو معاملہ سے آگاہ کیا اور تبادلہ منسوخ کرنے کے لیے کہا۔ ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ لاہور ریجن نے مجھے خود بتایا کہ 21 اپریل 1997ء سے محکم ڈائریکٹر فوڈ پنجاب گندم کے خریداری مراکز اور پی۔ آر مراکز کے عملہ کے تبادلوں پر پابندی لگ چکی ہے۔ یہ تبادلہ محکمانہ قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کیا گیا ہے۔ لہذا وہ اسے کل منسوخ کردے گا۔ مگر تین چار دن تک اس نے کا جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ کسی ایم پی اے یا ایم این اے کی بات نہیں سنے گا اور وہ کسی بھی عوامی نمائندے کو کچھ نہیں سمجھتا اس نے یہ بھی کہا کہ کوئی ایم پی اے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

میں نے معاملے کو افہام وتفہیم سے سلجھانے کے لیے کہا تو اس نے مجھے اپنے دفتر آنے کو کہا مگر جب میں اس کے دفتر پہنچا تو وہ جان بوجھ کر دفتر سے نکل گیا اور اپنے پی اے کو کہ گیا کہ وہ ایم پی اے کو کوئی بات نہ بتائے بلکہ ان کا فون آئے تو ٹال دیا کرے۔

آخر یہ سارا معاملہ ڈائریکٹر فوڈ کے نوٹس میں لانے کے لیے اس کے دفتر پہنچا تو یہ ڈپٹی ڈائریکٹر اس کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے جب میں نے ان سے بات کی تو دونوں نے کہا کہ وہ کسی عوامی نمائندے کی بات نہیں سنیں گے کیونکہ وہ اپنے محکمے کے خود ذمہ دار ہیں اور اپنے محکمے میں وہ جو کریں گے وہ کسی ایم پی اے یا ایم این اے کے کہنے پر اس میں ردو بدل نہیں کریں گے۔

پھر ان دونوں افسروں نے اپنے محکمہ کی یونین کو اپنے من پسند ٹھیکے داروں کے ذریعے ہڑتال پر اکسایا تاکہ وہ مجھے اور میری حکومت کو اپنے عمل سے خوف زدہ کرسکیں۔ ان دونوں افسروں نے معاملہ کو جائز اور قانونی طور پر حل کرنے کی بجائے اپنی ذاتی انا کا مسئلہ بنالیا اور اس کو اخباروں میں اچھالنے کے محرک بنے۔ حالانکہ جو تبادلہ انھوں نے کیا تھا وہ ان کے اپنے ہی محکمانہ قواعد و قوانین کی خلاف ورزی تھا۔ جس کو درست کرنا ان کا فرض تھا۔

اب میں نے رائے ونڈ گندم کے گودام کے بارے میں بات کرنے کے لیے فون کیا تو ڈپٹی ڈائریکٹر نے کہا کہ وہ ایم پی اے یا ایم این اے کی بات سننے کے لیے تیار نہیں اور آئندہ مجھے فون نہ کرنا۔ اس نے اپنے پی اے کو بھی کہہ رکھا ہے کہ ایم پی اے یا ایم این اے کا فون آئے تو

ٹال دیا کرو۔

محکمہ خوراک کے ان افسروں کے متکبرانہ رویے اور بدسلوکی سے میرا اور اس قابل عزت ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میں یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں تاکہ کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے اور اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور اس قسم کے واقعات -----

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ کی کسر رہتی ہے؟

چودھری عبدالغفور، جناب! اس قسم کے واقعات شاید میرے اور بھی کچھ بھائیوں کے ساتھ ہوتے ہوں۔ جس ڈپٹی ڈائریکٹر رضوان تقی کا میں نے ذکر کیا ہے اس بندے نے شرافت کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے جب یہ واقعہ ہوا تو اس کے بعد اسی کے محکمے کا ایک بندہ میرے پاس آیا اور مجھے کچھ دستاویزات دیں جو اس وقت میرے پاس موجود ہیں۔ اس میں اس شریف آدمی نے اپنی سرکاری گاڑی نمبر LHR3061 نسان سنی میں انرکنڈیشن لگوانے کے لیے اپنے محکمے کے ایک بندے کو کہا اور اس نے اس پر تقریباً ساٹھ، ستر ہزار روپے لگائے اور اس گاڑی کو ٹھیک کروانے کے بعد کچھ اور انسپکٹر صاحبان سے 10,10 ہزار روپے لیے گئے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر صاحب کی گاڑی ٹھیک ہوئی ہے۔ جناب والا! اسی قسم کے کرپٹ لوگوں کے ڈائریکٹر صاحب کا آرڈر میرے پاس ہے کہ 21 اپریل کے بعد کوئی تبادلہ نہیں ہو گا۔

اس کی violation کر کے انھوں نے 26 اپریل کو یہ تبادلہ کیا ہے۔

جناب عالی! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں بنیادی طور پہ ایک سیاسی کارکن ہوں اور ہم نے بے نظیر کی حکومت کے خلاف اس لیے جدوجہد نہیں کی تھی کہ ہماری حکومت آنے کے بعد کسی محکمے کا ڈپٹی ڈائریکٹر یا ڈائریکٹر یا کوئی محکمہ کا سربراہ ہماری توہین کرے۔ جناب سپیکر! یہ بات ناقابل برداشت ہے آج اسی قسم کے واقعات میرے اور بھی بہت سے ایم پی اے بھائیوں کے ساتھ رونما ہو رہے ہیں۔ جناب عالی! بے نظیر کی گورنمنٹ کو ہٹانے کی جدوجہد کے دوران میرے خلاف ذاتی طور پہ بیسیوں کیس رجسٹر ہوئے۔ ہم نے مال روڈ پہ اس لیے مار نہیں کھائی تھی کہ ہماری حکومت آنے کے بعد بھی ہماری توہین ہو۔ خواجہ سعد رفیق اس لیے جیل نہیں گئے تھے کہ بی بی کی حکومت جانے کے بعد ہماری توہین ہو۔ سمیع اللہ چودھری نے اس لیے مار نہیں کھائی تھی کہ ہمارے ساتھ زیادتی

ہو۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سنیں۔ آپ اپنی موشن پر ہی confine کریں۔ ان باتوں پر نہ جائیں آپ اے ایف سی کی، ڈی ایف سی کی بات کریں جہاں آپ کی privilege breach ہوئی ہے۔

چودھری عبدالغفور: جناب سپیکر! یہ اس کا پس منظر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کے ساتھ محترمہ بے نظیر صاحبہ کی حکومت کے جانے یا آنے کا تعلق نہیں اب آپ کی حکومت ہے آپ اپنی حکومت میں ایسے قوانین بنائیں، ایسی administration بنائیں کہ جو ان باتوں کو ختم کرے۔ ماضی پہ مت جائیے، آپ حال میں رہیں اور اسی پر confine کریں۔

چودھری عبدالغفور: جناب سپیکر! اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ اور ڈائریکٹر فوڈ نے انتہائی زیادتی کی ہے اور میری تحریک کمیٹی کے سپرد کی جائے اور ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب لاءمنسٹر صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون: شکریہ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ تحریک استحقاق کے متعلق کچھ عرض کروں میں افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی واقعہ پیش آیا، ان کا استحقاق مجروح ہوا اور میں انھیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جن خیالات کا انھوں نے اظہار کیا اور جناب نے بھی observation دی اور جناب نے اس سے پہلے بھی تحریک استحقاق پر observation دی کہ اس بات کو قطعی طور پر برداشت نہیں کیا جائے گا کہ کوئی بھی سرکاری ملازم کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح کرے۔ میں جناب کے خیالات سے اتفاق کرتے ہوئے معزز ممبر کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ان کے استحقاق کا مکمل طور پر تحفظ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے بھائی نے جو حقائق بتائے ہیں، وہ اور محکمہ کی طرف سے اس تحریک کے متعلق جو جواب آیا ہے وہ قطعی طور پر مختلف ہیں۔ میں محکمہ کی طرف سے موصول شدہ مندرجات کو آپ کی خدمت میں انتہائی مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ اتنا آسان بھی نہیں کہ جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ وہ تبادلہ کے لیے

گئے اور اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمے کے بقول مسٹر سمیع خان اے ایف سی جو کہ اپنے آپ کو معزز رکن اسمبلی کا عزیز ظاہر کرتے ہیں مورخہ 5-4-65 کو محکمہ خوراک میں بھرتی ہوا اور اپنی مدت ملازمت تقریباً 32 سال میں سے تقریباً ساڑھے پندرہ سال رائے ونڈ سنٹر پر ہی تعینات رہا۔ فوڈ ڈائریکٹریٹ کی چٹھی کے تحت مورخہ 12-14 کو لگاتار دو سال سے زائد ایک ہی سنٹر پر تعینات رہنے کی ممانعت کر دی گئی لہذا ملازم مذکور کو مورخہ 26-4-97 کو رائے ونڈ سنٹر سے بذریعہ حکم نمبری 1373 مورخہ 26-4-97 ڈی ایف سی لاہور نے ڈی ایف سنٹر بادامی باغ لاہور میں تبدیل کیا جس کی توثیق ڈائریکٹر فوڈ لاہور نے کی۔ اس سلسلے میں ایم پی اے موصوف نے ڈپٹی ڈائریکٹر خوراک لاہور ڈویژن سے رابطہ کیا اور ملازم مذکورہ کا تبادلہ منسوخ کرنے کے لیے کہا۔ جنھوں نے بتایا کہ وہ متعلقہ ڈی ایف سی سے تبادلے کی وجوہات معلوم کر کے کچھ بتائیں گے بعدمیں پتا کرنے پرمعلوم ہوا کہ ملازم مذکور نے زیادہ تر ملازمت رائے ونڈ سنٹر میں ہی گزاری ہے۔ فاضل رکن اسمبلی کو پتا چلا کہ ان کی سفارش پر تبادلہ منسوخ نہیں ہوا تو وہ ڈپٹی ڈائریکٹر کے دفتر آئے اس وقت دفتر کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ جناب سپیکر! وہاں پر بعدمیں جو حالات پیدا ہوئے' جھگڑا بھی ہوا' یونین بھی ملوث ہوئی' یونین کے ساتھ میرے بھائی کی بات چیت بھی ہوئی اور اس کے بعد ایک بہت لمبی داستان ہے' بہت لمبا جواب ہے لیکن میں مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں بجائے اس کے کہ میں محکمے کے جواب پر انحصار کرتا اور یہاں پر محکمے کا تحفظ کرتے ہوئے اپنے بھائی سے استدعا کرتا اور آپ سے استدعا کرتا کہ یہ تحریک نہیں بنتی۔ میں نے اس پر اکتفا نہیں کیا آج صبح بھی میں نے متعلقہ افسران کو بلایا تھا اور جس افسر کے خلاف یہ تحریک استحقاق دی گئی ہے میں نے خود اس کو بلایا ہے' اور چونکہ معزز ممبر سے پہلے میری بات نہیں ہوئی تھی' میں نے اس سے بات چیت کی ہے میں نے اس پر یہ واضح کیا ہے کہ معزز ممبر سے ملاقات کے بعد' حقائق جاننے کے بعد اگر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ معزز ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس کے خلاف جناب سپیکر! کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت بھی وہ عملہ یہاں پر موجود ہے۔ محکمے کے افسران کو میں نے بلایا ہوا ہے۔ اگر وقتی طور پر آپ اس کو pend کر دیتے ہیں تو میں اس معاملے کو رفع دفع کروانے کی کوشش کروں گا اور اس بات کو یقینی بناؤں گا کہ معزز ممبر کے جو جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ اس کا ازالہ کیا جائے اور اگر جناب سپیکر! زیادتی ثابت ہوگی تو میں

اس معزز ایوان کے توسط سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ متعلقہ افسر کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

چودھری عبدالغفور، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ مجھے کسی اے ایف سی کا تبادلہ کینسل کروانے میں صرف یہاں تک interested تھا کہ اس کو بادامی باغ نہ لگایا جائے۔ چونکہ وہاں already گندم کا ایک خوردبرد کا گھپلا ہے۔ وہاں تین کروڑ روپے کی انکوائری چل رہی ہے۔ اس بندے کے خلاف اس کی پوری سروس میں ایک کیس بھی درج نہیں ہوا تو اس کو براہ کرم آپ بادامی باغ نہ بھیجیں۔ اس کے علاوہ جہاں مرضی لگا دیں۔ یہ آپ کے اپنے آرڈرز ہیں۔ یہ 21 تاریخ کے ڈائریکٹر فوڈ کے آرڈرز کی کاپی ہے۔ یہ آرڈرز ہیں کہ کسی کا ٹرانسفر نہیں کیا جائے گا۔ اس کے باوجود انھوں نے اپنے آرڈرز کی violation کرتے ہوئے 26 اپریل کو انہیں کیوں ضرورت محسوس ہوئی اور اس بندے کو ہٹایا گیا۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے انتہائی دیانت داری کے ساتھ اس بات کو محسوس کرتے ہوئے کہ معزز ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس کے مطابق میں نے سٹیٹمنٹ دی تھی۔ اس کے بعد اگر پھر ہم ٹرانسفر کی بات لے کر آئیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ میرا تعلق اس وقت صرف اور صرف تحریک استحقاق کے ساتھ ہے اور میں اس کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔ جناب سپیکر! میں اس بات میں قطعی طور پر intrested نہیں ہوں کہ کسی کی ٹرانسفر کہیں ہوتی ہے۔ وہ محکمانہ معاملات ہیں۔ میرا بحیثیت لاءمنسٹر یہ فرض بنتا ہے کہ میں اپنے معزز ممبر کے استحقاق کا خیال رکھوں اور اس بات کو یقینی بناؤں کہ ان کا استحقاق مجروح نہ ہو۔ ٹرانسفر کے معاملات سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، راجہ صاحب! آپ نے بجا فرمایا۔ میں یہاں پر ایک عرض کروں کہ معزز ممبر نے جو بات کی ہے میں یہ مناسب نہیں سمجھتا محکمانہ چیزیں ہیں کسی کا ٹرانسفر ہوتا ہے نہیں ہوتا۔ اگر رولز کے تحت پالیسی کے تحت گیارہ بارہ سال ایک آدمی وہاں ایک جگہ پر بیٹھتا ہے۔ اس کے بعد اس کی جہاں محکمہ مناسب سمجھتا ہے ٹرانسفر ہو جاتی ہے۔ جیسے لاءمنسٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ میں بھی چند چیزوں سے concerned ہوں کہ جہاں تحریک استحقاق میں آیا ہے ۔ کیونکہ ایک معزز ممبر اس مقدس فلور پر کھڑے ہو کر یہ بات کر رہا ہے۔میرے نقطہ نظر میں اس کی بات زیادہ اہم اور زیادہ

مصدق ہے۔ بہ نسبت اس رپورٹ کے کہ جو محکمہ نے آپ کو بھیجی۔ آج تک کوئی ایک مثال نہیں ملتی کہ کسی بھی ملازم نے اپنے office میں بیٹھ کر کسی معزز ممبر کے وقار کے منافی حرکت کی ہو جو بعد میں رپورٹ میں تسلیم کرے کہ ہاں جناب میں نے کی ہے۔ یہاں پر وہ کہتے ہیں کہ افسر نے کہا کہ وہ کسی ایم پی اے ' ایم این اے کی بات نہیں سنے گا۔ ٹھیک ہے وہ اگر ٹرانسفر کے سلسلے میں نہیں سنتا تو نہ سنے۔ اگر وہ سمجھتا ہے۔ لیکن جہاں اس نے اپنے پی اے کو کہہ دیا کہ ایم پی اے ' ایم این اے کا فون آئے تو سنو ہی نہ۔ یہ غلط بات ہے۔ یہ بڑی derogatory بات ہے اور میں آپ کو یہاں پر آج ایک بات معزز ہاؤس کو عرض کروں گا۔ میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک جمہوریت کا process ہے۔ ہم جب کہیں آپس میں بیٹھتے ہیں تو مثالیں دیتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک ملک ہے۔ اس میں جمہوریت بڑی پنپ رہی ہے۔

سردار طفیل احمد خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی میری بات پر پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ سردار صاحب میں بات کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں پہلے میری بات ختم ہو لینے دیں۔ میں آپ کو ایک عرض کرتا چلوں' راجہ صاحب یہ بات بڑی سنجیدگی سے سننے والی ہے۔ میں پچھلے دنوں CPA کے سیمینار میں گیا ہوا تھا۔ وہاں میں نے انڈیا کی لوک سبھا کے ڈپٹی سپیکر سے پوچھا کہ جو آپ کی privileges ہیں کبھی آپ نے اس پر کسی کو سزا بھی دی؟ اس نے کہا' مجھ سے پہلے کا تو مجھے نہیں پتہ۔ میں نے ایک news paper کو کیا ہے' جس نے ممبر کی ذات کے متعلق derogatory remarks دیے تھے۔ تو یہ وہ چیزیں ہیں جہاں ممبرز کے احترام اور تقدس کو برقرار رکھنے کے لیے یہ چیزیں آتی ہیں۔ میں اس لیے یہ کہہ رہا تھا کہ یہ جو باتیں کی گئی ہیں۔ اب میں اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور دو مہینے کا اس کو ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں کلی طور پر آپ کی observation سے اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن جناب کی observation کو ہی بنیاد بنا کر میں نے یہ گزارش کی تھی کہ میں تو محکمے کے جواب پر rely ہی نہیں کر رہا۔ میں نے یہی گزارش کی ہے کہ میں اس پر rely ہی نہیں کر رہا۔ جناب سپیکر! میں خود personal hearing دینا چاہتا ہوں اور میں نے یہ بھی گزارش کی ہے کہ محکمہ اس وقت یہاں پر موجود ہے۔ جو بات دو مہینے کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے پیش ہونی ہے

وہ میں آج نپٹانا چاہتا ہوں اور اگر آج آپ مجھے مہلت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ یہ فرما رہے ہیں کہ جو بات سٹینڈنگ کمیٹی میں ہوتی ہے وہ آج ہی کرتے ہیں۔ کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

چودھری عبدالغفور: جناب سپیکر! آپ چونکہ اس پر اپنی رولنگ دے چکے ہیں اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس کے بعد جو بھی اس کا فیصلہ ہو گا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میری submissions یہ ہیں کہ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ unheard ایک آدمی کو بغیر سنے ہی تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! کیا آپ اس کو ہاؤس میں سننے کے لیے لائیں گے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ہاؤس میں نہیں لائیں گے۔ یہاں موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔اسے کمیٹی میں سنا جائے گا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! جب میں دو مہینے بعد کی بات کو آج نپٹانا چاہتا ہوں۔ اگر ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو ہم اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے تیار ہیں اور میں آج ہی ایوان میں رپورٹ پیش کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں قطعی طور پر اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میرے لیے معزز ممبر کا استحقاق انتہائی اہم ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ قطعی طور پر یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ کسی معزز ممبر کا استحقاق مجروح ہو رہا ہو اور ہم اس کو defend کر رہے ہوں۔جناب سپیکر! میں نے concede کیا ہے۔ میں نے تو محکمے کی رپورٹ بھی نہیں پڑھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کمال کر رہے ہیں۔

چودھری عبدالغفور: جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ ایک طرف تو معزز وزیر یہ کہہ رہے ہیں کہ میں ان کو defend نہیں کر رہا یا کوئی ایسا معاملہ ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کسی نہ کسی ذریعے سے ہمارے منسٹر اپنے محکمے کو defend کر رہے ہوتے ہیں۔سر! ایسا کیوں ہے؟ آپ یہ تحریک' استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ ابھی مجالس قائمہ تشکیل نہیں پائیں ۔ میں اس کے لیے بھی خاص طور پر لاجسٹر کو کہوں گا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ بڑی تاخیر ہو رہی ہیں۔وہ بھی جلد تشکیل

دیں ۔ میں اس تحریک استحقاق کو مجلس خصوصی کے سپرد کرتا ہوں اور اس کی رپورٹ کے لیے دو مہینے کی مہلت دیتا ہوں وہ چونکہ اس اجلاس میں تو میٹنگ ہو نہیں سکے گی۔ اس کمیٹی کے ممبران یہ ہوں گے

1۔ جناب محمد اعظم چیمہ
2۔ بیرسٹر عثمان ابراہیم
3 میاں فضل حق
4۔ چودھری محمد منشاء
5۔ ملک محمد آصف
6۔ پیر مختار احمد
7۔ رانا ثناء اللہ
8۔ مولوی سلطان عالم اور
9۔ ثاقب خورشید صاحب

نو ممبرز کی کمیٹی میں تشکیل دیتا ہوں۔ اس کے کنوینر محمد اعظم چیمہ صاحب ہوں گے۔

تحاریک استحقاق ختم ہوئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

تحریک التوائے کار نمبر 3 سردار سعید انور ۔

سردار سعید انور: میں واپس لے چکا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا منظور احمد چنیوٹی، تحریک التوائے کار نمبر 4 : وہ تشریف نہیں رکھتے۔ غالباً وہ دل چسپی نہیں رکھتے۔ اس کو dispose of تصور کیا جائے گا۔ تحریک التوائے کار نمبر 5 میاں عبدالستار۔

گندم کی کٹائی کے لیے سرکاری ہارویسٹرز کی عدم فراہمی

میاں عبدالستار: (رحیم یار خان) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے

مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے سینکڑوں کی تعداد میں ہارویسٹر گندم کی کٹائی کے لیے منگوائے۔ اب جبکہ گندم کی کٹائی کا سیزن شروع ہوچکا ہے۔ یہ ہارویسٹر کھڑے کھڑے خراب ہورہے ہیں اور ان کو استعمال میں نہیں لایا جارہا۔ جس سے عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا ایوان کی کارروائی روک کر اس اہمیت عامہ کے مسئلے پر فوراً بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب لاہنسٹر۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز رکن اسمبلی نے جو تحریک پیش کی ہے اس پر متعلقہ محکمے کی طرف سے جو رپورٹ آئی ہے وہ میں عرض کرتا ہوں۔

حکومت پاکستان نے جاپان حکومت کی گرانٹ کے آر۔2 کے تحت 133 عدد کمبائن ہارویسٹرز درآمد کیے جن میں سے 54 عدد صوبہ پنجاب کے حصے میں آئے۔ یہ ہار ویسٹرز 10 تا 15۔ اپریل 1997ء کے دوران کراچی بندرگاہ پر کلیئر کروا کر لاہور پہنچوائے گئے۔ جناب سپیکر! کنٹریکٹ کے مطابق مشینوں کی چیکنگ اور انسپکشن کی گئی اور ان کے چلانے والے عملے کی مناسب تربیت بھی کروائی گئی۔ یہ مشینیں اب فوری طور پر 26۔ اپریل تا یکم مئی 1997ء کے دوران مختلف اضلاع کو روانہ کر دی گئی ہیں جو کہ گندم کی کٹائی اور گہائی کے لیے استعمال ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اس بات کا یقین کر لیا ہے کہ جو ہار ویسٹر منگوائے گئے تھے، وہ جس مقصد کے لیے منگوائے گئے تھے وہ اس وقت اس مقصد کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات قطعی طور پر نامناسب ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ یہ مشینیں بے کار پڑی ہوئی ہیں اور حکومت کا سرمایہ ضائع ہو رہا ہے۔ وہ استعمال ہو رہے ہیں اور وہ مقاصد حاصل کیے جا رہے ہیں جن کے لیے یہ منگوائے گئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت کے بعد ممبر موصوف اس تحریک کو پریس نہیں کریں گے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی میاں صاحب ــــ شکریہ۔ تو تحریک التوائے کار نمبر 6 بھی میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔

کاٹن فیکٹری کی طرف سے زمینداروں کے واجبات کی عدم ادائیگی

میاں عبدالستار، (پی پی۔ 234) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ کہ اس وقت پورے پنجاب میں لاکھوں کی تعداد میں کپاس کی گانٹھیں کاٹن فیکٹریوں میں پڑی ہوئی ہیں۔ جن کو لینے والا کوئی نہیں۔ اس کی وجہ سے کاٹن فیکٹریوں نے زمینداروں کی پے منٹ روکی ہوئی ہے۔ جس سے پورے پنجاب میں خاص طور پر جنوبی پنجاب میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا اس ایوان کی کارروائی روک کر اس اہمیت عامہ کے مسئلہ پر فوراً بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب لاہنسٹر!

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ اس وقت تقریباً نو لاکھ گانٹھیں کاٹن فیکٹریوں میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور کپاس کی زیادہ گانٹھیں بچ جانے کی وجہ سے ٹیکسٹائل ملوں کی طرف سے کم خریداری اور کم برآمد ہے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے وفاقی حکومت نے 22۔ مئی 1997ء کو ایک اعلیٰ سطحی اجلاس بلایا جس کی صدارت وفاقی وزیر تجارت نے کی اور اس اجلاس میں ایک کمیٹی قائم کی گئی جو کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن کے ماہرین سے مل کر فوری طور پر اس ضمن میں اقدامات کرے گی۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ یار' یہ بات سنیں گے؟ بڑی اہم بات ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ زمینداروں کی بات نہیں ہوتی۔ بڑی خوب صورت بات ہو رہی ہے۔ آپ اِدھر توجہ دیجیے۔

وزیر قانون، اس کمیٹی کے ممبران میں جناب آفتاب احمد کھچی ' چیئرمین پاکستان جنرز ایسوسی ایشن' اور جناب شیخ محمد سعید اور جناب فاروق احمد شیخ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ جو رقوم ٹیکسٹائل ملوں کی طرف سے جنرز کو اور جنرز کی طرف سے کاشت کاروں کو التواء میں پڑی ہوئی ہیں ان کی ایک فہرست بھی تیار کی جا رہی ہے اور وفاقی وزیر تجارت کی ہدایت کے مطابق اسی کمیٹی کو یہ فرض بھی سونپا گیا ہے کہ وہ ان سے رابطہ کر کے زمینداروں کو ان کی فصل کی قیمت ادا کرنے کے لیے اقدامات کرے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ معزز ممبر نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے میں کلی طور پر ان سے اتفاق کرتا ہوں اور انھیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ وفاقی حکومت اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو قطعی طور پر نظر انداز نہیں کر رہی اور وہ اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ ہے۔ جناب سپیکر! اس مسئلے کے حل کے لیے' جیسا کہ میں نے ابتداء میں گزارش کی ہے'

ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا۔ وفاقی وزیر تجارت نے اس کی صدارت کی۔ ایک کمیٹی قائم کی گئی اور وہ کمیٹی اب کام کر رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب' پنجاب کے کاشت کاروں کے مفاد کے تحفظ کے لیے اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ان ذمہ داریوں کو پورا کریں گے اور میں معزز ممبر کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گو یہ معاملہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے' حکومت پنجاب کا وفاقی حکومت کے ساتھ مکمل رابطہ ہے اور اس سلسلے میں تمام وہ ضروری اقدامات ان شاء اللہ تعالیٰ اٹھائے جائیں گے جن کے پیش نظر ہمارے پنجاب کے کسانوں کے مفادات کا تحفظ ہو سکے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

میاں عبدالستار : جناب سپیکر! میں چند معروضات پیش کروں گا اور میں اس کو پریس بھی نہیں کروں گا۔ مگر گزارش یہ ہے کہ ہم پر یہ الزام عاید ہوتا ہے کہ حکومت کسان دوست نہیں ۔ الیکشن کے دنوں سے یہ باتیں ہم سن رہے ہیں۔ پچھلے سال کاٹنیں نہیں رکیں۔ میں انتہائی معذرت کے ساتھ کہوں گا' اس سے پچھلے سال کاٹنیں نہیں رکیں۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ پالیسی اس لیے لیٹ آ رہی ہے' ایکسپورٹ کی اجازت اس وقت تک صرف اس لیے نہیں دی جا رہی' کیونکہ اپٹما' ٹیکسٹائل ایسوسی ایشن کو یہ باتیں پسند نہیں۔ معزز وزیر سے میری یہ گزارش ہوگی کہ یہ بہت چھوٹا نہیں' بہت بڑا مسئلہ ہے۔ خصوصاً کپاس اگانے والے علاقے کا یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ایک ایک فیکٹری میں پانچ پانچ چھ چھ ہزار کاٹنیں پڑی ہیں۔ اور پانچ چھ ہزار کاٹنوں کی قیمت کروڑوں میں بنتی ہے۔ اور وہ کروڑوں روپے کس کے ہیں؟ وہ کسانوں کے ہیں۔ بڑے زمینداروں کے نہیں۔ بڑے زمیندار تو لے گئے۔ وہ چھوٹے چھوٹے کاشت کار ہیں۔ ایک ایک فیکٹری ہزاروں کسانوں کی مقروض ہے۔ تو میری وزیر موصوف سے یہ استدعا ہوگی کہ اس مسئلے کو خصوصی توجہ دیتے ہوئے ان پر زور دیں کہ اس کی ایکسپورٹ کا فوراً بندوبست کریں۔ جناب سپیکر! اس وقت انٹرنیشنل کاٹن کی مارکیٹ بہت اچھی ہے۔ اس وقت yarn کی مارکیٹ بہت اچھی ہے اور مجھے خوشی ہوئی ہے کہ لوکل مارکیٹ میں بھی اب ریٹ چڑھ رہا ہے۔ مگر اس کا فوری بندوبست کرائیں۔ حکومت اس سلسلے میں توجہ دے۔ اس کے ساتھ ہی میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی شکریہ۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 7 میاں عبدالستار صاحب اور چودھری

مسعود احمد صاحب کی طرف سے ہے۔

چولستان کے علاقہ میں گاڑیوں کے داخلے پر پابندی کے باعث دشواریاں

چودھری مسعود احمد، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چولستان میں کسی قسم کے وہیکل یعنی ٹریکٹر، جیپ، کار، موٹر سائیکل وغیرہ کے داخلے پر متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان ڈویژن بہاول پور نے دفعہ 144 کے ذریعے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ چولستان کا خاصا علاقہ آباد ہو چکا ہے۔ جہاں چولستانی کاشت کاری کرتے ہیں وہاں منڈیوں میں غلہ اور خوراک لانے لے جانے میں دشواری کا سامنا ہے۔ اس کے علاوہ چولستان کے دور دراز علاقوں میں چولستانی اپنے مال مویشی پالتے ہیں۔ وہاں آنے جانے کے لیے چولستانیوں کو متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان سے پرمٹ لینا پڑتا ہے جس سے چولستانیوں کو اپنے بیمار عزیز و اقارب کو ہسپتال پہنچانے بلکہ فوتیدگی کی صورت میں میت کو لانے اور تدفین کرنے کے لیے پہلے پرمٹ حاصل کرنے تک انتظار کرنا پڑتا ہے اور اپنے مال مویشی کی دیکھ بھال کے لیے بھی اس پابندی کی وجہ سے سخت دشواری کا سامنا ہے۔ اس سے چولستانیوں میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے۔

لہٰذا اس ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے مسئلے پر فوری غور فرمایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ، جناب لاءمنسٹر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں کمشنر بہاول پور ڈویژن نے وضاحت کی ہے کہ بہاول پور ڈویژن میں صرف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب رحیم یار خان نے اپنے ضلع میں مورخہ 12-4-97 کو دفعہ 144 کو اس لیے نافذ کیا ہے کہ قیمتی اور نایاب پرندگان جنگلی حیات بشمول باز، تلور، کالا ہرن، تیتر، بٹیر اور ہرن وغیرہ کے ناجائز شکار کو روکا جا سکے۔ اسلحہ اور بغیر اسلحہ کے زیر دفعہ 144 جیپوں، کاروں، موٹر سائیکلوں، ٹرکوں اور ٹریکٹروں پر سوار افراد کے داخلہ پر پابندی لگائی گئی ہے۔ کیونکہ ایسے افراد جنگلی حیات کا بے دریغ شکار کرتے ہیں اور وائلڈ لائف کے لیے مستقل خطرہ ثابت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بذریعہ جال شکار کرتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان بغیر کسی رکاوٹ کے چولستانیوں کو چولستان میں داخلہ کے لیے پرمٹ جاری کرتے ہیں۔ منڈیوں میں غلہ، خوراک اور چارہ لے جانے،

مویشیوں کی دیکھ بھال کرنے اور بیمار افراد کو ہسپتال پہنچانے کی کوئی ممانعت نہیں۔

جناب سپیکر! یہ تو وہ جواب تھا جو میں نے پڑھ دیا ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں کے مقامی لوگوں پر بھی اس قسم کی پابندی عائد ہے' گو اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ ان کے لیے یہ پابندی نہیں لیکن اس کے باوجود معزز ممبر نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے ان کے پیش نظر حکومت کی طرف سے متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو اس بات کی ہدایت جاری کی جائے گی کہ چولستان کے رہنے والے لوگ جو اس علاقہ میں آباد ہیں ان کے داخلے یا ان کی آمد و رفت پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے اور کسی قسم کی رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب' میرا خیال ہے کہ اس یقین دہانی کے بعد تو کوئی کسر رہتی نہیں۔

چودھری مسعود احمد، جناب سپیکر! معاملہ اس طرح نہیں اس کے بالکل برعکس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب' آپ کل بھی insist کر رہے تھے۔ یہ جو تحاریک التوائے کار ہوتی ہیں ان میں یا تو کوئی ایسی ہو کہ جس پر ہم بحث کے لیے وقت مقرر کر لیں۔

چودھری مسعود احمد، رکھ لیں جی۔ اس پر وقت رکھ لیں۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' جناب' گزارش یہ ہے کہ جیسے انھوں نے اس کی یقین دہانی کروائی ہے۔

چودھری مسعود احمد، جناب سپیکر! میری ایک منٹ بات سن لیں۔ پھر آپ جیسے فرمائیں گے میں حاضر ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ ایسے نہیں ہے جیسے لاءمنسٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ پہلے تو یہ تھا کہ علاقہ اتنا آباد نہیں تھا۔ وسائل اتنے نہیں تھے۔ مواصلاتی نظام اتنا اچھا نہیں تھا۔ اب حالات بالکل تبدیل ہو گئے ہیں۔ آبادی اتنی بڑھ گئی ہے' مسائل اتنے بڑھ گئے ہیں اور جو ہمارا وہاں کا مواصلاتی نظام ہے وہ بھی بہتر ہو گیا ہے' اب پوزیشن یہ ہے میں نے اس میں یہ عرض کیا ہے کہ وہاں پر فوتیدگی ہونے کی صورت میں یا وہاں پر اگر کوئی بندہ بیمار ہو جاتا ہے اور وہ مر رہا ہوتا ہے تو اس کو ٹریکٹر یا جیپ میں لے جانے کے لیے پہلے پروسیجر اتنا لمبا ہے کہ سب سے پہلے تو وہ جائیں اور ڈپٹی کمشنر صاحب کو درخواست دیں کہ جناب میرا بندہ مر رہا ہے' آخری سانسوں پر ہے یا وہ مر گیا ہے اس کی تدفین ہم نے شہر میں لا کر کرنی ہے کیونکہ چولستان کا ایریا دو حصوں میں تقسیم

ہے۔ ایک گریٹر چولستان کے نام پر ہے جہاں پر مال مویشی کے بغیر کچھ نہیں ہو رہا۔ دوسرا گرین چولستان کے نام پر ہے اور اس میں زراعت کا کام ہو رہا ہے۔ لوگ دونوں حصوں میں رہ رہے ہیں۔ ان کا آنا جانا اور ان کے گھر دونوں جگہوں پر موجود ہیں۔ جب بارشیں ہوتی ہیں تو وہ اپنے جانور گریٹر چولستان میں لے جاتے ہیں اور جب بارشیں نہیں ہوتیں' پانی نہیں ہوتا تو وہ واپس اپنی زمینوں میں لے آتے ہیں۔ یہاں تک ہوتا ہے کہ وہ پہلے اپنے معاملے کو ڈپٹی کمشنر صاحبان کو درخواست کرتے ہیں کہ جناب ہمارا بندہ بیمار ہے یا ہمارا کوئی فوت ہو گیا ہے۔ وہ رینجرز والوں کو لکھتے ہیں۔ رینجرز والے اس پر این۔ او۔ سی دیتے ہیں۔ پھر دوبارہ وہ ڈی۔ سی کے پاس جاتے ہیں۔ پھر کہیں جا کر ان کو بڑی سفارشوں اور منتوں کے بعد پرمٹ جاری ہوتا ہے۔ ہماری اس میں صرف استدعا یہ تھی کہ اگر وہاں کے مقامی لوگوں کے لیے کوئی yardstick بنا دی جائے کہ جو وہاں کے باسی ہیں' جن کے شناختی کارڈ ہیں' جن کی وہاں زمینیں ہیں' جو وہاں مویشیوں کو پالنے کا ٹیکس دیتے ہیں اسی قسم کی کوئی yardstick لگا دی جائے تو کم از کم وہ لوگ جو وہاں پر ذلیل ہو رہے ہیں وہ اس چیز سے بچ جائیں۔ یہ سارا بہاولپور ڈویژن میں fall کرتا ہے اور سارے کے سارے میں یہ مسئلہ ہے۔ اب بتائیں جناب! ہمارا جو حلقہ انتخاب ہے ہم ان لوگوں کو کیا جواب دیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جناب! ہماری فوتیدگی ہو گئی تھی۔ دو دن dead body وہاں پڑی رہی کیونکہ ڈی۔ سی صاحب سے اور ان سے پرمٹ نہیں ملا۔

جناب سپیکر! جہاں تک لاءمنسٹر نے یہ فرمایا ہے کہ وہاں شکار کھیلا جاتا ہے۔ ان کو بے شک روکیں جن کے پاس اسلحہ ہو۔ وہاں رینجرز اور ڈیزرٹ رینجرز والوں کی چیک پوسٹیں ہیں وہ تلاشی لے لیا کریں کہ اس بندے کے پاس' اس وہیکل کے پاس کوئی ہتھیار ہے یا کوئی شکار کا سامان ہے؟ ایسے ہی وہ ہر بندے کو پکڑ کر بند کر دیتے ہیں اور لوگ اپنے بیمار لوگوں کو لے جا نہیں سکتے۔ غلہ اور دوسری چیزوں کا معاملہ بھی اپنی جگہ پر اہمیت کا حامل ہے لیکن یہ معاملہ تو یہاں تک اہمیت کا حامل ہے کہ بیمار لوگوں کو یا فوت ہوئے لوگوں کو تدفین کے لیے وہ نہیں لا سکتے۔ میں نے آپ سے یہ گزارش کرنی تھی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ لاءمنسٹر صاحب آپ ایسا کریں کہ ڈی۔ سی کو یہ ensure کریں کہ اسلحہ وغیرہ پر سختی کریں کیونکہ شکار تو اسلحے سے کرنا ہے۔ اس پر زیادہ سختی کریں بہ نسبت اس کے کہ مقامی لوگوں کی وہیکلز اور ٹریکٹر ٹرالی وغیرہ پر پابندی ہو۔ اس کو آپ ensure کروائیں۔

وزیر قانون ، جی، ٹھیک ہے۔

مسودات قانون

جناب قائم مقام سپیکر ، تو تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے مسودات قانون پیش ہوں گے۔ پہلا مسودہ قانون چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں گے۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997ء

CH SHAHID AKRAM BHINDAR . I move

"that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 1997

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ۔ جناب سپیکر! میں انگلش میں پڑھنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

CH SHAHID AKRAM BHINDER: Mr Speaker I move:

"That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill,1997.

MR. ACTING SPEAKER The motion moved is :-

"That leave be granted to introduce the Provincial Assembl y of the Punjab Privileges (Amendment) Bill,1997 .

MINISTER FOR LAW. Not opposed.

MR.ACTING SPEAKER : The motion moved and the question is :-

"That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 1997

(The motion was carried)

CH SHAHID AKRAM BHINDER: Sir. I move:

1997 be introduced .

MR . ACTING SPEAKER: The Provincial Assembly of the Punjab . Privileges (Amendment) Bill, 1997 has been introduced.

چونکہ اسمبلی کی مجالس قائمہ ابھی تشکیل نہیں ہوئیں اس لیے متذکرہ مسودہ قانون پہلے سے تشکیل شدہ مجلس خصوصی نمبر ا کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ دو ماہ تک ایوان میں پیش کرے گی۔

مسودہ قانون (تنسیخ) ہنگامی قانون، بس سٹینڈ اینڈ ٹریفک کنٹرول (گوجرانوالہ) پنجاب مصدرہ 1997ء

اگلا مسودہ قانون (تنسیخ) ہنگامی قانون بس سٹینڈز اور ٹریفک کنٹرول (گوجرانوالہ) پنجاب مصدرہ ۱۹۹۷ء چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی طرف سے ہے وہ پیش کریں۔

CH SHAHID AKRAM BHINDER: Sir, I move That the leave be granted to introduce the Punjab Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance (Repeal) Bill, 1997.

MR , ACTING SPEAKER: The motion moved is That the leave be granted to introduce the Punjab Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance (Repeal) Bill, 1997.

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ اصولی طور پر تو مجھے یک دم کہنا چاہیے تھا کہ I oppose the Bill. لیکن اس کے بارے میں میں تھوڑی سی clarification کرنی چاہوں گا کہ آج کے ایجنڈے پر بیک وقت دو بل آ رہے ہیں۔ معزز ممبر سے میری بات ہوئی تھی کہ ایک تو یہ چاہتے ہیں کہ گوجرانوالہ بس سٹینڈز کا آرڈیننس ہے اسے منسوخ کر دیا جائے۔ دوسرے ان کی ایک امنڈمنٹ ہے۔ تو طے یہ ہوا تھا کہ ان دونوں سے کون سا ایک بل چاہتے ہیں۔ ایک امنڈمنٹ چاہ رہے ہیں اور ایک اس کی منسوخی چاہ رہے ہیں اگر وہ منسوخ ہو جائے گا تو پھر اس کی امنڈمنٹ کہاں سے آئے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ان سے بات کر لیں اگر repeal کا بل admit ہو گیا تو ویسے

نہیں آئے گا۔

وزیر قانون: جناب والا! میں یہی عرض کرنی چاہ رہا تھا کہ repeal والے بل کو ہم oppose کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس کو یکسر ختم کر دینا' میں مناسب نہیں سمجھتا ۔ میری معزز ممبر سے مسئلے بات ہوئی تھی ۔ اور جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت کی یہ intention ہے کہ ہم پرائیویٹ ممبرز کی طرف سے legislation کو encourage کریں ۔ اس لیے بلا وجہ ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے ۔ میں اس لیے کہتا تھا کہ اگر وہ repeal bill کو drop کر دیں اور وہ امنڈمنٹ کے لیے لائیں اور وہ متعلقہ کمیٹی کے پاس جائے جو Amendments آئیں گی ان شاء اللہ ان پر ضرور غور کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، بھنڈر صاحب! آپ ویسے اس کو دیکھ لیں ۔ اگر repeal والا بل admit ہو گیا تو دوسرا take up نہیں ہو گا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون سے اس بارے میں کل جو adjustment ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ انھوں نے کہا تھا کہ وہ repeal بل کو oppose نہیں کریں گے ۔ آج وزیر قانون نے چونکہ اپنا موقف بدل لیا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس کو oppose کرنا ہے پھر تو ظاہر ہے کہ اس میں یہ دونوں بل آئیں گے ویسے رولز کے مطابق جو options میں نے دے دی تھیں کہ جی repeal بل کو لائیں لیکن اگر اسمبلی سیکرٹریٹ والے ایجنڈے پر یہ دونوں بل لائے ہیں تو ظاہر ہے کہ فرق تو ان کو بھی نہیں پڑتا کیونکہ اگر وہ آج نہیں ہو گا تو وہ اگلے روز پر refer ہو جائے گا اور دونوں متعلقہ کمیٹی کو refer ہونے ہیں ۔ اور اگر وہاں پر یہ طے ہو جاتا ہے اور کمیٹی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اس کو repeal نہیں کرنا amend کرنا ہے تو پھر amendment take up ہو جائے گی اور اگر repeal ہوتا ہے تو ظاہر ہے امنڈمنٹ ختم ہو جائے گی اس میں تو کوئی فرق نہیں ۔ اگر وزیر قانون اس بل کو oppose کرنا چاہتے ہیں تو وہ واضح طور پر بتائیں تاکہ میں اس کے مطابق اپنا موقف پیش کر سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں انتہائی مودبانہ طور پر گزارش کروں گا کہ میرے بھائی نے کہا ہے کہ میں back out کر گیا ہوں ۔ میں نے تو جناب کی خدمت بھی یہی عرض کی ہے کہ جو وہ

amendments لانا چاہتے ہیں ہم ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں وہ متعلقہ کمیٹی کو چلے جائیں وہاں پر بحث ہو گی اس کے بعد amendments آ جائیں گی لیکن وہ جو اس کو مکمل طور پر ختم کرنا چاہتے ہیں جو کہ ہمارے لیے مشکل ہو گا۔ ہم عوام کی سہولت کے لیے بہتر قوانین بنانا چاہتے ہیں ہم بہتر قانون سازی کروانا چاہتے ہیں اس سلسلے میں ہم ان کے ساتھ مکمل طور پر تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہم پرائیویٹ ممبرز ڈے پر legislation کو encourage کرنا چاہتے ہیں۔ بنیادی طور پر اس کا مقصد یہ ہے کہ بہتری پیدا کی جائے۔ بہتری کے لیے ہی انہوں نے یہ ترمیم دی ہے اسے متعلقہ کمیٹی کو بھیجتے ہیں کمیٹی کی جو بھی رپورٹ آئے گی اسے ہم دیکھ لیں گے اور ہم کمیٹی کے اجلاسوں سے تعاون بھی کریں گے اور حکومت کی طرف سے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ جناب سپیکر! یہ میں پہلے عرض کر رہا ہوں۔ تو اس لیے یہ کہنا کہ میں نے back out کیا ہے مناسب نہیں۔ میں اب بھی ان سے دست بستہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ وہ amendments لے کر آئیں۔ اور امنڈمنٹس کے حوالے سے میں ان کے بل کو oppose بھی نہیں کروں گا لیکن جو یکسر ختم کرنے والی بات ہے اس پر میں معذرت چاہوں گا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا میرے بھائی جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ اس قانون کو یکسر ختم کرنا شاید ممکن نہ ہو لیکن میں اس سلسلے میں ان کو بھی اور ہاؤس کو بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قانون 1963ء میں نافذ کیا گیا اور صرف گوجرانوالہ شہر میں جی۔ ٹی روڈ پر نافذ کیا گیا اس کا اطلاق گوجرانوالہ سٹی کے کسی اور علاقے میں نہیں۔ اس وقت ایک ہی سڑک جی۔ ٹی روڈ گزرتی تھی ٹریفک کا congestion تھا غالباً کوئی problem تھا۔ اس کے بعد by-passes بنے ہیں اور اب ٹریفک کا flow بہت اچھا ہے۔ بعدازاں 1965ء میں موٹر وہیکل آرڈیننس آیا ہے اور میرے دوست اگر موٹر وہیکل آرڈیننس کو ملاحظہ فرمائیں تو اس میں ہر چیز provided ہے۔ ٹریفک کی جو بھی وہ regulation کرنا چاہتے ہیں اس میں وہ ہر چیز provided ہے اور میں relevant section quote کر دیتا ہوں

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو بعد کی بات ہے فی الحال تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ کیا repeal بل کو لانے پر insist کرتے ہیں یا جیسے کہ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں اس کی بجائے امنڈمنٹ دینا چاہتے ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! امنڈمنٹ کو بھی refer ہونے دیں یہ دونوں اکٹھے چلے جائیں گے ان پر اس کمیٹی میں decision ہو جائے گا اگر وہ repeal کو suggest نہیں کرتے ہیں پھر وہ amendment کو کر دیں گے لہذا repeal کو بھی اور امنڈمنٹ کو بھی کمیٹی کے پاس جانے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، راجہ صاحب! وہ تو insisit کر رہے ہیں ---

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ repeal Bill کو لے لیں چلے ان کی بات مان لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بالکل ٹھیک ہے۔

وزیر قانون، ایک لے لیں۔ آپ repeal Bill کو لے لیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، ٹھیک ہے جی۔ پھر آپ repeal Bill کو oppose نہیں کر رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ اس کو پیش کریں۔

CH SHAHID AKRAM BHINDER. Sir, I move :

"That the Punjab Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala)Ordinance (Repeal) Bill, 1997 be introduced.

MR ACTING SPEAKER:The Punjab Bus Stands and Traffic Control (Gujranwala) Ordinance (Repeal) Bill, 1997 has been introduced

جناب قائم مقام سپیکر، چونکہ اسمبلی کی مجالس قائمہ کی ابھی تشکیل نہیں ہوئی۔ اس لیے متذکرہ مسودہ قانون پہلے سے تشکیل شدہ مجلس خصوصی نمبر 1 کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ دو ماہ تک ایوان میں پیش کرے گی۔ اب آپ امنڈمنٹ والا بل پیش کریں گے۔

وزیر قانون،اس کو pending کر لیں۔

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قراردادوں کو لیتے ہیں۔ تحریک کردہ

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے ۔ اب ہم معاد عامہ سے متعلق قراردادوں کو لیتے ہیں۔ تحریک کردہ قرارداد مولانا منظور احمد چنیوٹی کی ہے ۔ وہ پیش کریں۔

قومی زبان اردو کی ترویج

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ آئین کے آرٹیکل 294 کے مطابق قومی زبان اردو کو زندگی کے ہر شعبہ میں جاری کیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ آئین کے آرٹیکل 291 کے مطابق قومی زبان اردو کو زندگی کے ہر شعبہ میں جاری کیا جائے ۔"

مولانا صاحب ! آپ اپنی قرارداد کے حق میں کچھ فرمائیں گے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد جناب سپیکر ! یہ ہماری بڑی بدقسمتی ہے کہ اس وقت پچاس سالہ جوبلی منائی جا رہی ہے ۔ اور ہمیں انگریز سے آزاد ہوئے ظاہری طور پر پچاس سال ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک ہم اس کی ذہنی غلامی سے آزاد نہیں ہوئے ۔ ہمارے بعد آزاد ہونے والے ملکوں نے آزادی کے فوراً بعد اپنی اپنی قومی زبانوں کو اپنایا ہے ۔ ہماری قومی زبان قائد اعظم مرحوم کے اعلان کے مطابق جیسا کہ ڈھاکہ میں 1948 ء ان کی تقریر میں کہا گیا کہ ہماری قومی زبان اردو ہے ۔ اور پھر 1973 ء کے آئین میں واضح الفاظ میں یہ طے کر دیا گیا کہ 1988ء تک یعنی 15 سال کے اندر اس قومی زبان کو تمام اداروں میں رائج کر دیا جائے گا۔ بڑے افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ 1988 ء گزرے ہوئے اب دس سال ہونے والے ہیں ۔ نو سال گزر چکے ہیں ۔ آئین کے مطابق اب تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ۔ جب کہ ہم اسی آئین کی بعض دفعات مثلاً حکومتیں اور اسمبلیاں ٹوٹنے کے بعد آئین کی دفعہ ہے کہ 90 دن کے اندر الیکشن کرائے جائیں گے ۔ اس کی تو پوری پابندی کی جاتی ہے اور 90 دن کے اندر آئین کی پاس داری کرتے ہوئے الیکشن کرا دیے جاتے ہیں۔ اسی آئین کی دفعہ 251 ہے کہ جس کے تحت ہم پر لازمی تھا کہ 1988ء کے ساتھ ہی ہم اپنے اداروں اس قومی زبان کو نافذ کرتے ۔ قومی زبان کے لیے جو مقتدر ادارے بنے ہیں ۔ ان پر کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں تمام اصطلاحات اردو میں منتقل ہو چکی ہیں۔ عمل درآمد

میں بظاہر کوئی رکاوٹ نہیں ۔ لیکن اگر کوئی رکاوٹ ہو بھی تو حکومت کو اپنے آئین کی پاس داری کرتے ہوئے اس پر فوری طور پر عمل درآمد کرنا چاہیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہو رہی ہے کہ سات آٹھ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک ہم اسی انگریزی زبان کو رائج کیے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر ہماری اسمبلی میں ابھی بجٹ پیش ہو گا۔ میں نے اپنی قرارداد میں یہ بھی لکھا ہے کہ بجٹ اپنی اردو زبان میں پیش کیا جائے ۔ اکثریت اردو جانتی ہے ' اردو سمجھتی ہے ۔ اردو ہماری قومی زبان ہے ۔ ہم آخر کب انگریز کی ذہنی غلامی سے آزاد ہوں گے؟ آپ کے سامنے بنگلہ دیش بنا ہے ۔ بنگلہ دیش میں پوری کی پوری کارروائی ان کی اپنی بنگلہ دیشی زبان میں ہوتی ہے ۔ اسی طرح دوسرے ممالک کی اپنی اپنی زبانیں ہیں۔ وہ تمام کارروائی اپنی زبان میں کرتے ہیں۔ آخر ہمیں ایسی کیا مجبوری ہے کہ ہم اب تک اس سے آزادی حاصل نہیں کر سکے؟ میں جناب کی وساطت سے پورے ایوان کو متوجہ کرتے ہوئے یہ درخواست کروں گا کہ پنجاب اسمبلی میں اس سلسلے میں ایک قرارداد پاس کر کے مرکز سے اس کو منظور کرایا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ مولانا صاحب! آپ کی قرار داد کو تو کسی نے oppose کیا ہی نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ایوان نے اسے متفقہ طور پر پاس کر دیا ہے ۔ میں نے ایسے ہی آپ کو تھوڑا سا وقت دیا تھا ۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ مجھے بولنے نہیں دیتے ۔ ورنہ آپ کو oppose کسی نے نہیں کیا۔ رولز کے تحت اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قرارداد کو ایوان نے متفقہ طور پر پاس کر دیا ہے ۔

چودھری محمد صدیق سالار ، جناب سپیکر ' اس قرارداد کو ہم سب نے متفقہ طور پر پاس تو کیا ۔ مگر ہمیں آج تک علم نہیں کہ ہمارا اسلامی سال کب شروع ہوتا ہے ۔ انگریزی سال کے دسمبر میں ہوٹلوں میں ڈانس ' لڑکیاں اور شرابیں جمع ہوتی ہیں ۔ مگر سال محرم کے لیے کوئی عبادت کا انتظام نہیں۔ آپ کو چاہیے کہ اسلامی سال کی رونقیں محرم کے افسوس ناک دنوں کے علاوہ ہونی چاہییں۔ ہمیں اپنی قوم کو بتانا ہو گا کہ دسمبر میں جو کارروائیاں کرتے ہو ' جو دسمبر میں بڑے بڑے ہوٹل بک کرا لیتے ہو ۔ جو دسمبر میں ہوٹلوں میں راتیں گزارتے ہو ۔ خواہ وہ اسلام آباد ہو ' خواہ لاہور ہو اور خواہ لندن میں جا کر کرتے ہو ۔ لئن شکرتم لا ازیدنکم ولئن کفرتم و ان عذابی لشدید ۔ اللہ کا شکر ادا کرنے والو اللہ تم پر رحمت کرے گا اور کفر کا راستہ اختیار کرنے والو اس کے عذاب سے ڈرو ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ چودھری صاحب! یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ آئین کے آرٹیکل 291 کے مطابق قومی زبان اردو کو زندگی کے ہر شعبے میں جاری کیا جائے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

ENGER ZAFAR IQBAL MALIK: I Would like to add somthing into it.

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ اس قرارداد میں add کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تو پاس بھی ہو گئی ہے ۔ اب آپ کیا کہیں گے؟

انجنیئر ظفر اقبال ملک ، میں نے تو ایک دو دفعہ آپ کی توجہ دلانے کی کوشش کی مگر آپ نے سنا ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جب انھوں نے قرارداد پیش کی تو کسی نے oppose ہی نہیں کیا۔

ENGR.ZAFAR IQBAL MALIK:Iagree with him.

جناب قائم مقام سپیکر ، اب تو وہ متفقہ طور پر پاس ہو گئی ہے ۔ اب آپ کیا کہیں گے ۔ اگلی قرارداد جناب عبدالرؤف مغل کی ہے ۔

بجلی پیدا کرنے کے نئے یونٹوں کا قیام کے لیے غیر ملکی معاہدوں پر نظر ثانی

جناب عبدالروف مغل،میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پاکستان کی سابقہ حکومت کی طرف سے مختلف ممالک اور ان کی دیگر ایجنسیوں کے ساتھ بجلی پیدا کرنے کے نئے یونٹ قائم کرنے کے تمام معاہدوں کا جائزہ لے کر ملکی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے از سر نو معاہدے کریں۔"

جناب قائم مقام سپیکر ،

"یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پاکستان کی سابقہ حکومت کی طرف سے مختلف ممالک اور ان کی دیگر ایجنسیوں کے ساتھ بجلی پیدا کرنے کے نئے یونٹ قائم کرنے کے تمام معاہدوں جائزہ لے کر ملکی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے از سر نو معاہدے کرے۔"

وزیر قانون ، جناب سپیکر' یہ معاملہ پہلے سے فیڈرل گورنمنٹ نے ٹیک اپ کیا ہوا ہے ۔ سارے کیسز review ہو رہے ہیں۔ اس لیے میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر ،

"یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پاکستان کی سابقہ حکومت کی طرف سے مختلف ممالک اور ان کی دیگر ایجنسیوں کے ساتھ بجلی پیدا کرنے کے نئے یونٹ قائم کرنے کے تمام معاہدوں کا جائزہ لے کر ملکی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے از سر نو معاہدے کریں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب تاج محمد خانزادہ : جناب والا! میں اس قرار داد کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔ اگر آپ کسی قرار داد پر بولنا چاہتے ہیں تو اسے oppose کریں' پھر بولیں ۔ اگر oppose نہیں کریں گے تو پھر آپ اس قرار داد پر نہیں بول سکتے ۔

جناب تاج محمد خانزادہ ۔ جب آپ ادھر میرے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے تو آپ کبھی خاموش ہی نہیں ہوتے تھے ہر وقت بولتے ہی رہتے تھے ۔ اب ہمیں آپ ایک آدھ منٹ بھی بولنے نہیں دیتے ۔

جناب قائم مقام سپیکر خان زادہ صاحب میں رولز کی خلاف ورزی تو نہیں کرسکتا ۔

جناب تاج محمد خان زادہ ۔ کیا رولز یہی کہتے ہیں کہ آپ ہمیں بولنے ہی نہ دیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر آپ پہلے oppose کریں پھر اس پر بولیں ۔ جس قرار داد پر آپ بولنا چاہتے ہیں وہ تو متفقہ طور پر منظور بھی ہو چکی ہے ۔ آپ سے پہلے ایک معزز ممبر نے اس پر بات کی ۔ جو دوست بولنا چاہتا ہے وہ پہلے اسے oppose کرے اور پھر اس پر بولے ۔ رولز کہتے ہیں جس قرار داد کو oppose نہیں کیا جائے گا اس پہ بحث نہیں ہو گی ۔

جناب تاج محمد خان زادہ : ہم اس کو oppose نہیں کرتے جو بجلی بھروتھا میں بنے گی جہاں کا میں نمائندہ ہوں میں صرف اس بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ بجلی کا cost of production کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر. اس کے لیے آپ الگ سے کوئی قرار داد لے آئیں یا کسی دوسری صورت میں اسے لے آئیں ۔

جناب تاج محمد خان زادہ : دیکھیے سپیکر صاحب! خدا کے واسطے آپ تھانیدار مت بنیں ۔ ہم قوم کو ایک چیز سمجھانا چاہتے ہیں ۔ ہاؤس کو علم نہیں ہے کہ بجلی کی cost of production کیا ہے؟ جناب والا! بجلی کی cost of production سات پیسے ہے اور آپ نے چھ روپے کا وعدہ کیا ہے ۔ آپ اس ملک کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ نے کیسے سمجھ لیا کہ ان معزز ممبران کو علم نہیں؟

جناب تاج محمد خان زادہ: آپ میری بات سنیں ۔ جب تک ہم ان کو یہ نہ بتلائیں کہ پی پی پی کی حکومت نے foreign کے ساتھ جو معاہدے کیے ہیں جہاں پر انھوں نے چھ روپے یونٹ cost of production ادا کی ہے ہم قوم کو بتانا چاہتے ہیں کہ یہ قوم کے ساتھ غداری تھی ۔ یہ foreign firms کو ، غیر ذمہ دار لوگوں کو اس ملک پر حکم ران بنانے کا منصوبہ تھا ۔ جو چیز آپ Hydro power سے چار آنے ، چھ پیسے یا آٹھ پیسے میں produce کرتے ہیں اسی چیز کا آپ نے چھ روپے فی یونٹ کا کیوں وعدہ کیا؟ ۔ یہ صرف آپ نے اپنے لوگوں کو نوازنے کے لیے کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: تاج محمد خان زادہ صاحب! یہ تو صوبائی معاملہ ہی نہیں ۔

جناب تاج محمد خان زادہ : میں سمجھتا ہوں کہ خواہ predecessor government ہو یا successor government قوم جو بھی معاہدے کرتی ہے انھیں تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں، آپ اسے expose کر سکتے ہیں کہ جو فیصلے آپ نے کیے وہ قوم کے مفاد میں نہ تھے اسی وجہ سے آپ کو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑا ۔ اسی وجہ سے اس ہاؤس میں جہاں پر ہم صرف چند آدمی بیٹھا کرتے تھے آج سب ہماری مسلم لیگ سب کے آدمی آ گئے ہیں جبکہ ان کے صرف یہاں پر چار آدمی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ ان کے کردار کا نتیجہ نکلا ہے لیکن خدارا ہم بھی وہ کام نہ کریں جو یہ کرتے رہے ہیں کیونکہ اگر ایسا کیا تو کل ہمارے ساتھ بھی وہی ہو گا جو آج ان کے ساتھ ہوا ہے ۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! اگر آپ نے بحث کی اجازت فرمائی ہے تو پھر ہمیں بھی موقع دیا جائے کہ ہم بھی اس پر بول سکیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں نے موقع نہیں دیا ۔ میں نے ان سے بھی کہا ہے کہ بحث نہیں ہوسکتی کیونکہ قرار داد تو پاس ہو چکی ہے اور پھر میں نے ان سے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے جو بات کی ہے وہ صوبائی معاملہ نہیں بلکہ وفاقی معاملہ ہے ۔

جناب سعید اکبر خان: میں نے ان پر اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ میرے بزرگ ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم بھی اس میں کچھ contribute کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں آپ مہربانی فرمائیں کیونکہ رولز کے تحت ایسا نہیں ہو سکتا ۔ انھوں نے تو بزرگی کا فائدہ اٹھایا ہے ' غلط بات کی ہے ' رولز کے خلاف بات کی ہے ۔ آپ مہربانی کریں ۔ اب ہم اگلی قرار داد take up کرتے ہیں جو کہ میاں عبدالستار صاحب کی ہے ۔

اراکین اسمبلی کی تعلیمی قابلیت گریجویشن مقرر کرنا

میاں عبدالستار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ:۔

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوان آئین میں ترمیم کر کے ممبران پارلیمنٹ اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی تعلیمی قابلیت مقرر کر دیں جو کم از کم گریجوایشن ہو "۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:۔

" اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوان آئین میں ترمیم کر کے ممبران پارلیمنٹ اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی تعلیمی قابلیت مقرر کر دیں جو کم از کم گریجوایشن ہو "۔

راجہ محمد خالد خان : I oppose it .

میاں عمران مسعود: I oppost it

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب ! آپ اپنی قرار داد کے حق میں کچھ کہنا چاہیں گے ؟۔

میاں عبدالستار : جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن بڑی مضبوط ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ میری قرار داد کے پاس ہونے کے امکانات شاید دو فی صد بھی نہیں' مگر یہ قرار داد پیش کرنے کی مجھے ہمت اس لیے ہوئی کہ کچھ ممالک کی پارلیمنٹ میں جیسے کہ بنگلہ دیش ہے وہاں پر یہ پابندی ہے ۔ انڈیا اور پاکستان میں یہ پابندی نہیں ۔ میں نے ایک اچھی تجویز دی ہے ۔ ہمارے بہت سے اراکین 85ء سے چلے آ رہے ہیں اگر اس قرار داد پر عمل ہو جائے تو ان میں بھی پڑھائی ہو جائے گی۔ پڑھے لکھے

لوگ یہاں آ جائیں گے جس سے قانون سازی کا کام تیز ہو جائے گا۔ باقی میں ایوان پر چھوڑتا ہوں کہ وہ میری اس قرار داد کے ساتھ کیا حشر کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ خالد خان۔

راجہ محمد خالد خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میاں عبدالستار صاحب نہ جانے پنجاب کی کون سی دنیا میں رہتے ہیں کیونکہ شرح خواندگی پر نظر دوڑائے بغیر انھوں نے یہ قرار داد اس ایوان میں پیش کر دی ہے۔ وہ سب سے پہلے شرح خواندگی پر نظر دوڑائیں کہ ہمارا جو آج بھی تقریباً 27 27 اعشاریہ کچھ ہے اور اس میں بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ شرح خواندگی --------

جناب سمیع اللہ چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! راجہ صاحب نے شرح خواندگی غلط بتائی ہے اس وقت پاکستان میں شرح خواندگی تقریباً 37.5 ہے۔

راجہ محمد خالد خان: جناب والا! آپ 37.5 کہہ لیجیے لیکن اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو انگوٹھے کی بجائے دستخط کرتے ہیں۔ انھیں بھی ہم خواندگی میں شمار کرتے ہیں اگر ایمان داری سے اس کا جائزہ لیا جائے تو ہماری شرح خواندگی اعلیٰ تعلیم میں دو فی صد ہے۔ تو کیا یہ باعث شرم نہیں ہے کہ ایک ممبر اٹھ کر یہ قرار داد پیش کر دے کہ اس کی تعلیمی قابلیت گریجویشن ہونی چاہیے؟ یا تو پھر آپ ووٹر کا بھی معیار مقرر کیجیے کہ وہ بھی گریجویٹ ہو اور ووٹ دیتے وقت اس میں بھی یہ شعور پیدا ہو۔ ہمارے ہاں ایسے ان پڑھ لوگ ہیں جو "mood off" کو "moof odd" کہتے ہیں تو ان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی۔ کہ وہ گریجوایٹ یا ایک ان پڑھ میں تفریق کر لیں گے۔ پہلے تو بنیادی طور پر اپنے تعلیمی نظام کو ٹھیک کیجیے گا۔ اس مد میں جو روپیہ رکھا جاتا ہے اس کا صحیح استعمال کیا جانا چاہیے۔ آج تک ہمارے سکولوں اور کالجز میں سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ ان کے لیے رقم رکھی جاتی ہے آج وزیر تعلیم کی یہاں پر موجودگی کا میں فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا۔ میں نے اس ضمن میں ایک سوال بھی دیا ہے کہ کیا اس مد میں رکھی گئی رقم کو وہ پوری طرح سے استعمال کرتے ہیں؟ کیا وہ اس صوبے کے عوام سے انصاف کرنا چاہتے ہیں؟ کیا وہ اس مد میں رکھی گئی رقم کو اسی مد پر استعمال کرتے ہیں یا اسے re-appropriate کر کے الٹوں تلٹوں میں خرچ کر دیتے ہیں؟۔ آج تک یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ انھوں نے سکولوں میں کتنے promotion کیے ہیں؟ وہاں ہزاروں کی تعداد میں خالی آسامیاں موجود ہیں کیا ان کو پر کرنے کی کوشش کی گئی ہے؟ کیا ان کے لیے جو رقم

مختص کی گئی اس کو اسی مد میں خرچ کرنے کی کوشش کی گئی ہے؛ لہذا میں اس قرار داد کی بھرپور مخالفت کرتا ہوں تاوقتیکہ اس قوم کی تقدیر بدلنے میں جو تعلیمی سہولت ہے اسے ایمان داری سے نہ لیا جائے اور اس مد میں رکھی گئی رقم کو اسی مد میں استعمال کیا جائے وہ re-appropriate نہ کی جائے۔ وہ رقم جو غالی آسامیوں کے لیے دی جاتی ہے اسے فرنیچر میں استعمال کر لیا جاتا ہے۔ جناب والا! یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے روگردانی نہیں کی جا سکتی تو میری آپ سے استدعا ہے کہ اس قرار داد کو نامنظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی باجوہ صاحب آپ فرمائیں۔

جناب ادریس احمد باجوہ، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو قرار داد پیش ہوئی ہے ہم اس کی مخالفت اس نقطہ نظر سے نہیں کرتے کہ شاید اراکین پارلیمنٹ یا ممبران صوبائی اسمبلی اپنی قابلیت مقرر ہونے سے ڈرتے ہیں بلکہ مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم نے ایک دفعہ یہ تعین کر لیا کہ رکن کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ بی اے پاس ہو تو پھر اگلی قرار داد یہ آئے گی کہ عقل الرائے ہو گا پھر اگلی قرار داد یہ آئے گی کہ اس کا کردار کیسا ہو گا؟ پھر اگلی قرار داد یہ آئے گی کہ اس کی تعلیمی قابلیت کے ساتھ ساتھ اس کا تقویٰ کیسا ہو گا؟ جناب والا! ان باتوں کا تعین کوئی آدمی نہیں کر سکتا دوسری بات یہ ہے کہ اس ملک کو اس معاشرے کو تباہ کرنے کے ذمہ دار ان پڑھ دیہاتی نہیں ہیں جو دیہاتوں میں ہل چلاتے ہیں۔ وہ ان پڑھ شہری بھی نہیں ہے جو خوانچہ فروش ہے بلکہ اس ملک کی تباہی کے ذمہ دار وہ پڑھے لکھے افراد ہیں جو اس ملک پر پچاس سال سے حکومت کر رہے ہیں ان کو اپنی بدکرداری کا، اپنی بد اعمالی کا اور قوم کے ساتھ ظلم کا بدلہ ان پڑھوں سے نہیں لینا چاہیے جن کا اس ملک کی حکومت میں، اس معاشرے میں اور اس سارے طور طریقے میں کوئی کردار نہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ سارا ملبہ ان پڑھ لوگوں پر ڈالنے کی بجائے یا یہ سمجھنے کی بجائے کہ وہ اس ملک کی تقدیر نہیں بدلنے دیتے ہمیں اپنے اعمال پر نظرثانی کرنی چاہیے اور قوم کی خدمت کے لیے کوئی نیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر تعلیم صاحب اس پر کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر تعلیم، اگر آپ اجازت دیں تو۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایاز امیر صاحب ذرا وزیر تعلیم صاحب کی بات سنیں ـــــــــ جی، بسم اللہ

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی سردار سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر ! نہایت معزز وزیر سے میری گزارش ہے کہ پہلے جب ہماری تقاریر ہو جائیں تو یہ آخر میں اپنی تقریر فرمائیں تا کہ وہ تعلیمی معیار کو بہتر کرنے میں جو کوشش کر رہے ہیں وہ بھی بتائیں اور ہماری تجاویز سن لیں تا کہ ان کو اپنی تقریر کرنے میں آسانی ہو۔ اس لیے میری یہ تجویز ہے کہ وزیر تعلیم کو ممبران کے بعد موقع دیا جائے اگر پہلے دے دیا تو پھر کسی ممبر کی طرف سے کوئی تجویز آجائے تو بات کرنے میں تکلیف ہو گی۔

وزیر تعلیم، ٹھیک ہے جی۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سمیع اللہ چودھری ، جناب سپیکر ! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جیسے میاں عبدالستار صاحب نے تحریک پیش کی اس میں کوئی شک نہیں کہ -----

جناب قائم مقام سپیکر، سمیع اللہ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

جناب سمیع اللہ چودھری، نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا شکریہ ، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ۔جناب والا میں اپنے بھائی نوانی صاحب سے اتفاق نہیں کرتا میں نہیں سمجھتا کہ یہ تعلیم پر کوئی بحث ہے ۔یہ تو میاں عبدالستار صاحب نے قرارداد پیش کی اور اراکین اس کی حمایت اور مخالفت میں بولیں گے اور میں نہیں سمجھتا کہ وزیر تعلیم اس کو wind up کریں گے ۔ یہ تو آپ کا ایک prerogative ہے اور آپ نے اس قرار داد پر فیصلہ کرنا ہے ۔اس کو تعلیم پر بحث کا حصہ مت بنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری محمد اقبال صاحب نے اس پر اتفاق کر لیا ہے اس لیے میں خاموش ہوں۔اس قرار داد کے حق میں تو مجھے کوئی نظر نہیں آرہا یہ تو سارے مخالف ہی نظر آرہے ہیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا ! یہ قرار داد ہے یہ کوئی تعلیمی پالیسی پر بحث نہیں جس کو وزیر تعلیم

wind up کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ بات نہیں۔ انھوں نے ایک بات کی تھی ----

جناب سعید اکبر خان، بحث تو تعلیم پر ہی ہونی ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میرا خیال ہے کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی بات اپنی جگہ پر ہے۔ چونکہ چودھری محمد اقبال صاحب نے ان کی بات پر کہا کہ پہلے سب ممبرز کو موقع دیں میں بعد میں بولوں گا۔ انھوں نے خود اس کا فیصلہ کیا ہے۔ انھوں نے تو میری وساطت سے کہا تھا کہ چودھری صاحب آپ بعد میں بول لیجیے تو انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! یہ قرار داد پیش ہوئی ہے آپ نے اس کو ہاؤس میں put کرنا ہے اور ہاؤس نے اس کو منظور یا نامنظور کرنا ہے یہ ایجوکیشن پالیسی درمیان میں کہاں سے آ گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر، جناب ہم کب کہہ رہے ہیں کہ یہ قرار داد نہیں۔ آپ ان کو پہلے بلانا چاہتے ہیں؟

میاں عمران مسعود، وہ اس قرار داد کے حق میں یا اس کے خلاف بولیں بس۔ ایجوکیشن پالیسی پر تو کوئی بحث نہیں ہو رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر وہ بولنا چاہتے تو ایاز امیر صاحب نے ان کو موقع دے دیا تھا۔ چودھری محمد اقبال صاحب! آپ پہلے بولنا چاہتے ہیں یا بعد میں بولنا؟

میاں عمران مسعود، میں نے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ میں اپنے دوست کے پوائنٹ آف آرڈر سے اتفاق نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب عمران مسعود صاحب جو بات کر رہے ہیں ان کو clear کیجیے کہ آپ ابھی پہلے بولنا چاہتے ہیں یا بعد میں بولنا چاہتے ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! عمران مسعود صاحب نے جو فرمایا ہے اور جو مجھے سمجھ آیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ چونکہ یہ قرار داد کی بات ہو رہی ہے تو یہ معاملہ صرف قرار داد تک رہنا چاہیے اس میں ایجوکیشن پالیسی نہیں آنی چاہیے ان کا یہ موقف ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں ۔ ایجوکیشن پالیسی کی بات نہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب قائم مقام سپیکر، چیمہ صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، اس پوائنٹ آف آرڈر پر باقی پھر ---

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، جی ایک بات ـــــ جناب راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی بات کرنا چاہتے تھے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا ! آپ کا کوئی مسئلہ pending تھا ۔ میں معزز ہاؤس کی وساطت سے آپ سے گزارش کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ ایک اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کوئی قرار داد لانا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، نہیں۔ جناب میں عرض کرتا ہوں----

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو ختم ہو لینے دیجیے ۔اس کا فیصلہ ہو لینے دیجیے ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا ! اس بارے میں عرض ہے کہ جو قرار داد پیش کی گئی ہے ---

جناب قائم مقام سپیکر، اس پر تو فیصلہ آ لینے دیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ میں عرض کرتا ہوں کہ ماشاء اللہ وزیر تعلیم میرے پرانے دوست ہیں کلاس فیلو ہیں ہم ایک ضلع سے بھی ہیں وہ اس پر بڑی عالمانہ تقریر فرمائیں گے ۔ میری صرف اتنی عرض ہے کہ یہ پیش کردہ قرار داد آئین کے متصادم ہے ۔ آئین میں ایک چیز واضح ہے کہ اس ملک کا ہر شہری اس کا تعلیمی معیار کچھ بھی ہے یا نہیں ہے وہ الیکشن میں حصہ لے سکتا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر، جناب یہ قرار داد ہے، کوئی ترمیم نہیں۔ آپ تشریف رکھیں ۔اس کو ختم ہو لینے دیجیے اس کے فیصلے کے بعد، آپ بسم اللہ کریں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پھر مجھے اجازت مل جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی، ان شاء اللہ ضرور ۔ جی ایاز امیر۔

چودھری محمد صدیق سالار ، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا ! میں ایک منٹ میں ختم کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بولنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد صدیق سالار، آدھے منٹ میں ختم کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایاز امیر صاحب کے بعد بول لینا ۔ وہ پہلے سے کھڑے ہیں آپ بعد میں بول لینا' جی جناب ایاز امیر صاحب ۔

جناب ایاز امیر ، بہت شکریہ جناب سپیکر ! یہ قرار داد جو میاں صاحب نے پیش کی ہے اس میں انھوں نے ایک بڑا دلچسپ نکتہ اٹھایا ہے لیکن اس میں بہت ساری باتیں ہیں ۔ ایک تو راجہ خالد صاحب نے پہلے ہی بیان کر دیا ہے کہ ہمارے ملک میں جو شرح خواندگی ہے وہ میرے خیال میں 35 یا 37 فی صد بھی نہیں۔ یہ figures vary کرتے ہیں اور غالباً جو اس ملک میں اصلی literacy figures ہیں ۔ اگر آپ بغور جائزہ لیں تو شاید 16 سے 24/22 فی صد تک ہیں۔ اگر ہم population کے اتنے بڑے حصے کو اسمبلیوں میں آنے سے dis-enfranchise کرنا چاہتے ہیں تو وہ ایک الگ بات ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اگر ہم پاکستان کی تاریخ میں یہ دیکھ سکتے کہ تعلیم کا کوئی جوڑ ـــــ ہماری جو اپنی تاریخ ہے تعلیم کا کوئی تعلق wisdom,judgement, sense of experience کے ساتھ ہوتا پھر تو شاید میں اس قرار داد کی حمایت کر دیتا لیکن ہماری 50 سالہ تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ تعلیم کا اور خاص طور پر higher education کا Sene of wisdom کہ جس wisdom پر کاروبار مملکت چلایا جاتا ہے اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رہا اور ہماری آج کی حالت میرے خیال میں سالہا سال سے ایک ہی قسم کے حکم ران آتے رہے ہیں ان کا اس میں کرنا بہت دھرنا ہے ۔ اگر ہم سابقہ تین سالہ دور دیکھیں تو وہ ایک Oxford Universty کے زیر سایہ اور زیر نگرانی یہ سب کچھ ہوا تھا۔میں تو کہوں گا کہ اس قرار داد میں ایسے ترمیم کرنی چاہیے کہ اگر کوئی بیرون ممالک سے ڈگری لے کر آئے تو اس ملک پر اس کو حکومت کرنے کی ممانعت ہونی چاہیے ۔ تو میں اس کو support کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' چودھری محمد صدیق سالار۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا ! بات صرف اتنی سی ہے کہ میرے معزز اراکین اس کتاب کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ جب سے اسمبلی کی عمارت بنی ہے اس کو پڑھ کر دیکھ لیں ۔ اس کی ایک ہی Qualification ہے کہ جس کو اس ملک کے عوام منتخب کریں گے وہی اسمبلی کا ممبر ہو گا۔لہٰذا ہم

اس قرار داد کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی محمد افضل خان صاحب

جناب محمد افضل خان، شکریہ جناب سپیکر! جیسے قرآنی تعلیمات کے ساتھ ساتھ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ضروری ہے اسی طرح تعلیم کی ڈگری کے ساتھ تجربہ بھی ایک ضروری پہلو ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص اس ایوان کا ایک دفعہ بھی ممبر منتخب ہوا اور اس نے اس ایوان میں شمولیت اختیار کی اس کے پاس اتنا تجربہ ضرور ہے جو بی اے کی ڈگری کے برابر ہے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ ہے ۔اس لیے میں یہ کہوں گا کہ جو ممبران ایک دفعہ بھی منتخب ہو چکے ہیں ان کو تو مستثنیٰ قرار دیا جائے لیکن جو تعلیمی معیار ہے آپ دنیا بھر میں دیکھ لیں کہ اگر آج ہم تعلیمی معیار کو قائم نہیں کرتے تو پھر ہم ڈاکٹرز کی بجائے حکماء اور ٹوٹکے دینے والوں کی طرف واپس جا رہے ہیں ۔

جناب والا! ہمیں experts چاہییں اور ہم short cuts کی طرف جا رہے ہیں ۔ جناب والا جو لوگ ایک دفعہ بھی انتخاب لڑ چکے ہیں اور اسمبلی میں بیٹھ چکے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس بی اے کی ڈگری کے برابر Knowledge ہے اس لئے ان کو تو مستثنیٰ کر دیا جائے لیکن آئندہ آنے والوں کے لیے یہ تعلیمی پابندی ضرور لگائی جائے ، کیونکہ تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں اور short cut سے بچ سکتے ہیں ۔

جناب والا آپ دوسرے ممالک کی اسمبلیوں کو دیکھیں جائزہ لیں کہ ان کے پاس کتنے انجینئرز ہیں ، کتنے پی ایچ ڈی ہیں؛ کتنے قابل لوگ ہیں ؛ یہی لوگ اپنے ملک کے اندر تبدیلی لے کر آئے ہیں ۔ آپ کوریا کی اسمبلی کا تناسب لیں 60 فی صد انجینئرز ہیں ، آپ جاپان کی اسمبلی کا تناسب لیں ۔ جناب والا اگر آج ہم تعلیم کو نظر انداز کر دیں گے تو ہم ترقی نہیں کر سکیں گے ۔ جو لوگ تجربہ حاصل کر چکے ہیں ان پر قطعاً ممانعت نہیں ہونی چاہیے وہ بے شک الیکشن لڑیں لیکن ہم نے آنے والی نسلوں کو گائیڈ لائن دینی ہے کہ کیا وہ تعلیم حاصل کریں یا کم تعلیم کے ساتھ short cut سے اس ملک میں کامیاب ہو سکتے ہیں؛ جناب والا میں اس ترمیم کے ساتھ اس قرار داد کی حمایت کرتا ہوں ۔

چودھری محمد صدیق سالار ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میرے فاضل دوست یہ چاہتے ہیں کہ ہم

تو اسمبلیوں میں آ گئے ہیں اور ہم ہی آتے رہیں نئی جنریشن نہ آ سکے ۔ میں پوچھتا ہوں' کیوں ؟ میں تو یہ عرض کروں گا کہ جس کو عوام منتخب کرے وہ ہی آئے اور جب منتخب کرے تب آئے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جناب عمران مسعود صاحب۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر میں صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں اور پوائنٹ آف آرڈر پر اپنے فاضل بھائی سے آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں جنھوں نے یہ قرار داد پیش کی ہے کہ دنیا میں literacy rate اتنا زیادہ ہے کوئی ایک ملک ایسا بتا دیں جہاں یہ پابندی ہو ؟ یورپ ' امریکہ' سری لنکا ہم سے کہیں زیادہ آگے ہیں لیکن کیا کسی ایک ملک میں ایسی پابندی ہے ؟

میاں عمران مسعود : جناب سپیکر آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس مسئلے پر بولنے کا موقع دیا ۔ جناب والا مصیبت یہ ہے کہ اس وقت ایک simple قرار داد پیش ہوئی ہے لیکن اس issue کو confuse کیا جا رہا ہے ۔ مجھ سے پہلے میرے فاضل دوست نے یہاں فرمایا کہ تعلیم کے فروغ کی بات کرنی چاہیے اور تعلیم کو فروغ دینا چاہیے ۔ جناب والا یہ issue تو ہم لوگ زیر بحث ہی نہیں لا رہے۔ ہم تو پڑھائی کے حق میں ہیں ہم تو تعلیم کو فروغ بھی دینا چاہتے ہیں لیکن اس وقت صرف اور صرف اس قرار داد پر بحث ہو سکتی ہے چاہے آپ اس کی مخالفت کریں یا حمایت۔

اس ضمن میں میں اپنے بھائی میاں عبدالستار صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے اپنی قرار داد میں کہا کہ چاروں اسمبلیوں میں اور پارلیمنٹ میں تعلیم کی حد مقرر کر دی جائے اور گریجویٹ کو موقع دیا جائے ۔ میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت جو will of the public کا نام ہے ۔ اگر ہمارے ووٹر کسی کم پڑھے لکھے کو منتخب کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی مرضی ہے اور اگر ووٹر کسی پڑھے لکھے کو منتخب کرنا چاہتے ہیں تو یہ بھی ان کی مرضی ہے ۔ اگر اس طرح سے آپ ان کو categorise کر دیں گے تو درست نہیں ہوگا ۔ آپ پارلیمنٹ کے لیے یہ شرط رکھ دیں کہ یہاں صرف Aitchisonians آئیں یا ہارورڈ کے پڑھے ہوئے آئیں میں اس کی سخت مخالفت کرتا ہوں ۔ اگر کسی نے آکسفورڈ سے ڈگری حاصل کی ہے یا کسی نے ایچی سن سے کی ہے یا ہارورڈ سے کی ہے اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ ایک اچھا statesman بن گیا ہے ۔ political acumen کوئی ڈگری حاصل کرنے سے نہیں آتی ۔ جناب والا معاشرے کی ساری مشکلات کو سمجھنے اور

معاشرے کی نبض پر ہاتھ رکھنے کا نام جمہوریت ہے ۔ اس سارے مسئلے کو سمجھ کر پھر اس کی نمائندگی کرنا وہ قابلیت کا نام ہے ۔ جناب والا اگر اس issue کو یہاں پر confuse کیا جائے تو میں اس کی سخت مخالفت کروں گا ۔ میری ایک یہ گزارش ہوگی کہ وہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ ہم لٹریسی ریٹ کو بڑھانا چاہتے ہیں اور اس کی ہم بالکل مخالفت نہیں کرتے لیکن یہ قرار داد جو انہوں نے یہاں پیش کی ہے اس کی تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی ۔ پوری دنیا کی پارلیمنٹس کو آپ دیکھ لیں ،رونلڈ ریگن کو آپ دیکھ لیں ان کے اندر کوئی اتنی تعلیمی قابلیت نہیں تھی بلکہ تجربہ تھا۔ پچھلے دور کے ہمارے وزرائے اعلیٰ کو آپ دیکھ لیں وہ بھی درمیانے پڑھے لکھے ہوئے تھے ۔ میں کسی خاص وزیر اعلیٰ کے متعلق پوائنٹ آؤٹ نہیں کر رہا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو اس صوبے کو چلانے کے لیے ڈگری یا پڑھائی بے شک بہت ضروری ہے لیکن ملک کو چلانے کے لیے محب الوطنی کی زیادہ ضرورت ہے ۔ یہ نہیں کہ اگر آپ گریجویٹ ہیں تو آپ اچھا ملک چلا سکتے ہیں ۔ بہت بہت شکریہ ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جناب سمیع اللہ چودھری صاحب۔

جناب سمیع اللہ چودھری : جناب سپیکر شکریہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ۔ میاں عبدالستار صاحب کی قرار داد حساس نوعیت کی ہے ۔ جناب سپیکر ! یہ بھی بڑی تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے ہاں شرح خواندگی انتہائی کم ہے ۔ اگر ہم 1960ء سے 1970ء تک نظر دوڑائیں وہ newly industrialized countries جن کا literacy rate پاکستان سے کم تھا.....

خواجہ محمد اسلام : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ سردار صاحب کے لیے ایک بیڈ کا انتظام کر دیں کیونکہ یہ کل سے سو ہی رہے ہیں ۔ (قطع کلامیاں) ۔

جناب سمیع اللہ چودھری : جناب والا میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ پاکستان میں شرح خواندگی بہت کم ہے ۔ اگر میاں عبدالستار صاحب کی تحریک یہ ہوتی کہ شرح خواندگی کو بڑھایا جائے یعنی ہم جہالت کے خلاف جہاد کریں تو میرا یہ خیال ہے کہ نہ صرف حکومتی بنچوں سے بلکہ اپوزیشن کے دوست بھی اس کی حمایت کرتے اور ان کی قرار داد کو متفقہ طور پر پورا ہاؤس منظور کرتا ۔لیکن اس وقت ملک میں تعلیم کی نوعیت میں اصلاح کی ضرورت ہے ۔ قرار داد تعلیمی معیار کو بڑھانے کے لیے ہونی چاہیے تھی ۔ صرف پارلیمنٹ کے لیے یہ قرار داد نہیں ہونی چاہیے تھی ۔ جناب والا اس وقت بنگلہ دیش کے علاوہ دنیا کے کسی بھی خطے میں اور دنیا کی کسی بھی پارلیمنٹ میں یہ پابندی انھیں نہیں ملے گی ۔ اس میں

کوئی شک نہیں تعلیم کی اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن ہمارے ملک کی آبادی کا تناسب آپ دیکھیں کہ اس میں پڑھے لکھے لوگ کتنے ہیں اور ہم کہاں سے پڑھے لکھے لوگ لائیں گے؛ پھر جن لوگوں نے بی اے کیا ہوا ہے یا ماسٹر ڈگری ہے ان کے درد کو کبھی محسوس کیا ہے اور ان کے لیے ہم نے باقی کام کیے ہیں؟ بے روزگاری کے راستے بند کر دیے ہیں؟ اس لیے میرا یہ خیال ہے کہ اس قرار داد کو اکثریت رائے سے مسترد ہونا چاہیے ۔ ان حقائق کی روشنی میں میں اس قرار داد کی بھر پور مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، جناب خواجہ محمد اسلام صاحب۔ خواجہ صاحب کے بولنے سے پہلے میں میاں صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کی تعلیمی قابلیت کیا ہے ؟

میاں عبدالستار ، جناب والا یقیناً اگر میں نے ایسی قرار داد پیش کی ہے تو میرے خلاف نہیں ہوگی ویسے میں بی اے ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، پھر اس کو ایم اے پر کیوں نہ لے جائیں ۔

خواجہ محمد اسلام ، شکریہ جناب سپیکر ! میں اس قرار داد کی مخالفت کرتا ہوں اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ آئین پاکستان کے بھی خلاف ہے ۔ کیونکہ آئین پاکستان میں یہ بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ پاکستان کی شہریت ہونا ضروری ہے ۔ پاکستان کا شہری ہونا ضروری ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں سے ووٹ لے کر یہ منتخب ہو کر آتے ہیں آپ ان کی اگر شرح خواندگی دیکھیں' یا تو یہ ان پر پابندی لگا دیں اور ووٹ کا حق بھی صرف ان لوگوں کو دیا جائے جو گریجویٹ ہوں گے ۔ جناب والا پھر میں یہ کہوں گا کہ یہ اللہ کے فضل سے ایم پی اے تو دور کی بات ہے پھر یہ کونسلر بھی نہیں بن سکیں گے ۔ اس وقت ہمارے ملک میں شرح خواندگی بہت کم ہے ۔ جن لوگوں کے پاس تعلیم کم ہے ووٹ بھی ان کے پاس ہیں ۔ ہمارے علاقے میں vote pockets ایسی ہیں ' پڑھے لکھے لوگوں کے تو ایک بیٹا ایک بیٹی اور چار افراد پر مشتمل خاندان کی چار کنال کی کوٹھی ہوتی ہے ۔ اصل ووٹ تو ان کے پاس ہیں تین مرلے کا گھر ہے اور 22 ووٹ ہیں ۔

جناب والا ! میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں شرح خواندگی بہت کم ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اس بات کے لیے کوشش کریں اپنے بچوں کو اپنی اگلی نسل کو تعلیم کی طرف راغب کریں ۔ میرے خیال میں میرے فاضل دوست کو اس بات کا شوق ہے تو کینیڈا میں چلے جائیں پاکستان میں کیوں

ٹھہرے ہوئے ہیں؟ جناب والا میں اسی بات پر اکتفا کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : جناب سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! پہلے تو میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میاں عمران مسعود صاحب نے یہ فرمایا کہ سعید اکبر خان نے یہ کہا ہے کہ یہ speech wind up کریں۔ جناب والا میں نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ وزیر موصوف اس speech کو wind up کریں، کیونکہ یہ کوئی پالیسی میٹر ہی نہیں ہے تو اس کو وائنڈ اپ کیوں کیا جائے۔ میری یہ تجویز تھی کہ تمام معزز ممبران اس resolution پر discuss کر رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تعلیم کے بارے میں بھی کوئی بات کریں۔ ان کو سن کر شاید وزیر تعلیم کو کوئی سہولت ہو۔ اس کے بعد میرے بھائی میاں عبدالستار صاحب نے یہ resolution دیا کہ ممبران کی qualification ہونی چاہیے۔ اس پر قطع نظر کہ ہونی چاہیے یا نہیں ہر آدمی اپنے حالات اور ملکی حالات کو دیکھ کر، اور عوام کی حالت کو دیکھ کر ہمیشہ کوئی پابندی یا کوئی سوچ develop کرتا ہے۔ جیسا کہ میرے قابل احترام راجہ خالد صاحب نے فرمایا کہ ہماری شرح خواندگی اتنی ہے اور اس پر اعتراض ہوا کہ نہیں 37 پوائنٹ something ہے۔ جناب والا اگر آج ہم حقیقت کو تسلیم کریں تو کوئی آدمی یا باہر کی یونیورسٹیاں ہمارے تعلیمی سرٹیفکیٹس کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اور میں یہ بات کہنے کی جسارت بھی کروں گا کہ جب بی اے تعلیم ہوگی تو اس لٹریسی ریٹ کو اگر بی اے والوں کے حساب سے۔ کہ ان کی percentage کیا ہے۔ آیا وہ ایک فی صد یا منفی صفر فی صد تو نہیں؟ جناب والا ایک ممبر کے لیے ایک بہت بڑا امتحان ہوتا ہے کہ جب وہ عوام کے سامنے جاتے ہیں تو اس میں دو چار پانچ امیدوار ہوتے ہیں اس میں کچھ کم تعلیم یافتہ ہوتے ہیں اور کچھ زیادہ عوام ان کا تجزیہ کرکے ان کو ووٹ دیتے ہیں۔ اور جس آدمی کو مناسب سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے مسائل کے ضمن میں اور اس صوبے اور اس ملک کے لیے بہتر کارکردگی دکھا سکتا ہے تو وہ اس کے لیے ووٹ کرتے ہیں۔ جناب والا تاریخ بھی گواہ ہے یہاں پر بڑے پڑھے لکھے حکمران تھے وہ عنان حکومت نہ چلا سکے اور جو کافی ان پڑھ تھے اور وہ جب حکمران بنے تو انھوں نے بہت اعلیٰ قسم کی حکومت کی۔ آپ مغلیہ خاندان کی مثال لیں کہ اکبر بادشاہ نے چالیس سال حکومت کی اور انگوٹھا چھاپ تھے۔ اور آج اس برصغیر کی تاریخ گواہ ہے کہ اس ان پڑھ انسان نے مغلیہ خاندان کے تمام

بادشاہوں سے بہتر حکومت کی ۔ اور تاریخ اس کو آج تک داد دیتی ہے کہ اس نے بہترین حکومت کی۔ جناب یہ بات سیاسی شعور پر مشتمل ہوتی ہے کہ ایک آدمی کا سیاسی شعور کیا ہے؟ اس سیاسی شعور کو دیکھتے ہوئے عوام ان کو ووٹ دیتے ہیں۔ جن ملکوں میں سب سے زیادہ لٹریسی ریٹ ہے اور لوگ زیادہ پڑھے لکھے ہیں وہاں پر بھی یہ چیزیں انھوں نے آج تک نہیں سوچیں۔ کیونکہ عوام سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والی اتھارٹی ہیں۔ جناب والا میں نے یہاں تک دیکھا کہ ہمارے ملک میں تو پھر الیکشن لڑنے پر بہت سی پابندیاں عائد ہیں آپ یورپ کے کسی اور ملک یا امریکہ وغیرہ میں دیکھیں تو وہاں کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں۔ وہاں کا شہری جس حالت میں بھی ہو وہ الیکشن لڑ سکتا ہے۔ اگر ان سے سوال کیا جائے کہ جناب والا کیا آپ کے ملک میں الیکشن لڑنے پر کوئی پابندی ہے ؟ تو ان کا یہ جواب ہوتا ہے کہ جناب والا ہم کون ہوتے ہیں کسی کو الیکشن سے روکنے والے؟ الیکشن سے تو عوام روکتے ہیں ۔ اگر عوام کسی برے آدمی کو اپنا نمائندہ بنانا چاہتے ہیں تو ہم کون ہوتے ہیں پابندی لگانے والے۔ اسی لیے میں اس بنیاد پر مخالفت نہیں کر رہا کہ اس ہاؤس کے ممبران خدانخواستہ کوئی ان پڑھ ہیں۔ پچھلے دنوں اخبار میں تجزیہ آیا تھا کہ یہاں پر سب سے زیادہ پڑھے لکھے لوگ آئے ہیں ' باسمجھ لوگ آئے ہیں باشعور لوگ آئے ہیں۔ میں اس لیے اس کی نمائندگی نہیں کر رہا چونکہ ہم اس ہاؤس کے ممبر ہیں ہمیں ہر اس بات کی مخالفت کرنی چاہیے جس کا ہمیں نقصان ہونا ہے۔ نہیں جناب والا یہ بات قطعاً نہیں۔ بات اصل حقیقت کی ہے۔ کہ اس ملک میں ہمارا لٹریسی ریٹ بہت کم ہے۔ہم عوام کو ابھی تک وہ سہولیات مہیا نہیں کرسکے جو ہمیں کرنی چاہیے تھیں۔ میری دعا ہے کہ ہم تمام مل کر اس ملک کے عام آدمی کو تعلیم دے سکیں ان کو بہتر سہولیات دے سکیں اور اس کے بعد ان سے ہم حساب مانگیں تو یہ بات جائز ہوگی۔ میں ان ہی الفاظ کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں اور اس resolution کی پرزور مخالفت کرتا ہوں۔ اور مجھے ابھی اندازہ ہے اور مجھے میاں عبدالستار صاحب کے چہرے کے تاثرات نظر آ رہے ہیں وہ یہ resolution دے کر پچھتا بھی رہے ہیں پتا نہیں ان کو کس نے یہ مشورہ دیا تھا؛ ان کا اپنا یہ مشورہ ہرگز نہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جناب مولوی سلطان عالم۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: جناب والا آج کا یہ resolution کہ اسمبلی کی ممبر شپ کے لیے اسمبلی ممبر کے لیے گریجوایٹ ہونا ضروری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو سمجھے بغیر پیش کیا گیا ہے

کہ ان پڑھ کی تعریف کیا ہے ۔ ہمارے جنرل انفارمیشن کے مطابق جیسا کہ ہم تاثر رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ جس شخص کے پاس کاغذی ڈگری موجود ہے اس نے بی اے یا ایم اے کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہوا ہے وہ یقینی طور پر پڑھا لکھا انسان ہے۔ میری ذاتی رائے میں اور میں سمجھتا ہوں کہ محض سرٹیفکیٹ حاصل کر لینے سے کسی شخص کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ واقعی پڑھا لکھا ہے۔ پڑھے لکھے ہونے کا معیار اس کی سمجھ، اس کے سیاسی شعور، دنیا کے معاملات کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے کی قوت کو حاصل کرنے میں ہے ۔ اس کے لیے کسی یونیورسٹی کی، کسی سکول میں تعلیم حاصل کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ۔ ہماری ہند و پاک کی تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے آپ پر یہ واضح ہوگا کہ اکثر بادشاہ، ہمارے اکثر حکمران کسی سکول یا مدرسے سے ڈگریاں حاصل کرکے نہ آئے تھے۔ بلکہ انھوں نے اپنی ذاتی زندگی میں جو تجربات حاصل کیے انھوں نے جو معاشرے کو پڑھا، لوگوں کو پڑھا اور مسائل کو سمجھا اور ان کے حل تلاش کیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اصل بات یہ ہے کہ ان پڑھ کے لیے صرف یہ کہہ دینا کہ صاحب، اس کے پاس میٹرک یا بی اے کی ڈگری نہیں اور وہ ان پڑھ ہے۔ میں اس بات سے متفق نہیں ہوں گا ۔ اور اس بنیاد پر میں اس resolution کی مخالفت کرتا ہوں۔ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی شخص کے پاس بی اے یا ایم اے کی ڈگری ہے اور یہ تصور کر لینا کہ اس کو سیاسی شعور بھی حاصل ہے اور اس کو اتنی سمجھ بھی ہے یا آج کل جو ڈگریاں مل رہی ہیں جو ہمارا جنرل impression ہمارے نظام تعلیم کے متعلق ہے اس سے بھی یہ بات قطعی طور پر نہیں کی جاسکتی کہ جو لوگ گریجوایٹ ہوں گے وہی اس قابل ہوں گے کہ وہ ہی اسمبلیوں میں آسکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ resolution نہ صرف آئین پاکستان میں لکھی ہوئی شرائط کی مخالفت میں ہے بلکہ اس کی مطابقت میں بھی نہیں ہے۔ آج تک جتنے بھی اصول جو کنونشن ہمارے اصولوں کے اسمبلیوں کے سلسلے میں قائم کیے گئے ہیں پچاس سالہ پاکستان کے دور میں اور اس سے پہلے بھی مخالفت کرتا ہے۔ یہ ایک artificial bar ہوگا۔ یہ وہ پاور ہے اور اس بات کا تعین کرنا کہ کون شخص پڑھا لکھا ہے اور کون شخص اس قابل ہے کہ وہ اسمبلی میں جاسکے یہ prerogative ہے یہ حق عوام کا حق ہے یہ ووٹرز کا حق ہے اس حق کو ہم اپنے اوپر نہیں لے سکتے ۔ اس حق پر کسی قسم کی پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔ اور عوام ہی اس بات کو جانتے ہیں کہ وہ کون سا شخص قابل ہے جو اسمبلی میں جاسکے۔

علاوہ ازیں میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ پاکستان کے اندر صرف وہی لوگ سمجھدار ہیں جن کے پاس ڈگریاں ہیں یہ سوچ غلط ہے۔ الیکشن کے دوران اور عام لوگوں سے ملنے کے دوران صاف

طور پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہمارے ملک کے عوام اس قسم کے عوام نہیں جو آج سے پچاس سال پہلے تھے ۔ وہ اسلامی تعلیم کو سمجھتے ہیں ' ہمارے سیاسی نظام کو سمجھتے ہیں' اپنے اچھے برے کو بخوبی جانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ انھوں نے کس شخص کو پارلیمنٹ میں پہنچانا ہے۔ لہٰذا میں ان بنیادوں پر اس resolution کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی۔

میاں عمران مسعود، ایک منٹ میں۔

I would like to add some thing to the whole discussion. جناب والا جس آئین کا چیمہ صاحب نے ذکر کیا ہے کہ یہ قرار داد آئین کے فلاں سیکشن یا کلاز کے متصادم ہے ۔ اور سلطان صاحب نے بھی آئین کا ذکر کیا۔ میں اپنے بھائی عبدالستار صاحب کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جس آئین کی بات کر رہے ہیں وہ 1973ء کا آئین ہے۔ جب پارلیمنٹ میں یہ آئین پاس ہوا تھا۔ اور اس کا original document تیار ہوا تھا اس پر 80 فی صد سیاستدانوں نے انگوٹھے کے نشان لگائے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ' چودھری محمد اقبال صاحب۔

چودھری محمد اقبال(وزیر تعلیم و آب پاشی)، جناب سپیکر! بڑی مفید باتیں ہو چکی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ wind up نہیں کریں گے آپ فکر نہ کریں یہ بات پہلے ہو چکی ہے کہ یہ پالیسی نہیں ہے۔ میں نے ان کو فلور دیا ہے پھر یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ کہیں کہ کوئی پہلے بولے۔

سید ذیشان الہیٰ، میں چاہتا ہوں کہ میرے سوالوں کے جوابات بھی اس بات میں شامل ہو جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب! یہ سوالوں کے جواب تو ہیں ہی نہیں۔ جی' چودھری صاحب۔

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جناب والا! آپ فرما رہے تھے کہ وزیر تعلیم بھی اس پہ بات کریں۔ جناب سپیکر! اس میں وزیر تعلیم یا محکمہ تعلیم کا مسئلہ نہیں اس میں میں نے بڑے ادب کے ساتھ آپ کو یہ گزارش پیش کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب! یہ چودھری محمد اقبال صاحب وزیر آبپاشی بات کریں گے۔

وزیر تعلیم و آبپاشی، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ نے بطور پارلیمنٹیرین کافی ملکوں کا دورہ فرمایا

اور آپ کو اس بات کا مجھ سے زیادہ علم ہے کہ اس میں یہ مسئلہ نہیں کہ میاں ستار صاحب نے یہ قرارداد پیش کر کے خدانخواستہ کوئی غلطی کر دی ہے ٹھیک ہے ان کا اپنا نقطہ نظر ہے۔ اس میں اصل قصہ یہ ہے کہ ہم بجائے اس کے کہ یہ معیار مقرر کریں کہ کون سا آدمی صوبائی یا قومی اسمبلی میں جانے کے قابل ہے جیسے عمران مسعود صاحب نے بھی بات کی کہ free-will of the people اس پر آپ عوام کو اختیار دیتے ہیں کہ آپ اپنے نمائندے چن لیں کہ آپ کن کو پسند کرتے ہیں تو مجھے بھی ایک پارلیمنٹ میں جانے کا موقع ملا تو وہاں کے ارکان پارلیمنٹ سے میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ آپ کے ملک کے اندر تعلیم بہت عام ہے تو آپ نے یہ شرط کیوں نہیں لگائی کہ اتنی qualification کا آدمی ممبر ہونا چاہیے؟ تو جناب والا! اس کا جواب بڑا خوبصورت ہے میں صرف وہ put کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ نے کیا بات کر دی ہے؟ ہم تو کبھی سوچ نہیں سکتے کہ ووٹر کے اوپر کوئی قدغن لگا دیں کہ آپ اس قسم کے بندے کو منتخب کریں۔ This is the question, Sir. یہ free-will of the people ہے کہ وہ کس کو منتخب کرنا پسند کرتے ہیں؟ میاں ستار صاحب کو پسند کرتے ہیں' اقبال کو پسند کرتے ہیں' یا جناب موکل صاحب کو پسند کرتے ہیں یہ ان کی free will ہے۔ ان کے اوپر قدغن لگانا بنیادی جمہوریت کی روح کے منافی ہے۔ میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا تھا اس میں تعلیم کا کوئی سوال نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ' پہلے آپ فرمایئے۔

سید ذیشان الہیٰ، جناب سپیکر! ----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ سوالات نہ کیجیے گا' بحث کیجیے گا۔

سید ذیشان الہیٰ، میاں ستار صاحب کا اس topic کو چھیڑنے کا مقصد وہ نہیں جو ہمارے معزز ممبر سمجھ رہے ہیں وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پچھلے چالیس سالوں میں پڑھے لکھے لوگوں نے ہمیں کیا دیا ہے؟ پڑھے لکھے لوگوں کو اسمبلی میں لانے کا ان کا مقصد یہ تھا کہ جب یہ topic چھڑے تو سارے ممبران پچھلے ادوار کے متعلق بتائیں اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلیم کے لیے کوئی معیار مقرر نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا کہ تعلیم حاصل کرو چاہے تمہیں چین تک جانا پڑے تو بات یہ ہے کہ تعلیم لینا انسان کا اپنے لیے' اپنے شعور کے لیے' اپنی جلا کے لیے' اپنے آپ کو اجاگر کرنے کے لیے ہے لیکن تعلیم کے ساتھ ساتھ اصل بات یہ ہے کہ جو ممبر یہاں منتخب ہو

کر آئے، جنھیں عوام منتخب کریں اصل میں ان میں ملک کی محبت، ملک سے وفاداری ہونا لازمی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جو لوگ ملک کی سرزمین سے محبت کرتے ہیں، ملک کے assets سے محبت کرتے ہیں وہی تعلیم ہے اور اس سے زیادہ کوئی تعلیم نہیں تو جناب! میں اس قرار داد کی مخالفت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ممبران کے لیے تعلیم کا ایک معیار مقرر کرنا ضروری نہیں، شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بیرسٹر صاحب۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میاں عبدالستار صاحب کی اس قرارداد پر اب تک جتنے معزز اراکین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ان کی اکثریت پڑھے لکھے ممبران پر مشتمل تھی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے عوام بھی پڑھے لکھے نمائندے منتخب کرنے کو ترجیح دیتے ہیں چاہے امیدواران ان پڑھ بھی ہوں وہ ہمیشہ پڑھے لکھے اراکین کو ترجیح دیتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ ان پر چھوڑ دینا چاہیے اور ویسے بھی میاں عبدالستار صاحب کی یہ قرارداد ناقابل عمل ہے جناب سپیکر! آئین کے مطابق ہر وہ شخص جس کا ووٹ ہے وہ منتخب ہونے کا اہل ہے اگر آپ ایک شخص کو یہ کہتے ہیں کہ آپ ووٹ تو دے سکتے ہیں لیکن آپ منتخب نہیں ہو سکتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ پابندی لگاتے ہیں کہ اس کی تعلیم اتنی ہونی چاہیے تاکہ وہ منتخب ہو سکے تو آپ کو ایک ووٹر کے رجسٹر ہونے کے لیے بھی تعلیم کی پابندی لگانی پڑے گی تو اس لحاظ سے بھی یہ بڑی ناقابل عمل تجویز ہے کہ ایک شخص جو خود تو ممبر ہونے کا اہل نہیں ہو سکتا وہ کسی کو منتخب کرنے کے لیے کیسے اپنا ووٹ استعمال کر سکتا ہے؟

تو جناب سپیکر! یہ پابندی کسی جگہ بھی نہیں ابھی حال ہی میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ جان میجر کتنے سال انگلینڈ کے وزیر اعظم رہے ہیں بڑے کامیاب وزیر اعظم گنے گئے ہیں۔ حال ہی میں وہ شکست کھا گئے ہیں لیکن وہ تعلیم یافتہ نہ تھے۔ ان کی بنیادی تعلیم تھی شاید انھوں نے او لیول کیے ہوں گے اور ہو سکتا ہے ایک یا دو انہوں نے اے لیول بھی کیا ہو لیکن بنیادی طور پر انہیں انگلینڈ میں پڑھا لکھا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا، کیونکہ کئی جگہ جب ان کی qualification آتی تھی تو اس کے آگے انھوں نے لکھا ہوتا تھا "He plays good cricket" کسی جگہ یہ نہیں لکھا تھا کہ وہ گریجویٹ ہیں، یا کسی جگہ سے اس نے ڈگری حاصل کی ہوئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب چونکہ یہ ہاؤس کا consensus ہے تو میاں عبدالستار صاحب کو اپنی قرارداد واپس لے لینی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لودھی صاحب۔

جناب محمد ارشد خان لودھی (وزیر ٹرانسپورٹ) ، جناب سپیکر! مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ میاں صاحب اس بحث کو چھیڑ کر کیا مفاد حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ بنیادی بات یہ ہے کہ representation voters یا امیدوار خدانخواستہ کسی کے ملازم نہیں ہوتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ایک بار پہلے بھی بلکہ متعدد بار اس ایوان میں یہ بات کی گئی ہے اور معزز اراکین سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ ہاؤس کے اندر موبائل فونز نہ لایا کریں اس سے پہلے مجھے یاد ہے کہ اسی چیئر سے یہ کہا بھی گیا تھا کہ آئندہ اگر کوئی معزز رکن ہاؤس کے اندر موبائل فون لایا تو اس کا فون ضبط کر لیا جائے گا۔ میں catagorically یہ بتا رہا ہوں کہ آج کے بعد اگر کسی معزز نے فون ہاؤس کے اندر لانے کی بات کی تو وہ فون یہیں سے آپ سے لے لیا جائے گا اور یہ بات مناسب نہیں ۔ جی لودھی صاحب۔

جناب محمد ارشد خان لودھی، جناب سپیکر! -----

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! آپ اپنے حکم میں تھوڑی سی ترمیم کر لیں۔ وہ ایوان کے اندر موبائل فون لے آئیں، لیکن بند رکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب! میرا کہنے کا مقصد وہی ہے۔ آپ نے یہ بات کی میں اس میں تھوڑا سا پھر اور اضافہ کروں گا کہ اگر ہاؤس کے اندر آئندہ کہیں گھنٹی ہوئی تو ہم لابی سے search شروع کر دیں گے۔ میری یہ request ہے کہ آج کے بعد تمام معزز اراکین اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہاؤس کے اندر فون کی گھنٹی یا فون سننے کی بات نہیں ہونی چاہیے۔

میاں عبدالستار (لاہور)، پیجر بھی شامل کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں ان سب چیزوں کی بات کر رہا ہوں جن کی bells ہوتی ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ، میں اس بحث پر جا رہا تھا لیکن ضمناً یہ بات بھی چھڑ گئی۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی بھنڈر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، آپ نے جو ابھی رولنگ دی ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا

ہوں۔ جیسا کہ عثمان صاحب نے کہا کہ ہاؤس میں ٹیلی فون بے آئیں۔ یہ تو رولز آف پروسیجر میں provided ہے کہ ٹیلی فون اندر ہاؤس میں نہیں لایا جا سکتا۔ اس لیے میں عثمان صاحب کی اس بات کا جواب دے رہا ہوں کہ ہاؤس میں بھی ٹیلی فون نہیں آنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' بات use کی ہے۔ چودھری صاحب جو آپ نے رولز کی بات کی ہے۔ اس میں لفظ "use" ہے۔ Use نہیں کر سکتے لیکن میں اپنے طور پر یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر یہ use ہوتے رہے تو پھر اس پر پابندی یہ بھی لگا دیں گے کہ یہ اندر لائیں۔ لیکن مجھے یہ مکمل یقین ہے کہ ان شاء اللہ معزز راکین اس بات کا خیال رکھیں گے۔ جناب لودھی صاحب۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے اسی میں گزارش کرنا چاہتا ہوں یہ بھی ضمناً بات چھڑ گئی۔ آپ نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ میں تو ان کی بات کو endorse کر رہا ہوں کہ ان کے لانے پر بھی پابندی ہونی چاہیے۔ کیونکہ اسمبلی میں ہر جگہ پر ٹیلی فون کنکشن ممبران کی سہولت کے لیے موجود ہیں۔ اگر کسی نے رابطہ کرنا ہے تو وہ ٹیلی فون پر ہو سکتا ہے۔ لیکن سر اگر اندر آئے گا تو یہ پھر receive بھی ہو گا اور use بھی ہو گا تو ہماری گزارش یہ ہے کہ یہ اس ایوان کے تقدس کا تقاضا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ آپ نے رولنگ دے دی ہے۔ اگر ترمیم کر دیں تو ٹھیک ہے۔ میں شکر گزار رہوں گا۔

میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ بحث چھڑ گئی ہے کہ ممبرز کو تعلیم یافتہ ہونا چاہیے یا نہیں بات یہ ہے کہ اگر ہم واپس 1947ء میں چلے جائیں تو تحریک پاکستان میں تمام لوگوں نے حصہ لیا ہے اور وہاں پر کسی تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ کی بات نہ تھی۔ جناب والا! بڑے لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اس میں تعلیم یافتہ جو لوگ ہیں۔ میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ یہ ضروری نہیں کہ ان کی wisdom اور ذہانت اس قسم کی ہو کہ وہ یہ کام کر سکیں اور اسی طرح جو غیر تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ وہ بھی ضروری نہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ غیر تعلیم یافتہ لوگوں میں بہت عقل ہوتی ہے۔ ان میں wisdom ہوتی ہے۔ تو اس میں بنیادی حقوق کی بات ہے۔ یہ کسی ملازمت کی بات نہیں ہے۔ کسی نے کوئی job نہیں کرنی کہ فلاں qualification ہونی چاہیے' نہیں ہونی چاہیے۔ یہ لوگوں کا بنیادی حق ہے۔ اس کا تعلق براہ راست خدمت خلق سے ہے۔ ضروری نہیں کہ کوئی تعلیم یافتہ لوگ خدمت خلق بھی کریں۔ اور ضروری یہ بھی نہیں کہ جو کم تعلیم یافتہ ہیں وہ ضرور ہی خدمت خلق کریں۔ اس

کا تعلق خدمت خلق سے ہے اس کا تعلق لوگوں کے مسائل سے ہے۔ اس کا تعلق لوگوں کی تکلیفوں سے ہے۔ جو لوگ بڑے نزدیک سے دیکھتے ہیں۔ ہم اور آپ بڑے نزدیک سے جا کر لوگوں کی تکلیفوں کو دیکھتے ہیں۔ ہمیں یہ سیاسی شعور ہے کہ ہم ان کے پاس جاتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کتنے فی صد لوگ ہیں کہ جن کے تن پہ کپڑا نہیں ہے۔ جن کے پاؤں میں جوتی نہیں ہے۔ اس کا تعلق تعلیم سے نہیں خدمت خلق سے ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اس پر آئینی طور پر بھی پابندی ہے اور جو ووٹر چاہے وہ اس کی مرضی ہے۔ جیسے ابھی عثمان صاحب نے یہ مثال دی ہے کہ برطانیہ کا پرائم منسٹر اتنا تعلیم یافتہ نہ تھا۔ یہ آپ کے ملک کی بات ہے اگر اس میں ووٹر کو آزادی ہے تو امیدوار کو بھی آزادی ہونی چاہیے اور representation تمام ملک کی representation ہونی چاہیے۔ میری بڑے ادب سے گزارش ہے' میں میاں عبدالستار صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی اس قرارداد کو اگر واپس لے لیں تو ہم ان کے شکر گزار ہوں گے۔

وزیر قانون: ہم معزز ممبر سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ واپس لے لیں۔ ویسے بھی with the leave of Assembly واپس ہو سکتی ہے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان): میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ میری جانب سے قرارداد سے پیش ہونے کے بعد مجھے افسوس یہ ہوا ہے کہ میرے لیے قابل شرم' بدکردار جیسے الفاظ استعمال کیے گئے۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ اتنا غصہ نکلے گا۔ مگر میں نے ان باتوں کو محسوس نہیں کیا' بلکہ میں تو مزے لے رہا تھا۔ تو جیسا کہ وزراء صاحبان نے کہا ہے' مجھے اس ایوان میں رہنا ہے۔ میں نے اس پر زیادہ stress کیا تو مجھے ڈر ہے کہ یہ مجھے جوتے ماریں گے۔ میں اس قرار داد کو withdraw کرتا ہوں' واپس لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو یہ قرارداد محرک نے واپس لے لی۔ اب اس سے اگلی قرارداد ہم take up کرتے ہیں۔جی چیمہ صاحب

چودھری محمد اعظم چیمہ: میں ایک اہمیت عامہ کا مسئلہ آپ کی اجازت سے اس معزز ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور یہ استدعا کرتا ہوں کہ رولز کو معطل کر کے مجھے وہ اہم مسئلہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ ایک اہمیت عامہ کا مسئلہ پیش کرنے کے لیے

رولز کو معطل کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ

"ایک اہمیت عامہ کا مسئلہ پیش کرنے کے لیے رولز کو معطل کیا جائے۔"

(تحریک اتفاق رائے سے منظور کی گئی)

وزیر اعظم کے اعلان کردہ زرعی پیکج کے مطابق زرعی قرضوں پر نصف سود کی معافی

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! مسئلہ یہ ہے اور اس معزز ایوان کی رائے یہ ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرے کہ جناب وزیر اعظم کے زرعی پیکج کے اعلان کے مطابق ان تمام شقوں پر فی الفور عمل درآمد کیا جائے۔ خصوصاً وہ پرانے قرضے جس کا زرعی پیکج میں وصولی کے بارے میں جناب وزیر اعظم نے اعلان کیا تھا کہ ان پر نصف سود معاف کر دیا جائے گا اور کسانوں کو اسی کے مطابق' اسی پیکج کے اعلان کے مطابق ادا کرنے کی اجازت دی جائے اور ساتھ ہی ساتھ اگر کچھ وہ قانونی موشگافیوں کا تذکرہ ہو تو کسانوں کو اس بات کی اجازت دی جائے اور حکومت کو اپریٹو بنک اور دوسرے بنکوں کو یہ ہدایت کرے کہ اصل قرضہ جات جو کسان ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی وصولی کی اجازت دی جائے۔ اور باقی سود وزیر اعظم کے اعلان کے مطابق نصف سود جس کی وہ معافی کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس کی وصولی کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چیمہ صاحب آپ نے جو یہاں دیا ہے۔ اس سے مختلف آپ نے پڑھ دیا ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، میں نے اس میں بنک کا لفظ زائد استعمال کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لیکن ریکارڈ کے مطابق جو آپ نے مجھے دیا ہے۔ اس کے اور اس کے الفاظ میں بہت فرق ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، اس کا مفہوم ادا ہو گا۔ جناب پڑھ دیں۔ کوئی حرج نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مفہوم اپنی جگہ پر' ریکارڈ اپنی جگہ پر ہے۔ آپ نے جو پڑھا ہے اور جو یہاں ریکارڈ ہوگی اور جو میں سوال put کروں گا وہ سب الگ الگ چیزیں بن جائیں گی۔ آپ نے مجھے جو

قرارداد لکھ کر بھیجی ہے۔ میں نے تو اس کے مطابق یہ سوال put کرنا ہے۔ آپ اس کی correction کر لیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! اگر آپ حکم فرماتے ہیں۔ میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی دوبارہ پڑھ لیجیے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، اس معزز ایوان کی رائے یہ ہے،

"کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرے کہ جناب وزیر اعظم کے زرعی پیکج کے اعلان کے مطابق زرعی قرضوں پر نصف سود معاف کر کے کسانوں سے رقم وصول کی جائے۔ بصورت دیگر ان کو اصل رقم ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی کہ اہمیت عامہ کے مسئلے کے پیش نظر اس معزز ایوان کی رائے یہ ہے،

"کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرے کہ جناب وزیر اعظم کے زرعی پیکج کے اعلان کے مطابق زرعی قرضوں پر نصف سود معاف کر کے کسانوں سے رقم وصول کرے۔ بصورت دیگر ان کو اصل رقم ادا کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اس میں ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں۔ بڑی اہم ترمیم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد کے ذریعے جو بات ہاؤس میں پیش کی گئی ہے وہ یہ بنتی ہے کہ وزیر اعظم کے اعلان پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ چیمہ صاحب نے اس کے بارے میں کافی کچھ فرمایا ہے کہ یہ کیا جائے' وہ دیا جائے۔ تو میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر اس ایوان کی رائے کا بھی احترام نہیں کیا جاتا تو پھر کیا کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر، سعید اکبر صاحب! آپ کچھ فرما رہے تھے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں اس قرارداد میں ایک ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر اس ہاؤس کی رائے کو تسلیم نہ کیا گیا تو پھر کیا ہو گا۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' اس بات کو چھوڑیں۔ آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ کریں۔ اس کو تو میں نے entertain ہی نہیں کیا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، میرے بھائی اعظم چیمہ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس میں یہ ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں کہ پیج میں کہا گیا ہے کہ 92ء تک جو defaulters ہیں ان کے سود معاف کر دیے جائیں' اگر وہ اپنے پیسے جمع کرا دیں۔ میری اس میں ترمیم یہ ہے کہ اگر اس میں یہ بھی لکھ دیا جائے کہ 96ء تک جو بھی زمیندار ایسے ہیں کہ جن کا قرضہ ہے اور وہ ادا کرنے کے اہل نہیں' اگر ان کا بھی سود معاف کر دیا جائے' تو صوبائی اسمبلی کی جو recommendations جا رہی ہیں' اس میں یہ add کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چیمہ صاحب! آپ نے تجویز سنی۔ جی' لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے مداخلت کی ہے۔ ابھی تک اس قرارداد کی کاپی مجھے نہیں دی گئی۔ چیمہ صاحب نے مجھے دکھائی تھی۔ اگر اس کی کاپی مجھے دے دی جاتی تو میں کچھ کہنے کے قابل ہوتا۔ لیکن ابھی جس طرح ترمیم آ رہی ہے کہ جو قرضے ادا کرنے کے قابل نہیں' تو اب "قابل" نہ ہونے کا تعین کون کرے گا؟ تو یہ ایک Pandora box کھل جائے گا۔ میرے خیال میں جتنی بات چیمہ صاحب نے کی ہے' اگر اس حد تک محدود رہا جائے تو انتہائی مناسب ہوگا۔ کیونکہ یہ پھر ایک پینڈورا بکس کھل جائے گا۔ اب اس بات کا تعین کون کرے گا کہ قرضہ ادا کرنے کے کون قابل ہے اور کون نہیں؟ یہ صوابدیدی اختیارات ہم کس کو دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، چونکہ آپ کے پاس کاپی نہیں آئی۔۔۔ آ گئی ہے؛ تو آپ اس کو ایک نظر پھر دیکھ لیں۔ راجا صاحب! میں اس میں یہ تجویز دینے لگا تھا کہ کاپی ابھی آپ کے پاس آئی ہے۔ تو ایسا کریں کہ چیمہ صاحب ہیں' آپ ہیں اور سعید اکبر صاحب کو بھی ساتھ ملا لیں۔ اس کی ری ڈرافٹنگ کر کے پھر پیش کر لیں۔ چیمہ صاحب!

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں اور میرے فاضل دوست اس طرف دیکھیں' تو میں عرض کرتا ہوں۔ یہ ایک مفاد عامہ کی قرار داد ہے۔ فصل خریف کا آغاز ہونے والا ہے۔ جب تک سابقہ لوگ ادائیگی نہیں کریں گے اس وقت تک آئندہ لوگوں کو قرضے جاری نہیں ہوں گے۔ زمیندار اور کسان قرضوں کے بغیر نہیں چل سکتا۔ میں نے خصوصاً کوآپریٹو بنک اور دوسرے بنکوں کا

اس لیے ذکر کیا تھا۔ میں اپنے محسن اور مہربان دوست سے یہ استدعا کروں گا کہ میں نے جو قرارداد پیش کی ہے' وزیر اعظم صاحب کے ایک واضح اعلان کے مطابق جو انھوں نے پیکج دیا ہے اس پر کوئی قدغن نہیں اور اس پر عمل درآمد میں کسی قسم کی کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اگر کوئی نیا مسئلہ چھیڑا گیا تو ایک نیا بکس کھل جائے گا اور نئی رائے بنے گی۔ اگر یہ ہمارے اس ریزولیوشن کی عبارت پر' یا کسانوں کے ساتھ' یا غریب کی فصل کے ساتھ کوئی ہم دردی رکھتے ہیں تو آج یہ مہربانی کریں۔ اسے وہ carry ہونے دیں تاکہ ایک یا دو ہفتے کے اندر اندر اس پر عمل درآمد ہو سکے۔ جہاں تک دوسری بات ہے' حکومت اپوز کرے یا نہ کرے' یہ ایک علیحدہ ریزولیوشن دے سکتے ہیں۔ عالی جاہ! یہ جناب کی اجازت سے علیحدہ ریزولیوشن دے سکتے ہیں۔ اگلے منگل وار کو یا آج' یا کل آپ جب جی چاہے' آپ کے پاس لامحدود اختیارات ہیں۔یہ ترمیم اس قرارداد کا حصہ نہیں بن سکتی۔ محرک ہونے کی بنا پر میری یہ استدعا ہوگی کہ میرا ریزولیوشن اس حد تک محدود کیا جائے تاکہ مفاد عامہ کے مسئلے کے تحت فوری طور پر اس کے نتائج سامنے آسکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! آپ بجا فرماتے ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر قواعد معطل کر کے یہ لیا گیا ہے۔ لاءمنسٹر صاحب کے پاس کاپی نہیں تھی' ابھی انھوں نے کاپی لی ہے۔ جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہیں' میرے خیال میں سبھی اس پر متفق ہوں گے۔ لیکن اس کی مزید اگر ڈرافٹنگ کر لی جائے' چونکہ ابھی کاپی ان کے پاس آئی ہے' آپ کرلیں۔ یا وہ اگر کہتے ہیں تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ مجھے کیا اعتراض ہے؛ ہاؤس نے اجازت دی' قواعد معطل کیے۔ اگر ہاؤس اجازت دے گا تو مجھے تو بالکل کوئی اعتراض نہیں۔ جی' گھمن صاحب کچھ فرمانے لگے ہیں؛

چودھری محمد عظیم گھمن، جناب سپیکر! چیمہ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری نوعیت کی ہے۔ اس لیے کہ دھڑا دھڑ بنک والے لوگوں کو پکڑ کر حوالاتوں کے اندر بند کر رہے ہیں۔ جناب وزیر اعظم کے حکم پر فوری طور پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہاں ہم جو سب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں' ہمارا دیہات سے اور کسانوں سے تعلق ہے۔ میں انھیں اپنے حلقے کی مثال دیتا ہوں۔ تقریباً دس سے پندرہ آدمیوں کو روزانہ پکڑ کر حوالاتوں کے اندر بند کر دیا جاتا ہے۔ جناب وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ پچاس فی صد سود معاف کر دیا جائے ۔ جہاں تک قرارداد میں ترمیم کا تعلق ہے' وہ تو بعد کا مسئلہ ہے۔ لیکن اس پر کم از کم عمل درآمد ہو جائے تو لوگ اپنے آپ رضاکارانہ طور پر

پیسے جمع کرانے کو تیار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، ریونیو منسٹر۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، کواپریٹوز بھی میرا ہی محکمہ ہے جی۔

جناب محمد صدیق سالار، یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں یا ویسے ہی؟

جناب قائم مقام سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

وزیر مال، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات کر رہا ہوں' ویسے بھی میں کواپریٹوز کا concerned Minister ہوں۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ چیمہ صاحب سے میری بات ہوئی تھی۔ میں نے انھیں کہا تھا کہ میں ڈیپارٹمنٹ کی اس پر رائے لے لیتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ ریزولیوشن لانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کی مرضی ہے۔ کیونکہ اس میں بھی تھوڑی سی وضاحت کی ضرورت ہے کہ اگر ریزولیوشن فیڈرل منسٹری سے متعلقہ ہے پھر تو ہم فیڈرل منسٹری کو سفارش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے' ریزولیوشن کے ذریعے یہی ہوتا ہے۔ باقی ڈیپارٹمنٹس سے بات کر کے اس کو دیکھتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا ڈائریکٹو پرائم منسٹر نے جاری کیا ہے تو اس کے اوپر ان شاء اللہ ہم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے عمل ضرور کروائیں گے۔ جہاں تک یہ معاملہ ہے کہ لوگوں کو پکڑا جاتا ہے' جو defaulters ہیں' تو ظاہر ہے کہ قانون تو سب کے لیے برابر ہے۔ جن لوگوں نے قرضہ لیا ہے اور وہ قرضے واپس نہیں کرتے' یا جن پہ سود ہے' اس کو ہم کبھی بھی اس انداز میں نہیں کہہ سکتے۔ یہ ہمارا فرض بنتا ہے' جو اس ملک کا باسی ہے' جو قرض لیتا ہے اس کو قرض ادا کرنا چاہیے۔ اور اسی طرح آپ دیکھیں کہ اربوں روپیہ ایسے لوگوں نے لیا' اس میں بڑے بھی شامل ہیں اور چھوٹے بھی' زیادہ بڑے ہی شامل ہوتے ہیں۔ وہ قرضے واپس نہیں کرتے۔ اور وہ لوگ جن کو پیسے کی ضرورت ہے' چھوٹے کاشت کار ہیں' وہ ان قرضوں سے محروم رہتے ہیں۔ یہ ان کی بھی حق تلفی ہے اور ملک کے ساتھ بھی دشمنی ہے۔ تو قرضے ہمیں واپس کرنے چاہییں تاکہ جو لوگ deserve کرتے ہیں ان کو بھی قرضے ہم دے سکیں۔ میں آپ سے یہی درخواست کروں گا کہ اس پر ہم تھوڑا سا غور کر لیں اور اس کے بعد اس پر پالیسی کا اعلان کریں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ جناب چیمہ صاحب کی بات قرار داد کی حد تک تو درست ہے۔ یہ بات کہاں مناسب ہے کہ قرضہ جات وصول نہ

کیے جائیں۔ اسی رسم سے چھوٹے قرضے لروڑوں تک پہنچ گئے اور کسی نے وصول نہ کیے۔ اف نے قرضہ لیا۔ میں "ج" ہوں۔ مجھے کب ملے گا؟ جب وہ واپس آئے گا تو پھر مجھے ملے گا۔ قرضہ جات کی وصولی بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب، یہ تو کسی نے نہیں کہا کہ قرضے وصول نہ کیے جائیں۔ چیمہ صاحب میری ایک عرض سن لیں۔ میری ایک تجویز ہے اس طرح کرتے ہیں کہ اس کو زیادہ delay نہیں کرتے۔۔۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! تھوڑا سا اس میں یہ add کر لیں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، میں ابھی تجویز دے رہا ہوں، decision نہیں دے رہا۔ اگر آپ کو اس سے اختلاف ہو گا تو آپ فرما دیجیے گا۔

میاں عمران مسعود، نہیں، میں بھی تجویز ہی دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

میاں عمران مسعود، میری گزارش یہ تھی کہ ریونیو منسٹر نے جو بات کی اور لاءمنسٹر صاحب نے جو بات کی میرے خیال میں وہ اصولی طور پر چیمہ صاحب کی قرار داد کے پہلے حصے سے agree کرتے ہیں۔ ایسی تجویز یا ایسی سفارش جسے یہ صوبائی اسمبلی کرے کہ پرائم منسٹر صاحب کے جو آرڈر ہیں وہ implement ہوں۔ تو اس میں اس ہاؤس کو پاس کرنے کے لیے کسی قسم کی کوئی مشکل نہیں۔ لہذا اس قرار داد کا پہلا حصہ جس میں یہ لکھا ہے کہ "صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرے کہ وزیر اعظم پاکستان کے آرڈرز implement کروائے جائیں"۔ تو اس پر اصولی طور پر لاءمنسٹر صاحب agree کرتے ہیں۔ اس کو اگر ہاؤس میں دے دیا جائے تو اس میں کوئی مشکل نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چیمہ صاحب! میری ایک تجویز ہے۔ میں ابھی تجویز دے رہا ہوں، رولنگ نہیں دے رہا کہ اس کو آپ کل تک کر لیں۔ آپ آرام سے بیٹھ کر اس کی wording دیکھ لیں اور اس کو ڈرافٹ کر لیں۔ میں یہاں پر بیٹھ کر آپ کو assure کرواتا ہوں کہ کل ہی اس کو take up کر لیں گے۔ آج اور کل میں ایک رات کا ہی تو فرق ہے۔ اس میں آپ سعید اکبر صاحب سے بھی پوچھ لیں، ریونیو منسٹر صاحب ہیں، لاءمنسٹر صاحب ہیں۔ بڑے آرام سے بیٹھ کر اس کو re-draft کر لیں۔ پھر procedure تو یہی ہے کہ اس کو next private Members day پر adopt کر لیں لیکن میں

assure کرتا ہوں کہ کل اس کو take up کر لیں گے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، ٹھیک ہے' جناب پرانے پی سی او نئے معاہدوں کی آڑ میں نہ کاٹے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلی تحریک جناب احمد خان بلوچ کی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب سپیکر! اس میں میری ایک گزارش ہے کہ یہ جو قرار داد یہاں دو لائنوں میں لکھ دی گئی ہے اس سے میرا اصل مقصد یا مفاد عامہ کی بات ظاہر نہیں ہو رہی ہے۔ یا تو میری اصل قرار داد پڑھی جائے' یہ دو لائنیں پڑھنے سے میں جو کچھ مفاد عامہ کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں وہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اس لیے میری بھی ایک گزارش ہے کہ اس سے محکمے والے دیہاتوں میں جو پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ کاٹنا چاہتے ہیں' اس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے گی۔ اسے بھی اگر Take up کرنا ہے تو میں آج ہی اسے درست کر کے دے دیتا ہوں یا کل اس کو چیمہ صاحب کی قرار داد کے ساتھ رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اگر پھر یہ آئندہ آٹھ دنوں پر چلی گئی تو محکمے والوں نے نوٹس بھی صرف سات دنوں کا دیا ہوا ہے کہ 15 ہزار روپیہ جمع کرائیں اور 5 ہزار روپے کا نیا معاہدہ کریں۔ حالانکہ دس گیارہ سال کے بعد نیا معاہدہ کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ جو نئے پی سی او ہیں وہ تو معاہدہ کریں اور جو پرانے پی سی او کر رہے ہیں اس میں نہ تو ان کا کوئی نیا سامان آ گیا ہے اور پھر کیا ضرورت پڑ گئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ زیادہ پیسے جمع کرائیں؟ اس لیے میری گزارش ہے کہ یہ مرکز کا معاملہ ہے۔ محکمے والوں کو روکنا پڑے گا کہ پلیز یہ نیا معاہدہ نئے پی۔سی۔ او کے لیے کریں' جو پرانے دس گیارہ سال سے پی سی او کر رہے ہیں ان کے لیے نہ کریں۔ انھوں نے نوٹس دے دیا ہے کہ سات دن کے اندر 15 ہزار روپے جمع کرائیں اور 5ہزار روپیہ فکس کرائیں اور یہ دیہاتوں میں پبلک کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب بلوچ صاحب' آپ کا جو original draft ہے وہ میرے سامنے ہے۔ میں آپ سے ایک گزارش کرتا ہوں کہ یہ ڈرافٹ بھی جو آپ نے دیا ہے اس کو اگر آپ پڑھیں گے تو اس میں آپ نے کچھ arguments بھی دیے ہوئے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس کو کسی دوست کے ساتھ بیٹھ کر re-draft کر لیں۔ پھر اس کو ہم next time سب پر priority دے لیں گے۔ اور اس کو نمبر ایک پر رکھ لیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ، میں لاءمنسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس کو redraft کر لیتا ہوں۔ وہ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ سات دن میں اگر پی سی او کٹ گئے تو پھر اس کا کیا فائدہ کل اگر چیمہ صاحب کی قرار داد کے ساتھ اس کو لے لیا جائے تو اس میں دو منٹ لگیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ اگر کل معزز ایوان نے روز نہ معطل کیے تو پھر آپ کیا کریں گے؟ اگر روز کو معطل کرنے کی اجازت نہ دی تو پھر آپ کیا کریں گے؟

جناب احمد خان بلوچ، پھر تو ہاؤس کے ساتھ ہیں۔ وہی تو میں گزارش کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہی تو میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ اس procedure میں نہ پڑیں۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب سپیکر! میری قرار داد مفاد عامہ کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے بھائی معزز ممبران ضرور قواعد معطل کرکے پیش کرنے کی اجازت دیں گے۔ یہ کسی ایک فرد کا معاملہ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں۔ جی لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں نے جب یہ قرار داد پڑھی تو میں نے معزز رکن کے ساتھ بات کی تھی اور میں نے خود انھیں گزارش کی ہے کہ یہ تحریک جس صورت میں پیش ہو رہی ہے اس سے ان کا مقصد پورا نہیں ہو گا۔ انھوں نے اس بات سے اتفاق کیا ہے۔ لیکن جہاں تک اب اس بات کا تعلق ہے کہ یہ کب پیش ہونی چاہیے؟ آپ کا کہنا بالکل بجا ہے کہ next Private Members Day پر اس کو priority دے دی جائے۔ کیونکہ اگر ہم نے other than Private Members Day ' بزنس لینے کی روایت ڈالی تو پھر میں سمجھتا کہ There will be no end to it ۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ next Private Members Day پر اس کو priority دے دیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، جی' میں نے معزز ممبر سے عرض کیا ہے کہ وہ trust کریں۔ اس اثناء میں میرا خیال ہے کہ میں بھی کوشش کرتا ہوں' لاءمنسٹر صاحب بھی کرتے ہیں کہ جہاں آپ سمجھتے ہیں ان ٹیلی فون والوں سے کہتے ہیں کہ یہ مہربانی کریں۔ یہ ultimately وفاقی حکومت کو جانی ہے۔ تو وفاقی حکومت کو قرار داد کی صورت میں جائے' میں اور آپ کل صبح بیٹھ جاتے ہیں اور وفاقی وزیر مواصلات سے میں بات کر لیتا ہوں کہ یہ ایک چیز ہے۔ ہم قرار داد بھی بھیج رہے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے تھوڑے دنوں تک اس کو منقطع نہ کریں۔ جب ہماری قرار داد آجائے تو اس کے مطابق آپ مہربانی کر دیں۔

جناب احمد خان بلوچ: ٹھیک ہے جناب۔ مقصد تو ہے مفاد عامہ کا۔ اگر آپ متعلقہ منسٹر سے بات کر لیتے ہیں تو وہ سب سے بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وفاقی وزیر مواصلات سے میں کل بات کر لیتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: ٹھیک ہے اور next Private MemberS Day میں اس کو لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: next Private Members Day میں اس کو لے آتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: ہاں جی۔ پھر یہ قرعہ اندازی میں نہ چلی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی نہیں' یہ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ اس کو لے آئیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: شکریہ جناب۔

ضلع فیصل آباد چاہ پیپل والا پر کشتیوں کے پل کی تعمیر

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری محمد صفدر شاکر۔

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے،

"کہ حکومت پنجاب دریائے راوی پر چاہ پیپل والا ضلع فیصل آباد کے مقام پر کشتیوں کا پل تعمیر کرے"۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے،

"کہ حکومت پنجاب دریائے راوی پر چاہ پیپل والا ضلع فیصل آباد کے مقام پر کشتیوں کا پل تعمیر کرے"۔

وزیر قانون: I oppose it sir

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! ضلع فیصل آباد میں ایک مقام چاہ پیپل والا دریائے راوی کے کنارے پر واقع ہے۔ اس کنارے تک پختہ سڑک بن چکی ہے اور دوسری طرف ضلع ساہی وال سے دوسرے کنارے تک پختہ سڑک پہنچ چکی ہے۔ اگر وہاں پر کشتیوں کا پل بنا دیا جائے تو ضلع فیصل آباد اور ضلع ساہیوال کے درمیان 70 میل کا فاصلہ کم ہو جائے گا۔ اس پل کی تعمیر سے علاقہ کی تعمیر و ترقی میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو گا۔ عوام اور کسان خوش حال ہوں گے۔ جناب ارشد لودھی یہاں تشریف فرما ہیں ان کا حلقہ بھی ملحقہ ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ بھی میری اس تجویز کی تائید

کریں گے بہرحال میری اس ایوان سے درخواست ہے کہ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اس سے ایک تو فاصلہ کم ہو گا دوسرے اس علاقے کے عوام کو ترقی ملے گی جناب سپیکر! میں اس ایوان سے استدعا کرتا ہوں کہ میری اس قرارداد کو منظور کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر! میں معزز رکن کے جذبات کا احترام کرتا ہوں اور میں نے جو اس قرارداد کو oppose کیا ہے وہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ معزز ممبر نے جس مسئلے کو اٹھایا ہے اس کا کوئی مناسب حل نکل آئے۔

جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت پنجاب حکومت کا بجٹ بن چکا ہے اور 15 جون کو بجٹ پیش ہونا ہے۔ اس سٹیج پر اگر پنجاب اسمبلی کوئی resolution پاس کرتی ہے جس طرح ابھی ابھی رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر اس معزز ایوان کی رائے کو بھی تسلیم نہ کیا جائے تو پھر کیا ہو گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے تو وفاقی حکومت کے حوالے سے بات کی تھی کہ اگر یہاں سے ہم کوئی سفارش وفاقی حکومت کو بھیجتے ہیں اس پر عمل نہ ہو تو پھر کیا صورتحال ہو گی لیکن جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 15 تاریخ کو بجٹ پیش ہونا ہے آج دس تاریخ اور چار پانچ دن بجٹ پیش ہونے میں رہ گئے ہیں اگر آج ایوان یہ بات طے کر لیتا ہے کہ اس پل کو بننا چاہیے تو پھر میں سمجھتا ہوں اور میری دانست میں اس ایوان کی رائے مقدم ہے پھر اس پل کو ہر حالت میں بننا چاہیے اگر وہ نہ بنے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کے لیے بھی سوچنے کی بات ہو گی کہ ہماری رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ میں نے اسی مقصد کے تحت اس کو oppose کیا تھا۔

جناب سپیکر! جہاں تک میرے بھائی نے اس علاقے کے عوام کے مسائل کے حوالے سے بات کی ہے، میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور میں یہاں پر ایک تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ کوئی اٹھارہ میل کا ایسا علاقہ بنتا ہے جس کے دونوں اطراف پر آبادی ہے اور وہاں پر پل نہیں ہے۔ اس کی بلاشبہ اپنی اہمیت ہے لیکن اس کے ساتھ پل فتحیانہ under construction ہے وہاں پر steel boat bridge بن رہا ہے۔ اسی طرح ماڑی پتن پر bridge

موجود ہے شیرازہ پر بھی پل موجود ہے بلا شبہ اس کی بھی ضرورت ہے لیکن اس کی تعمیر کے لیے جناب سپیکر! ساڑھے پانچ کروڑ روپے درکار ہیں اور تعمیر کے بعد annual maintenance کے لیے تقریباً بارہ لاکھ روپے سالانہ درکار ہوں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس تجویز کو کچھ عرصہ پہلے لایا جاتا تو آج اس کو اسے ۔ ڈی ۔ پی میں accommodate بھی کیا جا سکتا تھا ۔ میں اب بھی اپنے معزز بھائی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اسی اجلاس کے دوران وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا جائے گا ۔ میں ذاتی طور پر ان کے ساتھ جانے کے لیے بھی تیار ہوں ۔ یہ ان کے نوٹس میں لائیں گے اور کوشش کریں گے کہ اس کو accommodate کر لیا جائے لیکن for the time being فاضل ممبر اس کو اتنا stress نہ کریں اور اس کو resolution کی صورت میں نہ لائیں بلکہ میں ذاتی طور پر چیف منسٹر سے بات کر کے ان کے اس مسئلے کو حل کروانے کی کوشش کروں گا ۔ اور مجھے امید ہے کہ اس کے بعد میرے بھائی اس کو stress نہیں کریں گے ۔

چودھری محمد صفدر شاکر ، جناب سپیکر! مجھے بھی اس بات کا احساس ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کی مالی مشکلات ہیں ۔ میں وزیر قانون سے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں چلو ایک سال کے لیے ہم خاموش ہو جاتے ہیں لیکن آج یہ commitment دے دی جائے کہ ایک سال کے بعد یہ پل وہاں پر بنا دیا جائے گا ۔ چلو، ہم ان کی یہ بات مان لیتے ہیں ۔

اگلے مالی سال کے بجٹ میں اس کو شامل کر لیں ۔ یہ commitment تو دیں ۔

وزیر قانون، جناب والا! میں بھرپور سفارش کروں گا۔

چودھری محمد صفدر شاکر ، جناب، یہ سفارش نہیں، یہ commitment ہونی چاہیے ۔ Commitment is commitment.

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون کی سفارش بھی commitment ہی ہوتی ہے ۔

چودھری محمد صفدر شاکر ، شکریہ جناب ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ جو متفرق تحاریک ہیں، ان میں پہلی تحریک شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی ہے ۔ جی بھنڈر صاحب ۔

CH SHAHID AKRAM BHINDER: Sir, I move :

"That a Special Committee consisting of the following

members may be appointed to review the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and submit its report within two months:

Mr S A. Hameed, M.P.A.

Mr Usman Ibrahim, M.P.A.

Mian Imran Masud, M.P.A.

Raja Muhammad Khalid Khan, M.P A.

Ch: Muhammad Azam Cheema, M.P.A.

Rana Sana Ullah Khan, M.P.A.

Mr Shaukat Ali Lalika, M.P.A.

Syed Akhtar Hussain Rizvi, M.P.A

Mr Naeem Ullah Shahani, M.P.A

Khawaja Muhammad Mansha Ullah Butt, M.P.A

Mr Zafar Ullah Cheema, M.P.A.

MR.ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That a Special Committee consisting of the following members may be appointed to review the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and submit its report within two months:

Mr S.A. Hameed, M.P.A.

Mr Usman Ibrahim, M.P.A.

Mian Imran Masud, M.P.A.

Raja Muhammad Khalid Khan, M.P.A.

Ch: Muhammad Azam Cheema, M.P.A

Rana Sana Ullah Khan, M.P.A.

Mr Shaukat Ali Lalika, M.P.A

Syed Akhtar Hussain Rizvi, M.P.A.

Mr Naeem Ullah Shahani, M.P.A.

Khawaja Muhammad Mansha Ullah Butt, M.P.A

Mr Zafar Ullah Cheema, M.P.A.

MINISTER FOR LAW: Opposed

جناب قائم مقام سپیکر ۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب 1971 کے انتخابات ہوئے اور اس کے بعد 1973ء میں جب Constitution بنا اس وقت Provincial Assembly of the Punjab کے Rules of Procedure گورنر پنجاب نے نافذ کیے ۔ اور وہ نافذ اس لیے کئے کہ اس وقت Rules of Procedure نہ تھے And under Article 67 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan گورنر صاحب کو قواعد بنانے کا اختیار تھا ۔ اس کے بعد گورنر کے یہ Rules of Procedure اسی طرح نافذ العمل رہے ۔ مختلف اسمبلیاں آئیں ۔ 1990ء میں اسی طرح کی ایک موشن move ہوئی اور یہ Rules of Procedure لاء اینڈ پارلیمانی کمیٹی کو refer کئے گئے ۔ اتفاق سے' بلکہ بدقسمتی سے وہ کمیٹی اپنا کام پورا نہ کر پائی تھی کہ اسمبلی توڑ دی گئی ۔ اس کے بعد 1993ء کی اسمبلی آئی ۔ کچھ اس نے کام کیا اور بدقسمتی سے پھر یہ کام ادھورا رہ گیا ۔ جناب والا! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ under the Constitution of Islamic Republic of Pakistan رولز آف پروسیجر اس ہاؤس نے بنانے ہیں اسی ہاؤس نے ان کی منظوری دینی ہے اور یہ دوسری بار ہے پہلے 1973ء میں اور اب 1997ء میں کہ گورنر صاحب نے یہ رولز آف پروسیجر اس ہاؤس میں نافذ کیے ہیں حالانکہ یہ رولز آف پروسیجر اس ہاؤس نے اپنی adaptability کے مطابق خود بنانے ہیں اور ان کی منظوری بھی خود ہی دینی ہے ۔ جناب والا! میں تو اس حد تک کہتا ہوں کہ گورنر صاحب ان کو دوبارہ نافذ نہیں کر سکتے تھے یہ Article 67 of the Constitution میں clearly mentioned ہے اور میں اسے پڑھ

دیتا ہوں -

67(1) Subject to the Constitution, a House may make rules for regulating its procedure and the conduct of its business, and shall have power to act notwithstanding any vacancy in the member ship there of ,. and any proceeding in the House shall not be invalid on the ground that some persons who were not entitled to do so sat, voted or otherwise took part in the proceedings

:(2)Untrl rules made under Article 1 under clause 1, the procedare and

conduct of business in a House shall be regulated by the rules of procedure made b y the President

اور اس کی relevant section 127 کے مطابق پنجاب میں یہ رولز گورنر نافذ کریں گے ۔ تو جناب والا! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ دوسری بار ہے اتنی اسمبلیاں منتخب ہو کر آئی ہیں لیکن ہر بار گورنر یہ رولز آف پروسیجر ہم پر نافذ کرتے ہیں ۔ جناب والا! یہ تو ہاؤس نے کرنے ہیں اور ہاؤس کو کرنا چاہیے ۔ اس دفعہ بھی اگر آپ رولز آف پروسیجر کو ملاحظہ فرمائیں یہ اس وقت نافذ کیے گئے ہیں جس وقت 1993ء کی اسمبلی dissolve کی گئی اور 29 جنوری کو ان رولز آف پروسیجر کی منظوری لی گئی ہے جبکہ کوئی اسمبلی نہ تھی میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ سب کو پتا تھا کہ 3 فروری کو انتخاب ہو رہے ہیں اور 15 دن کے بعد اسمبلی meet کرے گی ۔ ان کو اتنی جلدی کیا تھی کہ انھوں نے پھر دوبارہ Rules of Procedure گورنر صاحب سے منظوری لے کر نافذ کر دیا۔ اور دوسری دفعہ جب Rules of Procedure اس ہاؤس میں نافذ کیے ہیں اس میں ابھی بھی اتنے defects ہیں میں point out کرنا چاہتا ہوں ۔ اور اس ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ کیا defects ہیں ۔ ان defects کو remove ہونا چاہیے ۔ اور اس کی removal کے لیے اس کو کمیٹی کے سپرد ہونا چاہیے رولز کو دوبارہ revise کیا جائے ۔ لہذا میں شروع کرتا ہوں Rules of Procedure کی "definition clause" میں لکھا ہے ۔ Starred question کی definition

"Starred question means a question for an oral answer"

یعنی اس کا مطلب ہے کہ Starred question کا زبانی جواب دیا جائے گا ۔ لیکن یہاں

پریکٹس یہ ہے کہ اس کا لکھا ہوا جواب آتا ہے۔ زبانی پڑھا جاتا ہے ۔ یعنی لکھا بھی جاتا ہے اور پڑھا بھی جاتا ہے ۔ لیکن اس definition میں یہ دیا گیا ہے کہ صرف زبانی جواب آئے گا ۔ اس میں کیا امر مانع ہے کہ اس کی definition میں یہ بھی لکھ دیا جائے ۔ کہ Starred question کا مطلب یہ ہو گا کہ لکھا ہوا جواب بھی آئے گا اور پڑھا بھی جائے گا؟ اسی طرح " definition clause " میں "Unstarred question" کی تعریف میں لکھا ہے کہ Question means a written reply اس کا لکھا ہوا جواب آئے گا لیکن یہ وضاحت نہیں کہ اس کو پڑھا جائے گا یا نہیں۔ اس کی وضاحت ممبران کو دے دیں یا اس میں آ جائے ۔ تو یہ ممبران کی سہولت کے لیے ہے کہ وہ Rules of Procedure کو آسانی سے سمجھ لیں گے اور اس کو follow کریں گے ۔ اگلا سیکشن 33 ہے ۔ جو Business outstanding at the end of the day یعنی کہ جو بزنس اسمبلی کا وقت ختم ہونے سے پہلے رہ جائے اس کا procedure کیا ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی جو language لکھی گئی ہے میں اس کو نہیں سمجھ سکتا کہ Section: 33 کا مطلب کیا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے کسی دوست سے درخواست کرتا ہوں کہ ذرا اس Section کو پڑھ کر مجھے اس کا مطلب سمجھا دیں کہ کیا ہے ۔ مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آتی ۔ اتنی difficult language لکھی ہے اور اس کا طریق کار اتنا complicated ہے کہ اس کی سمجھ ہی نہیں آتی ۔ اگلا سیکشن 43 Notice of questions کے بارے میں ہے ۔ اس میں یہ تو ٹھیک لکھا ہے کہ پندرہ دن کا نوٹس ہو گا۔ Short Notice questions کا کوئی ٹائم ہی نہیں دیا گیا۔ کہ Short Notice questions کا جواب اس ہاؤس میں کتنی دیر کے بعد آئے گا۔ It is not specified. یہ میں پڑھ دیتا ہوں اس میں لکھا ہے ۔

44.Shart notice question:-

Question at short notice shall ordinarily be answered at the commencement of the question hour;

Provided that ---

(i) a member shall not ask more than one short notice question in a sitting and!

(ii) a short notice question shall not be asked to anticipate a question of which notice has already been given.

صرف یہ چیزیں لکھی ہیں ۔ اور یہ وضاحت ہی نہیں کہ اس کا جواب کب آئے گا؟ اگر short notice question کا جواب پندرہ یا بیس دن کے بعد دیا جائے تو پھر اس short notice question کی provision کا مقصد کیا ہے؟ یہ بھی دوسرا question ہی بن جائے گا ۔ اور پھر اس میں یہ وضاحت سے نہیں لکھا ۔ یہ short notice question,starred question ہو سکتا ہے یا Unstarred ہو سکتا ہے۔یہ کیا ہو گا؟ اس کی form کیا ہے؟ یہ کیسا question ہے؟ اس کی کوئی وضاحت نہیں۔ This is ambiguous provision اور اس میں بھی اس کی پوری طرح وضاحت ہونی چاہیے ۔ اس کی details ہونی چاہییں۔ اس کے بعد Section: Circulation of notices . 190 ہے ۔ یہ بڑا اہم سیکشن ہے یہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے relate کرتا ہے ۔ اس میں لکھا ہے کہ

Circulation of notice:-

(1) The Secretary shall circulate to each member and any other person entitled ,under the Constitution, to take part in the proceedings of the Assembly, a copy of every notice or any other paper which is required by these rules to be made available for their use.

(2) A notice or any other paper shall be deemed to have been thus made available-

(a) if it is delivered by hand at the local address given by the member when the Assembly is in session and for two days before the commencement of thesession,

اب جناب والا ! ہم اپنے گھروں میں بیٹھے ہوتے ہیں ۔ اخبار میں پڑھا جاتا ہے کہ سیشن call ہو گیا۔ ہم سیشن attend کرنے کے لیے آ جاتے ہیں۔ اور ہمیں ایجنڈے کا پتا نہیں ہوتا ۔ کہ سیشن کے پہلے دن کیا ایجنڈا ہے ۔ یا ہاؤس کا مختلف دن کا بزنس کیا ہے ۔ کم از کم سیشن کا ایجنڈا تو ممبران کو circulate کر دینا چاہیے کہ یہ جو سیشن ہو رہا ہے اس میں فلاں دن فلاں محکمے کے سوالات آئیں گے ۔ کسی ممبر کو کچھ پتا نہیں ہوتا کہ اس کے question, motions, resolution کب take up کیے جائیں گے؟ جو اس میں لکھا ہے اس میں دو دن کا نوٹس ہے ۔ لیکن دو دن میں It is not possible کہ آپ ان کے گھروں میں نوٹس پہنچا سکیں۔ یہ practical difficulty ہے اور

اس کو بھی واضح طور پر amend ہونا چاہیے ۔ اور اس میں جو سہولت Secretariat کے لیے رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں یہ سہولت ممبر کی ہونی چاہیے ۔ ان کی convenience دیکھی جانی چاہیے کہ ان کو کتنے دن پہلے ایجنڈا ' نوٹسوں کی کاپی وغیرہ مل جائے تاکہ وہ جب ہاؤس میں آئیں تو اپنی تیاری سے بہتر طریقے سے proceeding میں participate کر سکیں۔ پھر آخر میں میں یہ واضح طور پر ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ Rules of Procedure میں کوئی ایسی provision نہیں کہ اسمبلی کا بزنس کس زبان میں کیا جائے گا۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا ' پوائنٹ آف آرڈر۔ فاضل دوست نہایت اعلیٰ خطاب فرما رہے ہیں مگر ان کی مجوزہ سپیشل کمیٹی کے دس گیارہ ممبروں میں پانچ ممبر گوجرانوالہ کے ہیں۔ یہ ہاؤس کے ساتھ انصاف ہو رہا ہے ۔ آپ لسٹ پڑھیں کہ اس میں پانچ گوجرانوالہ کے اور دو سیالکوٹ کے ہیں۔ سات یہ پہلے ہی گروپ بنائے بیٹھے ہیں ۔ رولز تو یہ وہ بنائیں گے جو ان کا دل چاہے گا۔ یعنی گوجرانوالہ کے ہی پانچ ممبر ہیں۔ میں حیران ہوں کہ پنجاب کا باقی حصہ نظر ہی نہیں آیا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، منظوری ایوان نے دینی ہے' آپ نے دینی ہے ۔ آپ ان کو تبدیل کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد عظیم گھمن، جناب والا ' پوائنٹ آف آرڈر ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست چودھری شاہد اکرم بھنڈر نے نام دیے ہیں کہ ان ارکان پر کمیٹی تشکیل دی جائے ۔ کمیٹی بننی ہے یا نہیں بننی اس کا فیصلہ تو ایوان نے یا آپ نے کرنا ہے ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو نئے چہرے آئے ہیں ان کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد ہے ۔ جو کہ 80 کے قریب بنتی ہے ۔ اگر یہ کمیٹی بننی ہے تو اس میں نئے چہروں کو بھی نمائندگی ملنی چاہیے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، شکریہ ۔ جی چودھری صاحب !

چودھری محمد صدیق سالار ، یہ پہلی دفعہ آئے ہیں ۔ میں تیسری دفعہ آیا ہوں شاید یہ آپ کے علم میں نہیں ۔ بات یہ ہے کہ کیا ایک گوجرانوالہ ہی اتنا زیادہ مقبول ہے کہ اس کے پانچ ممبر ہوں اور باقی اضلاع کے کوئی بھی نہ ہو' لاہور کا ایک بھی نہ ہو ۔ اور پھر فیصل آباد سے صرف ایک ممبر کا نام ہماری زبانیں بند کرنے کے لیے دیا ۔ ہمارے فیصل آباد کے 18 ایم پی اے ہیں' 9 ایم این اے ہیں۔ اور یہ ہمیں حصہ مل رہا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری شاہد اکرم بھنڈر!

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب والا، میرے دوست نے جو ریمارکس دیے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ کہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو چھوڑیں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب والا، اس کے بعد سیکشن 218 کی provision ہے۔ اس میں لکھا ہے

218. Language of the Assembly - The member shall ordinarily address the Assembly in Urdu, but the member who cannot adequately express himself in Urdu , may, with the permission of the Speaker ,address the Assembly in English or other recognised language of the Province.

یہ صرف ایڈریس کی زبان دی گئی ہے بزنس کی زبان نہیں دی گئی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی فاضل ممبر question یا کوئی بھی motion انگلش، اردو، پنجابی، فارسی یا فرنچ جس زبان میں بھی دینا چاہے وہ دے سکتا ہے کیونکہ آپ کے اس رولز آف پروسیجر میں اس کے بارے میں کوئی قدغن نہیں۔ وزیر قانون صاحب نے اسے oppose کیا ہے لیکن میری ان گزارشات کے بعد اگر وہ convinced ہیں کہ ان کو refer نہیں ہونا چاہیے تو مجھے بتا دیں پھر اس کے مطابق میں فیصلہ کر لیتا ہوں۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! اس مسئلے پر میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں بیرسٹر صاحب، کیونکہ آپ نے تو oppose بھی نہیں کیا تھا۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب والا! میں تو ان کی support میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ وزیر قانون نے اسے oppose کیا ہے لہذا پہلے انھیں بات کر لینے دیجیے پھر آپ کر لیجیے گا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں جناب شاہد اکرم بھنڈر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے انتہائی اچھی باتیں کیں۔ جناب والا! جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے تو بنیادی طور پر میں نے اس کو اس لیے oppose کیا تھا کہ ابھی 1997ء ہی کی بات ہے کہ یہ نئے رولز نافذ العمل ہوئے ہیں اور ان رولز

کے تحت یہ دوسرا اجلاس ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ دوسرے اجلاس میں ہی معزز رکن کو اس بات کی ضرورت پیش آ گئی ہے کہ یکسر پورے رولز پر نظر ثانی کی جائے ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلی بات اس میں جو میں عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ ابھی ان رولز کو ہاؤس نے adopt نہیں کیا ۔ یہاں میں یہ وضاحت ضرور کرنا چاہوں گا کہ ہماری جو گذشتہ اسمبلی تھی اس اسمبلی میں ان رولز آف پروسیجر کو review کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی ۔ کمیٹی نے اپنی سفارشات مرتب کیں اور اسی دوران اسمبلی ٹوٹ گئی ۔ اس کے بعد گورنر صاحب نے ان رولز کا notification کر دیا جو گورنر کی طرف سے جاری ہوئے اور آج ہم ان کے تحت اسمبلی میں کام کر رہے ہیں ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس امر پر دوسری رائے ہو نہیں سکتی، کیونکہ گورنر کو اختیارات حاصل ہیں کہ وہ رولز frame کر سکتے ہیں اور انھی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے انھوں نے یہ رولز بنائے ہیں ۔ جناب والا! اس تحریک سے متعلق میری گزارش ہو گی کہ میرے بھائی نے اپنے مختصر خطاب میں بے شمار ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے کہ جن کی وہ amendment چاہتے ہیں اور وہ رولز ان کی نظر میں اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان میں کوئی تبدیلی لائی جانی چاہیے ۔ یہ ان کی اپنی دانست میں ہے ۔ جس طرح صدیق سالار صاحب نے فرمایا ہے کہ اس میں سات ممبران گوجرانوالہ ڈویژن کے ہیں تو میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر گوجرانوالہ ڈویژن کے ہمارے بھائیوں کو رولز کے بارے میں کوئی اعتراضات ہیں تو ہم ان اعتراضات کو دور کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ جناب سپیکر! میں انھیں assure کرتا ہوں کہ اسی اجلاس میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان رولز کو اسمبلی سے adopt کروائیں گے ۔ adopt کروانے کے بعد جو جو بھی ان کی relevant clauses ہیں جن میں وہ amendment چاہتے ہیں وہ amendment move کریں، پھر یہ ہاؤس کی صوابدید ہے کہ ان کو منظور کرے یا نہ کرے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہاؤس کو واقعتاً ضرورت پیش آئی یا ہم محسوس کریں گے کہ ہمارے اس ہاؤس کی کارروائی چلانے میں وہ متذکرہ شقیں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں تو ہم انھیں تبدیل کر دیں گے لیکن یہ ان کے لیے proper amendments لائیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ ممبر وہی رکھیں گے ؟ ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! ممبر آپ کی صوابدید پر ہوں گے ۔ اس کے علاوہ کمیٹیاں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اسی اجلاس میں بن جائیں گی ۔ تو میں یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک بڑا واضح طریق کار

عرض کر دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ میرے بھائی اس طریقے کو adopt کریں گے ۔ یعنی ہم ان رولز کو adopt کریں گے ۔ adopt ہونے کے بعد میرے بھائی اس میں amendments لائیں اور اگر ہاؤس نے محسوس کیا کہ amendments اس ہاؤس کے مفاد میں ہیں اور ہاؤس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے ضروری ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا ۔ اس لیے میں اس وضاحت کے بعد محسوس کرتا ہوں کہ معزز ممبر اس کو press نہیں کریں گے اور جو تجاویز میں نے دی ہیں اس پر عمل کریں گے ۔

جناب محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! پہلے ہاؤس کا کورم چیک کیا جائے کہ آیا پورا ہے؟ میں کورم کی نشان دہی کرتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق سالار نے کورم کی نشان دہی کی ہے لہذا گنتی کی جائے ---- گنتی کی گئی ----- کورم نہیں ہے ۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں----- پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں----- گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی ----- کورم پورا ہو گیا ہے ۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے ۔ جی، میاں عثمان ابراہیم صاحب!۔

میاں عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! وزیر قانون نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ دوسرا اجلاس ہے حالانکہ یہ موجودہ اسمبلی کا اس وقت پانچواں اجلاس ہو رہا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جیسا انھوں نے خود فرمایا ہے کہ پچھلی اسمبلی میں ایک سپیشل کمیٹی بنی تھی جس نے 1973ء کے رولز آف پروسیجر کو review کرنا تھا۔ پچھلی اسمبلی میں اس کمیٹی نے اپنا کام مکمل کر لیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اصولی طور پر وہ جو reviewed Rules of Procedure تھے گورنر کو ان کا آرڈیننس جاری نہیں کرنا چاہیے تھا۔ جب ایک اسمبلی کی مدت ختم ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ انھیں بھی پتا ہو گا کہ وہ سارے کا سارا بل lapse ہو جاتا ہے ۔ جب پہلی اسمبلی میں یہ محسوس کیا گیا کہ 1973ء کے رولز کو amend کیا جائے ان کو review کیا جائے تو اب جو موجودہ رولز پیش کیے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ اس کے لیے بھی ایک سپیشل کمیٹی بنا دی جائے اور اگر مجوزہ کمیٹی پر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو بے شک نئی کمیٹی بنا دیں میں اس کمیٹی سے اپنا نام withdraw کر لیتا ہوں تاکہ صدیق سالار صاحب کو یہ اعتراض نہ رہے کہ گوجرانوالہ کے لوگوں کی زیادہ نمائندگی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری جگہ صدیق سالار کو اس کمیٹی کا ممبر بنا دیا جائے لیکن کمیٹی ضرور بنائی جائے کیونکہ پہلے جو سپیشل

کمیٹی بنی تھی وہ بھی پہلی اسمبلی کے آغاز میں میاں منظور احمد موہل نے بنا دی تھی ۔ یہ ایک lenghty procedure ہے یہ ایک دو دن کا کام نہیں اس پر کافی محنت کرنا پڑتی ہے ' بہت دن لگتے ہیں اس لیے ابھی سے کمیٹی بنائیں۔ جیسا کہ لاءمنسٹر نے کہا ہے کہ ابھی ہم اسے adopt کرنے کے لیے اسمبلی میں پیش کریں گے پھر اس میں آپ ترامیم لا سکتے ہیں تو یہ duplication ہو جائے گی۔ آپ پہلے اس کو adoption کے لیے اسمبلی میں پیش کریں پھر ممبران اس میں ترامیم لائیں تو اس سے بہتر ہے کہ یہ سپیشل کمیٹی ہی ان رولز کو review کرے اور اس کے بعد اپنی رپورٹ ہاؤس میں پیش کرے بعد میں یہ ہاؤس کی صوابدید پر کہ اس رپورٹ کو adopt کرے یا نہ کرے ۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری شاہد اکرم بھنڈر ! لاءمنسٹر صاحب نے جو بات کی تھی اس پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟ انھوں نے جو proposal دی ہے کہ آپ ابھی اس کو رہنے دیں بعد میں ہم کر لیں گے آپ اس پر اتفاق کرتے ہیں یا پھر میں اس procedure پر آگے چلوں؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر لاءمنسٹر صاحب اس بارے میں یہ assurance دے دیں کہ جو جو ترامیم لائی جائیں گی یہ ان کو oppose نہیں کریں گے' تو میں اسے withdraw کر لیتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! میرے بھائی فرما رہے ہیں کہ جو جو ترامیم لائی جائیں گی----

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر ! منظوری تو ہاؤس نے دینی ہے۔

وزیر قانون، میری بات سن لیں ۔ آپ نے بات کی تو میں خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔ جناب سپیکر ! میں نے واضح الفاظ میں یہ کہا تھا کہ یہ جو جو ترامیم لائیں گے ان کو ہاؤس میں پیش کیا جائے گا اگر ہاؤس کے مفاد میں ہوئیں اور ہاؤس نے منظوری دی تو مجھے قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ میں اپنی اسی بات کو دہرا رہا ہوں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، ظاہر ہے کہ ultimate power تو ہاؤس کی ہے ۔ میں نے تو صرف لاء منسٹر کی بات کی ہے وہ اپنی assurance دے دیں ۔ ہاؤس کی assurance تو کسی کو بھی نہیں ہو سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اصل میں procedure تو یہی ہے ۔ آج انھوں نے oppose کیا---

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، بالکل جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر ، procedure یہی ہے کہ آگے چلیں گے تو میں نے تو ہاؤس کے سامنے رکھنا ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، ظاہر ہے

جناب قائم مقام سپیکر، اگر کل کو بھی یہ بات آتی ہے تو بات پھر ہاؤس کے سامنے آتی ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! ہاؤس نے تو اس کی ultimate منظوری دینی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی جی

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہ oppose نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ یہ adopt ہونا ہے اور adopt ہو کر کمیٹی کے پاس جائے گا اس کے بعد ہاؤس نے منظوری دینی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاہنسٹر صاحب جو بات کر رہے ہیں وہ آپ دیکھ لیں ۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں آگے چلتا ہوں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! میں تو لاہنسٹر کی بات کر رہا ہوں ۔ جب ہاؤس میں آئے گی تو ہاؤس کی مرضی ہے جو اس نے کرنا ہے۔میں تو لاہنسٹر کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میرے بھائی اس انداز سے بات کر رہے ہیں جس سے مجھے اس طرح کا تاثر ہو رہا ہے کہ جیسے ہم مختلف بنچز پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ وہ بھی حکومتی بنچز کے رکن ہیں جو آپ کی طرف سے ترامیم آئی ہیں' اگر آپ کہیں گے تو ہم ان کو پارلیمانی پارٹی میں پہلے طے کرلیں گے اس کے بعد ہاؤس میں لائیں گے ۔ہاؤس میں discuss کریں گے' ہاؤس سے approval لیں گے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، ٹھیک ہے جناب والا I do not press

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ ' اس کو press نہیں کرتے ۔ اگلی motion بھی چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی ہے ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! وہ بھی رولز آف پروسیجر کے بارے میں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ بھی اسی کے ساتھ link کر دیں؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جی یہ بھی اسی کے ساتھ جائے گی۔ اگر وہ follow ہوتی تو یہ بھی اسی

میں جانی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، تقریباً ساری resolutions مکمل ہوئیں۔ اب ہاؤس کل صبح 9.30 بجے تک کے لیے adjourn ہوتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل' بدھ 10' 11- جون 1997ء

(دو' تین شنبہ' 3' 4- صفر المظفر 1418ھ)

جلد 5' شمارہ 2' 3

مندرجات

منگل' 10- جون 1997ء

(جلد 5' بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 95

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 96

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 117

استحقاق:

فیصل آباد میں انسپکٹر جنرل پولیس کی تقریر میں ارکان اسمبلی کے بارے میں ریمارکس ---------- 119

— اراکین اسمبلی سے محکمہ خوراک کے افسران کا تضحیک آمیز رویہ ---------- 129

تحاریک التوائے کار:

گندم کی کٹائی کے لیے سرکاری ہارویسٹرز کی عدم فراہمی ---------- 137

— کاٹن فیکٹریوں کی طرف سے زمینداروں کے واجبات کی عدم ادائیگی ---------- 138

— چولستان کے علاقے میں گاڑیوں کے داخلے پر پابندی کے باعث دشواریاں ---------- 141

مسودات قانون:

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات' صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997ء ---------- 144

جاری .....

..... جاری

__ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون، بس سٹینڈز اینڈ ٹریفک
کنٹرول (گوجرانوالہ) پنجاب مصدرہ 1997ء 145

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)،

قومی زبان اردو کی ترویج 149

__ بجلی پیدا کرنے کے نئے یونٹوں کے قیام کے لیے غیر ملکی
معاہدوں پر نظر ثانی 151

__ اراکین اسمبلی کی تعلیمی قابلیت گریجوایشن مقرر کرنا 154

__ وزیراعظم کے اعلان کردہ زرعی پیکج کے مطابق
زرعی قرضوں پر نصف سود کی معافی 174

__ ضلع فیصل آباد، چاہ پٹیل والا پکھتیوں کے پل کی تعمیر 182

بدھ، 11- جون 1997ء

(جلد 5 شمارہ 3)

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ 197

پوائنٹ آف آرڈر،

لابی میں مناسب سہولیات کا فقدان 198

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات 198

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات 221

تحاریک التوائے کار،

زرعی تحقیقاتی ادارے کی جانب سے کچی بستی کو خالی کرانے
سے مکینوں میں خوف و ہراس 225

__ گھڑ دوڑ کی وجہ سے ٹریفک کے نظام میں رکاوٹ 231

مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع 236

ہنگامی قوانین (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)،

ہنگامی قانون، دی پنجاب ارگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مجریہ 1997ء 238

__ ہنگامی قانون، دی پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ بورڈ مجریہ 1997ء 238

__ ہنگامی قانون، نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن مجریہ 1997ء 238

قومی مالیاتی کمشن کی رپورٹ برائے سال 1996ء کا پیش کیا جانا 239

قرارداد (مفاد عامہ سے متعلق)

زرعی قرضوں پر نصف سود کی معافی 240

امن عامہ کی صورت حال پر بحث 241

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

بدھ' 11۔ جون 1997ء

(چہار شنبہ' 4۔ صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 40 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

سورۃ آل عمران (آیت نمبر 109 تا 111)

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔اور سب کاموں کا رجوع (اور انجام) اللہ ہی کی طرف ہےO (مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں۔ (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیںO اور یہ تمھیں خفیف سی تکلیف کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کو مدد بھی (کہیں سے) نہیں ملے گیO وما علینا الا البلاغ O

پوائنٹ آف آرڈر

لابی میں مناسب سہولیات کا فقدان

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ محترم گزارش یہ ہے اور ہم شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہماری ضرورت اور سہولت کے پیش نظر ممبرز لابی قائم فرمائی۔ لیکن اس کی سہولیات ناکافی ہیں۔خصوصاً ٹیلی فون کی سہولت' جب کہ قومی اسمبلی میں اور سینٹ میں ممبرز لاؤنج اور سروس کاؤنٹر پہ دو' دو ' تین تین ایس۔ٹی۔ڈی ٹیلی فون موجود ہیں اور یہاں بھی بڑی عوامی توقعات اور الجھے ہوئے عوامی مسائل کے لیے بیسیوں لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہمیں اکثر اپنے حلقہ انتخاب میں ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن سے رابطہ کرنا ہوتا ہے۔ براہ کرم آپ نے یہ سہولت مہیا فرمائی ہے تو تھوڑی سی فیاضی فرما دیں اور اس ٹیلیفون کو ایس۔ٹی۔ڈی فرما دیں۔بہت مہربانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر! شکریہ' شاہ صاحب۔ جیسے آپ نے فرمایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں پہلی بار اسی چیز کے پیش نظر ہم نے یہ بات کی ہے۔ جب ایک چیز شروع ہوتی ہے تو پھر آہستہ آہستہ سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ ان شاء اللہ ہم اس پر بھی بات کرتے ہیں۔ ہم نے تو وہاں پر pohto copier بھی رکھ دیا ہے' وہاں پر ٹیلی فون بھی دیا ہے اور فیکس بھی رکھ دی ہے۔ آپ نے جس بات کو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ ان شاء اللہ اس کو بھی ہم کرتے ہیں۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک تو معزز اراکین کی اطلاع کے لیے میں یہ عرض کروں کہ ہمارے نہایت ہی قابل احترام رکن حاجی امداد حسین ' ایم پی اے پی پی 118 سے ہیں۔ ان کے بہنوئی میجر جمیل صاحب سیالکوٹ بارڈر پر تختی لگاتے ہوئے دشمن کی فائرنگ سے شہید ہو گئے ہیں۔ ان کا جنازہ صبح دس بجے حاجی صاحب کی رہائش گاہ سے اٹھایا جائے گا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر، سوالات شروع کرنے سے پہلے میں معزز اراکین کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ

نشان زدہ سوالات نمبر 372 اور نمبر 486 کے جوابات فہرست سوالات پڑھنے کے بعد آج ہی موصول ہوئے ہیں۔ یہ جوابات معزز اراکین کی نشستوں پر رکھ دیے گئے ہیں۔ اگر کسی معزز رکن کی نشست پر کوئی کاپی نہ پہنچی ہو تو وہ بنا کرے سکتا ہے۔ سید محمد عارف حسین شاہ۔

جلو ایڈونچر پارک کی تعمیر کی تفصیل

*16۔ سید محمد عارف حسین شاہ بخاری۔ کیا وزیر سیاحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

جلو ایڈونچر پارک کی تعمیر پر کتنے اخراجات اٹھے ہیں اور اس میں کتنی رقم حکومت نے خرچ کی ہے اور کتنی نجی سرمایہ کاری ہے؟ نجی سرمایہ کاری کی شرائط کیا ہیں؟ نیز سرمایہ کاروں کی تفصیل کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر! جی' وزیر سیاحت صاحب۔

وزیر سیاحت (جناب محمد بشارت راجہ) جلو ایڈونچر لینڈ ایک تفریحی منصوبہ تھا جو کہ امریکہ کے ڈزنی لینڈ کی طرز پر جلو میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے ساتھ شروع کیا جانا تھا اور اس کے تمام اخراجات تعمیر ی غیر ملکی کمپنی نے برداشت کرنے تھے' اس منصوبے کی لاگت کا تخمینہ 148 کروڑ روپے لگایا گیا تھا جس میں حکومت پنجاب کی 461 ایکٹر زمین کا پٹے کا معاوضہ مبلغ 10 کروڑ روپے شامل تھا جسکی بنیاد پر محکمہ سیاحت کو اس منصوبے میں شراکت کاری کا موقع ملا۔ نجی سرمایہ کاری ملک کے کارپوریٹ قانون کے مطابق طے پائی' اور اس کی وہی شرائط تھیں جو کہ حکومت جاری کرتی ہے۔ چونکہ غیر ملکی سرمایہ کاری کمپنی اس منصوبے میں وقت پر طے شدہ سرمایہ کاری نہیں کرسکی' اس لیے حکومت پنجاب نے اس منصوبے کو ستمبر 1995ء میں ترک کر دیا۔ نیز یہ بھی حکم صادر فرمایا گیا کہ اس طرز کا منصوبہ جلو پارک کی جگہ کسی اور جگہ بنایا جائے۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، جناب والا! کیا اس کمپنی نے سرمایہ کاری کرنے کے لیے دوبارہ رابطہ کیا ہے؟ یا اگر رابطہ کرے تو حکومت اس کو اجازت دینے کے لیے تیار ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! وہ پہلے ہی شرائط کے مطابق اپنا شیئر یہاں پر نہیں لا سکے۔ اس کے بعد انھوں نے ہم سے رابطہ بھی نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ سعد رفیق صاحب۔

(محترم وزیر قانون نے جواب پڑھا۔ جواب کے جز (ب) کی تیسری لائن میں "بورڈ آف گورنرز" کی بجائے "بورڈ آف ڈائرکٹرز" پڑھا)

باب پاکستان کی تعمیر

*118۔خواجہ سعد رفیق۔ کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں شہید کے دور میں شروع کیے گئے باب پاکستان منصوبہ کی تکمیل کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

(ب) کیا متذکرہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے اگر نہیں تو کتنے فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اس پر کتنی لاکت آئی ہے؟

(ج) متذکرہ منصوبہ کس فرم یا ٹھیکیدار کو دیا گیا تھا اور اس کی شرائط کیا تھیں؟

(د) کیا قواعد کے مطابق ٹھیکیدار متذکرہ سے گارنٹی کی رقم جمع کروائی گئی تھی اور اس کی مالیت کیا تھی؟

(ہ) اگر کام شرائط کے مطابق ابھی تک مکمل نہیں ہوا تو متعلقہ افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اطلاعات (جناب محمد بشارت راجہ)

(الف) باب پاکستان کے منصوبہ کے لیے حکومت پنجاب کی جانب سے ساڑھے نو کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی جو اس وقت بنکوں میں جمع ہے اور 31 مارچ 1997ء تک منافع سمیت بقایا رقم بڑھ کر سترہ کروڑ بیالیس لاکھ روپے (17,42,00,000) ہو چکی ہے۔

(ب) متذکرہ منصوبہ بعض ناگزیر انتظامی، فنی اور عدالتی رکاوٹوں کی وجہ سے ابھی تک شروع نہیں ہو سکا۔ باب پاکستان کا منصوبہ مکمل کرنے کے لیے ایک ٹرسٹ تشکیل دیا گیا تھا اور بورڈ آف ڈائرکٹرز کے بھی اراکین نامزد کیے گئے تھے ان میں سے چند ایک وفات پا چکے ہیں جس کی وجہ سے ٹرسٹ کی کارکردگی متاثر ہوئی اور ٹرسٹ موثر طریقے سے کام نہیں کر سکا۔ بورڈ آف ریونیو نے ابتداء میں 164 ایکٹر اور 2 کنال کا رقبہ منصوبہ ہذا کے لیے منتقل

کیا۔ یہ رقبہ فوج کے زیر استعمال تھا اور ان کے دفاتر اور بارکیں قائم تھیں۔ وفاقی حکومت اور فوجی حکام کے درمیان مذکرات کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ فوج کو ساڑھے تین کروڑ روپے برائے تعمیر دفاتر اور بارکیں متبادل جگہ ادا کیے جائیں گے اور فوج اس کا قبضہ باب پاکستان ٹرسٹ کے حوالے کر دے گی۔ ابھی تک صرف پرٹوپو گرافیکل سروے کا کام ایک کمپنی کے ذریعے مکمل کیا گیا ہے۔

(ج) چونکہ ابھی تک تعمیراتی کام کی ابتداء نہیں ہوئی اس لیے ابھی تک منصوبہ کی تعمیر کا ٹھیکہ کسی فرم کو نہیں دیا گیا۔

(د) موثر نہیں۔

(ر) موثر نہیں۔

میاں فضل حق، ضمنی سوال۔ جناب والا! یہ بہت اہم پراجیکٹ تھا اور اس میں پچھلے وقتوں میں کچھ چیزیں سامنے بھی آئیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ جاننا چاہوں گا کہ بورڈ آف ڈائرکٹرز کے ارکان کے نام کیا ہیں؛ اور ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔ تو کیا وہ انکوائری چل رہی ہے؟

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر! بورڈ کے اراکین کے نام درج ذیل ہیں،

سرپرست اعلیٰ، وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف

چیئرمین، غلام حیدر وائیں (مرحوم)

وائس چیئرمین، وزیر اعلیٰ سندھ، وزیر اعلیٰ سرحد، وزیر اعلیٰ بلوچستان

اراکین، میاں ممتاز محمد خان دولتانہ، خواجہ محمد صفدر، چودھری محمد حسین چٹھہ، مولانا عبدالستار خان نیازی، اقبال احمد خان، چودھری شجاعت حسین، جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال، جسٹس (ریٹائرڈ) ذکی الدین پال، جناب مجید نظامی، ڈاکٹر عبدالسلام، مخدوم سجاد حسین قریشی، جناب مختار مسعود، ڈاکٹر صفدر محمود، ڈاکٹر محمد عارف، محمود اے۔ ہارون، حسن اے۔ شیخ، قاضی عبدالمجید عابد، مولانا محمد اسمٰعیل، زین نورانی، سید غوث علی شاہ، محمد اسلم خٹک، مفتی محمد ادریس، سرتاج عزیز، سردار عثمان جوگیزئی، جام محمد یوسف، سردار عبدالقیوم خان اور خواجہ خیر الدین۔

درج بالا اراکین میں سے کسی کے خلاف بھی کوئی انکوائری نہیں چل رہی۔ شکریہ۔

ملک آصف علی، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ابھی جو انھوں نے بورڈ آف ڈائرکٹرز کے نام بتائے ہیں' ان میں سے چند حضرات فوت ہو گئے ہیں۔ تو کیا ان کی جگہ اور نام آئیں گے؛ اور پھر یہ اہم منصوبہ کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر اطلاعات ، جناب سپیکر! میں نے اپنے جواب میں یہ گزارش کی تھی کہ جب اس منصوبے پر ابتدائی طور پر کام شروع ہوا تو اس کے بعد یہ ٹرسٹ بن گیا تھا۔ جب ٹرسٹ بن جائے تو حکومت کا عمل دخل اس میں سے ختم ہو جاتا ہے۔ اب یہ ٹرسٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بورڈ کے جو اراکین وفات پا چکے ہیں' ان کی جگہ نئے اراکین کو نامزد کرے۔ ان کے اجلاس اپنے ہوتے ہیں' اپنے اجلاس میں وہ فیصلے کرتے ہیں۔ ٹرسٹ مکمل طور پر ایک خود مختار باڈی ہے۔ حکومت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اب یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ اپنے اس بورڈ کے اراکین کے نام review کریں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے' میرے بھائی نے یہ فرمایا کہ کب تک کام ہو گا؛ تو یہ بھی ٹرسٹ کی ذمہ داری ہے کہ اس منصوبے پر عمل در آمد شروع کروائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' میاں صاحب۔

میاں فضل حق، جناب والا! میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ بڑا اہم منصوبہ ہے۔ جیسا کہ ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ چونکہ ٹرسٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے جب ایک دفعہ ان کے ذمے کوئی منصوبہ لگ جائے۔ تو اس منصوبے کو شروع کرنے میں جس وجہ سے تاخیر ہے' اس پر قابو پانے کے بعد کیا حکومت ان پر دباؤ ڈال سکتی ہے' یا کہہ سکتی ہے کہ اس منصوبے کو دوبارہ شروع کیا جائے؛ حکومت کا کوئی عمل دخل رہ جاتا ہے یا نہیں؛ کیونکہ زمین انھیں حکومت نے دی ہے۔

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر! میں نے جواب میں یہ بھی گزارش کی تھی کہ انتظامی' فنی اور عدالتی رکاوٹوں کے باعث۔ میں تھوڑی سی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت نے ساڑھے تین کروڑ روپیہ فوجی حکام کو مذاکرات کے بعد دیا تھا کہ وہ اس جگہ کو خالی کر دیں گے' تو اس کے بعد وہاں پر پنجاب سکاؤٹس کا بھی ایک کیمپ تھا۔ انھوں نے اس ٹرسٹ پر دیوانی عدالت میں دعویٰ داخر کر دیا تھا کہ اس پر چونکہ ہمارا حق بھی بنتا ہے اور یہ رقم آپ نے کلی طور پر فوج کو دے دی ہے' اس میں ہمارا حصہ بھی بنتا ہے۔ وہ رقم ہمیں بھی دی جائے۔ اور جب تک ہمیں رقم نہیں دی جاتی کام نہیں شروع کیا جا سکتا۔ تو یہ معاملہ اب دیوانی عدالت میں زیر سماعت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب۔

گوجرانوالہ فروٹ/سبزی منڈی کی منتقلی

*310۔چودھری شاہد اکرم بھنڈر۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1990-1993ء کے عرصہ کے دوران مارکیٹ کمیٹی گوجرانوالہ نے پنڈی بائی پاس روڈ پر نئی فروٹ اور سبزی منڈی کے قیام کے لیے اراضی حاصل کی تھی؟

(ب) مارکیٹ کمیٹی نے قواعد کے تحت جن لوگوں کو دکانیں الاٹ کی تھیں ان الاٹیوں کے نام ،سہ پتا جات اور جمع کروائی گئی رقم کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

(ج) کیا مارکیٹ کمیٹی نے موجودہ فروٹ اور سبزی منڈی کو نئی جگہ منتقل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اگر ایسا ہے تو مارکیٹ کمیٹی کب تک منتقل کر دی جائے گی؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)

(الف) مارکیٹ کمیٹی گوجرانوالہ نے سال 1981ء تا 1982ء نئی سبزی منڈی کے قیام کے لیے پنڈی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ پر 12 ایکٹر اراضی حاصل کی تھی۔

(ب) مارکیٹ کمیٹی گوجرانوالہ نے قواعد کے تحت 159 لوگوں کو دکانیں الاٹ کی ہوئی تھیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی نے موجودہ فروٹ اور سبزی منڈی کو نئی جگہ منتقل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جو کہ ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کی زیر نگرانی ہو رہا ہے ۔ امید ہے کہ چھ ماہ کے عرصہ میں مکمل ہو جائے گا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے' جیسا کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ قواعد کے تحت 159 لوگوں کو دکانوں کی الاٹ منٹ ہوئی ہے۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کمشن ایجنٹس کا کوٹا کتنا ہے اور growers کا کتنا؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! اس میں جو کمشن ایجنٹس ہیں----

جناب قائم مقام سپیکر، لغاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! مجھے حیرانی ہو رہی ہے کہ ابھی تک آپ نے کیوں نہیں نوٹ

فرمایا اور کسی نے کیوں نہیں نشان دہی کی کہ یہاں کورم تو پورا نہیں اور کارروائی جاری ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ماشاء اللہ آپ نے نوٹ فرما لیا ہے۔ تو دیکھتے ہیں۔ گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم پورا نہیں' پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں----- گھنٹیاں بجائی گئیں ----- پانچ منٹ ہو گئے ہیں' گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم پورا نہیں' ہاؤس آدھ گھنٹے کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

(کورم کی نشان دہی پر آدھ گھنٹہ کے وقفے کے بعد 10 بج کر 37 منٹ پر جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) ---- کورم پورا ہے۔ ہم کارروائی شروع کرتے ہیں۔ 35 منٹ time out ہوگا۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر کا سوال چل رہا تھا۔ غالباً وہ کوئی ضمنی سوال پوچھ رہے تھے۔ جی چودھری شاہد اکرم بھنڈر!

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال تو کر چکا ہوں۔ اب وزیر موصوف نے جواب دینا ہے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! چودھری صاحب نے ضمنی سوال پوچھا تھا کہ گوجرانوالہ کی سبزی منڈی میں پلاٹس کے کوٹے کی کیا ratio ہے؟ آڑھتیوں کو کتنے پلاٹس دیے جا رہے ہیں اور باقی لوگوں کو کتنے؟ اس میں 70 اور 30 کا کوٹا ہوتا ہے۔ 70 فی صد کمشن ایجنٹس کو دیے جاتے ہیں اور 30 فی صد بقایا کوٹا ہوتا ہے۔ ٹوٹل 200 پلاٹ تھے اس میں سے ان کا 140 کا حصہ بنتا ہے۔ اس میں سے 130 پلاٹس کمشن ایجنٹس کو الاٹ کر دیے گئے ہیں اس کے علاوہ کوئی سوال ہو تو میں حاضر ہوں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! انھوں نے جو information table کی ہے اس میں تو وہ percentage specified نہیں ہے۔ اس میں تو یہ پتا نہیں چلتا کہ growers کون سے ہیں اور کمشن ایجنٹس کون سے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! اگر سوال ملاحظہ فرمائیں تو اس میں معزز ممبر نے جز (ب) میں پوچھا ہے کہ مارکیٹ کمیٹی نے قواعد کے تحت جن لوگوں کو دکانیں الاٹ کیں تھیں ان الاٹیوں کے نام مع پتا جات اور جمع کروائی ہوئی رقم کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔ اس میں انھوں نے یہ تفصیل پوچھی نہیں تھی میں تو ضمنی سوال کا جواب دے رہا ہوں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ میں نے پوچھا ہے کہ قواعد کے تحت بنایا جائے اور قواعد یہی ہیں کہ اتنا percentage ان کا ہوگا اور اتنا ان کا ہوگا۔ وہ تو انھوں نے specify نہیں کیا۔ میں نے تو قواعد کے مطابق پوچھا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے ابھی آپ کے اس سوال کا جواب دیا نہیں؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! specified نہیں ہے۔ انھوں نے جو informations table کی ہیں اس میں ایک لسٹ دے دی گئی ہے اس میں یہ پتا نہیں چلتا کہ کس کا کتنا Percentage ہے تو میں نے وہی specifically پوچھا ہے کہ جو Informations table کی ہیں ان میں تو نہیں ۔ میں نے تو قواعد کے مطابق پوچھا تھا اب قواعد کے مطابق تو انھوں نے جواب دیا لیکن information میں کچھ نہیں۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! اصل میں محکمے کی ہمیشہ پالیسی ہوتی ہے کہ جو سوال پوچھا جائے جو information پوچھی جائے اس سے بڑھ کر کوئی بات نہ کی جائے۔ جناب والا! میں نے سوال پڑھ کر جناب کی خدمت میں پیش کیا ہے کہ انھوں نے جو جز (ب) میں پوچھا ہے اس میں اس طرح سے تفصیل نہیں پوچھی ۔ اب انھوں نے وہی تفصیل ضمنی سوال میں پوچھی ہے جو میں نے بتا دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی محکمانہ کوتاہی نہیں پائی جاتی۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ گوجرانوالہ سبزی منڈی کو اس پوزیشن سے نئی پوزیشن میں shift کرنے کے لیے 82-1981ء میں زمین خریدی گئی تھی۔ لیکن 15 سال گزرنے کے باوجود ابھی تک یہ منڈی shift نہیں کی گئی اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! چونکہ فاضل دوست وہیں کے رہنے والے ہیں اس لیے اس سارے معاملے کے بارے میں بڑے well-informed ہیں ۔ پھر بھی میں تفصیلات عرض کروں گا کہ وہ منڈی چونکہ شہر سے باہر ہے اور کمشن ایجنٹس اپنا فائدہ نقصان پہلے سوچتے ہیں باقی باتیں بعد میں سوچتے ہیں۔ وہاں پر دقت یہ ہے کہ موجودہ سبزی منڈی شہر کے اندر ہے وہاں پر اتنا رش پڑ جاتا ہے کہ ٹریفک بند ہو جاتی ہے اور وہاں سے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ اس کے پیش نظر مارکیٹ کمیٹی والوں نے باہر جگہ لے کر منڈی بنائی تھی لیکن کمشن ایجنٹس باہر جانے سے گریزاں اور بضد ہیں کہ ہم نے

یہیں پر رہنا ہے۔ ایک دو دفعہ سختی بھی کی گئی اور ان کو وہاں shift بھی کرایا گیا لیکن وہ دوبارہ ان ہی پرانی منڈیوں میں منتقل ہو گئے ۔ اس پر ڈپٹی کمشنر نے ان کے ساتھ دو چار میٹنگز کی ہیں اور ان کو آہستہ آہستہ رضا مند کیا جا رہا ہے کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ آج کل کوئی کام by force تو نہیں چلتا۔ امید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ چھ مہینے کے اندر یہ بامرشکل ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری کا ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 317

میاں فضل حق، جناب والا! اس سوال کے جواب کو" taken as read" کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے جناب۔

سبزی/فروٹ منڈی کی کل آمدن

*317۔جناب ارشد عمران سلہری۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزی و فروٹ منڈی کوٹ لکھپت میں کاروبار کرنے والوں کی سہولت کے لیے کولڈ سٹوریج اور شیڈ موجود نہ ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مارکیٹ میں پلاٹ نمبر 6 پر کولڈ سٹوریج کی بلڈنگ بمطابق نقشہ تعمیر ہے اور مالک نے یہ بلڈنگ سکول کے نام کرایہ پر دے رکھی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو اب تک حکومت نے کولڈ سٹوریج کے مالک کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی ہے اور کیا حکومت اسے خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) جولائی1994ء سے31جون1996ء تک مذکورہ منڈی کی کل کتنی آمدن موصول ہوئی؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ایسے افراد کو بھی لائسنس جاری کیے گئے ہیں جو زرعی اجناس کا کاروبار نہیں کرتے؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)

(الف) یہ درست ہے کہ کوٹ لکھپت منڈی میں کاروبار کرنے والوں کے لیے کولڈ سٹوریج کی

سہولت موجود نہ ہے۔

(ب) ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور کی رپورٹ کے مطابق سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت لاہور میں دکانات/ پلاٹس کی الاٹمنٹ کے وقت منڈی ہائے کی ضروریات کے پیش نظر کولڈ سٹوریج کے لیے بھی ایل۔ڈی۔اے کی جانب سے ایک بڑا پلاٹ مختص تھا جو کہ مارکیٹ کمیٹی ہذا کی بجائے کسی شخص کو برائے کولڈ سٹوریج الاٹ کر دیا گیا جو کہ سبزی و پھل منڈی کے ساتھ والے گندے نالے کے شمالی سمت میں واقع ہے پلاٹ مذکورہ کا دفتر ہذا میں کسی قسم کا کوئی ریکارڈ نہ ہے لیکن اس میں کولڈ سٹوریج قائم ہونے کی بجائے متعلقہ الاٹی نے ایک بلڈنگ تعمیر کر کے پچھلے کچھ عرصہ سے اس میں "لاہور کیڈٹ اسکول" کے نام سے اسکول چلا رکھا ہے۔

(ج) ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت نے اس بارے میں ڈائرکٹر جنرل (ایل۔ڈی۔اے) کو لکھا ہے مگر ابھی تک جواب موصول نہ ہوا ہے۔

(د) جولائی 1994ء سے 30 جون 1996ء تک سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت لاہور سے کل مبلغ 2695929 روپے آمدن موصول ہوئی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ لائسنس فیس	00,15,515.00	روپے
2۔ مارکیٹ فیس	03,10,490.00	"
3۔ ٹھیکہ سائیکل سٹینڈ	21,90,424.00	"
4۔ ٹھیکہ بیت الخلاء	01,79,500.00	"
میزان	26,95,929.00	روپے

(ہ) مارکیٹ کمیٹی کسی بھی مالک دکان کی درخواست پر زرعی اجناس کا کاروبار شروع کرنے کے لیے لائسنس جاری کرنے کی مجاز ہے اور لائسنس دہندگان سے آمدہ مال پر مارکیٹ فیس وصول کی جاتی ہے لیکن چند الاٹی حضرات نے مارکیٹ کمیٹی ہذا سے زرعی اجناس کے کاروبار کا لائسنس حاصل کرنے کے باوجود اپنی دکانات میں غیر زرعی اجناس کا کاروبار شروع کر رکھا ہے قبل ازیں مارکیٹ کمیٹی ہذا ان حضرات کو زرعی اجناس کا کاروبار ختم کرنے کے نوٹس جاری کر چکی ہے اور آئندہ بھی ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ

رکھتی ہے۔ البتہ اس ضمن میں حتمی اختیارات (از قسم منسوخ الاٹمنٹ وغیرہ) ایل۔ڈی۔اے کے پاس ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے میری گزارش ہے کہ کوٹ لکھپت منڈی میں پلاٹ نمبر 6 جو کہ 2 کنال ' 16 مرلے کولڈ سٹوریج کے لیے تھا۔ جیسا کہ انھوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ وہاں پر بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے لیکن اس بلڈنگ کا مالک اس کولڈ سٹوریج کی بلڈنگ کو' جس کا قانون کے مطابق نقشہ پاس ہوا' ایک پرائیویٹ تعلیمی ادارے کیڈٹ سکول کے نام سے خلاف قانون کاروبار کر رہا ہے ۔ میری معلومات کے مطابق اس وقت وہ مالک اس سکول کا 1 لاکھ 25 ہزار روپے کرایہ لے رہا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جب سے یہ منڈی قائم ہے زرعی اجناس کا کاروبار کرنے والے اس سہولت سے محروم ہیں۔ ایڈمنسٹریٹر صاحب نے اس کے خلاف کیا کارروائی کی ہے ؟ اور وزیر موصوف ہمیں مطمئن کریں کہ وہاں پر کاروبار کرنے والوں سے اس بلڈنگ کو کب تک خالی کرائیں گے تاکہ زرعی اجناس کا کاروبار کرنے والوں کو سہولت ہو ؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر ! جو کچھ سلہری صاحب نے فرمایا ہے وہ درست ہے کہ وہاں پر basically جو پلاٹ الاٹ ہوا تھا وہ کولڈ سٹوریج کے لیے تھا۔جناب والا ! بنیادی طور پر یہ ساری بات محکمہ زراعت کے کنٹرول میں نہیں آتی۔ اس کو ایل ڈی اے deal کرتا ہے ۔ ایل ڈی اے کی جگہ تھی اور ایل ڈی اے نے ہی پلاٹ الاٹ کیا تھا اور بعد میں اس میں جو کچھ کیا وہ ایل ڈی اے نے ہی کیا۔ ہم نے ایک دو دفعہ ایل ڈی اے سے information بھی مانگی ہے کہ اگر آپ نے یہ پلاٹ کولڈ سٹوریج کے لیے الاٹ کیا تھا تو پھر بعد میں یہ سکول والا سلسلہ کیسے کر دیا۔ تو جناب کو پتا ہے محکمہ جات جو پوری گرفت میں نہ آتے ہوں وہ کوئی information دینے کے بارے میں بڑے reluctant ہوتے ہیں۔ محکمہ زراعت کے purview میں یہ ساری بات نہیں آتی۔ لیکن اس کے باوجود محکمہ زراعت کی جو بساط تھی کہ کسی کو نوٹس بھیج سکتا کہ اگر وہ زرعی اجناس کا کاروبار نہیں کرتا تو محکمہ زراعت اس کو زیادہ سے زیادہ نوٹس دے سکتا ہے۔ اس حد تک محکمہ اپنی کارروائی کر رہا ہے۔لیکن یہ پورا سلسلہ ایل ڈی اے کے متعلق ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس بلڈنگ کو

کب تک خالی کروا لیا جائے گا؟ ایڈمنسٹریٹر کے پاس بذات خود اختیارات ہیں کہ وہ ان کا چالان کر سکتا ہے، جرمانہ کر سکتا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس عرصے کے دوران اس مالک کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟ کتنے چالان ہوئے؟ کیا اس بلڈنگ کے بارے میں کوئی چالان ڈی سی صاحب کو بھیجا گیا؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! جہاں تک اس کو خالی کرانے کا تعلق ہے میں on the floor of the House کوئی ایسی commitment کر لوں کہ جو بات میرے محکمے کے دسترس میں بھی نہیں آتی تو میرا خیال ہے کہ جناب والا بھی سمجھتے ہیں کہ یہ مناسب نہیں ہوگا۔ ایل ڈی اے کا الاٹ شدہ پلاٹ محکمہ زراعت خالی نہیں کروا سکتا اور نہ ہی اسے کوئی اختیار ہے اور نہ اس کی کوئی پوزیشن ہے۔ میں جناب ارشد عمران سلہری کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں محکمے کی دسترس میں جو بھی آتا ہے، اس میں جو کچھ ہوا ہے اس پر میرے بھائی مطمئن نہیں تو مزید جو چاہتے ہیں اور جو ہمارے دائرہ اختیار میں ہوا وہ ہم کرنے کو تیار ہیں۔

میاں فضل حق، جناب والا! جواب کے جز "ہ" کے اندر دیا گیا ہے کہ جو حضرات غیر زرعی اجناس کا کاروبار کرتے ہیں اور جو الاٹ منٹ کی گئی ہے اس کے متعلق حکومت آئندہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اب میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ارادہ رکھنے سے کیا مطلب ہے؟ کوئی specific action لینا چاہتے ہیں۔ اور جس چیز کی نشاندہی کی جا چکی ہے اس میں ایل ڈی اے کو involve کر کے واقعی ان کو ختم کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ جو اوپر جوابات آئے ہیں ان سے یہ ظاہر ہو رہا ہے اور جیسے وزیر موصوف نے بھی فرمایا کہ ان کا کنٹرول نہیں، ایل ڈی اے نے کرنا ہے۔ تو پھر ان کو یہ چاہیے کہ ایل ڈی اے کے ساتھ بیٹھ کر، میٹنگ کر کے ایک فائنل پروگرام بنائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو لکھا ہے کہ کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو "ارادے" سے کا کیا مطلب ہے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میرے خیال میں جواب تھوڑا سا intermingle ہو گیا ہے۔ ارادہ رکھتی ہے حکومت۔ اس میں یہ ہے کہ کچھ بندے ایسے ہیں کہ جو مارکیٹ کے اندر بھی زرعی اجناس کے علاوہ باقی کوئی نہ کوئی جنرل سٹور ڈال لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر سبزی منڈی ہے، فروٹ منڈی ہے تو وہاں چھوٹی موٹی کریانے کی دکان ڈال لی یا کوئی کھوکھا لگا لیا۔ اس سلسلے میں مارکیٹ کمیٹی

والوں کو پورا اختیار ہے کہ ان کو نوٹس جاری کریں' ان سے خالی کروائیں ' ان کو جرمانہ کریں اور یہ سارا سلسلہ اپنی مارکیٹ کمیٹی کے اندر کر سکتے ہیں۔لیکن یہ جو ایل ڈی اے کی زمین والے معاملے میں میاں فضل حق نے کوئڈ سٹوریج کی نشان دہی کی ہے۔اس میں میں نے جو اپنی مجبوری ظاہر کی ہے' میرا خیال ہے کہ اس کو مد نظر رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! آپ معزز ممبر میاں صاحب کی اس offer سے فائدہ اٹھائیں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ آپ جب ایل ڈی اے سے میٹنگ کرتے ہیں تو میاں صاحب کو ساتھ annex کریں اور میرا خیال یوں لگتا ہے کہ ان کے بیٹھنے سے یہ مشکل حل ہو جائے گی۔

وزیر زراعت ، جناب والا! آپ کے حکم کی پوری بجا آوری ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں فضل حق صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ مشکل نہیں ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس اس کا کوئی حل موجود ہے ۔

وزیر زراعت، ٹھیک ہے جناب اس پر عمل ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میاں صاحب وزیر موصوف کے ساتھ بیٹھ کر یہ مسئلہ حل کروائیں ۔

وزیر زراعت ، جناب والا! آپ نے بڑی مناسب گائیڈ لائن دی ہے۔

میاں فضل حق ، جناب والا ! منڈی میرے حلقے میں ہے اور اس وقت جو لوگ ان کو چلا رہے ان کو گائیڈ کرنے کی ضرورت ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، مجھے تو یوں لگتا ہے کہ آپ ہی اپنے حلقے میں نہیں ہونے دے رہے ۔ چودھری صاحب! غور فرمائیں۔بات آ گئی ہے وہاں پر' ان کو شامل کیجیے یہ ہو جائے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا میرا ضمنی سوال ہے کہ منڈی ایکٹ کے خلاف منڈی میں جو کاروبار ہو رہا ہے کیا ان میں کوئی ایسے افراد بھی ہیں' جن کو لائسنس جاری کیے گئے ہیں۔ جو زرعی اجناس کا کاروبار بھی نہیں کرتے؛ اس میں لائسنس نمبر 905 ہے اور سبزی کی دکان نمبر 57 ' اسی طرح .....

جناب قائم مقام سپیکر ، یہ ٹیلی فون کی گھنٹی ہو رہی ہے ۔ کیا معزز اراکین اخلاقی طور پر یہ جرات

کریں گے اور بتائیں گے کہ میرے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی ہے؟

ایک آواز ، جناب والا گیلری سے آواز آئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، گیلری میں کوئی شخص ٹیلیفون لے کر نہیں جا سکتا۔ وہاں پر جانے سے پہلے ان کی تلاشی لی جاتی ہے' اس لیے وہاں ٹیلی فون نہیں جا سکتا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس بات کو بھی معزز ہاؤس کے بعض اراکین مذاق بنا کر ہنس رہے ہیں؟ کیا اس کے بعد آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کی کوئی بات جو یہاں سے approve ہو وہ کوئی اور بھی مانے۔ جی سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا میرا وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے یہ سوال ہے کہ منڈی ایکٹ کے خلاف منڈی کے اندر جو کاروبار ہو رہے ہیں کیا وہاں پر ایسے بھی افراد ہیں جن کو لائسنس جاری کیے گئے ہیں۔ لیکن وہاں پر وہ لوگ زرعی اجناس کا کام نہیں کرتے؟ جس میں لائسنس نمبر 905 ہے۔ یہاں سبزی کی دکان ہے' نمبر 57 ہے ۔ اسی طرح لائسنس نمبر 917 دکان نمبر 52 ہے۔ یہ سبزی کی دکان ہے۔لیکن وہاں پر پنکچر والا بیٹھا ہے۔ اسی طرح لائسنس نمبر 1293 بھی فروٹ کی دکان ہے لیکن وہاں پر حمام ہے ۔ جناب سپیکر اسی طرح ایسے ناموں پر بھی لائسنس جاری کیے گئے ہیں جن کا مارکیٹ میں وجود ہی نہیں۔ لائسنس نمبر 143 - 239 , 340 , 679 , 857 , 953 شامل ہیں ۔ جناب سپیکر یہ جو نام میں نے بولے ہیں ان کے اوپر دکان کا کوئی نمبر نہیں۔ اسی طرح خالی پلاٹ نمبر 56 ہے' کمشن ایجنٹ ہیں۔ ان کو بھی لائسنس جاری کیا گیا ۔ کیا وزیر موصوف ایسے لائسنس جو کہ خلاف قانون جاری کیے گئے ہیں ان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زراعت ، جناب سپیکر ! اگر کوئی خلاف قانون کارروائی ہوئی ہے ' غلط الاٹمنٹ ہوئی ہے یا غلط ناموں پر الاٹمنٹ ہوئی ہے تو اس کی پوری انکوائری کروائی جا سکتی ہے ۔ میں معزز رکن کو شامل کرکے ایک کمیٹی بنانے کے لیے بھی تیار ہوں۔ اگر کوئی غلط کام ہوا ہے تو اس کا پورا ازالہ ہوگا۔ جناب والا! دوسری بات جو انھوں نے یہ فرمائی ہے کہ کچھ لوگ زرعی اجناس کے علاوہ کاروبار کر رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس پر نوٹس وغیرہ جاری بھی ہوئے ہیں اور اگر معزز رکن چاہیں تو میں تفصیل بھی بتا دیتا ہوں۔ 12 نوٹس لاہور مارکیٹ کمیٹی نے جاری کیے ہیں اور اس پر پوری کارروائی ہو رہی ہے۔ اس کے باوجود اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو مزید انکوائری بھی کروائی جا سکتی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت آپ نے لائسنس فیس، مارکیٹ فیس کا ذکر کیا ہے۔ آگے رقم بھی بتائی ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت فی کوئنٹل آپ کتنی مارکیٹ فیس وصول کر رہے ہیں اور اس کے اندر کون سے چارجز شامل ہیں؟

وزیر زراعت ، جناب سپیکر ! میرے فاضل دوست نے بڑا ٹیکنیکل سوال پوچھا ہے ۔ جناب سپیکر مختلف اجناس پر مختلف فیس ہے مثلاً گندم، مونجی، چاول، میدہ، سوجی وغیرہ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ فیس ہے۔ اس پر ایک روپے فی کوئنٹل سو کلو گرام جسے کہتے ہیں، پہلے پچاس پیسے تھی اب یہ بڑھا کر ایک روپے فی کوئنٹل مارکیٹ کمیٹی وصول کرتی ہے اور سبزیات پھل تازہ یا خشک ہو پہلے کوئی 45 پیسے تھا جس کو بڑھا کر ایک روپیہ کر دیا گیا ہے ۔ چارہ جات کی فیس پہلے 25 پیسے تھی اب 50 پیسے ہو گئی ہے ۔ گوشت بکرا وغیرہ کی بھی فیس 50 پیسے سے بڑھ کر ایک روپیہ ہو گئی ہے ۔ یہ جناب والا اس کے اعداد و شمار ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا ! میرا سوال یہ تھا کہ جو مارکیٹ کمیٹی فیس ہم لے رہے ہیں اس میں دیگر چارجز جیسے ڈویلپمنٹ چارجز یا دوسرے چارجز ہیں وہ آپ کس شرح سے وصول کرتے ہیں؟ جیسے جب پچاس پیسے مارکیٹ فیس تھی تو اس وقت اس میں 15 پیسے ڈویلپمنٹ چارجز بھی شامل تھے اور 35 پیسے مارکیٹ فیس تھی اسی لیے میں نے پوچھا ہے کہ اب جب کہ یہ ایک روپیہ وصول کر رہے ہیں تو اس میں ڈویلپمنٹ چارجز کتنے ہیں؟

وزیر زراعت ، جناب سپیکر ! شیڈول میں کوئی خاص تبدیلی تو آئی نہیں۔ اب وزیر کوئی کمپیوٹر بھی نہیں ہوتا ۔ جو سوال پوچھا گیا ہے اس کا جواب بڑی تفصیل اور اعداد و شمار کے ساتھ دیا گیا ہے ۔ اب اگر کوئی مزید تفصیل چاہیے تو نیا سوال کریں میں اس کا بھی جواب دے دوں گا۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا یہ خاصاً اہم معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر ، میرے خیال میں یہ آخری ضمنی سوال ہے ۔بس، بہت ہو گئی ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 1990ء کے بعد آیا اس مارکیٹ میں کوئی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے؟ اسی کے ساتھ میرا یہ سوال بھی ہے کہ اس کا reserve fund کتنا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر ، سوال تو آپ ایک کریں' ضمنی سوال آپ پوچھ رہے ہیں۔

وزیر زراعت ، جناب سپیکر ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ضمنی سوال ہمیشہ سوال سے متعلقہ ہوتا ہے۔ جناب والا کو تو اس بات کا بڑا تجربہ ہے ۔ اب یہ پوچھنا کہ اس میں کتنی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے اور اس کا کل رقبہ کتنا ہے' یہ ساری باتیں وہ نہیں پوچھ سکتے ۔ جو سوال انھوں نے کیا ہے اس سے متعلقہ ضمنی سوال وہ پوچھ سکتے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا میری یہ گزارش تھی کہ مارکیٹ ایکٹ کے رول 63(1) کے مطابق مارکیٹ میں جتنی آمدن ہوتی ہے اس کا نصف لوکل کونسل یا کارپوریشن کو جاتا ہے ۔ اس حوالے سے میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اس کے reserve fund کتنے ہیں؟ 1990 ء کے بعد اس میں آمدن کتنی ہوئی ہے اور اس کے بعد .....

جناب قائم مقام سپیکر ، اس کے لیے تو آپ کو نیا سوال کرنا پڑے گا ۔ وزیر موصوف اس وقت تو اس کا جواب نہیں دے سکتے ۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا میرا ضمنی سوال ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر محکمہ زراعت ایک مارکیٹ کمیٹی تک ہی محدود ہے ۔ ایک سوال پر کتنے ضمنی سوال کیے جا سکتے ہیں اور اس سوال کو کتنا وقت دیا جائے گا؟ آگے بھی بہت اہم سوال ہیں ۔ دس منٹ سے یہی سوال چل رہا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ نے بجا فرمایا ہے' سعید اکبر خان آخری ضمنی سوال کر رہے ہیں ۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ آگے سوال ہی صرف ایک یا دو رہ گئے ہیں ۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں یہ فرمایا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت نے اس بارے میں ڈائرکٹر جنرل ایل ڈی اے کو لکھا ہے مگر ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ انھوں نے کب لکھا؟ کتنا عرصہ ہوگیا اور جواب نہ آنے پر انھوں نے کیا pursue کیا؟

وزیر زراعت، جناب والا میں اس کی روداد تو نہ سنانا چاہتا تھا۔ جناب والا نے ایگریکلچر کے بارے میں

جو شیڈول جاری کیا اس کے مطابق ہمارے سوالات کے جوابات 30 جون 1997ء کو آنے تھے۔ یہ کل یا پرسوں ' مجھے تو کل اطلاع ملی ہے۔ شاید پرسوں اسے تبدیل کردیا گیا ہو۔ جناب والا نے ملاحظہ فرمایا کہ اسے تبدیل کرکے 30 تاریخ سے اوپر لایا گیا ہے اور اس میں ہم دو سوالوں کے جواب پرنٹ بھی نہیں کروا سکے۔ اور وہ ہم نے ایسے ہی اپنے قلم سے لکھ کر جناب کی خدمت میں پیش کیے۔ جناب نے اجازت دے دی کہ ان کو لے آئیں اور جوابات آپ پڑھ سکتے ہیں۔ وہ ہم نے جناب کی اجازت سے دو سوال ہاتھ سے لکھ کر ساتھ لگائے ہوئے ہیں۔ اتنا وقت نہ تھا کہ ہم ان کو پرنٹ کروا سکتے۔ اس صورت حال میں جناب والا کو پتا ہی ہے کہ ایل ڈی اے والے بڑے مصروف لوگ ہیں۔ بڑے بادشاہ لوگ ہیں۔ ہم نے انھیں لکھا ضرور ہے۔ لیکن اس جلدی کی وجہ سے ہمیں ان کا جواب موصول نہیں ہوسکا۔ اس پر اگر وقت ملتا اور 30 تاریخ اگر جوابات آتے تو اس کا جواب ضرور آتا۔ یہ میں نے وضاحت عرض کردی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ مہربانی فرمائیں۔ بات بھی ان کی صحیح ہے کہ آپ نے کتنے ضمنی سوال کر لیے ہیں۔ کسی اور ممبر کو بھی موقع دیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ شاید چودھری صاحب میرا سوال سمجھ نہیں پائے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی نے کب ایل ڈی اے کو لکھا؟ میں نے یہ نہیں پوچھا کہ ان کا جواب آیا یا نہیں آیا۔ میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ان کو لکھا کب ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جائز سوال ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا جونہی ہمیں سوال موصول ہوا اس کے بعد ہی انفرمیشن کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے فوراً ایل ڈی اے کو لکھا کہ یہ انفرمیشن چاہیے' کیونکہ اسمبلی میں سوال آیا ہے۔ اب سعید اکبر خان ٹائم بھی پوچھیں گے کہ گیارہ بجے لکھا یا بارہ بجے لکھا۔ یہ سوال آپ دیکھ لیں' کتنے عرصے سے آتے ہیں اور اس پر وقت کتنا ملا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس معاملے کو آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ ایسے کریں کہ یہ آپ کسی وقت پوچھ کر کنفرم کرکے خان صاحب کو کسی وقت ویسے ہی بتا دیجیے گا۔

وزیر زراعت: خان صاحب کو confidentially بتادوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ہاں۔

وزیر زراعت، ٹھیک ہے جی۔

جناب سعید اکبر خان، میرا ایک اعتراض ہے ۔ وہ یہ کہ قانون اور رولز کے خلاف ایک غلط بات ہوئی۔ میرے ایک بھائی نے سوال کیا ۔ اگر کوئی اسمبلی کا ممبر سوال کرے گا تو وہ محکمہ کارروائی کرے گا ۔ ورنہ اس کو رولز کے تحت چلنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ اگر یہ بے قاعدگی کسی نے بھی کی میں نے یا کسی نے، وہ ایل ڈی اے سے ہوگئی تو اس تو اسی وقت کارروائی کرنی چاہیے تھی۔ میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ مجھے گیارہ بجے کا وقت بتائیں۔ میرا مقصد یہ ہے اور میں اس تاریخ سے یہ اخذ کرنا چاہتا ہوں کہ اس محکمے کی کارکردگی کیا ہے۔ اگر ایک غیر قانونی کام ہوتا ہے۔ تو اس پر یہ محکمہ ایکشن لیتا ہے یا نہیں لیتا۔ تاریخ کا مقصد یہ نہیں کہ یہ مجھے لکھ کر بتائیں گے کہ ہم نے گیارہ اپریل کو لکھا ہے نہیں۔ میں تو یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ کب الاٹ ہوا اور محکمے نے کب کارروائی کی؟ سہری صاحب نے مہربانی کی، سوال دیا۔ ان کی مہربانی ہے کہ محکمے کا یاد آیا۔ میں تو محکمے کی کارکردگی دیکھنا چاہتا ہوں کہ کب انھوں نے لکھا اور کیسے لکھا ہے؟ یہ میری درخواست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، عجیب اتفاق ہے کہ وزیر صاحب نے جو جوابات دیے ہیں۔ ان سوالات پر تو ویسے ہی تاریخ دی ہوتی ہے۔ کہ سوال کب پوچھا گیا اور کب اس کی ترسیل ہوئی؟ اور اگر اسی کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ بڑی آسان بات ہے۔ چودھری صاحب! خان صاحب نے جو بات کی ہے یہ دیکھیں کہ اس کی وصولی کی تاریخ 14-04-1997 ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو لکھا ہوگا ۔ وہ 14 یا 15 تاریخ کو یا 16 تاریخ کو لکھا ہوگا۔ کیونکہ وہ کارکردگی جاننا چاہتے ہیں۔ آپ پتا کرلیں۔ ان سے کنفرم کرلیں پتا چل جائے گا۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں ان کو بتا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ کو بتائیں گے۔ جی خواجہ محمد اسلام صاحب! میں یہ عرض کردوں کہ یہ اس پر آخری ضمنی سوال ہے۔ اس پر پہلے ہی بہت ضمنی سوالات ہوگئے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب والا حصہ (د) میں وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ لائسنس فیس-/15515 روپے ہے۔ مارکیٹ فیس-/3,10,490 روپے ہے۔ جبکہ ٹھیکہ سائیکل سٹینڈ-/21,90,424 روپے ہے اور اس کے ساتھ ٹھیکہ بیت الخلاء -/1,79,500 روپے ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ

اس جواب کے بعد کیا انھوں نے مارکیٹ کمیٹی کے سیکرٹری کی کوئی انکوائری کی ہے کہ جس کمیٹی کا سائیکل سٹینڈ کا ٹھیکہ -/21,90,424 روپے کا ہے جبکہ اس کی مارکیٹ کمیٹی کی فیس 3,10,490/- روپے ہے؟ یہ بات سمجھنے والی ہے کہ جہاں پر جتنے لوگوں کی آمد و رفت ہوتی ہے سائیکل سٹینڈ کا ٹھیکہ بھی اسی حساب سے ہے۔ اور جو مارکیٹ کمیٹی کی فیس ہے وہ بھی اسی حساب سے جنس پر ہے جتنی جنس آتی ہے۔ میں اتنا کہوں گا کہ اگر اس مارکیٹ کمیٹی کے سیکرٹری کی اگر انکوائری کروائی جائے تو اس میں لاکھوں روپے کا ہی نہیں' بلکہ تقریباً کروڑ روپے کا گھپلا نکلے گا۔ اس میں اگر وزیر موصوف چاہیں گے تو میں ان کی مشاورت کرنے کو تیار ہوں ۔ اور میں ان کا معاون ثابت ہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! پھر یہ ضمنی سوال کیا بنا؟ یہ تو آپ نے ایک تجویز پیش کی ہے۔

خواجہ محمد اسلام، سر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا انھوں نے اس جواب کے بعد اس مارکیٹ کمیٹی کے خلاف کوئی انکوائری کی کہ اس نے جواب میں یہ لکھا ہے کہ -/21,90,424 روپے سائیکل سٹینڈ کے ٹھیکے میں موصول ہوا ہے۔ اور مارکیٹ کمیٹی کی فیس صرف -/3,10,490 روپے ہے۔ اور ٹھیکہ بیت الخلاء -/1,79,500 روپے میں ہو مگر مارکیٹ کمیٹی کی فیس صرف تین لاکھ روپے جمع ہو یہ تو بڑی حیران کن اور سمجھ سے بالا تر ہے۔ اس کے باوجود بھی اس کے خلاف انکوائری نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب اس کی انکوائری کروائیں۔

وزیر زراعت، بہتر جناب۔ میں انکوائری میں ان کی مشاورت لے لوں گا۔ جناب والا! اگر اجازت دیں تو میں اس کی ذرا وضاحت کردوں۔ جناب والا! تھوڑا سا اس کے Rates میں بھی فرق ہے۔ یہ دیکھیں، ٹرک کے لیے -/5 روپے ہے۔ ٹریکٹر ٹرالی کے لیے -/5 روپے ہے۔ وہاں پر کوئی کار کھڑی کرے تو -/3 روپے ہے۔ وہاں صرف سائیکل ہی کھڑے نہیں ہوتے موٹر سائیکل بھی کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کے -/2 روپے ہیں۔ اس حساب سے اگر آپ مارکیٹ کمیٹی کی فیس دیکھیں تو وہ اگر فی کونٹل ایک روپیہ ہے۔ تو یہ شرح اتنی زیادہ ہے کہ اس سے زیادہ پیسے جمع کرانا میرے خیال میں کوئی اتنی غلط بات نہیں ۔ لیکن اگر اس کے باوجود میرے فاضل دوست مطمئن نہیں ہیں اور انھیں کوئی شکوک ہیں تو ہم انھیں اس میں شامل کرکے انکوائری کرنے کے لیے تیار ہیں۔ محکمہ کسی

بھی بات کو چھپانا نہیں چاہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شکریہ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! بہتر یہی ہوگا کہ اس سوال کو آپ اس کمیٹی کے سپرد کردیں جیسے میرے دوست نے بات کی ہے۔ میرے پاس یہ 13 اکتوبر 1996ء کا سابقہ ایجنڈا ہے کہ جس میں اسی محکمے نے جو جوابات دیے ہوئے ہیں۔ اور آج کا سوال جو زیربحث ہے یہ 11 جون 1997ء کا ہے۔ ان کے اندر انھوں نے جو نگرز دی ہیں اس میں فرق موجود ہے۔اور جو خواجہ صاحب نے خدشہ ظاہر کیا ہے اس کے اندر ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جب وہاں پر مارکیٹ کمیٹی نے سائیکل سٹینڈ بنایا ہی نہیں تو پھر وہاں کہاں پر قائم ہے؟ اس کو آپ نے کس قانون کے تحت ٹھیکے پر دیا ہے؟ کیا وہاں پر encroachment کرکے سائیکل سٹینڈ بنایا گیا ہے؟ جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے اور وزیر موصوف سے بھی کہ اس سوال کو اس کمیٹی کے سپرد کردیں۔ اس میں مالی معاملات بھی ہیں۔ اس کی scrutiny ہوسکے اور انصاف ہوسکے۔ شکریہ جی۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

میاں فضل حق، جناب والا میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پوائنٹ بڑا ہی relevant ہے۔ بنیادی طور پر وہاں سائیکل سٹینڈ کا نام و نشان تک نہیں، مگر سائیکل سٹینڈ کے نام پر ٹھیکہ ہوتا ہے اور اس نے آگے وہ جگہ لوگوں کو sublet کی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے میاں عمران سلہری نے تجویز دی ہے اس کے اوپر definitely refer ہونا چاہیے۔ آپ کمیٹی بنا دیجیے یا پھر ہماری جو ہاؤس کی کمیٹی ہے جیسے بنی ہوئی ہے یا کوئی سپیشل کمیٹی ہے۔ اس کی پوری پوری تحقیقات ہونی چاہییں کہ 21 لاکھ روپیہ ایک سائیکل سٹینڈ کے لیے، آپ اندازہ کیجئے کہ ممکن نہیں۔ اس کو انھوں یہ کیا ہوا ہے کہ سائیکل سٹینڈ کی بجائے آگے sublet کرکے دکانیں لگا دی ہیں۔ ٹریفک جام ہوتا ہے۔ وہاں سائیکل سٹینڈ ہے ہی نہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر صاحب کو ذرا بات کر لینے دیجیے۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر پہلے ہوتا ہے جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آپ اس بات پر جائیں گے تو۔ میں نے ابھی ان کے پوائنٹ آف آرڈر پر اپنی رولنگ ہی نہیں دی۔ پھر آپ کیسے پہلے بات کریں گے؟ یہ چودھری اقبال صاحب کو بات کر لینے دیجیے۔ ان کے بعد آپ بول لیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! آپ سے میری گزارش ہے کہ اس سوال کو پینڈنگ کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا' کیونکہ اس سوال کا جواب جناب والا کے سامنے بڑی تفصیل کے ساتھ پیش ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں اب کوئی کمی واقع نہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اگر یہ اس معاملے سے اس حد تک متفق نہیں ہیں کہ سائیکل سٹینڈ میں کوئی خرابی ہے' کوئی نگرز میں تفاوت ہے تو خواجہ محمد اسلام صاحب نے اس کا جو حل بتایا ہے اور ہمارے فاضل دوست میاں فضل حق جو اس حلقے سے ہیں۔ جناب عمران سلہری صاحب ہیں ان کی علیحدہ کمیٹی مقرر کر کے اس کی پوری تحقیقات کی جا سکتی ہے اور یہ جس شعبے میں بھی خرابی سمجھتے ہیں اس کی پوری تحقیقات کی جا سکتی ہے۔ مجھے محکمے کے ساتھ concede کرنے کی ضرورت ہے' نہ کوئی چھپانے کی اور نہ ہم ان کی ہم دردی کر رہے ہیں۔ لیکن جناب والا! جہاں تک سوال کے جواب کا تعلق ہے وہ چونکہ میں نے پڑھا بھی ہے' سپلیمنٹری سوالات کے جواب بھی دیے ہیں' اس لیے میرا خیال ہے آپ سوال کو pending نہ فرمائیں۔ انکوائری کے لیے کمیٹی مقرر کر دیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! آپ نے بجا فرمایا۔ چونکہ ارشد عمران سلہری صاحب نے ایک تجویز دی ہے اس پر انکوائری لازمی ہونی چاہیے' کیونکہ اس میں کافی مالی معاملات بھی involve ہیں۔ تو ایسا کرتے ہیں کہ آپ کے ساتھ انکوائری کمیٹی میں ارشد عمران سلہری صاحب' میاں فضل حق' چودھری صدیق سالار صاحب' جناب شاہد اکرم بھنڈر' خواجہ محمد اسلام کو شامل کرتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب! میں حیران ہوں کہ اگر کوئی ادارہ اپنی آمدن میں اضافہ کرے تو وہ بھی جرم' اگر کوئی ادارہ اپنی آمدن میں کمی کرے تو وہ بھی جرم۔ سبزی منڈی کی مارکیٹ کمیٹی نے کیا برا کیا ہے کہ اس نے لاکھوں روپے سائیکل سٹینڈ کے لیے جمع کر لیے' کہیں سے بھی کر لیے؟

جناب! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ ان کو خاموش کرائیں ورنہ میں بات نہیں کرنے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' میں نے اجازت نہیں دی۔ آپ بات کریں۔

چودھری محمد صدیق سالار، اس کے بعد ایک اور بات کہوں گا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر تو ہر ایک آدمی کے لیے کمیٹی بناتے اور انکوائری کراتے ہیں' وہاں موقع پر جا کر نہیں دیکھتے کہ میں نے ایک سیرشلغم لینے تھے' میں گیا' میں نے سائیکل رکھا' میں نے دو سیر آلو خریدے' میں چلا گیا؛ اسی طرح لوگ منڈیوں میں زیادہ آتے اور جاتے ہیں اس لیے ہماری سائیکلوں کی آمدن ان ٹھیکہ جات سے بڑھ جاتی ہے جو ٹھیکہ جات سرکاری طور پر نیلام ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' بجا ہے۔ میں اسی کمیٹی کے ممبران میں جناب سعید اکبر خان اور خواجہ سعد رفیق کو بھی شامل کرتا ہوں۔ جی فرمایئے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ آپ نے اس ہاؤس میں سے ایک انکوائری کمیٹی بنائی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کی رولز اور ریگولیشن میں کیا اتھارٹی ہوگی؟ وہ اس میں کیا سزا دیں گے؟ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو ان معاملات میں ملوث نہ کریں۔ میں آپ کی وساطت سے چودھری صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم ہے۔ یہ مالی معاملات ہیں وہاں کافی دیانت دار افسر ہیں' ان کے چیئر مین بھی بڑے دیانت دار افسر ہیں' یہ انکوائری ان کے سپرد کر دی جائے تاکہ اس کی انکوائری میں اگر کوئی رزلٹ آئے تو رولز میں ان کی ایک اتھارٹی بن سکے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہم اس کی انکوائری کریں گے' سفارشات دیں گے تو رولز میں اس کی کیا پوزیشن ہو گی؟ میری یہ عاجزانہ درخواست ہے کہ ہم اس کی انکوائری اسی حکومت کے ماتحت انکوائری ایجنسیز سے کیوں نہیں کروا لیتے اور ہم اپنے دامن پہ کیوں داغ ڈالیں کہ شاید ایم پی ایز نے کوئی انتقامی کارروائی کر لی؟ میری یہ تجویز ہے۔ کہ اگر آپ اس پہ غور کریں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، خان صاحب! میں نے یہ کمیٹی کا اعلان کردیا ہے اور جہاں تک آپ کے فرمانے کا تعلق ہے کہ ہاؤس کی کمیٹیز کی کیا پروویژن ہے یا اس کے کیا اختیارات ہیں تو؛ یہ روایات پہلے بھی رہی ہیں چونکہ ہاؤس کی سب کمیٹیز ابھی تک تشکیل نہیں پائیں۔ بے شمار ایسے questions کمیٹیز کو refer کیے گئے ہیں۔ یہ جو recommendation دیں گی۔ آپ بھی اس کے

ممبر ہیں۔ آپ یہ recommendation دے دیجیے کہ کمیٹی نے یہ recommendation کی ہے۔ اسی میں further محکمانہ کارروائی کے لیے کہہ دیں وہ زیادہ solid ہو جائے گا۔ جی خواجہ سعد رفیق! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

خواجہ سعد رفیق، میرا ایک سوال تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! آپ کے behalf پہ ہاؤس میں سوال پوچھ لیا گیا ہے' اس لیے وہ دوبارہ تو نہیں آسکتا۔

خواجہ سعد رفیق، ٹھیک ہے جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات اب ختم ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج کا وقفہ سوالات مارکیٹ کمیٹی اور کمیٹی بنانے میں ہی صرف ہو گیا۔ آگے جو سوالات کے جوابات ٹیبل کیے گئے ہیں ان میں کچھ سوالات ایسے ہیں جن کے جوابات غلط ہیں اور وہ اگر ہاؤس میں اب take up ہوتے تو اس کے متعلق سارا معاملہ سامنے آ جاتا۔ اب ٹیبل کرنے سے تو نہ ان پہ ضمنی سوال کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ بات سامنے آ سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا کیا خیال ہے کہ جو جوابات آئے ہیں وہ غلط ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان ، میری یہ گزارش ہے کہ باقی ماندہ سوالات کو کسی اور دن پر دوبارہ take up کیا جائے۔ آج کا سارا وقفہ ، سوالات صرف اس مارکیٹ کمیٹی کے گرد ہی رہا ہے۔ آپ خود اس بات کے گواہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر تو آپ کی نظر میں کوئی ایسے سوالات ہیں جن کے جوابات آپ کے نقطہ نظر سے غلط آئے ہیں تو ہم ان کو pending کر کے کسی اور دن میں لے آتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میرا سوال نمبر 372 ہے۔ اس کا جواب غلط ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جوابات غلط ہے تو ان سوالات کو پینڈنگ کر دیتے

ہیں ان کو محکمہ زراعت کی اگلی باری پر لے لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ جی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

کپاس پر سفید مکھی اور کالے مچھر کے حملے کا تدارک

6۔میاں عبدالستار۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

آیا کپاس پر سفید مکھی اور کالے مچھر کے سدباب کے لیے محکمہ زراعت ریسرچ نے کوئی تحقیقی کام کیا ہے اور کیا اس کا فائدہ براہ راست کاشت کار تک پہنچا ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)جی ہاں ! ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس کے ذیلی اداروں میں سفید مکھی کے موثر تدارک کے سلسلہ میں مختلف نئی زرعی ادویات اور ان کی مختلف مقدار خوراک پر اس سال تحقیقاتی کام ہوا ہے اور نتائج حوصلہ افزا رہے ہیں۔ یہ نتائج چونکہ ابھی صرف ایک سال کے تجربات کے ہیں۔ یہی تجربات اس سال کپاس پر پھر دھرائے جائیں گے اور دو سال کے نتائج کی روشنی میں سفارشات مرتب کی جائیں گی اور کاشتکاروں میں نشر کی جائیں گی۔جہاں تک کالے تیلے کے تدارک کا تعلق ہے اس پر پہلے ہی تحقیقاتی کام ہو چکا ہے اور سفارشات مرتب کی جا چکی ہیں اور زمینداروں میں مختلف ذریعے سے تشہیر کی جا رہی ہیں۔ جو کاشتکار حضرات ان پر عمل کر رہے ہیں۔ کالے تیلے کا موثر تدارک کر رہے ہیں اور بہتر پیداوار حاصل ہو رہی ہے۔ نتائج تجربات و سفارش کردہ زرعی ادویات کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

آموں کے بٹور پر قابو پانے کے اقدامات

7۔میاں عبدالستار۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

آموں کے بٹور پر قابو پانے کے لیے محکمہ زراعت شعبہ تحقیق نے کیا اقدامات کیے ہیں اور کس طرح کاشت کار کو اس کا براہ راست فائدہ پہنچایا ہے؟

***(تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)بٹور آم کا ایک نہایت مہلک مرض ہے جو پاکستان کے علاوہ بھی کئی دوسرے ممالک میں پائی جاتی ہے۔ دنیا میں اس پر بہت سی تحقیقی کاوشیں ہوئی ہیں۔ لیکن ابھی تک سائنس دان اس کے سبب پر متفق نہیں لیکن غالب امکان ہے کہ اس بیماری کا سبب ایک Fusarium نامی پھپھوند ہے۔ اگرچہ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ میں اس پرکوئی علیحدہ پروجیکٹ نہیں چلا۔ مگر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں اس پراجیکٹ پرکام ہو رہا ہے۔ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں اس پر جو کچھ تحقیقات ہوئی ہیں۔ ان کے نتائج درج ذیل ہیں۔

1- fusarium۔ پھپھوند سے لیبارٹری میں نباتاتی بٹور کامیابی سے پیدا کیا جا چکا ہے۔ مگر پھولوں پر اس سے بٹور پیدا کرنے میں کامیابی نہیں ہو سکی۔

2۔ یہ بیماری پودوں میں نسل در نسل منتقل ہوتی ہے۔ اگر بیمار پودوں پر پیوند کاری کی جائے یا بیمار پودے سے شگوفہ آنکھ bud لی جائے تو پھپھوند نئے پودے میں منتقل ہو جاتی ہے۔ لہذا تندرست پودوں پر گرافٹنگ(Grafting) کی جائے اور تندرست پودے سے ہی آنکھ لی جائے۔

3۔ پودوں کی مناسب کانٹ چھانٹ شاخ تراشی کی جائے متاثرہ ٹہنی کو 6 تا 9 تا12 انچ تندرست ٹہنی کو کاٹ دیا جائے۔ نیز سرعت پذیر پھپھوند کش ادویات کا سپرے کیا جائے۔

4۔ بہت زیادہ متاثرہ پودے تلف کر دیے جائیں۔

5۔ باغات کی داغ بیل سائنسی بنیادوں پر کی جائے۔ صرف تندرست پودے لگائے جائیں اور بعد میں پودوں کی مناسب دیکھ بھال کی جائے' کھادیں وغیرہ مناسب مقدار میں دی جائیں' بوقت ضرورت پودوں کی کانٹ چھانٹ اور شاخ تراشی کی جائے تو کافی حد تک بیماری کے اثرات کم کیے جا سکتے ہیں۔ مندرجہ بالا اقدامات کی ہر طرح سے مثلاً ریڈیو' اخبارات' اشتہارات' زمینداروں کے اجلاس نیز سڑکوں کے ساتھ ساتھ برجیوں پر تشہیر کی جاتی ہے۔ نیز باغبان حضرات کو عملی تربیت بھی دی جاتی ہے اور بہت سے کاشتکار حضرات ان پر عمل کر کے بہتر پیداوار حاصل کر رہے ہیں۔

غیر معیاری زرعی ادویات کی پرکھ

8۔میاں عبدالستار۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال1996ء میں غیر معیاری زرعی ادویات فروخت کرنے پر بہاول پور ڈویژن میں کتنے

مقدمات قائم ہوئے۔

(ب) غیر معیاری زرعی ادویات کو پرکھنے کے لیے محکمہ زراعت نے کتنے نمونہ جات حاصل کیے اور کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)

(الف) سال1996ء میں بہاولپور ڈویژن میں غیر معیاری زرعی ادویات فروخت کرنے پر کل 32 مقدمات قائم ہوئے جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

ضلع بہاول پور	9
ضلع بہاول نگر	16
ضلع رحیم یار خان	7

(ب) غیر معیاری زرعی ادویات کو پرکھنے اور ان پر کارروائی کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

نمبر شمار	سال 1996ء تا اپریل 1997ء	بہاولنگر	بہاول پور	رحیم یار خان	ڈویژن
1۔	جتنے نمونے لیے گئے	118	110	147	375
2۔	جتنے نمونے لیبارٹری بھیجے گئے	118	110	147	375
3۔	لیبارٹری سے جتنے نتیجے موصول ہوئے۔	115	107	144	366
4۔	نمونے جو لیبارٹری سے پاس ہوئے۔	99	98	137	334
5۔	نمونے جو لیبارٹری سے غیر معیاری قرار دیے گئے۔	16	9	7	32
6۔	نمونے جن کا عدالت میں مقدمہ دائر ہوا۔	16	9	7	32

زرعی تحقیقی سینٹرز کی تحقیق

10۔میاں عبدالستار۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

بہاول پور ڈویژن میں موجود ایگریکلچر ریسرچ سینٹرز کی تعداد اور نوعیت کیا ہے اور 1996ء میں ان کی کارکردگی کیا تھی ان سے کاشت کاروں کو براہ راست کیا فائدہ پہنچا؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال) بہاولپور ڈویژن میں ایگریکلچر ریسرچ سینٹرز کی تعداد 14 ہے جن کی نوعیت غیر ترقیاتی ہے اور علاقے کی مختلف معلومات کے مختلف شعبوں میں کام ہو رہے ہیں۔ 1996ء میں ان سینٹروں کی کارکردگی اور زمینداروں کو پہنچنے والے فوائد کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں۔ تحاریک استحقاق آج ہیں ہی کوئی نہیں۔ تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔

(اس مرحلے پر میاں عثمان ابراہیم ایم پی اے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 8 میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ میاں ستار صاحب! ایک منٹ' کل سے یہ بڑی confusion ہو رہی ہے' کیونکہ ہمارے اس معزز ایوان میں دو میاں عبدالستار آ گئے ہیں۔ تو میاں عبدالستار صاحب فرام رحیم یار خان۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چک نمبر 4- پی تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کے زرعی تحقیقاتی-----

جناب چیئرمین: جناب رانا ثناء اللہ خان۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ آپ نے جس مسئلے کی نشان دہی کی ہے کہ ہاؤس میں دو میاں عبدالستار آ گئے ہیں تو اس کا ایک خوب صورت حل یہ بھی ہے کہ آپ ان میں سے ایک کو منسٹر بنوا دیجیے۔

***(تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

جناب چیئرمین، اس کا ایک حل یہ بھی ہے کہ ایک میاں عبدالستار کو سنیئر بنا دیں' ایک میاں عبدالستار کو جونیئر بنا دیں۔ جناب چودھری محمد اعظم۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب! ایک کو میاں عبدالستار لاہوری پکارا جائے اور دوسرے کو میاں عبدالستار رحیم یار خانی پکارا جائے تو میرا خیال ہے کہ سنیئر جونیئر سے یہ بہتر رہے گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ میاں عبدالستار صاحب فرام رحیم یار خان۔ جناب میاں عبدالستار آپ continue کریں۔جناب سعید اکبر، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، سر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ آپ نے ایک اہم نکتہ کی نشان دہی کی ہے کہ دو میاں ستار ہیں۔ان کو میاں ستار بی۔اے کہہ دیا کریں کہ ان کو شوق ہے کہ بی۔اے تک qualification ہو۔

جناب چیئرمین، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ میاں عبدالستار صاحب۔

زرعی تحقیقاتی ادارے کی جانب سے کچی بستی کو خالی کرانے سے مکینوں میں خوف و ہراس

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چک نمبر 4/P تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کے زرعی تحقیقاتی ادارے کے ایک سرے پر عرصہ دراز سے ایک ناممکن چالیس گھروں پر مشتمل بستی موجود ہے۔ جہاں پر لوگوں کی تیسری نسل اس وقت آباد ہے۔ جہاں پر مسجد موجود ہے۔ آدھے سے زیادہ گھر پکے ہیں۔ کئی دفعہ صاحب اقتدار لوگوں نے ان سے کچی آبادی declare کرنے کا وعدہ کیا۔ مگر جب بھی نئی حکومت آتی ہے ریسرچ سینٹر کے انچارج انھیں خالی کرانے کی تگ و دو میں لگ جاتے ہیں۔ اب پھر یہی صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ جس سے پورے علاقہ میں خوف و ہراس پیدا ہوا ہے۔ لہذا ایوان کی کارروائی معطل کر کے فوری اہمیت عامہ کے اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

اگر اجازت دیں تو اس سلسلے میں میں دو لفظ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ نے تحریک التوائے کار پیش کر دی ہے۔ پہلے لاجنسٹر صاحب جواب دے دیں۔

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجہ)، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! زرعی تحقیقاتی ادارہ چک نمبر 4/P خانپور ضلع رحیم یار خان کے ایک سرے پر عرصہ دراز سے کچی آبادی ہے جس میں صرف بارہ گھر آباد ہیں اور دو کے سوا تمام مکان کچے ہیں۔اس بستی میں کوئی کچی یا پکی مسجد نہیں ہے۔ 1986ء میں اس وقت کے وزیر اعظم محمد خان جونیجو اور وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں محمد نواز شریف کے پانچ نکاتی پروگرام " جناح آبادی سکیم" کے تحت نزدیکی موضع موتی تھل میں سات سات مرلہ کے پلاٹ ان مکینوں کو بلامعاوضہ حکومت کی طرف سے الاٹ کیے گئے تھے۔ لیکن یہ لوگ وہاں نہیں گئے، بلکہ یہیں ریسرچ سینٹر کی زمین پر ناجائز طور پر قابض ہیں۔ امسال بحوالہ چٹھی نمبری 148-159/4 dated 17-3-97 کے تحت ان مکینوں کو تحریری طور پر کہا گیا تھا کہ آپ محکمے کی زمین خالی کر دیں۔ کیونکہ ان مکینوں کے مویشی اور اہل خانہ کے افراد ریسرچ سینٹر کی فصلات کا نقصان کرتے رہتے ہیں جس سے پیداوار کم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی قسم کی ایسی کارروائی نہیں کی گئی جس سے خوف و ہراس پھیلا ہو۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ تحریک التوائے کار کے متن میں محرک نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ افراد محکمے کی سرکاری زمین پر ناجائز طور پر قابض ہیں۔ اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کو وہاں سے dislocate کرنے کے لیے محکمے کی طرف سے کارروائی اس لیے کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ محکمے کی زمین پر ناجائز طور پر قابض ہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ کتنے عرصہ سے قابض ہیں۔ اس کے ساتھ ہی جناب سپیکر! ابھی تک اس آبادی کو کچی آبادی declare نہیں کیا گیا۔ اگر حکومت اس آبادی کو کچی آبادی declare کر دیتی ہے تو محکمہ ان کو وہاں سے dislocate نہیں کرے گا۔ اب بھی معزز ممبر سے میری گزارش ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق، جس طرح حکومت بے زمین کسانوں کو زمین دینے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کے پاس مکانات نہیں ان کو مکان دینے کے لیے زمین الاٹ کی جا رہی ہے۔ اگر انہی سکیموں کے تحت یہ لوگ accommodate ہو جاتے ہیں اور جس طرح حکومت نے پہلے ان کو سات سات مرلے کے پلاٹ الاٹ بھی کیے تھے۔ لیکن یہ وہاں پر منتقل نہیں ہوئے تھے۔ اگر ان کو حکومت متبادل جگہ دے دیتی ہے تو یہ وہاں پر منتقل ہو جائیں یا ممبر مذکور

حکومت سے اس امر کی سفارش کروائیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے اس بات کے احکامات لے لیں کہ اس آبادی کو کچی آبادی declare کر دیا جائے تو محکمہ انھیں dislocate نہیں کرے گا۔ لیکن جب تک اس کو کچی آبادی declare نہیں کیا جاتا' محکمے کا claim اپنی زمین پر موجود رہے گا۔ لیکن اس مسئلے کو نپٹانے کے لیے اور ممبر موصوف نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے۔ ان کے پیش نظر جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی بھی شخص کے خلاف کوئی بھی غیر قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت کے بعد اگر ممبر مذکور اس آبادی کو کچی آبادی declare کروانے کے لیے' ان کو متبادل جگہ ان کی مرضی کے مطابق' ان کی ضرورت کے مطابق دلوانے کے لیے کوئی کوشش کریں گے تو میں ان کے ساتھ مکمل طور پر تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن یہ بھی یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف کوئی غیر قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب! انھوں نے بڑی اچھی یقین دہانی کرائی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس یقین دہانی کو قبول کریں گے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، میں اس سلسلے میں گزارش کرتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ میرے گھر سے صرف ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔ وہاں جو مسجد بنی ہوئی ہے اس میں جمعہ ہوتا ہے۔ گھر بھی کم از کم 30/40 سے زیادہ ہیں۔ ان کو جو الاٹ منٹ آرڈر ملے تھے۔ وہ لوگوں نے اس وقت بھی وصول نہیں کیے تھے۔ تو میری وزیر قانون سے یہی عرض ہے کہ اس کو کچی آبادی declare کر دیں۔انھوں نے ہی کرنا ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب نے ہی کرنا ہے۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب! انھوں نے کہا ہے کہ کچی آبادی declare نہیں کی جا سکتی۔ ایک طریق کار ہے۔ یہ اس پر fit نہیں ہوتی۔دوسرے شاید آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ کسی جگہ پہ ناجائز قبضہ کرنے کے بعد وہاں مسجد نہیں بنا سکتے۔ آپ کسی بھی عالم سے فتویٰ لے لیں ناجائز جگہ پر قبضہ کر کے آپ مسجد نہیں بنا سکتے۔ وہاں نماز بھی نہیں ہوتی۔

میاں عبدالستار، سر! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہ زمین ریسرچ سینٹر نے بعد میں لی ہے اور لوگ اس سے پہلے کے بیٹھے ہیں۔ لوگ ایک صدی سے زیادہ کے وہاں بیٹھے ہیں۔ کوئی آج کا قبضہ نہیں ہے۔ سر! میری پوری submission سن لیں ۔ جو ہاؤس فیصلہ کرے گا' جو وزیر قانون

صاحب کہیں گے، جو آپ کہیں گے میں اس سے اختلاف نہیں کرتا۔ گزارش یہ ہے کہ یہاں لوگ عرصہ دراز سے بیٹھے ہیں۔ ایک صدی سے لوگ بیٹھے ہیں۔ کوئی نئی بستی نہیں کہ کل قبضہ کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ کل قبضے والی بات نہیں خاصے گھر ہیں۔ یہ اس ریسرچ سینٹر کے بننے سے پہلے کے بیٹھے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

چودھری محمد صدیق سالار، مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے

بہت دیر سے سنتے ہیں کہ کچی آبادیاں مستقل ہوگئیں، ہو رہی ہیں۔ اب جن کی چھاتی میں زور ہے جہاں سرکاری زمین دیکھتا ہے وہاں گھر بنا لیتا ہے۔ اگر یہ رسم چل نکلی تو کوئی سرکاری زمین نہ بچ سکے گی۔ آئندہ اس چیز کو روکنا ہوگا۔ آئندہ کچی آبادی کے مکینوں کو اس بنا پر مالکانہ حقوق نہ دیے جائیں کہ انھوں نے گھر بنا لیے ہیں کیا ان کے باپ کی جگہ تھی کہ وہ خود گھر بنا لیتے ہیں؟ پرانے جو تھے ان کے سروے ہوئے۔ چالیس گھروں تک میاں محمد نواز شریف نے، پہلی حکومت نے ایک سو گھروں تک رکھا۔ نواز شریف کی مہربانی نے ہمارے صوبے میں چالیس گھروں تک کچی آبادیوں کو declare قرار دے دیا۔ جب چالیس گھروں والے اس کو declare نہیں کروا سکے یا اپنا سروے نہیں کروا سکے تو پھر یہ شک پڑتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ خیال رکھیں۔

جناب چیئرمین، دال میں کالا نہیں ہے۔ میاں صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ نے جس فراخ دلی کا مظاہرہ کل کیا تھا۔ آج اخبارات میں بھی آپ کی بڑی تعریف آئی ہے۔ اسی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ یہ تسلیم کر لیں۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، میں آپ کے احکامات کی تعمیل کرتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے۔ آپ یہ تصور کریں کہ آپ کے گھر سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر غریب لوگوں کے گھروں پر بلڈوزر چلیں اور آپ کیسے دیکھیں گے؟

جناب چیئرمین، میاں ستار صاحب! مسئلے کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے لاءمنسٹر نے برادرانہ تجویز دی ہے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، میری یہ گزارش ہے کہ اس کو کچی آبادی declare کروا دیں۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب! آپ کی یہ تحریک التوائے کار ویسے بھی نہیں بنتی۔ اگر accept کر بھی لی جائے تو دو گھنٹے اس پر بحث ہو گی۔ otherwise یہ recent occurence کا مسئلہ نہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ان کو متبادل جگہ الاٹ بھی کر دی گئی ہے۔ لیکن وہ وہاں پر شفٹ نہیں ہوئے۔ سات سات مرلے کے پلاٹ ہم ان کو دے چکے ہیں۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب اس کو اب ختم کرتے ہیں کہ آپ اس فراخ دلانہ آفر سے فائدہ اٹھائیں۔ وہ الاٹ منٹ آرڈرز حاصل کریں اور جو جگہ الاٹ ہوئی ہے۔ وہاں قریب ہی جگہ ہے ' اپنے مکان بنالیں۔ کوئی فرق نہیں پڑتا' وہاں مسجد بنائیں' جامع مسجد بنائیں۔ آپ کی مرضی ہے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، میری گزارش یہ ہے کہ 30/35 گھر ہیں۔ 6/7 کو الاٹمنٹ لیٹر issue ہوئے تھے ۔ یہ بات صحیح ہے وہ الاٹمنٹ لیٹر اب بھی میرے ساتھ ہیں تو لوگ وہاں شفٹ نہ ہوئے' لوگوں نے انکار کر دیا۔ اب پوزیشن یہ ہے کہ بلڈوزر وہاں گیا۔ میں نے وہاں request کر کے اس کو روکا ہے۔ پہلے ایک ایسا مسئلہ رحیم یار خان میں ہو چکا ہے کہ ڈیڑھ سو سال پرانے جن کے آباؤ اجداد کا قبرستان تھا وہ بھی ریسرچ سینٹر کی زمین تھی۔ تو وہاں انھوں نے بلڈوزر چلا دیا۔ کیا اس سے حکومت کی نیک نامی ہو گی؟

جناب چیئرمین، میاں صاحب ایسا کروا لیتے ہیں کہ جو پرانے آباد ہیں ان کا سروے کروا لیتے ہیں۔ ان کو الاٹ کرا دیں گے۔ تو آپ پریس نہیں کرتے ۔ شکریہ تو اسے dispose of کرتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! کچی آبادیوں کی بات ہو رہی ہے تو وزیر موصوف اس میں کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ دیں۔ محترمہ بےنظیر بھٹو کے دور میں کچی آبادی کے مالکان کو ان کی تصویر کے ہم راہ ان کو اسناد دی گئیں۔ پھر وٹو صاحب کے دور میں بھی ان کی تصویر کے ہم راہ ان کو وہ اسناد دی گئیں جس میں کہا گیا کہ آپ کو مالکانہ حقوق دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! حال ہی میں' کوئی دس پندرہ دن ہوئے ہیں' کچی آبادی فیڈریشن کی طرف سے دوسرے ممبران کو بھی لیٹر ملے ہوں گے' ہمیں بھی ملے ہیں کہ گورنمنٹ کی زمین پہ جو کچی آبادیاں ڈیکلیئر ہو چکی ہیں ان کو مالکانہ حقوق مل جانے چاہییں۔ ابھی تک کیوں نہیں ملے؛ وزیر موصوف اس میں کوئی اپنا پالیسی سٹیٹمنٹ دیں۔

جناب چیئرمین، جناب لاءمنسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ ایک جنرل سٹیٹمنٹ ہے۔ حکومت جن آبادیوں کو کچی آبادی ڈیکلیئر کرتی ہے پھر اس کے بعد اس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ان کو مالکانہ حقوق بھی دیے جائیں اور پھر وہاں پر دیگر سہولتیں بھی فراہم کی جائیں۔ اب میرے بھائی نے generally پوچھا ہے ' تو اگر یہ کوئی specific case بتائیں پھر تو بتایا جا سکتا ہے۔ پورے پنجاب میں تو بے شمار ایسی کچی آبادیاں ہوں گی جن کے متعلق اعلانات ہوئے۔ میں سابقہ حکومت کی بات نہیں کرتا۔ لیکن میں اپنی حکومت کی بات کرتا ہوں کہ اگر ہم نے کسی آبادی کو کچی آبادی ڈیکلیئر کیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو مالکانہ حقوق دینے کی کارروائی کو یقینی بنایا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، جناب سپیکر! میں کچی آبادیوں پر ہی بات کرنا چاہتا ہوں۔ جیسے مجھ سے پہلے راجا صاحب نے بھی کہا کہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کے منشور میں شامل ہے اور ہم جلد ہی ایک واضح پالیسی کا اعلان بھی کر رہے ہیں۔ ابھی کچھ کمیٹیاں بنا رہے ہیں جس میں نہ صرف پانچ مرلہ اور سات مرلہ سکیم دوبارہ شروع کی جائے گی' جیسے پہلے پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے کی تھی۔ میاں نواز شریف صاحب نے بھی اعلان کیا ہے اور پنجاب میں اکثر ایسی کچی آبادیاں ہیں جو میرے نوٹس میں بھی آیا ہے کہ ان کو مالکانہ حقوق بھی نہیں ملے اور ڈیکلیئر بھی نہیں ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ کسی بھی آبادی کو کچی آبادی ڈیکلیئر کرنے کے لیے قواعد ہوتے ہیں اور طریق کار ہوتا ہے اور ایک criteria ہوتا ہے۔ جب تک اس criteria کو پورا نہیں کیا جائے گا' یا اس کے اوپر نہیں اترے گا' اس وقت تک تو نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا ہم ایک جنرل سروے کروا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ جلد ہی واضح طور پر اس معاملے کو نمٹایا جائے گا۔

جناب چیئرمین، محمد سلطان عالم انصاری------ مولانا منظور احمد چنیوٹی! میں انھیں پہلے فلور دے چکا ہوں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب سپیکر! کچی آبادیوں کی بات ہو رہی ہے۔ میں اس معزز ایوان کی توجہ وزیر اعظم پاکستان کے اعلان اور پاکستان مسلم لیگ کے منشور کی طرف دلانا چاہوں گا جہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ کچی آبادیاں جہاں جہاں بھی ہیں ان کو مالکانہ حقوق بھی دیے جائیں گے اور اگر وہاں جگہ نہیں تو ان کو متبادل جگہ دی جائے گی۔ اس ضمن میں ایوان میں جو مسئلہ پیش آیا ہے میں اس کے

گئیں، کئی قیمتی جانیں ضائع ہوگئیں۔

جناب چیئرمین، آپ کل موجود نہ تھے تو آپ کی یہ تحریک التوائے کار کل dispose of ہو چکی ہے۔ اب ہم اگلی تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب، تحریک التوائے کار نمبر 9۔

گھڑ دوڑ کی وجہ سے ٹریفک کے نظام میں رکاوٹ

جناب شاہد محمود بٹ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 4 مئی 1997ء کو گوجرانوالہ سیالکوٹ روڈ پر ضلع ٹیکس سیالکوٹ کی چیک پوسٹ سے ڈسکہ BRB نہر پل تک گھوڑوں کی دوڑ پر شرطیں لگی تھیں ۔ جس کی وجہ سے ٹریفک کا نظام درہم برہم ہوگیا تھا ۔ تمام ٹریفک رک گئی تھی ۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو سخت پریشانی لاحق ہوئی تھی اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ جس جگہ سے گھوڑا دوڑ شرط شروع ہوئی وہاں پر قیام اوطھیاں ہے جہاں ہر وقت پولیس بھی تعینات ہے ۔ ٹریفک کا نظام درہم برہم ہونے سے لوگوں کے دلوں میں غم وغصہ اور اضطراب و اشتعال پر مبنی جذبات بھی پیدا ہوئے ۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو کچھ وقت کے لیے ملتوی کیا جائے۔

جناب چیئرمین، شاہد محمود بٹ صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ آپ نے تحریک التوائے کار ہاؤس میں پیش کر دی۔ اب جناب لاءمنسٹر اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس تحریک کے بارے میں ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے اسسٹنٹ کمشنر ڈسکہ سے ایک رپورٹ حاصل کی۔ جس کے مطابق مورخہ 4۔ مئی 1997ء کو سیالکوٹ گوجرانوالہ روڈ پر ریس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ریس دن کے تقریباً ایک بجے شروع ہوئی۔ آغاز ریس موضع مسانیہ تحصیل ڈسکہ سے ہوا اور ڈسکہ بجانب گوجرانوالہ دو کلومیٹر کے فاصلے پر موضع رنجھائی کے قریب ختم ہوئی۔ گھوڑا ریس کی بابت منتظمین نے کوئی پیشگی اجازت حاصل نہیں کی تھی۔ ریس کا آغاز علاقہ تھانہ بھیاں والہ تحصیل ڈسکہ میں آتا ہے۔ جناب سپیکر! اس کے بعد جب یہ واقعہ ہماری مقامی ضلعی انتظامیہ کے نوٹس میں آیا کہ ہائی وے پر ایک ریس کا انعقاد بغیر کسی اجازت کے غیر قانونی طور پر کیا گیا ہے تو ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے ایس ایس پی سیالکوٹ کو تحریر کیا کہ وہ کیس ہذا کی نسبت ضروری قانونی کارروائی کریں۔ جناب سپیکر! یہ تو وہ کارروائی تھی جو مقامی طور پر ضلع کی انتظامیہ نے فوری طور پر کی۔ اس

پیش نظر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ سرکاری محکموں کی رپورٹوں کو معزز اراکین اسمبلی کی statements پر یہاں دی جاتی ہیں فوقیت نہیں دینی چاہیے۔ اب خود اپنے علاقے کے متعلق میں عرض کروں گا کہ جو حقیقت موقع پر ہے' جتنے لوگ وہاں پر بیٹھے ہوئے مختلف علاقوں میں کچی آبادیوں کی صورت میں' ان کے متعلق آفیشل ریکارڈ حقیقت کے مطابق تیار نہیں ہوتا۔ وہاں اور بہت سے ایسے معاملات بیچ میں آتے ہیں' بہت سی ایسی چیزیں درمیان میں آتی ہیں جن کا میں یہاں ذکر نہیں کرنا چاہتا۔ مثال کے طور پر کرپشن ہے۔ جو شخص oblige کر سکتے ہیں ان کے نام وہاں درج کر لیے جاتے ہیں' باقی کے درج نہیں کیے جاتے۔ تو میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا اور وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو اس میں سروے کیا جا رہا ہے۔ جو اس سلسلے میں کارروائی کی جانی ہے اس میں معزز اراکین اسمبلی کی رائے کو اور وہ جو واقعات بیان فرماتے ہیں اس کو اہمیت دی جائے اور حقیقت کے مطابق اس میں فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین، وہ حکومت کی پالیسی سے متعلق یقین دہانی کرا چکے ہیں۔ آپ ان سے رابطہ کر لیں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، مہربانی۔

جناب چیئرمین، مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! آج ایک تحریک التوائے کار پیش کرنے کے لیے میں نے سپیکر صاحب سے درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ----

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟ کس بات پر بولنا چاہتے ہیں؟ ---- آپ ایسے پیش نہیں کر سکتے۔ آپ پہلے قاعدے کو معطل کروانے کے لیے ہاؤس سے اجازت لیں۔ اس میں ہاؤس کی اجازت لینی ضروری ہوتی ہے۔ مولانا صاحب! آپ کی تحریک کا نمبر کیا ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، نمبر 4 ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کل موجود نہ تھے۔ یہ dispose of ہو چکی ہے۔ آپ دوبارہ دے دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب' مسئلہ تو جوں کا توں ہے۔ پل ہمارا ٹوٹا ہوا ہے' کئی بسیں گر

کے علاوہ، جس طرح میرے بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ یہ خبر اخبارات میں بھی چھپی اور اخبارات میں سرخیاں لگیں کہ یہ غیر قانونی ریس انتقاد پذیر ہوئی ہے۔ تو اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے محکمہ داخلہ نے انسپکٹر جنرل پولیس کو ہدایت جاری کی کہ سڑکوں اور ہائی ویز پر مناسب نگرانی رکھی جائے اور ایسی ہر قسم کی سرگرمیوں کو روکا جائے جن سے ٹریفک کے نظام میں خلل پڑ سکتا ہو۔ جناب سپیکر! اس وقت اس سلسلے میں جو بھی کارروائی ہو چکی ہے ہم نے اس کی رپورٹ منگوائی ہوئی ہے اور مقدمہ درج ہوا ہے، یا جو بھی قانونی کارروائی اس وقت تک ریس کے منتظمین کے خلاف ہوئی ہے اس کا ریکارڈ جونہی موصول ہوگا میں جناب کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ لیکن جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ بات نہیں کہ حکومت نے اس بات کا نوٹس نہیں لیا۔ مقامی انتظامیہ نے بھی نوٹس لیا ہے، ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی نے، اور اس کے علاوہ محکمہ داخلہ نے بھی اس بات کا نوٹس لیا ہے اور یہ بات حکومت کے نوٹس میں ہے۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ کے لیے اس قسم کی غیر قانونی کارروائیوں کے سدباب کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں گے۔

جناب چیئرمین، اچھا ایک بات جناب شاہد محمود بٹ صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کی ہے کہ جہاں سے یہ ریس شروع ہوئی ہے وہاں پولیس بھی تعینات تھی۔ تو خاص طور پر وہاں جو پولیس تعینات تھی اس کے خلاف ایکشن ضرور لینا چاہیے۔ شاہد محمود بٹ صاحب! ٹھیک ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں یہ بات دوبارہ دہراؤں گا کہ لاءمنسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ ریس ادھر ہوئی ہی نہیں اور جس جگہ کا یہ بتا رہے ہیں۔ میں اس وقت موجود تھا۔ میں گوجرانوالہ سے سیالکوٹ ڈی۔ سی صاحب کے پاس جا رہا تھا۔ ادھر ہماری ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کی میٹنگ تھی۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ ریس نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین، شاہد محمود بٹ صاحب! انھوں نے کہا ہے کہ ریس ہوئی ہے۔ انھوں نے تسلیم کیا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! وہ جگہ کوئی اور بتا رہے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! رپورٹ میں جو جگہ بتائی گئی ہے وہ میں نے بتائی ہے۔ ریس ہوئی ہے۔ آدھا میل آگے ہوئی ہوگی یا آدھا میل پیچھے اور اس کے خلاف ہم کارروائی کر رہے ہیں۔ میں نے

تسلیم کیا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں آپ سے صرف یہی عرض کروں گا کہ وہ مجھے دوبارہ بتا دیں کہ وہ ریس کس جگہ ہوئی ہے؟ میں تھوڑا سا یہ clarify کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شاہد محمود بٹ صاحب مسئلہ یہ نہیں کہ کس جگہ ریس ہوئی ہے۔ مسئلہ یہ تھا کہ ریس ہوئی ہے اور اس کا انتظامیہ نے باقاعدہ نوٹس لیا ہے اور خاص طور پر آپ نے اپنی تحریک التوائے کار میں جس چوکی کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں بھی میں نے انھیں کہا ہے کہ وہاں تعینات پولیس کی جواب طلبی کریں کہ ان کی موجودگی میں ایسا کیوں ہوا ہے۔ کہیں ان کی سرکردگی میں یہ ریس تو نہیں ہوئی؟ بہرحال جو بھی شخص ذمہ دار ہو گا' جس نے اس ریس کی اجازت دی ہو گی' اس کو یقیناً He will be taken to task۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ مجھے اس بارے میں تین چیزیں بتا دیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ شرط لگوائی کس نے تھی؟ دوسری یہ ہے کہ اب آپ کہہ رہے ہیں کہ انتظامیہ اس بارے میں کارروائی کر رہی ہے' چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ڈی۔ ایس۔ پی کا دفتر ہے۔ جس جگہ سے ریس شروع ہوئی ہے وہاں پولیس چوکی ہے۔ ضلع کی چیک پوسٹ بھی ہے۔ اے' سی صاحب کا دفتر بھی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ جو ہماری ٹریفک والی موبائل ٹیم ہوتی ہے اس کا کام ہوتا ہے کہ ہر وقت جی۔ ٹی روڈ پر موبائل گشت کرنا۔ یہ تینوں ایجنسیاں بھی ساتھ ساتھ ہیں تو پھر بھی جی۔ ٹی روڈ پر اگر کسی نے ریس لگوائی ہے تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ کون سی اتنی بڑی اتھارٹی ہے کہ جو ان تینوں ایجنسیوں سے بھی زیادہ پاور فل ہے اور جی۔ ٹی روڈ پر یہ کام کروا رہی ہے۔ یہی میری گزارش ہے۔ یہ مجھے جب مرضی بتا دیں۔

جناب چیئرمین، جناب لا منسٹر! یہ ان کا پوائنٹ valid ہے۔ آپ ensure کروائیں کہ کس ایجنسی نے یہ ریس arrange کروائی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے ایس۔ ایس۔ پی سیالکوٹ کو لکھا ہے کہ اس سلسلے میں کارروائی کریں۔ میں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کی تھی کہ جو بھی کارروائی ہو گی اس سے آپ کو آگاہ کیا جائے گا۔ یہ میں نے گزارش کی تھی۔ اب یہ بات کہ وہاں پر کس اتھارٹی نے ایسا کیا ہے۔ تو یہ ایک غیر قانونی کام ہے اور اگر ایک غیر قانونی کام ہوا ہے تو اس کے پیچھے

چاہے جتنی بڑی اتھارٹی ہو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ یہ تو کوئی بات نہیں کہ اگر کوئی بہت اثر والا آدمی تھا تو اس کے خلاف کارروائی نہیں کی جائے گی۔ جس نے بھی یہ کام کیا ہے غیر قانونی کام تھا اور اس کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے اور پھر جو بھی کارروائی ہو گی میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، بہت بہت شکریہ۔ شاہد محمود بٹ صاحب! میرا خیال ہے کہ اب آپ اسے پریس نہیں کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، مہربانی جی۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، ہاں جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! وہ لاءمنسٹر سے یہ بات پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس طرح کی ریسیں ملک کے تمام حصوں میں ہوتی ہیں اور یہ کون سی وہ اتھارٹی ہے' انھوں نے جو ایک خاص جگہ کا ذکر کیا ہے ان سے مقصد یہ ہے کہ وہ پولیس کی تحویل میں' پولیس کی نگرانی میں اور ان سے پیسے لے کر ہوتی ہے۔ اس کی انکوائری کی جائے کہ وہ کون سی طاقت ہے جو ملک کے تمام حصوں میں اس طرح کی ریسیں پبلک روڈ پر لگواتی ہے۔ تو یہ سوال ہے کہ وہ اتھارٹی تلاش کریں کہ کس طاقت کے تحت ایسا ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین، جناب لاءمنسٹر نے اس کا جواب دے دیا ہے۔۔۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی! تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے میں صرف ایک منٹ ہے۔ تو اب چونکہ آپ کی تحریک التوائے کار کل آپ کی عدم موجودگی میں dispose of ہو گئی تھی۔ آپ فرما رہے ہیں کہ سپیکر صاحب نے اجازت دے دی تھی۔ تو جب سپیکر صاحب آئیں گے ان کی موجودگی میں کل آپ دوبارہ اجازت لے کر پیش کر سکتے ہیں ورنہ رولز کے مطابق آپ کو نئی تحریک التوائے کار دینی پڑے گی۔ تو تحریک التوائے کار کا وقت اب ختم ہوتا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ جی' محمد سلطان عالم انصاری فرمائیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب سپیکر! شاہد محمود بٹ صاحب کی طرف سے جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی میں اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب وزیر موصوف نے فرمایا کہ یہ جو ریس ہوئی ہے اس پر انکوائری کی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ یہ مسئلہ اب ختم ہو چکا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار کا وقت نہیں ہے۔ اب سرکاری کارروائی کا آغاز ہو چکا ہے۔ میں اناؤنس کر چکا ہوں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، بہت بہتر۔

جناب چیئرمین، بہت مہربانی۔ آپ بیٹھیں۔ ہاں جی' مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب! آپ نے توسیع لینی ہے؟

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جی۔

مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے' آپ تحریک پیش کریں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ صحافیوں کے لیے ضابطہ اخلاق مرتب کرنے کے لیے مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے (کیونکہ اس کی ابھی کارروائی جاری ہے)۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چیئرمین، جی راجہ جاوید اخلاص آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا؟

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ تحریک التوائے کار کے وقت میں ابھی 10 منٹ باقی رہتے ہیں اور دوسرا میرا نکتہ یہ تھا کہ یہ کوئی وقفہ سوالات نہیں ہے۔ ایجنڈے کے مطابق کارروائی چلنی چاہیے۔ یہ تو وقفہ سوالات کی طرح صرف ایک تحریک التوائے کار نمٹی ہے اور جو ایجنڈے کا بزنس ہے وہ ہر روز رہ جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، راجہ صاحب' آپ تو بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ تحریک التوائے کار کا وقت مقرر

ہے۔ تحریک استحقاق کا وقت مقرر نہیں ۔ تو آدھا گھنٹہ ہو چکا ہے۔ مجھے چونکہ سپیکر صاحب جاتے ہوئے کہہ گئے تھے کہ پونے بارہ بجے یہ وقت ختم ہو رہا ہے۔

راجہ جاوید اخلاص، ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین، اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ جی رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مسودہ قانون ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 1997 مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 2 ماہ کی توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

رانا ثناء اللہ خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مسودہ قانون تحلیل ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹی مصدرہ 1997 ، مسودہ قانون نمبر 9 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 2 ماہ کی توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چیئرمین، مولوی محمد سلطان عالم انصاری نے ایک تحریک پیش کی تھی اس میں ایک ماہ کی توسیع کی گئی ہے۔ سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ چونکہ بجٹ اجلاس ہے تو اس میں ایک ماہ کی بجائے 2 ماہ کی توسیع کر دی جائے۔(صحافیوں کے ضابطہ اخلاق کے بارے میں ایک ماہ کی بجائے 2 ماہ کی توسیع کی تحریک منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، مولوی صاحب اس میں اب 2 ماہ کی توسیع کی گئی ہے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، بہت بہت شکریہ۔

ہنگامی قوانین

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جناب چیئرمین، تو اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ جناب لاءمنسٹر آپ کچھ آرڈیننسز lay کریں گے۔ منسٹر فار لاء۔

ہنگامی قانون، دی پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مجریہ1997ء

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I lay:

" The punjab Irrigation and Drainage Authority Ordinance,.1997-

MR. CHAIRMAN: "The punjab Irrigation and Drainage Authority Ordinance, .1997-" has been laid on the table of the House. It is deemed to be a bill introduced in the House under rule 91, sub rule 6 of the Rules of Procedure. It is referred to the Special committee No .1 for report by 31st July, 1997.

.....Minister for Law

ہنگامی قانون، دی پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ بورڈمجریہ1997ء

MINISTER FOR LAW : Mr Speaker Sir, I lay:

" The punjab Agricultural Research Board Ordinance, 1997"

MR. CHAIRMAN: "The Punjab Agricultural Research Board Ordinance, 1997"has been laid on the table of the House. It is deemed to be a bill introduced in the House under rule 91, sub rule 6 of the Rules of Procedure. It is referred to the Special committee No .1 for report by 31st July, 1997.

.....Minister for Law

ہنگامی قانون نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن، مجریہ 1997ء

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I lay:

"The Nazaria-e-Pakistan Foundation Ordinace,1997"

MR. CHAIRMAN: " The Nazaria-e-Pakistan Foundation Ordinnce, 1997" has

been laid on the table of the House. It is deemed to be a bill introduced in the House under rule 91, sub rule 6 of the Rules of Procedure. It is referred to the Special committee No .1 for report by 31st July, 1997.

.....Minister for Law

قومی مالیاتی کمشن کی رپورٹ برائے سال 1996 کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I lay:

" The Report of the National Finance Commission for the year 1996"

MR CHAIRMAN: " The Report of the National Finance Commission for the year 1996"has been laid on the table of the House.

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین، یہ ایک قرارداد ہے ۔ جناب اعظم چیمہ صاحب! میرے خیال میں کل سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی بنائی تھی ۔ کیا آپ نے اسے اس میں discuss کر لیا ہے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! آپ کے سامنے ایک قرارداد پڑی ہے اور سپیکر صاحب نے اسے آج پیش کرنے کی اجازت دی تھی ۔ ایک متفقہ کمیٹی جناب وزیر قانون ، کوآپریٹیو منسٹر صاحب ، سعید اکبر خان اور میں محرک۔ ہم چاروں نے یہ متفقہ قرارداد دی ہے لہذا اب اسے پڑھنے کی اجازت دی جائے ۔

جناب چیئرمین، چیمہ صاحب ! کیا یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر نہیں آنے گی؟

چودھری محمد اعظم چیمہ ،جناب والا ! یہ کل پیش ہوئی تھی اور کمیٹی بنی تھی آج کے لیے سپیکر صاحب نے اجازت دی تھی لہذا آج اسے پیش ہونا ہے ۔

جناب چیئرمین، جی پیش کریں ۔

زرعی قرضوں پر نصف سود کی معافی

چودھری محمد اعظم چیمہ: شکریہ۔ اس معزز ایوان کی رائے ہے۔

" کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وزیر اعظم پاکستان کے اعلان کردہ زرعی پیکج کے مطابق زرعی قرضوں پر نصف سود کی معافی کے فیصلے پر فوری طور پر عمل درآمد کرایا جائے ۔ فصل خریف کے آغاز کے باعث یہ ضروری ہے کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی تاخیر ہو تو اصل رقم وصول کرے ۔ اس دوران بینکوں اور کوآپریٹیو بینکوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ کسانوں کو قرضے کی سہولت فراہم کریں۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

" کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وزیر اعظم پاکستان کے اعلان کردہ زرعی پیکج کے مطابق زرعی قرضوں پر نصف سود کی معافی کے فیصلے پر فوری طور پر عمل درآمد کرایا جائے ۔ فصل خریف کے آغاز کے باعث یہ ضروری ہے کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی تاخیر ہو تو اصل رقم وصول کرے ۔ اس دوران بینکوں اور کوآپریٹیو بینکوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ کسانوں کو قرضے کی سہولت فراہم کریں۔" جی وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے جو زرعی پیکج announce کیا تھا اس سلسلے میں پہلے ہی ہدایات جاری کر دی گئی تھیں کہ قرضوں پر سود معاف کیا جائے گا جس کے متعلق جناب اعظم چیمہ نے یہ قرارداد پیش کی ہے ۔ جناب والا! کل جناب اعظم چیمہ صاحب نے اس ہاؤس میں اس مسئلے کو اٹھایا تھا اور کل پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اور وہ یہ قرار داد لانا چاہتے تھے لیکن وہ جلدی میں دی گئی تھی اور آپ نے یہ حکم فرمایا تھا کہ اس کو re-draft کر کے ہاؤس میں پیش کیا جائے اور اس کے لیے ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی ۔ اس میں جناب اعظم چیمہ صاحب بھی تھے ، سعید اکبر صاحب تھے اور میں بھی تھا۔ ریونیو منسٹر کے ساتھ بھی اس سلسلے میں بات ہو گئی تھی ۔ تو جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر اسے اس ایوان کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ ایوان اگر اسے منظور کرتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وزیر اعظم پاکستان کے اعلان کردہ زرعی پیکیج کے مطابق زرعی قرضوں پر نصف سود کی معافی کے فیصلے پر فوری طور پر عمل درآمد کرایا جائے ۔ فصل خریف کے آغاز کے باعث یہ ضروری ہے کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی تاخیر ہو تو اصل رقم وصول کرے۔ اس دوران بینکوں اور کوآپریٹیو بینکوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ کسانوں کو قرضے کی سہولت فراہم کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب چیئرمین، اب ہم صوبے میں امن و امان کی صورت حال پر آتے ہیں ۔ اور اس پر بحث کا آغاز کرتے ہیں ۔ جو اراکین اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھیج دیں ۔ اس وقت میرے پاس دو چٹیں آئی ہیں اور وہ چودھری محمد صفدر شاکر اور محمد افضل خان صاحب کی ہیں تو میں سب سے پہلے جناب محمد صفدر شاکر سے گزارش کروں گا کہ وہ بحث کا آغاز کریں ۔ اور ہر مقرر کے لیے دس منٹ کا وقت مقرر ہے ۔

چودھری محمد صفدر شاکر، شکریہ ۔ جناب سپیکر! تین فروری کے عام انتخابات میں قوم نے مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں کو جو عظیم مینڈیٹ دیا ہے اس میں قوم نے ہمارے اوپر ایک یہ بھی ذمہ داری سونپی ہے کہ ہم اس ملک کے اندر اور اس صوبے کے اندر امن و امان قائم کریں کیونکہ جب تک کسی صوبے کے اندر اور کسی ملک کے اندر امن و امان قائم نہیں ہو گا تو نہ وہاں کے عوام سکون کی زندگی بسر کر سکیں گے نہ وہاں کے کاروباری حضرات سکون سے کاروبار کر سکیں گے بلکہ زندگی کا ہر شعبہ بے سکونی میں مبتلا ہو گا ۔ جناب سپیکر! میں یہ بات بالکل واضح کہتا ہوں کہ قوم کو ہم وہ امن و امان فراہم نہیں کر سکے جس کی قوم نے ہم سے توقع رکھی ہے اور اس میں بہتری صرف محرم کے بعد پیدا ہوئی ہے ۔ محرم کے دوران حکومت کی جو حکمت عملی تھی وہ ایک بہت کامیاب تھی اور اگر اسی حکمت عملی کو اپنا لیا جائے تو میں یہ بات یقین سے کہتا ہوں کہ یہ صوبہ امن کا گہوارہ بن جائے گا ۔

جناب سپیکر! امن و امان قائم کرنے کے لیے جو سب سے اہم ذمہ داری ہے وہ پولیس کی ہے ۔ میں یہ مانتا ہوں کہ پولیس کے اندر کچھ ایسے افسر بھی ہیں جو اس محکمہ کی بدنامی کا باعث بنتے

ہیں لیکن ایسے بھی افسر ہیں جو اپنے محکمے کی سربلندی کے لیے اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرتے ہیں جیسے پچھلے دنوں جناب محمد اشرف مارتھ ' ایس ۔ ایس ۔ پی گوجرانوالہ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور دیگر ایسے سپاہی ہیں جنھوں نے امن و امان کے لیے چوروں اور ڈاکوؤں کو پکڑنے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ دیا تو اس کے لیے میری یہ درخواست ہے کہ پولیس کے محکمے کو جدید اسلحہ سے لیس کیا جائے پولیس کو جب تک ہم ایسے آلات فراہم نہیں کریں گے امن و امان قائم نہیں ہو گا۔ مثلاً آج پولیس کے پاس جو اسلحہ ہے وہ بہت پرانا ہے اور جو ڈاکوؤں کے پاس جدید قسم کا اسلحہ ہے کہ ان سے مقابلہ نہیں ہو سکتا ۔ ہمارا سپاہی ایک گولی چلاتا ہے مگر مخالف طرف سے ایک برسٹ آتا ہے تو اس کے لیے پولیس کو جدید اسلحہ سے لیس کیا جائے۔ اور اس کو جدید گاڑیاں دی جائیں ۔جناب والا! وائرلیس سسٹم آج کے دور کے تقاضوں کے مطابق دیا جائے ۔ ہمارے دیہات کے تھانوں کے وائرلیس سسٹم کا فاصلہ دو میل سے آگے نہیں چلتا تو اس وائرلیس سسٹم پر دوسرے تھانوں کو کیسے اطلاع دیں گے کہ اس ملزم کو پکڑا جائے ؛

جناب والا! اس کے علاوہ پولیس کے اندر ہماری کارکردگی کا بھی عمل دخل ہے ۔ جناب سپیکر! آج میں اس ایوان میں اپنے حلقے کی بات کروں گا کیونکہ اگر کوئی افسر اچھا کام کرتا ہو تو اس کا نام ضرور لینا چاہیے ۔ جناب والا! تین فروری کے بعد میں نے حلقے کے ڈی ایس پی تاندلیانوالہ کے مسعود وڑائچ ' ماموں کانجن کے ایس ایچ او محمد اسلم لودھی اور ایس ایچ او گڑھ جناب محمد ظفر ۔ ان تینوں افسران کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کی اور ان سے کہا کہ قوم نے ہمیں مینڈیٹ دیا ہے اور ہم نے اپنے حلقے کے اندر امن و امان قائم کرنا ہے اور اس کے لیے میں آپ کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ میں کسی چور' کسی ڈکیت ' کسی ہیروئین فروش کی سفارش نہیں کروں گا لیکن اگر اس کے بعد میرے حلقے کے اندر کوئی چوری کی واردات ہوئی تو میں آپ کی شکایت جناب وزیر اعلیٰ اور جناب آئی جی کے سامنے پیش کروں گا۔ تو میں یہ بات فخر سے کہتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے آج میرا حلقہ امن کا گہوارا ہے بلکہ پچھلے تین سال کے اندر جو چوریاں ہوئی ہیں وہ بھی واپس آ رہی ہیں۔ جناب سپیکر ' میرے حلقہ کی پولیس کی اچھی کارکردگی ہے جو میں نے یہاں بیان کی ہے ۔

میری یہ تجویز ہے کہ دیہاتوں اور شہروں کے اندر امن کمیٹیاں قائم کی جائیں اور ان کمیٹیوں کو با اختیار بنایا جائے ۔ ان کی تجاویز پر عمل کیا جائے ۔ اور امن و امان کے قیام کے لیے وہ

کمیٹیاں جو تجویز دیں ان پر فوری طور پر عمل کیا جائے۔

دوسری میری یہ گزارش ہے کہ عدالتوں کے اندر مقدمات کا فوری فیصلہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ آج قتل اور ڈکیتیوں کے فیصلے سالہا سال تک چلتے رہتے ہیں۔ اور اس سے مجرم لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ ایک یا دو ماہ کے اندر ان کے فیصلے ہوں اور مجرموں کو قرار واقعی سزا ملے تاکہ یہ لوگ ایسے جرائم نہ کر سکیں۔ جناب سپیکر! میں انہی چند الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب چیئرمین، جناب محمد افضل خان۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر، یہ عام فہم بات ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی maintenance کے سلسلے میں ایک عام شہری کے اوپر بہت سارے فرائض ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو law enforcing agencies جس میں ہماری پولیس اور بیوروکریسی کا عمل دخل ہے ان کے اوپر یہ ایک دہری ذمہ داری ہے۔ اور اس ذمہ داری کے نبھانے میں ہم کس قدر کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ ہم سب جانتے ہیں۔ جناب سپیکر، ایک نئی حکومت کے لیے یہ اولین فرض ہے کہ ان حالات میں تبدیلی لائی ہے، ان حالات کو بہتر کرنا ہے اور اس سلسلے میں آپ کے توسط سے میں چند مشورے دینا چاہوں گا۔

پہلا یہ کہ بالخصوص پولیس میں اور باقی تمام محکمہ جات میں بھرتی کی پالیسی واضح نہیں۔ پولیس کے اندر سپاہی کو بھرتی کرنے کا نظام واضح نہیں۔ اور کوئی سلیکشن کا criteria شفاف نہیں۔ سفارشوں پر لوگ بھرتی ہوتے ہیں۔ اور سفارشی لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کو کسی کا سہارا ہے تو وہ کبھی بھی انصاف نہیں دے سکتے۔

اسی طرح بھرتی ہو جانے کے بعد ٹریننگ کا مرحلہ آتا ہے۔ ٹریننگ کے مرحلے میں بہت سی خامیاں ہیں۔ جو ہمیں دور کرنی ہوں گی اور ٹریننگ کو ایک practical شکل دینی ہوں۔ ٹریننگ کو اس طریقے سے ترتیب دینا ہوگا کہ ہم اس کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر دیں اور لوگوں کو چند فیلڈز میں سپیشلسٹ بنائیں نہ کہ ہم سب جنرل کیڈر کے لوگ تیار کریں۔ اسی طریقے سے پروموشن کے criteria میرٹ پر عمل نہیں ہوتا۔ اور جو میرٹ بنایا جاتا ہے اس کے اندر بہت کچھ ہوتا ہے اور سفارشیں چلتی ہیں۔ ہماری حکومت کو میرٹ کے اوپر خاص طور پر غور کرنا ہوگا۔ جناب سپیکر! زندگی کے کسی بھی شعبے میں جب تک competition نہ ہو جب تک supersession نہ ہو جب تک کسی

کو یہ خطرہ نہ ہو کہ میں promote نہیں ہوں گا ۔ وہاں اپنی efficiency کو بڑھا لینا بہت مشکل ہو جاتا ہے ۔ ہمارے موجودہ نظام میں ہر شخص اپنی باری کے مطابق promote ہو جاتا ہے ۔ جبکہ ہر promotion کے لیے کوئی امتحانی طریقہ ہونا چاہیے ۔ جس میں اس کی کارکردگی اور اس کی تعلیم کے معیار کو جانچا جائے اورکم از کم 30 فیصد لوگوں کو کسی بھی مرحلے پر پروموشن میں supersede کر دیا جائے ۔ تاکہ ہم ایک pyramid structure بنا سکیں۔ اور اوپر جانے کے لیے اپنے professionalism کو بہتر کرنے کی جستجو ہو اور جب وہ competition کے ذریعے اوپر جائیں تو کافی سارے لوگ ہر مرحلے پر چھانٹی ہوتے جائیں۔ جب کہ آج کل کے نظام کے اندر ہر شخص کسی سفارش کے ذریعے یا کسی اور ذریعے سے یا اپنی کارکردگی کے ذریعے اوپر چلا جاتا ہے ۔ اور پھر وہ سفارشوں کا سہارا لیتا ہے کہ کسی اہم عہدے پر تعینات ہو ۔ کرپشن کی ابتداء یہاں سے ہوتی ہے ۔ جب تک ہم ترقیاں دینے کے نظام کو بہتر نہیں بنائیں گے ۔ اسی طرح ۔سے ہمارا انٹی کرپشن کا محکمہ مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے ۔ وہ چھوٹے چھوٹے اہل کاروں کو تو گرفتار کر لیتا ہے لیکن ان کے پاس کوئی ٹارگٹ نہیں ۔ ان کے پاس کوئی ایجنڈا نہیں ہے کہ انھوں نے کن لوگوں کو کس طریقے سے پکڑنا ہے ۔ میرے ذاتی مشاہدے میں ہے کہ میں نے ایک مناسب سائز کے افسر کو رشوت کی تیاری میں تھا تو انٹی کرپشن کے لوکل چیف نے کہا کہ یہ تو بڑی خبر بن جائے گی ۔ آپ ڈی سی صاحب سے بھی اجازت لے لیں ۔ تو جن حالات میں انٹی کرپشن کا محکمہ کام کر رہا ہے اس کی تشکیل نو کرنی پڑے گی تبھی ہم کوئی نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر میں بے روزگاری کا بھی ایک بہت بڑا عمل دخل ہے ۔ ہمارے ہاں کافی نوجوان بچے جو سکولوں اور کالجوں سے فارغ ہو کے آرہے ہیں ان کی نوکریوں کا مسئلہ ہے ۔ اس کا تعلق ہماری industrial revival کے ساتھ ہے ۔ ہماری انڈسٹری چل جانے کے ساتھ ہے ۔ اس سلسلے میں ہمیں ایک دور رس پلاننگ کرنی پڑے گی ۔ میں یہاں تعلیم کے نظام کی درستی کی طرف اشارہ کروں گا ۔ ہم جس تعلیمی نظام کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جس میں آرٹ کی تعلیم دیتے جا رہے ہیں وہ ہماری مشکلات کو حل نہیں کر سکتی ۔ میں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ پرائمری تعلیم کے لیے تو ہم بھرپور جدو جہد کریں۔ اس کے بجٹ کی ایلوکیشن دیں۔ وہ جیسے چل رہی ہے کسی حد تک ٹھیک ہے ۔ لیکن پانچویں سے دسویں جماعت تک کی تعلیم میں کوئی نہ کوئی ٹیکنیکل ہنر ہم سکھائیں۔ اور ان بچوں کو جب وہ پندرہ سال کی عمر پا جائیں تو نہ صرف وہ میٹرک کر لیں بلکہ ان کے

پاس ایک ہنر ہو تاکہ جب وہ مارکیٹ میں آئیں تو کسی ہنر کے ساتھ آئیں۔ ہم ایک اسپلائمنٹ کا سٹرکچر قائم کر سکیں۔ اور لوگوں کو ملازمت مل سکے ۔ اور جو ان میں سے بہترین طالب علم ہوں ان کے پاس میٹرک کا لیول بھی برقرار ہو اور اوپر جا کر وہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کر سکیں۔ تکنیکی تعلیم کے اوپر ہمیں پانچویں جماعت سے ہی غور کر لینا چاہیے اور کسی ایک شعبے میں ان کو مہارت دے دینی چاہیے ۔

یہاں میں اپنی پولیس کی کارکردگی جو محرم کے دوران رہی اس کی تعریف کرنی چاہوں گا لیکن یہ ہم سب جانتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ سے لے کر ایک عام شہری تک اس محرم میں تیار تھے کہ خدانخواستہ کوئی حادثہ نہ پیش آئے اور اس alertness کا نتیجہ ہے کہ ہم نے ایک بڑا خوشگوار محرم کا مہینہ گزارا ۔ میں اس ایوان کے ذریعے حکومت کو یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ alertness صرف محرم میں نہیں ہونی چاہیے ۔ یہ alertness اور یہ ذمہ داری ہم نے ایک مہینے کے لیے پیدا کی تھی اگر ہم اس جذبے کے ساتھ سارا سال کام کریں تو یہ جتنے قتل و غارت اور رہزنی کے واقعات پیش آتے ہیں ان پر ہم بہتر طور پر قابو پا سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان چیزوں پر سختی کی جائے اور لوگوں کو ماسک دیا جائے ۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب چیئرمین، جناب شاہد محمود بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محترم جناب سپیکر ' میں سب سے پہلے لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کے بارے میں یہ کہوں گا کہ سب سے پہلے ہمیں یہ غور کرنا چاہیے کہ یہ مسئلہ ہمارے لیے پیدا کیوں ہوا ہے اور اس کو درست کرنے کے لیے ہمارے پاس کیا کیا measures ہیں؟ میرے خیال میں جو چیز سب سے زیادہ ورثے میں ملی ہے وہ یہی ہے کہ لوگوں میں frustration بہت زیادہ ہے ۔ بے روزگاری بہت زیادہ ہے ۔ اور لوگوں کو ان کے حقوق نہیں ملے ۔ جس کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ ظلم ' چوریاں ' ڈاکے اور پریشانیاں ملی ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں یہی سوچنا چاہیے کہ اس کے پیچھے اصل راز یہی ہے کہ جن لوگوں کے حقوق ہم نے نہیں دیے ' جن کو نوکریاں نہیں دیں ۔ جو نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس حکومت سے ' ان سیاست دانوں سے ' اس ملک کے بیوروکریٹس سے تنگ آ چکے تھے اب انھوں نے ایک نیا ہتھکنڈا استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ ۔ وہ کہتے ہیں کہ تعلیم تو ہم نے حاصل کر لی لیکن اس ملک نے ہمیں تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ نہیں دیا تو انھوں نے

ایک نیا راستہ یہ اختیار کر لیا ہے کہ وہ جرائم کی دنیا میں شامل ہو گئے۔ سب سے پہلے تو ہمیں اپنے نظام تعلیم کو درست کرنا ہو گا۔ ہمیں simple تعلیم حاصل کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ملے گا۔ میری یہ تجویز ہے کہ مڈل کے بعد ٹیکنیکل تعلیم کا میٹرک کے مساوی دو سال کا کورس ہونا چاہیے تاکہ بچوں کی زیادہ سے زیادہ involvement ٹیکنیکل کام میں لگی رہے۔ جب ان کے پاس فارغ رہنے کے لیے وقت نہیں رہے گا تو پھر میرے خیال میں وہ اس قسم کے جرم بھی نہیں کریں گے۔

جناب محمد صدیق سالار: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: ۔جی فرمائیے

جناب محمد صدیق سالار: جناب والا! چونکہ امن و امان پر بحث ہو رہی ہے لہذا ہمارے ہوم سیکرٹری اور چیف سیکرٹری کا یہاں گیلری میں موجود ہونا ضروری تھا۔ بے شک آئی جی موجود ہیں لیکن امن و امان کے مسئلے پر آئی جی، پولیس جان جوکھوں میں ڈال کر جب ڈاکو گرفتار کر لیتے ہیں تو ہوم سیکرٹری کا مجسٹریٹ اس کی ضمانت لے لیتا ہے۔ یہاں پر جب امن و امان پر بحث ہو گی تو چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری کی موجودگی ضروری ہے۔ جناب والا! یہ ڈیوٹی آپ کی ہے کہ ان کی یہاں موجودگی کو یقینی بنائیں۔

جناب چیئرمین: صدیق سالار صاحب! ہوم سیکرٹری کے نمائندے بیٹھے ہیں۔

وزیر خزانہ و امور داخلہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں فاضل رکن کو مطمئن کرتا ہوں۔ حکومت کا نمائندہ اور محکمہ داخلہ کا انچارج وزیر ہونے کی حیثیت سے میں یہاں موجود ہوں۔ انشاء اللہ العزیز فاضل رکن کو کوئی گلہ نہیں ہوگا۔ اگر یہاں سے کوئی شکایات ہوں گی تو میں اس کا ازالہ کروں گا۔ اگر آئی جی، ہوم سیکرٹری یا چیف سیکرٹری یہاں نہ بھی ہوں تو میں خود متعلقہ محکمے کا انچارج وزیر یہاں موجود ہوں اور ان شاء اللہ انھیں مکمل طور پر اطمینان دلاؤں گا۔

جناب چیئرمین: چونکہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے ابھی اس بحث کو wind up بھی کرنا ہے اور آج دو بجے پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ بھی ہے تو میری گزارش ہو گی کہ ذرا مختصر کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جی میں مختصر ہی کروں گا۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ کسی چیز کو بھی کنٹرول کرنے کے لیے سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ اس کے پیچھے محرک کیا ہیں؟ اس ملک

میں امن و امان کا دوسرا سب سے بڑا مسئلہ مختلف مذہبی تنظیموں کی وجہ سے ہے ۔ بطور مسلمان ہم ایک دوسرے کو مسلمان تو ضرور کہتے ہیں لیکن ہماری ابھی تک national thinking نہیں بن سکی ۔ جب تک ہمارے اندر قومی سوچ پیدا نہیں ہوتی ' جب تک ہم اپنے آپ کو عملی طور پر مسلمان ثابت نہیں کریں گے اس وقت تک یہ امن و امان کے مسئلے پیدا ہوتے رہیں گے ۔ جناب والا! پورے ملک میں بے شمار مذہبی تنظیمیں بن چکی ہیں جن کی وجہ سے روزانہ کوئی نہ کوئی فساد ہوتا رہتا ہے اور اس سے ہمارے ملک کا نظام درہم برہم ہو رہا ہے ۔ ہمارے ملک میں بہت سی ایجنسیاں بھی کام کر رہی ہیں یہاں میں یہ کہوں گا کہ ایجنسیوں کا کام صرف یہی نہیں ہوتا کہ وہ political figures کے پیچھے لگی رہیں ۔ ایجنسیوں کا کام یہ ہے کہ جتنے بھی دہشت گرد ہیں ' جتنے بھی مذہبی گروپ ہیں ان کی نشان دہی کریں۔ وہ ہم لوگوں اور پولیس کی نسبت انھیں زیادہ highlight کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : میاں فضل حق صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اپنی سیٹ پر واپس تشریف لائیں اور ہاؤس کے decorum کو قائم رکھیں ۔

جناب شاہد محمود بٹ : جناب والا! ہمارے ملک میں سب سے سوچنے والی اہم چیز یہ ہے کہ جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت انگریز ہمیں پولیس کا نظام ورثے میں دے کر گیا تھا کیا ہم نے اس میں کوئی تبدیلی کی ہے؟ جس مقصد کے لیے پولیس کا نظام شروع کیا گیا تھا کیا اس میں ہم نے کوئی improvement کی ہے؟ میرے خیال میں نہ تو ان لوگوں کے پاس وسائل ہیں ' نہ ان لوگوں کے پاس کوئی جدید communication کے ذرائع ہیں ' نہ ابھی تک پولیس میں اتنے زیادہ educated لوگ آئے ہیں ۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ پڑھے لکھے انسپکٹر حضرات کو تھانے ہی الاٹ نہیں کیے جاتے۔ اگر ہم کسی آفیسر سے بات کرتے ہیں کہ جی یہ ایک پڑھا لکھا direct انسپکٹر آیا ہے اسے آپ appoint کر لیں تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ یہ پولیس کا نظام ہے اور اسے پولیس ہی بہتر سمجھتی ہے آپ اسے بہتر نہیں سمجھ سکتے ۔ جناب والا! میں یہ بات برملا کروں گا کہ ہمارے ہاں پولیس میں جو کرپشن آئی ہوئی ہے جو آدمی خود چار چار ' پانچ پانچ لاکھ روپے دے کر اسے ایس آئی یا انسپکٹر بھرتی ہو گا اس نے ہمیں کیا انصاف دینا ہے؟ جیسا کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر اسے ایس آئی کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوگی تو میرے خیال میں جرائم کو کنٹرول کرنے میں یہ بھی ایک بہت بڑا عنصر ثابت ہوگا کیونکہ جب پڑھے لکھے ' ایمان دار ' دیانت دار لوگ اس شعبے میں

آئیں گے تو وہ ہمیں زیادہ انصاف دے سکیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری ایک تجویز ہے کہ پولیس کی نفری میں اضافہ کیا جانا چاہیے۔ اگر ہم اعداد و شمار لگائیں تو لاہور جیسے علاقے میں تقریباً تین چار سو افراد کے لیے ایک پولیس والا ہو گا اور اگر آپ دیہاتی علاقے میں چلے جائیں تو ایک ہزار افراد کے لیے بھی ایک پولیس والا نہیں آتا بلکہ ایک سپاہی پر ہزاروں افراد کی نگرانی کی ذمہ داری عائد ہوئی ہے۔ میرے خیال میں یہ بہت مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے کہ اتنی تھوڑی تعداد میں پولیس اتنے بڑے گھناؤنے جرائم کو اتنی جلدی کنٹرول کر سکے۔

اس کے لیے میری یہ رائے ہے کہ پولیس کی نفری میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے، کمپیوٹرائزڈ سسٹم رائج کیا جائے۔ جرائم کو کنٹرول کرنے کے لیے ہر پولیس اسٹیشن والے اپنے علاقے کے معزز، شریف لوگوں سے، علماء حضرات یا ایجنسیوں سے بڑے اچھے طریقے سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ دہشت گرد، غنڈہ عناصر بہت معمولی تعداد میں ہیں جو کہ پورے علاقے کا نظام خراب کرتے ہیں۔ لہذا ان کی فہرستیں حاصل کر کے فوری طور پر ان کے لیے ایک علیحدہ ٹاسک فورس بنائی جائے کیونکہ ایک سپاہی نہ تو investigation کر سکتا ہے، نہ وہ جرائم کو کنٹرول کر سکتا ہے۔ لہذا ان لوگوں کے لیے پولیس نظام میں ایک علیحدہ ٹاسک فورس بنائی جائے جو صرف ان گھناؤنے جرائم کرنے والوں اور ان کی پشت پناہی کرنے والوں کو پکڑے۔ پولیس کے پاس ٹرانسپورٹ کا سسٹم نہ ہونے کے برابر ہے، ہتھیار بالکل معمولی نوعیت کے ہیں جب تک ہم ان کے بجٹ میں اضافہ نہیں کرتے اس وقت تک یہ سب کچھ ناممکن ہے۔

جناب والا! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ صرف ایک پولیس کا کام نہیں، یہ ایک جماعت کا کام نہیں، یہ ایک تنظیم کا کام نہیں، یہ ایک ایجنسی کا کام نہیں بلکہ بطور مسلمان یہ ہم سب کا کام ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی ایسا غیر قانونی کام ہو رہا ہے ہم اس کی نشان دہی کریں اور پولیس کا بھرپور ساتھ دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب جناب ادریس باجوہ!۔

جناب ادریس احمد باجوہ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں پچھلے پندرہ بیس سال سے امن عامہ کا مسئلہ سرفہرست رہا ہے۔ اس میں مختلف لوگوں کی مختلف آراء رہی ہیں اور کسی حکومت نے کبھی بھی اس مسئلے پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کر کے اسے حل کرنے کی

بھرپور کوشش نہیں کی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے وزیراعلیٰ نے اپنی ترجیحات میں اسے سرفہرست رکھا ہے کہ امن عامہ کے مسئلے پر غور کیا جائے ' لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کیا جائے اور یہ شاید تھوڑا بہت کامیاب بھی رہے ہیں لیکن اس مسئلے کی اتنی زیادہ گمبھیرتا ہے کہ اسے حل کرنے کے لیے ساری قوم کو اجتماعی کوشش کرنی پڑے گی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ امن عامہ کے مسئلے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ قومیں جو غریب کے ساتھ اور طرح کا انصاف کرتی ہیں اور امیر کے ساتھ اور طرح انصاف کرتی ہیں وہ قومیں کبھی زندہ نہیں رہ سکتیں ۔ ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ یہاں پر تھانے میں ' کچہری میں غریب کے ساتھ اور قسم کا انصاف کیا جاتا ہے اور امیر کے ساتھ اور قسم کا با اثر کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جس کا کوئی اثر نہیں جس کے پاس پیسے نہیں اسے بند کر دیا جاتا ہے اور اسے کہیں سے انصاف نہیں ملتا۔ جناب والا ! قانون بنانے سے ' تقریریں کرنے سے یا کسی قسم کی رپورٹیں بنانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا انسان جہاں بھی رہتا ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ اپنے مفادات کے لیے لڑے اپنے مفادات کے لیے قانون کو توڑے اسے قابو میں رکھنا قانون کا اور معاشرے کا فرض ہوتا ہے۔ تو سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ کسی بھی ملک میں لوگوں کو اس بات کا یقین دلایا جائے کہ جو آدمی بھی جرم کرے گا اسے سزا ملے گی لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ایسا کوئی تصور نہیں ہے۔ یہاں پر ہر با اثر آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں جرم کروں گا تو کوئی بات نہیں مجھے کسی نہ کسی طریقے سے اس کی سزا سے بچنے کا ذریعہ مل جائے گا۔ پچھلی حکومتوں نے پولیس کے معاملے میں بے دریغ سیاسی مداخلت کی ان کی خواہش پر اسے ایس آئی بھرتی کیے گئے ان کی خواہش پر کنسٹیبل بھرتی کیے گئے ۔ ضرورت سے زیادہ سیاسی مداخلت نے پولیس کو جو پہلے ہی تباہی و بربادی کا شکار تھی مزید تباہی و بربادی کا شکار کر دیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کا ایک ہی حل ہے آپ ہر روز اخبارات میں پڑھتے ہیں ہر گلی میں سنتے ہیں ' ہر چوک میں سنتے ہیں کہ ڈکیتیاں پولیس کرواتی ہے ' قتل پولیس کرواتی ہے ' پولیس نے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ حل نہیں کیا' پولیس نے فلاں کیا پولیس نے فلاں کیا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس والے اتنے نیک نہیں 'اتنے پوتر نہیں۔ کیا ہزاروں پولیس آفیسرز میں سے دو بھی ایسے نہیں کہ جن کے خلاف کارروائی کی جائے؟ انھیں سماج دشمن عناصر کے ساتھ رابطہ رکھنے کے جرم میں جیل میں بند کیا جائے تو باقی لوگوں کو بھی خوف ہو گا اور وہ لوگ جرائم پیشہ افراد کے ساتھ رابطہ نہیں رکھیں گے۔ جس طرح باقی ساری قوم میں

accountability کا کوئی concept نہیں اسی طرح پولیس میں بھی accountability کا کوئی concept نہیں ۔ آج تک پولیس کے کسی آفیسر کو اس جرم میں جیل میں بند نہیں کیا گیا کہ تمہارا فلاں مفرور کے ساتھ رابطہ تھا۔ آج تک کسی نے پولیس افسر کو اس جرم میں اندر نہیں کیا کہ تم نے فلاں ڈکیتی میں معاونت کی ہے ۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری پولیس کا ہر ذمہ دار افسر نیک ہے ' پارسا ہے وہ قانون کا محافظ ہے ؟ نہیں' یقیناً ان میں سے بہت بڑی تعداد اپنے اصول و ضوابط کے مطابق اپنے فرائض سر انجام دیتی ہوگی لیکن یہ بھی یقینی بات ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ ضرور ایسے ہوں گے جنھیں قانون کی نظر میں مجرم گردان کر سزا دی جائے تاکہ باقی لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ لوگ قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے ساتھ دست تعاون نہ کریں۔ جناب والا ! موجودہ آئی جی نے جو فیصلہ کیا ہے کہ پروموشن کو کارکردگی کے ساتھ منسلک کیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا فیصلہ ہے۔ اس سے وہ لوگ جو عمر کے ساتھ وقت کے ساتھ promote ہو جاتے تھے کم از کم ان کو اس امر کا احساس ہو گا کہ اب اچھی کارکردگی ہی ہمیں پروموشن دلا سکتی ہے۔

میں گزارش کروں گا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اسے سر فہرست رکھنا چاہیے اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جب تک یہ حل نہیں ہو گا اس وقت تک نہ معاشی ترقی ہو گی نہ تعلیمی معیار ٹھیک ہوگا اور دنیا کی کوئی طاقت اس وقت تک پاکستان میں خوش حالی کا دروازہ نہیں کھول سکتی جب تک سب سے پہلے سکون کا دروازہ نہ کھلے اور قوت نافذہ مضبوط نہ ہو اور پاکستان کے عوام اپنے دروازے کھلے چھوڑ کر سونے کی پوزیشن میں نہ ہوں گے۔ اس وقت تک اس ملک میں تمام ترقی تمام خوش حالی تمام معاشی ترقی کا خواب ادھورا رہے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ ۔ جناب خواجہ ریاض محمود صاحب ـــــ خواجہ صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں۔

خواجہ ریاض محمود: میں نے اپنی سیٹ بدل لی ہے ۔

جناب چیئرمین: خود بدل لی ہے یا سپیکر صاحب نے اجازت دی ہے۔

خواجہ ریاض محمود: جناب والا ! مجھے یہ سیٹ الاٹ ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: کس نے الاٹ کی ہے؟

خواجہ ریاض محمود، سیکرٹری صاحب نے الاٹ کی ہے۔

جناب چیئرمین، چلو ٹھیک ہے فرمائیں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! وہاں پر تھی منی اپوزیشن بھی بیٹھی ہوئی ہے میں وہاں نہیں بیٹھ سکتا میں یہاں پر آ گیا ہوں آپ کی مہربانی مجھے یہاں پر بیٹھنے دیں۔

میاں عبدالستار ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جناب میاں عبدالستار سینئر پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

میاں عبدالستار ، شکریہ جناب سپیکر! میں نے خواجہ ریاض محمود سے پوچھا تھا کہ آپ اپنی سیٹ پر کیوں نہیں بیٹھے تو انھوں نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آہستہ آہستہ دھکیلتے ہوئے مجھے اپوزیشن بنچوں پر نہ بھیج دیں لہذا میں زبردستی ادھر آ گیا ہوں۔

جناب چیئرمین، وجہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب صاحب ذوق ہیں شعر کہتے ہیں اس لیے وہ با ذوق لوگوں میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود ، نہیں نہیں۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہاں قانون کے مطابق ہی بیٹھا ہوں - میں سیکرٹری صاحب کے نوٹس میں لا چکا ہوں----

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب چیئرمین، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب تک سیٹوں کی الاٹ منٹ کی تبدیلی کا نوٹیفکیشن نہ ہو ، تو کوئی ممبر دوسری سیٹ سے نہیں بول سکتا کیونکہ دوسری سیٹ کسی کو الاٹ ہو چکی ہو گی۔ اگر کسی نے بولنا ہے تو سیکرٹری صاحب notification کریں کہ سیٹ change ہو گئی ہے ورنہ جو بھی وہاں سے بات کرے گا وہ غیر متعلقہ اور رولز کے خلاف ہو گی۔

جناب چیئرمین، سعید اکبر صاحب انھوں نے فرمایا ہے کہ انھیں اجازت مل چکی ہے۔ تو ہمیں ان کی بات پر یقین کر لینا چاہیے۔

جناب سعید اکبر خان، پھر جو اس سیٹ پر بیٹھے ہیں انھیں کونسی سیٹ ملی ہے؟ کوئی notification ہے؟

جناب چیئرمین، اجازت ملی ہے تو کوئی طریق کار طے ہوا ہو گا۔ بولنے دیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! خواجہ صاحب کے بولنے پر مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں میں دلی طور پر ان کا احترام کرتا ہوں ۔ میں تو رولز کی بات کر رہا ہوں کہ یا تو آپ ان کا notification کریں۔ جن کی سیٹ انھیں ملی ہے انھیں کون سی سیٹ ملی ہے؟

جناب چیئرمین، سعید اکبر صاحب میں نے سب سے پہلے ان سے یہی سوال کیا تھا تو انھوں نے کہا کہ مجھے اجازت مل چکی ہے۔ تو ہمیں خواجہ صاحب کی بات پر یقین کر لینا چاہیے۔ خواجہ صاحب! آپ شروع کریں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! کسی شاعر نے کہا ہے ،

زندگی گزری ساری شراب خانے میں
دوش پہ اپنے میں کاشانہ لیے پھرتا ہوں
ساقیا تجھ کو مبارک ہو مے خانہ تیرا
ہاتھ میں خالی پیمانہ لیے پھرتا ہوں

مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں 21,000 ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہو کر آیا ہوں اور یہ اسمبلی کی بلڈنگ بھی میرے حلقہ انتخاب میں شامل ہے ۔ کبھی ادھر بیٹھ جاؤں کبھی ادھر میرا خیال ہے کہ میرے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین، خواجہ صاحب آپ اپنا وقت خود لے رہے ہیں۔ آپ اپنی بات کا آغاز کریں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ معاشرے میں لوگوں کے تحفظ کے لیے اہم حیثیت کا حامل ہوتا ہے اور جس معاشرے میں لوگوں کو حکومت یا پولیس کی طرف سے پرسکون تحفظ حاصل نہ ہو اس معاشرے میں ہر سطح پر بے چینی رہتی ہے۔ پچھلے دور میں جس طرح لاقانونیت کا دور دورہ رہا اور میں یہ کہوں گا کہ جس طرح پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی کی مرضی کے مطابق ان کے اضلاع میں پولیس افسر لگا کر جس طرح قانون کی دھجیاں بکھیری گئیں، جس طرح سیاسی اور معاشی انتقام لیا گیا تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو لاقانونیت کا ہر سطح پر اثر ہے یہ پچھلے دور کی پیداوار ہے اور پچھلے دور میں لاقانونیت اس قدر بڑھی کہ برسر اقتدار وزیر اعظم کے بھائی کو قتل کر دیا گیا ۔ آپ اس بات کا اندازہ لگائیں کہ جس وزیر اعظم کے بھائی کو اس کے دور میں قتل کیا جائے تو عام آدمی کیا تحفظ حاصل کر سکتا ہے؟ جناب والا! میں اس بات پر اطمینان رکھتا ہوں کہ

اس وقت خدا کے فضل و کرم سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف پچھلے تین چار ماہ سے لاء اینڈ آرڈر کی اصلاح کے لیے شب و روز کوشش کر رہے ہیں اور میں نے کئی مرتبہ قریب ہو کر ان کو دیکھا ہے کہ ان کے ذہن پر بڑی زبردست tension ہے کہ اس معاشرے میں لوگوں کو تحفظ فراہم کیا جائے اور ماضی دور کی لاقانونیت کو دیکھتے ہوئے جناب وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ نے عوام سے متعدد بار یہ وعدے کیے تھے کہ ہم لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو بہتر بنائیں گے اور لوگوں کو ان کی دہلیز پر انصاف فراہم کیا جائے گا۔ اس کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب صبح شام بے پناہ کوشش کر رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ پنجاب کی سطح پر جو انتظامیہ تشکیل دی جا رہی ہے خدا کے فضل و کرم سے وہ بے داغ انتظامیہ ہے۔ اس انتظامیہ سے کام لیتے ہوئے وہ دن دور نہیں کہ جب اس ملک سے لاقانونیت کا خاتمہ ہو جائے گا اور لوگوں کو پر امن انصاف مہیا ہو گا۔

جناب سپیکر! میں پچھلے دنوں لوہاری گیٹ گیا وہاں پر ہمارے علاقے کے ایک شخص کو قتل کر دیا گیا تھا اور ایک کو سخت مضروب کر دیا گیا۔ لوہاری کے علاقے میں کیسٹ کی دکان تھی میں جب وہاں پر پہنچا اور دکان کے اندر جا کر دیکھا' دکان کے مین گیٹ پر شیشے لگے ہوئے تھے جو اس وقت سارے ٹوٹے ہوئے تھے۔ اندر ایک کاؤنٹر رکھا ہوا تھا جہاں دونوں سگے بھائی بیٹھتے تھے اندر دکان دوائیوں سے بھری ہوئی تھی لاکھوں روپے کی ان کی روزانہ sale تھی۔ جناب سپیکر! دو ڈاکو آئے ایک باہر کھڑا رہا اور ایک پستول لے کر اندر چلا گیا اور اس نے کہا کہ کتنی سیل کی ہے' انہوں نے کہا ہماری تو چھوٹی سی دکان ہے ہم نے کیا سیل کرنی ہے۔ جیسے ہی وہ شخص اپنی جگہ سے ہلا فوراً اس کو گولی مار دی گئی۔ دوسرا بھائی اپنے بھائی کی مدد کے لیے آیا اس کو بھی گولی مار دی گئی۔ ایک بھائی کا تو قتل ہو گیا دوسرا بھائی بھی جسمانی لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس قدر معذور ہو گیا ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ جناب والا اب ایک بھائی تو اللہ کو پیارا ہو گیا اور دوسرا معذور ہو گیا ہے۔ اس کی بیوہ ہماری بہن ہے ان کے بچے اور وہ مظلوم عورتیں کس سے سوال کریں کہ ہمارے بچوں کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خاموش سوال ہے جس کا پولیس کو زبردست تدارک کرنا چاہیے۔ جناب والا بڑی بڑی مارکیٹوں میں تاجروں سے تعاون کیا جائے ان کے ساتھ بیٹھ کر میٹنگیں کی جائیں۔ تاجروں اور عام لوگوں کی حفاظت کے لیے عوامی سطح پر ایسے پروگرام مرتب کیے جائیں جس سے چوروں' ڈاکوؤں اور قاتلوں کا قلع قمع کیا جائے۔

جناب سپیکر میں ماڈل ٹاؤن میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی ہدایت پر عوام کی

شکایات سنتا ہوں ۔ یقین جانیں یہ تو لاہور ہے ' لودھراں بہاولنگر ' چشتیاں ' ملتان' شیخوپورہ اور رحیم یار خان کے علاقوں اور ان کے گرد ونواح میں پس ماندہ علاقوں میں جو پیچھے رہتے ہیں سینکڑوں کی تعداد میں عوام اس کھلی کچہری میں پیش ہوتے ہیں اور اکثریت کی یہ شکایت ہوتی ہے کہ اس کی بچی کو اٹھا کر لے گئے ہیں ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے یہ نشان دہی کی ہے کہ ان کی بچی اور ملزمان ان کے سامنے بیٹھے ہیں لیکن پھر بھی پولیس ان کو نہیں پکڑتی ۔ اسی طرح زمینوں پر قبضہ کر لینا اور قتل کی کئی وارداتیں ہیں یہ سمجھتا ہوں کہ ان علاقوں میں جو شہروں سے ہٹ کر گاؤں کی سطح کے علاقے ہیں وہاں پر جرائم بہت زیادہ ہیں اور پولیس کا کنٹرول انتہائی کمزور ہے ۔ جناب سپیکر جناب آئی جی پنجاب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں ' میں آپ کی وساطت سے ان کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرواؤں گا کہ آپ پنجاب کے حکم ران ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ نے بے پناہ ذمہ داریاں عائد کی ہیں ۔ ان مجرم لوگوں کے خاتمے کے لیے جو لوگوں کو تنگ کرتے ہیں ان کی بچیوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں لوگوں کو قتل کرتے ہیں ' لوگوں کے گھروں میں ڈاکے ڈالتے ہیں ان کے محاسبے اور قانون پر عمل درآمد کے لیے سخت اقدامات کیے جائیں تاکہ معاشرے میں امن قائم ہو ۔

جناب سپیکر ! میں ایک ورکر کی حیثیت سے پچھلے محرم میں پولیس کے ساتھ اور انتظامیہ کے ساتھ منسلک رہا ۔ اس دوران انھوں نے زبردست قسم کی پلاننگ کی تھی اور اچھی حکمت عملی اپنائی تھی

جناب چیئرمین ، اب آپ wind up کریں ۔

خواجہ ریاض محمود ، اس وقت بڑی افواہیں تھیں لیکن میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ پورے پنجاب میں کوئی معمولی واقعہ بھی رونما نہیں ہو سکا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف اس بات کے مستحق ہیں کہ انھیں خراج تحسین پیش کیا جائے ۔ جناب سپیکر آخر میں میں ایک مرتبہ پھر آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ لوگوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے پولیس کو نچلی سطح پر درست کریں ۔ ایس ایچ او حضرات نے پاک ٹیل ہاتھ میں رکھا ہوتا ہے اور جب وہاں سے اٹھتا ہے تو اس کے کپڑوں سے ساز بج رہا ہوتا ہے۔ عوام کی خدمت کرنے اور ان کے دلوں میں درد دل پیدا کرنے کے لیے پولیس کے محکمے میں ایسی حکمت عملی اختیار کی جائے جس سے لوگوں کو سکون حاصل ہو ۔ بہت بہت شکریہ ۔

جناب چیئرمین ، رانا ثناء اللہ خان۔

رانا ثناء اللہ خان : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

شکریہ جناب سپیکر! جناب سپیکر امن و امان کی صورت حال آج بھی تسلی بخش نہیں ' فرق صرف یہ ہے کہ جب ہم اپوزیشن میں ہوتے ہیں تو ہمیں امن وامان کی صورت حال بہت خراب لگتی ہے ۔۔

جناب چیئرمین ، ویسے رانا صاحب لگتا ہے کہ امن و امان کی صورت حال بہتر ہے کیونکہ ابھی تک اپوزیشن کے کسی بھی ممبر نے اس مسئلے پر بولنے کے لیے درخواست نہیں کی ۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر اگر امن وامان کی صورت حال کو جانچنے کا یہ معیار ہے تو پھر میرے خیال میں آئندہ پانچ سال تک جب تک ہمارا tenure رہے گا امن وامان کی صورت حال بہتر رہے گی اور اس پر میرے خیال میں بحث کرنے کی بھی ضرورت نہیں ۔ جناب سپیکر آپ خود جس علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں آپ ہی کہہ دیں کیا آج بھی تھانوں میں monthly system رائج نہیں؟ کیا آج بھی تھانوں میں کوئی مقدمہ بغیر رشوت لیے درج ہوتا ہے ؟ کسی بھی مجرم کے گناہ گار ہونے یا بے گناہ ہونے کا معیار اس کا جرم نہیں ' بلکہ آج بھی اس کی رشوت دینے کی استطاعت اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ یہ شخص گناہ گار ہے یا نہیں؟ اب آپ اپنے ضلع کا واقعہ لے لیں اشرف مارتھ ایس ایس پی کا واقعہ لے لیں ہمیں ان کی شہادت پر بے حد افسوس ہے ۔ ایک بہت اچھے آفیسر شہید ہو گئے ۔ لیکن وہ واقعہ جن حالات میں ہوا ان کا آپ تھوڑا سا تجزیہ کریں تو اس کے بعد آپ کو پتا چلے گا کہ امن وامان کی صورت حال کیا ہے اور اس فورس کی صورت حال کیا ہے ؟۔ جناب والا فورس کے ذمہ ہے ملک اور صوبہ میں امن وامان قائم کرنا۔ اشرف مارتھ اپنے گھر سے جب اپنی جیپ میں نکلے ہیں ان کے ساتھ دو تین کلاشنکوف سے مسلح باڈی گارڈ تھے ۔ ان میں سے ایک صاحب تو زخمی ہوئے باقی دو صاحبان کے متعلق جو خبر سامنے آئی ہے ' وہ وہیں جیپ میں بے ہوش گئے تھے ۔ جناب والا ان کی رہائش گاہ پر گارد موجود تھی اور جو نقشہ اخبارات میں چھپا ہے ساتھ ہی کمشنر ہاؤس تھا اور وہاں پر بھی گارد موجود تھی اور ساتھ ہی وہاں پر پولیس سٹیشن ہے وہاں پر بھی پوری نفری موجود تھی کیا ان تینوں جگہوں سے کسی آدمی نے ان مجرموں کا تعاقب کیا ؟ کوئی ان کے پیچھے گیا کیا اس بات کی کوشش کی گئی کہ موقع سے فرار ہوتے ہوئے مجرموں کو پکڑ لیا جائے؟ کوئی آدمی آگے نہیں بڑھا اور بعد میں اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ ان مجرموں کو ہم نے پکڑ لیا ہے اور ساری چیزیں برآمد کر لی ہیں ۔ وہ تو جو ایسے اہم کیسیز ہوتے ہیں ان میں پولیس نے کسی نہ کسی

آدمی کو enrole کر لینا ہوتا ہے اپنی skin save کرنے کے لیے کہ جناب ہم نے اس کیس کو trace out کر لیا ہے۔

جناب والا! اس وقت مہینہ ڈیڑھ مہینہ سے جو خاموشی ہے اس کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ جتنی بھی دھشت گرد تنظیمیں اس وقت اس صوبے میں اس ملک میں سرگرم ہیں ان کا آپ پچھلے پانچ سال کا ریکارڈ دیکھ لیں۔ وہ باقاعدہ time choose کرتی ہیں اور باقاعدہ پلاننگ کرتی ہیں اور مہینے ڈیڑھ مہینے یا دو مہینے کا عرصہ جو وہ choose کرتی ہیں اس میں وہ اپنی وارداتیں اپنے مخالفین کے خلاف یا عوام کے خلاف کرتی ہیں۔ اس کے بعد پھر کچھ عرصے کے لیے مکمل خاموشی طاری ہو جاتی ہے۔ جناب والا ہمارے جو ذمہ دار صاحبان کہتے ہیں جناب دیکھیں ہم نے یہ efforts کیں ہیں جس کی وجہ سے امن وامان کنٹرول میں ہو گیا ہے اور پھر جب دوبارہ شروع ہوتا ہے تو پھر یہ کہا جاتا ہے کہ کسی باہر کے ملک سے شرپسند آ گئے ہیں اور انھوں نے دوبارہ یہ کام شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ تنظیمیں آج بھی exist کرتی ہیں اسی force کے ساتھ exist کرتی ہیں اور ان کی ملک میں اور law enforcing agency میں اتنی دہشت ہے اور جناب سپیکر یہ بات نوٹ کرنے والی ہے کہ جن لوگوں کو ان تنظیموں کے سلسلے میں پکڑا گیا جن کا تعلق سپاہ صحابہ سے یا سپاہ محمد سے ہے۔ پولیس ان کی تفتیش اس انداز سے کرتی رہی کہ رات کے اندھیرے میں اور اپنا منہ لپیٹ کر نقاب میں اور پھر اپنی آواز بدل کر ان کی investigation اور پوچھ گچھ کرتے رہے ہیں۔ صرف اس لیے کہ ہم کہیں identify نہ ہو جائیں۔ یعنی یہ صورت حال ہے۔ ڈبل سواری پر بھی پابندی لگائی گئی کہ اس سے یہ سارا کنٹرول ہو جائے گا۔ بات یہ ہے کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ پولیس ڈیپارٹمنٹ یہ بتائے کہ ان دنوں میں جو پندرہ بیس دن ڈبل سواری پر پابندی رہی ہے انھوں نے ہزاروں شریف شہریوں کو پکڑ کر حوالات میں بند کیا اور جو موقع پر مک مکا ہو گیا پانچ سو ہزار روپے میں انھیں وہاں پر چھوڑ دیا۔ یہ کسی ایک دہشت گرد کا نام لیں کہ جناب ہم نے اس کو موٹر سائیکل پر جاتے ہوئے یا موقع واردات سے فرار ہوتے ہوئے ہم نے گرفتار کیا۔ پورے ملک میں انھوں نے ایک دہشت گرد کسی ایک مقدمے میں نہیں پکڑا جب کہ ہزاروں شریف شہریوں کو یہ حوالات میں بھیج کر سمجھتے ہیں کہ امن و امان کی صورت حال کنٹرول میں ہوگئی ہے۔ جناب والا صورت حال یہ ہے کہ ہماری پولیس کا جتنا بھی stuff ہے اس میں ایس پی رینک سے اوپر کے لوگ نظر آتے ہیں کہ وہ فرض شناس

ہیں ' ایمان دار ہیں ۔ لیکن اس سے نیچے اتنا گند ہے کہ بتا نہیں سکتے۔ آئی جی صاحب جتنی بار ملے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی صاف گوئی ہے کہ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں صحیح بات بتاتے ہیں ان سے جب بھی کسی آفیسر کے کرپٹ ہونے کے بارے میں بات کی ہے انھوں نے کہا کہ جناب اگر میں اس کرپٹ کو نکالوں تو پھر لگاؤں کسے۔ سارے ہی کرپٹ ہیں۔ جناب والا یہ نیچے جتنا بھی stuff ہے ۔ جب تک آپ نیا blood اس ڈیپارٹمنٹ میں داخل نہیں کریں گے اور ان لوگوں کو اس ڈیپارٹمنٹ سے باہر نہیں نکالیں گے ' اگر یہ سمجھا جائے کہ کوئی آنے والی حکومت ان ہی لوگوں سے امن و امان کی صورت حال بہتر کروا سکتی ہے تو یہ بالکل ایک بحث برائے بحث والی بات ہوگی۔ اب یہاں پر میرے ایک بھائی نے ایک ڈی ایس پی اور ایک انسپکٹر کا نام لیا۔ کہ جناب وہاں پر تو انھوں نے امن کا گہوارہ بنا دیا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ وہ ان کے کہنے پر لگے ہوں گے۔ ان سے تعاون کرتے ہوں گے ورنہ ان جتنا ڈاکو پورے فیصل آباد میں میرے خیال میں کوئی نہیں ہے۔ ان کے ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ پڑھ لیں کہ وہاں پر جو ڈی آئی جی صاحبان رہے ہیں انھوں نے ان کے متعلق کیا تحریر کیا ہے؛ انھوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ They are dacoits in uniform جناب والا پچھلی مرتبہ جب امن و امان پر بحث ہوئی تھی تو میں نے دو تین تجاویز دی تھیں۔ اس وقت بھی کھوسہ صاحب نے نوٹ فرمائی تھیں۔ لیکن اس کے متعلق آگے کوئی بات سامنے نہیں آئی۔ انھیں میں دوبارہ دہرا دیتا ہوں۔ جناب والا ایک تو یہ کہ اس ڈیپارٹمنٹ میں کوئی ٹرانسفر پالیسی نہیں کوئی پروموشن پالیسی نہیں۔ ویسے ہی سنی سنائی بات کہ میں نے کسی سے آکر تعریف کردی تو وہ اچھا بن گیا ۔ کسی نے آکر اس کی برائی کردی تو وہ برا بن گیا۔ کسی آدمی کی کارکردگی کو جانچنے کا کوئی معیار نہیں ہے۔ ٹرانسفر پالیسی بھی کوئی نہیں ہے۔ خاص کر ایس ایچ او جس نے فیلڈ میں جاکر پوری فورس کی مینجمنٹ کرنا ہوتی ہے اس کے متعلق پہلے کسی زمانے میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ ایس ایس پی اور ڈی سی صاحبان کی ایک کمیٹی مل کر اس بات کا فیصلہ کرتے تھے کون سے افراد اس کے اہل ہیں کہ ان کو ایس ایچ او لگایا جائے اور وہ کتنا عرصہ ایس ایچ او رہیں گے۔ ان کی پچھلی کارکردگی کا جائزہ لے کر پھر آگے ان کی کارکردگی کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ لیکن اب ایس ایس پی کی مکمل صوابدید پر ہے کہ وہ کسی کو آج لگا دیں ' کسی کو کل لگا دیں ' کسی کو نہ لگائیں ' کسی کو دس دن بعد تبدیل کردیں کسی کو پندرہ دن بعد تبدیل کردیں۔ میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ وہ

نظام دوبارہ لایا جائے کہ ڈی سی اور ایس ایس پی مل کر اس میں اگر کوئی عوامی نمائندگی ہوسکتی ہے ، اگر ممکن ہے تو اسے بھی ساتھ شامل کر لیا جائے۔ اور ان لوگوں کے متعلق فیصلہ کیا جائے کہ ان لوگوں کا پچھلا ریکارڈ اس قابل ہے کہ ان لوگوں کو ایس ایچ او لگایا جاسکتا ہے۔ اور کم از کم جس شخص کو بھی لگایا جائے اس کے لیے جو بھی عرصہ تعیناتی ایک سال کا ہو یا جو بھی مقرر ہو وہ اس کو ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب اپنی دوسری تجویز پر آیئے کیونکہ وقت گزر رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا میں دو منٹ میں ختم کردوں گا۔

جناب والا! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ اس فورس میں جرائم کے خلاف جنگ کرنے کی لگن بالکل ختم ہوچکی ہے۔ اس میں مرحلہ وار نیا خون لایا جائے رینجر سے آدمی لائیں ، آرمی سے آدمی لائیں۔ پتا چلا ہے کہ ہائر کیڈر میں آرمی سے آدمی لا رہے ہیں لوئر کیڈر میں بھی وہاں سے آدمی لائیں ، نیا خون لائیں ۔ اور موجودہ فورس میں سے کم از کم دس تھرڈ تعداد کرپٹ لوگوں کو ہر سال فارغ کیا جائے اور نوجوانوں کو شامل کرکے آئندہ جو تین چار سالوں میں اس فورس کو refine کردیا جائے اور نئے لوگ آگے لائے جائیں۔

جناب چیئرمین، اب تیسری تجویز پر آیے۔ یہ دو تجاویز تو آپ کی ہوگئیں اب تیسری تجویز پر آجائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ پوری explain ہوگئی ہے۔

جناب چیئرمین، بس ہو ہی گئی ہے کیونکہ آپ کا ٹائم ختم ہوچکا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا میری تیسری تجویز یہی ہے کہ اس فورس کو امن و امان کی صورت حال کے قابل بنانے کے لیے فنڈز وغیرہ جو چیزیں درکار ہیں جو ان کو درکار ہیں وہ بھی دی جائیں۔ لیکن موجودہ فورس سے اگر امن و امان کی صورت حال کو بہتر کرنے کی توقع کی جائے تو وہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس لیے میں نے یہ تجویز دی ہے کہ اس میں نیا خون شامل کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، بہت بہت شکریہ۔ اب جناب مولوی محمد سلطان عالم۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے

اس اہم موضوع پر مجھے اپنی رائے پیش کرنے کی اجازت دی۔ اس موضوع پر اس ہاؤس کے فاضل ممبران نے بہت تفصیلی بحث فرمائی ہے اور بہت اچھے اچھے نکات پیش کیے ہیں ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں اپنی طرف سے چند تجاویز آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ امن و امان کی صورت حال جس پر ہر اسمبلی مفصل بحث کرتی رہی اور حکومت کے لیے ہمیشہ سے ہی یہ مسئلہ بہت اہم مسئلہ رہا ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ میں اس ضمن میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میری نظر میں امن و امان کی صورت حال دو انداز میں دیکھی جاسکتی ہے ایک تو ایسے واقعات جو ذاتی نوعیت کے ہوتے ہیں جس میں جرائم ذاتی نوعیت کے کیے جاتے ہیں جن میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ ڈاکہ زنی ہے اغوا برائے تاوان ہے ' اغوا کے واقعات ہیں زنا کے واقعات ہیں قتل و غارت کے واقعات ہیں ۔ یہ واقعات جو ذاتی وجوہات کی بنا پر کیے جاتے ہیں یہ ذاتی قسم کی نوعیت میں شامل کیے جاسکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے واقعات جو زیادہ سنگین نوعیت کے ہوتے ہیں۔ وہ ایسے واقعات ہیں جو ذاتی عناد کی بناء پر نہیں' بلکہ اس سے ہٹ کر کیے جاتے ہیں۔ یہ واقعات sectarian feelings کی بناء پر' یونین ازم یا جو بھی گروپس بنائے ہوئے ہیں ان کی آپس کی رنجشوں کے نتیجے میں رونما ہوتے ہیں۔ یہ واقعات اس بناء پر کہ ملک کی سیاسی صورت حال کو خراب کرنا ہے اس نظریے کے تحت کیے جاتے ہیں یا ایسے واقعات جس کے متعلق اکثر بیانات دیے جاتے ہیں کہ باہر کی حکومتیں' پاکستان دشمن قوتیں پاکستان کے اندر ملکی صورت حال کو خراب کرنے کے لیے یہ سب کچھ کر رہی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ میں ان باتوں کے علاوہ اس سلسلے میں ایک اور بات عرض کروں گا کہ آپ دیکھیں گے کہ پاکستان میں بہت سے واقعات ایسے ہیں تاریخ بتاتی ہے کہ ان واقعات کے پیچھے جو وجوہات پیدا ہوتی ہیں ملک یا اس مخصوص خطے میں ایک سنگین نوعیت کا incident پیدا کرنے میں پاکستان کی پولیس کا رویہ بھی شامل ہے۔ ایک افسر' ایک سپاہی' ایک اے ایس آئی یا ایک ایس ایچ او جب کسی پبلک کے نمائندے اور پبلک کے ایک عام آدمی کے ساتھ misbehave کرتا ہے۔ سڑک پر چلتے ہوئے کسی گاڑی کو روک کر ' اس کے بعد وہاں پر جو incident پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجے میں بعد میں ایک بڑا واقعہ رونما ہوتا ہے ۔ شانتی نگر کا واقعہ ان ہی واقعات میں سے ایک ہے۔ کراچی سے لے کر پشاور تک آپ دیکھیں گے سکولوں کے اندر اور کالجوں کے باہر اور کچہریوں کے باہر اس قسم کے بے شمار واقعات پیش آتے

رہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان تمام واقعات کو اس کے انداز کے مطابق deal کرنے کی ضرورت ہے۔ اور پاکستان میں اب تک کوئی ایسا فارمولا ایجاد نہیں کیا گیا کہ ان واقعات کو الگ الگ تقسیم کیا جاسکے۔ اگر ان کو الگ الگ تقسیم کیا جائے ہر واقعہ کی وجوہات ' اس کے کرنے کا انداز ' اس کو کس بنا پر کیا گیا ہے؟ اس کے کیا نتائج ہوئے؟ پاکستان کے ہر شہر سے ان incidents کو اکٹھا کیا جائے' ان کی study کی جائے تو آپ محسوس کریں گے کہ اب آنے والے زمانے میں ایسے واقعات کی روک تھام کرنے کے لیے ان عناصر کی نشان دہی بھی آسانی سے کرسکتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ انٹیلی جنس ایجنسیاں تو بہت سی قائم کی ہوئی ہیں لیکن ان ایجنسیوں کو اپنے فرائض جس انداز سے سرانجام دینے تھے وہ نہیں دیے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انٹیلی جنس ایجنسیاں اور پولیس کے وہ محکمے جن پر حکومت کا بے حساب پیسہ خرچ ہو رہا ہے وہ اگر scientific طریقے سے اپنے تفتیش کے معیار اور امن و امان کی صورت حال اور سابق تجربات اور واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے ' ان سب واقعات کی study کریں خصوصاً sectarian feelings کے سلسلے میں' خصوصاً ایسے واقعات جو ذاتی نوعیت کے نہیں' ان میں آپ محسوس کریں گے۔ بہت سے ایسے واقعات جن سے avoid کیا جاسکتا ہے اور امن و امان کی صورت حال کو بہتر کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ وقت غالباً ختم ہوچکا ہے اور میں اس کے ساتھ ساتھ ایک بات اور عرض کرکے اپنی بات کو ختم کروں گا۔ کہ ڈبل سواری پر پابندی لگی۔ اس کا نظریہ یہ تھا کہ اس پابندی کی وجہ سے امن و امان کی صورت حال بہتر ہو جائے گی۔ لیکن میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا اس پابندی کے نتیجے میں کوئی بھی بڑا مجرم' کوئی بھی ایسا آدمی نہیں پکڑا گیا جس پہ شبہ کیا جاتا ہو کہ یہ شخص جرم کرنے جا رہا تھا۔ اس کی بجائے عام شہری پریشان ہوئے اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ پولیس نے اس پابندی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی جیبیں بھرنے کی کوشش کی اور عوام کو پریشان کیا۔ میرا مقصد یہ ہے کہ پولیس میں جو کرپشن ہوتی ہے' پولیس میں جو خرابی پیدا ہو چکی ہے اس کو چیک کرنے کے لیے کون سی ایجنسی ہے؟ آپ کسی محکمے کو لے لیجیے' چاہے بیوروکریٹک سٹائل پہ ہے' چاہے کمرشل ادارے ہیں' چاہے کوئی بھی محکمہ ہے اس کو چیک کرنے کے لیے آپ نے پولیس کے محکمے کو بنایا ہوا ہے' ایف آئی اے لگائی ہوئی ہے۔ اس کے بعد انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ ہے اور بہت سے محکمے ہیں۔ لیکن میں معذرت سے عرض کروں گا کہ اس طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ جب

پولیس کے افسران کسی قسم کی کوئی بدمزگی یا بدعنوانی کرتے ہیں تو ان کو چیک کرنے کے لیے ایک ایسا محکمہ ہونا چاہیے جس کا تعلق پولیس سے نہ ہو' جس کا تعلق بیوروکریسی سے نہ ہو۔ میں یہ کہوں گا کہ ان کا تعلق عوامی نمائندوں سے ہونا چاہیے تاکہ ان کے خلاف اتنی شدید قسم کی کارروائی کی جائے جس طرح پولیس کے افسران عام محکموں کے افسران کی بدعنوانیوں کے خلاف کرتے ہیں۔ اب ٹائم ختم ہو چکا ہے کچھ اور بھی تجاویز تھیں آپ کی اجازت ہو تو عرض کروں؟

جناب چیئرمین، بس' بہت مہربانی۔ میاں سعید احمد شرقپوری صاحب' آپ سے گزارش ہے کہ پانچ منٹ میں آپ نے خیالات مکمل کرنے ہیں۔

میاں سعید احمد شرقپوری، الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ جناب سپیکر! تھانوں میں investigation کی نہ اسلام میں پروویژن ہے' نہ لاء میں پروویژن ہے۔ investigation بیٹھ کر' مذاکرات کے ذریعے بھی ہو سکتی ہے اور لاء میں investigation کی پروویژن ہے ہی لیے کہ تحقیق کی جائے' گفتگو کی جائے اور بات کی تہہ تک پہنچا جائے۔ کہیں کوئی چوری ہو جاتی ہے تو ہمارے پاکستان کے تھانوں میں شک کی بنا پر دس بارہ آدمی پکڑ لیے جاتے ہیں تو ایک چور ثابت ہوتا ہے اور جب تھانوں میں ان کو مار پڑتی ہے تو بارہ میں سے جب ایک چور ثابت ہو تو گیارہ شرفاء جن کو مار پڑ چکی ہوتی ہے ان کا کون ذمہ دار ہے؟ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ investigation میں مارکٹائی ہے ہی نہیں تو اس پہ implementation ہونی چاہیے اور اکثر افسران admit کرتے ہیں کہ investigation کا طریقہ غلط ہے اور وہ ساتھ ہی کہہ دیتے ہیں کہ اس کے بغیر investigation ہو نہیں سکتی تو اس قسم کی گفتگو بڑی لمبی چلی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہدایت تو اللہ تعالیٰ نے دینی ہے' نہ اسلام میں پروویژن ہے' نہ پاکستان کے لاء میں پروویژن ہے تو investigation کا یہ طریقہ' یہ تشدد نہیں ہونا چاہیے۔ مجرم کو عدالت سے سزا ملنی چاہیے اور تھانوں میں رشوت کا جو سلسلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا جائے تو اس سے بھی رشوت میں کافی کمی واقع ہو جائے گی اور پولیس کی تین شفٹیں کر دی جائیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

جناب چیئرمین، بہت شکریہ۔ ملک ندیم کامران۔

ملک ندیم کامران، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر

آج جو بحث شروع ہوئی ہے وہ اس لحاظ سے انتہائی اہم ہے کہ کسی بھی ملک اور صوبے کی ترقی کے لیے لاء اینڈ آرڈر کا صحیح ہونا انتہائی اہم ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ضروری چیزوں کو واضح کرنے کی ضرورت ہے اور اس میں سب سے بنیادی بات پولیس میں اصلاحات کی ضرورت ہے۔ جب تک افسران کو اور محکمے کو اس کا حق نہیں ملے گا تب تک وہ اپنی کارکردگی اچھے طریقے سے نہیں دکھا سکتا اور اس میں بنیادی چیزیں تنخواہ کا معقول ہونا' ٹرانسپورٹ کا مہیا ہونا۔ اس کے بعد ڈیوٹی کا ٹائم مقرر ہونا۔

جناب چیئرمین، خواجہ محمد اسلام کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

خواجہ محمد اسلام، جیسے صدیق سالار صاحب باتیں کر رہے ہیں اس طرح کوئی معزز رکن باتیں کر سکتے ہیں

جناب چیئرمین، صدیق سالار صاحب! آپ دوسروں کے رویے پر تو بہت زیادہ اعتراض کرتے ہیں تو میری گزارش ہے کہ آپ بھی اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔ جی' ملک صاحب۔

ملک ندیم کامران، تو یہ اصلاحات بہت ضروری ہیں۔ تنخواہ کا معقول ہونا' ٹرانسپورٹ کا نظام' ڈیوٹی کا ٹائم۔ یہ عجیب سی بات ہے یہ ایک ایسا محکمہ ہے جس میں ملازم چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پہ رہتا ہے جب کہ کسی اور محکمے میں ایسی چیز نہیں ہے تو یہ معقول بات ہے اس میں ٹائم کا مقرر ہونا بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ بھرتی کی پالیسی بھی عجیب و غریب ہے۔ سفارش کے بل بوتے پے بھرتی ہوتی ہے جس کے بعد قباحتیں پیدا ہوتی ہیں اور جو لوگ اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کو اس محکمے میں بھرتی کیا جائے وہ آگے چلے جاتے ہیں اور وہ بہتر طریقے سے اپنے فرائض سر انجام نہیں دیتے۔ اسی طرح ایک اور بہت اہم مسئلہ ٹریننگ کا طریقہ کار ہے۔ پولیس کے محکمے کی ٹریننگ کے طریقہ کار کا اگر visit کیا جائے تو دیکھ کر حیرانگی ہو گی کہ وہاں پہ نہ کوئی ڈسپلن کا عمل دکھایا جاتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسی چیز ان کو سکھائی جاتی ہے جس سے وہ معاشرے میں جا کر اپنے دفاتر میں بیٹھ کر بہتر طریقے سے کوئی کام سر انجام دے سکیں تو یہ اصلاحات کی باتیں تھیں لیکن اب اس سلسلے میں ہم جس صورت حال سے دوچار ہیں اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب مجرم کو پکڑا جاتا ہے تو مجرم کو پکڑنے کے لیے پولیس دو ماہ' ایک ماہ یا تین ماہ یا بہت سا عرصہ گزارتی ہے لیکن جب وہ

عدالت میں پیش ہوتا ہے تو اس کی ضمانت لے لی جاتی ہے تو اس سلسلے میں طریقہ ء کار کو بھی واضح کرنا انتہائی ضروری ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ تک ایک بہت ضروری بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ ہم کسی بدعنوانی کی نشان دہی کرتے ہیں تو اس پر مکمل طور پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا اور اس کی میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں۔ جیسے کہ پندرہ روز پہلے میں نے ایس پی صاحب کے دفتر میں جا کر بتایا کہ آپ کے تھانے میں رشوت لی جا رہی ہے تو انھوں نے کہا کہ آپ یہ بات کیسے ثابت کر سکتے ہیں؟ تو میں نے دوسرے دن ہی ان کے دفتر میں چار آدمی پیش کر دیے جنھوں نے باقاعدہ تحریری طور پر یہ بیان دیا اور ان کے سامنے یہ بیان جاری کیا کہ ہم نے اس اس اے ایس آئی کو اتنے اتنے پیسے دیے ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ آج پندرہ دن گزرنے کے باوجود وہ اے ایس آئی وہیں پر کام کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ اگر ایک معزز آدمی کسی جرم میں چلا جاتا ہے یا شک کی بنیاد پر اس کو لے جایا جاتا ہے تو اس کو مارنے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے' اس پر سختی کرنے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ لیکن اگر پولیس کے آدمی کی اس سلسلے میں نشان دہی کی جائے تو اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

ملک ندیم کامران: جناب! صرف ایک آخری بات کروں گا جو پولیس اصلاحات کے سلسلے میں ایک بہت اہم ہے۔ وہ پوسٹ مارٹم کا سلسلہ ہے۔ انگریزوں کے وقت کا ایک سلسلہ بنایا ہوا ہے جس کو ختم کرنے کی ضرورت ہے کہ نعش کا پوسٹ مارٹم صرف دن کے وقت ہو سکتا ہے' رات کے وقت نہیں اس کی اصلاح بہت ضروری ہے اور یہ قانون اس وقت نافذ کیا گیا تھا جب دیے جلتے تھے اور بجلی کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔ اب یہ دور بہت آگے بڑھ چکا ہے اور اس جدید دور میں پوسٹ مارٹم رات کو بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب خواجہ محمد اسلام صاحب۔

خواجہ محمد اسلام: شکریہ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان میں سب سے زیادہ کرنٹ ایشو میرے ملک میں امن عامہ کا ہے اور امن عامہ کے لیے پاکستان میں جتنی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ کردار پولیس اور انتظامیہ کا ہے۔ جناب چیئرمین آج پولیس کا کردار یہ ہے کہ پورے پنجاب میں یا تو یہ خود ڈکیتیاں کرتے ہیں یا کرواتے ہیں۔ جس کی ایک چھوٹی سی مثال میں یہ

دوں گا کہ میرے حلقہ فیصل آباد غلام آباد میں چوریوں اور ڈکیتیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ چل رہا تھا۔ تو پھر اس کے ایس ایچ او نے اپنے حلقے میں اپنے ہی محکمے کے ایک اے ایس آئی کو چیک کیا تو پھر اس کو درخواست کی اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی' اس سے گزارش کی کہ بھائی مہربانی کر کے یا تو ان ڈکیتوں کو کسی اور علاقے میں بھیج دو' یا دو چار ماہ کے لیے انھیں بند کروا دیں ۔دوسری مثال میں یہ دینی چاہوں گا کہ میرے فیصل آباد میں ایک ڈی ایس پی ہیں۔ میں آپ کو پوری بات بتانا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین! ہوا یہ کہ کسی آدمی کو چوری شدہ سونا ملا تو اس نے اخبار میں اشتہار نکالا کہ مجھے کوئی 80/82 تولے گمشدہ سونا ملا ہے۔ جس کا ہو نشانی بتا کر لے جائے۔ جب دو تین دن اشتہار کے بعد اس کے پاس کوئی مالک نہ پہنچا تو اس نے اپنے حلقے کے ڈی ایس پی سے رابطہ کیا اور اس کو وہ گمشدہ سونا پکڑا دیا۔ جناب سپیکر! ہوا یہ کہ 4/6 ماہ کے بعد جب اس گمشدہ سونے کا مالک کے ساتھ اس کا کسی مرگ یا شادی پر اکٹھ ہوا۔ انھوں نے آپس میں بات کی کہ میرا چھ ماہ پہلے سونا چوری ہوا تھا۔ اس نے بتایا کہ مجھے چھ ماہ پہلے سونا ملا تھا۔ وہ دونوں مل کر اس متعلقہ ڈی ایس پی کے پاس آ گئے۔ تو پھر اس ڈی ایس پی نے یہ کیا کہ جس نے چوری شدہ سونا اس کو پکڑایا تھا۔ اس کو تو اپنے پاس بٹھا لیا اور مالک کو گھر واپس بھیج دیا۔ پھر 15 دن اس کو اس بات پر الٹا لٹکائے رکھا کہ تو نے یہ بات کیوں کی تھی۔اس کے بعد اس مالک کو مطمئن کرنے کے لیے' یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ اندھا ہے' اسے کچھ پتا نہیں پیتل کے بیس تیس تولے پر سونے کا پانی چڑھا کر اس کو واپس کیا۔ لیکن آج بھی وہ بات وہیں چل رہی ہے اور اس پر کچھ نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پولیس کے نقطہ نظر سے فیصل آباد بڑا زرخیز علاقہ ہے وہاں پر پولیس والے کیا کرتے ہیں کہ پچھلے دنوں ڈبل سواری کے نام پر انھوں نے جتنی اذیت' لاقانونیت اور فیصل آباد کے شہریوں پر ظلم و بربریت کی ہے میرا خیال ہے کہ پورے پنجاب میں اس کی مثال کہیں نہیں مل سکتی۔ انھوں نے اپنی جیبیں تو گرم کر لیں۔ انھوں نے فیصل آباد کو تو لوٹا ہے۔ لیکن اس سے پاکستان مسلم لیگ کا جتنا گراف فیصل آباد میں نیچے گیا ہے' ان کے ظلم و بربریت کی وجہ سے گیا ہے۔ اور جناب چیئرمین! میں اس ضمن میں ایک بات اور کروں گا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس والوں سے کیا ہو رہا ہے؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ ان کی پورے پنجاب میں اگر 88

ہزار نفری ہے تو ان کے بچوں کی تعلیم مفت کر دیں۔ ان کو ان کے گریڈ کے حساب سے ساڑھے تین مرلہ سے لے کر دس مرلے تک کے مکانات مفت مہیا کیے جائیں۔ پھر اگر اس کے بعد بھی یہ کرپشن کریں، بدعنوانی کریں تو پھر انھیں سخت سے سخت سزائیں دینی چاہئیں اور جناب سپیکر! اس ضمن میں فیصل آباد کے ساتھ ہونے والی زیادتی بھی آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں پچھلے دنوں میں ڈیڑھ سو نئی موٹر گاڑیاں پولیس کے لیے آئیں جن میں سے ایک سو گاڑیاں صرف لاہور میں رکھی گئی ہیں اور باقی پچاس پورے پنجاب میں گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ فیصل آباد سوتیلا شہر ہے۔ فیصل آباد کی وفاداری پر کسی قسم کا شک ہے۔ فیصل آباد کی پرفارمنس پر کسی قسم کا شک ہے۔ تو اس کو صرف پانچ گاڑیاں دی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے ایک بات اور آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ آئی جی صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں کہ فیصل آباد کے 9 ایم این اے ہیں، فیصل آباد کے 18 ایم پی اے ہیں۔ لاہور کے 9 ایم این اے ہیں، لاہور کے 18 ایم پی اے ہیں۔ لاہور میں پولیس کی تیس پینتیس ہزار نفری ہے۔ جبکہ فیصل آباد میں صرف چار ہزار پانچ سو نفری ہے۔ یہ جو اتنی بدسلوکی فیصل آباد سے ہو رہی ہے۔ خدارا! اس پر بھی کچھ غور کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ پولیس کے نظام کو بدلنا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں اتنی گزارش کروں گا کہ پولیس کے نظام میں جب تک انقلابی اصلاحات نہیں آئیں گی تب تک یہ نظام ٹھیک نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین، شکریہ خواجہ صاحب۔ مہربانی ابھی وقت کم ہے۔ آپ نے کافی وقت لے لیا ہے۔ چودھری محمد عظیم گھمن صاحب۔

چودھری محمد عظیم گھمن، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! آج جس حساس مسئلے پر اس معزز ایوان کے اندر بحث ہو رہی ہے۔ میں چند ایک گزارشات اس ہاؤس کی وساطت سے کروں گا۔ جناب سپیکر! آج ہم اس پنجاب کی امن عامہ کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ چند سال پیشتر پنجاب امن کا گہوارہ تصور کیا جاتا تھا، امن و آشتی کا امین سمجھا جاتا تھا۔ لیکن پتا نہیں کس کی نظر لگی اور بالخصوص جب 3 فروری کے انتخابات کے بعد ہمارے قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے بطور وزیر اعظم اور محترم میاں محمد شہباز شریف نے بطور وزیر اعلیٰ پنجاب اپنا عہدہ سنبھالا تو یک دم ایک لہر سی اٹھی۔ میرے نزدیک وہ لہر ایک سازش تھی۔ وہ روش

ہماری ایک مضبوط حکومت کے خلاف ایک منظم دہشت گردی تھی۔ اس ملک کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والی قوتوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اتنی مضبوط اور بھاری مینڈیٹ سے بننے والی حکومت کے خلاف سازشیں تیار ہونے لگیں اور اس صوبے کے اندر لاقانونیت اور دہشت گردی کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ دو تین مہینوں کے اندر جو لا اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا ہوئی، بغیر کسی مبالغہ آرائی کے، بغیر کسی چشم پوشی کے میں یہ ببانگ دہل کہنے کو تیار ہوں کہ اب حالات پہلے سے قدرے بہتر ہیں۔ لیکن ایک بات محسوس کی جا رہی ہے۔ کہ ہم ممبران اسمبلی اور ہماری حکومت واضح طور پر سو فی صد میرٹ پر چل رہے ہیں اور میرٹ کو اپنا وتیرہ بنائے ہوئے ہیں۔ ہمارے پنجاب پولیس کے سربراہ یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ یہ بات ان کے لیے لمحہ فکریہ ہو گی ارکان اسمبلی کی ضلعوں کے حساب سے لسٹیں دیکھ لیں کہ جب ہم پر یہ الزام ہوتا ہے کہ ارکان اسمبلی چوروں اور ڈاکوؤں کو چھڑاتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں۔ آئی جی صاحب وہ فہرست منگوائیں کہ ارکان اسمبلی نے کتنے چور اور ڈاکو چھڑوائے۔ لیکن وہ بھی فہرست ساتھ منگوائیں جو آئی جی صاحب کے ایس ایچ او صاحبان اور تھانے کے سربراہوں نے پیسے اور رشوت لے کر چور اور ڈاکو چھوڑے۔ ایک لسٹ ہم بھی دیں گے۔ لیکن جب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے قائد کا یہ نعرہ ہے کہ ہم میرٹ پہ چلیں گے تو پولیس کو بھی اور ہر ڈیپارٹمنٹ کو بھی میرٹ پر چلنا ہو گا۔

جناب چیئرمین، بہت شکریہ گھمن صاحب۔

چودھری محمد عظیم گھمن، صرف ایک منٹ مزید لوں گا۔

جناب چیئرمین، بس، اب وائنڈ اپ کریں۔

چودھری محمد عظیم گھمن، جناب سپیکر! میں جب سے ایم پی اے بنا ہوں، میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اتنا ہی فرض ایک ایس ایچ او کا حلقے کے اندر بنتا ہے اتنا ہی اپنے حلقے کا نمائندہ ہونے کے ناتے ایک ایم پی اے کا بنتا ہے۔ میں بذات خود راتوں کو جاگ کر اپنے حلقے کے عوام کی بہتری کے لیے، اپنے فرض کو فرض منصبی سمجھتے ہوئے خود گشت کیا ہے۔ لیکن جہاں تک علاقائی گشت اور ناکہ سسٹم کا تعلق ہے، تو یہ نظام فرسودہ ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نظام کو یکسر بدلنا ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ گھمن صاحب۔ سید ذی شان الٰہی صاحب!

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! ابھی ثناء اللہ صاحب اور خواجہ محمد اسلام نے بہت اچھی اچھی باتیں کیں۔ خاص طور پر ثناء اللہ صاحب نے مذہبی تنظیموں کی بات کی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کا کوئی مذہب' کوئی مسلک کسی شخص کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ ناپسندیدہ افراد کا قتل عام کریں۔ اس کے لیے حکومت کو سخت رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ یہ موضوع میں اس لیے نہیں چھیڑتا کہ اس کے متعلق کافی باتیں ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر! جب سال ختم ہوتا ہے تو ہر ملک میں ایک رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ میں امریکہ' برطانیہ اور بڑے بڑے ممالک کی رپورٹ آپ کو پیش کرتا ہوں۔ پچھلے سال امریکہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے یہ بتایا کہ اس سال ہم نے تقریباً اسی فی صد جرائم بے نقاب کیے' ملزموں کو پکڑا' سزا دی۔ اور بقایا in process ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک نوٹ لکھا جس میں یہ تھا کہ تقریباً اسی فی صد جرائم جو ہم نے بے نقاب کیے ہیں' پولیس نے ان میں سے ایک بھی جرم نہیں پکڑا۔ یہ تمام جرائم پیشہ لوگ عوام نے پکڑوائے ہیں۔ یہ تمام جرائم پیشہ عوام کی مدد سے پکڑے گئے ہیں۔ دراصل' میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں پولیس نے عوام میں اپنا اعتماد کھو دیا ہے۔ کوئی بھی شخص ان کی مدد کرنے کے لیے تیار نہیں۔ کیونکہ یہ چور کو چھوڑ دیتے ہیں' ڈاکو کو چھوڑ دیتے ہیں اور بتانے والے کو پکڑ لیتے ہیں' بلکہ اس کی نشان دہی کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں نے ہمیشہ اخباروں میں' اجلاسوں میں یہ سنا' یہ پڑھا کہ ہمارے ہاں پولیس کا رویہ درست نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو بھی اپوزیشن آئی اس نے کہا کہ ہم اقتدار میں آ کر اس نظام کو بدلیں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کسی نے بدلنے کی کوشش اس لیے نہیں کی کہ آنے والی حکومت کے لیے یہ بہترین محرک ثابت ہوتے ہیں۔ جناب والا! اب ہمارے پاس بہت اکثریت ہے۔ تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ان قوانین اور اس طریق کار کو بدلا جائے جن سے یہ عوام پر ظلم اور زیادتیاں کرتے ہیں۔ ابھی انھوں نے فیصل آباد کا ایک ذکر کیا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ دس آدمی پکڑے گئے اور ہمارے اعلیٰ افسران نے ان کے چہروں پر نقاب کر دیے کہ وہ ہماری شکلیں نہ پہچان سکیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جو پولیس افسران نقاب پہن کر تفتیش کرتے ہیں وہ کیا کریں گے؟ میں دو تین باتیں جلدی جلدی کہتا ہوں کہ ہمارے فیصل آباد میں' جب سے میں طالب علم تھا' اس وقت سے آج تک میں دیکھ رہا ہوں کہ جو اے ایس آئی ہیں وہ ڈپٹی ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ فیصل آباد میں ہی رہ رہے ہیں۔ جو سپاہی تھے وہ انسپکٹر ہو گئے ہیں۔ وہ فیصل آباد میں تعینات ہیں۔ یقین

کریں کہ میں اور میرے فیصل آباد کے نمائندے یہ جانتے ہیں کہ جتنے بھی انسپکٹر صاحبان ہیں ان کے سات سات دس دس مفرور ہیں۔ انھوں نے غریبوں پر ظلم کرنے کے لیے اپنی ٹیم بنائی ہوئی ہے۔ اور ہم یہ کوائف آئی جی کو بتا سکتے ہیں کہ جب چاہیں ان کو پکڑوا سکتے ہیں۔ میں آئی جی صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ جو پچھلے دس دس سال سے اپنے اپنے علاقوں میں گھوم رہے ہیں ان کو تبدیل کیا جائے اور دیکھیں کہ ہم نے اپنے سامنے جو لوگ سائیکلوں پر آتے دیکھے آج ان کے پاس بڑے بڑے comlexes ہیں۔فیصل آباد کے پانچ انسپکٹر کروڑوں اربوں کی جائیداد رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ شاہ صاحب! بہت بہت مہربانی۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! آخر میں یہی کہوں گا کہ ہمیں ان کا محاسبہ کرنا ہوگا۔ اس کے لیے ہمیں کمیٹیاں بنانی ہوں گی اور ان کو درست کرنا ہوگا۔ امن عامہ کا مسئلہ اس وقت تک حل نہیں ہو سکتا جب تک پولیس کو درست نہ کریں۔

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔ جناب چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے' جناب امان اللہ خان بابر صاحب۔

جناب امان اللہ خان بابر، شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین! بغیر کسی تمہید کے اور آئی جی صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ میرے پاس میاں عبدالحمید صاحب بیٹھے ہیں۔ ہمارے معزز رکن ہیں۔ ان کی مل میں جو تھانہ کالر والے سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر ہے۔ تیس اکتیس جنوری کی رات کو ڈاکہ ڈالا گیا اور سات لاکھ روپے لوٹ لیے گئے۔ ہم نے ملزموں کی بروقت نشان دہی کی۔ وہاں سب انسپکٹر ایس ایچ او آصف جوئیہ تھے۔ انھوں نے فوری طور پر ملزموں کا ریمانڈ لیا۔ چودہ دن پورے کیے اور ان کو ڈسچارج کر کے گھر بھیج دیا۔ ہم نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ وہاں نئے ایس ایچ او صاحب آئے۔ انھوں نے انھی ملزموں کو جن کو آصف جوئیہ نے بےگناہ قرار دے کر چھوڑ دیا تھا' ان سے ڈکیتی برآمد کر لی۔ دو ملزموں کو گرفتار کر لیا۔ ایک ملزم شیخوپورہ کا عیسائی تھا۔ نواں کوٹ میں ایک سب انسپکٹر چودھری مختار ہے۔ ان کو پتا چلا کہ فلاں آدمی ڈکیتی میں مطلوب ہے۔ تو انھوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اس کے والد کو گرفتار کر لیا۔ اس کے والد نے کہا کہ ہاں' میرا بیٹا واقعی ڈاکو ہے' اس نے ڈکیتی کی ہے۔ وہ دو لاکھ روپیہ اپنے حصے کا لے کر آیا تھا۔ تو ایک لاکھ کا میں نے پلاٹ

لے لیا ہے' بیس ہزار کی میں نے بھینس لے لی ہے۔ یہ باقی اسی ہزار روپیہ میرے پاس ہے' یہ آپ لے جائیں۔ تو سب انسپکٹر صاحب نے وہ بھینس اور اسی ہزار روپیہ بھی لیا اور لاہور لے آئے۔ میں اور میاں حمید صاحب خود دونوں سب انسپکٹر کے پاس گئے کہ ہماری ڈکیتی کا پیسہ آپ کے پاس ہے۔ تو اس نے دراز سے پیسہ ہمیں دکھایا کہ پیسہ میرے پاس ہے۔ لیکن میں آپ کو دے نہیں سکتا' اس لیے کہ اگر کل کو وہ بزرگ آ گئے جن سے میں نے پیسے وصول کیے ہیں کہ یہ اس ڈکیتی کے نہیں تھے' یہ فلاں ڈکیتی کے تھے تو میں کیا جواب دوں گا۔ لہٰذا آپ کچھ دیر انتظار کر لیں۔ وہ بزرگ تو میں نے پیسے لے کر چھوڑ دیے تھے۔ ہم نے کافی انتظار کیا۔ آج صبح میں نے ٹیلی فون پر سب انسپکٹر سے بات کی کہ بھئی' وہ پیسے ہیں تو وہ بزرگ بھی آپ کی وجہ سے مفرور ہو گئے ہیں' اب تو وہ بزرگ بھی ہمارے پاس نہیں رہے۔ وہ بھی کہیں چلے گئے ہیں۔ تو خدارا' پیسے ہمیں واپس کر دو۔ آپ کو پتا ہے کہ یہ ہماری ڈکیتی کے ہیں۔ تو اس نے کہا' میں ابھی کیسے واپس کر سکتا ہوں۔ آپ ایسا کریں کہ متعلقہ پولیس کو کہیں کہ وہ پیسے لے لے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ نے لکھ پڑھ کر اپنے قبضے میں لی ہے' روزنامچہ میں رپٹ درج کی ہے پھر تو وہ لے لیں گے۔ لیکن آپ نے غیر قانونی طور پر وہ بھینس بھی اپنے پاس رکھی ہے پیسے بھی اپنے پاس رکھے ہیں' وہ پیسے ہمیں واپس کر دیں۔ تو اس نے کہا' ٹھیک ہے' میں پیسے نہیں واپس کرتا۔ میں نے کہا' میں پھر اوپر کسی سے بات کروں گا۔ انھوں نے کہا' جب آپ اوپر جائیں گے تو میں انکار کر دوں گا کہ میرے پاس پیسے ہیں ہی نہیں۔ میں اور میاں صاحب ابھی آئی جی صاحب کے پاس گئے تھے۔ لیکن یہ یہاں تشریف رکھتے تھے' نہیں ملے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ ایم پی اے حضرات ڈاکوؤں اور چوروں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ اب فیصلہ آئی جی صاحب' آپ کو کرنا ہے اور آپ سب کو کرنا ہے کہ ڈاکو چھڑانے کے لیے پولیس اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ ایک وہ سب انسپکٹر جو ایس ایچ او تھا اس نے مکمل تفتیش کی اور آج بھی وہ ایس ایچ او سبز پیر ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ اس نے بغیر تفتیش کے چودہ دن ملزموں کا ریمانڈ لیا۔ آپ یہ واضح کریں کہ اس کے مقاصد کیا تھے؟ چودہ دن ان کو اپنے پاس رکھا۔ ریمانڈ لیا اور اس نے پیسے نہیں لیے اگر لیے ہیں تو اپنی جیب میں ڈالے ہیں۔ اگر نہیں لیے تو چودہ دن ملزموں کو اپنے پاس رکھا۔ یہ بھی اس کی نالائقی ہے اور ایک وہ ہے جو لاہور سے شیخوپورہ میں گیا ہے۔ 80 ہزار روپیہ اور ایک بھینس لے کر ادھر آ گئے۔ نہ ہمیں دے رہے ہیں' نہ

متعلقہ پولیس کو دے رہے ہیں اور جن کے پیسے ہیں وہ ایم۔ پی۔ اے بن کر ادھر ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔ خدارا! یہ پولیس کے نظام کو درست کریں۔ مہربانی، شکریہ۔

جناب چیئرمین، امان اللہ صاحب، آپ کا پوائنٹ نوٹ ہو گیا ہے۔ شکریہ۔ جناب احمد خان بلوچ صاحب۔

جناب احمد خان بلوچ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو اپنے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ اور پنجاب کی انتظامیہ کو مبارک باد دیتا ہوں جنھوں نے محرم کے دنوں میں جس طرح امن عامہ کا مسئلہ طے کیا اور امن عامہ ایسا قائم کیا کہ ماشاء اللہ ایک مثال ہے۔ کوئی وقوعہ بھی پنجاب میں نہیں ہوا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ محرم کے دنوں میں اگر لاء اینڈ آرڈر پر قابو پایا جا سکتا ہے اور صرف اس وجہ سے قابو پایا جا سکتا ہے کہ ہر انتظامی افسر نے اپنی ڈیوٹی کو ڈیوٹی سمجھ کر انجام دیا ہے۔ رات کی ڈیوٹی والوں نے ایمان داری سے رات کی ڈیوٹی کی اور دن کی ڈیوٹی والے افسر نے ایمان داری سے دن کو ڈیوٹی ادا کی جس کی وجہ سے محرم خیر خیریت سے گزرا۔ ہماری انتظامی مشینری اسی طرح پورے سال اگر ایمان داری سے ڈیوٹی دے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہاں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو۔

جناب والا! دو تین چیزیں اس معاملے میں سامنے آئی ہیں۔ ایک تو پولیس والے ہر گھر میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہر شریف آدمی کو پریشان کرتے ہیں۔ اگر یہ پتا ہو کہ اس گھر میں ڈاکو بیٹھا ہے تو کبھی پولیس والا وہاں داخل نہیں ہو گا۔ پورے ضلع کی فورس اکٹھی کرے گا۔ اگر شریف آدمی کا گھر ہو تو دو کانسٹیبل بھی اس کی ماں اور بہنوں کی بے عزتی کر دیں گے۔ اس لیے بغیر وارنٹ کے پولیس والوں کو کسی شریف آدمی کے گھر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

دوسرا یہ ہے کہ راضی نامے والے کیس ہوتے ہیں۔ مقامی طور پر، جو معمولی جھگڑا ہو جاتا ہے ان کا تصفیہ برادری لیول پر ہو جاتا ہے، علاقے کے معززین کرا دیتے ہیں، جب وہ تھانے میں جاتے ہیں تو پولیس والے کہتے ہیں کہ ان کا آپس میں تو راضی نامہ ہو گیا ہے لیکن ہمارے ساتھ نہیں ہوا، اس لیے یہ راضی نامہ قبول نہیں۔ تو جو راضی نامے ہو جاتے ہیں ان سے اپنے برادری کے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امن کے ساتھ رہتے ہیں۔ مقدمے بازی سے سکون نہیں ملتا۔ اگر مدعی کہتا ہے کہ میرا تصفیہ ہو گیا ہے تو مہربانی کر کے اس فیصلے کو قبول کیا جائے اور اس مقدمے کو خارج

کیا جائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ واقعی پولیس میں بھی کچھ تکالیف ہیں کہ عملہ تھوڑا ہے۔ گاڑی ان کے پاس ایسی ہوتی ہے کہ اگر کسی ڈاکو یا چور کی اطلاع ملے تو پہلے تو وہ سٹارٹ نہیں ہوتی اور دھکے سے اگر سٹارٹ ہوتی بھی ہے تو دو فرلانگ تک جا کر وہ پنکچر ہو جاتی ہے۔ جہاں ڈاکوؤں کے پاس تو لینڈکروزر اور مجارو ہیں۔ وہاں ہمارے پولیس افسران کے پاس وہی صدیوں پرانی گاڑیاں ہیں جو چلنے کے قابل بھی نہیں ۔ اسی طرح انھیں اسلحہ بھی جدید دیا جائے اور گاڑی بھی نئی دی جائے تاکہ وہ بعض اوقات شریف آدمیوں کی مدد کر سکیں۔ پھر پولیس نفری اتنی کم ہے کہ اگر غیر ممالک سے ان کا مقابلہ کیا جائے تو وہاں کئی گنا زیادہ ہے اور ہمارے ہاں بہت تھوڑی ہے۔ اس میں سے عدالتوں میں بھی جانا ہوتا ہے۔ تعمیری سٹاف بھی ہے۔ رات کو گشت بھی کرنی ہوتی ہے۔ صبح تفتیش بھی کرنی ہوتی ہے۔ تو حالت یہ ہے کہ جو تفتیشی رات کو گشت کرتا ہے وہ بھی ایسے کرتا ہے کہ رات کو وہ مکان میں بیٹھا رہتا ہے اور اپنے افسران کو اطلاع دیتا ہے کہ میں فلاں چوک میں کھڑا ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ جس نے رات کو بھی ڈیوٹی دینی ہے' دن کو بھی ڈیوٹی دینی ہے' اس نے یہی کچھ کرنا ہوتا ہے۔

ہمارے ہیلتھ منسٹر بیٹھے ہیں۔ ایک گزارش میں ان سے کروں گا۔ یہ بہت ضروری بات ہے کہ ہیلتھ منسٹر اگر اس مقدمے بازی سے جان چھڑانا چاہتے ہیں تو ڈاکٹروں سے کہیں کہ ناجائز سرٹیفکیٹ نہ بنائیں۔ میڈیکل سرٹیفکیٹ ناجائز بنتے ہیں جس سے مقدمے بازی ہوتی ہے۔ کسی کی ہڈی فریکچر کر دیتے ہیں' خود ساختہ ضربیں بناتے ہیں۔ شریف لوگ دس دس بارہ بارہ آدمی مقدمے بازی میں چلے جاتے ہیں۔ ہیلتھ منسٹر صاحب ڈاکٹروں کو ہدایت کریں اور ان کو سخت سے سخت سزا دیں' اگر کسی کا خودساختہ سرٹیفکیٹ ثابت ہو گیا تو ان کو نوکری سے بھی برطرف کر دیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی وجہ سے شریف لوگ بہت پریشان ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین، سمیع اللہ چودھری صاحب۔

جناب سمیع اللہ چودھری، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! کسی بھی معاشرے یا قوم کی ترقی کا بہت سا انحصار اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ اس معاشرے یا قوم کی امن و امان کی صورت حال کیسی ہے۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہوں

کا کہ ہماری تنزلی میں جو بہت بڑا کردار ہے وہ امن و امان ہی کا ہے۔ اس دہشت گردی کا ہے کہ جس کی وجہ سے آج ہمارے بہترین منصوبہ جات تکمیل تک نہیں پہنچ پا رہے۔ دہشت گردی کا عالم یہ ہو چکا ہے کہ اب ہم ایک کلمہ، ایک نماز اور ایک خدا کو ماننے والے، ایک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے والے آپس میں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں۔ موت اور زندگی کے فیصلے ہم اپنے مدرسوں اور مسجدوں میں بیٹھے کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پولیس کی حالت بگڑ چکی ہے لیکن چند اچھے شریف اور ایمان دار افسران اب بھی موجود ہیں۔

محترم سپیکر! آج سے پہلے بھی امن و امان پر بڑی لمبی چوڑی تقاریر ہوئیں۔ اسی طرح آئی۔ جی صاحبان اور ہوم سیکرٹری صاحبان کو یہاں بلایا گیا۔ لیکن آج تک ایک فی صد پر بھی عمل درآمد نہیں ہوا۔ اگر اسی طرح سے بحث کرنی ہے اور بحث کرنے کے بعد کوئی نتیجہ اخذ نہیں کرنا، تو پھر میرا خیال ہے کہ ہم یہاں پر وقت ضائع کر رہے ہیں۔ لیکن آج ہمیں یہ اجلاس ختم کرتے وقت یہ وعدہ کر کے یہاں سے جانا ہو گا، آج ہمیں یہ تہیہ کر کے جانا ہو گا کہ ہمیں اپنے پولیس ڈیپارٹمنٹ کی اصلاح کرنی ہے اور ہر صورت میں کرنی ہے۔

محترم سپیکر! پاکستانی غریب عوام جو بے کس اور بے بس لوگ ہیں آج ان کی نظریں ہم لوگوں پر ہیں کہ ہم اس محکمے میں کس حد تک اصلاحات کرتے ہیں۔ ہم اس کی بہتری کے لیے کیا کیا اقدامات کرتے ہیں۔ پولیس کا طریقہ کار جو انگریز ہمیں ایک سیاسی جہیز کے طور پر دے گیا تھا آج تک وہی طریقہ کار ہمارے پاس چل رہا ہے۔ جیسے میرے فاضل دوست ندیم کامران صاحب فرما رہے تھے پوسٹ مارٹم کا وہی طریقہ چل رہا ہے۔ میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ کا طریقہ کار وہی ہے۔ اس کو بدلنا چاہیے۔ پھر پولیس میں اتنی موٹی موٹی توندوں والے افسران موجود ہیں کہ چور اگر انھیں کہہ کر بھی چلا جائے کہ " لے۔ جے پھڑ لے تے تک لئیں"۔ وہ اس کو ساری عمر نہیں پکڑ سکتے۔ کرسی سے اٹھانے کے لیے منشی اور باہر جو اردلی اور سنتری کھڑے ہوتے ہیں وہ آ کر انھیں سہارا دے کر اٹھاتے ہیں۔ ان میں کھڑے ہونے تک کی ہمت نہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ کرپٹ عناصر جو پولیس میں موجود ہیں، ان سے گولڈن ہینڈ شیک کر لیا جائے۔ ان کی بجائے تازہ خون کو لایا جائے۔ ان کو باعزت رخصت کر دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے اصلاح کے بہت اچھے پہلو نکل سکتے ہیں۔

محترم سپیکر! ابھی جیسے میرے دوست فرما رہے تھے کہ بہت سے پولیس افسران یہ کہتے ہیں

کہ جناب یہ جو سیاسی اراکین ہیں یہ چوروں اور رسہ گیروں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ یہ ان کو چھڑوا کر لے جاتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم تو جس شریف آدمی کی کسی تھانے میں سفارش کرتے ہیں تو اس کا تو ریٹ بڑھ جاتا ہے۔ اس کی رشوت کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ جس کی ہم سفارش کرتے ہیں تو ہماری سفارش کو refuse کر دیا جاتا ہے اور اسے گناہ گار ثابت کر دیا جاتا ہے لیکن پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص خود ہی پیسے دے کر باہر آ جاتا ہے۔

محترم سپیکر! میں ایک اور گزارش کروں گا کہ آج کل اخبارات میں ایک خبر پڑھی جا رہی ہے اور وہ بار بار دہرائی جا رہی ہے کہ جس شخص کے پاس اسلحہ ہو' پستول ہو یا غیر قانونی اسلحہ ہو تو پولیس کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اس اسلحے والے شخص کو فوری طور پر گولی مار دے۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ روایت ٹھیک نہیں۔ ان روایات کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ یہ پبلک میں اچھا message نہیں جا رہا۔ یہ شرپسند عناصر کی طرف سے اور ان تخریب کار عناصر کی طرف سے قوم میں ایک لہر پیدا کی جا رہی ہے تاکہ لوگ یک دم reactron کے طور پر حکومت کو برا بھلا کہیں۔ حکومت کو ناکام کریں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ قانون کہ پولیس نے جن کے پاس اسلحہ ہے ان کو ناجائز گولی مار دینے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے' یہ قانون سے ماورا معاملات ہیں ان کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔ پھر یہ کسی بھی شخص کو اجازت نہیں کہ وہ گولی مار دے۔

محترم سپیکر! میں ایک اور گزارش آپ کے توسط سے یہ کروں گا کہ خیر پور ٹامے والی میں مذہب کے نام پر 2 افراد کی جان لے لی گئی۔ وہاں پر دو افراد قتل ہو گئے ۔ پولیس ڈیڑھ گھنٹہ تک وہاں پر نہیں پہنچی اور جب پہنچی تو وہاں سے ملزم فرار ہو چکے تھے اور جب ملزم پکڑے گئے تو اخبارات میں کانفرنسیں کر کے دکھایا جا رہا ہے کہ ہم نے ملزمان گرفتار کر لیے۔ درحقیقت ان ملزمان کا اس واقعے کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ۔ پولیس والے notorious افراد کو ضرور پکڑتے ہیں۔ لیکن کسی اور مقدمے میں کسی اور شخص کا چالان کر دیا جاتا ہے ۔ حضور والا ! اس سلسلے کو بھی اب ختم ہو جانا چاہیے ۔

جناب چیئرمین، شکریہ ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ایک بجے جناب سردار ذوالفقار علی کھوسہ نے وائنڈ اپ کرنا ہے ۔ اب دو یا تین سپیکر اور ہیں ۔ تو کھوسہ صاحب! اگر آپ اجازت دیں تو ان کو دو' دو یا تین' تین منٹ دے دیں یا پھر آپ وائنڈ اپ کریں۔

وزیر خزانہ۔(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔ جناب سپیکر! اگر ان کا کام ایک، ایک، دو دو منٹ میں چل جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین، مہربانی۔ مسعود عالم شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ، شکریہ جناب سپیکر!

جناب والا! اس ایوان میں امن عامہ اور پولیس کے حوالے سے سیر حاصل بحث ہو رہی ہے۔ میں نے صرف دو منٹ مانگے ہیں اور محترم وزیر صاحب بھی فرما رہے ہیں کہ وقت کم ہے۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ 1988 سے اب تک میں پنجاب اسمبلی کا پہلی دفعہ ممبر بنا ہوں اور میں اس وقت سے دیکھتا آ رہا ہوں کہ ہمارے ضلع رحیم یار خان میں [illegible] کا بارڈر ہونے کی وجہ سے لاء اینڈ آرڈر کے حالات بے حد خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے اس میں سب سے بڑا عمل دخل ضلع کے کپتان کا ہے۔ اگر کپتان کا کپتان دیانت دار ہو اور [illegible] کافی حد تک اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ [illegible] دنوں ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب بہاول پور گئے اور [illegible] نے وہاں لاء اینڈ آرڈر پر میٹنگ کی وہاں پر انھوں نے ہدایات جاری کیں کہ تھانوں کو امن کا گہوارہ بنایا جائے تو جناب اگلے دن ہی خان پور میں ایک ڈی ایس پی نے پکا لاڑہ تھانے میں پچاس آدمیوں کو پکڑ کر 151/ [illegible] کے تحت تھانے میں بند کر دیا۔ وہ ایک پنچایت تھی، معمولی سا لڑائی جھگڑا تھا۔ تھانے میں سب معززین اکٹھے تھے۔ انھوں نے شاہی فرمان جاری کیا اور ان پچاس کے پچاس آدمیوں کو تھانے میں بند کر دیا۔ وہاں تھانے کی حوالات میں اتنی جگہ بھی نہ تھی کہ اتنے سارے آدمیوں کو رکھا جا سکے۔ ان کی خوش قسمتی کہ اگلے دن ان کی ضمانت ہو گئی۔ تو جناب والا! پولیس نے اس قسم کے [illegible] خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ یہ لوگوں کو irritate کرتے ہیں۔ میں اس بارے میں صرف ایک [illegible] استدعا کروں گا کہ اگر تمام اضلاع کے ایس۔ ایس۔ پی صاحبان دیانت دار اور صحیح قسم کے لگا دیے جائیں تو ہمارے خراب حالات پر پچاس فی صد کنٹرول ہو سکتا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب حاجی اللہ یار انصاری۔

حاجی اللہ یار انصاری، جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ یہ امن عامہ کے سلسلے میں بہت ہی اہم بحث ہے۔ حکومت وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ ملک میں عوام کو مطمئن رکھنے کے لیے امن عامہ

کو بحال رکھیں ۔ اس وقت ملک کے حالات یہ ہیں کہ جس وقت بھی کوئی دور آیا امن عامہ کی صورت حال نے اس طرح ترقی کی کہ چوریوں سے کام شروع ہوا اور ڈکیتیوں تک پہنچ گیا ۔ ----

جناب چیئرمین، حاجی صاحب! آپ کے پاس دو منٹ ہیں لہذا آپ اپنی تجاویز دے دیں ۔

حاجی اللہ یار انصاری، اس ایوان میں بحث بھی بہت ہو چکی۔ جیسا کہ امن عامہ کے سلسلے میں پولیس کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے' حالات بالکل اسی طرح ہی ہیں' مگر اس میں آج تک کوئی changes نہیں کی گئیں ۔ لہذا میری یہ تجویز ہے کہ پولیس میں جو پرچے درج ہوتے ہیں یہ پرچے ایک ایجنسی درج کرے اور اس کی تفتیش دوسری ایجنسیاں کریں اور جو پولیس والے پرچے درج کرتے ہیں ان سے تفتیش نہ کروائی جائے ۔ دیگر خفیہ ایجنسیاں ہمارے ملک میں کوئی کام نہیں کر رہیں ۔ ایک واقعہ ہو جاتا ہے اور ڈکیت trace ہوتے ہیں یا نہیں۔ مگر لوگوں کو پکڑ کر بٹھا لیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہی آدمی ہیں ۔ وہ عقوبت خانوں میں بند رکھے جاتے ہیں۔ یہ انسانیت پر بہت بڑا ظلم ہے ۔ پولیس نے جو عقوبت خانے بنائے ہوئے ہیں ان کو بھی بند کرنا ہوگا۔ یہ ایسا دور ہے کہ اس میں ملزموں کے لیے کوئی مناسب سزا تجویز کرنا ہوگی اور یہ عقوبت خانے بند کرنے ہوں گے۔ وہاں پر ملزموں کو اتنی سزا دی جاتی ہے کہ ان کی موت تک بھی وہ تجاوز کر جاتے ہیں ۔ میری اس بارے میں استدعا ہوگی کہ یہ ضرور بند کیے جائیں ۔اور پولیس کے رویے میں کچھ تبدیلی ہونی چاہیے ۔ اس کو ہم زیر بحث تو لاتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں ہوتا ۔ یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں یہ کرنا ہو گا۔

جناب چیئرمین، حاجی محمد نواز صاحب۔ حاجی صاحب! آپ کے پاس دو منٹ ہیں اور آپ نے اپنی تجاویز دینی ہیں ۔

حاجی محمد نواز ، جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ۔ جو باتیں یہاں پر ہو گئی ہیں میں ان کو repeat نہیں کروں گا ۔ آئی ۔جی صاحب چلے گئے ہیں۔ میں تو چاہتا تھا کہ وہ یہاں موجود ہوتے ۔ جناب والا ! جس طرح سے آج یہ دور گزر رہا ہے کہ آئی جی صاحب نے دشمنوں کا' سماج دشمن عناصر کا اور اشتہاری مجرموں کا قلع قمع کرنے کا جو سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ کہ وہ کوشش کرتے ہیں کہ موقع پر ہی اشتہاری ملزموں کو یا ڈاکوؤں کو مار دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسی طرح محکمہ پولیس میں جو چند گندی مچھلیاں ہیں جو محکمہ پولیس کے ماتھے پر بدنما داغ بنی ہوئی ہیں' اگر ان چند

لوگوں کے ساتھ بھی ایسا کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کافی فرق پڑ سکتا ہے ۔ جس طرح محرم میں صوبے کی صورت حال بہتر رہی اگر یہی سلسلہ پورا سال جاری رہے اور یہ کوشش کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان خاص طور پر پنجاب ان شاء اللہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے ۔

جناب سپیکر! دوسری میں یہ گزارش کروں گا کہ پولیس کا محکمہ اس وردی پر بڑا مان کرتا ہے ۔ ان کو یہ مان کرنا چاہیے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا خطرہ تو دشمنوں کو ہونا چاہیے' دشمنوں کو خوف ہونا چاہیے۔ لیکن جب یہ وردی پہن لیتے ہیں تو یہ کہتے کہ شاید ہم میں خدائی سمٹ آئی ہے۔ تو خدارا! یہ اپنے اخلاق کو بہتر کریں ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ تم میں جو شخص اوّل ہے شخص سچا ہے' جس کا اخلاق اچھا ہے۔ تو اخلاق کو درست کرنا بھی بہت ضروری ہے ۔ شکریہ

جناب چیئرمین : اب اس debate کو سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ wind up کریں گے ۔ جی کھوسہ صاحب۔

وزیر خزانہ : جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں ۔ آج بہت سے اراکین نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث میں حصہ لیا ہے اور میں آپ کی وساطت سے ان ساتھیوں کا مشکور ہوں جنھوں نے یہاں مفید مشورے دیے ہیں ۔ میں ان کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے یہاں تنقید کی ہے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ محکمہ تو کیا کوئی بھی محکمہ ایسا نہیں جو تنقید سے بالاتر ہو' اور تنقید تو اس لیے کی گئی ہے کہ ہماری راہبری ہو۔ ہماری سے مراد یہ ہاؤس ' یہ حکومت ہے اور اس سے بہتر پہلو نکلنے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے ان تمام اراکین کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے پالیسی سازی میں ہماری راہبری کرنے کی کوشش کی ہے ۔

جناب والا! یہاں بہت سے نکتے اٹھائے گئے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو حکومت کی نئی پالیسی کا' بلکہ پالیسیوں کا علم نہ تھا اور وہ تنقید کا نشانہ بن گئے۔ اگر وہ ان پہلوؤں پر ہم سے بات کر لیتے تو شاید ان کے دل میں اتنی بے چینی یا ان کے بیان میں پریشانی کا پہلو سامنے نہ آتا ۔ مثلاً یہاں میرے ساتھی ' میرے بھائی رانا ثناء اللہ خان نے کہا ہے کہ یہاں کوئی ٹرانسفر پالیسی نہیں' کوئی پوسٹنگ پالیسی نہیں ۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ زیادتی ہم سے اور کیا ہوگی؟ جبکہ یہ بڑی واضح بات ہے کہ پولیس افسران یا انتظامی افسران کسی کی سفارش پر نہیں لگائے جائیں گے اور نہ

لگائے گئے ہیں۔ حتی الوسع صرف ان کی اہلیت، قابلیت اور ان کی اچھی شہرت کو مد نظر رکھ کر تعینات کیا جاتا ہے لیکن جناب چیئرمین اب اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو stuff ہمارے پاس موجود ہے اسی میں سے ہم نے ٹرانسفرز پوسٹنگز کرنی ہیں۔ پھر جناب رانا صاحب نے یہ بھی اپنی تقریر میں کہا کہ کرپٹ افسران کو نکال دیں اور نیا بلڈ شامل کریں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب بار ہا اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ مختلف فورمز پر بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی یہاں پر تنقید ہوئی کہ اپوزیشن کے وقت اپوزیشن خود نعرے لگاتی ہے لیکن خود حکومت میں آ کر اپنی وہ باتیں بھول جاتی ہے ۔ مجھے یہ بات سن کر بڑا افسوس ہوا کیونکہ عملاً وزیر اعلیٰ پنجاب نے ثابت کیا ہے کہ کرپٹ افسران کو پنجاب سے نکالا گیا ہے ۔ جن کی شہرت خراب تھی ان کو لائن حاضر، جسے او ایس ڈی کہتے ہیں، بنایا گیا ہے ۔ اور جن کے خلاف ثبوت مہیا ہوا ہے ان کے خلاف کیسز جاری کر دیے گئے ہیں۔ اس سے وہ حضرات ناواقف تھے جنھوں نے ایسی بات کی ۔ میں ان سے کہہ نہیں کرتا ۔ اگر صرف تنقید کے طور پر یہ بات کی جا رہی تھی تو مجھے افسوس ضرور ہو گا کہ یہ حکومت اپنی اپوزیشن کے دور کی باتیں بھولی نہیں ۔ ان افسران کہ جن کو سیاسی طور پر استعمال کر کے اور اپوزیشن کو victimise کیا جاتا تھا ۔ آج کوئی ایک مثال دے سکتے ہیں کہ ہم نے کسی ایک فرد کو victimise کیا ہو؟ یہ افسران اپنی ڈیوٹی سے غافل ہو جاتے تھے ۔ خاص طور پر میں پولیس کا ذکر کر رہا ہوں ۔ اور وہ اپوزیشن کو victimise کرتے تھے ۔ آپ خود شاہد ہیں ۔ اس اسمبلی کے باہر سے ایک معزز رکن کو گرفتار کیا گیا تھا کہ ہاؤس کے اندر کھڑے ہو کر اس وقت کے وزیر اعلیٰ پر انھوں نے صحیح الزامات عائد کیے تھے۔ انھیں یہاں اسمبلی کی سیڑھیوں سے اٹھا لیا گیا تھا ۔ ممبران اسمبلی کے گھروں پہ چھاپے پڑے تھے ۔ ممبران اسمبلی کے فیملی ممبران کو گرفتار کیا جاتا تھا ۔ پولیس اور انتظامیہ کو ان کاموں میں استعمال کیا جاتا تھا ۔ تین، سوا تین مہینے گزر چکے ہیں۔ ہم ان تمام ظلم وستم کی داستانوں کو یہاں دہرانا نہیں چاہتے جس دور سے ہم بحیثیت اپوزیشن ممبران گزرے ہیں اور جس میں آپ خود بھی شامل ہیں ۔ کوئی ایک واقعہ بتائیں ۔ اس سارے ہاؤس میں جتنی بھی تقاریر ہوئیں کسی نے victimisation کا ایک واقعہ بھی نہیں بتایا۔ تو ہم نے یہ پالیسی واضح کر دی کہ ان سرکاری ملازمین کو انھی ڈیوٹیوں کے لیے استعمال کیا جائے گا جن کے لیے یہ متعین ہیں، نہ کہ political victimisation یا اور مقاصد کے لیے جو حکومت کے غلط مقاصد غلط پالیسی کے تحت

نمایاں ہوتے ہیں۔ کرپٹ افسران کا ذکر کر گیا ہوں ۔ پھر رانا صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ نیا بلڈ infuse کرنا چاہیے ۔ اگر نئے بلڈ کی کہیں باہر سے تلاش کرنی ہو تو وہ نشان دہی کر دیں' ورنہ جو پالیسی وزیر اعلیٰ پنجاب announce کر چکے ہیں اس میں میرے خیال میں اب کوئی شبہ نہیں رہا کہ نیا بلڈ کس طریقے سے شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اسے ایس آئیز 'سب انسپکٹرز کی بھرتیاں جو پہلے محکمانہ طور پر ہوا کرتی تھیں اس میں سفارش کا عنصر آ جاتا ہو گا ۔ اب وہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تابع ہوں گی ۔ اسی طرح جوان لیول پر 25 فی صد کو نامسلح افواج کے جوانوں سے لیا جائے گا' کیونکہ وہ ایک ڈسپلن فورس کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں ۔ ان کی ٹریننگ ہوتی ہے ۔ اور عمر کی ایک حد کے بعد انھیں ریٹائر کر دیا جاتا ہے ۔ جبکہ ان کی ابھی خاصی عمر باقی ہوتی ہے جس میں وہ ایک active service کر سکتے ہیں۔ وہاں سے 25 فی صد کو نا لیا جائے گا ۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ پالیسی کا پتا نہیں ۔ اب یہ وہ باتیں ہیں جو اخبارات میں آ چکی ہیں اور عام آدمی بھی پڑھ' اور سن چکا ہے ۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ پولیس وردی میں ڈکیتیاں کرتی ہے ۔ جی ہاں! ایسی مثالیں ہم نے اخبارات کے ذریعے پڑھی ہیں ' سنی ہیں۔ اور سابقہ حکومت جو ایسے افسران یا اہل کاران کو protection دے دیا کرتی تھی۔ اسی ہاؤس کے اور ایوان بالا کے ممبران ایسے لوگوں کو protection دیا کرتے تھے ۔ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہم تو کسی کی پوسٹنگ کا حق نہیں رکھتے ۔ موجودہ حکومت نے کسی اپنے رکن ساتھی کو کسی کی پوسٹنگ کا حق نہیں دیا' بلکہ اہلیت اور قابلیت پر چھوڑا ہے ۔ ایسے بدمعاشوں کو یہ حکومت کیسے چھوڑے گی؟

ویسے تو بہت سی باتیں ہوئی ہیں لیکن ایک بات بڑی اچھی بھی کی گئی اور وہ یہ ہے کہ جو ہمارا پولیس کا عملہ ہے نہ تو ان کے پاس رہائش گاہیں ہیں ' نہ ان کی ڈیوٹی کے کوئی اوقات ہیں۔ اور نہ ان کی ڈیوٹی کا کوئی تعین ہے ۔ کبھی ایک ہی آدمی ٹریفک کی ڈیوٹی پر جا رہا ہے۔ کبھی وہی آدمی وی آئی پی ڈیوٹی بھگتانے جا رہا ہے اور وہی آدمی چوبیس گھنٹے at call ہوتا ہے۔ جب اور جس ڈیوٹی پر اس کو بلا لیا جائے اسے جانا پڑتا ہے ۔ تنخواہیں ان کی کم ہیں۔ ٹرانسپورٹ ان کے پاس صحیح مہیا نہیں۔ اور کوئی واردات ہو جاتی ہے۔ واردات کرنے والوں کے پاس بڑی اعلیٰ اعلیٰ گاڑیاں ' پجیرو اور لینڈ کروزر کا ذکر کیا گیا ورنہ اچھے موٹر سائیکل تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ یہ کمی پوری کرنا ممکن نہیں ۔ اگر بیرکس بنانی پڑیں تو پتا نہیں ان پر کتنے سو کروڑ لگ جائیں گے ' اگر ہر تھانے میں نئی گاڑیاں

(نئی سے مراد تین سال سے زیادہ پرانی نہ ہو) مہیا کرنی پڑیں تو پتا نہیں ان پر کتنے سو کروڑ لگ جائیں گے، وغیرہ وغیرہ ۔ اسی طرح اگر ہم نے شفٹ رکھنی ہے ۔ آٹھ آٹھ گھنٹے کی نہیں جیسا کہ ہر مہذب ملک میں آٹھ آٹھ گھنٹے کی شفٹ ہوتی ہے ۔ اگر آٹھ آٹھ گھنٹے کی نہ رکھیں اور بارہ گھنٹے کی رکھیں تو پھر بھی ہمیں یہ نفری ڈبل کرنی پڑے گی ۔ اس پر کتنے ارب خرچ ہوں گے، آپ خود سوچ سکتے ہیں ۔ لیکن جناب چیئرمین! اس سمت میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی ترجیحات مقرر کر دی گئی ہیں۔ صوبہ پنجاب کی پولیس کے محکمہ کے لیے 440 نئی پک اپ کے لیے محکمہ فنانس نے رقم فراہم کر دی ہے ۔ اب ہمیں دقت یہ پیش آ رہی ہے کہ سپلائی کرنے والی کمپنیوں کے پاس اتنی بڑی تعداد میں یک مشت پک اپ موجود نہیں ہیں۔ ایک سو سے زائد گاڑیاں حاصل ہو چکی ہیں ۔ جن کا یہاں ذکر کیا گیا تھا کہ سو گاڑیاں صرف لاہور کو دے دی گئیں ۔ جناب والا! یہ حقیقت نہیں ۔ لاہور میں ایام محرم کے لیے زیادہ انتظامات کی ضرورت ہوتی ہے ۔ فی الوقت شاید جو ان کا حصہ بنا ہو اس سے زائد دے دی ہوں۔ لیکن وہ تھانہ وار تقسیم ہوں گی اور اہمیت کے مطابق ان کی تقسیم ہو گی ۔ اسی طرح 450 نئے موٹر سائیکل خرید کر کے محکمہ پولیس کو دیے جا رہے ہیں۔ باقی رہا اوقات ڈیوٹی کا مسئلہ ۔ اس پر بھی جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک ٹاسک فورس مقرر کی تھی جس کی چیئرمین شپ مجھے سونپی تھی اس ٹاسک فورس نے ایک نہیں، بے شمار میٹنگز کیں اور ہر پہلو کا جائزہ لیا۔ کارکردگی، اپنی ڈیوٹی سر انجام دینے میں پولیس افسران اور اہل کاران کی جو مجبوریاں ہیں یا انسانی حدود ہیں ۔ یعنی چوبیس گھنٹے کون ڈیوٹی بھگتا سکتا ہے اور مسلسل سارا سال۔ تعلیمی معیار کی باتیں ہوئی ہیں ۔ وہ سفارشات اس ٹاسک فورس نے مکمل کیں۔ تقریباً دو ماہ اس پر میٹنگز ہوتی رہیں۔ اس میں ریٹائرڈ آئی جی کو شامل کیا گیا۔ کیونکہ وہ اپنے تجربے کی بنیاد پر ہمیں اچھا مشورہ دے سکتے تھے، ارکان اسمبلی کو شامل کیا گیا اس کے علاوہ جو ماہرین ہمیں باہر سے مل سکے ان سے بھی مشاورت کی گئی ۔ امریکہ سے ایک ڈسٹرکٹ اٹارنی آئے ہوئے تھے، اتفاقیہ ان کا لاہور کا visit انہی ایام میں ہوا تو ہم نے ان سے بھی مشورے لیے اور اس مشاورت کے بعد ہم نے کچھ سفارشات مرتب کیں ۔ جب وزیر اعلیٰ ان پر اپنا فیصلہ دیں گے تو وہ اس ایوان اور صوبے بھر کے عوام کے سامنے آئیں گی۔لیکن ہم نے انہی پہلوؤں پر نشان دہی کی ہے کہ اگر اس فورس کو زیادہ موثر بنانا ہے تو ان کے حالات میں بھی بہتری پیدا کرنی ہوگی، ان کے حالات کار میں بھی بہتری پیدا کرنی ہو گی ۔ یہاں ایوان میں جو بہت

سے پہلو اٹھائے گئے ہیں ان کا تعلق اس اہلکار یا افسر کے حالات کار سے متعلقہ ہیں ۔ ہم نہیں چاہتے کہ کبھی بھی کسی بدعنوان افسر کو تحفظ دیا جائے اور یہ اس حکومت نے عملاً ثابت کیا ہے لیکن ان کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لیے ہمیں ان کے حالات کار میں بہتری لانی ہوگی۔ جناب چیئر مین ! اس کے لیے اس قدر وسائل ہمارے پاس نہیں کہ بیک وقت ہم یہ تمام مسائل حل کر کے ان کی working conditions بہتر کر دیں۔ لیکن اس سمت وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کی حکومت نے قدم اٹھا لیا ہے اور ان شاء اللہ العزیز آپ دیکھیں گے ' اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی تو وقت کے ساتھ ساتھ ان کی working conditions بہتر ہوں گی اور اس کے ساتھ معزز دوستوں کے جو گلے یا شکایات ہیں یہ رفتہ رفتہ مٹتی جائیں گی ۔ کچھ ایسے پہلو ہیں جو میں آپ کی وساطت سے ایوان کے اراکین کو بتانا چاہتا ہوں ۔ فہرست تو لمبی ہے اور دو بجے ہماری پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ بھی ہے لیکن جو salient features ہیں میں یہاں صرف وہ بیان کروں گا۔

جناب والا! پولیس کے ذمے کوئی ایک فرض تو نہیں ۔ ان کی ڈیوٹیاں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں ۔ مثلاً watch and ward ان کی پہلی ڈیوٹی ہے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ crime detection ' پھر criminals کی گرفتاری عمل میں لانا اور اس کے بعد مقدمات کی prosecution اور اس میں ان کے پیچھے لگے رہنا۔ اس کے ساتھ وہی جوان ' انہی کے انسپکٹرز ' سب انسپکٹرز ' اے ایس آئی وغیرہ کبھی ٹریفک میں چلے جاتے ہیں ۔ یہاں ہمارے ایک نوجوان ساتھی سمیع اللہ چودھری نے پولیس کے رویے اور اخلاق کی بات بھی کی ہے ۔ جناب والا! ان کا اخلاق یا بداخلاقی جو عام شہری کے ساتھ ہوتی ہے اس کو بہتر بنانے کے لیے بھی خصوصی تربیتی پروگرام بنائے گئے ہیں ۔ یہ وہ اقدامات ہیں جو عملاً شروع ہو چکے ہیں۔ یہ زبانی جمع خرچ نہیں ۔ یہاں کہا گیا ہے کہ بس زبانی جمع خرچ ہوتا ہے اس کے بعد عمل کچھ نہیں ہوتا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ چیزیں عملاً شروع ہو چکی ہیں ۔ جناب چیئر مین! اسی محکمے سے وی آئی پی ڈیوٹیاں بھی لی جاتی ہیں ' اسی محکمے سے محرم کے ایام میں یا دوسرے ایسے موقعوں پر جہاں tension وغیرہ پیدا ہوتی ہے ڈیوٹی لی جاتی ہے ۔ جناب والا! اتنی heavily loaded force پر' جس پر یہ ساری ذمہ داریاں عائد ہو رہی ہوں تو ان کی efficiency میں یقیناً فرق پڑے گا ۔ ہم نے جو سفارشات کی ہیں ان کی وجہ سے ان شاء اللہ کچھ تبدیلیاں آئیں گی ۔ مثلاً جو heinous crimes ہیں اس کے لیے علیحدہ فورس ہوگی ۔ تھانے کا جو عام

عملہ ہوگا وہ اس میں involve نہیں ہوگا ۔ یہاں یہ بھی کہا گیا کہ ان کی کرپشن اور بدعنوانیوں کا کون ذمہ دار ہو گا ؟ اس کے لیے بھی سفارشات کی گئی ہیں جو ان شاء اللہ العزیز اگر وزیر اعلیٰ نے منظور کر لیں تو عملاً آپ کے سامنے آئیں گی ۔ ہر ضلعی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی جا رہی ہے جو کہ اس قسم کی شکایات کے فوری تدارک کے لیے کام کرے گی اور جو افسران قصوروار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کریں گے ۔ میں کل ہی کی مثال دیتا ہوں کہ میرے فاضل دوست رانا ثناء اللہ صاحب نے آئی جی کے ایک دورے کے بارے میں یہاں ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی ۔ جناب والا! یہ بھی اسی پالیسی کا ایک حصہ ہے کہ آئی جی کا ضلع کی سطح پر دورے کرنا ۔ آپ نے بہت کم سنا ہو گا 'شاید ہی کوئی ایسے آئی جی آئے ہوں گے جنھوں نے ضلع کی سطح پر دورے کیے ہوں ورنہ آئی جی صاحبان اکثر و بیشتر صوبائی دارالحکومت پر بیٹھے رہتے ہیں یا پھر ڈویژنل لیول پر گئے اور دورہ کر کے واپس آ گئے ۔ لیکن موجودہ آئی جی' وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے تحت ضلع کی سطح پر خود جا رہے ہیں اور ڈویژن لیول کے ' ضلع لیول کے افسران اور جوانوں کو اکٹھا کر کے personal level پر communication پیدا کر رہے ہیں ۔ یہ moral boosting کہہ لیں ' ان پہ discipline کی تاکید کرنا کہہ لیں ' improvement of police functioning کہہ لیں۔ جس طرح بھی آپ اس کو تعبیر کریں یہ اس پالیسی کا ایک حصہ ہے کہ افسران اب صرف دفتروں میں نہیں بیٹھتے بلکہ جن کا کام فیلڈ کا ہے انھیں فیلڈ میں جا کر چیک کرنا ہے۔ اور ذمہ داری نبھانے کی پوری پوری کوشش کرنی ہے ۔ ورنہ آئی جی اگر یہاں دفتر میں بیٹھے رہیں تو یہاں ٹیلی فون کا زمانہ ہے ہر چیز ان کو یہاں تک پہنچائی جا سکتی ہے اور یہ بھی اپنی ہدایات یہاں ٹیلی فون کے ذریعے دے سکتے ہیں۔ لیکن جو نتائج direct رابطے میں حاصل ہوتے ہیں وہ دفتر میں بیٹھے ہوئے نہیں ہو سکتے اور یہ چیز اس وقت عملاً ہو رہی ہے ۔ کچھ ایسے نگرز ہیں جن کو میرے ساتھی اگر سنیں گے تو ان کے دل میں تھوڑا سا اطمینان ضرور پیدا ہو گا کہ سابق حکومت کی سارے عرصے کی کارروائی اور اس حکومت کی صرف سوا تین مہینے کی کارروائی ملاحظہ کیجیے۔ فروری 1997ء سے مئی 1997ء تک 34 -sectarian cases' جن میں قتل ہوئے ہیں وہ رجسٹر ہوئے جن میں 55 بے قصور ' بے گناہ آدمی شہید کیے گئے ۔ ان میں سے 23 مجرم گرفتار ہو چکے ہیں ' 8 مقدمات چالان ہو کر عدالتوں میں بھیجے جا چکے ہیں اور 26 مقدمات investigation کے لیے ابھی pending ہیں ۔ یہ صرف گذشتہ سوا تین مہینوں کی نگرز ہیں۔ اس کے مقابلے میں اگر آپ پچھلے سارے سال کو دیکھیں تو اس سے آدھی کارروائی بھی نہیں ہوئی ۔ اسی

طرح جب یہ sectarianism terrorism اٹھا تو اس میں 1006 افراد کو detain/arrest کیا گیا ۔ میں ان میں تخصیص نہیں کر رہا کہ سنی کتنے تھے ' شیعہ کتنے تھے ' سپاہ صحابہ کے کتنے تھے یا سپاہ محمد کے کتنے تھے لیکن 1006 افراد کو in anticipation of Moharrum گرفتار کیا گیا ۔ اسی طرح 46-most dangerous sectarian terrorists کی ایک فہرست موجود ہے جبکہ پچھلی حکومت ان میں سے کسی کی بھی گرفتاری عمل میں نہ لا سکی ۔ موجودہ حکومت نے اس قلیل عرصے میں ان میں سے 18-most dangerous sectarian terrerists گرفتار کر لیے ہیں اور باقیوں کی گرفتاری کے لیے بھی عمل جاری ہے ۔ کچھ اور ایسی مگرز ہیں جنھیں میں اگر دہراتا چلوں تو پھر مجھے زیادہ وقت چاہیے ہو گا لیکن جناب والا ! اگر آپ ہر سیکٹر میں دیکھیں گے ---- میرے پاس یہ فہرست موجود ہے جسے یہاں سنانا میرا مقصد نہیں ہے۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ impress کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کسی ایک corresponding period کو لے لیں ۔ پچھلی حکومت کے پورے سال کا ہمارے صرف سوا تین مہینے کے ساتھ موازنہ کریں تو بفضل خداوند کریم ہمارے اس سوا تین مہینے کی کارکردگی ' عمل ان کے پورے سال سے زیادہ اور بہتر ہے ۔ گرفتاریاں زیادہ ہوئی ہیں ' جو theft cases تھے ان میں recovery زیادہ ہوئی ہے ۔ مثال کے لیے یہاں میں آپ کو theft cases کا بتا دوں کہ پچھلے سارے سال میں 16 کروڑ مالیت کے قریب چوریاں برآمد ہوئیں اور وہ مالکان کو واپس کی گئیں' جبکہ ہمارے اس سوا تین مہینے میں 22 کروڑ کی چوریاں برآمد ہوئیں اور مالکان کو واپس کی گئیں۔ یہ صرف میں ایک مثال عرض کر رہا ہوں ۔ اسی طرح آپ جس پہلو کو بھی لے لیں بفضل خداوند کریم ' اس ذات باری تعالیٰ کی مدد سے improvement ہی improvement ہے اور یہ صرف ابھی first quarter of the year ہے۔ ابھی سال کے باقی تین حصے بقایا پڑے ہیں ۔ ابھی تو یہ پالیسی کا عمل شروع ہوا ہے ۔ اس کو آگے چلنے دیجیے گا' ان شاء اللہ العزیز ' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جس طرح اس محرم کے دوران سارے صوبے نے سکھ اور امن کا سانس لیا اللہ تعالیٰ چاہے گا ' اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی تو سارا سال اسی طرح صوبے میں امن قائم ہو گا ۔ میں کبھی یہ انکار نہیں کروں گا کہ پولیس میں reforms کی ضرورت ہے ۔ اس سے انکار کرنا بے وقوفی ہے ' خود فریبی ہے۔ لیکن میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ پولیس کی reforms اس حکومت نے عملاً شروع کر دی ہیں۔ میں نے اس کے کچھ نتائج آپ کو بتائے ہیں۔ بہت سی figures کی بجائے میں نے چند آپ کو سنائی ہیں یہ حکومت کی نیت کو ثابت کرتا ہے اور حکومت کی نیت یہ ہے کہ ہم نے عام شہری

کو اس کی جان و مال کا تحفظ فراہم کرنا ہے۔ اس سمت میں ایک پالیسی مرتب ہو چکی ہے۔ متعلقہ افسران کو اس چیز کا احساس ہے ۔ یہاں پر چند ایک کیسز point out کیے گئے۔ حکومتی بنچز سے خان امان اللہ خان بابر نے بتایا میں وہ note کر چکا ہوں۔ یہاں پر آئی جی پنجاب بھی بیٹھے تھے' ہوم سیکرٹری بھی یہاں بیٹھے ہیں۔میں آپ کی وساطت سے خان امان اللہ خان کو دعوت دوں گا کہ وہ میرے پاس تشریف لائیں اور اس افسر کے خلاف جس نے اس دیدہ دلیری سے یہ جرات کی ہے کہ چوری برآمد بھی کی اور خود ہڑپ کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس کے خلاف dismissal تک کے احکامات ہوں گے۔ صرف اس کے ٹرانسفر وغیرہ سے اطمینان نہیں ہوتا۔ اگر اس طرح کے کئی اور انفرادی کیسز ہیں تو حکومت یہ واضح کر چکی ہے کہ حکومتی بنچز اور حزب اختلاف کے لیے' قانون سب کے لیے برابر ہے ۔ میں ان کو آپ کی وساطت سے دعوت دیتا ہوں کہ اگر ہر وقت وزیر اعلیٰ سے ملنا ممکن نہ ہو تو آئی جی سے ملیں مجھ سے ملیں اس کیبنٹ کے کسی وزیر سے ملیں تو ان شاء اللہ وہ اپنی شکایات کا ازالہ پائیں گے۔وزیر اعلیٰ کی طرف سے خاص طور پر آئی جی کے لیے ہدایات ہیں کہ وہ جب بھی دفتر میں بیٹھے ہوں تو کسی بھی ایم پی اے کو ان تک پہنچنے کے لیے نہ روکا جائے اور یہ عملاً ہو رہا ہے ۔ تو اگر کوئی ایسی شکایات جو یہاں پر بیان نہ ہو سکی ہوں۔ لیکن ہمارے فاضل اراکین جس سمت سے تعلق رکھتے ہوں۔ میں اس میں اپوزیشن اور گورنمنٹ کو بالکل divide نہیں کر رہا ۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں وہ آئی جی کے پاس جایا کریں ہوم سیکرٹری جن کا دفتر بالکل ہیں سیکرٹریٹ میں ہے ان کے پاس جایا کریں' اور اگر ان کی شنوائی نہیں ہوگی تو میں جواب دوں گا۔ لیکن بات تو وہی آ جاتی ہے کہ جس سے ہم اختلاف کر چکے ہیں' جس پالیسی سے ہم اختلاف کر چکے ہیں اور جو ہماری پالیسی ہے کہ غلط آدمی کی سفارش نہ کریں۔ کسی کی پوسٹنگ ٹرانسفر کی بات نہ کریں۔ آپ ثابت کریں کہ ایک افسر غلط کاری کر رہا ہے اور پھر اس کا نتیجہ دیکھیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ چند گزارشات پیش کرنے کا موقع دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، بہت بہت شکریہ۔ آج امن عامہ پر بڑی سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ سمیت 17 اراکین اسمبلی نے اس بحث میں حصہ لیا ہے۔اب اجلاس کل صبح 9.30 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

جمعرات 12 - جون 1997ء

(پنج شنبہ 6 - صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر، لاہور میں 10 بجے صبح زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ سورۃ الرحمن۔ آیت 14 تا 27

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا۔ اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اسی نے دو دریا رواں کیے جو آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کرسکتے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ جو (مخلوق) زمین پر ہے۔ سب کو فنا ہونا ہے۔ اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گی۔ وما علینا الا البلاغ

قلیل المہلت سوال

جناب سپیکر ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلے جناب ایس اے حمید کا قلیل المہلت سوال ہے

جناب ایس۔ اے حمید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2 ہے۔

شور اور آلودگی کو ختم کرنے کے لیے اقدامات

جناب ایس اے حمید۔ کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پریشر ہارن کی درآمد، تیاری اور استعمال پر پابندی کے باوجود گاڑیوں میں اس کا استعمال جاری ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل پنجاب حکومت نے پریشر ہارن کے استعمال کو ختم کرنے کے لیے گاڑیوں کی چیکنگ کا سلسلہ شروع کیا تھا اور چند روز تک ان کو اتروا کر ضائع بھی کیا گیا۔

(ج) اگر جز (الف) (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس شور، آلودگی کو ختم کرنے کے لیے کوئی اقدامات کررہی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) پریشر ہارن کی درآمد اور تیاری گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ہے۔ جو ٹریفک پولیس کے متعلق نہ ہے۔ البتہ گاڑیوں میں پریشر ہارن لگانا زیر دفعہ 154 موٹر وہیکل رولز جرم ہے۔

(ب) پنجاب ٹریفک پولیس پریشر ہارن استعمال کرنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی میں ہروقت مصروف ہے۔ اس قانون کی خلاف ورزی پر گاڑیوں کے چالان کیے جارہے ہیں۔ بسوں، ویگنوں اور ٹرکوں سے پریشر ہارن موٹر وہیکل آرڈیننس III-A کے تحت اتروا کر ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ سال 1996 میں ٹریفک پولیس پنجاب نے 26887 گاڑیوں کے اس مد میں چالان کیے اور رواں سال 1997 کے دوران اب تک 5367 گاڑیوں کے خلاف کارروائی کی جاچکی ہے۔

(ج) تاہم جہاں تک پریشر ہارن کی درآمد اور تیاری وغیرہ کا تعلق ہے۔ تو یہ مسئلہ وفاقی حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔

جناب سپیکر ، محترم ایس۔ اے حمید کے سوال کا جواب تحریری طور پر تو موجود ہے اور میری ذاتی طور پر

بھی ان سے بات ہوئی ہے۔ٹریفک پولیس نے جو پریشر ہارن کے سلسلے میں کارروائی کی ہے۔ وہ جواب میں بھی درج ہے اور میں ویسے بھی عرض کر دیتا ہوں کہ" 1996ء میں ٹریفک پولیس پنجاب نے پریشر ہارن استعمال کرنے والی 26887 گاڑیوں کا چالان کیا اور 1997ء میں یکم جنوری سے 31 مئی تک 6994 گاڑیوں کا چالان کیا"۔

جناب والا! آپ سمجھتے ہیں اور آپ کی وساطت سے میں معزز رکن کو بھی عرض کروں گا کہ ان پریشر ہارنوں کی امپورٹ پر صوبہ پابندی عائد نہیں کر سکتا یہ مرکزی حکومت کی پالیسی ہے۔ اس کی امپورٹ پر ہم کوئی قید نہیں لگا سکتے۔لیکن یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ آئندہ جو گاڑیاں پریشر ہارن استعمال کرتے ہوئے چالان ہوں گی۔ یہ ہدایت کر دیتے ہیں کہ ان کے پریشر ہارن اتار لیے جائیں تاکہ یہ نہ ہو کہ وہ چالان کا جرمانہ ادا کرکے ہارن ویسے ہی استعمال کرتے رہیں۔ان کے استعمال کو روکنے کے لیے وہ پریشر ہارن اتار لیے جائیں۔یہ ہدایت کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی ایس۔ اے حمید صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر! سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی اس وضاحت کے بعد کہ وہ پریشر ہارن اتار لیں گے۔ میں آپ کا بھی اور ان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ 1994 میں بھی اسی اسمبلی سے یہ قرار داد پاس کی گئی اور پھر وفاقی حکومت نے پریشر ہارن کی امپورٹ پر اپنی ٹریڈ پالیسی میں مکمل طور پابندی لگا دی۔ اس کے باوجود آج سڑکوں پر گاڑیاں' ٹرک اور جو بڑے بڑے containers ہیں ان میں اتنے اتنے زبردست پریشر ہارن ہیں کہ آپ کو اتفاق تو ہوتا ہوگا کہ اس سے نہ صرف کان کی بیماریاں' دل کی بیماریاں اور اس کے علاوہ brain irritation ہے۔ یہ اتنے مسائل ہیں کہ ان کو کسی طور پر حل کرنا ممکن نظر نہیں آتا۔ حکومت ایک طرف pollution کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔ لیکن جناب سپیکر! صرف چالان کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اور پھر رول۔III کے تحت صرف ایک سو روپے جرمانہ کی سزا ہے۔ ایک سو روپے جرمانہ کرنے سے تو یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ میں یہ چاہوں گا کہ حکومت پنجاب کی طرف سے ایک clear cut directive جاری کیا جائے اور اس میں جن کے پاس پریشر ہارن ہوں ان کو فوری طور پر remove کر کے تلف کیا جائے۔ پریشر ہارن نہ صرف اتارا جائے' بلکہ تلف بھی کیا جائے۔ جناب سپیکر! ماضی میں اس کی مثال موجود ہے کہ جب پنجاب اسمبلی سے یہ قرارداد پاس ہوئی تو

راوی زوڈ پر پولیس نے کھڑے ہو کر گاڑیوں کو چیک کیا اور پریشر ہارن کو اتروا کر اس کو ضائع کیا گیا۔ تو میں چاہوں گا کہ چونکہ آج حکومت پنجاب میں یہ محکمہ موجود ہے اور مرکزی حکومت کی طرف سے اس پر پابندی ہے۔ تو میری یہ درخواست ہوگی کہ یہ کام تو بہت چھوٹا سا نظر آتا ہے ۔ لیکن pollution کو ختم کرنے کے لیے آپ کا ایک حکم، آپ کا ایک ڈائریکٹو پنجاب کے عوام، مریضوں، طالب علموں، ہسپتال میں پڑے ہوئے مریضوں کی پریشر ہارن کے استعمال سے کیا کیفیت ہوتی ہے، کیا اس طرح ان کو دکھ سے نجات مل سکے گی؟ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، ایس اے حمید صاحب! آپ نے یہ جو قلیل المہلت سوال کیا ہے، اس کو اگر آپ قرارداد کی شکل میں لاتے پھر تو اور بات تھی۔ لیکن آپ نے ضمنی سوال کرنے کی بجائے تقریر کر دی۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ میں اگر یہ سوال پڑھتا تو ان کا جواب ہے کہ پریشر ہارن موٹر وہیکل آرڈیننس۔ 111 کے تحت اتروا کر ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ "اتروا کر"۔ یہ ان کا جواب ہے۔ تو جب یہ کہتے ہیں کہ اتروا کر کارروائی کی جاتی ہے، میں کہتا ہوں کہ اتروا کر کارروائی نہیں کی جاتی، بلکہ صرف کارروائی کی جاتی ہے۔ تو میں اس کی assurance چاہوں گا کہ کیا واقعی آئندہ حکومت پنجاب پریشر ہارن اتروا کر کارروائی کرے گی؟ یہ میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی، کھوسہ صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! آپ نے خود ہی نوٹس لے لیا۔ انھوں نے کوئی ضمنی سوال نہیں کیا تھا، وہ statement دے رہے تھے۔ لیکن پھر بھی ان کا احترام کرتے ہوئے یہ ضمنی سوال ہی تصور کر لیتا ہوں۔ ان کا یہ سوال تھا کہ ہم اس قسم کے ایکشن لیں گے جو انھوں نے تجویز پیش کی ہے تو جی، میں آپ کی وساطت سے انھیں assure کراتا ہوں کہ ہم یہ ایکشن لیں گے۔ ہمیں احساس ہے کہ پریشر ہارن مریض کی تکلیف میں اضافہ کرتا ہے، طلبہ کے پڑھنے میں خلل ڈالتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ تکالیف ہیں اور پریشر ہارن کی کوئی ضرورت بھی نہیں ۔ عام ہارن گاڑیوں میں کام کر رہے ہیں، استعمال ہو رہے ہیں۔ وہ ٹھیک ہیں۔ اگر یہ اس پر قرار داد لانا چاہیں اور ہاؤس کی منظوری لینا چاہیں تو وہ بہتر ہوگا۔ وہ کسی دن بھی آپ کی اجازت سے قرار داد پیش کر دیں۔

جناب سپیکر، جی، راجا خالد خان صاحب۔

راجا محمد خالد خان، مہربانی جناب سپیکر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! پریشر ہارن کے بارے میں

جناب ایس اے حمید کا جو قلیل المدت سوال تھا میں اس بارے میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری قوت سماعت ہی نہیں اب نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ قوت گویائی بھی ان پریشر ہارنز سے ختم ہو جائے گی۔ جناب والا! یہ ایک ایسی موذی مرض ہے اور یہاں پر یہ اعداد و شمار دیے گئے ہیں کہ 26887 چالان کیے گئے۔ میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہی پریشر ہارن جو اتارے جاتے ہیں وہ پولیس کی وساطت سے پھر مارکیٹ میں آ جاتے ہیں۔ اور سستے داموں آپ کو دستیاب ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو آپ مجھے سرکاری طور پر رقم مہیا کریں' میں پولیس والوں سے آپ کو خرید کر دے دوں گا۔ جناب والا! ان کو موقع پر ضائع کیا جائے اور خدارا' یہاں اس ہاؤس کے ایک معزز ممبر' خدا انھیں غریق رحمت کرے' سید حسنات شاہ جب ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ ہوا کرتے تھے تو انھوں نے پارکنگ کے بارے میں ایک پابندی لگائی تھی کہ within Municipal territory کوئی گاڑی پارک نہیں ہوگی۔ اگر وہ کوئی سواری بٹھاتا ' اٹھاتا ہے' یا اتارتا ہے تو اس ضمن میں اس گاڑی کو بمع ڈرائیور بند کر دیا جاتا تھا اور پورا ایک ہفتہ اس کی ضمانت نہیں ہوا کرتی تھی۔ اُس قانون پر عمل ایک مثالی تھا۔ جناب والا! میری آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں یہ دست بستہ گزارش ہے کہ قانون پر سختی سے عمل درآمد کروایا جائے اور پریشر ہارن کسی گاڑی میں بھی باقی نہیں رہنا چاہیے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: کھوسہ صاحب! میرا خیال ہے وضاحت تو آپ نے فرما دی ہے۔

وزیر خزانہ: میں اپنے محترم بھائی کے لیے تھوڑی سی مزید وضاحت کروں گا۔ جناب سپیکر! اگر آپ کی یہ رولنگ ہے کہ پریشر ہارن کو اتار کر destroy کر دیا جائے تو پھر اس پر ہم عمل کروا دیں گے۔ ورنہ ضبط کر لینا تو پولیس کے اختیارات میں ہے۔ کسی قانون کے تحت اسے destroy نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اگر آپ کی یہ رولنگ ہے کہ اس کو ضبط کر لیا جائے اور ضبط کر کے destroy کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! جو ایک اصولی اور قانونی پوزیشن ہے' اس پر رولنگ تو ہو نہیں سکتی۔ لیکن آپ نے یہاں on the floor of the House یہ commitment دے دی ہے کہ جو تجویز راجا صاحب کی طرف سے آئی ہے کہ پریشر ہارن کو destroy کیا جائے تو اس کے بعد میرا خیال ہے کہ اس مسئلے کو ختم ہو جانا چاہیے۔

راجا محمد خالد خان: جو منشیات ہیں' اس کو پکڑ کر آپ دوبارہ مارکیٹ میں auction کر دیتے ہیں یا

اسے ضائع کرتے ہیں۔ جناب والا! اسے ضائع کیا جاتا ہے۔ ان چیزوں کو جو ہمارے صوبے میں ممنوع ہیں' جن سے ہمیں تکلیف پہنچ رہی ہے' جن سے اس صوبے کے عوام کو تکلیف پہنچ رہی ہے' جن سے ان کی قوت سامعہ متاثر ہو رہی ہے انھیں ضائع کرنے میں کیا امر مانع ہے؟

جناب سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔ وہ تو کہہ رہے ہیں۔

وزیر خزانہ: میں ان کی بات سے سو فی صد متفق ہوں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! وہ تو آپ نے کہہ دیا ہے کہ ان کو آئندہ ضائع کیا جائے گا۔

وزیر خزانہ: لیکن جناب والا! میں صرف یہ وضاحت کرنا چاہ رہا ہوں کہ منشیات کے بارے میں قانون یہی ہے کہ جب پکڑی جائیں تو ان کو destroy کر دیا جائے۔یہ قانون ہے۔

راجا محمد خالد خان: یہ منشیات میں ہی آتا ہے' اس سے ہماری قوت سامعہ برباد ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! میرا خیال ہے' اب آگے چلنا چاہیے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: میری تجویز ہے کہ پریشر ہارن کے لیے کم از کم جرمانہ پانچ ہزار روپے مقرر کیا جائے تاکہ ضائع کرنے کا یا بیچنے کا سوال نہ رہے۔

جناب سپیکر، پھر آپ اس کی کوئی ترمیم لائیں ناں' پرائیویٹ ممبرز ڈے میں کوئی بل کی شکل میں لے کر آئیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: ہاں جی' کم از کم اس کا minimum fine ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، ہاں جی' وہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے کر آئیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر، صدیق سالار صاحب! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ آج محکمہ اوقاف' ٹرانسپورٹ' محنت اور صنعت کے سوالات ہیں۔میرا خیال ہے ان کو لیتے ہیں۔ سب سے پہلے محکمہ اوقاف کی طرف سے سوال ہیں۔ آج صبح محکمہ اوقاف کی طرف سے سوال نمبر 165, 344, 363, 364, 417, 538, 539 کے جواب موصول ہوئے ہیں۔جو معزز اراکین کی سیٹوں پر رکھ دیے گئے ہیں۔

اوقاف کے سوالات سے ہم شروع کرتے ہیں۔ الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی۔

دربار شیخ محمد فاضل کی تفصیل

*147۔الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) دربار شیخ محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ موضع شیخ فاضل ضلع وہاڑی کو کب اور کون سی تاریخ کو محکمہ اوقاف نے اپنی تحویل میں لیا۔

(ب) دربار مذکورہ بالا کی ماہوار آمدنی کتنی ہے۔

(ج) دربار مذکورہ بالا پر کتنے ملازمین ہیں اور کس کس عہدہ پر تعینات ہیں نیز جو اسامیاں ابھی تک خالی ہیں وہ اسامیاں کب تک پر کی جائیں گی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جامع مسجد دربار ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور دربار مذکورہ بالا کی عمارت بھی قابل تعمیر ہے۔ نیز ان عمارات کی مرمت کا تخمینہ کتنا ہے اور ان کی مرمت کب کی جائے گی؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)۔

(الف) دربار حضرت شیخ محمد فاضل وہاڑی مورخہ 15-2-96 کو محکمانہ تحویل میں لیا گیا۔

(ب) تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ ماہوار آمدن = 6654 روپے

2۔ ماہوار خرچہ = 1935 روپے

(ج) تفصیل اسامی مندرجہ ذیل ہے۔

1۔	خطیب / امام	سکیل نمبر 7	(1)	خالی
2۔	خادم/موذن	سکیل نمبر 1	(1)	پر شدہ
3۔	نگران	سکیل نمبر 1	(1)	پر شدہ
4۔	چوکیدار	سکیل نمبر 1	(1)	خالی

سوال کے جز "الف" کے مطابق یہ مزار 15 فروری 1996ء کو محکمانہ تحویل میں لیا گیا اس کی کل ماہوار آمدنی -/6654 روپے ہے مزار کے ساتھ نامکمل مسجد بھی تحویل میں لی گئی۔ ماہوار خرچ کی تفصیل -/1935 روپے بتلائی گئی ہے جبکہ مسجد اور مزار کے لیے امام اور چوکیدار کی اسامیاں خالی ہیں۔شعبہ تعمیرات نے جو تخمینہ برائے تعمیر ومرمت لگایا ہے اس کے مطابق دربار شریف کو مرمت کرنے کے لیے مبلغ 45,000 روپے درکار ہیں جبکہ نا مکمل مسجد کو مکمل کرنے کے لیے تخمینہ لاگت 5,30,000

روپے ہے۔ مسجد کے مینار نامکمل ہیں۔ فرش بندی وصحن موقعہ پر درکار ہے۔ مسجد کی دیوار ں میں کریکس آ چکے ہیں۔ چھت کے اوپر ٹائلیں لگانی درکار ہیں۔ مسجد کے سامنے کا Front بھی نامکمل ہے جس کو مکمل کرنا درکار ہے۔

جناب سپیکر: جی کوئی ضمنی سوال؟

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب سپیکر! جز (ب) کے متعلق کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ 1935 روپے کا کہاں خرچ کیا جاتا ہے؟

وزیر اوقاف: یہ ملازمین کی تنخواہیں دینے کے سلسلہ میں خرچ کیا جاتا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب سپیکر! یہ ناممکن ہے۔ یہ تنخواہیں نہیں ہیں۔ یہ کوئی اور خرچہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ بل بجلی ہو گا۔

وزیر اوقاف: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں ان کا سوال ہے کہ "دربار مذکورہ بالا کی ماہوار آمدنی کتنی ہے"؟

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (ب) 2 میں ہے کہ ماہوار خرچہ 1935 روپے، تو یہ کہاں پر خرچ کیے جاتے ہیں؟

وزیر اوقاف: یہ مختلف جگہوں پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ صفائی وغیرہ پر یا کوئی آدمی روزانہ اجرت پر آ جاتا ہے۔ تو اس سلسلے میں تھوڑے بہت خرچ کیے جاتے ہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے۔ میں اس پر زور نہیں دیتا۔ میں اب اس سوال کے جواب جز (ج) کے متعلق سوال کروں گا۔ میں صاحبزادہ صاحب کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتا ہوں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ آپ جھوٹ فرما رہے ہیں یا غلط فرما رہے ہیں۔ آپ کے محکمہ نے آپ کو درست رپورٹ نہ دی ہے۔ کوئی ملازم وہاں پر بھرتی نہ کیا گیا ہے۔ کیا آپ یہ وضاحت فرمائیں گے کہ جن لوگوں نے یہ جواب دیا ہے ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی فرمائیں گے؟

وزیر اوقاف: جی بالکل۔ چونکہ محکمے نے یہ جواب دیا ہے اور فاضل ممبر نے بالکل درست فرمایا۔ اگر محکمہ کے مجاز افسر نے اس ہاؤس میں غلط بیانی کی ہے اس سلسلہ میں محکمانہ طور پر اس کے خلاف نہ صرف کارروائی کی جائے گی بلکہ اس کے خلاف اوقاف ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

کیونکہ اس اتنے بڑے نہری نظام سے ہم جو خوراک حاصل کر رہے ہیں' جو کاشت کاری کر رہے ہیں' وہ کاشت کاری قابلِ اطمینان نہیں ہے۔ آپ یہاں سب زمیندار لوگ بیٹھے ہیں' زیادہ تر کاشت کاری پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں' آپ باہر جا کر فیلڈ میں دیکھیں کہ نہریں جن پر راجباہے اور چھوٹے راجباہے جن پر کاشت کاری کا دار و مدار ہے ان کے کنارے تقریباً تباہ ہو چکے ہیں۔ ان کے تمام ذرائع آب پاشی خراب ہو چکے ہیں۔ محکمہ نہر تو ویسے بھی کرپشن میں اتنا ہی کر چکا ہے۔ انھیں اس سے قطعاً کوئی سروکار نہیں کہ یہ نظام بہتر طریقوں پر چلایا جائے۔ وہ تو موگوں کو توڑنے اور دوبارہ بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں یہ خیال رہتا ہے کہ دوبارہ موگے بنانے سے ہی رشوت کا نظام زیادہ چل سکتا ہے۔ تو اس ضمن میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ پچھلی دفعہ ارگیشن کمیٹی نے بڑی لمبی چوڑی میٹنگیں کیں' بڑے اجلاس کیے اور یہ فیصلہ کیا کہ نہری نظام بہتر کرنے کے لیے' اس کو دوبارہ ری آرگنائز کرنے کے لیے جو نہروں کے کنارے سوکھے ہوئے پرانے درخت ہیں اور بڑی بڑی سڑکوں پر جو پرانے درخت کھڑے ہیں اگر وہی نیلام کر دیے جائیں تو اربوں روپے کی آمدنی ہوسکتی ہے اور نہری نظام بہتر ہو سکتا ہے۔ نہروں کے کنارے جب تک چوڑے نہ ہوں گے' لائننگ نہ ہو گی' راجباہے پکے نہ بنیں گے' تب تک نہری نظام بہتر نہیں ہو گا۔ یہ بالکل تباہ ہو چکا ہے۔ آپ نہری نظام کو لازماً اور یقیناً ری آرگنائز کریں تاکہ دوبارہ زراعت پر توجہ دی جا سکے۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کے زمانے میں ایک وقت تھا' لوگ اب بھی اسے سبز انقلاب کے نام سے موسوم کرتے ہیں کہ انھوں نے چند دن زراعت پر توجہ دی تھی تو اس وقت یہ ملک گندم اور خوراک کی چیزوں کے معاملے میں خودکفیل ہو گیا تھا۔ لیکن اب ذرائع بھی بہتر ہیں' مشینری بھی جدید ہے' کاشت کار جدید مشینری استعمال کرتا ہے اس کے باوجود ہم خوراک کی چیزیں باہر سے امپورٹ کرتے ہیں۔ ان جدید ذرائع کے ہوتے ہوئے ہم کم از کم خوراک کی چیزیں تو باہر سے امپورٹ نہ کیا کریں۔ اسمبلی میں بھی نشستند و گفتند و برخاستند کا معاملہ چل رہا ہے۔ اور جو ہم باتیں کرتے ہیں' تقاریر کرتے ہیں' دوستوں کو سناتے ہیں اور اخبار میں خبریں لگواتے ہیں لیکن ان پر عمل ہونا چاہیے۔ تب میں یہ کہوں گا کہ یہ اسمبلی موثر ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم محکمہ نہر کی رپورٹ لے لیں۔ میں نے بھی ایک رپورٹ تیار کی ہوئی ہے۔ وہ نہری نظام کو بہتر کرنے کے لیے مدد و معاون ثابت ہو گی۔

جناب والا! محکمہ زراعت کا عملہ آپ دیکھیں فیلڈ اسسٹنٹ سے لے کر ڈائرکٹر تک جو موقع پر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر موجود رہتے ہیں ان کا قطعی طور پر کسی طریقے سے بھی کوئی واسطہ نہیں۔ وہ کبھی بھی فیلڈ میں نہیں جاتے۔ وہ کسی کاشت کار کو گائیڈ لائن نہیں دیتے۔ کاشت کار بالکل ماڈرن کاشت کاری سے بے خبر ہے۔ اس کو یہ علم نہیں کہ کھاد کس وقت ڈالنی ہے۔ اس کو یہ پتا نہیں کہ سپرے کس وقت کرنا ہے۔ کاشت کار کو محکمہ زراعت کسی وقت بھی گائیڈ لائن دینے کو تیار نہیں۔ یونین کونسل پر جو فیلڈ اسسٹنٹ لگائے ہوئے ہیں وہ ویسے بھی ان پڑھ ہیں۔ ان کو یہ پتا ہی نہیں کہ فیلڈ اسسٹنٹ کے لفظ کا مطلب کیا ہے اور انھوں نے کرنا کیا ہے؟ تو اس ضمن میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ اپنے محکموں کو بھی سنواریں۔ محکمہ زراعت تو ویسے اتنا بڑا محکمہ ہے، اس کے اتنے ونگز ہیں میں یہ سوچتا ہوں کہ محکمہ زراعت سارا ہی بے کار ہے۔ سارے کا سارا محکمہ بے کار ہو چکا ہے۔ ان سے بھی کام لیں اور نہری نظام کو بھی سنواریں۔ تب آپ زراعت میں ترقی کر سکتے ہیں۔

جناب والا! آپ کو بار بار مثالیں دی جا چکی ہیں کہ انڈیا ہمارا پڑوسی ملک ہے اس کا مشرقی پنجاب ہمارے مغربی پنجاب سے چھوٹا علاقہ ہے۔ کاشت کاری میں وہ اس قدر بڑھ چکا ہے کہ ان کے چپے چپے پر ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں اور کوئی complicated procedure نہیں ہے۔ جب وہ چاہتے ہیں جا کر محکمہ واپڈا کو ایک سادہ کاغذ پر درخواست دیتے ہیں اور آٹھ دن کے اندر اندر ٹیوب ویل لگ جاتا ہے۔ ان کا زراعت کا محکمہ قابل رشک ہے۔ جب ہم بارڈر سے اس طرف آتے ہیں تو اجاڑ اور بیابان ہے۔ جب پار جاتے ہیں تو کھلیان ہے اور لہلہاتی کھیتیاں ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے؟ ہمیں اس معاملے میں کچھ شرم کرنی چاہیے۔ تمام قوم کو مل کر یہ دیکھنا چاہیے کہ ہو کیا رہا ہے؟ ہم باہر سے گندم منگواتے ہیں، غریب ہمارا تنگ ہے۔ وہ پہلے ہی مہنگائی کے زیر عتاب ہے۔ اس کے باوجود اس کو خوراک نہیں ملتی۔ اس ضمن میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر کاشت کار جو ٹیوب ویل کے لیے واپڈا کو درخواست دے وہ complicated مسئلہ نہ ہو۔ وہ چھ ماہ واپڈا کے ارد گرد گھومتا رہتا ہے۔ اس کے بعد تب جا کر کہیں واپڈا والے ٹیوب ویل منظور کرتے ہیں اور پھر رشوت کا نظام بھی ماشاء اللہ نمبر 2 پر ہے۔ شاید اگلے سال نمبر 1 پر آ جائے۔ یہ بھی انشاء اللہ توقع کی جا سکتی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ واپڈا والوں کو بھی یہ ہدایت کریں کہ یہ نظام complicated نہ بنائیں اور کاشت کاری کے معاملے

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اب اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال بھی الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی کا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! اس کا جواب تو آیا نہیں۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ اگلے اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔ اس کو pend فرما دیں۔

جناب سپیکر، نہیں' اس کا جواب آ گیا ہے اور اسی کا میں نے پہلے اعلان کیا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، نہیں جناب۔ نہیں آیا۔

جناب سپیکر، نہیں' یہ آپ کی میزوں پر رکھ دیا گیا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جی' رکھا گیا ہے لیکن اس میں بھی یہی لکھا ہوا ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! میں اس میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' فرمائیے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اوقاف کی تمام املاک کا ہم نے ریکارڈ منگوا لیا ہے۔ جو اگلے اجلاس تک فراہم کر دیا جائے گا۔ میری گزارش فقط اتنی ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اس کو مطبوعہ شکل میں ہر ممبر کو تقسیم کر دیا جائے تاکہ اس سے پتا چل سکے کہ پورے پنجاب میں اوقاف کی کتنی املاک ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، نیا سوال۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! ان کا یہ سوال بالکل متعلقہ ہے۔ نیا سوال نہیں۔ یہ بات پیر عارف حسین شاہ صاحب کی بالکل درست ہے۔ اس میں ہم نے پہلے ہی جواب دیا ہوا ہے۔ چونکہ یہ کافی بڑی ایک کتاب بن جائے گی۔ تمام ایڈمنسٹریٹر اور زونل منیجر صاحبان سے ہم نے اس کا پورا ریکارڈ منگوایا ہے۔ میں اس ہاؤس میں یقین دلاتا ہوں اور اس ہاؤس کے ہر ممبر کا یہ حق ہے کہ وہ یہ جان سکے کہ محکمہ کی آمدن کہاں کہاں پر کتنی ہے۔ مزارات سے کتنی ہے۔ مساجد سے کتنی ہے۔ کل رقبہ کتنا ہے اور کل زرعی اراضی کتنی ہے۔ بارانی اراضی کتنی ہے۔ تو اس سلسلے میں' میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی خواہش کے مطابق آئندہ جب یہ سوال آئے گا تو اس میں یہ رکھ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، صاحبزادہ صاحب' پھر آپ چاہتے ہیں کہ اس کو پینڈنگ کر لیا جائے؟

وزیر اوقاف، جی' جیسے آپ مناسب خیال فرماتے ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! جب وزیر موصوف اس پر یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ اس کو مطبوعہ شکل میں circulate کر دیا جائے گا تو اس کو پھر پینڈنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! ہم نے اس پر ضمنی سوالات کرنے ہیں اس لیے اسے پینڈنگ کیا جائے۔

جناب سپیکر، چشتی صاحب' اس میں یہ ہو سکتا ہے کہ جب آپ کے پاس جیسا کہ منسٹر صاحب نے commitment دی ہے کہ وہ پورا ریکارڈ اکٹھا کر رہے ہیں اور تمام ممبرز کو ان کی کاپیاں دے دی جائیں گی۔اس میں سے پھر آپ جو سوال لینا چاہیں وہ لے سکتے ہیں۔ آپ کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، ٹھیک ہے جناب۔ شکریہ

جناب سپیکر، تو اگلا سوال چودھری شاہد اکرم بھنڈر کا ہے۔

پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*306۔چودھری شاہد اکرم بھنڈر۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سابق وزیر اعلیٰ سردار عارف نکئی نے 1993ء کی منتخب اسمبلی کے کتنے ایم۔پی۔اے صاحبان کو پلاٹ الاٹ کیے اور محکمہ کی سرکاری اراضی پٹہ پر دی۔

(ب) ایسے الاٹیوں اور پٹہ داروں کے نام کیا ہیں جن کے نام پر یہ ڈائریکٹو جاری کیے گئے۔ نیز ان سابقہ ایم پی اے صاحبان کے نام کیا ہیں جن کی سفارش پر یہ الاٹمنٹ ہوئی تھی۔

(ج) کیا ایسی الاٹمنٹ منسوخ کر دی گئی ہیں یا ابھی تک برقرار ہیں۔

(د) اگر سابق اسمبلی کے ایم پی اے صاحبان نے ان الاٹمنٹوں/ زیر پٹہ اراضی کا قبضہ حاصل کر لیا تھا تو کیا محکمہ نے یہ قبضہ واپس لے لیا ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف(صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)

(الف) محکمہ اوقاف کے ریکارڈ کے مطابق سابق وزیراعلیٰ سردار عارف نکئی نے 1993ء کی منتخب اسمبلی کے ایم۔پی۔اے صاحبان کو وقف اراضی میں سے کوئی پلاٹ الاٹ نہیں کیا اور نہ ہی وقف اراضی پٹہ پر دی۔

(ب) چونکہ کسی شخص کو کسی ایم۔پی۔اے کی سفارش پر کوئی الاٹمنٹ نہیں ہوئی لہٰذا کسی الاٹی یا پٹہ دار اور ایم۔پی۔اے کا کوئی نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔

(ج) چونکہ ایسی کوئی الاٹمنٹ نہیں ہوئی لہٰذا منسوخ یا برقرار رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) شق (الف) کے جواب کے پیش نظر یہ سوال غیر متعلق ہو جاتا ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! اس بات کو ذہن تو نہیں مانتا کہ سابقہ پیپلز پارٹی کے شاہنواز چیمہ جو وزیر اوقاف تھے انھوں نے اس قسم کا کوئی ڈائریکٹیو issue نہ کیا ہو لیکن چونکہ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ ایسی کوئی بات نہیں لہٰذا میں اس کو درست مانتا ہوں۔

وزیر اوقاف، جناب والا! اگر موصوف کے علم یا ہمارے کسی بھی ممبر کے علم میں ایسی بات آ جائے کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ سردار عارف نکئی یا کسی ایم۔ پی۔ اے نے اس قسم کا کوئی پلاٹ لینے کے لیے کوئی درخواست دی ہے اور اگر وہ ہمیں کوئی ریکارڈ بتلائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ میں اس کی تحقیقات کر کے کارروائی کروں گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں شرعی مسئلہ بتانا چاہتا ہوں کہ اوقاف کی اراضی صرف اسی مقصد کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے جس مقصد کے لیے وہ اراضی ہے کسی پلاٹ کے لیے یا کسی اور مقصد کے لیے شرعی طور پر اوقاف کی اراضی نہیں دی جا سکتی۔ یہ بات میں ریکارڈ میں شامل کروانا چاہتا تھا تاکہ آئندہ کے لیے استفادہ ہو سکے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال۔

سید محمد عارف حسین بخاری، سوال نمبر 344 on his behalf

قدیم عمارات کی مرمت

*344۔میاں عبدالستار۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ اُچ شریف ضلع بہاول پور میں موجود قدیم عمارات، درگاہیں، مزارات کی حالت انتہائی خستہ ہو چکی ہے۔ کیا محکمہ ان کی بحالی اور مرمت و دیکھ بھال کے لیے کوئی اقدامات کر رہا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم) محکمہ اوقاف اوچ شریف ضلع بہاول پور میں ان تمام قدیم عمارات درگاہوں اور مزارات کی دیکھ بھال کر رہا ہے جو اس کے زیر انتظام زیر تحویل ہیں ان تمام

مزارات کی تعمیر و مرمت پر محکمہ نے مبلغ -/38,82,120 کا خرچہ مالی سال 96-1995 اور 97-1996 میں برداشت کیا ہے اور ابھی تک مختلف مزارات کی تعمیرو مرمت پر مبلغ 21,50,000' روپے کا خرچہ تجویز کیا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ آپ کو دیکھ کر بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ آپ تشریف لے آئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سکون عطا فرمائے ۔آپ کو خوش و خرم رکھے ۔

جناب سپیکر، مہربانی۔

خواجہ ریاض محمود، اور ہرقسم کی آفات سے بچا کر رکھے ۔ ایک ساتھی کی حیثیت سے میں اپنے دلی جذبات پیش کر رہا ہوں ۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ سوال نمبر 165 کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

سید محمد عارف حسین بخاری، نہیں ۔ جوابات موصول ہو گئے ہیں ۔

خواجہ ریاض محمود، کہاں پر۔

سید محمد عارف حسین بخاری، آپ کی میز پر پڑے ہیں ۔

خواجہ ریاض محمود، جناب میں اس کاپی کی بات کر رہا ہوں جو آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے ۔ اور اس سے پہلے میں پہلے سوال پر تو چپ ہو گیا تھا لیکن جناب والا! دوسرے سوال میں پھر یہ لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ اوقاف کے وزیر ماشاء اللہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب ہیں یہ محکمہ تو بہت وسیع محکمہ ہے ۔ اس طرح سے لکھ دینا کہ جواب موصول نہیں ہوا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔ اور پیر صاحب وکالت کر رہے ہیں جواب تو انہوں نے دینا ہے وکالت پیر صاحب فرما رہے ہیں ۔

وزیر اوقاف، جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ ممبر موصوف نے جو فرمایا ہے بالکل درست ہے ۔ کل میں نے جب یہ ایجنڈا پڑھا تو میں نے سیکرٹری اوقاف کو اپنے دفتر میں بلایا اور سیکرٹری اوقاف کو میں نے یہ کہا کہ آپ کو پرانی روایات کو ختم کرنا ہو گا اور اس سلسلہ میں جن حضرات نے یہ کوتاہی کی ہے اس کو انشاء اللہ تعالیٰ سزا ضرور دی جائے گی ۔

خواجہ ریاض محمود، شکریہ۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! میں نے میاں عبدالستار صاحب کا سوال ان کے behalf پر پوچھا تھا۔ اور میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو۔

جناب سپیکر، جی اجازت ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! پچھلی اسمبلی میں یہی سوال میری طرف سے تھا۔ اور میرے اس سوال کے جواب میں اس وقت کے وزیر اوقاف شاہنواز چیمہ صاحب نے ان ہی رقومات کا ارشاد فرمایا تھا جو اس وقت اس کے جواب میں درج ہیں اور میں نے اس وقت اس کی صحت کو چیلنج کیا تھا اور اس پر اس وقت کے سپیکر نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس میں میں بھی تھا اور آج کے وزیر اوقاف بھی تھے اور دو اور ارکان اسمبلی تھے یہ چار ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنی تھی کہ اج شریف کا دورہ کر کے یہ کمیٹی جائزہ لے کہ کیا یہ رقوم وہاں خرچ ہوئی ہیں؟ لیکن اس کمیٹی کو کام کرنے کا موقع نہ ملا اور اس دوران وہ اسمبلی رخصت ہوگئی۔ جناب والا! اب بھی میں اس بارے میں یہی گزارش کروں گا چونکہ یہ خطیر رقم ہے اس وقت بھی یہ بات طے ہوئی تھی آپ براہ کرم ایک کمیٹی تشکیل دے دیں جو موقع پر جا کر دیکھے کہ واقعی مزارات کی تعمیر یا مرمت ہو رہی ہے یا نہیں؟ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی وزیر صاحب۔ اس کے جواب میں لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا لیکن اس کا جواب تو شاید آ گیا ہے شاید یہ بعد میں آیا ہے۔

وزیر اوقاف، جناب والا! اس کا جواب تو آ گیا ہے لیکن پیر عارف حسین کا ایک سوال ہے کہ گزشتہ اسمبلی میں بھی اس قسم کا ایک سوال اٹھایا تھا اور اس کو پیر سید عارف حسین شاہ نے oppose کیا تھا اور اس کے بارے میں ہاؤس نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ پیر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ اتنی خطیر رقم وہاں پر خرچ نہیں ہوئی۔ چونکہ محکمہ یہ کہتا ہے کہ یہ رقم خرچ ہوئی میں نے از خود بھی آج سے ایک ماہ پہلے تحقیقات شروع کر رکھی ہیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ اگر آپ تین یا چار افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دیں وہ کمیٹی اپنی تحقیقات کرے۔ کیونکہ جناب والا! ممبران کا یہ استحقاق ہے کہ محکمہ میں کہیں بھی گڑبڑ ہوئی اور اگر محکمہ کے ذمہ دار افسران اس ہاؤس کو mis-guide کرتے ہیں۔ ان کے خلاف ضرور کارروائی کی جائے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ کمیٹی ضرور بننی چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ اس کے منسٹر انچارج ہیں لہٰذا آپ خود ہی کمیٹی کے اراکین کا نام بتا دیں۔

وزیر اوقاف ، میرے خیال میں پیر سید عارف حسین شاہ کی سربراہی میں مخدوم افتخار گیلانی صاحب اور جن دوسرے صاحبان کے بارے میں آپ مناسب فرمائیں میاں سعید احمد شرقپوری صاحب ان دو حضرات پر رکھ لیں دو حضرات تو یہ ہوں گے اور پیر سید عارف حسین شاہ صاحب اور ملک سلیم اقبال صاحب ۔ چار افراد پر مشتمل یہ کمیٹی بنا دی جائے تو یہ ٹھیک ہو گا جی ۔

جناب سپیکر، ملک صاحب ویسے ٹیکنیکل کام بہت سمجھتے ہیں ۔

راجا محمد خالد خان، جناب سپیکر! صاحبزادہ صاحب نے تو ایسا کیا کہ ۔

من ترا ملا بگویم تو مرا حاجی بگو

ان کو یہی پیر اور فقیر ہی نظر آئے ہیں باقی اور نظر نہیں آیا۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ اس میں انہوں نے ملک صاحب کو شامل کیا ہے ۔

وزیر اوقاف ، یہ جناب ان کا حسن ظن ہے ۔ یہ بڑے بزرگ ہیں۔ اگر ان کو بھی رکھ لیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ میں نے اس لیے کہا تھا کہ آپ چونکہ دور رہتے ہیں اور اگر آپ امور خیر میں ہمارے ساتھ تعاون کریں تو میری بڑی خوش قسمتی ہو گی ۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! اس سائڈ پر بھی دو داڑھیوں والے بیٹھے ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی یہ حصہ دے دیں ۔ انہوں نے تو ایک ہی طرف کے داڑھی والوں کو حصہ دیا ہے ۔

وزیر اوقاف، انھوں نے بھی بڑی اچھی بات کی ۔ اگر یہاں پر بیٹھے تمام بزرگوں کو اس کمیٹی کا ممبر بنا دیا جائے تو بھی محکمے کو اعتراض نہ ہو گا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب ارشد عمران صاحب کا ہے ۔ جی عمران صاحب ۔

درگاہ میاں میر کی مرمت

*363۔جناب ارشد عمران سلہری۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ درگاہ حضرت میاں میر صاحب پر گل کاری اور حسن و جمال کے عکاس رنگ و روغن ختے جا رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس درگاہ کے اندر اور باہر کی گئی بجلی کی وائرنگ اور بے ربط

روشنیاں کسی بھی طرح اس کے شایان شان نہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ درگاہ کے ارد گرد سنگ مرمر کا چبوترا صفائی اور پالش نہ ہونے کے سبب سنگ سیاہ کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صدر دروازوں کے پاس فقیروں کی جھگیوں اور دکانوں کی وجہ سے گزر گاہ بہت تنگ ہو گئی ہے جس سے زائرین کو دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہاں صفائی کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے اور صحن کو صرف عرس ہی کے موقع پر دھویا جاتا ہے۔

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئے وضو گاہوں، غسل خانوں اور بیت الخلاء کی کثیر تعداد میں بنانے جانے کی ضرورت ہے۔

(ص) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس ضمن میں کیا ضروری اقدامات کر رہی ہے نیز پچھلے مالی سال میں درگاہ ہذا کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائی جائے۔ کتنے ملازمین درگاہ ہذا کی صفائی پر مامور ہیں اور کیا یہ ضرورت کے مطابق کافی ہیں؟

وزیر اوقاف :(صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)

(الف) شدید موسمی اثرات اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جو میٹریل دربار پر گل کاری اور رنگ و روغن کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس کی کیمیکل اور مکینیکل خصوصیات بتدریج کم ہوتی جارہی ہیں۔ جس کی وجہ سے رنگ و روغن کا کام کچھ مدھم پڑ رہا ہے اس کام کی نگرانی چونکہ محکمہ آثار قدیمہ پنجاب کرتا ہے انہیں تحریر کیا جارہا ہے کہ اس کی مناسب مرمت جلد کروائے۔

(ب) درگاہ شریف میں بجلی کی وائرنگ کئی سال پیشتر کی گئی تھی جن کی بے ربطگی کے بارے میں کبھی شکایت موصول نہیں ہوئی اس میں بہتری کی ضرورت ہے جس کے لیے محکمہ آثار قدیمہ کو تحریر کیا جارہا ہے کہ وہ بجلی کی از سر نو وائرنگ اور روشنیوں کی ترتیب و تنصیب کو جلد مکمل کرے۔

(ج) دربار شریف کے ارد گرد سنگ مرمر کا چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اس چبوترے کا سنگ مرمر کافی پرانا اور بوسیدہ ہورہا ہے اس چبوترے کی جب دھلائی ہو یا پالش ہو تو تھڑے کے اندر سوراخوں کے ذریعے پانی گھس جاتا ہے۔ اس لیے اس معاملے کی طرف محکمہ آثار قدیمہ کی توجہ مبذول کروائی گئی

تھی۔ جس پر وہ نئے سرے سے پتھر لگانے کے لیے ضروری کارروائی کررہے ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے ۔ دربار کے سامنے گزرنے والی سڑک کی دوسری طرف کچھ خانہ بدوشوں نے عارضی ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں ۔ دربار شریف میں داخلہ کے لیے زائرین کو فی الحال کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ ہے۔

(س) درست نہ ہے تمام احاطہ بشمول صحن کی صفائی کا معقول انتظام ہے ۔ دو ملازمین اور ایک خاکروب متعین ہیں جو دن کے وقت مزار شریف کے احاطہ میں کبوتروں کی بھینسیں اور درختوں کے پتے اور گردو غبار کی صفائی کرتے رہے ہیں ۔ یہ درست ہے کہ عرس کے موقع پر صفائی اور صحن کی دھلائی کے کاموں میں تیزی آجاتی ہے ۔

(ش) دربار شریف کے احاطہ میں وضو گاہ غسل خانے اور بیت الخلا مناسب تعداد میں موجود ہیں۔ عرس شریف کے موقع پر وضو کے لیے عارضی اضافی بندوبست بھی کیا جاتا ہے دربار شریف کے جنوبی دروازے کے باہر چند طہارت خانے بھی موجود ہیں جو ضرورت کے لیے کافی ہیں۔

(ص) دربار شریف کی درست حالت کے لیے اور دربار شریف کے چبوترے اور صحن میں پتھر کی سفیدی کے لیے محکمہ آثار قدیمہ پنجاب سے درخواست کی جارہی ہے کہ وہ اس کا تخمینہ تیار کریں تاکہ مرمت کا کام شروع کیا جاسکے ۔ پچھلے مال سال کی آمدن اخراجات کا گوشوارہ لف ہے ۔

آمدن		اخراجات	
کیش بکس	1099885	تنخواہ عملہ	220944
کرایہ	2560	بجلی	63183
زرپٹہ	2060	عرس	125000
حفاظت پاپوش	120500	وظائف	4250
گلفروشی	82000	ختم قرآن	35000
متفرق	89478	خرید صف	5000
کل آمدن	1396483	محفل شبینہ	12000
		متفرق	12142
		خاکروب	660
		کل خرچ	435779

دربار شریف پر دن کے وقت دو ملازم تعینات ہیں جو دربارہ شریف اور صحن کی صفائی کے لیے مامور ہیں ۔ جبکہ رات کے لیے ایک چوکیدار ہے یہ ناکافی عملہ ہے۔ یہاں دن کے وقت کم از کم چار ملازم ہونے چاہییں۔ اس کے علاوہ اس دربار شریف میں ملحقہ مسجد میں ایک امام اور موذن / خادم تعینات ہیں۔ مسجد کا صحن کافی بڑا ہونے کی بناء پر ایک خادم مزید تعینات کرنے کی ضرورت ہے ۔ اضافی عملہ مہیا کرنے کے بارے میں ضروری کارروائی کی جارہی ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! یہ جواب بہت لمبا ہے لہٰذا اس کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے ۔

جناب سپیکر، جی ہاں ۔ اس کو پڑھا ہوا تسلیم کیا جائے کیونکہ یہ کافی لمبا ہے ۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! اس سلسلے میں میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، جی ۔

جناب سعید اکبر خان، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! اس کا جواب ابھی موصول ہوا ہے اور ہم لوگ اس کو پڑھ نہیں سکے ۔ بے شک یہ جواب لمبا ہے۔ لیکن اس کے پڑھنے سے ہمیں کچھ پتہ چل جائے گا کیونکہ اس کی کاپیاں تو ابھی ہی تقسیم ہوئی ہیں۔ لیکن پہلے سوال کے جواب میں لکھا ہوا تھا کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کے جوابات تو ابھی تقسیم ہوئے ہیں اگر یہ کل ہو جاتے تو ہم پڑھ لیتے اور اس کے اوپر سوال کر سکتے ۔ اس کے پڑھنے سے ساروں کو اس کا پتہ چل جائے گا۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ یہ کافی لمبا ہے اور اسے پڑھنے میں کافی وقت درکار ہو گا۔ جی شاہ صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! جو جواب ہمیں دیا گیا ہے۔اس میں آمدن کی مد میں کرایہ کے نام پر 2560 روپے درج ہیں اور زر پٹہ کے نام پر 2060 روپے درج ہیں ۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس کی تفصیل کیا ہے جس سے یہ کرایہ وصول ہوتا ہے ۔

وزیر اوقاف، چونکہ سوال میں یہ نہیں دیا گیا اس لیے میں اس کی تفصیل نہیں بتا سکتا ۔ بہرحال اس کی آمدن اور خرچ کی جو تفصیل ہے وہ تو میں نے آپ کے سامنے آپ کی میز پر رکھ دی ۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر وہ اراضی لاہور میں واقع ہے اور اس کا اگر 1500 سو یا 2500 روپیہ کرایہ وصول ہوتا ہے جائز ہے یا یہ جو اراضی پٹہ پر دیتے ہیں

یا الاٹ کرتے ہیں اس کے بارے میں کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کریں کہ وہ صحیح اور جائز ریٹ پر جائیں۔ اس کی کمیٹی نہ بنائیں اس کی کوئی اور صورت نکال لیں ۔ اوقاف میں اکثر یہ مصیبت ہے کہ لاکھوں کی اراضی کوڑیوں کے ٹھیکے پر دے دی جاتی ہے اور اس طرح اوقاف کو وقف کرنے والے کی جو منشا ہوتی ہے اس کا استحصال بھی ہو رہا ہے اس کے ساتھ زیادتی بھی ہو رہی ہے اور رقم ضائع بھی ہو رہی ہے ۔ تو براہ کرم آپ کے توسل سے وزیر اوقاف سے عرض کروں گا کہ صرف اس کی ہی نہیں بلکہ محکمہ اوقاف محکمہ کی تمام املاک کی نیلامی کے وقت کوئی خاص طریقہ کار اختیار کریں تاکہ صحیح اور جائز قیمت وصول ہو سکے ۔

وزیر اوقاف، جناب والا ' گزارش یہ ہے کہ ہم نے پہلے ہی سے یہ پروگرام بنا رکھا ہے ۔ اور ہمارے علم میں یہ بات آئی تھی کہ کہ اوقاف ڈیپارٹمنٹ کی زمینیں انتہائی کم نرخوں پر دی جا رہی ہیں۔ تاہم اب ہم نے نیلام عام کا سلسلہ شروع کر دیا ہے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اب نئی اصلاحات کے بعد میں بتدریج اضافہ اور بہتری ہو گی۔

جناب سپیکر ، اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی طرف سے ہے ۔

داتا دربار میں زائرین کو سہولیات کی فراہمی

*364۔جناب ارشد عمران سلہری۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) درگاہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ پر مسجد' زائرین مردوں کے حصہ اور عورتوں کے حصہ میں کتنے ملازمین صفائی پر مامور ہیں۔

(ب) پچھلے دو مالی سالوں کے دوران درگاہ شریف کی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ عملہ صفائی میں کمی کی وجہ سے دربار اور ارد گرد صفائی کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔

(د) زائرین کے لیے کتنے بیت الخلاء ہیں کیا یہ ضروریات کے مطابق ہیں نیز جو تعمیرات ہو رہی ہیں وہ کب تک پایہ تکمیل کو پہنچیں گی۔

(س) مسجد کی ناقص تعمیر کے ضمن میں ہونے والی انکوائریوں کی رپورٹ' بدعنوانیوں کے ذمہ دار انجینئر اور ٹھیکے داروں کے نام اور ہونے والے نقصان کی تعداد اور تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)،

(الف) درگاہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ اورمسجد میں مردوں کے حصہ میں 52 خادم اور عورتوں کے حصہ میں 15 خادمائیں صفائی پر مامور ہیں جو آٹھ آٹھ گھنٹے کی تین شفٹوں میں ڈیوٹی سر انجام دیتے ہیں۔

(ب) پچھلے دو سالوں کے دوران درگاہ شریف مذکورہ بالا کی آمدن و اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔ 1994-95ء میں کل آمدن -/54441548 روپے تھی اور اس کا خرچہ -/9315528 ہزار روپے ہے۔ 1995-96ء میں دربار مذکور کی آمدن -/58458170 ہے اور خرچ 15325454 روپے ہے۔

(ج) دربار شریف کی حدود کے اندر صفائی کا انتظام درست اور تسلی بخش ہے جبکہ بیرون دربار شریف اردگرد کی صفائی کا اہتمام لاہور میٹروپولٹن کارپوریشن کے ذمہ ہے۔

(د) زائرین کے لیے 59 بیت الخلا ہیں جن میں 21 بیت الخلا خواتین کے لیے اور 38 مردوں کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ جو کہ زائرین کے استعمال کے لیے کافی ہیں۔

(س) مسجد کی ناقص تعمیر کے ضمن میں ہونیوالی انکوائری کی رپورٹ کے متعلق تفصیل میں مجاز افسر محمد اسماعیل قریشی سیکرٹری ہیلتھ درج ذیل افسران / اہلکاران کے خلاف ذاتی سماعت کر رہے ہیں۔

1۔ محمد شبیر ملک، سابق ڈائریکٹر پراجیکٹس

2۔ محمد نواز، سب انجینئر

3۔ ٹھیکیدار میسرز کنفورس (پرائیویٹ) لمیٹڈ ہے۔ انکوائری مکمل ہونے کے بعد ہی نقصان کی تفصیل دی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس ناقص تعمیر کی نشاندہی کس نے کی اور اب تک جو انکوائری کا آخری مرحلہ ہے اس کے متعلق وزیر صاحب کچھ فرمائیں گے؟

وزیر اوقاف، اس سلسلہ میں محکمہ اوقاف کو درخواستیں موصول ہوئی تھیں۔ محکمہ نے اس کی باقاعدہ انکوائری شروع کی۔ اور اسماعیل قریشی صاحب جنھوں نے اس انکوائری میں اس کمپنی کے اوپر 44 الزامات لگائے۔ اور آج سے ایک ماہ قبل وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب از خود وہاں پر تشریف لے گئے۔ انھوں نے بھی انکوائری مکمل کرنے کے متعلق کہا اور انکوائری مکمل ہو کر اس انکوائری رپورٹ میں اس کی سزا تجویز ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو قانون کے مطابق سزا دی

جائے گی ۔ جن حضرات نے اتنا بڑا گھپلا کیا ہے ۔ اور اس میں محکمے کو بہت سخت نقصان ہوا ہے ۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر ' وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ انکوائری رپورٹ میں 44 الزامات ان پر لگ چکے ہیں اور اب ان پر کارروائی ہو رہی ہے۔ اب اس وقت کون سی اتھارٹی ہے جو ان 44 الزامات کو thrash out کر کے ان پر charges fix کر رہی ہے ۔

وزیر اوقاف، وہ اتھارٹی اسمٰعیل قریشی صاحب ہیں۔ جنھوں نے 44 الزامات کے اوپر سزا تجویز کرنی ہے ۔

جناب سعید اکبر خان ، وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ انکوائری اتھارٹی اسمٰعیل قریشی صاحب نے ان پر charges fix کر دیے ہیں ۔ اب جبکہ انھوں نے انکوائری فائنل کرکے ان پہ الزامات fix کر دیے ہیں اب اس میں کیا رکاوٹ ہے کہ ان کے خلاف ایکشن نہیں لیا جا رہا۔

وزیر اوقاف کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ Authorised Officer اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ جلد سزا تجویز کر دے گا۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا ' ان کے جواب کی مجھے سمجھ نہیں آئی ۔ میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ جب انکوائری ہو جاتی ہے اور جب انکوائری افسر ان کے اوپر charges fix کر دیتا ہے ۔ تو اس کے وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ اب کیا ہو رہا ہے ۔ انکوائری ہو گئی ' اور اس کے اوپر چارجز fix ہو گئے تو اب کیا رکاوٹ ہے ۔

جناب سپیکر ، ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب کتنی دیر لگے گی ۔

وزیر اوقاف ،جناب سپیکر ' Authorised Officer ان کی جانچ پڑتال کرتا ہے ' اس کو examine کرتا ہے اور اس کے بعد پھر سزا کے متعلق توثیق کرتا ہے ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے ۔

جناب ایس اے حمید ، 408

جناب سپیکر، It should be taken as read

ماحولیاتی آلودگی

*408۔جناب ایس۔اے۔حمید۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں رکشے بغیر سائلنسر کے چلائے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی اور شور کی آلودگی میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں متعلقہ پولیس حکام مروجہ قوانین پر عمل درآمد کے لیے کوئی مثبت اقدامات نہیں اٹھا رہی۔

(ج) اس قانون کی خلاف ورزی پر پنجاب کے شہروں میں 1995-1996ء میں کتنے چالان کیے گئے ہیں ان کی تفصیل ضلع وار دی جائے۔

(د) کیا حکومت ماحولیاتی آلودگی اور شور کی آلودگی کو ختم کرنے کے لئے جنگی بنیادوں پر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ بھر میں رکشے بغیر سائلنسر کے چلائے جا رہے ہیں البتہ اکثر رکشہ ڈرائیوران سائلنسروں کے اندر کاربن کی تہہ چڑھ جانے کی وجہ سے سائلنسر کی صفائی کرانے کی بجائے اس کے اندرونی جالی نکال دیتے ہیں۔ جس وجہ سے سائلنسر زیادہ شور کرنے لگ جاتا ہے۔ لیکن قانونی طور پر تمام موٹر وھیکل ایگزامینر پر لازم ہے کہ وہ صرف ان رکشوں کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کریں جن کے سائلنسر درست ہوں اگرچہ موٹر وہیکل ایگزامینر سائلنسروں کو چیک کرنے کے بعد فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔ لیکن رکشہ ڈرائیوران رکشہ پاس کرانے کے بعد اکثر و بیشتر سائلنسر کی باقاعدہ صفائی کی بجائے اس کی اندرونی جالی کو علیحدہ کر دیتے ہیں جس وجہ سے ماحولیاتی آلودگی پیدا ہوتی ہے اس سلسلہ میں مجسٹریٹ و پولیس اور دیگر ایجنسیاں خراب سائلنسروں والے رکشوں کے چالان کرتے رہتے ہیں۔

(ب) جہاں تک محکمہ ٹرانسپورٹ اور اس کے فیلڈ عملہ کا تعلق ہے خراب سائلنسروں والے رکشہ جات کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے اور حسب ضابطہ جرمانے کئے جاتے ہیں۔

(ج) اس قانون کی خلاف ورزی پر محکمہ ٹرانسپورٹ کے فیلڈ عملہ کے جانب سے پنجاب کے مختلف شہروں میں 96-1995ء میں کئے گئے چالانوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نام ضلع	تعداد چالان 1995ء	تعداد چالان 1996ء
لاہور	281	255
اوکاڑہ	111	46

سرگودہا	180	247
میانوالی	56	40
فیصل آباد	178	217
جھنگ	93	112
ٹوبہ ٹیک سنگھ	35	26
ملتان	119	7
وہاڑی	85	60
خانیوال	38	5
لودھراں	10	2
ساہیوال	31	6
پاک پتن	61	65
بہاولپور	197	163
بہاولنگر	188	50
رحیم یار خان	129	104
راولپنڈی	250	340
جہلم	99	106
چکوال	90	125
اٹک	80	145
گوجرانوالہ	364	403
گجرات	347	389
سیالکوٹ	304	354
ڈیرہ غازی خان	30	38
مظفر گڑھ	25	30
لیہ	15	20

(د) ماحولیاتی اور شور کی آلودگی کو ختم کرنے کے لیے محکمہ ٹرانسپورٹ نے جنگی بنیادوں پر فنی خرابی والی گاڑیوں کے خلاف مہم کا آغاز کیا ہے۔ متعلقہ موٹر وہیکل ایگزامینرز اور ٹریفک سٹاف کے اجلاس بلائے گئے ہیں۔ جس میں سائلنسر کی خرابی والی گاڑیوں و دھواں دینے والی اور شور کرنے والی گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لانے کی ہدایت کی گئی ہے تاکہ ماحولیاتی آلودگی اور شور کا سبب بننے والی گاڑیاں سڑک پر نہ آئیں تاوقتیکہ ایسی گاڑیاں اپنے سائلنسر و دیگر فنی خرابی دور نہ کریں ایسی گاڑیوں کو متعلقہ پولیس اسٹیشنوں پر بند بھی کیا گیا ہے مہم جاری ہے اور انشاء اللہ اچھے نتائج کی امید ہے۔

جناب سپیکر ، کوئی ضمنی سوال؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جزو "ب" میں میں نے دریافت کیا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں پولیس حکام مروجہ قوانین پر عمل درآمد کرنے کے لیے کوئی مثبت اقدامات نہیں اٹھا رہی ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جو چارٹ انھوں نے پیش کیا ہے اس میں لاہور میں 1995 ء میں 281 چالان کیے گئے اور 1996 ء میں 255۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے رکشہ جات جن میں سائلنسر کا شور ہے یا دوسری چیزیں ہیں ان کی روزانہ ایک چالان کی اوسط بھی نہیں بنتی ۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف پولیس کے نتائج سے مطمئن ہیں کہ ایک سے بھی کم چالان روزانہ کی اوسط آ رہی ہے ۔ لیکن سڑکوں پر رکشوں کا وہی شور ، وہی آلودگی اور وہی سائلنسر کی آواز ۔

جناب سپیکر ، جی وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر ، میں آپ کا مشکور ہوں ۔ اپنے دوست سے گزارش کروں گا کہ مطمئن ہونے یا غیر مطمئن ہونے کی بات نہیں ہے ۔ یہ جو آپ کو چارٹ دیا گیا ہے یہ سوال کے مطابق ہے ۔ آپ نے محکمہ ٹرانسپورٹ سے یہ پوچھا ہے کہ آپ نے اس کے تدارک کے لیے کیا انتظامات کیے ہیں۔ یہ جو چالان کا چارٹ دیا گیا ہے یہ صرف محکمہ ٹرانسپورٹ کا ہے ۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری ایجنسیاں ہیں ، مجسٹریٹ کو ضلع میں پاورز ہیں۔ پھر ٹریفک پولیس کو پاورز ہیں۔ کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز کو پاورز ہیں ۔ یہ چارٹ صرف ہمارے محکمہ ٹرانسپورٹ کی چالان اتھارٹی کا ہے ۔ اس کے علاوہ بے شمار

چالان ہوں گے ۔

جناب ایس اے حمید : میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا محکمہ ٹرانسپورٹ اب آئندہ سے کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب سپیکر! ہمارے پاس چالان کرنے والی اتھارٹی کی تعداد پنجاب میں ' اضلاع میں بہت کم ہے ۔ ہمارے ایم ایم پی آئی چالان کرتے ہیں ' ہمارا سیکرٹری RTA چالان کرتا ہے یا پھر سیکرٹری پی ٹی اے چالان کرتا ہے لیکن ڈی آئی جی ٹریفک بھی ہماری پی ٹی اے باڈی کا ممبر ہے ۔ میں نے اس کی میٹنگ بلائی ہے اور میں نے ان سے ensure کرایا ہے کہ آئندہ میں لاہور یا کسی دوسرے بڑے شہر جہاں پر یہ رکشے چلتے ہیں اور جو رولز اینڈ ریگولیشن کی خلاف ورزی کر رہے ہیں ان کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے بلکہ ان کو یہ اختیارات دیے گئے ہیں کہ آپ ان کو impound بھی کریں ' ڈرائیور کو بھی بند کریں اور اگر ہو سکے تو heavy challan بھی کریں ۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز(د) میں یہ پوچھا تھا کہ کیا ماحولیاتی آلودگی اور شور کی آلودگی کو ختم کرنے کے لیے محکمہ ٹرانسپورٹ جنگی بنیادوں پر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ؟ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کن جنگی بنیادوں پر آپ نے مہم کا آغاز کیا ہے ؟ کیونکہ آپ نے جواب میں کہا ہے کہ ہم نے آغاز کر دیا ہے تو وہ کون سے اقدامات ہیں جن پر آپ نے جنگی بنیادوں پر آغاز کیا ہے اور اس کے کیا نتائج آپ کو نظر آ رہے ہیں ؟ ۔

وزیر ٹرانسپورٹ : جناب والا! اس میں اصل defect یہ ہے کہ جو رکشے پنجاب میں چل رہے ہیں ان کی تعداد تقریباً 22 ۔ ہزار کے قریب ہے اور بڑے شہروں مثلاً لاہور ' ملتان ' راولپنڈی ' فیصل آباد اور گوجرانوالہ میں ہم نے پابندی عائد کی ہے کہ یہاں پر دو سال سے پرانا رکشہ نہیں چل سکتا ۔ جناب والا! سلنسر میں ایک جالی ہوتی ہے جو اسے technically cool down کرتی ہے ' آواز کو low-down کرتی ہے اور دھوئیں کو روکتی ہے ۔ رکشہ والے پاس کروانے کے بعد اس جالی کو نکال دیتے ہیں ۔ یہ رکشہ سلنسر کے بغیر نہیں ہوتا بلکہ وہ جالی نکلی ہوئی ہوتی ہے جس کی وجہ سے آواز بھی آتی ہے اور دھواں بھی آتا ہے ۔ رکشہ پٹرول اور موبل آئل mix کر کے چلتا ہے جس سے دھواں نکلتا ہے ۔ چونکہ موبل آئل اور پٹرول میں بھی ملاوٹ ہو رہی ہے اسے تو ہم روک نہیں سکتے لیکن جہاں تک اس کی technicality کا تعلق ہے تو اسے میں نے ensure کروا دیا ہے کہ اگر پاس کروانے کے بعد

کوئی ایسا رکشہ پکڑا جائے تو اسے بند کر دیا جائے ۔ پہلے ایسا نہیں ہوا کرتا تھا لیکن اب میں نے ان کو یہ اختیارات دیے ہیں کہ آپ ایسے رکشہ کو بند کر دیں اور ساتھ یہ بھی ہو کہ دوبارہ وہ رکشہ سڑک پر نہ آئے۔

جناب آصف علی ملک: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جواب کے جز (ج) میں لکھا ہے کہ اٹک میں 1995ء میں 80 چالان کیے گئے ہیں جبکہ 1996ء میں 145 چالان کیے گئے ہیں۔ جناب والا! اٹک میں تو ایک رکشہ بھی نہیں چلتا تو کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ آیا یہ جواب stereotype ہے ؟ یہ جواب انھوں نے کہاں سے اخذ کیا ہے ؟۔

جناب سپیکر: کیا اٹک شہر میں رکشے نہیں ہیں ؟۔

جناب آصف علی ملک: نہیں جناب اٹک شہر میں ایک رکشہ بھی نہیں ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا! یہ سارے ضلع کی تعداد ہے ۔ اٹک شہر میں نہیں ہوں گے لیکن کسی دوسری جگہ یا شہر میں ضرور رکشے ہوں گے ۔ ضلع کی کسی تحصیل میں ہوں گے ۔ یہ کوائف غلط نہیں ہو سکتے کیونکہ چالان تو document کی بات ہے اس کی تو تصدیق کی جا سکتی ہے ۔ اسے چیک کیا جا سکتا ہے ۔

جناب آصف علی ملک: جناب والا! میں وہاں کا رہنے والا ہوں ' وہاں کا باسی ہوں لہٰذا میری humble submission ہے کہ میری information کے لیے اسے ذرا چیک کروا لیجیے ۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب ! اسے ذرا چیک کروا لیجیے گا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! اسی جز (ج) میں لکھا گیا ہے کہ ملتان میں 1995ء میں 119 چالان ہوئے ہیں جبکہ 1996ء میں صرف سات چالان کیے گئے ہیں ۔ یہ جواب صحیح نہیں دیا گیا لہٰذا اس سوال کو pend کیا جائے اور صحیح figures حاصل کی جائیں۔ اسی طرح خانیوال میں 1995ء میں 38 جبکہ 1996ء میں صرف پانچ چالان کیے گئے ہیں ۔ مزید آگے دیکھیے کہ لودھراں میں 1995ء میں 10 اور 1996ء میں صرف دو چالان کیے گئے ہیں ۔ ان نمبرز کے بارے میں لودھی صاحب ذرا verify کر لیں ۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا! پہلے میں آصف علی ملک سے عرض کرتا ہوں کہ میری اطلاع کے مطابق حسن ابدال میں رکشے چلتے ہیں لیکن پھر بھی اگر کوئی doubt ہے تو I can inquire in it دوسری بات جو ڈاکٹر خاور صاحب نے فرمائی ہے کہ ملتان میں 1995 میں 119 چالان ہوئے اور 1996ء میں

صرف سات چالان ہوئے تو عرض کروں گا کہ ہم نے ملتان شہر میں دو سال پرانے رکشوں پر ban کر دیا ہے کیونکہ sound اور دھواں پرانے رکشے زیادہ نکالتے ہیں۔ جہاں تک چالان کی figures کی بات ہے تو یہ وہ چالان ہیں جو ہمارے محکمے نے کیے ہیں ان کے علاوہ اور بے شمار authorities ہیں جو چالان کرتی ہیں ہم نے تو اپنے محکمے کی بات کی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب والا! ملتان میں تو انھوں نے ban کر دیا کیا خانیوال میں بھی ban کیا ہوا ہے؟۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ figures درست نہیں ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس بات کو verify کریں گے کہ آیا یہ figures صحیح ہیں یا غلط ہیں؟۔

وزیر ٹرانسپورٹ : میں ان شاء اللہ ضرور verify کروں گا پھر ڈاکٹر صاحب کو بتاؤں گا اور مطمئن کروں گا۔ اگر اس میں کوئی ایسی بات ہوئی تو اس کی انکوائری کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر محمد افضل خان آپ بھی کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟۔

جناب محمد افضل خان : جناب سپیکر! میں انجینئر ہوں جبکہ آپ مجھے ہمیشہ ڈاکٹر کہتے ہیں۔ جناب سپیکر! سلنسر کا مسئلہ ایک سنگین مسئلہ ہے اور اس کا ابھی تک کوئی مستقل حل نہیں ڈھونڈا گیا۔ یہ ایک engineering problem ہے۔ ہمارے ملک میں چار سے پانچ Engineering Universities ہیں جن میں mechnical engineering کے شعبے موجود ہیں اور ان یونیورسٹیوں کو ہمیشہ سے یہی شکایت رہی ہے کہ حکومتی ادارے ان کا تعاون حاصل نہیں کرتے۔ میرا مشورہ ہے ----

جناب سپیکر: لودھی صاحب! آپ کے پاس محمد افضل خان صاحب ایک اچھے انجینئر ہیں ان کو اپنے ساتھ شامل کریں۔

جناب محمد افضل خان : جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر ان یونیورسٹیوں کو یہ پراجیکٹ دیا جائے کہ ہمارے ملک کی ضروریات کے مطابق ایک نیا سلنسر design کیا جائے اور ان کو اگر تھوڑی سی رقم، چالیس پچاس ہزار روپے فیس ادا کر دی جائے تو وہ پراجیکٹ engineering department اپنے students کو دے دے گا۔ پروفیسر اور students مل کر ایک نیا سلنسر design کر دیں گے۔ جناب سپیکر! یہ رکشہ سڑکوں پر چلنے کے لیے نہیں بنا، یہ رکشہ پبلک ٹرانسپورٹ کے لیے نہیں بنایا گیا تھا صرف پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈیا یعنی چند ملکوں میں اسے سواریوں کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ رکشہ ایئر پورٹ اور مختلف محدود جگہوں کے استعمال کے لیے design کیا گیا تھا۔ اب چونکہ ہم اس

رکشے کو سڑکوں پر لے آئے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ ہم اس کے سلنسر کا نیا design بنائیں - میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ان کی وزارت چالیس پچاس ہزار روپے کسی انجینئرنگ یونیورسٹی کو دے کر یہ پراجیکٹ دینا پسند کرے گی تاکہ ہمیشہ کے لیے مسئلہ حل ہو جائے -

جناب سپیکر، یہ بہت اچھی تجویز ہے۔ جی لودھی صاحب

وزیر ٹرانسپورٹ، I am grateful اور ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے جو دوست آئے ہیں وہ well qualified لوگ ہیں۔ میں نے افضل صاحب کو PRTC کے affairs میں ممبر نامزد کیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے کیا ہوا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جی پہلے کر چکے ہیں۔ ان شاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ ہم ان کی قابلیت سے فائدہ اٹھائیں۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔ اگر ہمارے انجینئر سلنسر کا کوئی مستقل حل ڈھونڈ لیں تو اس سے اچھی بات کون سی ہے۔ میرے خیال میں وقفۂ سوالات ختم ہو گیا ہے ـــــــ پھر اسی طرح ایک ہی سوال پر اتنا ٹائم صرف ہو جاتا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! انھوں نے جواب میں لکھا ہے کہ ہم نے ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنے کے لیے مہم کا آغاز کر دیا ہے - اس میں یہ ہے کہ متعلقہ موٹر وہیکل ایگزامینر اور ٹریفک سٹاف کے اجلاس بلائے گئے۔ تو یہ اجلاس ماحولیاتی آلودگی کو کیسے ختم کریں گے - وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ جس نے ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنا تھا اس ماحولیات محکمے کا تو کوئی بندہ نہیں بلایا گیا تو کیا آپ ان کو دوبارہ بلانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ، ایس اے حمید صاحب آپ کو علم ہے کہ ماحولیاتی آلودگی کے تدارک کا علیحدہ محکمہ ہے - وہ اپنے طور پر اس کے تدارک کے لیے کام کر رہے ہیں اور ہم اپنے محکمے کے تحت اپنے طور پر کر رہے ہیں لیکن ان کی میٹنگز اکٹھی بھی ہو سکتی ہیں علیحدہ علیحدہ بھی ہو سکتی ہیں۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ محکمہ ماحولیات ہمارے علاوہ in addition to that بھی کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو ٹھیک کیا جائے اور اس کو پاک کیا جائے - آپ نے کوشش کی ہے کہ اس کو بھی include کیا جائے تو میں آپ کو ensure کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ اس محکمے کو بھی شامل کر کے کریں گے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اب آگے چلتے ہیں کیونکہ دو چار منٹ رہ گئے ہیں اور اگلے سوالات بھی

cover ہو جائیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ضمنی سوال کے جواب میں وزیر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ میں نے محکمے کو empower کر دیا ہے کہ وہ جو سلنسر نکالتے ہیں ان کو impound کر لیں ۔ تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ without legislation یہ direction سے ان کو کیسے empower کر سکتے ہیں کہ وہ رکشے کو impound کر لیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آئی ۔ معزز ممبر سوال دوبارہ دہرا دیں۔

جناب سپیکر ، وزراء صاحبان سے گزارش ہے کہ وقفۂ سوالات بغور لیا جائے ۔ بھنڈر صاحب آپ اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! وزیر موصوف نے ضمنی سوال کے جواب میں یہ کہا کہ انھوں نے محکمے کو ہدایات دی ہیں کہ جو رکشہ violation کرتا ہے سلنسر نکالتا ہے وہ کارروائی کے علاوہ اس کو impound کر لیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر موٹر وہیکل آرڈیننس میں یہ چیز provided نہیں تو پھر یہ محکمے کو کیسے empower کر سکتے ہیں کہ اس کو impound کر لیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ، کس میں provided نہیں؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، موٹر وہیکل آرڈیننس میں ۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! اس میں ہمارے جو MMPI ہے وہ محکمہ ہماری ٹریفک پولیس کا محکمہ اور ہمارے MIC کو Cr P C کے تحت چالان کرنے کا اختیار ہے ان کو impound کرنے کا اختیار ہے ان کو fine کرنے کا اختیار ہے۔ پہلے وہ اپنے طور پر اس کی ایک آدھ شق استعمال کیا کرتے تھے لیکن ہم نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت ان کو یہ کہا ہے کہ جہاں مناسب سمجھیں آپ اس کو اس کے مطابق سزا دیں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے جی ۔ وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔وزیر اوقاف بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

وزیر اوقاف (صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم)، جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر ٹرانسپورٹ، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات :۔ (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملازمین کو رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*415۔مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف پنجاب نے ایک سکیم کے تحت اوقاف ملازمین کو رہائشی پلاٹ ملتان زون، راولپنڈی زون اور لاہور زون میں الاٹ کر دیے ہیں مگر فیصل آباد زون اور سرگودہا زون کے ملازمین کو ابھی تک رہائشی پلاٹ الاٹ نہیں کیے گئے؛ کیا محکمہ ان دونوں زونوں کے ملازمین کو پالیسی کے مطابق پلاٹ الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اوقاف (صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم)،

یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف پنجاب نے ملازمین اوقاف کو سال 89-1988ء میں رہائشی پلاٹ مختلف سائز کے کل 777 پلاٹوں میں سے 623 پلاٹ الاٹ کیے تھے۔ باقی 154 پلاٹوں کی الاٹ منٹ ہونا باقی تھی کہ سینئر ڈاکٹر بشارت الٰہی کے ایک مراسلہ پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے ڈائریکٹو مورخہ 23 مئی 1992ء کے تحت رہائشی وسکنی مقاصد کے لیے وقف اراضی کو پٹہ داری کی الاٹمنٹ پر پابندی عائد کر دی۔ جو تاحال قائم ہے۔ مگر اس دوران منظور کی جانے والی رہائشی سکیموں میں سے ایک سکیم انگوری باغ لاہور ہے جس میں 85 ملازمین اوقاف کو 99 سالہ لیز پر پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔ اس الاٹمنٹ کے خلاف ملک محمد اسلم نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ پٹیشن نمبر 5004/92 دائر کر دی، جس پر فاضل عدالت نے فیصلہ دیا کہ ملازمین اوقاف کو چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب کی طرف سے لیز پر پلاٹ دیے جانے میں بلا اختیار ہے اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہے اور چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف کو ہدایت کی گئی کہ وہ ان املاک کا دوبارہ قبضہ حاصل کر کے قانون کے مطابق عمل کریں۔ محکمہ اوقاف نے اس فیصلہ کے خلاف انٹر کورٹ اپیل نمبر 282/99 دائر کی ہوئی ہے جس پر عدالت عالیہ کے سنگل بنچ کے فیصلہ پر عمل درآمد کو معطل کر دیا گیا ہے تاکہ اس ضمن میں اٹھائے گئے قانونی نکات کو زیر غور لایا جا سکے۔ یہ کیس تاحال زیر سماعت ہے فاضل عدالت کے حتمی فیصلہ کے بعد نئی سکیمیں تیار کر کے حسب پالیسی محکمہ اوقاف کے بقیہ ملازمین کو پلاٹ الاٹ کیے جائیں گے۔

دربار پیر شاہ برہان کی مرمت

*417۔مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دربار پیر شاہ برہان محکمہ اوقاف کے زیر تحویل ہے۔ اس کا کل رقبہ کتنے کنال ہے اور اس پر کتنے لوگ ناجائز قابض ہیں۔ ان کو بے دخل کرنے کے لیے اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اگر اب تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو حکومت اوقاف کی زمین واگزار کرانے کا کوئی پروگرام رکھتی ہے یا نہیں اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) اس دربار کی خراب حالت کے پیش نظر کیا حکومت اس کی مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر اوقاف (صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم)، دراصل دربار شاہ برہان چنیوٹ 19 جنوری 1911 سے محکمہ آثار قدیمہ حکومت پاکستان کے زیر تحویل ہے (اگرچہ اس دربار کا نوٹیفکیشن محکمہ اوقاف نے بھی 8 اگست 1960 سے جاری کر رکھا ہے) ایک شخص شوکت علی نے وہاں دربار سے ملحقہ رقبہ پر دکانات تعمیر کرلی تھیں جس کے خلاف محکمہ آثار قدیمہ حکومت پاکستان نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی اور ناجائز تعمیرات کو گرانے کے لیے اپریل 1990 میں دعوی دائر کررکھا ہے جو زیر سماعت ہے ۔ دربار شریف کی تعمیر و مرمت کے ضروری کاموں کا تخمینہ تیار کیا جارہا ہے محکمانہ کارروائی مکمل کرنے کے بعد جلد کام شروع کروا دیا جائے گا

سوشل سیکورٹی ڈسپنسری میں عملہ کی تعداد

*420۔سردار سعید انور۔ کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سوشل سیکورٹی ڈسپنسری کمالیہ میں عملے کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے۔

(ب) حکومت خالی اسامیاں کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) پُر شدہ اسامیوں پر کام کرنے والے افراد کے نام' عہدہ 'پتہ اور رہائشی ضلع کون سا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر محنت(جناب محمد ارشد خان لودھی)

(الف) سوشل سیکورٹی ڈسپنسری کمالیہ میں عملہ کی تعداد اور خالی آسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	اسامی کا نام	منظور شدہ عملہ کی تعداد	خالی اسامیوں کی تفصیل
1۔	میڈیکل آفیسر	1	-
2۔	ڈسپنسر	2	-
3۔	چوکیدار	1	-
4۔	خاکروب	-	1۔(یہ اسامی ستمبر 95 سے خالی ہے)

(ب) جیسے ہی حکومت پنجاب کی طرف سے بھرتی پر عائد پابندی ختم ہوتی ہے پنجاب بھر میں خالی اسامیوں کو پر کیا جائے گا۔

(ج) پُر شدہ اسامیوں پر کام کرنے والے اصحاب کے نام بمعہ عہدہ پتہ اور رہائشی ضلع کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام بمعہ عہدہ	پتہ رہائشی	ضلع
1۔	ڈاکٹر انوار الحق، میڈیکل آفیسر	فلیٹ نمبر 4 جہانگیر پلازہ جویا روڈ بوریوالہ ضلع وہاڑی	ضلع وہاڑی
2۔	عبدالغفار ڈسپنسر	چک نمبر 339/GB پوسٹ آفس چک نمبر 296/G.B تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	ٹوبہ ٹیک سنگھ
3۔	اسد عباس ڈسپنسر	تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	ٹوبہ ٹیک سنگھ
4۔	عبدالعزیز چوکیدار	چک نمبر 356/W.B تحصیل دینا پور ضلع لودھراں	ضلع لودھراں

کمالیہ شوگر ملز

*423۔ سردار سعید انور۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت کے زیر کنٹرول کمالیہ شوگر ملز کس سال کتنے سرمائے سے تعمیر ہوئی اور اس میں کام کرنے والے افراد کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) اس مل نے 1990ء سے آج تک کتنا منافع کمایا' تفصیل سال وار الگ الگ بتائی جائے؟

وزیر صنعت (جناب محمد ارشد خان لودھی)

کمالیہ شوگر ملز لمیٹڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تعمیر کی تکمیل سال 1980 میں ہوئی ابتداء میں مل کی پیداواری صلاحیت 2000 ٹن یومیہ کرشنگ تھی جس پر کل لاگت 360 ملین روپے آئی۔ سال 1986-87 میں اس کی پیداواری صلاحیت کو بڑھا کر 4000 ٹن یومیہ کرشنگ کردی گئی جس پر 140 ملین روپے لاگت آئی۔ اس طرح اب تک کل لاگت 500 ملین روپے ہوگئی ہے اس سرمائے میں پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ نے 51 ملین روپے کی سرمایہ کاری کی اور بقایا سرمایہ بنکوں اور ڈی ایف آئی سے حاصل کیا۔ تمام بنکوں کے قرضہ جات ادا کر دیے ہیں ماسوائے 47.8 ملین روپے کے جو واجب الادا ہیں۔

اس میں کام کرنے والوں کی تعداد 1150 ہے۔

منافع کی تفصیل سال 1990 سے سال 1996 تک درج ذیل ہے۔

سال	منافع (روپے ملین میں) ٹیکس ادا کرنے سے پہلے
1990	36.351
1991	12.584
1992	15 655
1993	15 859
1994	42.438
1995	102.877
1996	64 296

خانقاہوں کو محکمہ کی تحویل لینا

*538۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جن خانقاہوں کو محکمہ اوقاف اپنی تحویل میں لیتا ہے ان خانقاہوں کے متولی خانقاہ کی آمدنی میں کس حد تک بروئے قانون حقدار ہیں۔

(ب) خانقاہوں کو محکمہ کی تحویل میں لینے کا طریقہ کار کیا ہے؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)۔

جو خانقاہیں محکمہ اوقاف اپنی تحویل میں لیتا ہے ان کی آمدنی میں سابق متولیان کوئی قانونی حق نہیں رکھتے ۔ البتہ جہاں محکمہ مناسب خیال کرے اور سابق متولین درخواست گزاریں تو بیوہ یا نادار ضعیف متولیان کو اس خانقاہ کی آمدنی سے ماہوار وظیفہ مقرر کردیا جاتا ہے۔ خانقاہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کا طریقہ کار یہ ہے کہ کسی وقف کی نشان دہی ہونے پر محکمانہ پالیسی کے مطابق اس خانقاہ کا محکمہ سے ملحقہ جائیداد کی تفاصیل اور ریکارڈ بھی حاصل کیا جاتا ہے نیز آمدنی اور اخراجات کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے جس کے بعد سروے رپورٹ مرتب ہوتی ہے جس کی روشنی میں جناب ناظم اعلیٰ اوقاف اس خانقاہ کو محکمہ کی تحویل میں لینے یا نہ لینے کا فیصلہ کرتے ہیں۔

محکمہ کا رقبہ اور عمارات

*539۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی108 میں محکمہ اوقاف کا کن دیہات میں زرعی رقبہ اور عمارات ہیں اور کون سے دربار محکمہ کی تحویل میں ہیں۔

(ب) محکمہ اوقاف کی املاک صوبائی حلقہ 108 میں جن لوگوں کو پٹہ پر یا کرایہ پر دی گئی ہیں ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف(صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم)،

حلقہ پی پی 108 ضلع سیالکوٹ میں درج ذیل دیہات میں وقف زرعی رقبہ عمارات اور مزارات ہیں۔

-1	موضع کوریکی	دربار بابا گلو شاہ
-2	موضع رچھاڑہ	چھپڑ
-3	موضع سرانوالی	بارانی زرعی اراضی تعدادی 141 کنال 8 مرلے الاٹ شدہ بنام مسجد اللہ پور (انڈیا)
-4	موضع گجرگے	وقف اراضی تعدادی 44 کنال 5 مرلے ملحقہ
-5	موضع میاں والی بنگہ	خانقاہ بہاول جی

موضع سرانوالی نمبر شمار 3 کی وقف اراضی محمد عابد ولد میاں علاؤالدین کو بذریعہ نیلام عام برائے سال 96-1997 بعوض 12,000 روپے ٹھیکہ پر دی گئی ہے ۔ جبکہ سال 97 1998 کا ٹھیکہ

ابھی نیلام ہونا ہے۔

موضع گجر کے نمبر شمار 4 کا رقبہ خالی پڑا ہے۔ جس کے نیلام کی کوشش کی جارہی ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

بسوں کی تعداد

19۔میاں عبدالستار۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1985ء میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے پاس چالو حالت میں کتنی بسیں تھیں اور اب کتنی ہیں؟

(ب) 1985ء سے اب تک کتنی نئی بسوں کا اضافہ ہوا اور چالو حالت میں بسوں میں کتنی کمی ہوئی۔

(ج) اس محکمہ میں 1985ء سے اب تک کتنی اسامیاں پیدا کی گئیں اور ان پر کن افراد کی تعیناتی کی گئی ان کے نام اور پتہ جات بتائے جائیں' نیز یہ بھرتی کس کی سفارش پر کی گئی۔سفارش کرنے والے افراد اور بھرتی کرنے والے افسران کے نام اور عہدہ جات بتائے جائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(جناب محمد ارشد خان لودھی)

(الف) 1985ء اور اب 1997ء میں پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے پاس روزانہ چلنے والی بسوں کی اوسط تعداد درج ذیل ہے۔

	1985ء	1997ء
1۔ شہری حدود میں چلنے والی بسوں کی تعداد	426	34
2۔ بین الاضلاعی روٹوں پر چلنے والی بسوں کی تعداد	434	7
بسوں کی کل تعداد	860	41

(ب) 1985ء سے اب تک 65 نئی بسیں خرید کی گئیں۔ تاہم روزانہ چلنے والی بسوں کی اوسط تعداد میں819 بسوں کی کمی ہوئی۔

(ج) محکمہ ٹرانسپورٹ کے شعبہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن میں1985ء سے اب تک کوئی نئی اسامیاں پیدا نہ کی گئی ہیں اور نہ ہی کوئی بھرتی کی گئی۔

تاہم اس محکمہ کے شعبہ صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی میں 1985ء سے اب تک جو اسامیاں پیدا ہوئیں ان کی تفصیل*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

***(تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر ، چونکہ آج کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے تو ہم تحاریک التوائے کار کو لے رہے ہیں ۔

تحریک التوائے کار نمبر 10 میاں عبدالستار کی ہے ۔

میاں عبدالستار، میں اس کو withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11 راجہ جاوید اخلاص کی ہے۔

راجا محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر ! -----

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا ! محکمہ اوقاف کے متعلق میرے سوال تھے۔

جناب سپیکر، اب ٹائم ختم ہو گیا ہے اور ان کے جوابات بھی lay ہو چکے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا ! اس میں سارے جوابات غلط لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر ، آپ پھر ان کو اگلی دفعہ take up کریں نیا سوال دے دیں۔

سردار سعید انور، جناب والا ! میرا ایک سوال تھا اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا تو اسے pending کر لیں۔

جناب سپیکر ، جس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا وہ تو ویسے بھی pending ہے۔جی راجہ جاوید اخلاص صاحب ۔

سڑکوں کی دیکھ بھال میں ضلع کونسل راولپنڈی کی ناکامی

راجا محمد جاوید اخلاص، بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ شکریہ جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ کی درج ذیل سڑکیں محکمہ ہائی وے نے تعمیر کیں مگر ان سڑکوں کا ابتدائی حصہ ضلع کونسل نے تعمیر کیا ۔ ان سڑکوں کا بیشتر حصہ محکمہ ہائی وے کی زیر تحویل ہے مگر ضلع کونسل کے پاس فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے ان کی دیکھ بھال ممکن نہ ہے اور عوام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے ۔سڑکوں کے نام یہ ہیں۔

1۔ جاتکی تا دیوی داتا روڈ

2- رتیال تا در کلی خورد ' بندوٹ روڈ

3۔ آبدی مسوال روڈ

اس مسئلہ کو زیر غور لانے کے لیے کئی دفعہ حکومتی مشینری یقین دہانی بھی کروا چکی ہے مگر ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جس سے علاقہ کے عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا اسے فوری زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی لاہنسٹر صاحب

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر! محرک نے جو تحریک التوائے کار ایوان میں پیش کی ہے ٹیکنیکلی تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ فوری نوعیت کا نہیں ہے ----

جناب سپیکر، ممبران سے گزارش ہے کہ تحاریک التوائے کار لی جا رہی ہیں اور وزیر موصوف جواب دے رہے ہیں۔ براہ مہربانی خاموشی سے سنیں۔ جی راجہ صاحب

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ معاملہ فوری نوعیت کا نہیں ہے اور نہ ہی حال میں وقوع پذیر ہونے والا ہے لیکن ممبر موصوف نے جس امر کی نشان دہی کی ہے کہ یہ سڑکیں ضلع کونسل کی ملکیت ہیں۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ ان تینوں سڑکوں کا ابتدائی حصہ ضلع کونسل کی تحویل میں ہے اور بقایا حصہ محکمہ ہائی وے سے متعلقہ ہے۔ میں نے ذاتی طور پر بھی ان سڑکوں کا مشاہدہ کیا ہے اس کے مطابق ان سڑکوں کے ابتدائی حصے کی صورت حال ذرا مخدوش ہے اور جو بقایا حصہ محکمہ ہائی وے سے متعلقہ ہے اس کی صورت حال بہتر ہے۔ اب اس میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جیسے محرک نے کہا ہے کہ اس وقت تک ان سڑکوں کی مرمت کے لیے ضلع کونسل نے کچھ نہیں کیا اور خاص طور پر میں ان کی تحریک سن کر خود بھی پریشان ہو گیا تھا۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ اس مسئلہ کو زیر غور لانے کے لیے کئی دفعہ حکومتی مشینری یقین دہانی بھی کرا چکی ہے مگر ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا جس سے علاقہ کے عوام میں شدید خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ اگر ضلع کونسل کی سڑک کی حالت مخدوش ہو ----

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ آگے بے چینی بھی لکھا ہے۔ شاید بے چینی زیادہ ہو۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! بے چینی ہو سکتی ہے لیکن خوف و ہراس کے بارے میں میں نہیں سمجھ

سکا۔

راجا محمد جاوید اخلاص ، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی میں نے جو تحریک پڑھی ہے آپ اس کی ٹیپ چلوا کر دیکھ سکتے ہیں کہ میں نے شدید خوف وہراس کا لفظ نہیں پڑھا۔ اور میں نے بے چینی کا لفظ استعمال کیا ہے۔

جناب سپیکر ، یہ جو طبع شدہ تحریک ہے وہ بھی آپ کی طرف سے آئی ہے اس میں لکھا ہوا ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، جناب والا میں ان کے لکھے کی بات کر رہا ہوں ۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع کونسل کے مالی وسائل ہائی وے کے مقابلے میں محدود ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود میں محرک کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ان سڑکوں کی مناسب دیکھ بھال کے لیے ضلع کونسل کی طرف سے اقدامات کیے گئے ہیں ۔ جناب سپیکر میں یہ بھی ممبر موصوف کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ' حال ہی میں ہم نے ضلع کونسل کو یہ کہا تھا کہ چونکہ اس وقت بلدیاتی ادارے موجود نہیں ہیں اس صورت میں وہ مقامی ممبران صوبائی اسمبلی سے ترجیحات لے لیں کہ ان کے علاقے میں کون کون سے ایسے منصوبے ہیں جو فوری توجہ کے طالب ہیں تاکہ ان کے لیے کچھ رقم مختص کی جائے ۔ ممبر موصوف سے بھی اس سلسلے میں ہم نے رائے لی تھی اور مجھے یہاں پھر انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اپنی ان ترجیحات میں ان سڑکوں کو شامل نہیں کیا ۔ میں اب بھی جناب والا ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ ضلع کونسل کی ان سڑکوں کو بھی اپنی ترجیحات میں شامل کر لیں تو انشاء اللہ ضلع کونسل ان سڑکوں کی حالت بہتر بنانے کے لیے فوری کوشش کرے گی۔

جناب سپیکر ، ویسے بھی یہ کوئی recent occurrence نہیں ہے اور رول 83(c) کے تحت بنتی نہیں ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، جناب والا میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جن سڑکوں کا میں نے ذکر کیا ہے ' ہائی وے نے اور ضلع کونسل نے اس کا متعلقہ ریکارڈ بھی وزیر موصوف کو بھجوایا ہوگا ۔ ان سڑکوں کی لمبائی 60 کلو میٹر کے لگ بھگ یہ لمبائی ہائی وے کی تحویل میں ہیں اور صرف چھ یا سات کلو میٹر کی لمبائی ضلع کونسل کی تحویل میں ہے ۔ جناب والا پہلے بھی یہ روایات ہیں کہ محکمہ ہائی وے نے اس قسم کی سڑکیں بغیر کسی move کے ازخود میرے علاقے کی دو تین سڑکیں

جن کا کوئی ایک یا دو کلو میٹر کا ٹکڑا تھا اس کو مرمت بھی کروایا اور اپنی تحویل میں بھی لے لیا ۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وزیر موصوف کو اس علاقہ کے عوام نے بلایا اور ان کا انہوں نے وہاں جلسہ بھی کروایا ' کھانا کھلایا اور عوام میں یہ وعدہ بھی کر کے آئے ' میرے ساتھ ہی نہیں حلقہ کے عوام کے ساتھ یہ وعدہ کر کے آئے ہیں کہ ان سڑکوں کو محکمہ ہائی وے کی تحویل میں دلوایا جائے گا ۔ اسی لیے میں نے ذکر کیا تھا کہ حکومتی مشینری ' اور راجہ صاحب حکومتی مشینری کا ایک اہم پرزہ ہیں اور یہ کہہ دیں کہ انہوں نے پبلک میٹنگ میں ڈیڑھ دو ہزار کے جلسے میں اگر اس بات کا اعلان نہیں کیا تو میں اپنی تحریک کو واپس لیتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، کھانے پر کیوں زور دے رہے ہیں ؟ سارا زور کھانے پر دیا جا رہا ہے (قہقہے)۔

وزیر مال ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا یہ جگتو فرنٹ ہے ۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ ان دونوں کے درمیان سونی نہیں گزرتی اور یہ سب ڈرامہ ہو رہا ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا اس سے پہلے کہ راجا بشارت صاحب اس کا جواب دیں ۔ جناب والا یہ بات حقائق پر مبنی ہے اور یہ صرف راجہ جاوید اخلاص کے حلقے کی بات نہیں ہے ۔ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے ۔ پنجاب میں آپ سروے کروائیں ' جناب ذوالفقار کھوسہ بھی تشریف فرما ہیں ان کا محکمہ تمام حلقوں میں یہ مسئلہ ہے ۔ سات میل سڑک ہائی وے کی ہے اور ایک میل ڈسٹرکٹ کونسل کی ہے ۔ یہ ایک problem ہے اور پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اور اس کا فیصلہ ہونا چاہیے ۔

جناب سپیکر ، یہ بات ٹھیک ہے ۔ راجہ صاحب آپکی تحریک التوائے کار رولز کے تحت بنتی نہیں ہے ۔ رول 83(c) کے زمرے میں آتی ہے

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا جہاں تک ضلع کونسل کا تعلق ہے ہم اس کی نگہداشت کے لیے کارروائی کریں گے ۔دوسرا جناب والا اگر ہائی وے یہ سڑکیں take over کرنا چاہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔

جناب سپیکر ، ویسے بھی اسے رول آؤٹ کرتے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، شکریہ جناب ۔

جناب سپیکر ، اس تحریک کو رول آؤٹ کرتے ہیں ۔ اگلی تحریک نمبر 12 میاں عبدالستار صاحب کی ہے ۔

تحصیل خان پور کے موضع محمد خان کے رقبہ کی ناجائز قابضین سے واگزاری

میاں عبدالستار ، بسم اللہ الرحمن الرحیم میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کے ٹاؤن ظاہر پیر میں موضع محمد خان میں واقع ایک رقبہ زیر آمدہ روڈ K.L.P. کراچی لاہور و پشاور روڈ پر جناب سردار محمد نواز خان سابق ایم پی اے اور جناب شیخ فیاض الدین صاحب سابق چیئرمین بلدیہ خانپور نے ملی بھگت سے قبضہ کر کے دکانیں و سٹور بنا لیے ہیں۔ اس گینگ ہٹ کا ٹوٹل رقبہ 9 کنال ہے۔ جس میں 1 کنال 10 مرلہ مسلم مالکان و 7 کنال 10 مرلہ غیر مسلم مالکان کا تھا۔ بروئے نوٹیفکیشن زیر دفعہ نمبر 6 مورخہ 63 / 5 / 15، 1 کنال 10 مرلہ مسلم مالکان گزٹ نوٹیفکیشن ہو کر شائع ہوا۔ مذکورہ رقبہ کا ایوارڈ نمبری 177 مورخہ 63 / 6 / 22 کو ہو کر معاوضہ اراضی مبلغ 03 / 264 مسلم مالکان ڈیپازٹ کرا دیے گئے اور بقیہ رقبہ غیر مسلم 7 کنال 10 مرلہ کی منظوری جناب چیف سیٹلمنٹ اینڈ ریونیو کمشنر صاحب مغربی پاکستان کی طرف سے چٹھی نمبری 2544 / AVN / RYK31 مورخہ 66/ 5/4 لی گئی۔ جس کے مطابق کلکٹر حصول اراضی نے بروئے آرڈر نمبر 340 مورخہ 66/ 5/ 25 کو مبلغ 40 / 1683 برقبہ 7 کنال 10 مرلہ غیر مسلم کا حکم سنایا۔ کہ مذکورہ رقم اکاؤنٹس آفیسر سیٹلمنٹ کمشنر مغربی پاکستان کو ادا کی گئی۔ بعد میں اس رقبہ میں سے 6 کنال 14 مرلہ شیخ فیاض الدین کے نام منتقل کیسے ہوئی۔ ریکارڈ خاموش ہے۔ کروڑوں روپے کی زمین پر اس ناجائز قبضہ کے خلاف جناب وزیراعلیٰ کے حکم سے ایک انکوائری تین ماہ سے چل رہی ہے۔ جس کا نتیجہ ابھی تک برآمد نہیں ہوا۔ جگہ متنازعہ پر اب بھی ناجائز تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ اگر بروئے نوٹیفکیشن زمین کا انتقال محکمہ بائی وے کے نام منتقل نہ ہوا تو ناجائز قابضین بقیہ زمین پر بھی قابض ہو جائیں گے۔ جس سے پورے علاقہ میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے مسئلہ پر فوراً بحث کی جائے۔

جناب سپیکر ، وزیر مال۔

وزیر مال ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر ! فاضل رکن نے اپنی تحریک التوائے کار کے ذریعے تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں موضع محمد خان میں واقع رقبہ 9 کنال پر جناب سردار محمد نواز خان سابق ایم پی اے اور شیخ فیاض

الدین سابق چیئرمین بلدیہ خانپور نے ملی بھگت سے قبضہ کر کے دکانیں و سٹور بنا لینے کا معاملہ اٹھا لیا ہے۔ عنوان بالا کے بارے میں تفصیلی رپورٹ ڈی سی رحیم یار خان سے حاصل کی گئی ہے۔ سرکل ریونیو آفیسر اسسٹنٹ کمشنر خان پور کی رپورٹ کے مطابق ایک کنال دس مرلہ کا رقبہ پر مشتمل مستطیل نمبر 278/8 کلا نمبر 9-10/0- 01-1-2/ واقع موضع محمد خان تحصیل خان پور مسلم مالکان کی ملکیت تھا۔ جب کہ باقی رقبہ 7 کنال 10 مرلہ رقبہ پر مشتمل مستطیل نمبر 14-1/6 278/8 13-21/0-7 278/7 03-5/0 278/4

(ج) غیر مسلم مالکان کی ملکیت تھا ۔ یہ صورت حال سال 60-1961 ء کی جمع بندی کے مطابق تھی۔ مسلم مالکان کا مندرجہ بالا رقبہ ایک کنال دس مرلہ محکمہ ہائی وے نے باقاعدہ acquire کیا اور اس کا معاوضہ ادا کر دیا گیا ۔ لیکن اس کا انتقال بحق گورنمنٹ نہ ہوا ۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ محکمہ ہائی وے کے کلکٹر اراضی نے کبھی بھی تحریک برائے عمل درآمد نہ کی ۔ اس وجہ سے یہ رقبہ بدستور اصل مالکان کے نام رہا ۔ ان مسلم مالکان میں شیخ امیر الدین کا نام بھی شامل تھا جو فوت ہو چکا ہے ۔ شیخ فیاض الدین وغیرہ اس کے ورثاء ہیں ۔ غیر مسلم تارکین کے مندرجہ بالا 7 کنال 10 مرلہ رقبہ میں سے 6 کنال 14 مرلہ رقبہ بمطابق جمع بندی سال 60-1959 ء اکبر علی نامی ایک مہاجر کو confirm ہوا تھا جس کا اندراج جداگانہ کھتونی کی صورت میں جمع بندی 60-1959ء میں موجود ہے ۔ اس الاٹی کی فوتیدگی کے بعد یہ رقبہ اس کے بیٹے محمد عامر خان کو منتقل ہوگیا۔ جمع بندی میں اس رقبہ کی ملکیت غیر مسلم تارکین کے نام رہی اور تبدیلی حقوق ملکیت کا انتقال نمبر 806 اس رقبہ کے بارے میں منظور ہوا۔ جس کا عمل درآمد مثل حقیت انتقال اراضی سال 72-1971ء میں موجود ہے۔ اس دوران محکمہ ہائی وے کے وقت کے مطابق 7 کنال 10 مرلہ محکمہ بحالیات نے محکمہ ہائی وے کو فروخت کرنا منظور کیا۔ جس کی قیمت مبلغ =/1683 روپے 40 پیسے مقرر ہوئی۔ محکمہ ہائی وے نے اس وقت تک کا جو ریکارڈ مہیا کیا اس کے مطابق اس رقبہ کی محکمہ ہائی وے کو ٹرانسفر کیے جانے کی منظوری تو پائی جاتی ہے لیکن اس کی قیمت محکمہ بحالیات کو ادا کرنے کا ثبوت مہیا نہ کیا گیا ہے۔ اس طرح سے یہ معاملہ انتہائی متنازعہ ہوگیا ہے۔ اس رقبہ کے استحقاق کے بارے میں تفصیلی انکوائری اسسٹنٹ کمشنر خان پور کے سپرد کی گئی۔ جنہوں نے اسے ای اے سی مجسٹریٹ خانپور کے سپرد کیا ہوا ہے۔ غیر مسلم تارکین کے مندرجہ بالا رقبہ 7 کنال 10 مرلہ میں سے 13 مرلہ رقبہ نمبر خسرہ 13 - 21/0 - 278/7 شیخ امیر الدین نے دوران انتقال اپنے حصے میں ڈلوا کر حاصل کرلیا۔ جو کہ غیر

قانونی اور بلاجواز ہے۔ اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہے۔ کیونکہ اشتمال کا قانون تارکین کے رقبہ پر اطلاق پذیر نہیں ہوتا۔ یہی وہ خاص جگہ ہے جہاں پر سابق ایم پی اے نے شیخ فیض الدین سے ملی بھگت کرکے شو روم اور دکانیں بنائی ہوئی ہیں۔ جو غیر قانونی ہیں۔ غیر مسلم تارکین کے رقبہ میں سے باقی صرف تین مرلہ رقبہ اب بھی بقایا موجود ہے۔ مندرجہ بالا تفصیلات کے پیش نظر اس کیس کی انکوائری کا حکم جناب وزیر اعلیٰ نے دیا ہے۔ انکوائری مکمل ہونے کے بعد وزیر اعلیٰ اور محکمہ مال کو رپورٹ پیش کی جائے گی۔ اور اس رپورٹ کے انکوائری افسر کو میں نے بھی خود ہدایت کر دی ہے کہ وہ جلد از جلد انکوائری مکمل کرکے جناب وزیر اعلیٰ اور مجھے رپورٹ کریں۔ تاکہ اس رپورٹ کی روشنی میں حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے پچھلی بار بھی کہا تھا کہ میری کوشش ہوگی کہ اصل حقائق سے اس ایوان کو بھی مطلع کیا جائے اور عوام کو بھی مطلع کیا جائے۔ اس تحریک کو ہم اس انداز سے نہیں لیں گے کہ یہ بنتی نہیں ہے یا اس کو kill کرنے کی کوشش حالانکہ یہ معاملہ sub-judice بھی ہے اس کی ایک پیشی 11-06-1997 سینئر سول جج رحیم یار خان کے پاس تھی اور اگلی پیشی 16-07-1997 کو ہے۔

جناب سپیکر، پھر تو یہ ٹیک اپ بھی نہیں ہوسکتی۔

وزیر مال، جی ہاں یہ بنتی نہیں۔ میں اسی لیے گزارش کروں گا کہ ان حالات میں اس کی پذیرائی نہیں ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس کو مسترد کیا جائے۔ لیکن اس کے باوجود میں یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی رپورٹ ہے اس کے مطابق ان شاء اللہ کارروائی کریں گے۔ تاکہ جو عمل غلط کیا گیا ہے اس سے حکومت کو آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ میاں عبدالستار۔

میاں عبدالستار، میں عرض کرتا ہوں کہ جو کیس کورٹ میں ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا میں نے پوائنٹ آف آرڈر پہلے کہا اور آپ نے میری بات ہی نہیں سنی ۔ میں اب پھر کہہ رہا ہوں۔ کہ یہ واضح حکم ہے کہ جب کسی کیس کا کوئی بھی حصہ عدالت میں ہو تو اس پر بحث نہیں ہوسکتی۔

جب ہمارے محترم وزیر اعلیٰ اس پر انکوائری کا حکم دے چکے ہیں تو کیا ہم میں اتنی بے صبری ہے کہ اپنے محترم وزیر اعلیٰ کے حکم پر انکوائری رپورٹ کا انتظار بھی نہیں کرسکتے۔ ہمیں چاہیے

کہ اس انکوائری رپورٹ کا انتظار کریں اور میں موصوف سے کہوں گا کہ وہ از خود ہی اس کو واپس لے لیں۔ ہم اپنے وزیر اعلیٰ کے دیے ہوئے حکم کے خلاف یہاں پر کوئی بات نہیں سنیں گے جب تک کہ ان کی انکوائری نہ ہوجائے۔

جناب سپیکر، جی میاں عبدالستار۔

میاں عبدالستار، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس حصے کا کیس کورٹ میں ہے ۔ وہ قبضہ اور تعمیر کے سلسلے میں کورٹ میں نہیں گئے ۔ یہ تو ایک اور بندہ ہے جس نے قبضہ کیا ہوا ہے اور وہ کورٹ میں گیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، ویسے بھی انھوں نے کہہ دیا ہے کہ اس کی انکوائری رپورٹ آجائے ۔

میاں عبدالستار، مسئلہ یہ نہیں ہے میں تو ان کی بات سے مطمئن ہوں میں انکوائری سے مطمئن ہوں۔ اور میں کوئی بے صبری کا بھی مظاہرہ نہیں کر رہا تھا۔ یہ حقائق میں اسمبلی کے سامنے لا رہا ہوں اس کی تھوڑی سی وجہ بھی میں بتا دیتا ہوں کہ گورنمنٹ کی ایسی کئی تعمیرات ہیں۔ جو acquire تو کر لی گئی ہیں لیکن ان کا انتقال نہیں ہوا۔ یہ ظاہر پیر میں ایک ریسٹ ہاؤس ہے اور وہ تقریباً ڈیڑھ پونے دو ایکڑ زمین پر ہے وہ بھی پرائیویٹ مالکان کے نام چلی آرہی ہے۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر جناب والا۔

جناب سپیکر، منسٹر ریونیو۔

وزیر مال، جناب والا میں آپ کے توسط سے فاضل رکن سے یہی گزارش کروں گا کہ تحریک التوائے کار کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ عوام الناس کو اصل حقائق سے آگاہ کرنا۔ اس پر کوئی short statement نہیں ہوتی ہے۔ ان معاملات کو کسی اور طریقے سے لایا جاسکتا ہے یا پھر ہاؤس اس کی بحث کے لیے منظوری دے۔ میں نے حقائق ہاؤس کے سامنے پیش کر دیے ہیں اور یہ تکنیکی اعتبار سے بنتی نہیں۔ لیکن میں نے اس کے بعد بھی یقین دلایا ہے کہ اس پر کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اس میں اور کوئی گنجائش نہیں۔ اور یہ تکنیکی اعتبار سے بنتی بھی نہیں اس کے باوجود وزیر مال نے تفصیل سے اس پر گفتگو فرمائی ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا میں اس کو پریس نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی وقار کا مسئلہ بنا رہا ہوں۔ میری عرض سن لیں میں نے تو حقائق ایوان کے سامنے لانے کے لیے یہ تحریک دی ہے۔

جناب سپیکر، وہ تو آگئے ہیں۔

میاں عبدالستار، یہ اس طرح کریں کہ جہاں جہاں زمین کی acquisition ہوئی ہے وہاں وہاں پر ان کے انتقالات کروائیں ورنہ یہ قبضے تو ہوتے جائیں گے۔ میرے حلقہ نیابت میں تین چار حلقے ایسے ہیں کہ جہاں پر سب پر قبضے شروع ہوگئے ہیں۔ یہ پہلا ہوا ہے پھر دوسرے پر پھر تیسرے پر ہوگیا۔ اس پر حکومت وقت ذرا توجہ فرمائے۔ (قطع کلامیاں ----)

جناب سپیکر، برائے مہربانی ہاؤس کی کارروائی خاموشی اور توجہ کے ساتھ سنی جائے۔ میری تمام اراکین اسمبلی سے اور وزیر اوقاف سے خاص طور پر گزارش ہے کہ ہاؤس کی کارروائی کو خراب نہ کیا جائے۔ اور ابھی جو تحریک التوائے کار چل رہی تھی اس میں بہت زیادہ مداخلتیں آئی ہیں۔ برائے مہربانی اس چیز کا خیال رکھا جائے۔ جس معزز رکن نے کسی کے ساتھ کوئی بات کرنی ہو تو اس ممبر کو اپنے ساتھ لابی میں لے جائیں اور وہاں جاکر آپ جتنی مرضی باتیں کریں۔ اور ابھی تک وہی سلسلہ جاری ہے ۔ خواجہ صاحب برائے مہربانی خیال فرمائیں اور خاموشی اختیار کریں۔ تو اس تحریک التوائے کار کو آپ واپس لے رہے ہیں۔

میاں عبدالستار، جی ہاں۔

جناب سپیکر، تو یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13 میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔

وزیر قانون، جناب والا۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا اس کو پینڈنگ کر لیا جائے کیونکہ محکمہ خوراک سے متعلقہ ہے اور اس کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، اس کو پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار 14 سید محمد عارف حسین بخاری کی ہے۔

نشتر ہسپتال ملتان اور بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور کو خود مختار ادارہ بنانے سے علاج و معالجے کے اخراجات بڑھ جانے کا خدشہ

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت

عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ،

اخباری اطلاعات کے مطابق حکومت نشتر ہسپتال ملتان اور وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور کو خود مختار ادارہ میں تبدیل کرنا چاہتی ہے۔ اس امر سے دور افتادہ پس ماندہ علاقوں کے عوام پر علاج معالجہ کے اخراجات کا ناروا بوجھ بڑھ جائے گا۔ جس سے ان علاقوں کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ امر متقاضی ہے کہ اس کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، آپ ہی اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون، جی ہاں۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر ۔ جناب والا یہ درست ہے کہ نشتر ہسپتال ملتان اور بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور کو خود مختاری یعنی ان کو autonomy دینے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور تھا۔ اس سلسلے میں ضروری قانونی اور انتظامی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خودمختاری منظور فرماتے ہوئے یہ واضح احکامات جاری فرمائے ہیں کہ تمام متعلقہ علاقوں کے غریب عوام کو مفت طبی سہولیات اور علاج فراہم کیا جائے گا۔ لہٰذا اس سلسلے میں کوئی اندیشہ درست نہ ہے۔ گذشتہ اجلاس میں جب صحت کی پالیسی پر بحث ہو رہی تھی تو یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق اس بات کا واضح طور پر اظہار کیا گیا تھا کہ ان تین ہسپتالوں کو autonomy دی جا رہی ہے اور ان کو مکمل خود مختار ادارہ بنایا جا رہا ہے اور جناب سپیکر! جیسے میں نے ابھی گزارش کی ہے ان ہسپتالوں میں مفت علاج فراہم کیا جائے گا اس لیے محرک کا یہ اندیشہ کہ اس سے عوام پر اخراجات کا ناروا بوجھ پڑے گا میں سمجھتا ہوں یہ درست نہیں ہے۔ جناب سپیکر! محکمہ صحت سے متعلق وزیر اعلیٰ کے واضح احکامات ہیں کہ ہم وہاں پر انقلابی تبدیلیاں لا رہے ہیں جس طرح ان تین ہسپتالوں کو autonomy دی جا رہی ہے اسی طرح ہم ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹیز کا قیام بھی عمل میں لا رہے ہیں اور یہ سارے اقدامات اس لیے کیے جا رہے ہیں کہ عوام پر بوجھ نہ بنے اور ان کو بہتر علاج کی سہولیات فراہم ہوں۔ میں محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ نئی پالیسی کے تحت اس autonomy کے بعد علاقے کے عوام کو بہتر علاج کی سہولیات فراہم ہوں گی اور ان پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی، بخاری صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! پس ماندہ علاقہ ہے غریب عوام پہ بوجھ بڑھے گا اگر وزیر موصوف یہ کارنٹی دیتے ہیں کہ مفت علاج کیا جائے گا تو میں اس کو پریس نہیں کروں گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے جناب وزیر اعلیٰ کے حوالے سے کہا ہے کہ ان کا حکم ہے کہ مفت علاج فراہم کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، پھر آپ یہ واپس لیتے ہیں؟

سید محمد عارف حسین بخاری، جی، پھر dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر، یہ تحریک dispose of تصور کی جاتی ہے۔ رانا ثناء اللہ خان تحریک التوائے کار نمبر 15

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا-----

جناب سپیکر، راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر قانون، جناب! اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو pend فرما لیا جائے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو پڑھ دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور -----

جناب سپیکر، میں نے تو پہلے بھی آپ سے گزارش کی ہے کہ مجھے پتا ہے کہ آپ کی بہت ساری باتیں کرنے والی رہتی ہیں تو لابی ساتھ ہے میں نے بھی آپ کے ساتھ شاید کافی کرنی ہوں لیکن ہاؤس کے اندر نہیں تو مہربانی کر کے ہاؤس کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہاؤس کو چلنے دیا جائے اور اس میں خلل نہ ڈالا جائے۔ جی رانا ثناء اللہ صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم-----

ملک سلیم اقبال، جناب کو کیسے پتا کہ ہم نے باتیں کرنی ہیں؟

جناب سپیکر، کیونکہ میں محسوس کر رہا تھا کہ urge بہت زیادہ تھی اور جناب کا جو سلسلہ چل رہا تھا کہ یہاں سے اٹھ کے وہاں، پھر وہاں، پھر ایس اے حمید صاحب کے ساتھ، بھنڈر صاحب کے ساتھ، پھر دو

منٹ کے بعد یہاں تو ملک صاحب کے اوپر کوئی کافی زیادہ پریشر ہے۔ برائے مہربانی پریشر کو لابی میں release کیا جائے۔ جی' رانا ثناء اللہ صاحب۔

میاں عمران مسعود، جناب! یہ آنیاں جانیاں رہن گیاں یا کچھ بنے گا بھی۔

جناب سپیکر، عمران صاحب! برائے مہربانی ذرا بیٹھ جائیں۔ جی' رانا ثناء اللہ صاحب۔

صوبائی دارالحکومت میں افسران کے دفاتر میں بیٹھنے کے اوقات کار کا تعین

رانا ثناء اللہ خان، ایک اہم مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ بھر میں عوام اپنی ضلعی' ڈویژن اور صوبائی دارالحکومت لاہور سرکاری محکموں کے اعلیٰ افسران کے دفاتر میں اپنے جائز کاموں کے لیے جاتے ہیں اور بعض صورتوں میں کئی سو میل کی مسافت طے کر کے آتے ہیں لیکن آگے دفتر میں صاحب موجود نہیں ہوتے صرف واجب الاحترام نائب قاصد جس کا لب و لہجہ گریڈ 24 کے افسر جیسا ہوتا ہے موجود ہوتا ہے۔ صبح آٹھ بجے جواب ملتا ہے کہ صاحب ابھی گھر سے نہیں آئے' نو بجے جواب ہوتا ہے صاحب اپنے سے اعلیٰ افسر کے پاس سلام کے لیے گئے ہیں' دس بجے جواب ملتا ہے صاحب میٹنگ پر چلے گئے ہیں بارہ بجے آئیں گے۔ ایک بجے جواب ملتا ہے صاحب لنچ کے لیے واپس گھر تشریف لے گئے ہیں دو بجے تشریف لائیں گے۔ دو بجے جواب ملتا ہے صاحب کوئی موقع وزٹ کرنے کے لیے گئے ہیں آخر تین بجے دفتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے وہ مجبور حال جو صبح سے بھوکا پیاسا صاحب کا انتظار کر رہا ہوتا ہے انتہائی مایوسی اور حسرت سے پوچھتا ہے حضور نائب قاصد صاحب! کل آ جاؤں؟ نہیں کل صاحب چھٹی پر ہیں دفتر نہیں آئیں گے۔ جناب پھر اگلے روز آ جاؤں؟ نہیں صاحب ہائیکورٹ ہیں۔ جناب! اس سے اگلے روز آ جاؤں؟ نہیں صاحب اس روز tour پہ ہیں۔ جناب پھر اس سے اگلے روز آ جاؤں؟ نہیں صاحب اسلام آباد ہیں۔ تو جناب پھر کس روز آؤں؟ اس سے اگلے روز آنا اس دن بتاؤں گا۔ جناب سپیکر! یہ وہ صورت حال ہے جس سے نہ صرف عام شہری بلکہ ارکان اسمبلی بھی روزانہ دوچار ہوتے ہیں اگر وزراء کرام کے اپنے دفاتر میں حاضری کی صورت احوال دیکھی جائے تو بیان کردہ صورت حال سے بھی ابتر ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جس سے صوبہ بھر کے عوام بالعموم اور ارکان اسمبلی جن کا عوام کے کاموں کے لیے سرکاری دفاتر میں جانا روزمرہ کا معمول ہے بے حد پریشان مضطرب اور غم و غصہ کا شکار ہیں اور اس سے قومی نقصان کا احتمال بھی ہے اس لیے اسمبلی کی کارروائی روک کر اس انتہائی اہمیت کے حامل

معاملے پر فوری بحث کی جائے اور معزز اراکین کی تجاویز سے ایک جامع ضابطہ کار طے کیا جائے جس کے تحت دفتری اوقات میں سے کم از کم تین چار گھنٹے کا وقت مختص کیا جائے جس کے دوران متعلقہ افسر کا عوامی رابطے کے لیے اپنے دفتر میں موجود ہونا لازمی قرار پائے تاکہ صوبہ بھر کے عوام اور ان کے نمائندے اس تکلیف دہ صورت حال سے نجات پا سکیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اس کا جواب نہیں آیا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے جواب تو ایک روٹین ہے لیکن میں جواب دینے کے لیے حاضر ہوں اور میں جواب دوں گا۔

جناب سپیکر، پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ -----

وزیر قانون، جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا لیکن -----

جناب سپیکر، اس کا کون سا محکمہ بنتا ہے؟

وزیر قانون، ایس اینڈ جی اے ڈی اور یہ میرے پاس ہے میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق نہیں ہے اس میں شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہوتی۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا! جواب بھی ایسا مرصع اور مسجع ہونا چاہیے جیسی اس تحریک میں زبان استعمال کی گئی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس صورت حال کا ذکر کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بھی صورت حال نہیں ہے۔ گو عوام کو افسران کے ساتھ رابطے میں تکلیف ہوتی ہو گی لیکن یہاں جس صورت حال کا ذکر کیا گیا ہے ایسی صورت حال نہیں ہے۔ جناب سپیکر! آپ مجھ سے بہتر طور پر اس بات سے آگاہ ہیں کہ ہر دفتر میں ملاقات کے لیے ایک وقت مقرر ہے اور آج کل سیکرٹریٹ میں یہ صورت حال چل رہی ہے کہ ماسوائے مقررہ وقت کے ملاقاتیوں کو اندر جانے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ سو اس لیے یہ کہنا کہ بالکل وقت مقرر نہیں ہے صورت حال یہ ہے کہ افسران کے متعلق اور وزراء کے متعلق بھی ایک عام رجحان بن گیا ہے اور میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں کہا گیا ہے کہ وزراء کرام کی بھی یہی صورت حال ہے۔ جناب سپیکر! جب ہماری حکومت بنی اور اس کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے فوری طور پر ---

سید ذیشان الہیٰ شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں' ابھی نہیں۔ وہ بات کر لیں اس کے اوپر پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اس لیے کہ ان کی بات مکمل نہیں ہوئی اور وہ ابھی اس کا جواب دے رہے ہیں اس لیے آپ ابھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں کر سکتے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزراء کے چارج لینے کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی طور پر یہ حکم فرمایا تھا کہ وزراء اور سیکرٹری صاحبان ہر روز دفتر جایا کریں گے۔ وزراء کے لیے ہر روز تھا اور سیکرٹری صاحبان کے لیے الفاظ تھے کہ وہ باقاعدہ مقررہ وقت یعنی صبح آٹھ بجے دفتر میں موجود ہوں گے۔ جناب سپیکر! یہاں میرے سارے colleague اس بات کے گواہ ہیں اور انتظامی مشینری اس بات کی گواہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب باقاعدہ ہر روز صبح چیک کیا کرتے تھے کہ کون سے افسران دفتر میں موجود ہیں اور کون سے نہیں ہے اور جناب سپیکر! ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے آٹھ بجے صبح دفتر نہ آنے والوں کے خلاف کارروائی بھی کی ہے یہ تو ان کی ریگولیٹری ہے۔ جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وزراء اپنے دفاتر میں نہیں آتے جیسے میں نے پہلے کہا ہے ملاقات کا وقت مقرر ہے تو جناب سپیکر! ہم دوہری صورت حال کا مقابلہ کر رہے ہیں اگر ہم عوام سے رابطہ نہیں رکھتے تو ہم سے کہا یہ کیا جاتا ہے کہ وزراء دفتروں میں بیٹھ جاتے ہیں اور عوام کے ساتھ رابطہ نہیں رکھتے۔ ہمارے مسلم لیگ کے کارکن' ہمارے بھائی ہم سے یہ کہہ کرتے ہیں کہ ہم علاقوں کا دورہ نہیں کرتے' ان کے آ کر مسائل نہیں سنتے۔ جناب سپیکر! ہم یہاں اسمبلی میں حاضر ہوں تو جیسے ابھی محرک کہا ہے کہ وزراء دفتروں میں نہیں بیٹھتے۔ ہمیں وزراء کے حوالے سے بات کر رہا ہوں ہمیں دفتر اور عوام کے ساتھ رابطے کے لیے وقت کا تعین کرنا پڑتا ہے۔ جب دورے پہ ہوتے ہیں تو ہمیں عوام کے ساتھ رابطہ رکھنا پڑتا ہے۔ لاہور میں موجود ہوں ہمیں میٹنگز بھی attend کرنی پڑتی ہیں۔ جناب سپیکر! ایک پریکٹیکل بات ہے جس سے ہمارے بعض دوست آگاہ نہیں ہوتے یہ حقیقت ہے کہ ایک وزیر دن میں چار چار' پانچ پانچ میٹنگز بھی attend کرتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ یقین کیجیے کہ ان وزراء میں سے جن کے متعلق کہا جاتا تھا کہ 8 بجے دفتروں میں نہیں آتے۔ یہ رات ایک ایک بجے تک دفتروں میں کام کرتے ہیں اور ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے کہ رات ایک ڈیڑھ بجے سے پہلے جناب وزیر اعلیٰ اپنے دفتر سے گھر نہیں جاتے۔ لیکن اس کے باوجود عام طور پر

یہ بات کرنا بہت آسان ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی عملی طور پر اس situation میں involve ہو تو پھر اس کو پتہ چلتا ہے کہ اصل صورت حال کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تین چار گھنٹے افسروں کا وقت عوامی رابطے کے لیے رکھ دیا جائے۔ پانچ گھنٹے working hours میں سے چار گھنٹے عوام سے ملاقات میں صرف ہوں تو اس نے اپنے صوبے کو کس طرح چلانا ہے۔ جناب سپیکر! ایک صوبائی سیکرٹری جس نے پورے صوبے جس میں آٹھ ڈویژن ہیں۔ان کے کمشنر کے ساتھ یا انتظامی افسران سے رابطہ رکھنا ہوتا ہے' پالیسی بنانی ہوتی ہے' - کارکردگی کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔ تو اگر چار گھنٹے وہ عوام کے ساتھ رابطہ رکھیں یا ملاقاتوں پر گزار دیں تو جناب سپیکر پھر اس کا نتیجہ دفتروں کی کارکردگی پر کیا پڑے گا۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں کہا جاتا ہے کہ عوام میں شدید اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! بالخصوص ممبران اسمبلی کو میں انتہائی احترام اور ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک وزراء کا تعلق ہے۔ میں اپنی ذات کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت بھی وہ حکم دیں ہم ملاقات کے لیے حاضر ہیں۔ اس سلسلے میں نہ ہم نے کوتاہی کی ہے اور نہ ہی آئندہ کوتاہی کی جائے گی۔ جہاں تک افسران کا تعلق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کی واضح ہدایات کے بعد کوئی بھی سرکاری افسر اس بات کی جرات نہیں کر سکتا کہ کوئی ممبر ان کے پاس جائے اور وہ ان سے ملنے سے انکار کر دے۔ ایک آدھ کہیں واقع ہوتا ہے تو ہمارے نوٹس میں لایا جائے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس افسر کو اس صوبے میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ جو ممبران صوبائی اسمبلی کے ساتھ رابطے میں کوتاہی برتے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک جنرل سٹیٹمنٹ تھی۔ اس میں میں نے بھی جنرل بات' جواب نہ موصول ہونے کے باوجود کی ہے اور اس ایوان کو یقین دلانے کے لیے کی ہے کہ موجودہ حکومت عوام کی خدمت کے لیے منتخب ہو کر آئی ہے اور اس موجودہ حکومت کو ایک تاریخی مینڈیٹ ملا ہے۔ یہ مینڈیٹ اس لیے ملا ہے کہ ہم عوام کی خدمت کریں۔ ان کے مسائل کو حل کریں۔میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت اپنے اس فرض سے آگاہ ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے اہل ہیں اور اس بات کو ثابت کریں گے کہ ہم عوام کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔شکریہ۔

جناب سپیکر، جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! محترم وزیر قانون نے وزراء صاحبان کو مظلوم ثابت کیا ہے کہ یہ

بھی کرنا پڑتا ہے' وہ بھی کرنا پڑتا ہے تو یہ اس معاملے کو چھوڑ دیں۔ انھوں نے کیوں اس معاملے کو پکڑا ہوا ہے۔ اگر یہ اتنے ہی مظلوم ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ موجود ہے اور آج نہیں سال ہا سال سے موجود ہے۔اور اس کا حل میں سمجھتا ہوں کہ اراکین اسمبلی کی تجاویز سے نکل سکتا ہے۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ پانچ گھنٹے آفس ٹائم ہے اور چار گھنٹے ہم کیسے دے سکتے ہیں۔ ویسے آفس ٹائم آٹھ گھنٹے ہے لیکن چلو پانچ گھنٹے ہی ہے' پانچ گھنٹے کام کرنا ہوتا ہے تو چلو چار گھنٹے نہ کریں دو کرلیں' ایک گھنٹہ کرلیں۔ لیکن کسی کو پتہ تو ہو کہ میں فلاں ٹائم آفس میں جاؤں گا تو مجھے وہاں متعلقہ سیکرٹری یا منسٹر صاحب مل جائیں۔ پھر ہفتے میں چھ دن کام کرنے کے لیے ہیں' ان میں سے کوئی ایک دو دن مخصوص کر لیجیے۔ آپ ابھی سیکرٹریٹ چلے جائیں۔ یہاں سے دو تین ممبرز کی کمیٹی بنا دیں۔ وہ ابھی وہاں سے راؤنڈ کر کے ایک گھنٹے میں واپس آ جائے۔ پھر میری بات کی تصدیق ہوتی ہے یا محترم وزیر قانون کی بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ آپ خود جائزہ لے لیں۔یعنی کسی سیکرٹری کے آفس کے باہر کوئی شیڈول نہیں لگا ہوتا کہ اس نے کس دن ٹور پر ہونا ہے؟ کس دن اس نے آفس میں بیٹھنا ہے؟ آخر اس بات کو بھی واضح کرنے میں کیا کوئی حرج ہے۔ کسی منسٹر کے آفس میں جا کر دیکھ لیں کوئی ٹور پروگرام نہیں لگا کہ فلاں دن وہ فلاں جگہ پر مصروف ہوں گے' فلاں دن میٹنگ میں ہوں گے' فلاں دن وہ یہاں پر بیٹھیں گے۔ یعنی کسی آدمی کو وہاں سے کوئی رہ نمائی نہیں ملتی کہ وہ کس دن آئے اور اسے متعلقہ منسٹر صاحب یا متعلقہ سیکرٹری مل جائیں؟ پھر اس کے بعد سیکرٹری صاحبان کے نیچے ایڈیشنل سیکرٹریز' ڈپٹی سیکرٹریز' اسسٹنٹ سیکرٹریز کی ایک پوری لائن لگی ہوئی ہے۔ جب وہاں پر جائیں تو کوئی آدمی ذمہ دار نہیں بنتا۔ کوئی آدمی بات سننے کو تیار نہیں ہوتا کہ سیکرٹری صاحب اگر میٹنگ پر ہیں تو ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کس لیے وہاں پر بیٹھے ہیں' ڈپٹی سیکرٹریز کی ایک لائن وہاں کس لیے بیٹھی ہے۔ کسی آدمی کو وہاں ذمہ دار بنائیں اور بٹھا دیں۔ اگر منسٹر صاحب نے رات تک میٹنگز کرنی ہیں۔ ٹھنڈے کمروں میں میٹنگز کرنا تو بڑا آسان ہے۔ عوام کو face کرنا ہی مشکل ہے۔ میٹنگز کرنا بڑا آسان ہے۔ اگر انھوں نے رات ایک بجے تک میٹنگز کرنی ہیں تو وہاں پر لکھ کر لگا دیں کہ وہاں ہفتے میں صاحب صرف ایک دن بیٹھیں گے۔ اس دن ٹھیک ہے لوگ آ جائیں اور مل لیں۔ باقی پانچ دن میٹنگز کرتے رہیں۔ لیکن وہاں پر کوئی ذمہ دار آدمی تو ہو۔ سیکرٹری صاحبان کے کمرے میں چلے جائیں' کوئی ایڈیشنل سیکرٹری' ڈپٹی سیکرٹری بات نہیں سنتا۔ کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔ سیکرٹری صاحب کے

کمرے میں اے سی چل رہا ہے' اندر اے سی چل رہا ہے باہر تالا لگا ہوا ہے اور نائب قاصد صاحب باہر بیٹھے ہیں۔ اگر ان سے کہیں کہ جناب ہمیں کوئی دو منٹ وہاں بیٹھ کر ـــــ

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خزانہ، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر تو وہ وزیر قانون کی وضاحت کی rebuttal دینا چاہتے تھے تو اب وہ دوبارہ کھڑے ہو گئے ہیں۔ ان کی سوئی ایک ہی جگہ پھنس گئی ہے۔ جاتے ہیں نہیں ہوتے' جاتے ہیں نہیں ہوتے' جاتے ہیں نہیں ہوتے اسی پر پھنس گئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ مسلم لیگ کی قیادت نے یہ طے کیا ہے اور عملاً یہ ہو رہا ہے کہ ہر وزیر ہفتے کا ایک دن مسلم لیگ ہاؤس میں بیٹھتا ہے۔ فاضل رکن مسلم لیگ کے ایم پی اے ہیں۔ وہاں جائیں ان کی شنوائی ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! مسلم لیگ میں بیٹھنے والی بات جماعت کی ہے۔ محترم کھوسہ صاحب کی بات کا جواب میں اس tone میں نہیں دینا چاہتا جس میں انھوں نے بات کی ہے۔ لیکن وہ جماعت کی بات ہے' میں عوام کی بات کر رہا ہوں سیکرٹریٹ کی بات کر رہا ہوں۔ ان کے آفس کی بات کر رہا ہوں۔ آخر وہاں پر سیکرٹری صاحب کے کمرے کے اندر اے سی چل رہا ہے' منسٹر صاحب کے کمرے کے اندر اے سی چل رہا ہے اور باہر سے تالا لگا ہوا ہے۔ وہاں پر شیڈول چسپاں کر دینے میں کہ فلاں ٹائم فلاں دن یہ available ہوں گے۔ سیکرٹری صاحب فلاں دن available ہوں گے۔ اس میں جناب والا! حرج کیا ہے۔ اس معاملہ پہ لوگ سال ہا سال سے شکایت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب کی تجویز ہے۔ اس میں آپ دیکھ لیں تاکہ ایم پی حضرات بھی جائیں تو ان کو پتہ چل جائے کہ اس محکمے کا فلاں افسر آج نہیں مل سکے گا اور نیچے افسران available ہوں۔ تاکہ جو علاقے کے عوام کے مسائل حل ہو سکیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ باقاعدہ سیکرٹریٹ میں ملاقات کا وقت مقرر ہے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ سیکرٹری صاحبان نے بھی ملاقات کا وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ لیکن ملاقات اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ جب وہ دفتر میں موجود ہوں۔ اگر وہ ٹور پر ہوں تو

ملاقات نہیں ہو سکتی۔ جہاں تک ٹور کا تعلق ہے تو منسٹر تو کم از کم یہ commitment نہیں دے سکتے کہ ہم فلاں دن موجود ہوں گے۔ مثال کے طور پر میرے حلقے میں کوئی ایسا حادثہ پیش آ جاتا ہے تو جانا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر، ہاں کئی دفعہ اچانک جانا پڑتا ہے۔

وزیر قانون، اس کے لیے وقت موجود ہے۔ اگر سیکرٹری صاحب اپنے دفتر میں موجود ہوں' ملاقات کا وقت بھی ہو اور ملاقات نہ کریں تو ہماری ذمہ داری ہے کہ اس صورت حال کا ہم ازالہ کریں۔ لیکن اگر ایک بندہ دفتر میں موجود نہیں۔ جناب سپیکر! ایک پورا set up موجود ہے۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ کہنا بڑا آسان ہے کہ یہ ہونا چاہیے' یہ ہونا چاہیے۔ لیکن جب عملی طور پر ہم بات کرنے پہ آتے ہیں تو آپ ایک سیکرٹری یا کسی بھی سرکاری ملازم کو دیکھ لیں۔ وہ ہمارا ہی کام کرتے ہیں۔ عوام ہی کا کام کرتے ہیں۔ اب میرے بھائی نے کہا ہے کہ ایئر کنڈیشنر' اگر ہمارے دفتروں میں ایئر کنڈیشنر ہے تو ان کے کمروں میں بھی ایئر کنڈیشنر لگا ہوا ہے جہاں یہ رہائش پذیر ہیں۔ جناب سپیکر! ایئر کنڈیشنر کے بغیر یہ بھی نہیں رہ رہے' ہم بھی نہیں رہ رہے۔ یہ ساری باتیں کرنے کی ہوتی ہیں۔ اس لیے میں جناب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک جنرل سٹیٹمنٹ تھی کوئی recent occurrence کا واقعہ بھی نہیں ہے اور یہ ایسی کوئی بات نہیں جس کو میرے خیال میں ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کو اب سمیٹا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انھوں نے تو عورتوں کی طرح "طعنے مینے" دینے شروع کر دیئے ہیں۔ میں نے یہ بات نہیں کی کہ یہ ایئر کنڈیشنر میں کیوں بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ رانا صاحب آپ تو ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ اس اسمبلی کے بڑے ہی سلجھے ہوئے رکن ہیں' اور رہے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ مثبت سوچ کے ساتھ باتیں کی ہیں تو ماحول کو اس حوالے سے خراب نہ کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ ، آپ نے بھی فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ exist کرتا ہے۔ تو اس کا حل نکالنے کی بات ہم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے یقین دہانی بھی کرائی ہے کہ ان شاء اللہ improvement کی گنجائش ہے۔

وہ improve کریں گے۔ اور جہاں آپ نے وضاحت مانگی ہے انھوں نے وضاحت بھی دی ہے۔میرا خیال ہے کہ اب اس مسئلے کو ختم کیا جائے۔ویسے بھی رولز کے مطابق بھی ---

رانا ثناء اللہ خان، اس میں improvement کی کوئی یقین دہانی نہیں کرائی۔

جناب سپیکر، Improvement کی تو یقین دہانی کرائی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انھوں نے یہ الفاظ نہیں کہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے کہا ہے کہ اس کے باوجود اگر کوئی کمی ہے تو -----

جناب سپیکر، جہاں تک یقین دہانی کا تعلق ہے تو ہماری حکومت عوام کی خدمت کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔ ہم عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لیے آئے ہیں۔ عوام کے ساتھ ہمارا جو وعدہ ہے' ہم اس کو پورا کریں گے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میرا خیال ہے اس کے بعد آپ اس کو پریس نہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، بات یہ ہے کہ اگر وہ یہ یقین دہانی کرواتے ہیں کہ اس میں improvement کریں گے اور اس improvement سے متعلق وہ بیان فرما دیں کہ کس طریقے سے کریں گے۔ اب اگر مگر میں' اور اس کے باوجود' اور ایسا ہونے پر۔ وہ تو پھر کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب سپیکر، improvement کا تو انھوں نے کہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ رویہ سامنے آ رہا ہے کہ ہم جو بھی بات کرتے ہیں اس کو آگے سے defend کرنے اور اس کو reject کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس پر یہ ہم دردانہ غور نہیں کرتے کہ ایک مسئلہ ہے' سال ہا سال سے exist کرتا ہے۔ جب یہ منسٹر نہ تھے تو یہ بھی اس بات کی شکایت کرتے تھے کہ دفتروں میں جاتے ہیں تو آگے کوئی ملتا نہیں۔ اب یہ منسٹر بن گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں پر ہر چیز موجود ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ ایسی بات نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ آپ کی باتوں کی کوئی value نہیں۔ وہ آپ کی بات سن رہے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں۔ اس میں آپ کوئی تلخی نہ لائیں۔ آپ کی تجاویز پر ضرور عمل کریں گے۔ راجا صاحب! اس میں رانا صاحب کی تجاویز کو آپ ضرور دیکھیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے گزارش کی ہے کہ عوام کے ساتھ ہماری commitment ہے' اپنے

ممبران کے ساتھ commitment ہے کہ ہم نے ان کی خدمت کرنی ہے اور جہاں کہیں ان کو تکلیف ہے اس کا ہم نے ازالہ کرنا ہے۔ اگر صورت حال کی بہتری کے لیے یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں بہتری ہونی چاہیے تو ہم اس کے لیے کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، اب انھوں نے کہہ دیا ہے کہ کوشش کریں گے۔ اس کو پھر آپ پریس نہیں کرتے؛

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! آپ کی یقین دہانی پر کہ اس میں improvement لائی جائے گی' تو اس کو dispose of کر دیں۔ اگر improvement نہ آئی تو ایک ہفتے بعد اس کو دوبارہ لے آؤں گا۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! انھوں نے کہا ہے کہ improvement لائی جائے گی۔ تو یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب والا! میں نے بات کرنے کے لیے ٹائم مانگا تھا۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے تھے۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، جی ہاں۔

جناب سپیکر، آپ بات کر لیں۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات کروں گا۔ جناب سپیکر! آپ نے dispose of کر دیا ہے۔ میں رانا صاحب کی بات کو سپورٹ کرتا ہوں۔ یقین کریں' اور یہ میرے پاس ایک دو نام بھی ہیں' میں نے خود جا کر بھی دیکھا کہ اسمٰعیل قریشی صاحب جو سیکرٹری صحت ہیں' میں نے انھیں لگاتار تین دن ٹیلی فون کیے تو ان کے کسی ایک فرد نے کہہ دیا کہ جناب' وہ میٹنگ میں ہیں۔ میں چار گھنٹے تک انتظار کرتا رہا۔ جب دیکھا تو وہ نہ تھے۔ میں تین دن تک ان کو تلاش کرتا رہا وہ مجھے نہیں ملے۔ اور میں اپنے ذاتی تجربے سے کہتا ہوں کہ رانا صاحب نے جو کہا ہے کہ تالے لگے ہوئے ہیں اور اس کے آگے کرسی رکھی ہوئی ہے اور نائب قاصد آپ کو اندر بیٹھنے نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے کہ اس کی چابی منسٹر صاحب کے پاس ہے۔ تو برائے مہربانی' کھوسہ صاحب ہمارے محترم ہیں' قابل احترام ہیں۔ ان کی جو حیثیت ہے' وہ ہماری نہیں۔ ان کے لیے دروازے کھلے ہیں۔ منسٹر صاحب کے لیے دروازے کھلے ہیں۔ ان کو کوئی problem نہیں ہے۔ اصل problem تو ہمیں ہے۔ جب ہم کام کروانے جاتے ہیں تو ہمیں سیکرٹری صاحبان نہیں ملتے۔ اور یقین کریں کہ فیصل آباد سے یہاں آ کر آٹھ آٹھ دس دس دن لگتے ہیں' ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ تو برائے مہربانی' انھوں نے صحیح کہا ہے۔ اوقات تو ہیں۔

لیکن وہ شخص نہیں جس کے لیے یہ ٹائم مقرر کیا گیا ہے۔ اوقات تو مقرر ہیں کہ اتنے بجے تک سیکرٹری صاحبان بیٹھیں گے۔ لیکن سیکرٹری صاحبان نہیں ہیں۔ تو برائے مہربانی' انھوں نے وعدہ کیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ پورا کریں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے تحریک پریس نہیں کی اور dispose of تصور ہوتی ہے۔

اب ایجنڈے کے دوسرے آئٹم کو لینے سے پہلے پچھلے اجلاس کے دوران ایک یہاں پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ during session کیا گورنر آرڈیننس جاری کر سکتے ہیں۔ اور خاص طور پر اس حوالے سے بات ہوئی' منہیں صاحب نے بات کی' پھر ہمارے ایک اور ایم پی اے نے بات کی کہ زرعی ٹیکس کے بارے میں جو آرڈیننس ہے' اسمبلی in session تھی تو اس وقت وہ آرڈیننس جاری کیا گیا۔ تو اس سلسلے میں' میں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ ابھی اس بات کی تصدیق کر لی جائے کہ کیا واقعی ایسا ہوا ہے' تو پھر اس کے بعد میں اپنی رولنگ دوں گا۔ تو اس سلسلے میں آج میں وہ رولنگ دے رہا ہوں اور ہاؤس کے سامنے رولنگ پڑھ رہا ہوں۔

جناب گورنر کی جانب سے آرڈیننس کے اجراء کے اختیار کے بارے میں جناب سپیکر کی رولنگ

Mr. SPEAKER:-A Point of order raised by Mr Saeed Ahmad Manais and Mr Saeed Akbar Khan MPA in respect of the Ordinance making powers of the Governor under Article 128 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

The Governor of the Punjab summoned the Provincial Assembly of the Punjab to meet on April 7, 1997. On April 10, 1997 Mr Saeed Ahmad Khan Manais MPA referred to a news item appearing the same day in Nawa-i-Waqt and pointed out that in violation of the Constitution the Governor had revalidated the expired Agriculture Incometax Ordinance even though the Assembly was in session. Later Mr Saeed Akbar Khan MPA reiterated the

same point and requested for a ruling on the point whether or not the Governor was competent to have reissued an Ordinance when the Assembly was in session. Under Article 128 of the Constitution the Governor subject to his satisfaction as to urgency may promulgate an Ordinance except when the Assembly is in session The term when the Assembly is in session has been defined. in the May s' Parliamentary Practice and Procedure - 20th Edition - at p 271 - in the following terms:-

"A session is the period of time between the meeting of a Parliament whether after a prorogation or a dissolution and its prorogation"

The said definition has been approved by the Supreme Court of Pakistan in the case -

"Presidential reference No 1 of 1988, reported as PLD 1989, Supreme Court 75 at p. 107"

Although the verdict of the Supreme Court relates to the interpretation of Article 89 regarding the President's power of promulgation of an Ordinance It is equally applicable to Article 128, which contains similar powers of the Governor. viewed in that context the phrase " except when the Provincial Assembly is in session" means the period from the first day of its sitting till the Assembly is prorogued or dissolved The mere signing of the summoning orders by the Governor or even its notification does not originate the session prior to the date fixed for the purpose by him The Governor by his order dated April 2, 1997 summoned the Assembly to meet on April 7, and signed the Punjab Agriculture Incometax Ordinance, 1997 the next day on April 3, 1997 when the Assembly was not in session. The signed Ordinance was published on April 16, 1997 when

the Assembly was again not in session. Under Article 128 of the Constitution read with Section 3 and 28 of the Punjab General Clauses Act 1956, an Ordinance is deemed to have been promulgated only when it is published in the Official Gazette. Thus the Ordinance in question became law on April 16, 1997 since on the day the Assembly was not in session it does not involve any breach of the constitution. The point of order is disposed of accordingly.

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ نے ابھی جو رولنگ دی ہے' Though the decision of the Chair is final۔ لیکن میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ جو 2۔ اپریل کو اسمبلی سیشن طلب ہوا تھا اور اس کے بعد تین تاریخ کو آرڈیننس جاری ہوا' اس میں کیا urgency تھی' کیونکہ آرٹیکل۔ 128 یہ کہتا ہے،

"If circumstances so exist"

What were the circumstance?

جناب سپیکر، آپ میری رولنگ تفصیل سے پڑھیں۔ جس وقت یہ آرڈیننس آیا تھا تو اس وقت اسمبلی in session نہیں تھی۔ آپ خود بھی سپیکر رہے ہیں۔ ویسے بھی جب ایک رولنگ آ جائے تو اس پر کوئی مزید ڈسکشن تو نہیں ہوسکتی۔ یہ آپ خود بھی سمجھتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ کی رولنگ آئی ہے۔ that is final لیکن میرا بھی فرض بنتا ہے کہ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ جو آپ نے آرٹیکل 128 quote کیا ہے اس میں دیا ہوا ہے کہ " اگر ایسے circumstances exist کریں تو تب گورنر یہ آرڈیننس جاری کرسکتا ہے"۔ اب تین چار دن میں گورنر صاحب کو کون سی urgency تھی کہ انھوں نے 3 تاریخ کو یہ آرڈیننس جاری کیا ہے اور پھر آپ نے جو سپریم کورٹ کی رولنگ quote کی ہے مجھے نہیں پتا تھا کہ آج آپ نے اپنا یہ decision دینا ہے۔

جناب سپیکر، جب یہ پوائنٹ آف آرڈر raise ہوا تھا تو اس وقت بھی میں نے یہی کہا تھا کہ میں انشاء

اللہ اس پر رولنگ دوں گا اور آج چونکہ میں پہلے دن ہی یہاں آیا ہوں۔ میں یہاں نہیں تھا۔ تو آج آتے ہی میں نے یہ رولنگ announce کی ہے۔ ویسے بھی میں نے اس لیے آپ کو یہ point یاد کرایا ہے کہ آپ خود بھی ماشاء اللہ اس period میں سپیکر رہے ہیں اور اس سے پہلے ممبر بھی رہے ہیں۔ پھر مسلم لیگ میں منسٹر بھی رہے ہیں۔ کیبنٹ کے اندر بھی رہے ہیں۔ پھر یہاں بھی ممبر رہے ہیں۔ تو آپ رولز کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر سپیکر کی رولنگ آ جائے تو اس پر بولنے کی گنجائش بھی نہیں ہوتی اور مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں آپ کو یہاں رول بھی وہ quote کروں۔ 209(8) کے تحت بھی آپ اس پر بات نہیں کر سکتے۔ تو جہاں تک urgency کا تعلق ہے تو میں urgency کی بات تو نہیں کر رہا' میں تو یہ کر رہا تھا کہ جو پوائنٹ آف آرڈر تھا کہ اس وقت ہاؤس in session تھا یا نہیں تھا۔ تو وہ نہیں تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں بھی عرض کرتا ہوں کہ ہاؤس in session نہیں تھا۔۔۔

جناب سپیکر: تو بس یہ بات اب یہاں ختم ہو جانی چاہیے۔ اس کی میں اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی بھنڈر صاحب۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! میں صرف تھوڑی سی انفرمیشن آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پاکستان ٹیلی وژن نے اس ہاؤس کی proceedings کو coverage دی ہے اور جو میں نے observe کیا ہے وہ یہ ہے کہ جیسے کھوسہ صاحب نے فرمایا' پی۔ ٹی۔ وی کی بھی غالباً سوئی جو ہے وہ ایس۔ اے۔ حمید پر اٹکی ہوئی ہے اور محسوس تو محمد اعظم چیمہ اور ملک سلیم اقبال صاحب بھی یہی کر رہے تھے کہ ان کی غالباً یہ privilege breach ہوئی ہے۔ ان کو یہ ہدایت فرمائی جائے کہ ایس۔ اے۔ حمید صاحب کے علاوہ اور بھی ممبران ہاؤس میں ہیں۔ وہ ہاؤس کی پوری proceedings کو cover کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ بھی کوئی وال چاکنگ کا' کوئی پریشر ہارن کا بل لے کر آئیں۔ کوئی نئی نئی چیزیں لائیں ناں۔

نوابزادہ منصور احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر پر نواب زادہ منصور صاحب۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نے ایک تحریک التوائے کار زرعی انکم ٹیکس کے حوالے سے جمع کرائی تھی۔ جس کا مجھے غالباً 15 نمبر بتایا گیا تھا۔ لیکن آج چیک کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو ابھی تک کوئی نمبر نہیں لگا۔ مجھے ذرا اس کے بارے میں بتا دیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ نے کس وقت چیک کیا تھا؟

نوابزادہ منصور احمد خان، یہ ابھی کچھ دیر پہلے۔

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے کوئی بیس منٹ ہو گئے ہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جی ہاں' میں نے بیس منٹ پہلے آ کر چیک کیا تھا۔

جناب سپیکر، تو میں نے دیکھا تھا اس سیٹ پر تو آپ نہیں تھے۔

نوابزادہ منصور احمد خان، نہیں تحریک التوائے کار نمبر 15 کا آپ نے رانا ثناء اللہ خان صاحب جو فاضل ممبر ہیں ان کے بارے میں کہا تھا۔

جناب سپیکر، جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب کی تحریک التوائے کار 15 نمبر تھی۔ اس لیے وہ take up کی گئی تھی۔

نوابزادہ منصور احمد خان، مہربانی فرما کر یہ ذرا چیک کر لیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ ذرا چیک کر لیں کہ نواب زادہ منصور صاحب کی ایک تحریک التوائے کار ہے----- ابھی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ سپیکر صاحب نے اس کو disallow کیا ہے۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! کوئی technical points پر انھوں نے یہ reject کی ہے یا سپیکر چیمبر میں آپ کی عدم موجودگی میں انھوں نے kill کر دی ہے کہ اس مسئلے کو نہ اٹھایا جائے؟

جناب سپیکر، جی' ویسے یہ پتا کر لیتے ہیں کہ کیا مسئلہ ہوا ہے۔

نوابزادہ منصور احمد خان، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب' میرا خیال ہے کہ اب ایجنڈے کی جو باقی کارروائی ہے اس کو لیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے یہ رولنگ جو آج جاری فرمائی ہے اس سے ایک question arise ہوتا ہے کہ جن دنوں اجلاس منعقد ہو رہا ہوتا ہے اس دوران جو وقفہ آتا ہے ایک دن کے لیے یا دو دن سے زیادہ تو نہیں ہو سکتا ہے۔ تو ان دنوں کا کیا status ہوتا ہے؟

جناب سپیکر، جی' اس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔جب سیشن نہ ہو تو آرڈیننس آ سکتا ہے۔ کوئی رکاوٹ نہیں۔ اس کے لیے میں نے مکمل رولنگ دے دی ہے جس میں May's کی پارلیمانی پریکٹس ہے اس حوالے سے بھی' پھر سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ ہے اس حوالے سے بھی' کیونکہ جس دوران سیشن نہ ہو تو آرڈیننس آ سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے۔ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارا سال میں کم از کم 70 دن اجلاس ہونا ہوتا ہے۔ یہ constituional reqirement ہے۔ جب ہمارا اجلاس ہو رہا ہوتا ہے تو اس میں اگر ایک دن کے لیے وقفہ ہو تو وہ ایک دن include ہوتا ہے' دو دن کے لیے ہو تو وہ دو دن بھی include ہوتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو پھر break آ جاتا ہے۔ تو یہ جو وقفے والا دن ہوتا ہے میری اس میں رائے یہ ہے کہ وہ in session ہی count ہو گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں' جی ہاں۔ میں نے اسی پر رولنگ دی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! دوسرا میری آپ نے جو تحریک التوائے کار dispose of کی ہے اس میں وزیر قانون نے جو assurance کروائی ہے۔ Is it on record sir?

جناب سپیکر، جی ہاں۔ ساری کارروائی ریکارڈ پر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ جناب۔

صوبے میں خوراک کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، اچھا جی' اب آج کا دن صوبہ میں خوراک کے مسائل پر بحث کے لیے رکھا گیا ہے۔ تو اس کا آغاز کیا جاتا ہے۔ کچھ محترم ایم۔ پی۔ اے حضرات کے نام میرے پاس آئے ہیں اور کوئی

صاحبان خوراک پر بحث کرنا چاہتے ہوں تو وہ بھی مجھے چٹیں بھجوا دیں۔ سب سے پہلے آغاز کرتے ہیں۔ محمد صفدر شاکر صاحب۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو ایس۔ اے۔ حمید صاحب کی چٹ آئی تھی۔

جناب سپیکر، نہیں، ابھی تک تو ایس۔ اے۔ حمید صاحب کی چٹ نہیں آئی یا شاید آپ کا یہ خیال ہو کہ permanent چٹ تو میرے پاس نہیں ہے۔ تو وہ نہیں ہے۔ (قہقہے)

جناب ایس۔ اے۔ حمید، personal explanation sir. جناب سپیکر! شاہد اکرم بھنڈر صاحب نے تھوڑی دیر پہلے یہ فرمایا ہے کہ پی۔ ٹی۔ وی پر میں نے ابھی ابھی پنجاب اسمبلی کی کارروائی دیکھی ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ ایس۔ اے۔ حمید صاحب وہ رہنے دیں۔ بات تو وہ ختم ہو گئی ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! یہ personal explanation ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، اب چھوڑ دیں۔ میرا خیال ہے کہ اب خوراک پر بحث کی طرف آ جائیں۔ صفدر شاکر صاحب۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ صفدر شاکر صاحب۔

چودھری محمد صفدر شاکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! محکمہ خوراک بڑی اہمیت کا حامل محکمہ ہے ۔ ہمارے دلوں میں یہ تاثر تھا کہ اس خوراک کے محکمے میں corruption کیا ہو گی کیونکہ گندم تو کھانے کی چیز ہے لیکن یقین جانیے کہ جب پچھلے دنوں آٹے کا بحران پیدا ہوا تو کچھ باتیں سامنے آئیں جن کی وجہ سے ثابت ہوا کہ اس محکمے میں بھی کرپشن ہے ۔ جناب والا! پچھلے دور میں اس محکمے کو بے دردی سے لوٹا گیا اور گندم کا پرمٹ دے کر اس کو سمگل کیا گیا جس کے نتیجے میں جناب سپیکر! وہ لوگ کروڑوں اور اربوں پتی بن چکے ہیں اور انہوں نے نہ صرف گندم کی اس سمگلنگ سے کروڑوں اور اربوں روپے کمائے ہیں بلکہ انہوں نے اس صوبے کے عوام کے ساتھ ایک بہت بڑا ظلم کیا اور ان کی اس زیادتی کی وجہ سے پچھلے دنوں آٹے کا اتنا بحران پیدا ہوا کہ غریب آدمی آٹے کے لیے ترس گیا اور وہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتا رہا۔ لیکن جناب سپیکر! میں اپنے وزیر خوراک کی اس کارکردگی کو سراہوں گا؛ اور اگر میں ان کی اس کارکردگی کو نہ سراہوں تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی کہ

جب ان کو port-folio ملا انہوں نے اپنے محکمے کے اندر دن رات کام کیا اور اس کام کی وجہ سے اور ان کی نگرانی کی وجہ سے اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی نگرانی کی وجہ سے آٹے کے بحران پر قابو پایا جا سکا اور لوگوں کو ایک ماہ کی تکلیف کے بعد آٹے کی دستیابی شروع ہوئی ۔ جناب سپیکر! میں وزیر خوراک کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح انہوں نے پچھلے چار ماہ کے اندر کارکردگی دکھائی ہے اب آئندہ کے لیے یہ سال بھی ہمارے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ہماری حکومت نے گندم کا ریٹ بڑھایا ہے اگر سابقہ حکومت کو یہ توفیق ہو جاتی تو ہمارا زمیندار بڑی محنت کے ساتھ گندم کی کاشت کرتا اور ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا لیکن اب ان شاء اللہ یہ امید واثق ہے کہ اس سال وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے زرعی پیکج میں جو گندم کا ریٹ بڑھا ہے اس سے میرا زمیندار پوری تندہی کے ساتھ کام کرے گا اور اس دفعہ وہ گندم کی کاشت کرے گا اور انشاء اللہ آئندہ سال ہمیں یہ مشکل نظر نہیں آئے گی لیکن اس سال ہمیں پوری نگرانی کرنی ہو گی اور خصوصاً سمگلنگ کی روک تھام کرنے کے لیے ہمیں سخت قسم کے اقدامات کرنے ہوں گے۔ پچھلے دنوں اخبارات میں خبر پڑھی کہ رینجر کی وہاں پر ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں جہاں پر سمگلنگ کا خطرہ ہوتا ہے یہ بڑی خوش آئند بات ہے میں چاہتا ہوں کہ پنجاب کا ایک دانہ بھی باہر نہ جائے اور جو لوگ اس گناہ میں شریک ہوں ایسے لوگوں کو پکڑ کر ٹیلی وژن پر دکھایا جائے تاکہ پنجاب کے عوام ان منحوس چہروں کو دیکھیں کہ یہی لوگ ہیں جو گندم کی سمگلنگ میں ملوث ہیں ۔

جناب سپیکر! میں چند ایک تجاویز وزیر خوراک کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک تو یہ تجویز ہے کہ ہمارے محکمہ خوراک کے گوداموں میں جو مزدور کام کرتے ہیں ان کی مزدوری بہت کم ہے ۔ اس مزدوری کا ریٹ صرف 95 پیسے ہے اور اس مزدور نے گندم کی بوری اٹھانی ہوتی ہے اس نے اس کی سلائی کرنی ہوتی ہے ' اس کی دھلائی کرنی ہوتی ہے اس کا ریٹ انھوں نے صرف 95 پیسے رکھا ہوا ہے ۔ تو جناب والا! حکومت وقت سے اور پنجاب کے وزیر خوراک سے میری یہ استدعا ہے کہ وہ اس پر نظرثانی کریں اور اس کے ریٹ میں اضافہ کیا جائے تاکہ مزدور کو اتنی مزدوری ملے کہ وہ اپنے بچوں کا پیٹ آسانی سے پال سکے ۔

اس کے بعد جناب سپیکر! فلیٹ سنٹر بنائے گئے ہیں بعض جگہوں پر تو ان کا کام اچھا ہے لیکن میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ وہاں جو فلیٹ سنٹرز ہیں ان پر متعین عملہ وہ پورے سیزن میں

بے کار بیٹھا رہتا ہے ۔ ان کو جو تنخواہیں ملتی ہیں اور وہاں پر جو خرچہ ہوتا ہے وہ زمینداروں کو دے دیا جائے تاکہ زمیندار اس سے فائدہ اٹھا سکے اور وہ لوگ جو گندم لے کر آتے ہیں ان کو اتنا تو benefit دیا جائے تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں ۔

تیسرے جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ٹھیکے داری نظام بھی بہت پرانا چلا آ رہا ہے۔ اس بارے میں میں یہ تجویز دوں گا کہ ہر سال نئے ٹھیکے دیے جائیں کیونکہ بعض جگہوں پر ٹھیکے دار اتنے اجارہ دار بنے بیٹھے ہیں کہ وہ کسی زمیندار کی بھی بات نہیں سنتے اور وہ اپنی ہی مرضی کرتے ہیں بلکہ وہاں پر تو محکمے کے افسران بھی بے بس ہیں ۔

جناب والا! میری چوتھی تجویز یہ ہے کہ بعض جگہوں پر محکمہ خوراک کے سٹور سارا سال خالی پڑے رہتے ہیں۔ میں اپنے حلقے ماموں کانجن کی بات بتاتا ہوں کہ وہاں پر یہ سٹور تقریباً گزشتہ دس سال سے خالی پڑے ہیں اگر ان سٹوروں کا استعمال نہیں ہے تو پھر یا تو ان کو کرایہ پر دے دیا جائے یا ان کو فروخت کر دیا جائے تاکہ وہ رقم ہمارے محکمے کے کام آ سکے یا پھر دوسرے سٹوروں سے گندم لا کر وہاں پر رکھی جائے تاکہ ان گوداموں کا محکمے کو کوئی فائدہ حاصل ہو۔ جناب والا! یہ باتیں ہم اس لیے بتا رہے ہیں کہ یہ باتیں تو آپ کے محکمے کے افسروں نے تو بتائی نہیں۔

آخر میں میں آپ کے توسل سے جناب وزیر خوراک کو یہ بتاؤں گا کہ آپ کی کارکردگی کی ایک مثال یہ ہے کہ فیصل آباد کے ڈی ۔ ایف ۔ سی طالب صاحب اور ڈی ۔ ڈی ۔ ایف سی رانا سعید صاحب یہ دن رات گندم کی خریداری میں لگے ہوئے ہیں اور یقین جانیے یہ تین دفعہ ماموں کانجن تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ جناب ہمیں وزیر صاحب کا حکم ہے کہ یہ target پورا کرو تو میں خود ان کے ساتھ زمینداروں کے پاس گیا اور میں نے درخواست کی کہ بھائی اس وقت یہ بہت اہم مسئلہ ہے تو ان زمینداروں نے ہم پر شفقت فرمائی اور ہم نے اپنے حلقے سے گندم کا target پورا کر دیا ۔ یہ باتیں میں اس لیے بتا رہا ہوں کہ ایسے افسران کی یہاں نشان دہی کرنی چاہیے ۔ یہاں رانا عطاء اللہ صاحب بیٹھے ہیں وہ بھی میری اس بات کی تائید کریں گے ۔ اور رانا افضل صاحب بھی میری بات کی تائید کریں گے جن افسروں کا میں نے نام لیا ہے یہ انتہائی اچھے افسر ہیں ۔ آخر میں جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر، جناب شاہد محمود بٹ صاحب ۔

جناب شاہد محمود بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! پاکستان خصوصی طور پر پنجاب کا صوبہ زرعی پیشے سے تعلق رکھتا ہے اس میں ستر فی صد سے زیادہ لوگ زرعی شعبے سے منسلک ہیں لیکن ہمارے ملک اور ہمارے صوبے کی بدقسمتی یہ ہے کہ ابھی تک ہم خوراک کے مسئلے میں خود کفیل نہیں ہو سکے ۔ اس وجہ سے گندم کی امپورٹ پر اربوں روپے کا سرمایہ ہمارے ملک سے باہر جاتا ہے ۔ اس بارے میں میں یہ کہوں گا کہ ایک تو یہ چیز ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ دوسرا میں یہ کہوں گا کہ اس وقت عوام نے ہمیں ایک بہت بڑا مینڈیٹ دیا ہے تو خدا کے واسطے ایگریکلچر اور نہری پالیسی کی طرف خاص توجہ دی جائے ۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ زراعت ایک انڈسٹری ہے فرق صرف یہ ہے کہ یہ open industry ہے اور دوسری جو ہے وہ close industry ہے ۔ اس کی بہتری کے لیے میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح ہماری بہتر خوراک گندم ہے گندم ' مکئی ' گنا ' سن فلاور یا کارن آئل یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ ہم ان کی امپورٹ پر اربوں ڈالر ضائع کر رہے ہیں ۔ اس بارے میں میرے پاس تجاویز ہیں ۔ اپنے ملک کو خودکفیل کرنے کے لیے اپنے ملک کے کسان کی ویلفیئر کے لیے اسے صرف کریں ۔

سب سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ ہمارے ملک میں گندم کی فی ایکڑ پیداوار کی کمی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ نہ تو زمیندار کو بروقت کھاد ملتی ہے نہ ہی اس کو پانی بر وقت ملتا ہے ۔ جب اسے پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت اسے پانی نہیں ملتا جب اسے کھاد کی ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت مصنوعی طور پر اس کی shortage ہوتی ہے یا ہماری mis-planning کی وجہ سے کھاد کو باہر سے لیٹ امپورٹ کرتے ہیں ۔ جناب والا! اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح سے ہمارے وزیر اعظم نے فرمایا ہے کہ 1998 کا سال گندم کا سال ہے تو یہاں پر وزیر خوراک بھی بیٹھے ہوئے ہیں میں آج ہی ان سے کہہ دیتا ہوں کہ اس کے لیے آج ہی سے پلاننگ کر لیں ۔ جناب والا! یہ آج کی بات نہیں۔ بلکہ ہر حکومت یہی کہتی ہے لیکن زمیندار کو کبھی بھی fertilizer وقت پر نہیں ملی جس کی وجہ سے اس کی پیداوار متاثر ہوتی ہے ۔ سورج مکھی کی فصل یا کارن کی فصل یا مکئی کی فصل ہے ہمارے ملک میں ان کی بہترین پیداوار ہوتی ہے لیکن ہمارے ملک میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ زمینداروں سے اس کی خریداری صحیح نہیں کی جاتی ۔ سیالکوٹ یا ڈسکہ کی بیلٹ سورج مکھی کی پیداوار کے لیے سب سے مشہور بیلٹ ہے لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ due to

climatic factors بارشوں کی وجہ سے یہ فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں یا یہ آئل فیکٹریوں والے پول کر جاتے ہیں اور زمیندار کو اس کا ریٹ نہیں دیتے ۔ جس کی وجہ سے خوردنی تیل میں ہم خود کفیل نہیں ہو رہے ۔ اسی طرح چینی کا مسئلہ بنتا ہے ۔ گنے کے کاشت کار کی فصل پورے گھر کے لیے ہوتی ہے ۔ شوگر انڈسٹریز کے سلسلہ میں آپ کہیں بھی چیک کرلیں ۔ بلکہ میرے سیالکوٹ ایریا میں شوگر مل آتی ہے ۔ ابھی تک ان لوگوں نے زمینداروں کی ادائیگیاں نہیں کیں۔ جس کی وجہ سے زمیندار گنے کی کاشت میں بد دل ہو چکے ہیں ۔ ان کی ادائیگیاں بروقت نہیں ہوتیں ۔ اس کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں ۔ اسی طرح دوسری فصلیں ہیں جن کو ہم روزانہ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اس وقت تک سمگلنگ روکنا ' چیزوں کو کنٹرول کرنا ' پرچیز کرنا یہ بعد کے فیکٹر ہیں جب تک ہم اپنی فی ایکڑ پیداوار زیادہ نہیں کرتے ۔اس وقت تک ہمارا ملک خوراک میں خودکفیل نہیں ہو سکتا ۔ اس کے لیے میرے پاس دو تین تجاویز ہیں۔ زرعی پالیسی میں ابھی سے ان پر عمل کرنا شروع کر دیں ۔

ایک تو ہماری پالیسی یہ ہونی چاہیے کہ جس چیز کی بھی آپ نے قیمت کااعلان کرنا ہے وہ کاشت سے پہلے کریں۔ ہوتا یہ ہے کہ جب فصل کٹائی کے مرحلے میں ہوتی ہے تو ہماری حکومت اس وقت اعلان کردیتی ہے کہ ہم نے اس فصل کا ریٹ اتنے روپے من زیادہ کر دیا ہے ۔ جس کا زمیندار کو موقع پر تو فائدہ ضرور ملتا ہے لیکن overall ملک کو نہیں ملتا ۔ کسی فصل کی پالیسی کا بھی اعلان کرنا ہے ۔وہ فصل کی بوائی سے پہلے کریں۔ مثلاً کپاس یا چاول کے بارے میں پالیسی کا اعلان ابھی سے کر دینا چاہیے ۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ کاشت کریں۔ تاکہ ہمارے ملک کا زیادہ رقبہ زیر کاشت آئے ۔ اور ہمارے ملک کی فی ایکڑ پیداوار بڑھے ۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ ہماری inputs میں کھاد ہے weedicide ہیں' pesticides ہیں ۔ فی ایکڑ پیداوار بڑھانے میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد ان چیزوں کا نمبر آتا ہے ۔ لیکن یہی چیزیں ہمارے زمیندار کی پہنچ سے باہر ہیں۔ ہمارے زمیندار کی قوت خرید نہیں ہے۔ وہ خرید نہیں سکتے ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہماری pesticide کمپنیوں نے اس قدر اپنے منافعے بڑھا دیے ہوئے ہیں کہ اگر وہ ایک چیز ایک ڈالر کی امپورٹ کرتے ہیں تو وہ پانچ ڈالر زمیندار سے وصول کرتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ گورنمنٹ کا ان کمپنیوں کے ساتھ check and balance بہت ضروری ہے۔ کہ جڑی بوٹی مار ادویات ان دونوں فصلات چاول ' گندم میں سب سے زیادہ رول ادا

کرتی ہیں۔ ہمارے ملک میں ان چیزوں پر زیادہ سے زیادہ check and balance کا طریقہ اپنانا چاہیے۔اس کے علاوہ ہمارے محترم وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ زمینداروں کے لیے پیکج کا اعلان کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بیلو کیپ ٹریکٹر سکیم بہت اچھی سکیم ہے ۔ جب تک ہمارے ملک کی زمین لیول نہیں ہو گی ' جب تک ہمارے ملک کی زمین زرخیز نہیں ہو گی ' جب تک ہمارے زمیندار کے پاس ہل چلانے کے لیے ایگریکلچرل مشینری نہیں ہو گی اتنی دیر تک وہ اپنی فصل صحیح طریقے سے کاشت نہیں کر سکتا ۔ میری یہ رائے ہے کہ agriculture inputs جتنی بھی ہیں ان کو subsidise طریقے سے زمینداروں کو ہم مہیا کریں۔تا کہ وہ اپنی فصل میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کر سکیں۔

میں ایک مثال دے سکتا ہوں کہ خوردنی تیل ہم پاکستان میں جتنا امپورٹ کر رہے ہیں میں یقین اور دعوے سے کہتا ہوں اگر اتنی رقم پاکستان کے فارمر کو ایگریکلچرل سیکٹر میں آپ دے دیں اور ایک ٹاسک فورس بنا دیں تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ خوردنی تیل جو آپ باہر سے درآمد کرتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی نوبت نہیں آئے گی ۔ ہمارے ملک کی زمین سب سے اچھی ہے ۔ ہمارا کسان سب سے زیادہ محنتی ہے۔ لیکن وجہ صرف یہ ہے کہ اس کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ وسائل بھی حکومت نے بروقت پہنچانے ہوتے ہیں۔ اگر حکومت بروقت ان چیزوں کا تدارک کرے گی تو میرے خیال میں کسی ملک میں بھی یہ بحران نہیں آئے گا۔

ٹیوب ویل کے بارے میں میں یہ کہوں گا کہ کسی وقت یہ سکیم ہوتی تھی کہ چھوٹے زمینداروں کو ٹیوب ویل میں سبسڈی دی جاتی تھی ۔ میرے خیال میں وہ بھی بند ہو چکی ہے ۔ میری یہ رائے ہے اور میں اس بارے میں اسمبلی سے قرارداد پیش کرانا چاہتا تھا ۔ چیمہ صاحب نے پہلے بھی کرائی ہوئی ہے کہ ہمارے زمینداروں کو بروقت قرضے صرف ایک بنک سے نہ دیے جائیں بلکہ دوسرے بنکوں سے بھی دیے جائیں۔ جس طرح شخصی ضمانتوں پر قرضے دیے جاتے تھے ۔ وہ چھوٹے چھوٹے قرضے دیے جائیں۔ اور فصلات کو دیکھ کر دیے جائیں۔ یہ مقرر نہ کر دیں کہ ایک ہزار روپیہ فی ایکڑ ہم نے دینا ہے یا پانچ سو روپیہ فی ایکڑ ہم نے دینا ہے ۔ جو فصل ہو اس کے مطابق قرض۔ اگر سورج مکھی کی فصل پر زیادہ خرچ آتا ہے ' کاٹن پر زیادہ خرچ آتا ہے ' چاول پر زیادہ خرچ آتا ہے یا آلو کی فصل ہے اس پر بھی زیادہ خرچ آتا ہے ' گنے اور دھان کی فصل پر زیادہ خرچ آتا ہے ۔ depending upon the crop یعنی جس طرح کی فصل ہے اس کو مد نظر رکھتے

ہوئے ان بنکوں کو یہ شیڈول جاری کیا جائے کہ ان کے مطابق آسان قسطوں پر قرضے دیے جائیں۔ تاکہ اپنے ملک کی بہتری کے لیے ' ملک کی پیداوار بڑھانے کے لیے ' جو پیسہ ہم باہر سے چیزیں منگوانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اپنے پیسے کو اپنے ملک میں استعمال کریں۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے ملک کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ کر سکیں گے ۔ شکریہ!

جناب سپیکر : جناب محمد صدیق سالار صاحب ! کیا آپ نے اس بحث میں حصہ لینا ہے ۔ آپ نے چٹ بھیجی ہے ۔

جناب محمد صدیق سالار : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر ' جو حال گندم کی کمی سے ہم پر گزرا ہے ۔ اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ہر آدمی اس سے واقف ہے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم اور مشرقی پنجاب کے وہ سکھ جو ہماری ہی طرح ہمارے کنوؤں سے پانی پی کر جوان ہوئے ہیں آج اس کی زراعت ہم سے آگے کیوں ہے؟ کیا ہمارا زمیندار اپنی زمین پر ٹھیک طرح سے کام کر رہا ہے ۔ کیا سخت زمین میں جپسم ڈال رہا ہے ۔ اتنی سبسڈی ہے جپسم پہ اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو سخت زمین کو نرم کر دیتی ہے اور پانی بھی اس میں جذب ہوتا ہے اور اس میں جو بھی فصل کاشت کی جائے اس کی زیادہ پیداوار ہوتی ہے۔ اب بات صرف یہ ہے کہ ہمارے ملک کی زمین اللہ تعالیٰ نے اتنی بہترین بنائی ہے ۔ اس کے دریاؤں اور نہروں کا نظام دنیا میں سب سے خوبصورت بنایا ہے لیکن ہم نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا ۔ ایک بات آخر میں کہہ دیتا ہوں کہ اگر ہمارا ایم پی اے ' ہمارا ایم این اے جس کی اپنی خوراک کی مل ہے اگر وہ زیادتی کرتا ہوا پایا جائے۔ جناب حافظ صاحب! میں جناب سپیکر کی وساطت سے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر خلیفہ دوم کا بیٹا غلطی کرتا ہے تو اس کو کوڑے پڑتے ہیں ۔ کوڑے کھاتا ہوا مر جاتا ہے مرنے کے بعد اس کی قبر پر کوڑے پڑتے ہیں تو اس نظام پر آپ کو یہاں بھی کام کرنا ہو گا۔ ہمارا ایم این اے گندم پشاور بھیج دے ۔ ہمارا ایم پی اے گندم افغانستان بھیج دے اور ہم اس کو اس لیے چھوڑ دیں کہ وہ ہمارا ایم این اے اور ہمارا ایم پی اے ہے ۔ قومی اسمبلی کا ممبر ہے یا صوبائی اسمبلی کا ممبر ہے۔ سعودیہ میں ایک شرطہ یعنی ۔ ایک سپاہی کی انگلی کھڑی ہوتی ہے ۔ آج کے اخبارات میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ پانچ عورتیں اور چھ بچوں کے سر جمعہ کے روز قلم ہوں گے ۔ مکہ معظمہ کے شہر میں جہاں انھوں نے جا کر ہیروئن فروشی کی ۔ جب سخت سے سخت سزا دی جائے گی تو قانون کا احترام ہو گا۔ جب ہم قانون کا احترام

ہی نہیں کریں گے تو پھر آپ کے ٹرک افغانستان کی سرحدوں پر پکڑے گئے ان سمگلروں کو کیا سزا ملی ۔ ان کو سامنے لایا جائے کہ وہ ٹرک کس کے تھے ۔ وہ کیوں چھوڑے گئے؟ ان کو کیوں سزا نہیں دی گئی؟ اگر خلیفہ دوئم کے بیٹے کو سزا مل سکتی ہے تو وہ ایم پی اے ' ایم این اے یا صدیق سالار ہو اس کو بھی سزا ملنی چاہیے ۔ اگر آپ نے قانون کا احترام کیا تو میرا ملک اتنی پیداوار دے گا------ میرا پروردگار تو کہتا ہے کہ جاؤ اپنا رزق سمندروں میں تلاش کرو ۔ سمندروں اور دریاؤں میں تمہارا رزق پڑا ہے ۔اللہ کہتا ہے کہ مجھے یاد کرو اور مجھے یاد کر کے اپنے بیج بیجو ۔ ہماری زمین سوکھ رہی ہوتی ہے اور ہم حقہ پی رہے ہوتے ہیں ' گپیں مار رہے ہوتے ہیں ۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہاں ایوان میں زراعت پر بحث ہوئی ' نہروں پر بحث ہوئی ۔ خدا کی قسم میں اپنا ہاؤس سمجھ کر خاموش رہا اور آنسو پی گیا ۔ ہمارے وہ ساتھی بھی یہاں موجود تھے جنھوں نے جناب سپیکر کو تقریروں کے لیے چٹیں دی ہوئی تھیں مگر زراعت پر بحث کے وقت کوئی آدمی یہاں پر موجود نہیں تھا ۔ صرف باتیں کرنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ عملی طور پر کچھ کرنا پڑے گا ۔ زراعت کے پیشہ سے منسلک لوگو! اپنے نوجوانوں کو ہل چلانا سکھاؤ ' ان کو کھیت کے ان کونوں میں جہاں ٹریکٹر نہیں جا سکتا وہاں گوڈی کرنی سکھاؤ ۔ جب تمہارا بیٹا تمہاری اپنی زرعی زمین کے کونے پر گوڈی نہیں کر سکتا ' جب تمہارے بیٹے کے علم میں یہ نہیں ہے کہ ہم چار ایکڑ میں سبزیاں بیج کر بھی گزارا کر سکتے ہیں ۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر محنت کرنے والا کنبہ ہو تو صرف پانچ ایکڑ زمین پر مٹر ' شلغم ' مولیاں ' گاجریں ' بینگن وغیرہ سبزیاں لگا کر ' انھیں منڈیوں میں بھیج کر بہت اچھی گزر اوقات ہو سکتی ہے مگر ہم محنت کو گناہ سمجھتے ہیں اور جب تک ہم محنت نہیں کریں گے پروردگار بھی صلہ نہیں دے گا ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس وقت بڑے نیک ہاتھوں ' قرآن پڑھے لکھے نوجوان کے ہاتھوں میں خوراک کا محکمہ ہے ۔ حافظ صاحب ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینے میں قرآن کو اتارا ' آپ نے اسے حفظ کیا ' یقیناً آپ اس کا ترجمہ بھی جانتے ہوں گے ۔ ترجمے میں یہ بھی ہے کہ " پروردگار محنت کرنے والوں کی محنت ضائع نہیں کرتے " وما علینا الا البلاغ ۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو : شکریہ جناب سپیکر! خوراک سے متعلق آج جو بحث ہو رہی ہے میں آپ کی اجازت سے اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا ۔ گزشتہ کچھ ماہ میں گندم کی shortage کا مسئلہ ہمارے صوبے میں پیدا ہوا اور اس نے جو شدت اختیار کی آپ سب اس سے

آگاہ ہیں ۔ آٹا کا جو بحران یہاں دیکھا گیا اس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی ۔ ہمارے عوام کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ' انھیں لائنوں میں لگ کر آٹا حاصل کرنا پڑا وہ ہم سب کے لیے باعث شرمندگی، باعث پریشانی ہے ۔ جناب سپیکر! حکومت کا صرف یہ کہہ دینا کہ اس بحران کی ذمہ دار گزشتہ حکومت تھی میرے خیال میں یہ مناسب نہ ہو گا ۔ جب گزشتہ حکومت گئی تو گندم کے وافر ذخائر موجود تھے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بین الصوبائی نقل و حمل پر ' inter provincial transfer سے جو پابندی ہٹائی گئی وہ اس بحران کی اصل وجہ ہے ۔ جب یہ پابندی ہٹائی گئی تو بہت ساری گندم ہمارے صوبے سے سمگل ہو کر دوسرے صوبوں میں گئی اور وہاں سے وہی گندم دوسرے ملک میں سمگل کر دی گئی ۔ جناب والا! میں جاننا چاہوں گا کہ ایسی پالیسی کیوں بنائی گئی کہ جس کی وجہ سے یہاں پر اتنا بڑا بحران پیدا ہوا ۔ میں چاہوں گا کہ آئندہ حکومت ایسی پالیسیاں بنائے کہ جس سے لوگوں کے لیے پریشانیاں پیدا نہ ہوں اور آئندہ اس طرح کی shortage پیدا نہ ہو سکے ۔ حکومت نے گندم کی قیمت میں جو اضافہ کیا ہے یہ ایک اچھا step ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت بہتر ثابت ہو گا ' کسانوں کو incentive ملے گا کہ وہ گندم کی پیداوار میں اضافہ کریں گے اور اس سے ultimately ہمارا ملک گندم میں خود کفیل ہو گا ۔ اگر ہمارا ملک گندم میں خود کفیل ہو جائے تو آنے والے سالوں میں بھاری زر مبادلہ بچایا جا سکے گا۔ کسانوں کو incentive ملنا چاہیے ' زراعت کو ایک انڈسٹری کا درجہ ملنا چاہیے اور جس طرح باقی صنعتوں میں صنعت کار کو incentive دیا جاتا ہے اسی طرح جب ایک کسان کو بھی تھوڑے سے مواقع دیے جائیں گے تو یقیناً اس سے ہم زراعت میں خود کفیل ہو سکیں گے ۔ کسانوں کو soft terms loans ملنے چاہیے۔ قرضے کا حصول آسان بنانا چاہیے اور یہ قرضے soft term ہونے چاہییں۔ میری یہی چند تجاویز ہیں اس کے ساتھ ہی میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب محمد افضل خان : شکریہ جناب سپیکر! جناب سپیکر! خوراک کے سلسلے میں اور بالخصوص شہری آبادی کے لیے سب سے بڑا مسئلہ خوراک کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں ۔ اس سلسلے میں ہماری گرتی ہوئی production اور سب سے زیادہ food کی processing industry کا نہ ہونا ' food کی collection کے اندر بہت بڑے نقائص کا ہونا ایک بہت بڑی وجہ ہے جس کی وجہ سے food کی items میں shortage آتی ہے کیونکہ اس طرح ان کی بے پناہ wastage ہوتی ہے ۔ جناب سپیکر! بالخصوص سبزیاں اور پھل کام سے توڑے جانے کے ساتھ ہی ضائع کر دیے جاتے ہیں ' میری اطلاع

کے مطابق کنوں کا پھل ناقص طریقے سے توڑنے کی وجہ سے 20 فی صد پھل وہیں ضائع ہو جاتا ہے۔ ان طریقوں سے زمیندار کی آمدن میں جو کمی ہوتی ہے وہ زمیندار کو مزید پریشانیوں میں مبتلا کرتی ہے۔ اسی طرح ایک اچھا recovery process نہ ہونے کی وجہ سے پنجاب میں دوسرے پھل اور سبزیاں اُگا تو لی جاتی ہیں لیکن اگانے کے بعد کم از کم 20 فی صد کے قریب ضائع ہو جاتی ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ہمارے محکمہ خوراک کو ہمارے کسانوں کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کرنا چاہیے۔ یہاں میں محکمہ جنگلات کی تعریف کروں گا کیونکہ انھوں نے پودے لگانے کے لیے اشتہارات کے ذریعے جس طریقے سے زمینداروں کی تعلیم شروع کی ہے اسی طرز پر ہمارا محکمہ خوراک سبزیاں، پھل اور خوراک کے دوسرے اہم حصوں کے بارے میں ایک تعلیم عام کا پروگرام شروع کرے تاکہ ان کی wastage کو کنٹرول کیا جا سکے۔ اسی طرح خوراک کو بروقت شہر پہنچانے کے لیے farm to market roads بنانے کی ضرورت ہے۔ پہلے سے کافی بہتر حالات پیدا ہو چکے ہیں لیکن یہ سڑکیں ابھی کافی نہیں ہیں۔ بہت سے علاقے آج بھی ایسے ہیں جو کہ اپنا وہ پھل اور سبزیاں جو چند دن میں ضائع ہو جاتی ہیں انھیں وہ شہر کی بڑی بڑی منڈیوں تک نہیں پہنچا سکتے۔ یہ بھی ایک food سے منسلک مسئلہ ہے کہ farm to market roads کی طرف محکمہ خوراک توجہ دے اور پنجاب کی over-all development policy میں اس کو ایک منفرد مقام دینے کی کوشش کی جائے۔ جناب سپیکر! جب پھل اور سبزیاں منڈیوں میں پہنچ جاتے ہیں تو cold storage facility اس کے لیے ایک اہم صنعت ہے جو ان کو ضائع ہونے سے بچاتی ہے۔ بہت سی ایسی منڈیاں ہیں جہاں ایک بھی cold storage نہیں۔ جناب والا! ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب کے اندر تمام جگہوں پر cold storages کو خصوصی طور پر facilitate کیا جائے اور اس کے لیے soft terms loans دیے جائیں۔ جناب والا! خوراک کے سلسلے میں شاید دودھ سے زیادہ اہم کوئی اور چیز نہ ہو اور یہ ایک نایاب چیز ہوتی جا رہی ہے۔ package دودھ جو ملک پلانٹوں سے تیار ہو کر شہر کی آبادی کو ملتا ہے وہ آج 24۔ روپے کلو ہو گیا ہے جس کی وجہ سے ہماری آبادی کا بیشتر حصہ اب دودھ سے محروم ہوتا جا رہا ہے۔ یہ دودھ کا معاملہ ایک بہت sensitive معاملہ ہے اور دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں ان کی قیمتیں fix ہوتی ہیں subsidise ہوتی ہیں۔ اس کی production پر محکمہ فوڈ کی سب سے زیادہ توجہ ہوتی ہے لیکن یہاں پر یہ ایک بے لگام انڈسٹری ہے جس پر نہ تو کوئی کنٹرول ہے نہ اس کی کوالٹی پر کوئی کنٹرول ہے نہ اس کی قیمت پر کنٹرول ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ دودھ ایک بہت اہم چیز ہے اس پر محکمہ فوڈ کو توجہ دینی

چاہیے۔

جناب سپیکر! میں اسی طرح بڑے گوشت کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا۔ میں نے آج سے 15 سال پہلے United Nations سے کسی consultant کی تیار کی ہوئی رپورٹ پڑھی تھی جس میں اس نے پاکستان پر شدید تنقید کی کہ یہاں کی شوگر ملوں کا جو molasses ہے وہ کوڑیوں کے بھاؤ جہازوں کے جہاز بھر کر دوسرے ملکوں میں export کر دیتے ہیں جبکہ اگر ہم اس molasses کو استعمال کر کے اپنے Animal Fattening Projects لگائیں اور meat production پر توجہ دیں تو پاکستان اور بالخصوص پنجاب beef کا ایک بہت بڑا exporter بن سکتا ہے۔ اس لیے ہماری وزارت خوراک کو اس پر توجہ دینی چاہیے۔ درحقیقت میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہر آئٹم کے لیے ہمارے پاس پالیسی ہونی چاہیے۔ ہمارے پاس کنو کی پالیسی ہونی چاہیے ہمارے پاس سبزی کی پالیسی ہونی چاہیے ' ہمارے پاس گوشت کی پالیسی ہونی چاہیے۔ یہ بڑا ٹیکنیکل سبجیکٹ ہے ان کے اندر experts ہونے چاہییں جو ان چیزوں کو individually کنٹرول کریں اور پھر ہم ایسے خوش قسمت خطے میں واقع ہیں جہاں ہمارے چاروں طرف ایسے ممالک ہیں جن کو ہماری سبزیوں کی ہمارے پھلوں کی اور ہماری فوڈ کی ہر وقت ضرورت ہے۔ ہمارے پاس منڈیاں موجود ہیں لیکن ہم food produce نہیں کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں آخر میں آپ کی توجہ ایگریکلچرل انجینئرنگ کی طرف دلانا چاہوں گا یہ انڈسٹری فوڈ کی پروڈکشن کو بڑھانے میں ایک کلیدی کردار ادا کرے گی۔ اس انڈسٹری کو کوئی تحفظ حاصل نہیں ہے قرضے کے سلسلے میں مسائل ہیں ' اس کو کوئی technical guidance نہیں دی جا رہی اس پر کوئی consultancy نہیں دی جا رہی۔ بڑی پرانی اور فرسودہ قسم کی مشینری سال ہا سال سے بنتی آ رہی ہے اس میں ہماری وزارت نے consultancy یا technical improvement کے سلسلے میں باہر سے ان کی کوئی مدد نہیں کی۔ میں یہاں پر rice husking کے بارے میں اشارتاً بات کرنا چاہوں گا کہ جو مشینری پاکستان میں بن رہی ہے اگر اس کے لیے 20 ہارس پاور کی موٹر چاہیے تو چاول صاف کرنے کی جو مشین جاپان سے درآمد ہوتی ہے وہ صرف ساڑھے سات ہارس پاور کی موٹر کے ساتھ اس سے دگنا کام کرتی ہے۔ لیکن ہم ایک فرسودہ مشینری کو بناتے چلے جا رہے ہیں جبکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں ایگریکلچرل انجینئرنگ انڈسٹری کے لیے فنڈ مختص کرنے چاہئیں۔ اس

کے لیے consultants hire کرنے چاہیں اور دیکھنا چاہیے کہ ہم کتنا پیسہ ضائع کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر ! پاکستان میں بے شمار لیزنگ کمپنیاں موجود ہیں وہ صنعتی اداروں کو مشینری کے لیے لیز پر Financing کرتی ہیں۔ اسی طرح سے میں چاہوں گا کہ یہی لیزنگ کمپنیاں concessional rates پر ہمارے زمینداروں کو leasing کریں ان کو husking plants چھانٹے کی مشینیں Farm implements اور اس leasing کے لیے ہمیں Agricultural Leasing Companies کو کم شرح سود پر licence جاری کرنا چاہیے تاکہ ہمارے زمیندار جو نقد پیسوں کے ساتھ مشین نہیں خرید سکتے اس مشین کو آج حاصل کر لیں اور اگلے چار پانچ سال میں وہ مشینوں کی قیمت ادا کرتے چلے جائیں گے۔

جناب والا ! یہ بھی فوڈ کا حصہ ہے کہ شہروں کے اندر اور آپ نے دنیا بھر میں دیکھا کہ Fast food industry ایک بہت بڑا مقام حاصل کر چکی ہے ۔ جو ہوٹل اور ریستوران کھانے بیچتے ہیں وہ جو ایک بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں وہ خاص طور پر دوپہر کے کھانے کا کردار ہوتا ہے ۔ جو لوگ دفتروں میں کام کرتے ہیں وہ پندرہ منٹ یا آدھے گھنٹے کی لنچ بریک میں جاتے ہیں اور تھوڑا سا کھانا کھا لیتے ہیں۔ جناب والا ! ہمارے صوبے میں اس کھانے پر بہت بڑا ٹیکس لگا دیا گیا ہے تو کھانے کی انڈسٹری پر جو فوڈ کی سیل کی انڈسٹری ہے اس پر 15 سے 20 فی صد ٹیکس ہے ۔ اگر وہ شخص imported petrol استعمال کر کے اپنے گھر جا کر کھانا کھا کر پھر دفتر واپس آنے کا اس ملک کے لیے اتنا waste بچانا چاہتا ہے اور وہ اگر کسی ہوٹل سے چھوٹی موٹی خوراک کھا لیتا ہے تو اس پر ٹیکس کی شرح جو ہر بجٹ میں بڑھا دی جاتی ہے یہ شہری آبادی کے ساتھ ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں ان گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : میاں جاوید لطیف صاحب

میاں جاوید لطیف : شکریہ جناب سپیکر ! اگر معظم وزیر یہاں ہوتے تو زیادہ بہتر ہوتا تاکہ میں ان کو اچھے طریقے سے باور کرا سکتا کہ گندم کے ذخائر جن کی وہ بات کر رہے تھے کہ اس سال آٹے کا بحران پیدا ہوا ہے ۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اس کے والد کے تین سالہ دور میں اور اس کے والد کی سرپرستی کے دور میں کیا آٹے کا بحران پیدا نہیں ہوا؟ تین سال تک جس طرح لوگوں سے ٹکا ٹیکس

وصول کیا جاتا رہا کیا وہ بھول گئے؟ میں ان کی یہ بات مانتا ہوں جس طرح انھوں نے کہا کہ گندم کے بہت سارے ذخائر موجود تھے ۔ گندم کے ذخائر تھے لیکن کاغذوں میں تھے۔ میرے علم کے مطابق ملتان ڈویژن ' بہاولپور ڈویژن اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں گندم کے open stock کھیتوں اور کھلیانوں میں لگائے جاتے ہیں اور جہاں پر گندم کا ایک لاکھ کا سٹاک ہوتا ہے وہاں چار لاکھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہاں گندم کا چار لاکھ کا سٹاک ہے ۔ان گوداموں کی حفاظت کے لیے کوئی مناسب بندوبست بھی نہیں ہوتا تا کہ گندم کو بارش سے محفوظ کیا جا سکے۔ اگر معظم وٹو صاحب یہاں ہوتے تو میں ان سے یہ بھی پوچھتا کہ اقبال ٹکا جو ٹکا ٹیکس وصول کرتے رہے ہیں ہماری اطلاع کے مطابق منظور وٹو بھی اس سے حصہ لیتے رہے ہیں۔ جب تین سال تک آٹے کا بحران پیدا ہوتا رہا اس وقت گندم کے ذخائر کہاں تھے؟ جناب سپیکر ! تین سال تک پنجاب میں ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان میں آٹے کی جو قلت رہی وہ ساری قوم کے سامنے ہے لیکن آج جو مسلم لیگ کے دور حکومت میں آٹے کی قلت پیدا ہوئی تو اس میں موجودہ حکومت کا کوئی قصور نہیں تھا بلکہ گندم کے ذخائر ہی موجود نہیں تھے۔صرف کاغذوں میں ظاہر کیے گئے کہ گندم کے ذخائر ہیں اگر واقعی گندم کے ذخائر ہوتے تو یہ قلت پیدا نہ ہوتی۔

جناب والا ! اب تو حافظ اقبال خاکوانی آ گئے ہیں نام تو ان کا بھی محمد اقبال ہے لیکن خدا جانے اب ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے لیکن حافظ قرآن ہیں امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ بہتر ہو گا۔ جناب والا ! جو گندم ملوں کو دی جاتی ہے وہ 101 کلو دی جاتی ہے لیکن ان سے ایک سو ڈیڑھ کلو کے پیسے وصول کیے جاتے ہیں ۔ ان کو آدھا کلو گندم کم دی جاتی ہے اس کے علاوہ گندم کے چار ٹرکوں میں کم از کم آدھا ٹرک ریت کی ملاوٹ کی جاتی ہے اور ملاوٹ شدہ گندم ملوں کو سپلائی کی جاتی ہے۔ جب ہم ملوں کو کم وزن اور ملاوٹ والی گندم دیں گے تو پھر ان سے خیر کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔ اس پر بھی ضروری نظر ثانی کرنی چاہیے اور پچھلے دنوں بادامی باغ میں جو خود آگ لگائی گئی تھی اگر اس کی رپورٹ بھی ایوان میں پیش کر دی جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب محمد اعظم چیمہ۔

چودھری محمد عظیم گھمن، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی فرمائیں۔

چودھری محمد عظیم گھمن، جناب سپیکر! یہ جو بحث کا پروگرام رکھا جاتا ہے۔ میرے خیال میں ممبران کو اس بارے میں ایک دن پہلے آگاہ کرنا چاہیے کہ کل فلاں محکمے اور پالیسی پر بحث ہوگی۔ کیونکہ ہمیں پتا نہیں اچانک پتا چلتا ہے کہ فلاں موضوع پر بحث ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ باقاعدہ ایجنڈے پر تفصیل ہوتی ہے آپ براہ مہربانی ایجنڈے کو ذرا غور سے پڑھ لیا کریں۔ ایجنڈا کافی پہلے جاری ہوتا ہے۔ چودھری محمد اعظم چیمہ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! زراعت اور خوراک کی بات شروع ہوئی ہے اور میرا بھی جی چاہا کہ کچھ نہ کچھ حصہ ڈال دیا جائے۔ جناب والا جہاں تک اس ملک کی زراعت کا تعلق ہے' یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی اور ایک لازمی پہیہ ہے جو کہ صنعت کے ساتھ ساتھ چلتا نظر آئے۔ اسی میں ہی ملک کی ترقی اور عوام کی نجات ہے۔ جہاں تک خوراک اور محکمہ خوراک کا تعلق ہے یہ ایک خزانے کا کام دیتا ہے۔ وقتی طور پر جو کچھ جمع ہو وہ عوام کو بوقت ضرورت مہیا کرتا ہے یا ان شہروں میں جہاں کے لوگ اپنا سٹاک نہیں رکھتے وہ وقتی طور پر انہیں آٹا یا دال مہیا کرتے ہیں۔ جہاں تک پروکیورمنٹ سکیم کا تعلق ہے اس سال فروری میں الیکشن ہوئے تھے اور مسلم لیگ نے مارچ میں حکومت سنبھالی۔ گندم جو کہ ستمبر میں بوئی جاتی ہے اور اپریل اور مئی میں برداشت کی جاتی ہے۔ اس وقت تک جو سٹاک موجود تھے ان پر ہی انحصار کرنا لازمی تھا اور معاملات کو چلانا تھا۔ جہاں تک بیانات کا تعلق ہے اس کی تفصیل سے حکومت وقت ارباب اقتدار دے چکے ہیں۔ سٹاک کرنے والے کون تھے کیسے ہوا اور سٹاک کس طرح سے ہوا؟ باہر سے گندم بھی ایک سازش کے تحت دیر سے منگوائی گئی اور بحران بھی ان کی غلطیوں سے پیدا ہوا۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے اور عوام بھی اس کو اچھی طرح سے سمجھتی ہے۔ جہاں تک پروکیورمنٹ کا تعلق ہے میں اس کمیٹی کا رکن ہوں اور میں نے وہاں پر بھی عرض کیا تھا کہ ہمیں محنت سے گندم کو اکٹھا کرنا چاہیے تاکہ آئندہ کبھی اس قسم کا بحران پیدا نہ ہو۔ میں نے یہ تجویز بھی پیش کی تھی کہ کل 34 اضلاع ہیں جن میں سے چار پانچ اضلاع جن میں پوٹھوہار کا علاقہ ہے جہاں پر گندم اپنی ضرورت کے لیے بھی کافی نہیں ہوتی۔ اس طرح بقایا 11 اضلاع میں پاسکو گندم خریدتا ہے۔ تقریباً 17 اضلاع میں پروکیورمنٹ ہوتی ہے اس سے یا پھر پاسکو سے جان چھڑانا ہوگی۔ نہیں تو پھر پاسکو کو اس طرح کی ہدایات دینی ہوگی کہ آئندہ گندم کی سمگلنگ نہ ہو سکے۔ پاسکو جو کہ مرکز کا محکمہ تھا

جاتا ہے ۔ اصولی طور پر صوبائی حکومت اور محکمہ خوراک پاسکو کے لئے یا مرکز کی ضرورت کے مطابق گندم اکٹھی کرتا ہے ۔پنجاب حکومت ان کو مہیا کر دے تو بہتر ہوگا۔ متوازی طور پر وہ محکمہ جو گندم کی خرید کا بندوبست کر رہا ہے اس سے کئی قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں ۔ میری تجویز پر شاید weight دیں ۔ جہاں تک سابقہ حکومت کا تعلق ہے ان پر جتنی بھی صلواۃ بھیجی جائے وہ کم ہے ۔ ان کے کارنامے اور کرتوت سب کے سامنے ہیں ۔ سابقہ وزیر خوراک نے جو کچھ کیا یا سابقہ وزیر نے گندم کے ساتھ جو کچھ کیا ان کے خلاف مقدمات اب بھی ہیں اور ریفرنس بھی ہیں ۔ جناب والا! یہ عبرت ناک بات ہے۔ ایک شخص جب کسی منصب پر فائز ہے اس منصب پر فائز ہونے کی بناء پر ملک اور قوم کے ساتھ غداری کرتا ہے ، جمع شدہ ذخیرے کو فروخت کرتا ہے اور بد دیانتی سے وہ رقم کماتا ہے اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ جن کے متعلق میں ببانگ دہل کہوں گا کہ وہ ایک بد دیانت انسان تھا اسی کے دور میں یہ ساری کارروائی ہوئی جس کا نام منظور وٹو تھا اور اسی نے یہ ساری کارروائی کروائی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ نہ تو یہ ملک رہے نہ قوم رہے۔ کچھ ایسی باتیں بھی ہوئی لوگ کہتے ہیں کہ پالیسی اس طرح سے ہے سات ماہ کی فصل ہوتی ہے اور سات ماہ کا ذخیرہ کرنے والی حکومت آئندہ فصل سے پورا کرتی ہے ۔ جناب والا! زراعت کی تجاویز کے لیے میں میاں نواز شریف کو اور آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایوان صنعت وتجارت کے متوازی ایوان زراعت بنایا تھا اور اس کو ایک آزاد ادارہ بنایا تھا اس کا اپنا دفتر بھی بنایا تھا اپنا فنڈ بنایا تھا لیکن اس بد نیت اور بد فطرت انسان نے اس ایوان زراعت پر قبضہ کیا ، حبیب اللہ کیس میں اس نے گرفتار کیا اور میرے ساتھ مذاکرات کرنے کی کوشش کی کہ ایوان زراعت کا اسے صدر مان لیا جائے ۔ میں نے عرض کیا کہ یہ ایوان زراعت جو کہ ایک آزاد ادارہ ہے یہ ایوان وصنعت و تجارت کی طرز پر ہے ۔ میری جان بھی جاتی ہے تو چلی جائے میرے ساتھی بھی قید ہوتے ہیں تو مجھے اس بات کی پروا نہیں ۔ لیکن یہ ادارہ قائم رہے گا ۔ مجھے آج اپنے ساتھیوں اور دوستوں سے بھی افسوس ہے جنہوں نے آج تک اس بات پر غور نہیں کیا کہ ایوان زراعت کی کیا قدر تھی اور ایوان زراعت نے کیا تجویزیں دی تھیں ۔ اگر جناب والا! وہ ادارہ کام کر رہا ہوتا تو زرعی پالیسی کے بارے میں زرعی ٹیکس کے بارے میں دیتھ ٹیکس کے بارے میں انکم ٹیکس کے بارے میں عوام کو آج یہ بات سمجھا سکتا تھا کہ ٹیکس لگانے میں یہ فائدہ ہوگا اور نہ لگانے میں یہ برائی ہوگی ۔ آپ کو یہ incentive دیا جائے گا

اور وہ پالیسی وضع کی جائے گی ، وہ مراعات لی جائیں گی اور ہماری محرومیوں کو بھی دور کیا جائے گا۔ اگرچہ اب زرعی ٹیکس لگنے والا ہے پہلے میں اس کا مخالف تھا لیکن اب میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ 85 فی صد کاشت کاروں کو اس سے exempt کیا گیا ہے۔ جناب والا سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے بھی ہم خلاف ہیں جو ہمارے حق کو چھینتے ہیں۔ جناب والا آج اسمبلی میں یہ بات کرتا ہوں اور وزیر خوراک سے یہ سوال کرتا ہوں آپ کے مرکز میں جو وزیر خوراک ہے اس نے آپ کو گندم مہیا کی ہے ؟ کیونکہ ان کا بھی یہ حق بنتا تھا کہ محکمہ خوراک پنجاب کو وہ گندم مہیا کرتے ۔ جناب والا اگر مرکز میں کوئی heavy weight بیٹھا ہوا ہے تو ان سے بھی میری گزارش یہ ہے کہ اگر وہ ملک اور قوم کے وفادار ہیں تو ہمیں چال چلن کو درست کرنا ہوگا نیتوں کو درست کرنا ہوگا۔ میری یہ بھی عرض ہے کہ پیپلز پارٹی اگر یہ بحران پیدا نہ کرتی اور بروقت بیرون ملک سودا کرتی ، اگر وہ بیرون ملک سے گندم منگواتی ، منظور وٹو اور نکئی جیسے بد فطرت انسان وزیر اعلیٰ نہ ہوتے تو اس صوبے میں کبھی بھی کوئی بحران پیدا نہ ہوتا ۔ افسوس کا مقام ہے کہ زرعی ملک میں بھی روٹی مہنگی ہو اور زرعی ملک میں بھی لوگ آٹے کے لیے ترس رہے ہوں۔ ان لوگوں کی یہ پالیسی اور گندی سوچ تھی ۔ میں تو اپنے دوستوں سے بھی یہ عرض کروں گا کہ برے کو برا کہنا حق بنتا ہے مگر کچھ لوگ بخل سے کام لیتے ہیں ایسی وضع داری سے کام لیتے ہیں وہ قوم کے بھی گناہ گار ہیں اور ملک کے بھی گناہ گار ہیں ۔ انہیں ملک سے کوئی ہم دردی نہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور آئندہ کے لیے آپ سے اس بات کا یہ وعدہ لیتا ہوں کہ اس قسم کا رویہ اپنایا جائے کہ اگر کوئی بندہ کوئی آدمی ہم میں سے ہو یا کسی میں سے ہو اگر کوئی برا کام کرتا ہے یا برائی کرتا ہے قوم کے خلاف سوچتا ہے ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اس کا گھیراؤ کریں اور ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ اس کو جہنم تک پہنچائیں۔جناب والا! میری آپ سے یہ استدعا ہوگی اور میں یہ ریزولیشن بھی پیش کروں گا کہ ان لوگوں کے خلاف مقدمات بنائے جائیں جنہوں نے اس ملک میں غبن کیا ہے جنہوں نے اس صوبے کے ساتھ زیادتی کی ہے ، جنہوں نے اس ملک کا یا صوبے کا فنڈ کھایا ہے اور اپنے پیٹ بھرے ہیں ۔ ان پر مقدمات بنائے جائیں اور ان مقدمات کی پیروی کی جائے اور ان کو اسی طرح جیل میں رکھا جائے جس طرح میں ایک cell میں رہا ۔ اسی طرح ان کو بھی بند کیا جائے تاکہ وہ ذلیل و خوار ہوں ہم بے گناہ لوگ تھے اور اللہ کے فضل وکرم سے بے گناہ ثابت ہوئے۔اور وہ

اتنی مدت اقتدار میں رہنے کے بعد ایک پائی بھی ہم پر ثابت نہ کرسکے۔ میری آپ سے استدعا ہوگی کہ ایسے بے ایمان بے غیرت ' بے اصولوں کے خلاف یقینی طور پر پیروی کی جائے۔ اور میں اس بات پر قرار داد پیش کروں گا تاکہ جلد از جلد غلط لوگوں کے خلاف مقدمات قائم کیے جائیں۔ جناب والا بہت شکریہ اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو معافی چاہوں گا۔ میں نے دلی آواز دی ہے میں نے دل سے بات کی ہے ۔ میں نے صوبے کے عوام کی خاطر بات کی ہے اگر میں نے پارلیمانی روایت سے ہٹ کر کوئی لفظ بولا ہے تو میں آپ سے معافی کا خواست گار ہوں اور میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین ------)

جناب سپیکر، سعید احمد چودھری۔

چودھری سعید احمد ، شکریہ جناب والا۔ آج کا موضوع ہے کہ صوبے میں خوراک کے مسائل پر بحث ۔ ہم جب خوراک کے بارے میں تصور کرتے ہیں تو اس میں بہت ساری چیزیں آتی ہیں لیکن اس وقت ہماری ذہنی پریشانی گندم ہے۔ اس لیے ہم صرف گندم پر بات کرتے ہیں۔ حالانکہ انسانی ضرورت خوراک میں گندم کے علاوہ پروٹین' وٹامن وغیرہ ہر چیز درکار ہوتی ہے۔ اس کے لیے ہمیں ہر چیز پر بحث کرنی چاہیے۔ گندم میں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم خود کفیل ہوجائیں گے۔ یہ بحران عارضی تھا۔ اس کے علاوہ خوراک میں گوشت ہے ' سبزیوں اور تیل کے مسائل ہیں ان کے بارے میں بھی ہمیں سوچنا چاہیے ۔مثلاً آج کل گوشت کی یہ حالت ہے کہ تقریباً =/100 روپے سے اوپر فی کلو مل رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی کسی ایسی ہی پلاننگ کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہمیں اس پر بھی غور کرنا چاہیے ویسے تو وزیر اعظم صاحب نے رات کی تقریر کہا ہے کہ پولٹری والوں کے لیے بھی میں پیکج دے رہا ہوں اس پر وہ کچھ غور کر رہے ہیں۔ لیکن گوشت کا اتنا مہنگا ہوجانا بھی عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ باقی سبزیاں ہیں جن میں سے وٹامنز تیل وغیرہ ملتے ہیں ان سبزیوں کی پلاننگ بھی بالکل نہیں ہو رہی۔ ہمیں بعض اوقات سبزیاں اور دالیں بھی باہر سے منگوانی پڑتی ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارا ملک زرعی تو ہے لیکن دالیں ہمیں باہر کے ملکوں سے منگوانی پڑتی ہیں مرچیں باہر سے منگوانی پڑتی ہیں۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہوگی کہ محکمہ زراعت کو خوراک کے سلسلے میں پلاننگ کرنی چاہیے۔ کہ کچھ علاقے تو سبزیوں کے لیے مخصوص کر دیئے جائیں۔ مثلاً پہاڑی علاقے ہیں جہاں گندم

وغیرہ نہیں ہوتی uneven علاقے ہوتے ہیں وہاں پر سبزیاں اگائی جاسکتی ہیں ' وہاں آلو اگائے جاسکتے ہیں۔ اور جو maize علاقے ہیں ان میں سے چاول گندم وغیرہ اگائی جاسکتی ہے۔ پلاننگ کی ضرورت ہے یہ کام ایسے نہیں چلے گا کہ ہم ویسے ہی تکے لگاتے رہیں کہ یہ ہوگیا وہ ہوگیا۔ اس کے علاوہ جناب والا ہمیں جو گندم کے بحران کا سامنا کرنا پڑا یہ کیوں کرنا پڑا؟ اس کی بڑی وجوہات یہ ہیں کہ ہم نے پچھلے آٹھ دس سالوں سے گندم کی قیمت کو اتنا low رکھا تھا کہ وہ کسان کے لیے منافع بخش نہیں رہی تھی۔ میں بھی کاشت کار ہوں اور میں خود دو سو ایکڑ پر گندم کاشت کرتا تھا پچھلے سال میں نے صرف اٹھارہ ایکڑ کاشت کیے تھے۔ ہم نے سوچا تھا کہ صرف اپنے کھانے کے لیے کاشت کریں کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں اور اس میں سے ایک روپیہ بھی فی ایکڑ نہیں بچتا۔ اب میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان نے مہربانی کی ہے کہ گندم کی =/55 روپے فی من قیمت بڑھائی ہے اس سے شاید کچھ حالات بہتر ہو جائیں۔ لیکن یہ سوچ لینا کہ بہت زیادہ قیمت ہوگئی ہے یہ بات نہیں ہے۔ اب بھی میں کہتا ہوں کہ گندم کی قیمت تین سو روپے فی من ہونی چاہیے۔ شہروں کے مسائل ہیں اور شہروں میں رہنے والے لوگ بھی غریب ہیں جیسے کہ رات کی تقریر میں جناب وزیر اعظم صاحب نے کہا کہ ان کے لیے آٹا کوپن چھپ رہے ہیں ٹھیک ہے غریب آدمی کو سب سڈی دیں۔ لیکن زمیندار کو اس کی پیداوار کی قیمت بہت اچھی ملنی چاہیے تاکہ وہ کاشت کرنا چھوڑ نہ دے۔ جب کہ ایسا ہوا ہے۔ گو اس کی سمگلنگ بھی ہوسکتی ہے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اسکی بڑی وجہ کاشت کا کم ہونا تھا اور وہ ہو رہی ہے اس لیے یہ سارا مسئلہ ہے۔ اس کی وجہ یہ کہ غریب کسانوں کے پاس inputs کے لیے کوئی پیسہ نہیں۔ آپ یقین کریں کہ میں چھوٹے کسانوں کی نمائندگی کرتا ہوں چھوٹا کسان چھ ایکڑ گندم کاشت کرنا چاہتا ہے اسے اس کے لیے کم از کم بارہ بوریاں DAP چاہیے اول تو DAP ملتی نہیں اگر ملے گی بھی تو وہ ملاوٹ والی ہوگی اور بروقت نہیں ملے گی۔ اس کے لیے ہمیں یوریا کھاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ یوریا کھاد کی جب ہمیں ضرورت ہوتی ہے وہ نہیں ملتی کیونکہ بلیک ہو جاتی ہے۔ جب ضرورت نہیں ہوتی تب وہ مارکیٹ میں کھلے عام آجاتی ہے۔ بیج کے بارے میں عرض کروں کہ جو سیڈ کارپوریشن نے پچھلے سال کاٹن کا بیج ناقص مہیا کیا کہ لوگوں کو کاٹن چھ چھ مرتبہ کاشت کرنی پڑی۔ یعنی اس بیج میں اگاؤ تھا ہی نہیں ویسے ہی اس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ اس کی جنریشن اتنے فی صد ہے۔ لیکن اس کی جنریشن بالکل نہیں تھی۔ ظاہر ہے یہ

تمام factors ہیں جس نے ہمیں اس تمام معاملے میں خراب کر رکھا ہے۔ اب جیسے میرے بھائی نے فروٹس کے بارے میں بات کی ہے۔ یقین کیجئے کہ میں خود بھی یورپ میں رہا ہوں۔ وہاں citrus fruit ہوتا ہے اس میں وٹامن سی ہوتا ہے۔ وہاں پر citrus fruit کی اتنی زیادہ demand ہے کہ اگر ہم یورپ کی منڈیوں میں citrus fruit بھیجیں تو ہمیں اس کی بھرپور قیمت ملے گی۔ لیکن ہم سے تو یہ بھی نہیں ہو رہا کہ ہم اپنا فروٹ ایکسپورٹ کریں۔ اگر ایکسپورٹ نہیں کریں گے تو زرمبادلہ کیسے کمائیں گے۔ ہم زرعی ملک ہوکر نہ گندم میں خود کفیل ہیں نہ کسی اور چیز میں ۔ جس میں خود کفیل ہیں فرض کریں کہ پھلوں میں خود کفیل ہیں تو ہمیں پھلوں کو ایکسپورٹ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہاں پر کوئی انتظام نہیں ہے نہ پھلوں کے لیے کوئی کولڈ سٹوریج ہے نہ ہی وہاں کوئی معاہدہ ہوتا ہے citrus fruit آپ جتنا چاہیں یورپ کو ایکسپورٹ کریں۔ یورپ کی یہ ڈیمانڈ ہے لیکن یہاں پر کوئی پلاننگ نہیں کی جاتی کہ وہاں پر یہ فروٹ جائے اور ہمیں زرمبادلہ ملے۔ لوگوں کا یہی فروٹ ان کی اپنی جگہوں پر پڑے پڑے گل سڑ جاتا ہے ڈھیر کے ڈھیر لگ جاتے ہیں لیکن اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ یہ اس طرح سے پھلوں کا ضیاع ہے یہ بھی بڑی زیادتی ہے۔ شوگر بھی پھلوں سے مل سکتی ہے۔ گنے کی سپورٹ پرائس بہت تھوڑی ہے اس کو ہرصورت میں بڑھانا چاہیے۔ کیونکہ ہم شوگر بھی باہر سے امپورٹ کرتے ہیں یہ بھی ہمارے لیے شرم کی بات ہے۔ اس کی سپورٹ پرائس بڑھائی جائے تاکہ کسان گنے کی کاشت میں دلچسپی زیادہ لیں۔ گنا پورے سال کی فصل ہے اور پورا ایک سال کھیت کو engage رکھتا ہے۔ ورنہ آدمی کھیت سے دو فصلیں بھی لے سکتا ہے۔ اس لیے اس کی سپورٹ پرائس بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ اور میں نے جو inputs کے سلسلے میں پہلے بات کی ہے اس میں کھاد ' بیج اور ٹریکٹرز وغیرہ جو implements ہیں وہ آتے ہیں۔ واقعی ٹریکٹرز وغیرہ اتنے مہنگے ہیں کہ عام کسان کی پہنچ سے باہر ہیں۔ ایک غریب کسان ٹریکٹر خریدنے کا سوچ بھی نہیں سکتا وہ بے چارہ کاشت کاری کرتا ہے سیلے پانی لگاتا ہے لیکن جب اس کی زمین وتر پر ہوتی ہے تو اس کے لیے اس کو ٹریکٹر کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس کے لیے لوگوں کے پیچھے بھاگتا ہے کوئی کہتا ہے کہ میرے پاس ٹائم نہیں ہے کوئی کہتا ہے کہ میں نے وہاں جانا تھا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا وتر سوکھ جاتا ہے وہ بے چارہ جب کاشت کرتا ہے تو اس میں generation نہیں ہوتی اور اس کا پورا سال ہی مارا جاتا ہے۔ کوئی کوآپریٹو سسٹم بناکر ہر گاؤں میں تین چار ٹریکٹر اس بنیاد پر چھوڑ

دیئے جائیں تاکہ غریب کسان ان سے استفادہ حاصل کرسکیں۔ اس کے علاوہ نہروں میں پانی کا مسئلہ ہے جس کا زیادہ تر تعلق زراعت سے ہے یہ مسئلہ ایسا ہے کہ پانی کی اتنی uneven distribution ہے ۔ ایک آدمی ہے اس کے تو اسی پانی کی باری میں 25 ایکڑ تک سیراب ہوجائیں اور ایک آدمی ہے اس کے شاید باری میں دو کنال بھی سیراب نہ ہوں۔ اس نقص کو بھی دور کرنا چاہیے۔ سنا ہے کہ ایک محکمہ PIDA کے نام سے بن گیا ہے ہمیں نہیں پتا کہ اس میں کیا آرہا ہے۔ بہرحال اصل بات یہ کہ غریب آدمی کے پاس inputs کے لیے پیسے نہیں ہیں۔اور جب تک پیسے نہیں ہوں گے تب تک اس غریب کا کچھ نہیں بنے گا اور اس کو پیسے قرضے سے ملیں گے۔ قرضے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ زرعی بنک تین ارب' چار ارب روپیہ کسانوں کو دے رہا ہے لیکن عملی طور پہ کسی غریب کسان کو پیسہ نہیں پہنچا۔ کاروباری لوگ وہ پیسے لے جاتے ہیں اور یقین کریں کسی کسان کو قرضے نہیں ملتا' ایک گاؤں میں شاید ایک آدمی کو قرضے مل جائے۔ جناب سپیکر! یہ اہم چیزیں تھیں جو ہمیں محکمہ زراعت میں کرنی چاہییں اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں خوراک اور زراعت کے محکمے کو combined کر دینا چاہیے کیونکہ خوراک و زراعت اکٹھی ہو تو اس میں پلاننگ ہوسکتی ہے۔ ہم نے محکمہ خوراک کو صرف گندم تک محدود رکھا ہے اس لیے میری گزارش ہے کہ ان میں کچھ combination ہو جائے تاکہ ہم خوراک کے مسئلے میں خود کفیل ہوسکیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ ملک احمد علی اولکھ۔

ملک احمد علی اولکھ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو یہاں تشریف آوری اور صدارت سنبھالنے پر خوش آمدید کہتا ہوں اور میں گزارش کرتا ہوں کہ ہم جو دور دراز اضلاع راجن پور' لیہ' بھکر' ڈیرہ غازی خان تو ہمیں ایک دقت ہے کہ اس علاقے کے لوگ اپنے مسائل لے کر لاہور آتے ہیں تو صبح لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے اسی وقت اسمبلی کے اجلاس کا وقت ہوتا ہے اور اسی وقت دفاتر میں لوگوں کے کام ہوتے ہیں اور لوگ اپنے اپنے کاموں کے لیے پانچ پانچ' چھ چھ دن تک یہاں انتظار نہیں کر سکتے۔وہ حلقے کے لوگ ہیں ان میں resentment پیدا ہوتی ہے تو کیا بہتر ہوتا کہ اسمبلی کا اجلاس سارا سال تو چلتا نہیں۔ اتفاق سے ہم اجلاس کے لیے آتے ہیں پہلے وقت میں ہم دفتروں میں لوگوں کے کام کراتے اور اسمبلی کا سیشن شام کو ہوتا تو ہم صحیح طور پر participate بھی کر سکتے اور یہاں کورم کا مسئلہ بھی point out نہ ہوتا۔ جو غلط تاثر پیدا کیا جاتا ہے کہ اراکین اسمبلی اجلاس میں

دل چسپی نہیں لیتے دراصل دفاتر میں جانے کے لیے ان کی مجبوریاں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ صحیح طور پر تیاری کر کے بھی نہیں آسکتے اور صحیح طور پر participate بھی نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ازراہ شفقت مجھے آج کے موضوع پر اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں اتفاق سے ایجنڈا نہیں دیکھ سکا تھا ابھی تقاریر کے دوران پتا چلا کہ آج خوراک کی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے۔میں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لیے آپ کو تکلیف دی ہے اور آپ نے مہربانی کی ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ خوراک اور گندم کی حالیہ shortage کے سلسلے میں میرا فرض بنتا ہے کہ محترم وزیر خوراک اور جناب وزیر اعلیٰ کو میں اس بات پر خراج تحسین پیش کروں کہ ان بحرانی حالات میں جس پر پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بھی اور مختلف مواقع پر وزیر خوراک صاحب نے اس بات کا بار بار اعادہ کیا اور وضاحت کی کہ میری داڑھی بھی اسی وزارت کی وجہ سے سفید ہوگئی ہے اور انہوں نے واقعی دن رات جاگ کر کوشش کی کہ پنجاب کے شہریوں کے آٹے کے مسائل حل کرنے کے لیے ملوں کو کنٹرول کیا اور آٹا فراہم کرنے کی کوشش کی۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ کیا یہ مسئلہ فوری طور پر پیدا ہوا ہے یا اس کا کوئی پس منظر ہے اور اس کے پیچھے بھی کئی وجوہات ہیں۔ جناب سپیکر! پاکستان کی معیشت agriculture oriented ہے اور ہماری 85 فی صد آبادی' اور یہ بات یہاں ایوان میں بھی اور باہر بھی بار بار دہرائی جاتی ہے کہ ملک کی آبادی کا سب سے بڑا حصہ دیہاتوں میں رہتا ہے اور وہ ملک کے لیے ایک سوشل سروس کا کام کر رہا ہے۔ وہ جو اجناس اگاتا ہے اس کو اس پر کچھ نہیں بچتا اور اگر کسی کو اس بات پر شک ہو تو کسی مقام پر کوئی بحث کر سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کا شعبہ کمرشل نہیں ہے' وہ نفع بخش نہیں ہے اور یہ اعداد و شمار محکمہ زراعت کے سرکاری اداروں کے ہیں۔ inputs اور outputs کی قیمتوں پر سرکاری عہدے داروں اور اراکین اسمبلی کی کمیٹیاں بنی تھیں انہوں نے یہی رائے دی کہ زراعت نفع بخش شعبہ نہیں رہا تو اس حوالے سے میں کہتا ہوں کہ یہ سماجی خدمت سر انجام دے رہا ہے۔ گزشتہ پچاس سال میں اس کو بری طرح نظر انداز کیا گیا اور مجھے افسوس آ رہا ہے کہ سابقہ اسمبلیوں میں جب ہم یہاں زراعت پر بات کرتے تھے تو ہمارے ہی وزراء ہمارا مذاق اڑاتے تھے۔ ہمیں طنز سے جواب ملتا تھا اور ہماری بات سننے کے لیے کوئی تیار ہی نہیں تھا اور ہمیں دکھ ہوتا تھا کہ ہم ملک کے حساس ترین مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں' ملک کی معیشت کے لیے بات کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی

لیڈری کے لیے بات نہیں کہنا چاہتے یہ قومی مسئلہ ہے' ملک میں خوراک کا مسئلہ ہے' ملک میں فارن ایکسچینج کا مسئلہ ہے اور ہماری برآمدات 65 فیصد کاٹن پر base کرتی ہیں اور جب کاٹن 1,40,00,000 کانٹھ ہوئی تو معیشت بہت اوپر چلی گئی جب وہ گر کر 17,000 کانٹھ تک آئی تو پاکستان کی معیشت بالکل بیٹھ گئی اور اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہماری ایکسپورٹ کا سب سے بڑا ذریعہ کاٹن ختم ہو گئی۔ تو یہ اتنے سنگین اور سنجیدہ معاملات تھے اور بدقسمتی یہ ہے کہ ان سنجیدہ معاملات پہ کوئی گفتگو کرنے کے لیے تیار نہیں ملتا تھا۔ ہم نے جہاں بات کی ہماری بات سننے کے لیے کوئی تیار نہیں تھا اور ہمیں دکھ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! ان کے معاملات میں اس قدر بے اعتنائی اور بے رخی انتہائی قابل افسوس ہے۔

جناب سپیکر! شکر ہے آج موجودہ حکومت اس مسئلے پر اپنی توجہ concentrate کر رہی ہے کہ ملک میں خوراک کا مسئلہ حل کیا جائے۔ ملک میں فارن ایکسچینج کے لیے کاٹن کا مسئلہ حل کیا جائے اور ملک کا کاشت کار جو مڈل کلاس سے تعلق رکھتا ہے اور میں پہلے بھی یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ جس ملک کی معیشت مضبوط ہو گی اس کی مڈل کلاس کا سائز بڑا ہو گا۔ امریکہ کی معیشت اسی بات پر base کر رہی ہے کہ ان کا مڈل کلاس کا طبقہ بہت بڑا ہے اور اگر مڈل کلاس کو ختم کر دیا جائے تو ایک طبقہ بہت نیچے رہ جائے اور ایک بہت اونچا ہو جائے گا تو اس میں resentment پیدا ہو گی۔ عدم توازن کی وجہ سے مسائل پیدا ہوں گے اور اس بات پہ کسی کو اعتراض نہیں ہو گا کہ کاشت کار طبقہ مڈل کلاس طبقہ ہے کیونکہ اس کے نفع کی شرح بہت کم ہے یا نہ ہونے کے برابر ہے اور ایک طبقہ جو دیہاتوں میں 70 فی صد آبادی کہلاتا ہے وہ رہ رہا ہے اس کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ میں پوچھتا ہوں ان لوگوں سے جو پچاس سال حکومتوں میں رہے ہیں یا پچاس سال میں قومی خزانے سے بھاری بھاری تنخواہیں لیتے رہے ہیں انہوں نے اس معاملے پر کیا منصوبہ بندی کی؟ انہوں نے ہمارے ملک کو ترقی کی راہ پر لانے کے لیے کیا ترجیحات مقرر کیں؟ کیونکہ زراعت کا مسئلہ صرف کاشت کار کا مسئلہ نہیں ہے ہمارے ملک کی ساری انڈسٹری زراعت پر base کرتی ہے اور ساری تمام انڈسٹری کو خام مال زراعت سے فراہم ہوتا ہے۔ آپ کاٹن انڈسٹری لیں' شوگر انڈسٹریز لیں اور یہ فلور ملیں ہیں جن کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں میں اس لمبی تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا وسیع موضوع ہے کہ جتنا طویل وقت بھی لیا جائے تو وہ بھی کم ہو گا۔ جناب سپیکر!

میں اپنی بات کو brief کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ آج ایک وقت آیا ہے کہ زرعی انکم ٹیکس کی وجہ سے مزید مہربانی ہو گئی ہے اور اب تو اس پر بہت زیادہ توجہ دی جا رہی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ مسائل ضرور حل ہوں گے اور جناب وزیر اعلیٰ اور جناب وزیر اعظم خصوصی طور پر اور پہلی مرتبہ زراعت کے مسئلے پر توجہ دے رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح وہ پیکج دے رہے ہیں۔ وزیر اعظم نے جو پیکج دیا ہے اور وزیر اعلیٰ نے کل جس پیکج کا اعلان کیا ہے تو میں ضرور عرض کروں گا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ جو عزم رکھتے ہیں، جس انداز سے انہوں نے گفتگو کی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ پوری توجہ اس زراعت پر concentrate کریں گے اور زراعت ضرور ترقی کرے گی۔

جناب سپیکر! پریس میں کچھ باتیں آئی ہیں۔ مجھے اس بات کا بھی افسوس ہے کہ پریس نے اس موضوع کو بہت زیادہ نظر انداز کیا ہے۔ میں یہ بنیادی باتیں کہہ رہا ہوں اس کے آگے تمام باتیں آپ کی خوراک سے متعلق ہیں تو اس میں جو مختصر لابی تھی جو بڑے شہروں میں رہتی تھی جن کے پاس تعلقات تھے، جن کے پریس کے ساتھ تعلقات تھے انہوں نے منفی پروپیگنڈے کی انتہا کر دی اور دیہات میں رہنے والے کاشت کار کی انتہائی resentment ہوئی۔ وہ پریشان تھا کہ ہمارے ساتھ کیا بیتی جا رہی ہے؟ اور پریس میں کیا چیز ریکارڈ پر آ رہی ہے اور ہم کیا چیز پڑھ رہے ہیں اور محبوب الحق صاحب کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں 600 ارب روپیہ زراعت سیکٹر سے آ رہا ہے ان میں سے 300 ارب تو مزارعین لے رہے ہیں اور 300 ارب روپیہ زمیندار لے رہا ہے جو شخص زراعت کی economy سے معمولی سی واقفیت نہیں رکھتا۔ جس نے اسلام آباد اور امریکہ میں بیٹھ کر زراعت کو study نہیں کیا۔ مئی کے پہلے ہفتے میں اس نے ٹی وی کے مذاکرے میں یہ بات کہی۔ مجھے اس کا دکھ ہوا۔ مجھے ہی نہیں پورے پاکستان کے کاشت کاروں کو اس کا دکھ ہوا۔ پریس میں یہ بات آتی رہی ہے کہ کاشت کار، صنعت کار اور یہ جو زمیندار ہیں یہ لوٹ کر کھا رہے ہیں اور یہ ملک کو قومی آمدنی میں اپنا حصہ ادا نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ الحمدللہ آج پریس بھی اس بات پر آ گیا ہے۔ آج کل کے اخبارات دیکھیں تو اس میں اداریے اور اس کے علاوہ جو موضوع آ رہے ہیں۔ تو پریس نے بھی یہ محسوس کر لیا ہے کہ ہمارے ملک کی economy کی بنیاد زراعت ہے۔ اگر زراعت زندہ رہے گی تو ملک کی معیشت زندہ رہے گی اور ملک ترقی کرے گا۔ اگر خدانخواستہ ملک معاشی طور پر ختم ہو گیا تو پھر ملک کو ختم کرنے کے لیے کسی اسلحہ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ (خدانخواستہ)

جناب سپیکر! زراعت کے شعبوں میں محکمہ خوراک ہے، محکمہ لائیو سٹاک ڈیری ڈویلپمنٹ ہے اور فشریز ہے اسی طرح محکمہ آب پاشی ہے اور اس کے علاوہ محکمہ مال ہے یا جو بھی محکمے زراعت سے متعلقہ ہیں۔ ان محکموں میں المیہ یہ ہے اور میں پوچھتا ہوں کہ ان محکموں میں کیا ہوتا رہا ہے۔ محکمہ خوراک میں جتنا گھپلا افسران نے کیا ہے اس کے تصور سے بھی روح کانپ جاتی ہے۔ لیکن اس ملک میں کسی نے کسی کی انکوائری نہیں کروائی۔ کہ جناب باردانہ خورد برد ہوا ہے۔ جو گندم یہ کی تھی وہ گوجرانوالہ آ رہی ہے اور گجرات کی گندم ملتان جا رہی ہے اور ٹرانسپورٹیشن پر لاکھوں کروڑوں روپے کمائے جا رہے ہیں۔ جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے۔ ماضی میں جو لوگ ذمہ دار رہے ہیں ان میں سے کسی نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ اسی طرح محکمہ آب پاشی خوراک کے لیے بنیادی factor ہے۔ اور محکمہ خوراک نے گندم procurement کرنی ہے۔ اس طریقے سے محکمہ خوراک ایک بنیادی factor ہے جس نے زراعت کو ترقی دینی ہے۔

جناب سپیکر! آب پاشی میں ہوا کیا ہے کہ کاشت کار پر تو پانچ سو فی صد آبیانہ بڑھا دیا گیا اس کے بعد فیلڈ میں کیا ہوتا رہا کہ ایک اوورسیئر اور Mate نے جب چاہا موگا تنگ کر دیا اور دو ہزار روپے لے کر پھر موگا کھلا کر دیا۔ پھر دو مہینے کے بعد کاشت کار کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور موگا پھر تنگ کر دیا۔ تاکہ اس کے کھیت میں پانی نہ جا سکے۔ جب پانی نہیں جائے گا تو کس طرح گندم کی پیداوار ہوگی اور کس طرح پیداوار بڑھے گی اور کس طرح ملک ترقی کرے گا۔ وہ لوگ وہاں ناسور بن کر کاشت کاروں کو لوٹتے رہے ہیں، گھ دباتے رہے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کسی کے کان پہ جوں تک نہیں رینگی۔ جناب سپیکر! ہوتا کیا رہا ہے کہ آئی ایم ایف، ورلڈ بنک اور دوسرے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ کاشت کار آب پاشی پر ٹیکس نہیں دیتا۔ اس لیے اسے Irrigation & Drainage Authority بنا کر ایک خود مختار ادارہ بنا دیا جائے۔ جس طرح واپڈا ہے تاکہ وہ کاشت کاروں کو مزید لوٹے۔

جناب سپیکر! یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ کاشت کار پر بے شمار الزامات ہیں جس کا کاشت کار ذمہ دار نہیں۔ کاشت کار کا معاملہ تو اس کے برعکس ہے۔ میں اس چیز کا گواہ ہوں میرے پاس اس چیز کے ثبوت ہیں کہ ایک بند جو نارووال کے قریب دریا پر ڈالنا ہے۔ پتھر سکھے کھی سے آ رہا ہے جو نارووال کوٹ نین کے جانا ہے۔ اس کا shortest route براستہ سلال والی ہے۔ لیکن دیدہ دانستہ طور پر صرف کاغذوں میں وہ شیخوپورہ روڈ شو کر کے ٹرانسپورٹیشن میں پچاس لاکھ روپے خورد برد کر لیے گئے۔

یہ اربوں کا معاملہ ہے۔ محکمہ آب پاشی اربوں روپیہ کھا گیا ہے۔ جس طرح مثال مشہور ہے کہ " ایک آدمی نے اپنی بھینس کا دودھ دوھا اور رکھ دیا۔ اس کے بعد بندر آیا اور دودھ پی گیا اور جھاگ بھیڑے کے منہ پر مل دی۔ جب مالک آیا تو اس نے بھینس کے بچے کی پٹائی شروع کر دی کہ دودھ یہ پی گیا ہے۔ اگلے دن پھر بندر دودھ پی گیا اور جھاگ بھینس کے بچے کے منہ پر لگا دی مالک آیا تو اس نے بھینس کے بچے کی پٹائی شروع کر دی۔ دودھ بندر پیتا تھا اور پٹائی ہوتی تھی اس بھینس کے بچے کی۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ ہے کہ جناب

اقبال تیری گندم نے سب بل دیے نکال
مدت سے آرزو تھی کہ سیدھا کرے کوئی

ملک احمد علی اولکھ، جناب دودھ تو پی گئے محکمے والے اور جھاگ مل دی کاشت کار پر کیونکہ آب پاشی سے آمدنی نہیں ہو رہی۔ لہذا یہ PIDA بنا دیا جائے۔ جناب یہاں کون کون سے مسئلے کا رونا روئیں گے۔ میں مزید اختصار کرتا ہوں۔

جناب والا! آپ سرکاری اعداد و شمار اٹھا کر دیکھیں۔ ہمارے ملک میں گندم کی پیداوار کتنی ہوتی رہی ہے۔ ایک کروڑ نوے لاکھ ہیکٹر زمین غیر آب پاش پڑی ہے اور قابل کاشت زمین کو کاشت نہیں کیا گیا۔ دوسری طرف کھاد کا مسئلہ یہ ہے کہ موقع پر کھاد نہیں ملتی' پانی نہیں ملتا' پھر ان کو صحیح ریٹ نہیں ملتے' پھر محکمہ خوراک کے جو procurement centre ہیں وہاں پر کاشت کار کو ذلیل اور مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی گندم آڑھتیوں کے ذریعے فروخت کرے۔ محکمہ زراعت نے جو -/260 روپے گندم کی لاگت کی assessment کی ہے ۔ آج تک -/185 روپے ریٹ رہا ہے ۔ اب -/240 روپے ریٹ ہوا ہے۔ جس فصل سے منافع نہیں تو زمیندار وہ فصل کیوں کاشت کرے گا۔ گزشتہ سال محکمہ زراعت نے اخباروں میں چھپوا دیا کہ اس سال گندم کا ٹارگٹ ایک کروڑ اسی لاکھ ٹن ہو گا بلکہ کسی نے کہا کہ ایک کروڑ نوے لاکھ ٹن ہو گا۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ سب جھوٹ ہے۔ میں نے کہا تھا کہ گندم ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ٹن سے زیادہ نہیں بڑھے گی اور وہی ہوا کہ ایک غلط منصوبہ بندی ہوئی محکموں نے غلط رپورٹ دی۔ یہ خوش رہے کہ ہمارے ملک کے اندر گندم ایک کروڑ اسی لاکھ ٹن ہے۔ جبکہ موقع پر گندم ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ٹن بھی نہیں ہوئی۔ اور پھر تیس لاکھ ٹن

گندم دس ارب روپے فالتو دے کر منگوائی ہے۔ باہر سے گندم -/383 روپے من منگوا رہے ہیں اور پاکستان کے اندر اس کا ریٹ ہے -/240 روپے من اور اس پر بھی شور شرابا ہے کہ کاشت کار کو گندم کا ریٹ زیادہ دیا جا رہا ہے۔ آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ جو پاکستانی گندم ہے اور جو باہر کی گندم ہے ان کی قیمتوں میں دس ارب روپے کا فرق ہے۔ اگر ہم دس ارب روپے کاشت کار کو نہیں دیں گے تو پھر تیس لاکھ ٹن کے بجائے چالیس لاکھ ٹن گندم درآمد کرنا پڑے گی' چالیس نہیں پچاس لاکھ ٹن گندم درآمد کرنا پڑے گی۔ آج میں سوال کرتا ہوں کہ جو ہمارے ریسرچ والے ہیں۔ میں آج سوال کرتا ہوں محکمہ زراعت کے extention والے ہیں' محکمہ زراعت کے information والے ہیں۔ میں ان کے افسران سے سوال کرتا ہوں اور میں ان سیکرٹری صاحبان سے سوال کرتا ہوں اور ماضی کی حکومت والوں سے سوال کرتا ہوں اور منصوبہ بندی کرنے والوں سے سوال کرتا ہوں۔ مجھے بتایا جائے کہ آج ہم پچاس ارب روپے کا خوردنی تیل اور پچاس ارب روپے کا باہر سے edible oil منگوانے پر کیوں مجبور ہیں۔ جوکہ پاکستان میں عام ہو سکتا ہے۔ اگر آج ہم چالیس لاکھ ٹن گندم باہر سے منگوانے پر مجبور ہیں۔ اور پچاس ارب روپے کا مجموعی طور پر خوردنی اشیاء اندرون ملک منگوانے پر مجبور ہیں؛ تو مجھے بتایا جائے کہ آج تک ہم نے کیوں نہ سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کیا کہ ہمارے ملک کے اندر کہاں پہ خرابی ہے۔ کون معاملات کو خراب کر رہا ہے۔ کون ذمہ دار ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ ان پچاس سالوں میں کس کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا کہ فلاں آدمی ذمہ دار ہے اس نے منصوبہ بندی غلط کی ہے کہ آج نوے ارب روپیہ قوم کا قیمتی زرمبادلہ خرچ کر کے باہر سے خوردنی اشیاء جن میں بدقسمتی سے چینی بھی شامل ہے' دودھ بھی شامل ہے' خوردنی تیل بھی شامل ہے اور گندم بھی شامل ہے ہم باہر سے امپورٹ کر کے اپنے ملک کے شہریوں کو فراہم کر رہے ہیں۔ اب پریس والے بھی موجود ہیں ان کو بھی اس بات پر غور کرنا پڑے گا اور جو لوگ کاشت کاروں کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ ان کو بھی غور کرنا پڑے گا۔ یہ مسئلہ کاشت کار کا نہیں ہے۔ یہ مسئلہ قومی معیشت کا مسئلہ ہے۔ اسمبلی کے اندر بیٹھنے والے اراکین کو بھی غور کرنا پڑے گا کہ ہمارے ملک کا مسئلہ اراکین کے لیے بھی غور طلب ہے اور سرکاری افسران کے لیے بھی غور طلب ہے اور پریس والوں کے لیے بھی غور طلب ہے۔ میرے خیال میں اگر میرے بھائی میری بات سننا چاہتے تو میں facts and figures کے ساتھ لمبی بات کر سکتا تھا۔ کیونکہ آپ بار بار فرما رہے ہیں۔اس

لیے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ next time بات کروں گا۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، ٹائم بھی آپ کو سب سے زیادہ ملا ہے۔ میاں ثاقب خورشید۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ باہر آپ نے گاڑیوں کا داخلہ بند کیا ہوا ہے۔ اور یہاں announcement کا بندوبست اتنا اچھا نہیں۔ ایک تو بڑا دور دراز ہے' دھوپ میں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جیسے قومی اسمبلی میں گاڑیوں کو بلانے کے لیے بڑا بہترین بندوبست ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس پر غور فرمائیں۔ باہر کافی دھوپ ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے' کئی دوستوں کو گھنٹہ گھنٹہ کھڑا رہنا پڑتا ہے' کیونکہ گاڑیوں کا رش ہوتا ہے۔ ایک تو بوتھ کو اسمبلی کے اندر رکھوا دیں اور اپنی اسمبلی کے عملے کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ announcement کریں' کیونکہ وہ اکثر ایم پی ایز کو ویسے ہی جانتے ہیں۔ اس کو اگر آپ بہتر کریں تو کافی سہولت ہو گی۔ یہ میری درخواست ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ اس کو ان شاء اللہ improve کرتے ہیں۔ میاں محمد ثاقب خورشید صاحب۔

میاں محمد ثاقب خورشید، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واجب الاحترام جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے خوراک کے مسئلے پر گفتگو کرنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں گندم کا بحران ہمارے صوبے کو پیش آیا۔ درحقیقت یہاں ہاؤس میں سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے بیٹے معظم وٹو صاحب نے اپنی تقریر میں بلند و بانگ دعوے کیے ہیں اور ہماری حکومت پر کیچڑ اچھالا ہے وہ انتہائی قابل افسوس ہے۔ ان کے دور کے وزیر خوراک کی کارستانیوں اور کارکردگی کی وجہ سے ہمیں یہ دن دیکھنے پڑے۔ جناب عالی! افسوس کی بات ہے' وہ بھی اقبال تھے۔ آج بدقسمتی سے' یا خوش قسمتی سے کہہ لیں کہ ہمارے موجودہ وزیر خوراک بھی اقبال ہیں۔ لیکن ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ انھوں نے اس بحران کو اپنی کمال شفقت اور محنت شاقہ سے حل کیا۔ انھیں کراچی بھی جانا پڑا اور صوبہ پنجاب کے ہر شہر میں جا کر انھوں نے اس بحران کو حل کرنے کے لیے محنت کی وہ قابل تحسین ہے۔ دراصل سابقہ حکومت کی باقیات جن میں مختلف افسران جو محکمہ خوراک پر

اب بھی سانپ بن کر بیٹھے ہیں ان کو اس کیچڑ سے نہ نکالنے کی وجہ سے یہ بحران طول پکڑ گیا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خوراک سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنے کمال اختیارات سے اپنے حکام بالا سے جو مگر مچھ محکمہ خوراک پر بیٹھے ہیں انھیں فی الفور تبدیل کرنے کے لیے احکامات جاری کریں۔ میں خصوصاً ضلع وہاڑی کے محکمہ خوراک کے عملے کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا تھا۔ وہاڑی میں عرصہ دراز سے محکمہ خوراک کے ملازمین متعین ہیں۔ انھوں نے جو گودام وہاڑی میں موجود ہیں ان پر دس دس donkey pumps لگائے ہوئے ہیں۔ ریت کے ٹرک استعمال کرتے ہیں۔ میں نے پچھلے دنوں جب وزیر خوراک وہاڑی تشریف لائے انھیں اپنے شہر کے مسئلے پر generally ایک گزارش کی تھی جس پر ان مگرمچھوں اور ان کرپٹ بدعنوان افسران نے اخبارات میں مجھ پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی۔ جناب عالی! میں اس ہاؤس میں حلفاً گواہی دینے پر تیار ہوں کہ محکمہ خوراک کے وہاں متعین ملازمین نے کرپشن کی انتہا کی ہوئی ہے۔ میں نے وزیر خوراک سے generally بات کی تھی۔ انھوں نے اخبارات میں جو کیچڑ اچھالا ہے اس کی پر زور تردید کرتا ہوں اور یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ ہاؤس کے دو تین بھائیوں کو اس کی تحقیقات کے لیے مقرر کر دیں۔ یا کسی ہائی کورٹ کے جسٹس صاحب سے اس کی تحقیقات کروائیں، کیونکہ مجھ پر بے جا کیچڑ اچھالا گیا ہے۔ میں اکثر ایم پی اے صاحبان جو 1970ء کی اسمبلی کی دہائی میں رہے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ میرے خاندان اور میرے والد محترم کی اور میری سیاست تجارت کی سیاست نہیں رہی۔ آج کے ملازمین سیاست دان پر کیچڑ اچھالنے کے لیے اپنے مفادات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جو کچھ کرتے ہیں ان کی صحیح پاس داری نہیں کی جا رہی۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر خوراک سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس پر خصوصی ایکشن لیں اور خبر کی تردید کروائیں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ چودھری سعید گجر نے ابھی تجویز دی ہے کہ خوراک اور زراعت کو اکٹھا کر دیا جائے۔ یہ ایک مستحسن تجویز ہے۔ بہتر ہے کہ خوراک اور زراعت کو اکٹھا کر دیا جائے تو یہ محکمہ خوش اسلوبی سے کام کر سکے گا۔ آخر میں، میں پھر وزیر خوراک صاحب کا بے حد شکرگزار ہوں کہ انھوں نے وہاڑی اور پنجاب کے خوراک کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے جو تندہی سے کام کیا وہ قابل تحسین ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب جلال دین ڈھکو۔

حاجی عبدالرزاق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر پر حاجی عبدالرزاق۔

حاجی عبدالرزاق، چونکہ خوراک پر بحث ہو رہی ہے' اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہم پچھلی حکومت پر تو سارے الزامات لگاتے ہیں جو پیچھے آٹے کا بحران پیدا ہوا' پورے پنجاب میں بڑی تکلیف ہوئی' بڑی پریشانی ہوئی۔ آئندہ کے لیے اس کے کیا انتظامات کیے گئے ہیں۔ آیا حکومت نے جو گندم کی خریداری کرنی تھی اس کا ہدف پورا کر لیا ہے؟ حکومت نے کوئی ایسے انتظامات کر لیے ہیں کہ آئندہ کے لیے ایسی صورت نہ پیدا ہو کہ جو آج ہم تنقید پچھلے حکم رانوں پر کر رہے ہیں کہ جی انھوں نے یہ کیا تو کل آنے والے ہم پر تنقید نہ کریں۔ اس لیے میں ان سے پوچھتا ہوں۔

جناب سپیکر، انھوں نے وائنڈ اپ کرنی ہے۔ وہ جب تقریر کریں گے تو اس میں بتا دیں گے۔ حاجی صاحب! یا تو آپ اپنا نام بھجواتے' اس کے اوپر تقریر کرتے۔

حاجی عبدالرزاق، چونکہ اسی موضوع پر بات ہو رہی ہے تو یہ بات ایسی ہے کہ آئندہ کے لیے' مستقبل میں ہمیں پیش آنے کے خدشات کو دور کرنے کے لیے میں چاہتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ آیا انھوں نے ہدف پورا کر لیا ہے؟ یا کیا انتظامات کیے ہیں؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی' جناب جلال دین ڈھکو۔

ملک جلال دین ڈھکو، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! خوراک کا مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ ہمیں شرم آنی چاہیے کہ ایک زرعی ملک خوراک کے بحران سے دوچار ہے۔ پھر تو اس ملک کو ایک زرعی ملک کہنا ہی نہیں چاہیے۔ یہ جو بار بار ہم کہتے ہیں کہ ہماری تمام تر back bone زراعت ہے۔ یہ زرعی ملک کہلانے کا مستحق ہی نہیں جب کہ ہم خوراک امپورٹ کرتے ہیں۔ گندم کی فصل خاص طور پر کاشت کار بد دلی سے کاشت کرتا ہے۔ جو یہ سمجھ رہے ہیں کہ گندم کی فصل سے زمیندار کو منافع ہوتا ہے' ہرگز نہیں ہوتا۔ اس دفعہ وزیر اعظم پاکستان نے جو قدم اٹھایا ہے وہ قابل تحسین ہے مگر میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ جب ہم باہر سے گندم امپورٹ کرتے ہیں تو کیوں نہ اپنے زمیندار کو اس سے زیادہ اور قیمت دیں اور عوام کو سب سڈی دے کر کم قیمت پر گندم تقسیم کریں۔ اس سے آٹے کا بحران بھی کم ہو جائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارا ملک گندم باہر بھی بھیجے گا۔ ہمارے ملک کی مٹی بڑی زرخیز ہے لیکن اس مٹی سے افادیت حاصل نہیں ہو رہی ہے۔ پنجاب کا نہری نظام جو دنیا

کا بہترین نظام کہا جاتا ہے' جو کسی وقت ہو گا لیکن اب یہ نظام میرے خیال میں فیل ہو چکا ہے کیونکہ اس اتنے بڑے نہری نظام سے ہم جو خوراک حاصل کر رہے ہیں' جو کاشت کاری کر رہے ہیں' وہ کاشت کاری قابلِ اطمینان نہیں ہے۔ آپ یہاں سب زمیندار لوگ بیٹھے ہیں' زیادہ تر کاشت کاری پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں' آپ باہر جا کر فیلڈ میں دیکھیں کہ نہریں جن پر راجباہے اور چھوٹے راجباہے جن پر کاشت کاری کا دار و مدار ہے ان کے کنارے تقریباً تباہ ہو چکے ہیں۔ ان کے تمام ذرائع آب پاشی خراب ہو چکے ہیں۔ محکمہ نہر تو ویسے بھی کرپشن میں انتہا ہی کر چکا ہے۔ انھیں اس سے قطعاً کوئی سروکار نہیں کہ یہ نظام بہتر طریقوں پر چلایا جائے۔ وہ تو موگوں کو توڑنے اور دوبارہ بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں یہ خیال رہتا ہے کہ دوبارہ موگے بنانے سے ہی رشوت کا نظام زیادہ چل سکتا ہے۔ تو اس ضمن میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ پچھلی دفعہ اریگیشن کمیٹی نے بڑی لمبی چوڑی میٹنگیں کیں' بڑے اجلاس کیے اور یہ فیصلہ کیا کہ نہری نظام بہتر کرنے کے لیے' اس کو دوبارہ ری آرگنائز کرنے کے لیے جو نہروں کے کنارے سوکھے ہوئے پرانے درخت ہیں اور بڑی بڑی سڑکوں پر جو پرانے درخت کھڑے ہیں اگر وہی نیلام کر دیے جائیں تو اربوں روپے کی آمدنی ہوسکتی ہے اور نہری نظام بہتر ہو سکتا ہے۔ نہروں کے کنارے جب تک چوڑے نہ ہوں گے' لائننگ نہ ہو گی' راجباہے پکے نہ بنیں گے' تب تک نہری نظام بہتر نہیں ہو گا۔ یہ بالکل تباہ ہو چکا ہے۔ آپ نہری نظام کو لازماً اور یقیناً ری آرگنائز کریں تاکہ دوبارہ زراعت پر توجہ دی جا سکے۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کے زمانے میں ایک وقت تھا' لوگ اب بھی اسے سبز انقلاب کے نام سے موسوم کرتے ہیں کہ انھوں نے چند دن زراعت پر توجہ دی تھی تو اس وقت یہ ملک گندم اور خوراک کی چیزوں کے معاملے میں خودکفیل ہو گیا تھا۔ لیکن اب ذرائع بھی بہتر ہیں' مشینری بھی جدید ہے' کاشت کار جدید مشینری استعمال کرتا ہے اس کے باوجود ہم خوراک کی چیزیں باہر سے امپورٹ کرتے ہیں۔ ان جدید ذرائع کے ہوتے ہوئے ہم کم از کم خوراک کی چیزیں تو باہر سے امپورٹ نہ کیا کریں۔ اسمبلی میں بھی نشستند و گفتند و برخاستند کا معاملہ چل رہا ہے۔ اور جو ہم باتیں کرتے ہیں' تقاریر کرتے ہیں' دوستوں کو سناتے ہیں اور اخبار میں خبریں لگواتے ہیں لیکن ان پر عمل ہونا چاہیے۔ تب میں یہ کہوں گا کہ یہ اسمبلی موثر ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم محکمہ نہر کی رپورٹ لے لیں۔ میں نے بھی ایک رپورٹ تیار کی ہوئی ہے۔ وہ نہری نظام کو بہتر کرنے کے لیے مدد و معاون ثابت ہو گی۔

جناب والا! محکمہ زراعت کا عملہ آپ دیکھیں فیلڈ اسسٹنٹ سے لے کر ڈائرکٹر تک جو موقع پر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر موجود رہتے ہیں ان کا قطعی طور پر کسی طریقے سے بھی کوئی واسطہ نہیں۔ وہ کبھی بھی فیلڈ میں نہیں جاتے۔ وہ کسی کاشت کار کو گائیڈ لائن نہیں دیتے۔ کاشت کار بالکل ماڈرن کاشت کاری سے بے خبر ہے۔ اس کو یہ علم نہیں کہ کھاد کس وقت ڈالنی ہے۔ اس کو یہ پتا نہیں کہ سپرے کس وقت کرنا ہے۔ کاشت کار کو محکمہ زراعت کسی وقت بھی گائیڈ لائن دینے کو تیار نہیں۔ یونین کونسل پر جو فیلڈ اسسٹنٹ لگائے ہوئے ہیں وہ ویسے بھی ان پڑھ ہیں۔ ان کو یہ پتا ہی نہیں کہ فیلڈ اسسٹنٹ کے لفظ کا مطلب کیا ہے اور انھوں نے کرنا کیا ہے؛ تو اس ضمن میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ اپنے محکموں کو بھی سنواریں۔ محکمہ زراعت تو ویسے اتنا بڑا محکمہ ہے' اس کے اتنے ونگز ہیں میں یہ سوچتا ہوں کہ محکمہ زراعت سارا ہی بے کار ہے۔ سارے کا سارا محکمہ بے کار ہو چکا ہے۔ ان سے بھی کام لیں اور نہری نظام کو بھی سنواریں۔ تب آپ زراعت میں ترقی کر سکتے ہیں۔

جناب والا! آپ کو بار بار مثالیں دی جا چکی ہیں کہ انڈیا ہمارا پڑوسی ملک ہے اس کا مشرقی پنجاب ہمارے مغربی پنجاب سے چھوٹا علاقہ ہے۔ کاشت کاری میں وہ اس قدر بڑھ چکا ہے کہ ان کے چپے چپے پر ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں اور کوئی complicated procedure نہیں ہے۔ جب وہ چاہتے ہیں جا کر محکمہ واپڈا کو ایک سادہ کاغذ پر درخواست دیتے ہیں اور آٹھ دن کے اندر اندر ٹیوب ویل لگ جاتا ہے۔ ان کا زراعت کا محکمہ قابل رشک ہے۔ جب ہم بارڈر سے اس طرف آتے ہیں تو اجاڑ اور بیابان ہے۔ جب پار جاتے ہیں تو کھلیان ہے اور لہلہاتی کھیتیاں ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے؟ ہمیں اس معاملے میں کچھ شرم کرنی چاہیے۔ تمام قوم کو مل کر یہ دیکھنا چاہیے کہ ہو کیا رہا ہے؛ ہم باہر سے گندم منگواتے ہیں' غریب ہمارا تنگ ہے۔ وہ پہلے ہی مہنگائی کے زیر عتاب ہے۔ اس کے باوجود اس کو خوراک نہیں ملتی۔ اس ضمن میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر کاشت کار جو ٹیوب ویل کے لیے واپڈا کو درخواست دے وہ complicated مسئلہ نہ ہو۔ وہ چھ ماہ واپڈا کے ارد گرد گھومتا رہتا ہے۔ اس کے بعد تب جا کر کہیں واپڈا والے ٹیوب ویل منظور کرتے ہیں اور پھر رشوت کا نظام بھی ماشاء اللہ نمبر 2 پر ہے۔ شاید اگلے سال نمبر 1 پر آ جائے۔ یہ بھی انشاء اللہ توقع کی جا سکتی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ واپڈا والوں کو بھی یہ ہدایت کریں کہ یہ نظام complicated نہ بنائیں اور کاشت کاری کے معاملے

میں جہاں ٹیوب ویل کی ضرورت ہو وہاں پر کم از کم ان کو ہفتہ یا عشرے میں ٹیوب ویل لگ جانا چاہیے۔ اس سارے نظام پر توجہ دینی پڑے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم کھیتی باڑی پر توجہ دیں گے اور کاشت کاری پر پوری توجہ دیں گے تو خوراک کیا ہم تمام چیزیں ایکسپورٹ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ ہم فروٹ ایکسپورٹ کریں گے۔ سعید احمد صاحب پہلے فرما رہے تھے کہ فروٹ ایکسپورٹ نہیں ہوتا۔ فروٹ کیسے ایکسپورٹ ہو۔ یہاں تو سارا نظام ہی بگڑا ہوا ہے۔ پہلے اپنے اندر نظام ٹھیک کریں گے۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ گندم انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے ایکسپورٹ ہو گی۔ وزیر خوراک بھی تشریف فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حافظ قرآن ہیں۔ یہ جدوجہد کریں' جہاد کریں۔ ان کو اس معاملے میں جہاد کرنا پڑے گا۔ یہ جہاد کریں۔ فیلڈ میں جائیں۔ دفتر کو چھوڑ دیں اور اپنے محکمے کو سنواریں۔ پہلے محکمہ خوراک کو سنواریں۔ بڑا کرپٹ محکمہ ہے۔ اس پر کڑی نظر رکھیں۔ اس کے بعد زراعت اور انہار سے مل کر ایک مربوط پروگرام بنا کر سبز انقلاب لائیں تاکہ یہ خوراک کا مسئلہ بھی حل ہو اور ملک بھی گندم اور دوسرے معاملوں میں خود کفیل ہو۔ خدا حافظ

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ جناب محمد سلطان عالم۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے محکمہ خوراک کے بارے میں کہا ہے کہ بڑا کرپٹ محکمہ ہے۔ تو وزیر خوراک موجود ہیں۔ اس حوالے سے ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اس میں کوئی کرپشن ہے اور انھوں نے دور کرنے میں کیا اقدامات کیے ہیں؟

جناب سپیکر، وہ جب وائنڈ اپ کریں گے تو اپنی تقریر میں بتائیں گے۔ وہ نوٹ فرما رہے ہیں اور ان شاء اللہ ساری باتوں کا جواب دیں گے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ۔ میں بہت مختصر وقت لینا چاہوں گا۔ اس موضوع پر کافی تفصیلی گفتگو اس ایوان میں ہو چکی ہے اور بہت عمدہ تجاویز بھی جناب کے سامنے آ چکی ہیں ۔ میں آپ کی توجہ اس جانب دلانا چاہوں گا کہ محکمہ خوراک جو گندم خریدتا ہے اس گندم کو خریدنے کے بعد محکمہ اپنے پاس سٹور کرتا ہے اور پھر اس گندم کو مناسب اور کم قیمت پر ملوں کو فراہم کرتا ہے اور اس کے لیے پرمٹ جاری کیے جاتے ہیں ملوں کو authorization letters جاری

کیے جاتے ہیں ۔ اس میں ایسے واقعات ایک سے زائد بار بلکہ میں تو عرض کروں گا کہ کافی مقدار میں پیش آ چکے ہیں جہاں پر یہ authority letters جاری کیے گئے ہیں یہ ملوں کی capacity کے مطابق جاری ہونے چاہئیں ۔ اگر کسی مل کی capacity روزانہ سو بیگز consume کرنے کی ہے یا دو سو بیگز consume کرنے کی ہے تو اصول کے مطابق اتنے ہی بیگز اس مل کو جاری کیے جاتے ہیں لیکن سابقہ دور میں ایسے واقعات پیش آئے کہ مل کی capacity تو سو بیگ کی ہے اور اس مل کو جو authorization letters جاری کیے گئے وہ اس سے کئی گنا زیادہ کے جاری کیے گئے یعنی سو بیگ کی بجائے ہزار بیگ اور دو سو بیگ کی بجائے دو ہزار بیگ تک کے جاری کیے گئے ۔ ایسے authority letters سازشی طور پر جاری کیے گئے تھے اس میں ایسے ہوا کہ وہ لیٹرز کینسل ہوئے لیکن محکمہ خوراک کے افسران نے ان مل اونرز سے مل کر غیر قانونی طور پر لیٹرز جاری کر دیے ۔ ان لیٹرز کے وصول کرنے کے بعد ان لوگوں نے ہائی کورٹ سے stay حاصل کیے اور اس سٹے کی بنیاد پر وہ کافی عرصے تک subsidized rate پر ہمارے محکمہ خوراک سے گندم حاصل کرتے رہے ۔ پھر کافی عرصے کے بعد بڑی کوشش سے جب رٹ پٹیشنز لگیں تو stay خارج ہوئے لیکن اب ایسے معاملات سپریم کورٹ میں پہنچ گئے ہیں اور ان ہی غیر قانونی طور پر جاری کردہ authority letters کی بنیاد پر وہاں سے بھی دوبارہ سٹے جاری ہو چکے ہیں ۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا اور میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہماری حکومت میں ایک بڑا effective محکمہ جو عدالتوں میں حکومت کے interest کو watch کرتا ہے اور حکومتوں کے مقدمات کی پیروی کرتا ہے موجود ہے ۔ اس کو activate کیا جائے کیونکہ جو درخواست ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں دائر کر دی جاتی ہے اس کی پہلی پیشی تو فوراً لگ جاتی ہے لیکن اس کے بعد اگر سٹے جاری ہو جائے تو interested parties ایسے مقدمات کو دبا دیتی ہے اور کافی کافی عرصے تک وہ مقدمات دوبارہ جج کے سامنے نہیں آتے ۔ اس process کو کم کرنے کے لیے ' activate کرنے کے لیے اور ایسے ناجائز قسم کے مفادات حاصل کرنے والے petitioners کی درخواستوں کو خارج کروانے کے لیے یہ ضروری ہو گا کہ وہ درخواستیں اور وہ ایسی petitions ' وہ ایسی writ petitions جلد از جلد ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان کے بنچز کے سامنے لگائی جائیں ۔ اس کے لیے early hearing کی درخواستیں دینے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں مناسب کارروائی کرتے ہوئے قانون کے محکمے کے ساتھ '

Advocate General کے آفس ' اور Solicitor کے آفس کے ساتھ co-operate کیا جائے تاکہ وہ اس کے بارے میں کوئی مناسب کارروائی کرتے ہوئے ایسی درخواستوں کو جلدی لگوائیں اور جلدی لگوا کر ان کے فیصلے کروائیں تاکہ ایسے un-authorized letters کی بنیاد پر جو ناجائز فائدے حاصل کیے جا رہے ہیں ان کا سدباب ہو سکے۔

دوسری بات جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت نے عوام کے مفاد کے لیے ایک فوڈ سٹمپ سکیم بنائی ہے اور اس فوڈ سٹمپ سکیم کے تحت لوگوں کو سستا آٹا میسر ہو سکے گا لیکن اس سلسلے میں جو practical difficulties سامنے آ رہی ہیں وہ اس قسم کی ہیں کہ فوڈ کے محکمے یا ڈپٹی کمشنر کے آفسز ان غریب لوگوں کے گھروں سے کافی فاصلے پر ہیں اور ان غریب لوگوں کو وہ کوپن یا فوڈ سٹمپ حاصل کرنے کے لیے ان آفسز میں جانا پڑے گا اور اس طرح سے کافی خرچہ کرنا پڑے گا تو جو فائدہ ان کو سستے آٹے کی صورت میں ملے گا اس سے زیادہ ان کے اخراجات conveyance پر ' رکشہ پر ' ٹانگے پر یا اور چیزوں پر خرچ ہو جائیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا وقت بھی ضائع ہو گا۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس کی بجائے اگر ایک مرتبہ وہ کارڈ یا فوڈ سٹمپ حاصل کریں اس کو وہ مستقل طور پر استعمال کرتے رہیں اور ہر بار ' ہر ماہ آٹا لینے کے لیے انہیں وہاں جانے کی زحمت گوارا نہ کرنی پڑے۔ اس سلسلے میں محکمہ خوراک مناسب طور پر اس بارے میں تجویز کر سکتا ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ حکومت نے یہ بہت بڑا اقدام کیا ہے کہ گندم کی قیمت خرید مقرر کر دی ہے اور اس میں کسانوں کو incentive دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بات قابل غور ہے کہ امپورٹ کرنے کے لیے چالیس لاکھ من گندم کا ہدف مقرر کیا گیا ہے اور یہ چالیس لاکھ من گندم اس لیے امپورٹ کی جا رہی ہے کہ پاکستان میں شاید اتنی گندم کاشت نہیں کی جائے گی یا کاشت ہونے کی صورت میں پیدا نہ ہو سکے گی۔ میری عرض یہ ہے کہ ہمارے کسان گندم کاشت کرنے میں کچھ کوتاہی کرتے ہیں یا گندم کو کاشت کرنا پسند نہیں فرماتے۔ لہٰذا ان وجوہات پر غور کرنا ضروری ہے۔ اس کی ایک وجہ جو میری سمجھ میں آتی ہے اور جو آپ حضرات کی بیان کردہ تجاویز سے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ کسانوں کو گندم کی کاشت سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا کہ وہ اس کو اپنے لیے فائدہ مند تصور کرتے ہوں۔ اس لیے وہ گندم کی بجائے

دوسری اجناس پر غور کرتے ہیں۔اس طرح سے حکومت کو اپنا ہدف پورا کرنے کے لیے باہر سے گندم منگوانا پڑتی ہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر وہ رقم جو پاکستان کی حکومت نے گندم وہاں سے منگوانے پر خرچ کرنی ہے اس رقم کے بدلے میں اگر اپنے ہی ملک کے کسانوں کو مزید فائدے دے دیے جائیں۔اگر حکومت چاہے تو گندم کی خرید پر مناسب تبدیلی کر کے اور دوسرے فوائد مثلاً subsidized rates پر ان کو fertilizer, pesticides and other equipments دے دیے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کسانوں میں گندم کاشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہو گا اور وہ سمجھیں گے کہ انھیں گندم کاشت کر کے کچھ فوائد حاصل ہو رہے ہیں اس طرح سے ایک طرف تو ہم زر مبادلہ بچا سکیں گے اور دوسری طرف وہی رقم عوام میں تقسیم کر کے ان کو زیادہ خوشحال بنا سکیں گے جو پاکستان مسلم لیگ کا منشور بھی ہے۔

جناب والا! آخر میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں حکومت نے فیڈرل لیول پر اور صوبائی لیول پر جو بھی کارروائی کی ہے وہ یقیناً قابل تعریف ہے اور اسی قسم کے اقدامات میں اگر اور improvement کی جائے جیسا کہ میں نے اس کو analyse کرنے کے بعد عرض کیا اگر ممکن ہو اس پر عمل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتری کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔بہت۔بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔۔۔۔ خاکوانی صاحب! کسی کی طرف سے بھی میرے پاس اور کوئی چٹ نہیں ہے لہٰذا اب آپ اس کو وائنڈ اپ کریں۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی) ،شکریہ جناب سپیکر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میرے لیے اگر وقت متعین فرما دیں تو میں اسی کے اندر وائنڈ اپ کر دوں۔

جناب سپیکر، یہ تو آپ کے اوپر ہے ۔ کہ یہاں پر جو سوالات اور جو suggestions آئی ہیں ان سب کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کتنی دیر لگائیں گے ۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں بغیر کسی تمہید کے facts and figures کے ساتھ پورے ایوان کو اعتماد میں لوں گا ۔

جناب سپیکر! گندم کا بحران پیدا ہوا ۔ اس پر دوستوں نے ہماری کاوشوں کو سراہا ۔ میں ان کا ممنون ہوں لیکن یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے یہ ان کا فرض ہوتا ہے ہم نے اپنی ڈیوٹی ادا کی یہ تو ہماری ڈیوٹی تھی ' یہ تو ہمارا فرض تھا لیکن اس کے باوجود بھی اگر ہماری ان کوششوں کو سراہا

گیا تو میں ممنون احسان ہوں لیکن جناب سپیکر! میں آج ایوان میں یہ کہوں گا کہ اس تمام کام میں اکیلا میرا کردار نہیں تھا۔اس میں ہمارے قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی سربراہی میں پوری انتظامیہ اور خاص طور پر میرے اپنے محکمے کے سیکرٹری اور تمام وہ متعلقہ افسران جنہوں نے اس مسئلے کو اور اس کی سنگینی اور اہمیت کو سمجھتے ہوئے دن رات کاوشیں کیں اور الحمد للہ ہم اس ڈیڑھ ماہ میں سرخرو ہو کر آپ کے سامنے پیش ہوئے ۔ وہ وقت گزر گیا۔اس کو دہرانے کا فائدہ نہیں ہے ۔ کون اس کے ذمہ دار تھے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ۔ جناب سپیکر مختصراً میں گزارش کروں گا کہ جو بلیک اینڈ وائیٹ میں ہمارے پاس موجود ہے اس کے مطابق جو لوگ اس میں ملوث تھے ۔ جن میں گزشتہ حکومت کے ایک صوبائی وزیر اور پھر محکمہ کے اہلکاران جن میں ایک ڈپٹی ڈائرکٹر' ایک اسسٹنٹ ڈائرکٹر' ڈپٹی ڈائرکٹر میاں اعجاز محمود تھے۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر چودھری منیر احمد تھے ۔ ایک امان اللہ خان گورچانی ڈی ایف سی تھے ۔ اور ایک محمد منشاء ڈی ایف سی تھے ۔ جب ان افسران نے یہ دیکھا کہ ایک گنگا ہے جو بہتی جا رہی ہے اور اس میں اوپر سے لے کر نیچے تک وزیر اعلیٰ سے لے کر وزیر تک اور وزیر سے لے پھر نیچے تک تمام لوگ اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہے ہیں تو ہم کیوں پیچھے رہ جائیں چنانچہ اس محکمہ کے ان افسران نے بھی اپنی حیثیت سے زائد excess quota اپنے اختیارات تجاوز کرتے ہوئے جاری کیا۔جو کہ باقاعدہ مکمل ثبوت کے ساتھ ہمارے پاس موجود ہے ۔ اور وہی زائد کوٹہ جاری ہوا جس کی وجہ سے آخری ڈیڑھ ماہ میں ہمارے گودام خالی ہو گئے ۔ اور جناب سپیکر ' یہاں میں بالکل وضاحت کے ساتھ کہوں گا کہ پچھلی حکومت اور ان کے وزراءمشیران کو سو فیصد یقین تھا کہ 3 فروری کے الیکشن میں ہم نے منتخب ہو کر نہیں آنا۔ ہماری حکومت نہیں بننی ۔ انھیں پتا تھا ۔ چنانچہ جس طرح پنجاب میں کہتے ہیں۔ نہ "کھیڈاں گے نہ کھیڈن دیاں گے" بالکل اسی کے مطابق وہ ایسے کرتوت کر کے گئے کہ آنے والی حکومت پھر اس کو نپٹے گی اور عوام کے غیظ و غضب کا سامنا کرے گی ۔ اب جناب سپیکر ' آپ بھی ماشاء اللہ زندگی کے ہر شعبے پر عبور رکھتے ہیں۔ ایک چیز جس کو اگر اگلے آدھے گھنٹے میں بھی آرڈر بک کرائیں تو اس کو صرف امریکہ ' آسٹریلیا اور کنیڈا سے پاکستان پہنچنے میں چھ ہفتے لگتے ہیں۔ اب چھ ہفتے کے بعد ایک چیز پہنچے ۔ ان چھ ہفتوں میں حکومت کیا کرتی۔ ایک وزیر جو بہت ہی با تدبیر ہو وہ کیا کرسکتا ہے ۔ لیکن جناب والا ' میں اپنی تمام ٹیم کو خراج تحسین پیش کروں گا۔ اور خاص طور پر اپنے وزیر اعلیٰ کو کہ جس طرح ساری ساری

رات جاگ جاگ کر اور ایک ایک بوری اور ایک ایک دانے کا حساب رکھ رکھ کر ہم نے وہ ڈیڑھ مہینہ جس طرح گزارا اور اس پہ ایک بات یہاں کہی گئی ۔ اور میں حیران ہوتا ہوں کہ عوام ان کو منتخب کرتے ہیں کہ یہاں آ کر وہ اپنے حلقہ کے ' اپنے پنجاب کے مسائل پر بات کریں ۔ یہاں پر ان کی عادتیں بڑی گندی develope ہو گئی ہیں کہ چٹکیاں لگا کر چلے جاتے ہیں۔ اگر چٹکی لگاتے ہیں تو چٹکی برداشت کرنے کا بھی حوصلہ رکھیں ۔ اب یہاں اگر وہ بیٹھے ہوتے تو میں ان کو بتاتا کہ انھوں نے ایک الزام لگا دیا کہ مسلم لیگ نے بین الصوبائی نقل و حمل پر پابندی اٹھائی ۔ بہت ہی وافر مقدار میں گندم پنجاب سے دوسرے صوبوں کو منتقل ہو گئی ۔ اور پھر وہاں سے سمگل ہو گئی تو یہ بحران پیدا ہو گیا۔ جناب سپیکر ' میں علی الاعلان اس ایوان میں وضاحت سے کہوں گا کہ کچھ مل اونرز اور کچھ عوامی لوگوں نے ہائیکورٹ میں جا کر رٹ کی کہ پاکستان ایک ملک ہے ۔ چاروں صوبے اس کی اکائیاں ہیں لہٰذا ایک ہی ملک کے اندر یہ نقل و حمل پر پابندی کیوں ہے ۔ ہائیکورٹ نے ایک آرڈر جاری کیا اور وہ بین الصوبائی نقل و حمل پر سے پابندی اٹھا دی گئی ۔ جس کی جہ سے یہ تھوڑی بہت آزادانہ نقل و حمل ہوئی ۔ لیکن فوری طور پر کوئی دس پندرہ دن کے بعد ہم نے پھر اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے وہ تمام پابندیاں لگا دیں ۔ بہر حال وہ وقت گزر گیا۔ جناب سپیکر ' مجھے پتا ہے کہ میں آج یہاں جو بات کر رہا ہوں اس کے مابعد اثرات کیا ہوں گے ۔ لوگ یہ بات کرنے میں avoid کرتے ہیں ۔ لیکن میں یقین محکم کے ساتھ پورے ایوان کو اعتماد میں لے کر یہ گزارش کر رہا ہوں اور یہ پالیسی بیان دے رہا ہوں کہ ایک تاثر پھیلایا جا رہا ہے کہ گندم کی سپورٹ پرائس بڑھائی جائے گی ۔ میں آج یہ اعلان کرتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف کے زرعی پیکج اور اس کے مطابق جو بڑھائی گئی قیمت ہے اس میں ایک ٹیڈی پیسے کا اضافہ نہیں ہو گا ۔ اگر کوئی اس امید پر ذخیرہ اندوزی کر رہا ہے اور انھوں نے کی ہے ۔ وہ میں نے تمام نمبرز اکٹھے کر لیے ہیں ۔ ان کو میں اخلاقی طور پر ایک وقت دے رہا ہوں لیکن اس کے بعد کوئی جواز نہیں ہو گا کہ جو انھوں نے مختلف ملوں کے نام پر ' دکانوں کے نام پر ' مختلف زمینداروں کے نام پر وہ تمام اپنے فوڈ ایکٹ کو استعمال کرتے ہوئے تمام ذخیرہ نکالیں گے ۔ لیکن یہاں میں یہ بات پھر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ گندم کی امدادی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ کیوں ؛ اس کی بھی میں وجہ بیان کرتا ہوں۔

بہت سے دوستوں نے یہاں میرے بہت ہی محترم ترین بھائی اور دوست اور colleague احمد علی

اولکھ صاحب بیٹھے ہیں جو بڑے facts and figures کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ انھوں نے بھی یہاں فرمایا کہ گندم جو ہم باہر سے منگواتے ہیں وہ ہمیں ساڑھے تین سو میں پڑتی ہے۔ اور اپنے کسان کو پرائس کیوں زیادہ بڑھا کر نہیں دیتے ۔ جناب سپیکر ' یہ باتیں محض غلط فہمی کی بنیاد پر ہیں ۔ میں اپنے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں۔170 ڈالر فی ٹن آسٹریلیا سے گندم منگوا رہے ہیں۔ اس میں بھی 20 فیصدی خرچ وہ شامل ہے جو loading unloading ' transportation اور پھر right from Australia to Pakistan shipment and carraige کا خرچ بھی شامل ہے ۔ اس کو اگر نکال دیں آسٹریلیا کے کسان کو 216 روپے فی چالیس کلو گرام دیے ہیں ۔ جناب والا ' وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے کوئی ڈنگ ٹپاؤ پالیسی پر عمل نہیں کیا۔ یہ کوئی وقتی پیکج نہیں دیا ۔ بلکہ اگلے دو تین سال کو سامنے رکھ کر یہ سپورٹ پرائس بڑھائی ہے ۔ یہ جو 240 روپیہ فی چالیس کلو گرام قیمت ہے یقین کریں کہ میں بھی کاشت کار ہوں ' آپ بھی سب کاشت کاری سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اب اس سے زیادہ کریں گے تو زیادتی ہو گی ۔ اور پھر اگر اس سے زیادہ اب قیمت رکھتے ہیں تو پھر حکومت پنجاب کو سبسڈی پر اربوں روپے خرچ کرنے پڑیں گے ۔ اور یہاں میں درد دل کے ساتھ یہ بھی گزارش کرتا ہوں ' آپ بھی گواہ ہیں ' جناب سپیکر! آپ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ خزانہ خالی ہو چکا ہے اور یقین کریں کہ on going schemes کے لیے بھی ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں ۔ عوام کی توقعات بہت زیادہ ہیں ' عوام بڑی جلدی میں ہے ' عوام چاہتے ہیں کہ پلک جھپکنے میں ہم نے ان کے ساتھ جو وعدے کیے تھے انھیں پورا کیا جائے ۔ بجا طور پر وہ توقع رکھتے ہیں ' بجا طور پر وہ ہم سے امید رکھتے ہیں اور یقیناً ہم ان کی امیدوں پر پورا اتریں گے ۔ جس طرح کہ آج قائد محترم میاں نواز شریف نے فرمایا ہے کہ تھوڑا سا وقت تو دیں ' ذرا سال ' ڈیڑھ ' دو سال تو دیں ۔ ہم جن پالیسیوں پر عمل کر رہے ہیں ان کے نتائج آنے میں کچھ تو وقت لگے گا ' ذرا تھوڑا صبر تو کریں ۔ جناب سپیکر! اسی لیے میں گزارش کروں گا کہ یہ مطالبہ ناجائز ہے اور گندم کی امدادی قیمت نہیں بڑھائی جائے گی ۔ موجودہ قیمت پر کسان اور ہم سب مطمئن ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ' بلا شک شبہ اگلا سال گندم کا سال ہو گا۔

ملک احمد علی اولکھ: جناب والا! ایک تو وقت بڑھا دیں ۔ دوسرا میں نکتۂ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر: اوکھو صاحب! وقت تو ابھی بہت ہے کیونکہ اڑھائی بجے تک ہے۔ بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے اور پہلے خاکوانی صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیجیے گا پھر دیکھیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے ----- میں اکثر مواقع پر یہ تبرک کے طور پر quote کر دیا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مالک و خالق ہے، وہ بے نیاز ہے۔ ہم سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے لیکن ذرا غور فرمائیے کہ اس کے باوجود اللہ رب العزت نے اپنی چار چیزوں کی قسم کھانے کے بعد فرمایا وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ کہ میں انجیل کی قسم کھاتا ہوں، میں زیتون کی قسم کھاتا ہوں اور بہت ہی محترم اس پہاڑ کوہ طور کی قسم کھاتا ہوں اور پھر بہت ہی محترم اس مکہ کے شہر کی قسم کھاتا ہوں جس میں کعبۃ اللہ ہے کہ میں نے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ کہ میں نے انسان کو بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر پیدا کیا، بہت خوب صورت پیدا کیا اور پھر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اب اس اعلیٰ پیمانے پر پیدا شدہ انسان کی ذرا حالت دیکھیے کہ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ○ ایسے پھر کرتوت کرتا ہے کہ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ نیچے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں جب یہ پڑھتا ہوں یا تھوڑا سا علم میں رکھتا ہوں تو مجھے یہ احساس ہے کہ آج جس کرسی پر میں بیٹھا ہوں، آج جس جگہ پر میں کھڑا ہوں اگر میں بھی وہ کرتوت کروں گا تو بغیر نام لیے میرے predecessor آج جہاں ہیں مجھے بھی کل کو وہاں جانا پڑے گا اور میں وہاں نہیں جانا چاہتا۔ لہذا میں یہ پورے ہاؤس کو ensure کراتا ہوں کہ اقبال خاکوانی، میرا سیکرٹری خوراک، میرے محکمے کا کوئی بھی اہل کار ایک بوری گندم کا پرمٹ جاری نہیں کرے گا۔ یہ ایک uniform پالیسی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس میں کوئی تخصیص نہیں ہو گی کہ یہ مسلم لیگ کا mill owner ہے یا یہ کسی اور پارٹی کا mill owner ہے۔ جناب سپیکر! شیرِ مادر سمجھ کر خزانے کو لٹوایا جا رہا ہے۔ نہیں جناب سپیکر! اب ایسا نہیں ہو گا۔ جس مل کی جتنی capacity ہے، جتنے گھنٹے کی grinding محکمہ خوراک جاری کرے گا خواہ وہ بقر ہو، زید ہو ہماری آنکھوں میں سب برابر ہیں اور سب کو اس پالیسی کے مطابق ہم کوٹہ جاری کریں گے۔ پورے ہاؤس کو اعتماد میں لے کر کہتا ہوں بلکہ آپ کو میں یہ گارنٹی دینا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سو فی صد سچے تھے اور ہم عوام کو convince کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ ہم پریس کو convince کرانے میں کامیاب رہے ہیں کہ اس بحران کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں لیکن جناب والا! میں خود اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ

اگلے سال خدانخواستہ اگر کوئی بحران پیدا ہوا تو پھر میں کس پر دوش دوں گا۔ میں اس کی ذمہ داری ابھی سے قبول کرتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ اگلے سال پاکستان اور پاکستان کے اندر بہت ہی پیارے صوبہ پنجاب کے کسی بھی کونے میں گندم کا کوئی بحران پیدا ہوا تو میں اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے استعفے دے جاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ اچھی روایات ہمیں قائم کرنی چاہیے اور قائم کرنی پڑیں گی۔ جناب والا! یہ کیا بات ہوئی کہ جو بھی ملبہ اٹھایا، اٹھا کر پچھلے پر پھینک دیا۔ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے امید واثق ہے کہ جن پالیسیوں پر ہم چل رہے ہیں، جس طریقے سے اس وقت ہم خوراک کے اگلے سیزن کے لیے releases کے پروگرام بنا رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان پر عمل کرتے ہوئے کوئی بحران پیدا نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! کچھ دوستوں نے یہاں کہا کہ ہمارا گندم کا سٹاک کھلی جگہوں پر رکھا جاتا ہے اور پھر وہاں سے غبن کر لیا جاتا ہے یا وہ بارشوں سے خراب ہوتا رہتا ہے۔ آج میں یہاں دوستوں کو یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کیونکہ بعض دوستوں کی معلومات نہیں ہیں اسی بناء پر یہ باتیں کی جاتی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ پنجاب کے محکمہ خوراک کے پاس 24 لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنے کے گودام موجود ہیں۔ ہمارے پاس 24۔ لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنے کے گودام موجود ہیں۔ کبھی بھی محکمہ خوراک نے 24۔ لاکھ ٹن گندم procure نہیں کی۔ ہمارے پاس ہر سال چار پانچ، تین چار لاکھ ٹن سے زائد گندم ذخیرہ کرنے کے گودام خالی رہتے ہیں۔ لہذا ہم نے کبھی بھی open air میں اپنا سٹاک نہیں رکھا۔ یہ جو آپ کو نظر آتے ہیں یہ پاسکو کے ہوتے ہیں، یہ ہمارے نہیں ہوتے۔ ہم جونہی purchase کرتے ہیں فوری طور پر اسے سٹور کر لیتے ہیں بلکہ دو ماہ پہلے سے ہمارے carriage کے ٹینڈر ہو چکے ہوتے ہیں، ہمارے بار دانے پہنچ چکے ہوتے ہیں۔ جونہی ہمارے سنٹر پر خریدی ہوئی گندم آتی ہے ہم اسے اٹھا کر اپنے محفوظ گوداموں کے اندر لے جاتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ عملے کے کسی اہلکار کی غفلت سے ہوتا ہے۔ چونکہ پچھلی حکومت کے دور میں کوئی accountability نہیں تھی، کوئی پوچھنے والا نہیں تھا، نیچے سے اوپر تک تمام لوٹ مار میں مصروف تھے۔ یہاں بادامی باغ کے سنٹر کی بات کی گئی۔ جناب والا! بادامی باغ کے سنٹر میں ایک واقعہ ہوا۔ اس سے پہلے ایسے واقعات پر ڈائرکٹر، سیکرٹری فوڈ جو اس محکمے کے بڑے عہدے دار ہیں وہ انکوائری کرنے کے لیے کبھی نہیں گئے لیکن اس مرتبہ میں ہمہ اپنے سیکرٹری خوراک، ہمہ ڈائرکٹر، ڈپٹی ڈائرکٹر صاحبان کے وہاں موقعے پر پہنچا، اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا، وہیں بیٹھ کر کچہری

نکلی ' اس مسئلے کی انکوائری کرائی ۔ نہ صرف ایک انکوائری بلکہ دو تین انکوائری کروائی ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے سخت تشویش کا اظہار کیا اور اس کی انکوائری رپورٹ آچکی ہے اس میں انھوں نے تعین کیا ہے کہ کون کون ذمہ دار ہے ۔ آج میں ہاؤس کے ذریعے اپنے عوام کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ لاہور میں پچھلے سال اگست میں جو سیلاب آیا ' طوفانی بارش آئی اس کی بنیاد پر ------ یہ ایک unavoidable چیز ہے ' وہ ایک ناگہانی آفت تھی وہ آئی اور اس کی وجہ سے یہ نقصان ہوا لیکن آپ اندازہ لگائیں کہ ہم نے اس حد تک deeply اس کو چیک کیا کہ کیا یہ گندم بچائی جا سکتی تھی ؟ اور اگر بچائی جا سکتی تھی تو کیوں غفلت کی گئی ؟ اور کتنی بچائی جا سکتی تھی ؟ اور اس کے ذمہ دار کون ہیں ؟ ۔ اور اگر کوئی ذمہ دار ہیں تو صرف ذمہ داری ہی نہیں ڈالی بلکہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حکومت پنجاب کا جو نقصان ہوا ہے وہ نقصان ان سے پورا کیا جائے گا ۔ جناب سپیکر ! جو لوگ ملوث ہوئے ہیں ہم ان کے خلاف انٹی کرپشن میں پرچے درج کروا رہے ہیں اور میں عنقریب ان کی لسٹ آپ کے سامنے مہیا کروں گا اور ہم نے ان کے خلاف جو کچھ action لیا وہ آپ کے سامنے پیش کروں گا ۔ transparent معاملہ ہو گا آئندہ ہاؤس سے کوئی بات نہیں چھپائی جائے گی کم از کم میں اپنے محکمے کی حد تک یہ گزارش کرتا ہوں کہ کوئی بات نہیں چھپائی جائے گی ۔ جناب سپیکر میرے بہت سارے دوستوں نے جن میں میاں سعید صاحب بیٹھے ہیں افضل صاحب تھے وہ فوڈ میں سبزیاں ' چینی اور دوسری چیزیں لے گئے ۔ یعنی جب لفظ فوڈ آتا ہے تو شاید لوگوں کا ذہن اس طرف جاتا ہے لیکن محکمہ خوراک ان چیزوں کا احاطہ نہیں کرتا محکمہ خوراک کے ذمے صرف گندم ہے ۔ میں پریس کے ذریعے اپنے تمام دوستوں اور عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ذمے صرف گندم ہے ۔ اس گندم کو خریدنا اس کو با حفاظت سٹور میں رکھنا اور جب سردیوں میں کھلی مارکیٹ میں گندم ختم ہو جاتی ہے تو ہماری جو enlisted ملوں سے ان کو کوٹے کے مطابق subsidized rate پر گندم مہیا کرنا اور وہاں سے grind کر کے سستے داموں حکومت کے مقرر کردہ ریٹ پر عوام کو آٹا مہیا کرنا ہے محکمہ خوراک کے سسٹم اور function میں سبزیاں ' دال اور چینی اس کے ذمہ نہیں ہیں یہ محکمہ زراعت کی ذمہ داری ہے ۔ جب کچھ دوستوں نے کہا کہ محکمہ زراعت اور محکمہ فوڈ کو یک جا کر دیا جائے تو میں بھی اس کے حق میں ہوں کیونکہ کتنی پیدا ہوئی کتنی purchase ہوئی ہے اور اس کو کس طرح utilize کرنا ہے ان دونوں محکموں کا چولی دامن کا ساتھ ہے بے شک ان کو یکجا ہونا چاہیے لیکن یہ حکومت وقت کا کام ہے وہ جو بھی کریں گے ہم اس پر عمل کریں گے ۔

جناب سپیکر ! صدیق سالار صاحب نے کہا کہ " اقبال تیرے تمام بل نکال دیے " جناب سپیکر ! آپ میرے بڑے بھائی ہیں ، بہت ہی محترم ، متحق لیڈر ہیں آپ بتائیں کہ میرے اندر کوئی بل ہے؟ ـــــــ میرے اندر تو بل ہی نہیں اگر کوئی ایک آدھ تھا بھی تو وہ واقعی اس گندم نے نکال دیا ہے ۔ جناب والا ! میرے بہت ہی محترم بھائی اور دوست مولوی سلطان عالم نے عدالتوں کے کردار کے بارے میں بھی بات کی ، ملوں کی استطاعت کے مطابق پرمٹ جاری کرنے کی بھی بات کی جس پر میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ آئندہ کسی مل کو سیاسی بنیادوں پر پرمٹ جاری نہیں کیے جائیں گے۔ رہا عدالتوں کا کردار تو یہ ایک اتنا حساس مسئلہ ہے کہ اس پر اگر ذرا سی بھول چوک ہو جائے تو حد لاگو ہو جاتی ہے contempt of court ہو جاتی اور میں اس میں پڑنا نہیں چاہتا البتہ میں صرف اتنی گزارش ضرور کرتا ہوں کہ کم از کم محکمہ خوراک کے معاملے میں اگر کوئی آدمی کوئی مل مالک عدالت میں جائے تو کم از کم اعلیٰ عدالتیں ـــــ میں بہت ہی ادب کے ساتھ اور بہت ہی ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ اعلیٰ عدالتیں کم از کم ہمیں بلا لیں۔ اب میں صرف ایک مثال پیش کر کے اس معاملے کو ختم کروں گا کہ ایک مل والے کی capacity 1200 bag daily تھی اس نے اس وقت کے دس دن کے وزیر اعلیٰ وٹو جو بچے سقے کی حکومت آئی تھی اور انھوں نے چم کے سکے چلائے تھے ۔ وہ اپنے کسی تعلق کی بنیاد پر 2000 bag کا پرمٹ لے کر گیا۔ جناب سپیکر ! اگر ایک مل چوبیس گھنٹے چلتی رہے تو اس کی استطاعت 1200 bag کو grind کرنے کی ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ 1200 bag grind ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ چوبیس گھنٹے کوئی مل چل ہی نہیں سکتی بجلی فیل ہوتی ہے ، شفٹ تبدیل ہوتی ہے oil and greasing بھی ہوتی ہے لیکن اگر تصور کر لیا جائے کہ وہ 1200 bag ہی grind کرتے ہیں اور وہ مشین چوبیس گھنٹے چل رہی ہے ۔ چلو مان لیا لیکن وہ صاحب آئے اور انھوں نے اپنے ذاتی تعلق کی بنیاد پر 2000 bag کا پرمٹ لیا اور پہنچ گئے ۔ جناب والا ! اب ذرا غور فرمائیں کہ وہ پرمٹ لے کر ہمارے ڈپٹی ڈائرکٹر یا ڈی ایف سی کے پاس نہیں گئے بلکہ انھوں نے وہ پرمٹ جیب میں رکھا اور دس دن بیٹھے رہے اور دس دن کے بعد جا کر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ جناب یہ چیف ایگزیکٹو پنجاب کا جاری کردہ پرمٹ ہے اور محکمہ فوڈ اس کی compliance نہیں کر رہا لہذا مجھے stay دیا جائے۔ اب عدالت عالیہ کا آپ کو مجھے اور ہم سب کو بڑا احترام ہے بہت ہی احترام ہے ہمیں بغیر summon کیے اس 2000 bag کا stay دے دیتے ہیں ۔ اب subsidised rate پر حاصل شدہ گندم 800 bag روزانہ لے کر وہ کھلی مارکیٹ میں black پر فروخت کر رہے ہیں اور اس کی قیمت

80,000 روپیہ بنتی ہے جو روزانہ اس کی جیب میں جا رہا ہے اور محکمہ فوڈ بے بسی کا ایک نمونہ بن کر دیکھ رہا ہے ۔ آخر ہم نے اس کو pursue کیا کئی دن گزر گئے کئی دن لگے پھر inter court اپیل ہوئی مقصد یہ ہے کہ میں اپنے محکمے کے ایک نگران کی حیثیت سے صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے خلاف اگر کوئی بھی عدالت میں جائے تو کم از کم ہمیں بلا لیں اور ہمارا موقف سن لیں اس کے بعد بے شک stay دے دیں بے شک ہمارے خلاف فیصلہ دے دیں ۔ لیکن یہ ایک قومی نقصان ہے خدا کے واسطے ہمیں اس پر بھی غور کرنا ہو گا۔

جناب والا ! میرے بھائی ثاقب خورشید نے بھی اپنا مسئلہ بیان کیا کہ وہاڑی میں گندم میں ملاوٹ کی جا رہی ہے وہاں ریت اور پانی ملایا جا رہا ہے ۔ جناب سپیکر ! جب پچھلی حکومت اور اس کے وزیر اور وزیر اعلیٰ اور پھر سنٹر میں ایک مرد اول تھے جب ان تک روزانہ ایک بھتہ پہنچایا جاتا ہو اور ان اہل کاروں کے ذمہ ہو کہ تم نے روزانہ اتنی amount وہاں پہنچانی ہے تو اب وہ اپنے اس loss کو کس طرح پورا کریں گے؟ میں نے یہ انکوائری کرائی ہے اور واقعی یہ صحیح نکلا کہ پچھلے دور میں اس کمی کو پورا کرنے کے لیے جو وہ اس گندم کو فروخت کر کے بھتہ دیتے تھے اس کو پورا کرنے کے لیے رات کے بارہ بجے کے بعد ریت کی ٹرالیاں داخل کرتے تھے اور ان کو mix کر کے اوپر ڈونکی پمپ سے sprinkle کے ذریعے پانی کا چھڑکاؤ کر کے وزن پورا کرتے تھے ۔ لیکن اب جناب والا ! نہ تو مرد اول کا کوئی حصہ ہے اور نہ ہی وزیر کا کوئی ٹکا ٹیکس ہے اور نہ ہی اب سیکرٹری فوڈ یا کوئی اس میں ملوث ہے الحمد للہ اگر اب میرا کوئی دوست کسی سنٹر کی نشان دہی کرے تو میں آپ کو گارنٹی کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ 24 گھنٹے کے اندر اس کا وہ حشر ہو گا کہ ہم ان شاء اللہ ایک مثال قائم کریں گے------

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، وزیر صاحب ابھی policy statement دے رہے ہیں ۔ ان کو بات کرنے دیں۔ جی خواجہ کوانی صاحب !

وزیر خوراک، جناب سپیکر ! گندم کی امدادی قیمت بڑھ جانے کے بعد اگلے سال ابھی سے کسان اپنی بہت ہی رضامندگی ظاہر کر رہا ہے ۔یہ واقعی ہمارے لیے لمہ فکریہ ہے کہ ایک زرعی ملک کہلانے کے باوجود ہم اس سال 30 ارب روپے کی گندم باہر سے منگوا رہے ہیں ۔یہ 30 ارب جو ہماری سڑکوں پر خرچ ہونے تھے جو ہماری دکھی عوام کو بہتر طبی سہولتیں فراہم کرنے پر خرچ ہونے تھے جناب سپیکر

یہ 30 ارب ہمارے بچے جو مٹی پر بیٹھ کر اور درخت کی چھاؤں میں بیٹھ کر اور بعض جگہوں پر تو چھاؤں بھی نصیب نہیں وہاں بیٹھ کر جو تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کے لیے سکول کی عمارتیں بننا تھیں ۔ لیکن جناب والا! ہم صرف یہ اپنا پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے باہر سے گندم امپورٹ کر رہے ہیں۔ محض اپنی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں ۔ لیکن جناب سپیکر ان شاء اللہ تعالیٰ موجودہ زرعی پیکج آنے کے بعد اگلے سال پاکستان نہ صرف گندم میں خود کفیل ہوگا بلکہ وہ دن بھی آئے گا جب اپنے قریبی اسلامی ریاستوں کو بھی ہم گندم تحفہ کے طور پر بھیجیں گے ۔ جناب والا آخر میں ' میں پورے ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بعض مواقع پر خراج تحسین پیش کیا ۔ میں اس قابل تو نہ ہوں لیکن یہ ایک حوصلہ افزائی تھی یہ میرے اندر مزید میرے جذبوں کو جوان کرنے کے لیے آپ نے جو الفاظ کہے یہ مدد ومعاون ثابت ہوں گے ۔ جناب والا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دن رات ان شاء اللہ تعالیٰ ایمان داری اور خوش اسلوبی کے ساتھ کام کرتے ہوئے آپ کی توقعات پر ہم پورا اتریں گے۔صرف ایک گزارش ہے کہ تھوڑا سا وقت تو دیں ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ بھی سرخرو ہوں گے اور

ہم بھی سرخرو ہوں گے ۔ شکریہ جناب سپیکر ۔

جناب سپیکر ، شکریہ خاکوانی صاحب ۔

ملک احمد علی اولکھ ، ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، فرمائیں

ملک احمد علی اولکھ، جناب والا گزارش ہے کہ وزیر خوراک صاحب جن کا میرے دل میں انتہائی احترام ہے اور اس بات کو بھی سب دوست تسلیم کرتے ہیں کہ جناب وزیر خوراک صاحب اور محترم وزیر اعلیٰ نے دن رات محنت کر کے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے بھر پور کوشش کی ۔ یہاں پر جناب والا میں نے یہ بات کی تھی کہ جو گندم ہم باہر سے امپورٹ کرتے ہیں اور figure کے بارے میں انہوں نے میرے حوالے سے بات کی ہے وہ figure میں نے نہایت ذمہ دار اداروں کے ذریعے حاصل کی ہیں اور وہ میں نے یہاں بیان کی تھیں ۔ پرسوں ایک میٹنگ میں ایک فیکس آسٹریلیا سے منگوایا گیا تھا اور اس fax کے مطابق یہ بتایا گیا کہ 221 ڈالر فی ٹن وہاں پر گندم کا ریٹ ہے ۔ جناب والا اس میٹنگ میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ بھی موجود تھے اور یہاں پر کچھ دوستوں نے یہ

بات بھی کی ہے کہ وہ گندم ہمیں 380 روپے فی من سے بھی اوپر پڑتی ہے ۔ میں نے جو بات کی تھی اور جو بات میں کرنا چاہتا تھا اس سے میرا یہ مقصد نہیں تھا کہ آپ support price بڑھائیں ۔

دوسری میری وضاحت کی بات یہ تھی ، مجھے پتا ہے کہ ہمارے پنجاب اور پاکستان کے جو شہری لوگ ہیں یا دیہاتی لوگ ہیں وہ afford نہیں کرتے کہ وہ اتنی مہنگی گندم خرید کریں ۔ جناب والا میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ باہر کے ممالک میں cost of production بھی کم پڑتی ہے اور ہمارے ملک میں cost of production بھی زیادہ ہے ۔ ہماری جو inputs ہیں ان کی قیمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ہمیں گندم کاشت کرنے پر وہ بہت مہنگی پڑتی ہے جس کی وجہ سے آج بھی اگر آپ فیلڈ میں جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ گنے کی فصل زیادہ کاشت ہو رہی ہے ۔ دوسری فصلیں زیادہ کاشت ہو رہی ہیں اس کے مقابلے میں گندم کی فصل کم کاشت ہوئی ہے ۔ وجہ بھی یہی ہے کہ cost of production زیادہ ہے ۔ مثلاً ایک کھاد کی بات ہے .....

جناب سپیکر ، میرے خیال میں اب آپ پوری تقریر کا جواب نہ دیں ۔ آپ کی وضاحت آ گئی ہے اور اب آج کی کارروائی ختم کی جاتی ہے ۔ اب اجلاس کی کارروائی کل 4 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 13 ۔ جون ' 1997ء

(آدینہ ' 7 ۔ صفر المظفر ' 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں ساڑھے چار بجے سہ پہر زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

سورۃ آل عمران آیت 24 تا 27

کہو کہ اے اللہ (اے بادشاہی کے مالک) تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے ○ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو ہی بے جان سے جان دار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جان دار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے ○

وما علینا الا البلاغ ○

پوائنٹ آف آرڈر

جنرل ہسپتال لاہور کے ٹی بی وارڈ کو بند کرنا

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ارشد عمران سلہری صاحب

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ آج کے روزنامہ نوائے وقت کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جس میں یہ خبر لگی ہے کہ جنرل ہسپتال لاہور میں ٹی بی وارڈ بند کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! جنرل ہسپتال غریب عوام کے لیے ہے اور تقریباً آدھے جنوبی پنجاب کے مریض اس سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت اس کو بند کر دیا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ جنرل ہسپتال میں آج سے پانچ ماہ پیشتر تین کروڑ روپیہ سی ٹی سکین اور دوسری مشینیں جو پچھلے سیلاب کے دوران خراب ہوئی تھیں ان کی مرمت کے لیے رکھا گیا تھا ابھی تک اس کا کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ دوبارہ سیلاب اور بارشیں آنے والی ہیں اور نہ ہی اس کا کوئی سدباب کیا گیا ہے۔ اگر بارشیں یا سیلاب آ گیا تو دوبارہ اس ہسپتال کا کیا ہو گا؟ تو اس پر میں جناب سپیکر آپ کی اور حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، کیوں جی خاکوانی صاحب!

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب سپیکر! میں بجائے اس کے کہ میں اپنے محکمے کو defend کروں۔ میں مکمل معلومات کے ساتھ جو اس وقت latest صورت حال ہے ۔ میں کل ان شاء اللہ آگاہ کروں گا۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ جو کل کا ایجنڈا تھا۔ اس میں کچھ اور تھا آج کے ایجنڈے میں ترمیم کی گئی ہے اور آج مجھے لگتا ہے کہ اس ہاؤس میں 75 فی صد آبادی کا قتل عام زرعی ٹیکس لگا کر ہو گا۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم اپنا مافی الضمیر اس ہاؤس میں پیش کر سکیں اور عوام کو بتا سکیں کہ اتنے بڑے مینڈیٹ والی حکومت جو اتنے

لوگوں کے ووٹوں سے بنی آج انہی کے خلاف اسی ہاؤس میں وہی اپنا بل پیش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، ابھی آپ کو کیسے پتا چل گیا ہے کہ میں پہلے کس آئٹم کو شروع کرنے والا ہوں۔

جناب سعید اکبرخان، سر! ایجنڈے کے مطابق تلاوت کے بعد آپ کریں گے۔ نمبر 1 پر ہنگامی قانون----

جناب سپیکر، ابھی تو ہم تحریک التوائے کار لے رہے ہیں۔ جب اس کا موقع آتا ہے تو پھر اس پر آپ ضرور بات کریں۔ تلاوت کے بعد ہم تحریک التوائے کار لے رہے ہیں۔ جی رانا ثناء اللہ صاحب!

قواعد انضباط کار کو adopt کرنے کی یقین دہانی پر عمل درآمد نہ کرنا

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر کوئی منسٹر on the floor of the House اجلاس کی کارروائی کے دوران کسی بات کی یقین دہانی کرائیں اور اس کے بعد اس یقین دہانی پر عمل نہ کیا جائے تو کیا اس سے ایوان کے استحقاق کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، کوئی specific بات کریں؟

رانا ثناء اللہ خان ،جناب سپیکر! اس میں Specific یہ ہے کہ last private members day پر شاہد اکرم بھنڈر صاحب نے ایک تحریک پیش کی تھی۔ جس میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ جو Rules of Procedure ہیں اسے adopt کیا جائے اور اس میں کچھ ترامیم لائی جائیں۔ وزیر قانون نے ان کی اس تحریک کے جواب میں یہ فرمایا تھا کہ Rules of Procedure چونکہ جناب گورنر کی طرف سے نافذ کردہ ہیں۔ ہم اسی اجلاس میں انہیں adopt کر رہے ہیں۔ اس کے بعد جو ترامیم ضروری ہیں۔ وہ گورنمنٹ یا ممبر لانا چاہے وہ لے آئیں۔ لیکن اس یقین دہانی کے باوجود کل قاعدہ 65 اور 67 میں ترمیم لائی گئی ہے۔ اس ترمیم کی رو سے جہاں پر چیف منسٹر call attention notice کا جواب دینے کے پابند تھے۔ ان کی جگہ متعلقہ منسٹر کو ساتھ شامل کر دیا گیا۔

جناب سپیکر، اس میں رانا صاحب! ایک بات تو یہ ہے۔ چونکہ ابھی ہاؤس نے اسے adopt نہیں کیا اور صورتحال پہلے والی ہی ہے کہ جناب گورنر ہی اس میں ترمیم کر سکتے ہیں۔اس لیے وہ ترمیم انہی کی طرف سے ہوئی ہے تو جب آپ کا ہاؤس یہ سارے rules adopt کر لے گا تو اس کے بعد پھر آپ

والی بات آتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں، میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ گورنر نے جو ترامیم کی ہیں وہ گورنمنٹ نے ان سے کہا ہے تو انھوں نے کی ہیں۔ جو Constitution کا frame work ہے اس میں گورنمنٹ نے جو suggest کیا ہے اس کے مطابق انھوں نے ترامیم کی ہیں۔ اور جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ جو call attention notice ہے۔ جب چیف منسٹر آ کر اس کا جواب دیتے ہیں تو اس سے ایوان کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔اس سے اس ہاؤس کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ ان کو اس ایوان سے دور کرنے والی بات ہے۔ یہ اس سفر کا نقطہ آغاز ہے جس سے آگے جا کر ایسے لوگ جو ہیں، ایسے مشورے دے دے کے پہلے حکم رانوں کو گورنمنٹ ہاؤسوں تک محدود کرتے ہیں پھر اس کے بعد بوتل میں بند کر دیتے ہیں۔ یہ نقطہ آغاز ہے جناب سپیکر! یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ Call attention notice تقریباً 92ء سے چلا آ رہا ہے اور اس میں کبھی کوئی قباحت نہیں ہوئی۔ اس میں یہ provided ہے کہ اگر چیف منسٹر کو اس دن کوئی دیگر مصروفیت ہو کوئی ایمرجنسی ہو تو وہ جناب سپیکر سے request کر کے اس دن کو آگے ڈالا جا سکتا ہے، adjourn کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ اس میں یہ بات لائی جاتی کہ متعلقہ منسٹر جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تو اس سلسلے میں لا منسٹر صاحب آپ فرمائیں گے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! آپ نے یہ درست observation دی ہے کہ ابھی تک یہ رولز ہاؤس نے adopt نہیں کیے ہیں۔ جب تک ہاؤس ان کو adopt نہیں کرتا ان میں جو بھی ترامیم ہیں، جو موجودہ طریقہ کار اپنایا گیا ہے اسی طریقہ کار کو اپنایا جاتا ہے۔ جہاں تک رانا صاحب نے فرمایا کہ میں نے ہاؤس میں اس بات کا اعادہ کیا تھا کہ ممبران کی طرف سے جو بھی ترامیم آئیں گی ان کو wel come کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! تو میں اپنے اس موقف کو پھر دہراتا ہوں۔ میں نے ایوان میں یہ ہی گزارش کی تھی کہ جب ان رولز کو ہاؤس adopt کرے گا تو اس کے بعد ہم ممبران سے تجاویز لیں گے اور جہاں کہیں ممبران مناسب سمجھیں گے۔ اگر اس میں ترمیم ضروری ہوئی تو ترمیم کر لی جائے گی۔ یہی میں نے گزارش کی تھی۔ جہاں تک رانا صاحب کا یہ کہنا کہ چیف منسٹر کے علاوہ، جو اس رول میں ترمیم کر کے یہ کہا گیا ہے کہ متعلقہ وزیر بھی اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم اس کو اس

زاویے سے دیکھیں کہ اس سے ایوان کا کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یا اس میں call attention کی اصل روح مجروح ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! اس طرح نہیں ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہم نے زیادہ آسان بنایا ہے اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی ایک call attention notice آ جاتا ہے اور چیف منسٹر موجود نہیں ہیں تو متعلقہ وزیر اس کا جواب دے گا۔ بجائے اس کے کہ اس کو اس وقت تک pending کر لیا جائے جب تک کہ چیف منسٹر available نہ ہوں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ طریقہ کار کو آسان اور سہل بنانے کے لیے یہ ترمیم کی گئی ہے اور اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ جہاں کہیں بھی اس ایوان کو اعتماد میں لینے کے لیے صوبے میں امن و امان کی صورت حال کے حوالے سے یا کسی بھی حوالے سے اگر ضروری ہوا تو چیف منسٹر یہاں پر موجود ہوں گے۔ وہ اپنے نقطہ نظر دیں گے۔ لیکن ہم نے یہ طریقہ کار کو آسان بنانے کے لیے کیا تھا کہ وزراء کرام جواب دیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ تھوڑا سا قواعد کو دیکھ لیں کہ پچھلے دنوں سے جو call attention notice آ رہے ہیں۔ اس میں بھی یہ ہے کہ پہلے صرف لا اینڈ آرڈر سے متعلقہ آتے تھے۔ اب اس میں باقی سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ اگر منسٹر جواب دیں گے تو بھی on behalf of Government دیں گے۔ اس سے قطعی طور پر یہ نہیں لینا چاہیے کہ وزیر کا جواب ذرا مختلف ہوگا۔ ہم بھی گورنمنٹ کا point of view یہاں پر دیں گے۔ اور اس سے بڑھ کر جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہی طریقہ کار قومی اسمبلی میں بھی ہے کہ وہاں پر بھی متعلقہ وزیر جواب دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں قطعی طور پر کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں رانا صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جب رولز میں ترامیم کی بات ہوگی۔ یہ اپنی سفارش دیں' اس میں اپنی تجویز دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر غور کیا جائے گا اور اگر چیف منسٹر نے مناسب سمجھا۔ ویسے ہوگا۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! چونکہ جو رولز ہیں وہ اب یہاں اسمبلی کے اندر adopt ہونے چاہئیں تو اس میں بجائے اس کے کہ آپ گورنر صاحب سے اس کی approval لیتے ہیں۔ آپ نے ہی پہلے رولز بنائے ہیں۔ اگر اسمبلی میں آئیں گے تو اس میں اور ذرا بہتر اصلاح ہوگی۔ تو اس وقت رانا صاحب آپ اس کو take up کر لیں گے۔ اب میرا خیال ہے کہ آگے چلتے ہیں اور adjournment motion لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، وزیر موصوف نے جو بات کی ہے اس سے بات واضح نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، واضح ہو گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، وہ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ گورنر صاحب نے کیا ہے۔ان کا اس بات میں کوئی دخل نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ایک تو بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات سامنے آ گئی ہے کہ جلد ہی رولز کو adopt کرنے کے لیے میٹنگ بھی ہوگی اور اس وقت آپ یہ پوائنٹ ضرور سامنے رکھیں۔ اور انھوں نے جو دوسری بات کی ہے کہ کئی دفعہ جناب چیف منسٹر اگر نہیں ہوتے تو ان کے behalf پر جو بھی یہاں منسٹر ہوتے ہیں وہ حکومت کی ہی طرف سے assurance دیتے ہیں۔ بہرحال' جس وقت وہ مسئلہ آئے گا تو اس وقت آپ دوبارہ اس بات کو بھی take up کر سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میں نے جو تحریک استحقاق پیش کی تھی جس کو مسترد کیا گیا ہے' یا تو پھر اس کو Assurance Committee کو refer کر دیں۔ وزیر موصوف نے اس بات سے تو انکار نہیں کیا کہ انھوں نے یہ assurance نہیں کروائی۔ اگر انھوں نے یہ assurance نہ کروائی ہوتی تو ہو سکتا ہے کہ ہاؤس اسی دن ان رولز کو adopt کر لیتا۔ شاہد اکرم بھنڈر صاحب موجود ہیں' انھوں نے ان کی assurance پہ واپس لیا تھا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، پوائنٹ آف آرڈر ۔ سر! اس میں گزارش یہ ہے کہ میں صرف دوستوں کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر کے قاعدہ۔209 کے تحت پوائنٹ آف آرڈر صرف اس question پہ ہو سکتا ہے جو کہ اس وقت اسمبلی میں مسئلہ پیش ہوا ہو۔ تو جناب والا! ایسا کوئی بزنس اسمبلی کے پاس نہیں۔ آج اہم قانون سازی ہونی ہے۔ان تمام کے پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں۔ برائے مہربانی ہاؤس کا بزنس شروع کریں۔ کیونکہ اس وقت تو اسمبلی کے پاس وہ مسئلہ ہے ہی نہیں جس پر یہ پوائنٹ آف آرڈر دے رہے ہیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، جی' راجا صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! شاہد اکرم بھنڈر صاحب نے بڑا valid پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر، آپ والی بات انھوں نے کر دی ہے۔

وزیر قانون، میرے والی بات انھوں نے کر دی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اب اس کے اوپر کافی بات ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، آخری بات۔

جناب سپیکر، نہیں' آخری تو نہ کہیں۔ ان شاء اللہ باتیں کرتے رہیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، اس معاملے میں' میں آخری بات کر رہا ہوں اور اپنے بھائی شاہد اکرم بھنڈر صاحب کو بہت عمدہ پالش کرنے پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، آج ہم تحریک التوائے کار لے رہے ہیں' نمبر 13 میاں عبدالستار-----

جناب سعید اکبر خان،جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، وہ تو پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا ہے جی۔ آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، اسی کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر، اس کے متعلق تو اب ختم ہو چکی ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر dispose of سمجھا جائے۔ اس کے اوپر اب بات نہیں ہوگی۔ میاں عبدالستار صاحب' نمبر 13۔ نہیں ہیں' اس کو dispose of تصور کیا جائے۔ جناب ایس اے حمید صاحب' نمبر 16۔ کہہ کے گئے ہیں۔ pending کریں۔ نمبر 17' میاں عبدالستار صاحب' نہیں ہیں' lapse ہو گئی۔ نمبر 18 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

دریائے چناب کے پل پر حادثات کی روک تھام کے لیے اقدامات

مولانا منظور احمد چنیوٹی: ۔میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ " تصویر پاکستان" لاہور میں ایک افسوسناک حادثے کی جلی سرخی میں یہ خبر شائع ہوئی کہ " مسافروں سے بھری ہوئی کوچ دریائے چناب میں جاگری جس سے 25 افراد شدید زخمی ہوگئے ۔ تمام ٹانگیں بازو اور پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ متعدد زخمیوں کی حالت نازک ہے ۔ زخمیوں کو باڈی کاٹ کر نکالا گیا"۔

جناب سپیکر! دریائے چناب کے پلوں پر یہ پانچواں حادثہ ہے جس میں کئی قیمتی جانیں موت کے منہ میں جاچکی ہیں۔ یہ پل انگریز کے زمانے کا بنا ہوا ہے جو اپنی مدت پوری کرچکا ہے ۔ نیا پل مدت سے زیرتعمیر ہے جو نامعلوم کب مکمل ہوگا۔اس پل کے جنگلے ٹوٹے ہوئے ہیں جن کی بنا پر اس کے قسم کے خطرناک حادثات پیش آتے رہتے ہیں "بندے مار" بن گیا ہے ۔ لیکن حکومت نے آج تک اس قسم کے حادثات کی روک تھام کے لیے کوئی انتظام نہیں کیا۔

میری استدعا ہے کہ اس حادثہ پر بحث کرنے کے لیے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر! یہ پل انگریز کے زمانے کا ہے' جیسا کہ تحریک میں عرض کیا ہے۔ ایک مدت سے اس کے جنگلے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ پانچ حادثے ہو چکے ہیں----

جناب سپیکر، چنیوٹی صاحب! تشریف رکھیں ۔ آپ نے تحریک التوائے کار پڑھ دی ہے۔ اب وزیر متعلقہ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر خزانہ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! شکریہ' آپ نے مجھے اجازت دی ہے۔ جناب سپیکر! مولانا صاحب کا موقف اس حد تک درست ہے کہ اس پل پر جو کہ چنیوٹ شہر کے قریب ہے' کافی حادثات ہوئے ہیں۔ یہ پل حکومت پنجاب کی ملکیت نہیں۔ یہ پاکستان ریلوے کی ملکیت ہے اور اس کا نیچے کا حصہ ریل گاڑی کے لیے اور اوپر کا حصہ روڈ ٹریفک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اب دونوں اطراف سے جو approaches ہیں' اس کے جنگلے کچھ عرصے سے خراب ہوئے ہوئے ہیں اور محکمہ ہائی ویز نے بارہا مرکزی محکمہ ریلویز کو یاد دہانی کروائی ہے کہ اس کی مرمت کی جائے۔ بالآخر محکمہ ریلوے کی طرف سے ایک تخمینہ لاگت سات لاکھ پچیس ہزار ایک سو اکہتر روپے کا ہمیں پہنچا ہے جو کہ 28.5.97 کو ایکسین ہائی ویز جھنگ کو موصول ہوا ہے۔ اس کے بعد محکمہ ہائی وے نے یہ رقم بذریعہ چیک 29.5.97 کو ڈویژنل اکاؤنٹس آفیسر پاکستان ریلوے لاہور کو جاری کر دی اور ہماری بارہا یاد دہانی کے باوجود اب تک اس پہ کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوئی۔ جناب سپیکر! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پل کے دونوں اطراف موڑ ہے' چڑھتے ہوئے بھی' اترتے ہوئے بھی۔ تو چڑھتے ہوئے تو شاید گاڑیوں' بسوں' ٹرکوں کے ڈرائیور رفتار میں کمی کرتے ہوں گے' کیونکہ تھوڑی بہت چڑھائی ہوتی ہے۔ اترتے وقت ڈرائیور لاپروائی سے کام لیتے ہیں اور خاص طور پر بسوں میں آپس میں مقابلے بھی ہوتے ہیں اور تیز رفتاری سے اترتے ہیں۔ جب وہ موڑ پہ آتے ہیں تو لامحالہ وہاں پھر حادثے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے اور

حادثات ہوتے ہیں۔لیکن حکومت پنجاب نے اپنی ذمہ داری مسلسل ادا کی ہے' محکمہ ریلوے کو لکھتے رہے ہیں۔ جب ان کی طرف سے تخمینہ ہمیں موصول ہوا وہ رقم جمع کروا دی گئی ہے۔ اب محکمہ ریلوے کی طرف سے ہمیں یقین دہانی کروائی گئی ہے کہ وہ ان شاء اللہ العزیز دونوں اطراف سے اس پھاٹک کی مرمت جلد از جلد کروا دیں گے۔ لہٰذا میں آپ کی وساطت سے مولانا صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس تحریک التوائے کار پریس نہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، جی' مولانا صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میرے کانوں کی کمزوری ہے۔ میں نے آپ سے بھی درخواست کی تھی' چیف منسٹر سے بھی کہ اس کے لیے انتظام کریں۔ اس کی ڈاکٹری رپورٹ آ گئی ہے' آپ انتظام کر سکتے ہیں۔ میں اچھی طرح وزیر موصوف کی بات سن نہیں سکا۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں یہ پل ڈبل ہے۔ نیچے ریل گزرتی ہے' اوپر بسیں اور گاڑیاں گزرتی ہیں۔ ریلوے کا پل تو مرکز کے تحت ہے لیکن دوسرا جو اوپر پل ہے جس سے گاڑیاں گزرتی ہیں یہ آپ کے ہائی وے کے تحت ہے۔ میں نے ہائی وے والوں سے معلوم کیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی سات لاکھ کا فنڈ اس کے لیے منظور کیا ہے اور وہ ریلوے والے ہی بتائیں گے۔اب ہماری گزارش تو یہ ہے کہ ایک مسئلہ ہے بہت اہم۔ کتنی قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ کیا اس کا انتظار کریں گے کہ ایک حادثہ اور ہو جائے؟ ابھی اس تحریر کے بعد میں نے سوال بھی دیا ہوا ہے۔ ابھی تک ایک رسی باندھی گئی ہے جہاں جہاں سے وہ جنگلہ ٹوٹا ہوا ہے اور اس کے ساتھ سرخ جھنڈیاں لگا دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! وہ بات آ چکی ہے اور ان کا جواب بھی وزیر متعلقہ کھوسہ صاحب نے دیا ہے اور فنڈ بھی جمع ہو چکے ہیں۔ تو اس کی implementation کا بھی سردار صاحب نے کہہ دیا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، کب تک یہ انتظام ہو جائے گا؟

جناب سپیکر، ہاں جی' انھوں نے کہہ دیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! مجھے جواب دینے کی ضرورت ہے؟

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اب بات تو ہو چکی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، شکریہ۔

جناب سپیکر، ویسے بھی اس میں recent occurrence کی کوئی بات نہیں آتی۔ لیکن پھر بھی یقین دہانی ہو چکی ہے۔ تو یہ پھر آپ واپس لے رہے ہیں مولانا صاحب؟ اس کو آپ پریس نہیں کرتے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! کب تک اس کا بندوبست کریں گے۔ اس کی کوئی یقین دہانی کرا دیں۔ ابھی تک تو وہاں رسی باندھی ہوئی ہے۔ پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ اس سے تو حادثے رک نہیں سکتے۔ یہ قیمتی جانوں کا مسئلہ ہے۔ پانچ ٹرک وہاں گر چکے ہیں اور سینکڑوں آدمی زخمی اور بیسیوں مر چکے ہیں۔ یہ فوری اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جس طرح مولانا صاحب فرما رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس ہاؤس میں کوئی ایسا رکن نہیں بیٹھا ہو گا جسے ان انسانی جانوں کے ضائع ہونے کا افسوس نہ ہو' دکھ نہ ہو۔ یقیناً ہم ان کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ انسانی جان اتنی سستی چیز نہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ میں ذاتی طور پر وزیر ریلوے سے خود رابطہ کروں گا۔ ان کو ہم نے جو رقوم بھیج دی ہیں ان کا حوالہ دوں گا۔ تاوقتیکہ اس پھاٹک کی مرمت وغیرہ ہوتی ہے تو ہم اس طرح سے ایک انتظامی طور پر وہاں دونوں اطراف کی ٹریفک پولیس کو ہدایت کر دیتے ہیں کہ جو تیز رفتار گاڑیاں ہوں یا جو اس موڑ کی پوزیشن پر آ کر اوور ٹیک کرنے کی کوشش کریں ان کی روک تھام کا انتظام کیا جائے تاکہ جب تک وہ پھاٹک نہیں بنتے تب تک اس طرح سے انسانی جانوں کی حفاظت کی جائے۔ میرے خیال میں اس کے بعد تو کوئی اور گنجائش نہیں رہتی۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! اب کافی اس سلسلے میں وضاحت ہو چکی ہے۔ تو آپ پھر اس کو پریس نہیں کرتے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، کب تک انتظام کریں گے؟

جناب سپیکر، آپ اپنی طرف سے خود بات کریں۔ مشورے نہ لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، گزارش یہ ہے کہ جب تک انتظام نہیں ہوتا۔ اگر کوئی اور حادثہ ہوتا ہے تو پھر وزیر صاحب اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! ویسے بھی رولز کے مطابق آپ کی تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اگر فوری انتظام نہیں کیا جاتا اور کوئی حادثہ ہو گیا تو اس کی ذمہ داری وزیر صاحب لیتے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ آپ کی تحریک التوائے کار رولز کے مطابق نہیں بنتی۔ اس کے باوجود ٹیک اپ کی گئی۔ منسٹر صاحب نے یقین دہانی بھی کروائی ہے۔ انھوں نے فرما دیا ہے۔ اب اگر آپ پریس نہیں کرتے یا کرتے ہیں تو مجھے بتا دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! گورنر صاحب جھنگ کے دورے پر آئے تھے۔ ان کو بھی میں نے یہ شکایت کی تھی۔ تین ماہ ہو چکے ہیں اور تین ماہ میں ابھی تک کچھ بھی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، پھر آپ اس کے اوپر زور نہیں دیتے؟

آوازیں، ان کو سنائی نہیں دیتا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ یہ ڈسپوز آف ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 19 رانا ثناء اللہ خان کی ہے۔

شیخوپورہ سے باہر بائی پاس کی تعمیر کے منصوبے میں رکاوٹ

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ٹریفک رش پر قابو پانے کے لیے شیخوپورہ شہر سے باہر بائی پاس بنانے کا جو منصوبہ شروع کیا وہ نوے فی صد کام ہونے کے بعد اب بالکل رک گیا ہے جو اب نامعلوم کب مکمل ہو گا۔ شہر میں ٹریفک کا رش بہت بڑھتا جا رہا ہے جس سے علاقہ کے عوام میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا ایوان کی کارروائی روک کر اس اہمیت عامہ کے مسئلے پر فوراً بحث کی جائے۔

جناب سپیکر! یہ کافی لاگت سے بننے والا منصوبہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر، رانا صاحب' ایک منٹ آپ ذرا تشریف رکھیں۔ پہلے جو متعلقہ منسٹر ہیں وہ جواب دے لیں۔ جی راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! شیخوپورہ بائی پاس کا منصوبہ حکومت پنجاب نے اس شرط پر منظور کیا کہ اس کے لیے پچاس فی صد لاگت مرکزی حکومت اور پچاس فی صد حکومت پنجاب ادا کرے گی۔ یہ منصوبہ حصول اراضی اور تعمیر سڑک کے لیے بالترتیب 8 کروڑ 18 لاکھ اور 9 کروڑ 26 لاکھ روپے جون 1994ء میں منظور ہوا۔ اس طرح منصوبے کی کل لاگت 17 کروڑ 42 لاکھ روپے بنتی ہے جس کا پچاس فی صد مبلغ 8 کروڑ 71 لاکھ روپیہ مرکزی حکومت نے ادا کرنا تھا۔ حصول اراضی کے لیے اب تک 8 کروڑ 55 لاکھ روپے کی ادائیگی کی جا چکی ہے جب کہ سڑک کی تعمیر جون ماہ 1996ء تک 4 کروڑ 44 لاکھ روپے ادا کیے گئے ہیں۔ مرکزی حکومت نے اب تک صرف 3 کروڑ 30 لاکھ روپے ادا کیے ہیں۔ مرکزی حکومت کی طرف سے بقیہ رقم فراہم نہ ہونے کی وجہ سے یہ منصوبہ بند پڑا ہے۔ 19 جنوری 1997ء کو وزارت مواصلات نے اسلام آباد میں یاد دہانی کرائی گئی جس کے جواب میں وزارت مواصلات اسلام آباد نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اگلے مالی سال 98-1997 میں مطلوبہ رقم فراہم کر دی جائے گی۔ اس دوران میں حکومت پنجاب نے 80 لاکھ روپیہ اس منصوبے کے لیے مزید جاری کیا ہے جو already کام وہاں ہو چکا ہے اس کی payment کی جائے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اب تک اس منصوبے پر حکومت پنجاب اپنے شیئر سے زیادہ خرچ کر چکی ہے اور ابھی تک یہ منصوبہ نامکمل ہے۔ میں اپنے بھائی سے اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن یہاں پر میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جیسے ہی ہمیں وفاقی حکومت سے رقم فراہم ہو گی۔ اس منصوبے پر کام شروع ہو گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسے مکمل کیا جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی رانا صاحب' اب فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وہاں موقع پر صورت حال کے مطابق دونوں طرف ایک سیم نالہ ہے۔ دونوں طرف سے سڑک مکمل ہے۔ صرف سیم نالے ریلوے لائن پر پھاٹک اور پل بننا رہتا ہے۔ پھر اس پر جتنا کروڑوں روپے کی لاگت سے خرچ کیا ہے اس کے حساب سے بہت ہی معمولی رقم اس پر خرچ ہونی ہے۔ تو یہ میٹنگ میں تیار کیا گیا جواب ہے۔ اس میں وہاں پر موقع کی صورت حال کے متعلق تو انھوں نے کچھ نہیں بتایا۔ یہ بتائیں کہ کب تک امداد فراہم ہو گی؟

جناب سپیکر! فیصل آباد سے آپ کو معلوم ہے کہ لاہور آنے کے لیے وہ واحد

راستہ ہے اور جتنا ٹریفک کا رش اس روڈ پر ہے کسی اور روڈ پر نہیں۔ اس کی وجہ سے بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ نوے فی صد کام مکمل ہو چکا ہے۔ ادائیگی مکمل ہو چکی ہیں۔ اب تھوڑی سی رقم کے لیے منصوبہ تقریباً چھ سات مہینے سے پڑا ہے اور جیسے یہ فرما رہے ہیں کہ جب امداد فراہم کر دی جائے گی تو پھر اسے تعمیر کر دیا جائے گا۔ یہ تو پتا نہیں کب ہو؟

جناب سپیکر: لاہنسٹر صاحب! پنجاب حکومت کی طرف سے تو آپ نے فنڈز جمع کروا دیے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ اس منصوبے کی شرط یہ تھی کہ نصف وفاقی حکومت نے دینا تھا۔ نصف پنجاب حکومت نے دینا تھا اور پنجاب حکومت کی طرف سے میں نے گزارش کی ہے کہ ہم پہلے ہی اپنے شیئر سے زیادہ دے چکے ہیں۔ اب وفاقی حکومت کی طرف سے آنا ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ پیسے ضرور آئیں گے۔ اس لیے کہ اگر یہاں پر ہم پیسے خرچ کر کے اس کو مکمل نہیں کریں گے تو جو پہلے سے یہاں خرچ ہو چکا ہے وہ ضائع ہو گا۔ اس سے عوام اسی صورت میں استفادہ حاصل کر سکتے ہیں جب یہ منصوبہ مکمل ہو گا۔ کروڑوں روپے کی مالیت کا یہ منصوبہ ہے اور جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے کہ شیخوپورہ سے آنے والے لوگوں کو یا دوسرے فیصل آباد سے آنے والے لوگوں کو اس سے تکلیف ہے۔ ہمیں اس کا احساس ہے اور اسی لیے میں گزارش کر رہا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جیسے ہی رقم فراہم ہوگی اس کو مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جیسے میرے بھائی نے کہا کہ رقم کب آئے گی۔ تو رقم کے بغیر تو یہ کام ہو نہیں سکتا اور اگر پنجاب حکومت نے اپنے شیئر سے کم خرچ کیا ہو تو اس کے لیے بندوبست کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ ہم پہلے ہی زیادہ کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ویسے پنجاب حکومت نے بنانا ہے یا وفاقی حکومت نے بنانا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ پنجاب حکومت بنا رہی ہے لیکن شیئر آدھا ان کا ہے اور آدھا ہمارا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کیا یہ فرمائیں گے کہ اکتوبر 1997ء تک یہ مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: نہیں، دیکھیں، رانا صاحب! اب آپ خود ہی اس بات کا اندازہ کریں کہ جو ان کے دائرہ اختیار میں بات ہے تو اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے اور جو ان کے دائرہ اختیار میں ہے اس پر انھوں نے عمل بھی کر دیا ہے۔ فنڈز بھی جمع کرا دیے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ کہیں سے ادھار لے کر خرچ کر دیں۔ بعد میں مرکزی حکومت سے لے کر ادا کر دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، وفاقی حکومت کی طرف سے جونہی فنڈز آئیں گے یہ مکمل کروا دیں گے۔ کیوں نہ کریں گے۔ ان شاء اللہ جلد مکمل ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وہ بہت اہمیت کا معاملہ ہے اور ہمارے لیے تو انتہائی تکلیف دہ امر ہے۔ ہم نے روزانہ ہی آنا جانا ہوتا ہے اس میں سیم نالے پر صرف ایک پل ہی بننا ہے اور زیادہ سے زیادہ اس کی بیس پچیس فٹ چوڑائی ہے۔

خواجہ محمد اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خواجہ محمد اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے محترم بھائی رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ روز آنا جانا ہوتا ہے جبکہ یہ پچھلے ہفتے سے لاہور ہی میں ٹکے ہوئے ہیں اور مجھے نہیں پتا کہ یہ کب آتے ہیں اور کب جاتے ہیں لہذا آپ ان کے آنے جانے کا بندوبست تو کریں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اصل میں جناب سپیکر! صورت حال یہ ہے کہ سابقہ دور میں پیپلز پارٹی کی حکومت اور خاص کر میاں منظور احمد وٹو سابق وزیر اعلیٰ نے بڑے بڑے ٹھیکے اپنے منظور نظر ٹھیکے داروں میں تقسیم کیے ہوئے تھے۔ لاہور میں فیروزپور روڈ کا بائی پاس اور دو موریہ پل کا ٹھیکہ حتیٰ کہ داتا گنج بخش کمپلیکس کا ٹھیکہ بھی اپنے منظور نظر ٹھیکے داروں کو دیا ہوا تھا اور یہ تمام ٹھیکے دار تمام فنڈ کھا گئے اور بھاگ گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ منصوبے اسی وجہ سے نامکمل ہیں۔ لہذا میں حکومت سے درخواست کروں گا' وزیر قانون میرے بھائی ہیں ماشاء اللہ۔ یہ ان کو پکڑیں' ان کو گرفتار کریں ان سے پیسہ نکلوائیں تب جا کر یہ گاڑی آگے چلے گی۔ یہ سارا خزانہ کھا گئے اور لوٹ مار کر گئے ان کو پکڑ کر حوالاتوں کی زینت بنایا جائے۔ انھوں نے مجھے پکڑ کر کوٹ لکھپت جیل میں ڈالا تھا اور جناب! آپ مجھ سے ملاقات کرنے آتے تھے ان کو بھی ذرا کوٹ لکھپت کا دروازہ دکھائیں کہ جیل کا راستہ کدھر جاتا ہے۔

میاں جاوید لطیف، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! مجھے خواجہ صاحب کی بات سے اختلاف ہے۔ شیخوپورہ کے وزیر اعلیٰ ملک مشتاق اعوان تھے اور یہ ٹھیکہ ان کے منظور نظر ٹھیکے دار کو ٹھیکہ ملا ہوا تھا۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اب اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس کا جواب تو کچھ نہیں آیا۔

جناب سپیکر، اس کا جواب تو آ گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! کیا جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے اس کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ دیا ہے ۔ جو ان کے دائرہ اختیار میں ہے اس حوالے سے وزیر قانون نے کافی تفصیل سے بات کی ہے اور انھوں نے اپنے حصے کے فنڈ جمع کروائے ہیں اور دوسرے انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ وفاقی حکومت سے فنڈز آنے کے بعد اس کی implementation ہو جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان، کیا اگلے مالی سال میں اس کا فیصلہ ہو جائے گا جناب سپیکر! اس کے جواب میں کوئی بات تو ہونی چاہیے ۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اس پر وہ کوئی تو definite بات کر دیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے definite بات کی ہے۔ تو پھر آپ اسے press نہیں کرتے؟

رانا ثناء اللہ خان، نہیں' جناب!

جناب سپیکر، اس لیے آپ بیٹھ گئے ہیں۔ ٹھیک ہے جی اسے dispose of تصور کرتے ہیں۔

میاں عبدالستار کی تحریک التوائے کار نمبر 20 ہے۔ جی میاں صاحب!

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 17 کا کیا بنا؟

جناب سپیکر، آپ اس وقت ایوان میں نہیں تھے لہذا وہ dispose of ہو گئی ۔ آپ کا انتظار ہوا ہے۔

میاں عبدالستار ، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، خیر ہے ۔ آپ نے ماشاء اللہ کافی تحریکیں دی ہوئی ہیں ۔ آپ کی آگے بھی تحریکیں ہیں۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو ---------

وزیر قانون، جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی میاں صاحب۔ ایک منٹ ۔۔۔ جی وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 20 ہے اور اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 21 بھی ان ہی کی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 20 کا جواب موصول نہیں ہوا اس لیے جناب سپیکر! اس کو ملتوی فرما دیا جائے۔ تحریک التوائے کار نمبر 21 کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ پھر تحریک التوائے کار نمبر 21 لے لیتے ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! وزیر صاحب اشارے کر رہے ہیں اس لیے آپ اس کو withdraw کر دیں۔

جناب سپیکر، یہ اشاروں کا معاملہ آپ کا اپنا ہے۔ آپ 21 کے اوپر satisfied ہیں؟

میاں عبدالستار، جی جناب۔

جناب سپیکر، تو آپ نے اسے withdraw کیا ہے؟

میاں عبدالستار، جی جناب۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اسے dispose of تصور کیا جاتا ہے۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 22 چودھری زاہد نذیر صاحب کی ہے۔ جی چودھری صاحب۔

الائیڈ ہسپتال، فیصل آباد میں نصب مشینوں میں خرابی

چودھری زاہد نذیر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں جاپان کی امداد سے نصب شدہ کروڑوں روپے مالیت کی انجیو گرافی مشین عرصہ دراز سے خراب پڑی ہے جس کی وجہ سے دل و دماغ کے معائنے کے لیے فیصل آباد اور سرگودھا ڈویژن کے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ لاہور جنرل ہسپتال کی مشین خراب ہونے سے یہ مسئلہ اور بھی شدت اختیار کر گیا ہے جس کے لیے فوری اقدامات کی سخت ضرورت ہے۔ الائیڈ ہسپتال میں نصب شدہ ایکسریز کی اکثر اور موجودہ موبائل ایکسریز کی تمام

مشینیں خراب ہیں ۔ مزید برآں الائیڈ ہسپتال میں نصب شدہ تمام اسٹرلائزیشن پلانٹس خراب ہو چکے ہیں ۔ بھاپ / سٹیم بنانے والا بوائلر خراب ہے ۔ روزانہ ہونے والے تقریباً ایک سو ایمرجنسی اور دوسرے آپریشنز کے لیے مشینوں کی خرابی کی وجہ سے تمام آلات جراحی ناقص اور غیر معیاری صفائی / اسٹرلائزیشن کی وجہ سے مریضوں کی اموات اور انفیکشن کا باعث بن رہے ہیں ۔ اس انفیکشن کی وجہ سے خصوصاً پچھلے دو ماہ سے اموات کی شرح میں حیرت انگیز حد تک اضافہ ہوا ہے ۔ اتنے بڑے ہسپتال کے لیے موجود دو عدد دستی قسم کے اسٹرلائزر سیفٹی والو خراب ہونے کی وجہ سے مناسب اسٹرلائزیشن نہیں کر سکتے۔ اس مسئلہ پر ضلع فیصل آباد کے عوام میں شدید بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ لہذا اسے فوری زیر بحث لایا جائے ۔

جناب سپیکر: جی۔ وزیر صحت۔

وزیر صحت : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر ! الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کی مشینوں کی خرابی کے ضمن میں یہ گزارش ہے کہ یہ صرف کوئی ایک جگہ کا مسئلہ نہیں' بلکہ ہر جگہ سے اس قسم کی شکایات موصول ہوئی ہیں انجیوگرافی کی مشین کے بارے میں میرے دوست نے فرمایا کہ وہ عرصہ دراز سے بند پڑی ہے اور خراب ہے ۔ جناب سپیکر! اصل صورت حال یہ ہے کہ یہ بات درست نہیں' بلکہ انجیوگرافی کی مشین کام کر رہی ہے البتہ جزوی طور پر اس کا ایک حصہ خراب ہے جس کی وجہ سے جسم کا جو lateral view ہے جو پیچھے والا حصہ ہے جس سے وہ ایکس رے کرتے ہیں ----------

جناب سعید اکبر خان : آگے والے حصے کا کیا حال ہے؟

وزیر صحت: جی ۔ آگے والے حصے کو وہ بالکل صحیح دکھاتے ہیں ۔

چودھری زاہد نذیر : جناب سپیکر!---

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! یہ بڑا serious مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں ۔ اس طرح نہیں ۔ زاہد نذیر صاحب ذرا تشریف رکھیں ۔ انھیں ذرا جواب دے لینے دیں ۔ خواجہ صاحب ! آپ بھی تشریف رکھیں ۔ انھیں پہلے بات مکمل کرنے دیں ۔ انھوں نے ابھی بات مکمل نہیں کی ۔ مہربانی ۔ آپ ذرا تشریف رکھیں ۔جی خاکوانی صاحب!

وزیر صحت: جناب والا! جسم کا فرنٹ اور جسم کا بیک جس میں کمر بھی شامل ہے جس میں back bone بھی شامل ہے جس میں سر کا پچھلا حصہ بھی شامل ہے ۔ جناب والا! میں واقعی سنجیدہ بات کر

رہا تھا ۔ اگر ہمارے دوست light mood میں ہیں تو خواجہ صاحب آپ ناراض نہ ہوں ۔ میں تو یہ گزارش کر رہا ہوں کہ انجیو گرافی کی مشین مکمل طور پر خراب نہیں۔ الائیڈ ہسپتال میں نصب شدہ انجیوگرافی کی مشین مکمل طور پر خراب نہیں' بلکہ اس کا وہ حصہ جس سے کہ lateral view لیا جا سکتا ہے وہ اس وقت کام نہیں کر رہا۔ اس میں ایک پرزہ ہے جسے changer کہتے ہیں وہ خراب ہے اور اس کے لیے ہم نے حکومت کو لکھ کر بھیجا ہوا ہے اور اس پر چونکہ کثیر رقم خرچ ہونی ہے اور اس سال کے بجٹ میں وہ رقم ہمیں نہیں مل سکی ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے سال کا بجٹ جو 30جون کے بعد ہمیں ملے گا اس کے repair head میں ہم یہ مشین مکمل طور پر چالو کر کے دے دیں گے ۔

نمبر 2۔ آپ نے فرمایا کہ بوائلر خراب ہیں اور وہاں کے تمام اسٹرلائزیشن پلانٹس بھی خراب ہیں ۔ جناب والا! اس بارے میں میں گزارش کروں کہ جتنے اسٹرلائزیشن پلانٹس ہیں وہ بوائلر سے چلتے ہیں ان کی سٹیم سے چلتے ہیں ۔ جب بوائلر خراب ہو تو وہ پلانٹس automatically بند ہو جاتے ہیں۔ دس سال پرانا ایک بوائلر تھا جو جاپان کی امداد سے وہاں لگایا گیا تھا ۔ آخر وہ اپنی طبعی عمر پوری کر چکا ہے ۔ اس کی ٹیوبیں لیک ہو چکی ہیں۔ اس کی مرمت کی جا رہی ہے ۔ اور میں اپنے ہاؤس کو assurance دیتا ہوں کہ اگلے دس پندرہ دنوں میں وہ مکمل ہو کر دوبارہ کام شروع کر دے گا۔ لیکن اس وقت manually ایک بوائلر کے ذریعے کچھ جراحی آلات کو ہم sterilise کر رہے ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں ہے یا ان کو معلومات صحیح طور پر فراہم نہیں کی گئیں۔ کیونکہ جب بھی جراحی آلات صحیح sterilise نہ ہو کوئی سرجن risk لینے کے لیے تیار نہیں ہوتا ۔ اور میں ادب کے ساتھ کہوں گا کہ یہ فرمانا درست نہیں ہے کہ محض اسی وجہ سے فیصل آباد میں شرح اموات میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے ۔ مجھے آپ نگرز بتائیں میں ان کی انکوائری کر کے آپ کو صحیح صورت حال بتا دوں گا ۔ باقی تیسری بات انھوں نے یہ فرمائی کہ تمام ایکس رے پلانٹ خراب ہیں ۔ جناب سپیکر! وہاں آٹھ موبائل ایکس رے مشینیں ہیں۔ اور چار فکسڈ مشینیں ہیں۔ اب ان بارہ میں سے چھ مشینیں مکمل طور پر دن رات کام کر رہی ہیں۔ اس میں بھی وہ مسئلہ ہے کہ باقی ماندہ چھ مشینوں کی مرمت کے لیے ہم نے ٹینڈر کیے ہوئے ہیں ۔ فنڈز کی دستیابی نہیں تھی ۔ اب یہ بات وہاں بیٹھے ہوئے میرے دوستوں کو پسند نہیں آئے گی ۔ لیکن حقائق یہی ہیں کہ پچھلی حکومتوں کی ترجیحات کسی اور طرف تھیں۔ ان کی ترجیحات اپنے عالی شان ریسٹ ہاؤسز کی تعمیر تھی ۔ پچھلی حکومت کی ترجیحات بڑی بڑی پجیرو گاڑیاں خریدنا تھیں۔ ان کی ہسپتالوں کی طرف توجہ نہیں تھی ۔ جناب سپیکر ! یہی وجہ ہے کہ کوئی مشین فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے

صرف دو لاکھ روپے کی مرمت کے لیے بند پڑی ہے ۔ کوئی مشین ڈیڑھ روپیہ لاکھ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑی ہے ۔ جناب سپیکر! ہماری حکومت اور ہماری جماعت مسلم لیگ کا منشور ہے کہ ہم نے عوام کو فوری اور سستی طبی سہولتیں ان کے در تک پہنچانی ہیں۔ اس منصوبے کے تحت ہم نے اس کو ترجیح دی ہے ۔ اور اپنے بجٹ کی صحت کی مد میں یہ رقم رکھی ہے ۔ 30 جون کے بعد اگلے بجٹ میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مشینیں مرمت ہونے کے بعد چالو حالت میں آپ کو فراہم کر دی جائیں گی ۔

جناب سپیکر ، چودھری زاہد نذیر صاحب اس پر کچھ مزید بات کرنی چاہتے ہیں۔

چودھری زاہد نذیر ، وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہو گا کہ مجھے یہ وہ تاریخ بتا دیں کہ آخری انجیوگرافی کب کی گئی ہے ؟

جناب سپیکر ، یہ کوئی وقفہ سوالات تو ہے نہیں۔ ویسے اگر بعد میں آپ کوئی سوال بھیجنا چاہیں تو بھیج دیں۔

چودھری زاہد نذیر ، بہتر ہے ۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر ' میں نے گزارش کی تھی کہ آخری تاریخ کو چھوڑیں آج بھی وہ مشین کام کر رہی ہے ۔ لیکن وہی بات کہ جزوی کام کر رہی ہے ۔

چودھری زاہد نذیر ، جناب سپیکر ' جہاں تک میری انفرمیشن کا تعلق ہے وہ مشین کام نہیں کر رہی ۔ وہاں سے مریض کراچی جاتے ہیں۔ جس پر بیس ہزار روپیہ خرچ آتا ہے ۔ چونکہ انجیوگرافی کے لیے جب کراچی جانا ہو گا تو ہوائی جہاز کے ذریعے جانا ہو گا۔ ٹرین کے ذریعے مریض نہیں جا سکتا ۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر ! میرے لیے میرے محکمے کے کسی افسر کی معلومات کے برعکس میرے دوست ' میرے colleague میرے لیے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ میں ان کو گارنٹی دیتا ہوں کہ میں خود ان کے ساتھ الائیڈ ہسپتال میں جاؤں گا ۔ وہاں ہم دونوں جا کر اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر جو بھی صورت حال ہو گی وہ ایوان کے سامنے پیش کریں گے ۔ میں اپنے محکمے کا دفاع نہیں کروں گا ۔ یہ معلومات مجھے اپنے محکمے کی طرف سے ملی ہیں ۔ اس کے باوجود اگر آپ مطمئن نہیں تو میں آپ کی تسلی ان شاء اللہ تعالیٰ خود موقع پر جا کر کراؤں گا ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ اس پر کافی تفصیل کے ساتھ بات ہو گئی ہے۔ پھر آپ پریس نہیں کرتے۔

چودھری زاہد نذیر، اگر وزیر موصوف میرے ساتھ الائیڈ ہسپتال کا دورہ کرنے کے لیے تیار ہیں تو میں پریس نہیں کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ شرط والی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے ہی انھوں نے کہا ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر، ان شاء اللہ میں انھی کے جہاز پر جاؤں گا۔

جناب سپیکر، یہ dispose of کی جاتی ہے۔ دستی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر، حافظ محمد اقبال خان خاکوانی بڑا عرصہ، تین سال کی بہت مدت ہوتی ہے میرے سیٹ فیلو رہے ہیں۔ میرے قریب بیٹھتے رہے ہیں۔ مجھے خیال تھا کہ منسٹر بنیں گے تو ہمارے مظفر گڑھ کے ڈسٹرکٹ ہسپتال کی خامیاں دور کریں گے۔ انھوں نے یہ مہربانی فرمائی ہے کہ وہاں اینستھیزیا کا ایک بڑا اچھا ڈاکٹر انھوں نے سمجھا کہ اچھے ڈاکٹر کی ملتان میں ضرورت ہوتی ہے۔ مظفر گڑھ میں ضرورت نہیں ہے۔ اس کو اٹھا کر نشتر ہسپتال میں لے گئے۔ یہ ان سے پوچھیے گا کہ میں نہیں چاہتا کہ اس کے لیے تحریک التوائے کار دوں۔ اگر یہ بات درست ہے یا تو اس انستھیزیا کے ڈاکٹر کو واپس مظفر گڑھ لائیں۔ یا اگر انھیں وہ بہت عزیز ہے، بہت پیارا ہے تو کسی اور کو بھیج دیں تاکہ سرجری کے کام کا حرج نہ ہو۔ سرجری کا کام اس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ چھوٹی موٹی تکلیفیں تو برداشت کر لیتے ہیں۔ اور ہم دیہاتیوں کو یہ توقع ہوتی ہے کہ دم سادھ کے بغیر اینستھیزیا کے چیر پھاڑ کرا لیں گے۔ یہ مہربانی کر کے اس کی وضاحت کر دیں کہ اگر یہ لے گئے ہیں تو اس کو واپس کریں یا کوئی اچھا اینستھیزیسٹ دیں تاکہ سرجری کے کام میں مظفر گڑھ ڈسٹرکٹ ہسپتال میں جہاں پہ سارے ضلع سے مریض آتے ہیں وہاں یہ کمی نہ رہے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر، اس میں کوئی شک نہیں کہ سردار امجد حمید خان دستی میرے سیٹ فیلو تھے اور ہیں۔ میرے بزرگ ہیں۔ مجھے بڑا احترام ہے۔ میرے کلاس فیلو بھی ہیں۔ میں بڑے ادب کے ساتھ ان کی ایک بات سے اختلاف کروں گا کہ مجھے کوئی ڈاکٹر چاہیتا ہے اور اس لیے میں اس کو لے گیا ہوں۔ میرے لیے ہر وہ ڈاکٹر چاہیتا ہے جو اپنی پوسٹ پر عوام کی خدمت کر رہا ہے۔ خواہ وہ مظفر گڑھ میں ہو خواہ میانوالی میں ہو، خواہ پنڈی میں ہو خواہ ملتان میں ہو۔ روٹین کے اندر اس کا تبادلہ ہوا ہو گا۔ اس کا tenure پورا ہو گیا ہو گا۔ انشاء اللہ انستھیزیسٹ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال مظفر گڑھ کو فراہم کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، اب تحریک التوائے کار کا وقفہ ختم ہوتا ہے ۔ اب ہم گورنمنٹ بزنس ٹیک اپ کرتے ہیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر ' پوائنٹ آف آرڈر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ دستی صاحب کا تو پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں تھا ۔ انھوں نے جو بات کی وہ تو ایک الگ بات تھی ۔ یہ جو تحریک التوائے کار ہے جو زاہد نذیر صاحب نے کی ہے ۔ اس کے متعلق میں بات کرنی چاہتا تھا۔

جناب سپیکر ، وہ تو dispose of ہو چکی ہے ۔ انھوں نے وہ واپس لے لی ہے ۔ اس کا وقت بھی ختم ہو چکا ہے ۔ اگر اس سلسلہ میں کوئی ایسی بات ہے تو آپ اس کو کسی اور شکل میں لے کر آئیں۔ سوال کی شکل میں لے آئیں ' اگر تحریک التوائے کار بنتی ہے تو وہ لے آئیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، Is he in a position to say? کہ یہ نہیں بنتا یا بنتا ہے کیا یہ سپیکر کے فرائض انجام دے رہے ہیں؟

مسودہ قانون

ہنگامی قانون دی پنجاب ایگریکلچرل انکم ٹیکس ' مجریہ 1997ء

جناب سپیکر ، نہیں ' ان کے اختیار میں نہیں ہے ۔ اب ہم گورنمنٹ بزنس لے رہے ہیں۔ اور ایجنڈے پر ------

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا ' پوائنٹ آف آرڈر!

Mr Speaker: The Punjab Agriculture Income Tax Ordinance, 1997 (Punjab Ordinance No·22 of 1997)

..... Minister for Law

Minister for Law:sir, I lay

"The Punjab Agriculture Income Tax Ordinance 1997.

Mr Speaker: The Punjab Agriculture Income Tax ordinance 1997" has been laid ,. It is deemed to be a Bill introduced in the Assembly under rule 91(6) of the Rules of Procedure of

the Provincial Assembly of 1997.

نوابزادہ منصور احمد خان : I oppose, Sir.

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر : میں نے آپ کو اجازت نہیں دی ۔ (قطع کلامی) میں نے آپ کو اجازت نہیں دی ۔

جناب سعید احمد خان منیس : This is unlawful

جناب سپیکر : میں نے نوابزادہ منصور خان کو اجازت دی ہے ۔ آپ فرمائیں کہ آپ کیا oppose کر رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ' میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں نے نواب زادہ صاحب کو اجازت دی ہے ۔ جی نواب زادہ صاحب! کیا آپ oppose کر رہے ہیں ؟ ۔ سعید منیس صاحب! میں آپ کو تھوڑی دیر میں اجازت دیتا ہوں آپ ابھی بیٹھیں۔ مجھے پہلے ان سے بات کر لینے دیں ۔ جی نواب زادہ صاحب! فرمائیے ۔

نواب زادہ منصور احمد خان : جی پوچھیے ۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا oppose کیا ہے ؟ ۔

نواب زادہ منصور احمد خان : میں تو سعید منیس صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کے لیے درخواست کر رہا تھا۔

وزیر خزانہ و داخلہ امور (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ) : جناب سپیکر! ان کے منہ سے غلطی سے الفاظ نکل گئے ہیں ۔ آپ معاف کر دیں اور ان کو آرام سے بیٹھنے دیں ۔

جناب سپیکر: مجھے ان کا بڑا احترام ہے ۔ وہ نواب زادہ نصراللہ صاحب کے بیٹے ہیں ۔ ان کے والد ہمارے بزرگ ہیں ' ہمیں سب کو ان کا احترام ہے ' ان کی بڑی خدمات ہیں لیکن ہاؤس کا جو ایک procedure ہے وہ تو نواب زادہ صاحب ! آپ کو سمجھنا چاہیے اور بات کرنے سے پہلے اس کا علم بھی ہونا چاہیے ۔ جی سعید احمد منیس صاحب ! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے تھے اب فرمائیے ۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ جو Ordinance آپ lay کرنے لگے ہیں ۔ اسے lay

کرنے سے پہلے میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ میری رائے میں یہ Ordinance unlawful ہے۔ زرعی ٹیکس کے بارے میں گورنر پنجاب نے تین آرڈی ننس جاری کیے ہیں۔ ایک آرڈی ننس 6۔ دسمبر کو جاری ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس Ordinance کو oppose کر رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی ہاں میں اس Ordinance کو oppose کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آیا یہ موقع oppose کرنے کا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی ہاں! اس لیے کہ یہ lay ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے اس میں کوئی amendment دی ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! یہ lay ہو رہا ہے اور This is unlawful۔ میں آپ کو ثابت کروں گا کہ یہ unlawful ہے اگر یہ unlawful ہے تو آپ اسے proceed کیسے کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: منیس صاحب! آپ خود سپیکر رہے ہیں کیا oppose کرنے کا یہ موقع ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر اس Ordinance کو چیلنج کر رہا ہوں کہ This is unlawful and unconstitutional۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر تو یہ بات نہیں آ سکتی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب! بالکل آ سکتی ہے کیوں نہیں آ سکتی۔ جو چیز ہاؤس میں discuss ہو رہی ہے اس پر point of order valid ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ جو چیز ہاؤس میں discuss ہونے والی ہے That is unlawful۔

جناب سپیکر: آپ جو بات کر رہے ہیں وہ کس رول کے تحت کر رہے ہیں؟ ذرا رول کا حوالہ دیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! یہ رول 209 ہے۔

جناب سپیکر: آپ ذرا رول 209 کو پڑھیں۔

Mr Saeed Ahmad Khan Manais: A point of order shall relate to

the interpretation or enforcement of these rules or such Articles of the Constitution as regulate the business of the Assembly. .....

جناب سپیکر: آپ آگے پورا پڑھیں۔

Mr.Saeed Ahmad Khan Manais: ... .which is the congnizance of the speaker.

تو یہ آپ کے بس میں ہی ہے۔

جناب سپیکر: میرے بس میں ہے اسی لیے تو میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا' اس لیے آپ بیٹھ جائیں۔ جی وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کوئی ایسا رول پورے رولز آف پروسیجر میں نہیں کہ جو اسے ایوان کی میز پر نہیں lay کرنے سے روکتا ہو۔ میں تو lay کرنے لگا تھا۔

Sir, I lay

"The Punjab Agricultural Income Tax Ordinance, 1997

Mr Speaker: The Punjab Agricultural Income Tax Ordinance, 1997 has been laid . It is deemed to be Bill introduced in the Assembly under rule 91 (6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997.

..... Minister for Law

Minister for Law: Mr Speaker Sir, I move :

"That the requirements of rule 94 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 may be dispensed with for the purposes of immediate consideration of the Punjab Agricultural Income Tax Bill, 1997.

Mr Speaker: The motion moved is :

"That the requirements of rule 94 of the Rules of Procedure of the

Provincial Assembly of the Punjab, 1997 may be dispensed with for the purposes of immediate consideration of the Punjab Agricultural Income Tax Bill, 1997

(The motion was not opposed)

Mr Speaker: The motion moved and the question is

"That the requirements of rule 94 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 may be dispensed with for the purposes of immediate consideration of the Punjab Agricultural Income Tax Bill, 1997

(The motion was carried)

Mr Speaker: Now we take up the first reading of the Bill First reading starts Minister for Law.

Minister for law Mr Speaker Sir, I move

"That the Punjab Agricultural Income Tax Bill, 1997 be taken into consideration at once "

Mr Speaker: The motion moved is

"That the Punjab Agricultural Income Tax Bill, 1997 be taken into consideration at once "

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ بل introduce نہیں ہو سکتا کیونکہ The matter is sub-judice in the High Court اور جناب حسن اختر مؤکل جب چیئر پر تھے تو وہ اس بارے میں ایک دفعہ اپنی رولنگ دے چکے ہیں کہ جو معاملہ ہائی کورٹ میں pending ہو اسے take up نہیں کیا جا سکتا۔ وہ غالباً Call Attention Notice تھا جس کا جواب وزیر اعلیٰ نے دینا تھا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ کہا تھا کہ Matter is sub-judice اور سپیکر صاحب نے یہ کہا تھا کہ چونکہ یہ معاملہ sub-judice ہے اس لیے take up نہیں ہو سکتا۔ تو میری عرض یہ ہے کہ چونکہ Already ruling

exists کرتی ہے کہ جو معاملہ ہائی کورٹ میں pending ہو ' sub-judice ہو اسے take up نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: جناب منیں صاحب! کیا کسی کورٹ نے پنجاب اسمبلی کو قانون سازی سے منع کیا ہے؟ قانون سازی کبھی بھی کسی عدالت نے نہیں روکی۔

جناب سعید احمد خان منیں: جناب والا! جب یہ معاملہ sub-judice ہے تو آپ کیسے proceed کر سکتے ہیں؟ ویسے آپ نے اگر ہر بات کو negative ہی لینا ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ کو یہ پتا نہیں چل رہا کہ آپ نے کس وقت oppose کرنا ہے؟ کس وقت کوئی amendment دینی ہے؟ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ آپ مجھے کسی عدالت کا ایک فیصلہ quote کر دیں کہ اسمبلی کو یہ کہا گیا ہو کہ آپ قانون نہ بنائیں۔

جناب سعید احمد خان منیں: اس وقت جو Chair پر بیٹھے تھے وہ سپیکر تھے He has the power of the Speaker انھوں نے ہی اس وقت بتایا تھا کہ جو معاملہ already عدالت میں ہو وہ take up نہیں کیا جا سکتا۔ تو اب وزیر اعلیٰ تشریف رکھتے ہیں آپ ذرا ان سے پوچھ لیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! بل اسمبلی میں پیش ہوا اور اس پر جناب نے رائے طلب کی رائے کے مطابق وہ" ہاں" اور" نہ" میں بھی carry ہو گیا۔ میرے فاضل دوست اس پر بھی پہلے oppose نہ کر سکے۔ جب اسمبلی نے اس کو at once لینے کے لیے رائے دے دی اس کے بعد عدالت عالیہ کے بارے میں یہ فرما رہے ہیں لیکن ان کے پاس عدالت عالیہ کا کسی قسم کا کوئی حکم یا کوئی verdict نہیں۔ جہاں تک قانون سازی کا تعلق ہے جناب والا نے درست فرمایا کہ اسمبلی یا legislator کو کبھی کسی عدالت نے نہ روکا ہے اور نہ ہی آئین میں روکنے کی کوئی provision ہے۔ اگر خدا نخواستہ آئین کے ساتھ کسی قسم کی قانون سازی متصادم ہو جائے تو اس کو چیلنج کرنے کا کسی بھی پرائیویٹ فرد یا ممبر کو حق ہوتا ہے۔ اعتراض برائے اعتراض کرنا مناسب نہیں۔ اگر وہ oppose کرتے تو ان کو تقریر کرنے کا حق تھا۔ تو میری یہ عرض ہے کہ اس پر واضح رولنگ دی جائے کہ یہ معاملہ اسمبلی میں take up ہو چکا ہے اور اس پر ممبران کی اکثریت نے رائے بھی دے دی

ہے۔اس کے بعد کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔

جناب محمد ثاقب خورشید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ثاقب خورشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! جیسا کہ فاضل ممبر جناب سعید احمد خان منیس صاحب نے آج اس بل پر اعتراض کیا ہے کہ عدالت عالیہ کا حکم امتناعی ہے۔ میں آپ کو تاریخ کے چند پرانے لمحات یاد کرانا چاہتا ہوں کہ سعید احمد خان منیس صاحب اس کرسی صدارت پر بیٹھے تھے عدالت عالیہ نے 1993 میں ایک فیصلہ کیا تھا تو اس وقت سعید احمد خان منیس کہاں گئے تھے؟ (شیم شیم) اس وقت عدالت عالیہ کا احترام کہاں گیا؟ میں ان کو کیا کہوں کہ وہ عدالت عالیہ کے فیصلے کو کس طرح روندتے رہے۔ شکریہ

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! ہم سب عدالتوں کا احترام کرتے ہیں۔ ہم میں سے ایسا کوئی آدمی نہیں جو عدالتوں کا احترام نہیں کرتا۔ مگر انھوں نے یہ سب کچھ بعد میں کہا اور عدالت عالیہ نے ہمیں پابند نہیں کیا لہذا ہم انھیں بھی کہتے ہیں کہ خدا را! آپ بھی عدالت عالیہ کا احترام سیکھیں۔ Chair پارٹی تو عدالت کا احترام کرتی ہی کرتی ہے۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پیر محمد بنیامین شاہ صاحب

پیر سید محمد بنیامین رضوی، جناب والا! جب ہم 137 ارکان صوبائی اسمبلی نے اسلام آباد سے ان کے خلاف vote of no confidence بھیجا تھا اس وقت یہ سپیکر تھے۔ تو میں نے جب میریٹ ہوٹل سے وہ فیکس کی تھی تو انھوں نے فیکس مشین بھی بند کر دی تھی۔

جناب سپیکر، آپ نے یاد کرا دیا ہے میں نہیں چاہتا تھا کہ پرانی باتیں دہرائی جائیں۔ بہر حال جہاں تک عدالت کے احترام کا تعلق ہے وہ تو عملی طور پر سب جانتے ہیں کہ عدالتوں کا احترام کس جماعت نے کیا' کن لوگوں نے کیا؟ اور جنھوں نے عدالتوں کا احترام نہیں کیا وہ ان کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے۔ جہاں تک law making کا تعلق ہے اس سلسلے میں کبھی بھی کسی عدالت نے کسی اسمبلی کو کوئی قانون سازی کرنے سے نہیں روکا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں۔اب قانون سازی لے رہے ہیں۔

Mr Speaker: The motion moved is that the Punjab Agriculture Income Tax Bill , 1997 be take into consideration at once

جناب سعید اکبر خان، I oppose it.

جناب سپیکر، آپ oppose کرتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جی ہاں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ بل جو آج اس ہاؤس میں lay کیا جا رہا ہے اس کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی 75 فی صد آبادی جو پہلے ہی نہایت ہی کس میرسی کی حالت میں اپنا وقت گزار رہی ہے اور وہ اس قابل نہیں کہ اپنا گزر اوقات اچھے طریقے سے کر سکے۔ جو ادارہ already بڑا under pressure چل رہا ہے اور میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اگر اس ملک نے survive کیا ہے تو اسی زراعت پیشہ پر کیا ہے اور اگر کسی نے سب سے زیادہ قربانی دی ہے تو وہ بھی یہی زراعت پیشہ لوگ ہیں جو اس ملک کے لیے قربانیاں دیتے آئے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ جناب والا! اس بل کا نام زرعی انکم ٹیکس رکھا گیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ میں اسے زرعی انکم ٹیکس کہوں یا اس کو جگا ٹیکس کہوں۔ یہ کدھر کا اصول ہے کہ بغیر سوچے سمجھے کسی کی holding پر ٹیکس لگا دیا جائے اور یہ سمجھا جائے کہ اس کے پاس 50 ایکڑ رقبہ ہے تو اس کی آمدن وہی ہوگی جو کسی آباد علاقے کی ہے۔ یہاں یہ بھی تفریق نہیں کی گئی کہ جو backward علاقے ہیں جو already اتنے developed نہیں ان کا ریٹ اور ایک developed ضلع کا ریٹ برابر کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! ہاؤس میں بیٹھے میرے تمام دوست ان غریب کسانوں کا حال جانتے ہیں کہ وہ کس کس میرسی میں اس ملک کی ترقی میں حصہ جا رہے ہیں اور پھر یہ کہنا کہ زراعت پیشہ ٹیکس نہیں دے رہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ساتھ بہت بڑی بے انصافی ہے۔ ہم already ٹیکس ادا کر رہے ہیں۔ مالیہ کی صورت میں، عشر زکواۃ کی صورت میں ٹیکس ادا کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مالیہ معاف کر دیں گے لیکن یہ نہیں سوچا جاتا کہ ایک کسان کے پاس جب مونجی ہوتی ہے تو اس سے 250 یا 350 روپے میں لے کر مارکیٹ میں 900 روپے میں بیچی جاتی ہے۔ وہ ٹیکس کون لیتا ہے؟ وہ ٹیکس کس سے لیا جاتا ہے؟ وہ جو ریٹس میں gap ہے وہ جو گورنمنٹ 800 / 900 روپے زیادہ لیتی

ہے وہ کس کی جیب سے جاتا ہے؟ کیا وہ کسی صنعت کار کی جیب سے جاتا ہے یا ایک غریب کسان کی جیب سے جاتا ہے ؟ جناب والا ! ہم سے کاٹن 900/800 روپے فی من لی جاتی ہے لیکن مارکیٹ میں وہی کاٹن 2400 روپے فی من بیچی جاتی ہے۔ آیا ہم اس کو ٹیکس نہ کہیں؟ کیا یہ ٹیکس نہیں ہے؟ کیونکہ جو میری ملکیت ہے وہی گورنمنٹ لے رہی ہے یہ بھی ٹیکس ہے۔

جناب والا ! میں آج یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ کسان کے خلاف ایک سازش ہے کہ اس کو اتنا بے بس کر دیا جائے اس کو مالی طور پر اتنا کمزور کر دیا جائے تا کہ وہ ------

میاں شوکت علی لالیکا ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی لالیکا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

میاں شوکت علی لالیکا، جناب سپیکر ! یہ ایک بڑی سازش نہیں' بلکہ پچھلی حکومت کی بڑی سیاہ کاریاں ہیں اور آج کسان پچھلی حکومت کی وجہ سے قربانی دے رہے ہیں۔

جناب والا جب بھی کسانوں کو اس ملک کے لیے قربانی کی ضرورت پڑی وہ قربانی دیں گے اور وہ بڑی فراخ دلی سے دیں گے ۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا جب یہ تقریر فرمائیں گے تو اپنا موقف بیان فرما دیں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، اس طرح سے نہیں سب کو بات کرنے کا موقع ملے گا ۔ تمام معزز ممبران ابھی تشریف رکھیں ۔ جناب سعید اکبر خان

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں یہ بھی آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس ٹیکس کے ذریعے ہم پر دو ٹیکس لگائے جا رہے ہیں ۔ ایک ہولڈنگ پر ابھی ٹیکس لگا ہے ' اس سے پہلے ہولڈنگ پر ہم ویلتھ ٹیکس دے رہے ہیں ۔ وہ بھی ہمارا ٹیکس ہے جو ہماری ملکیت پر یونٹس کے حساب سے لگایا جاتا ہے ۔ جناب والا! یہاں پر تو یہ بھی نہیں سوچا گیا کہ فیصل آباد بورے والا یا اوکاڑہ کا رقبہ جس سے بہت زیادہ آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں دوسرے اضلاع جہاں کی زمین کی value اتنی زیادہ نہیں ہے جہاں پیداوار بہت کم ہے' ان سب پر برابر ٹیکس لگا دیا گیا ہے ۔ چاہے کوئی غریب علاقہ ہے یا کوئی امیر علاقہ ہے ان میں کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ جناب والا! یہ کہاں کا اصول ہے ؟ ہمارے اضلاع جیسے ضلع یہ ' خوشاب ' مظفر گڑھ جہاں بارانی علاقے ہیں یا بعض علاقوں میں نہریں بھی ہیں

لیکن وہاں پر فی ایکڑ پیداوار بہت کم ہے ۔ جناب والا آپ کے محکمہ ریونیو نے یونٹس کا حساب لگایا تھا اور وہ یونٹس کیا تھے ؟ وہ زمین کی پاور تھی کہ اس زمین میں پیداوار دینے کی کتنی سکت ہے ۔ جیسے ہمارے بارانی علاقے میں 16 یونٹس کا ایک ایکڑ ہے ہمارے نہری علاقوں میں 32 یونٹس کا ایک ایکڑ ہے اور 24 یونٹس کا ایک ایکڑ ہے ۔ دوسرے اضلاع میں 80 یونٹس سے لے کر 160 یونٹس تک ایکڑ کے یونٹس ہیں ۔اور یہ یونٹ محکمہ ریونیو نے بنائے ہیں اور یہ اس زمین کی پیداوار کے حساب سے بنائے ہیں کہ اس زمین کی ایک ایکڑ کی پیداواری طاقت کتنی ہے ۔جناب والا! جب ریونیو والے بھی زمین کی پیداواری طاقت کو دیکھ کر اس کی پیداوار کو دیکھ کر اس کے یونٹس Fix کرتے ہیں تو اس بل میں تو یہ بھی نہیں دیکھا گیا کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے یونٹس کو بھی نہیں دیکھا گیا ۔ یہاں تو تمام اضلاع کو تمام زمینوں کو ایک قلم سے برابر تسلیم کر کے ٹیکس لگا دیا گیا ہے ۔ جناب والا! اس ملک اور اس صوبے کی اکثریت نے ' بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ 99 فی صد لوگوں نے میاں محمد نواز شریف کو ووٹ دیئے تھے کہ ان کے آنے سے ہمارے حالات میں بہتری پیدا ہو گی ۔آج عام کسان یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ اس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ۔ اس کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے ۔ کیونکہ ان کی تکالیف کو تو مدنظر نہیں رکھا گیا ۔ ان کی تکالیف کے متعلق تو سوچا نہیں گیا بلکہ ان پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔

جناب والا! یہاں پر زرعی پیکیج بھی اناؤنس ہوا۔ میرے تمام دوست یہاں تشریف فرما ہیں اور میں یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہوں کہ ان تمام دوستوں کا اندر سے ضمیر یہی کہتا ہے کہ یہ ظلم ہو رہا ہے ۔ جناب والا زرعی پیکیج میں کسانوں کو جو چھوٹ ملی ہے وہ یہ ملی ہے کہ 1992ء تک کے defaulters کا سود معاف ۔ جناب والا ! زراعت پیشہ افراد کو تو ریکوری افسر 1992ء تک تو چھوڑتا ہی نہیں۔ اس پیکیج کا میں تو سمجھتا ہوں کہ پانچ فی صد بھی فائدہ نہیں ہوا ' کیونکہ سب سے آسان قرضہ جو وصول کیا جاتا ہے وہ غریب کسان سے کیا جاتا ہے ۔ تحصیل دار اس کو پکڑ کر حوالات میں بند کر دیتا ہے پھر اس کے بعد چاہے وہ رقبہ بیچے ' گھر بیچے زیورات بیچے ' مال مویشی بیچے اس کو وہ ریونیو ادا کرنا پڑتا ہے اور وہ ادا کرتا ہے اس کے بعد ہی وہ فارغ ہوتا ہے ۔ میں اس بل کے بارے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں حقیقتاً کہہ رہا ہوں۔ یہ بھی نہیں کہ مخالفت برائے مخالفت میں کہہ رہا ہوں ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج پنجاب کا کسان بد دل اور بے چین ہے اور یہ تمام ایم پی اے حضرات یہاں تشریف فرما ہیں اور جب یہ گھر سے چلے ہیں تو ان کو لوگوں نے راستے میں روکا ہے اور یہی پوچھا ہے کہ جناب والا! آپ ٹیکس کے حق میں ووٹ تو نہیں دیں گے؟ میں اپنے اکثر دوستوں کو جانتا ہوں جنھوں نے وہاں پر یہ

وعدہ کیا تھا کہ ہم استعفیٰ دے دیں گے لیکن اس بل کے حق میں ووٹ نہیں دیں گے ۔ لوگوں نے ان کے حلقوں میں pickets لگائی تھیں ۔ ہر حلقے کا ایم پی اے جب اپنے گھر سے چلا ہے تو راستے میں ان کو روکا گیا ہے ' اس لیے نہیں کہ وہ اس ملک میں contribute نہیں کرنا چاہتے بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پہلے ہی بہت زیادہ ٹیکس دے رہے ہیں اور اب ہم میں اتنی سکت نہیں کہ مزید کوئی ٹیکس ادا کر سکیں ۔ جناب والا! یہ ہم پر ناجائز ٹیکس لگایا جا رہا ہے ۔ یہ حق ہی نہیں بنتا کہ ہم پہلے سے جو ٹیکس دے رہے ہیں اس میں مزید کوئی اضافہ کیا جائے ۔ میں یہاں یہ گزارش کرتا ہوں یہ کہتے ہیں کہ کہ ہم نے 55 روپے ایک من کے حساب سے گندم کی قیمت بڑھا دی ہے ۔ جناب والا ! 55 روپے نظر تو آتے ہیں لیکن اس کے مقابلے میں پچھلے چار پانچ مہینوں میں جو مہنگائی ہوئی ہے وہ کسی کو نظر نہیں آتی۔ DAP کی بوری جو پہلے 500 کی تھی آج 650 کی ہو گئی ہے ' ٹریکٹر کی قیمت کہاں چلی گئی ہے ۔ یہ جو gap آیا ہے اس میں 55 روپے کوئی حقیقت نہیں رکھتے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ میں آج بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر بوری کا ریٹ تین سو روپے بھی کر دیا جائے ' زرعی آلات' کھادیں' اور ادویات ہیں ان کی قیمت صحیح کر دی جائے اور کسان کو یہ چیزیں خالص مہیا کر دی جائیں تو ہمیں یہ ریٹ بھی منظور ہے ۔ خدا را ! اس پسی ہوئی community کو جو کہ اس ملک کی بہت بڑی آبادی ہے اور اس ملک کی 75 فی صد آبادی ہے چند دوستوں کی خوشی کے لیے ' چند لوگوں کو خوش کرنے کے لیے قربان نہ کیا جائے۔

جناب والا ! میری آخر میں یہ بھی گزارش ہے کہ اس بل کو اس ایوان میں پوری طرح examine کیا جائے جناب وزیر اعلیٰ ہاؤس میں تشریف فرما ہیں ۔ میں ان سے بھی آپ کی وساطت سے اپیل کرتا ہوں کہ اس بل پر بحث کے لیے ہاؤس کو پوری طرح اجازت دیں تاکہ عوام کے منتخب نمائندے جو یہاں پر بیٹھے ہیں ان کی آواز پہنچ سکے اور ان کی تسلی بھی ہو سکے ۔

جناب والا! میں آخر میں یہی کہوں گا کہ پنجاب کے غریب کاشت کاروں کے خلاف یہ ایک بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے اور میں یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہوں کہ ان شاء اللہ اس ظلم کا بدلہ وہ ضرور لیں گے اور آپ ان شاء اللہ دیکھ لیں گے۔ شکریہ

آوازیں ، ہمیں موقع دیا جائے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، میں اس وقت بالکل اجازت نہیں دوں گا اور آپ نے law making کرنی ہے اور

اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے وزیر قانون یا پھر سردار صاحب بولیں گے ؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر ! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ یہاں کے ایک فاضل رکن کافی عرصے سے اس ایوان کے رکن چلے آ رہے ہیں اور مختلف حکومتوں کے ساتھ اپنی وفاداریاں بدلتے ہوئے ہر وقت حکومت میں رہنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ان کے تمام arguments کے متعلق ایک سوال پوچھتا ہوں کہ وہ ساڑھے تین سال تک پیپلز پارٹی کی حکومت کے وزیر بھی رہے اور اس وقت کے وزرائے اعلیٰ پہلے منظور وٹو صاحب اور اس کے بعد سردار عارف نکئی صاحب کے مشیران خاص میں ان کا شمار ہوتا تھا یہ بتا دیں کہ یہ جن عوام کی بات کرتے ہیں کہ اس صوبے کے عوام جس کس مپرس میں پڑے ہوئے ہیں ان کس مپرس عوام کا ساڑھے تین سال میں انھوں نے کیا کیا۔ میں آپ کی اجازت سے کچھ تو ان کے اعمال نامے پیش کرتا ہوں۔ان کی حکومت آنے کے وقت یوریا کھاد کی قیمت ایک سو کچھ روپے تھی مجھے اب صحیح یاد نہیں۔ یعنی جو قیمت بھی تھی اس کے بعد تین گنا قیمت ان کی اپنی حکومت نے بڑھائی۔ مسلم لیگ کی حکومت نے ٹریکٹر کی قیمت ساڑھے تین لاکھ روپے چھوڑی تھی جب یہ تشریف لائے تھے۔ چھوٹا ٹریکٹر اڑھائی لاکھ روپے کا تھا اور بڑا ٹریکٹر ساڑھے تین لاکھ روپے کا تھا۔ ان کی حکومت ' اب ان کے چہرے کی طرف دیکھیے ان کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے۔ ان کی حکومت اسی ٹریکٹر کی قیمت کو ساڑھے چھ لاکھ روپے تک لے گئی۔ شیم شیم گندم کی قیمت ساڑھے تین سالوں میں انھوں نے صرف 25 روپے بڑھائی۔ اب یہ کس مپرس عوام کی بات کرتے ہیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ 75% تو اس 75% میں سے ہم نے کسے ٹیکس لگایا ہے؟ جناب والا! اس 75% میں 83% کو کھلی چھوٹ ہے کوئی ٹیکس نہیں(نعرہ ہائے تحسین) ٹیکس بالترتیب صرف اور صرف اس طبقے پر ہے جو بڑی بڑی گاڑیاں استعمال کرنے میں تو احتراز نہیں کرتے ' لاہور میں ان کی طرح بارہ بارہ کنال کے بڑے بڑے بنگلوں میں رہنے سے تو گریز نہیں کرتے۔ اس وقت تو ان کو عوام کا خیال نہیں ہوتا۔ اب یہ ان عوام کی بات کرتے ہیں جنھوں نے ان کو مسترد کیا ہے۔ عوام نے ان کو ان کی پالیسیوں کی وجہ سے مسترد کیا ہے اور میاں محمد نواز شریف کو عوام نے اعتماد کا ووٹ دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)ہم ان عوام کے لیے جنھوں نے میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان کو یہ مینڈیٹ دیا ہے ' پاکستان مسلم لیگ کو یہ مینڈیٹ دیا ہے' ہم ان کے لیے وہ وہ چیزیں لے کر آئیں گے کہ ان کو عوام کے سامنے منہ دکھانے کی جرات نہیں ہوگی۔ ابھی تو ابتداء ہے کہ صرف ایگریکلچر ٹیکس کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ اس ایگریکلچر ٹیکس کو جب یہ دیہاتوں میں لگتے ہوئے دیکھیں گے ' نہروں کی حالت کو

سنبھلتے ہوئے دیکھیں گے (نعرہ ہائے تحسین) سڑکیں بنتے ہوئے دیکھیں گے ۔ جناب والا! وہاں پر اس پیسے سے کمیونٹی سنٹر نہیں بنیں گے ہم کسی کی جیب میں یہ رقوم ہرگز نہیں جانے دیں گے۔ یہ ساٹھ ساٹھ لاکھ روپے کے کمیونٹی سنٹرز کس کی جماعت نے بنائے' کس کی حکومت نے بنائے؟ یہ کبھی پوچھتے ہیں اپنے لوگوں سے؟ ان کی بھی یہاں اکثریت رہی ہے۔ ہم نے اس وقت بھی اسی ہاؤس میں اسی فلور پر ان کی کرتوتوں کے خلاف آواز اٹھائی تھی کیا یہ تب ہمارے ہم نوا ہوئے تھے؟ آج یہ بات کرتے ہیں ان عوام کی جنھوں نے ان کو مسترد کیا ہے۔ ان کی حکومت کو ساڑھے تین سال کا موقع ملا تھا۔ جناب والا! انھوں نے یہاں پر یہ بات کی ہے کہ بارانی علاقے میں بھی اور نہری علاقوں میں بھی ایک سا ٹیکس لگا دیا ہے۔ شاید انھوں نے یہ پڑھا ہی نہیں ۔ انھوں نے بل تو نہیں پڑھا ہوگا لیکن یہ اخباری بیانات بھی نہیں پڑھے۔ بارانی علاقوں کے ٹیکس میں اور نہری علاقوں میں آدھ آدھ کا فرق ہے۔ جناب والا! میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی پالیسی ہے۔ کیونکہ محکمہ مال کے پاس اس قسم کا کوئی تازہ ترین ریکارڈ موجود نہیں۔ یونٹ یونٹ کی رٹ انھوں نے لگا رکھی ہے یونٹ تو کوئی چیز نہیں ہے۔ produce index unit اگر وہ کہتے تو میں بھی سمجھ جاتا۔ میں ان کی تصحیح کرتا ہوں۔ produce index unit کا جو حساب لگایا گیا تھا وہ جناب والا پچاس برس پرانا ہے۔ اس میں بہت سے ناکارہ رقبے اب درجہ اول پر آچکے ہیں اور بہت سے اعلیٰ ترین رقبے سیم اور تھور کی زد میں آچکے ہیں اور وہ ختم ہوچکے ہیں خراب ہوچکے ہیں۔ اس پر ہم یہ base نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر base کرتے تو بھی نا انصافی ہوتی۔ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی پالیسی ہے ۔ اس کے بعد انھوں نے ایک کمیٹی تشکیل دے دی ہے جو ان تمام مسائل کو دیکھے گی سوچے سمجھے گی اور اس کے مطابق وزیر اعلیٰ اپنی پالیسی کا اعلان کریں گے۔ اور اس میں ہماری کوشش اسی لیے ہوگی' اس خاطر ہوگی کہ جس پر جتنا بوجھ ڈالنا ہے اتنا ہی بوجھ ڈالا جائے جتنا وہ اٹھا سکے۔ ہم قطعاً یہ نہیں چاہتے کہ اگر ایک سیم زدہ علاقے کی زمین میں زیادہ پیداوار یا بڑی پیداوار دینے کی سکت نہیں تو ہم اس پر فیصل آباد' خانیوال' یا وہاڑی کے برابر ٹیکس کردیں۔ یہ قطعاً نہیں ہوسکتا۔ اس کا ریونیو ریکارڈ میں جائزہ لیا جائے گا۔ ہمیں کوئی ایسا ریکارڈ نہیں ملا۔ مثلاً باغات کی بات ہے۔ باغات کے زمرے میں بھی صرف ریونیو ریکارڈ میں باغات لکھا جاتا ہے۔ mango,citrus امرود' فالسہ' لیچی یہ نہیں لکھا جاتا۔ اس کے لیے ہم separation کریں گے اور اس کے مطابق taxation ہوگی۔ لیکن اس کا جناب والا! اس وقت ہمارے پاس ریکارڈ نہیں۔ یہ حکومت عوام کی صحیح معنوں میں مخلص حکومت ہے۔ زبانی جمع خرچ کرنے والوں میں سے ہم نہیں ہیں۔

ہم نے عملاً ثابت کیا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کو دیکھ لیں۔ یہاں تنقید تو ہوتی ہے۔ کس نے چھوڑی یہ law and order situation؟ کس نے یہ مہنگائی چھوڑی ، کس نے ہمارے لیے یہ ابتر حالی چھوڑی ؟ ہم تو اس ابتر حالی سے لڑنے کے لیے کمر بستہ ہیں۔ اور ان شاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ نے ہمارے قائد کی مدد فرمائی اور اس ایوان کے ذریعے ہم وہ قانون سازی کریں گے جو عوام کی بہتری کے لیے ہوگی۔(نعرہ ہائے تحسین)نہ کہ ان کی طرح کہ نعرے تو یہاں لگا دیتے تھے اور یہ عوام کا خون تک چوس گئے۔ آج انھوں نے اس خون چوسنے کا نتیجہ پا لیا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے دو آدمی پیپلز پارٹی کے میرے علم میں تو دو ہیں، اور ایک آدھ آزاد کہیں سے نکل آئے ہیں پتا نہیں کیسے نکل آئے ہیں ۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اب ضرورت نہیں ہے (قطع کلامیاں)

نہیں، ہم Law making پہلے لے رہے ہیں۔ آپ ذرا بیٹھ جائیں۔

Mr Speaker: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Agriculture Income Tax Bill 1997 be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

بل کی فرسٹ ریڈنگ مکمل ہوتی ہے اب ہم سیکنڈ ریڈنگ کی طرف آتے ہیں۔

Mr Speaker:-Now, we take up the Bill clause by clause.

Clause 3

Mr Speaker:-Now . Clause 3 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 4

Mr Speaker:-Now Clause 4 of the Bill is under consideration Since there is

no amendment in it, the question is -

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 5

Mr Speaker:-Now, Clause 5 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 6

Mr Speaker:-Now, Clause 6 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried.)

Clause 7

Mr Speaker:-Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 8

Mr Speaker:-Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried.)

Clause 9

Mr Speaker:-Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is

no amendment in it, the question is-

That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried.)

Clause10

Mr Speaker:-Now, Clause 10 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is-

That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause11

Mr Speaker:-Now, Clause 11 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is-

That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 12

Mr Speaker:- Now, clause 12 of the Bill is under cosideration An amendment has been received from the Minister for Law He may move it

Minister for Law:I move-

"That for clause 12 of the Bill, the following shall be substituted -

"12 Repeal -(1) The Punjab Agricultural Income Tax Ordinance 1997 (XXII of 1997) is hereby repealed

(2) Notwithstanding the repeal of the said Ordinance the tax shall not be levied and collected from owners of not more than 12 1/2 acres of irrigated or 25 acres of unirrigated land excluding orchards in both cases "

Mr Speaker: The motion is-

"That for clause 12 of the Bill, the following be substituted -

"12. Repeal. - (1) The Punjab Agricultural Income Tax Ordinance 1997 (XXII of 1997) is hereby repealed "

(2)Notwithstanding the repeal of the said Ordinance the tax shall not be levied and collected from owners of not more than 12 1/2 acres of irrigated or 25 acres of unirrigated land excluding orchards in both cases "

(The motion was not opposed)

Mr Speaker: Motion moved and the question is-

That for clause 12 of the Bill, the following be substituted:-

"12. Repeal. - (1) The Punjab Agricultural Income Tax Ordinance 1997 (XXII of 1997) is hereby repealed."

(2) Notwithstanding the repeal of the said Ordinance the tax shall not be levied and collected from owners of not more than 12 1/2 acres of irrigated or 25 acres of unirrigated land excluding orchards in both cases

Mr Speaker:-Now, the question is -

"That clause 12, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 2

Mr Speaker:-Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it from the Minister for Law. He may move the first amendment

Minister for Law: I move-

"That in clause 2, in sub-clause (1), for para (b) of the Bill, the following shall be substituted"

"(b) "cultivated land" means any area of land which was sown at least once during the tax year, including land under matured orchard which bore fruit

during the tax year, but excluding land under planted forest or forest nursery;"

Mr Speaker: The motion is-

That in clause 2, in sub-clause (1), for para (b), of the Bill , the following shall be substituted-

"(b)"cultivated land" means any area of land which was sown at least once during the tax year, including land under matured orchard which bore fruit during the tax year, but excluding land under planted forest or forest nursery."

(The motion was not opposed)

Mr Speaker: Motion moved and the question is-

That in clause 2, in sub-clause (1), for para (b), of the Bill, the following shall be substituted-

"(b)"cultivated land" means any area of land which was sown at least once during the tax year, including land under matured orchard which bore fruit during the tax year, but excluding land under planted forest or forest nursery."

(The motion was carried)

The Law Minister may now move his second amendment

Minister for Law: I move-

That in clause 2, in sub-clause (1), after para (b) of the Bill, the following para (c) shall be inserted and the subsequent paras shall be re-numbered accordingly-

"(c)"matured orchard" means orchard of the age of seven years or more in the case of mango orchard and the age of five years or more in the case of other orchards"

Mr Speaker: The motion is -

That in clause 2, in sub-clause (1), after para (b) of the Bill, the following

para (c) shall be inserted and the subsequent paras shall be renumbered accordingly-

"(c)"matured orchard" means orchard of the age of seven years or more in the case of mango orchard and of the age of five years or more in the case of other orchards"

(The motion was not opposed)

Mr Speaker: Motion moved and the question is -

That in clause 2, sub-clause (1), after para (b) of the Bill, the following para (c) shall be inserted and the subsequent paras shall be renumbered accordingly-

"(c)"mautred orchard" means orchard of the age of seven years or more in the case of mango orchard and of the age of five years or more in the case of other orchards

(The motion was carried)

Mr Speaker: Now, the question is-

That clause 2 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill

جناب سپیکر، جی جناب۔

نوابزادہ منصور احمد خان، آپ نے فرمایا ہے کہ میرے خیال میں "Ayes" have it, تو یہ تو آپ کا خیال تھا۔ ڈویژن کرا کر دیکھ لیں۔ سپیکر صاحب! ڈویژن کرا لیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ----

جناب سپیکر، سردار صاحب! ایک منٹ۔ ذرا خاموشی سے بات سنیے۔

نوابزادہ صاحب! مجھے آپ کا بڑا احترام ہے لیکن آپ غلط موقع پر بولے ہیں۔ جب موقع تھا اس وقت آپ بولے نہیں۔ اگر آپ نے ڈویژن کرانی ہے تو آگے اور بھی وقت آ رہا ہے۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! پھر مجھے اشارہ کر دیجیے گا۔

جناب سپیکر، اچھا جی۔

Mr Speaker: Now, Schedule of the Bill is under consideration. An amendment has been received from the Minister for Law. He may move the amendment.

Minister for law I move -

That for Schedule to the Bill, the following shall be substituted -

'SCHEDULE'

(See Section 3)

1. SLABS OF TOTAL CULTIVATED LAND

EXCLUDING ORCHARDS	**RATE OF TAX**
(a) IRRIGATED	
(i) Not exceeding 12 1/2 acres	Nil
(ii) Exceeding 12 1/2 acres but not exceeding 25 acres	Rupees one hundred per acre
(iii) Exceeding 25 acres but not exceeding 50 acres	Rupees three hundred per acre.
(iv) Exceeding 50 acres	Rupees three hundred and fifty per acre.
(b) UNIRRIGATED	
(i) Not exceeding 25 acres.	Nil

(ii)	Exceeding 25 acres but not exsceeding 50 acres.	Rupees fifty per acre
(iii)	Exceeding 50 acres but not exceeding 100 acres.	Rupees one hundred and fifty per acre.
(iv)	Exceeding 100 acres.	Rupees one hundred and seventy-five per acre

Explanation. Where cultivated land of an owner, excluding orchard, is party irrigated and partly unirrigated, his unirrigated land will be computed into irrigated land For computation purposes, two unirrigated acres will be equal to one irrigated acre.

2.ORCHARDS

(i)	Irrigated	Rupees five hundred per acre
(ii)	Unirrigated	Rupees two hundred and fifty per acre "

Mr Speaker: The Motion is-

That for Schedule to the Bill, the following shall be substituted-

'SCHEDULE'

(See Section 3)

1. SLABS OF TOTAL CULTIVATED LAND

EXCLUDING ORCHARDS		**RATE OF TAX**
(a) IRRIGATED		
(i)	Not exceeding 12 1/2 acres	Nil
(ii)	Exceeding 12 1/2 acres but not exceeding 25 acres.	Rupees one hundred per acre

(iii)	Exceeding 25 acres but not exceeding 50 acres.	Rupees three hundred per acre.
(iv)	Exceeding 50 acres.	Rupees three hundred and fifty per acre.
(b)	**UNIRRIGATED**	
(i)	Not exceeding 25 acres,	Nil
(ii)	Exceeding 25 acres but not exsceeding 50 acres.	Rupees fifty per acre
(iii)	Exceeding 50 acres but not exceeding 100 acres. per acre.	Rupees one hundred and fifty
(iv)	Exceeding 100 acres.	Rupees one hundred and seventy-five per acre

Explanation. Where cultivated land of an owner, excluding orchard, is party irrigated and partly unirrigated, his unirrigated land will be computed into irrigated land For computation purposes, two unirrigated acres will be equal to one irrigated acre.

2. ORCHARDS

(i)	Irrigated	Rupees five hundred per acre.
(ii)	Unirrigated	Rupees two hundred and fifty per acre.

(The motion wsa not opposed)

Mr Speaker: Motion moved and the question is-

That for Schedule to the Bill, the following shall be substituted-

'SCHEDULE'

(See Section 3)

1. SLABS OF TOTAL CULTIVATED LAND

EXCLUDING ORCHARDS	**RATE OF TAX**
(a) IRRIGATED	
(i) Not exceeding 12 1/2 acres	Nil
(ii) Exceeding 12 1/2 acres but not exceeding 25 acres.	Rupees one hundred per acre.
(iii) Exceeding 25 acres but not exceeding 50 acres.	Rupees three hundred per acre
(iv) Exceeding 50 acres.	Rupees three hundred and fifty per acre.
(b)UNIRRIGATED	
(i) Not exceeding 25 acres.	Nil
(ii) Exceeding 25 acres but not exsceeding 50 acres.	Rupees fifty per acre
(iii) Exceeding 50 acres but not exceeding 100 acres.	Rupees one hundred and fifty per acre.
(iv) Exceeding 100 acres.	Rupees one hundred and seventy-five per acre

Explanation. Where cultivated land of an owner, excluding orchard, is party irrigated and partly unirrigated, his unirrigated land will be computed into irrigated land. For computation purposes, two

unirrigated acres will be equal to one irrigated acre

2. **ORCHARDS**

(i) Irrigated Rupees five hundred per acre.

(ii) Unirrigated Rupees two hundred and fifty per acre

(The motion was carried)

نوابزادہ منصور احمد خان، اب تو ڈویژن کروا لیں۔ آپ کا خیال ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر، میں نے نوابزادہ صاحب آپ کو پہلے بھی warn کیا تھا کہ آپ غلط موقع پہ اٹھ کر oppose کرتے ہیں۔ جب میں نے I think کہا تھا اس وقت آپ کو چاہیے تھا کہ چیلنج کرتے۔

The question is-

That the Schedule of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clouse 1

Mr Speaker:- Now, clause 1 of the Bill is under consideration An amendment has been received from the Minister for Law He may move it

Minister for Law: I move-

That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted :-

"(3)" It shall come into force at once "

Mr Speaker: The motion is -

That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the following be

substituted -

"(3) It shall come into force at once."

(The motion was not opposed)

Mr Speaker: Motion moved and the question is -

That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted -

"(3) It shall come into force at once "

(The motion was carried)

Mr Speaker: Now, the question is -

That clause 1, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

Mr Speaker: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

Mr Speaker: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill

Second Reading ends and now we take up Third Reading. Minister for law!

Minister for Law: I move -

That the Punjab Agricultural Income Tax Bill 1997 be passed

Mr Speaker: The motion is -

That the Punjab Agricultural Income Tax Bill 1997 be passed.

(The motion was not apposed)

Mr Speaker: Motion moved and the question is-

That the Punjab Agricultural Income Tax Bill 1997 be passed

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

جناب سپیکر، جی چیف منسٹر صاحب بولنا چاہتے ہیں۔

جناب وزیر اعلیٰ: شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ آج آپ نے ایک تاریخی بل کو پاس کروانے میں پورے ایوان کی بھرپور مدد کی اور میں اس معزز ایوان کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ جنھوں نے آج انتہائی فراخ دلی اور عظیم جذبہ حب الوطنی اور قربانی کا بے مثال اور اتفاق اور اتحاد کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے پنجاب اسمبلی میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ زرعی ٹیکس کا بل ایک بہت بڑی majority کے ساتھ پاس کیا ہے اور خاص طور پر اس معزز ایوان میں وہ معزز ممبران جن کا تعلق زرعی پیشے کے ساتھ ہے اور جو یہاں پر اپنے اپنے حلقوں کے عوام کی ماضی کی چیرہ دستیوں کے حوالے سے بدحالی اور مسائل کو بیان کرنے کے لیے منتخب ہو کر آئے ہیں ان کا اس بل کو پاس کروانے میں کردار تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب سپیکر! اس بل کی خصوصی اور بہترین ترتیب یہ ہے کہ 83 فی صد عوام جن کا تعلق زرعی پیشے سے ہے اور جو ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے کم زمین کے مالک ہیں ان کو اس بل کے حوالے سے مکمل طور پر چھوٹ دی گئی کہ وہ کوئی ٹیکس ادا نہیں کریں گے (نعرہ ہائے تحسین)۔

وزیر زراعت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، اس بات کو دہرا دیں۔

وزیر اعلیٰ: کیا اس کی ضرورت ہے؟

وزیر زراعت: 83 فی صد کو چھوٹ دے دی گئی ہے۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر نے اجازت دے دی ہے' میں دوبارہ کہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں پھر دہراتا ہوں' اس لیے کہ یہ بات اور موقع آج بار بار دہرانے کا ہے۔ اور بار بار اس بات کا تقاضا کرنے کا ہے کہ اپوزیشن جو ماضی میں یہاں پر حکومت کرتی تھی آج کس منہ سے

وہ یہ بات کہتی ہے کہ پنجاب کے کسان، غریب کسان کے اوپر ظلم کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کے حوالے سے پنجاب کے غریب کسان کا مستقبل یوں محفوظ کیا گیا ہے کہ 83 فی صد ملکیت، ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے کم، کو مکمل طور پر چھوٹ دے دی گئی ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔ اور 83 فی صد کی اس چھوٹ کا بوجھ بڑی زمین کی ملکیت کے زمیندار نے اپنے کندھوں پر لیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی بات ہے، اور یہی وہ نکتہ کیمیا ہے جو آج اس معزز ایوان کے ان ممبران کو جو کہ زرعی پیشے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور جن کی زمینیں ساڑھے بارہ ایکڑ سے اوپر ہیں وہ پہلے بھی معزز تھے اور آج ان کی عزت اور توقیر معاشرے میں دوبالا ہو گئی ہے کہ انھوں نے غریب کسان کا بوجھ اپنے کاندھوں پر لیا ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور پاکستان کے اندر اور پاکستان کے باہر اس بات کا انھوں نے ثبوت پیش کیا ہے کہ جب بھی وطن نے اس ملک کے تیرہ کروڑ عوام سے قربانی مانگی، تیرہ کروڑ عوام نے ہمیشہ قربانی دینے کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور آج اس بل کا پاس ہونا اس بات کا مدلل ثبوت ہے کہ پاکستان جس نے ہمیں ہر چیز دی ہے آج اس وطن کو ہر اس چیز کی ضرورت ہے جس کے ذریعے ہم پاکستان کو دوبارہ، توانا، خوش حال، ترقی پسند اور مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بل نے آج وہ بنیاد رکھی ہے، پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کے دور میں یہ ایک سنہری کارنامہ ہے، وزیر اعظم نواز شریف کی قیادت میں، کہ آج اس ملک کو عظیم قربانیوں کی ضرورت ہے۔ جب کہ ساڑھے تین سالہ پیپلز پارٹی کے دور میں اس ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا گیا۔ کرپشن اور لوٹ مار کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ پچاس سالہ دور میں اس سے بدترین مثال نہیں ملتی۔ اس ملک کے اندر وہ لوٹ مچی اور وہ یہاں پر عین ہوئے کہ چور اور لٹیرے بھی شرما جائیں۔ اینٹ اٹھائیں تو پکار پکار کر یہ آواز آتی ہے کہ اس ملک کو دونوں ہاتھوں سے اُس سیاہ دور میں لوٹا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج خزانہ خالی کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس ملک کے اندر مہنگائی کا دور عروج پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج عوام بدحالی سے دوچار ہیں۔ کیوں؟ کہ ساڑھے تین سالہ دور میں ملکی دولت کو بے دردی سے لوٹا گیا۔ جناب سپیکر! اس طرح تو دشمن بھی نہیں کیا کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بدحالی کو، اس مشکل کو اور مشکل دور کو بدلنے کے لیے اس بل نے آج بنیاد رکھی ہے۔ اور ان شاء اللہ، آپ دیکھیں گے کہ اس بل کی خوش بُو ملک کے چاروں کونوں میں پھیلے گی۔ اور اگر آج پنجاب کے زمیندار طبقے نے پہل کی ہے اور آج قدم بڑھایا ہے تو پھر یہ مسلم لیگ اور میاں نواز شریف کی اس عظیم قیادت کی سوچ اور فکر کا نتیجہ ہے کہ ہم نے مل کر جذبۂ قربانی ایثار، محنت، دیانت اور امانت کے ساتھ پاکستان کو بلندیوں پر پہنچانا

ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کے اوپر جتنی بھی بحث کی جائے کم ہے۔ اور اس معزز ایوان کے کردار کو جتنا بھی نکھارا جائے کم ہے۔ اس لیے کہ پچاس سالہ دور میں اس ملک کی تاریخ میں کبھی ایسا موقع یا ایسا موڑ نہیں آیا تھا جب اس ہاؤس نے مکمل اتفاق کے ساتھ' ماسوائے چند معزز ممبران کے' مکمل یک جہتی کے ساتھ اس بل کو پاس کر کے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ قومی امور پر کوئی تفریق نہیں (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب سپیکر! پرسوں چوتھ بعض اخبارات نے یہ لکھا تھا کہ جناب' ڈویژن ہوگئی۔ صنعت کار ایک طرف ہو گئے' زمیندار ایک طرف ہو گئے۔ آج آپ دیکھیے' یہ معزز ایوان نے جو محبت اور اتفاق و اتحاد کا قومی مفاد کے لیے اور قوم کے عظیم تر مفاد کے لیے جو یہ نقشہ کھینچا ہے آج اخبارات اس کی تصویر لیں اور کل اخبارات میں اس کو چھاپیں۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے دنوں یہ گزارش کی تھی اور اس معزز ایوان کے معزز ممبران کی اکثریت کی قطعی رائے تھی کہ ٹریکٹر کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور آج ایک عام کسان کے قابو میں نہیں رہی۔ چھ لاکھ اٹھارہ ہزار روپے کا ٹریکٹر کسی عام کسان کے بس کی بات نہیں رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹریکٹر اس ملک کی زراعت کے لیے ایک بہت اہم رول رکھتا ہے۔ جناب سپیکر! میں ابھی اس بارے میں آپ کی وساطت سے ایوان کو اعتماد میں لوں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کی وجہ سے اگلے مالی سال میں' اور موجودہ مالی سال میں بھی جو بھی رقوم قومی خزانے میں' پنجاب کے خزانے میں جمع ہوں گی مجھے معزز ایوان میں اعلان کرتے ہوئے انتہائی خوشی ہے کہ یہ تمام رقوم زراعت کے فروغ کے لیے خرچ کی جائیں گی' ان شاء اللہ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! اس کی وجہ صاف ہے کہ آج نہروں میں پانی بمشکل زمین پر پہنچتا ہے۔ ٹیلوں میں پانی نہیں آتا' seepage ہے' نہروں کی لائننگ ہونی ہے' farm to market road تباہ حال ہیں' ریسرچ ورک بالکل نہیں' فصل کے بیج کی variety پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔

دوسری وجوہات کے علاوہ یہ وہ چند وجوہات ہیں کہ آج ہماری زراعت کافی پیچھے چلی گئی اور جناب سپیکر! اس کی وجہ یہ ہے کہ آج چالیس لاکھ ٹن باہر سے ہمیں امپورٹ کرنی پڑ رہی ہے۔ چالیس لاکھ ٹن گندم پر ایک بلین ڈالر سے زیادہ خرچ اٹھے گا۔ یہ ملک پاکستان جو پہلے ہی پیپلز پارٹی کے دور میں لوٹا گیا' اس بارے میں آج بھی اخبارات میں جلی سرخیوں کے ساتھ بعض سٹوریاں چھپی ہیں۔ یہ ملک پاکستان جس کو آج ایک ایک ڈالر کی ضرورت ہے' ایک ایک روپے کی ضرورت ہے وہ ایک اغیار کو ایک بلین ڈالر دیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے وقار کے منافی ہے۔ یہ پاکستان کے وجود کے منافی

ہے کہ ہم ہر سال ایک بلین ڈالر اغیار کو دے دیں اور غریب کاشت کار اور کسان اس منافع سے محروم رہیں جس کی بدولت وہ اپنی زمین کو سونا اگلنے پر لے آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وجہ ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ زراعت کو فروغ دینے کے لیے پانی زیادہ جائے گا تو زمین سرسبز ہو گی۔ ہماری فصل زیادہ اگے گی۔ اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ عام اصول سے ہٹ کر ہے کہ جب بھی محصولات آتے ہیں تو وہ زندگی کے ہر شعبے میں برابر تقسیم کیے جاتے ہیں مگر میں out of conviction یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم یہ رقوم واپس زرعی منصوبے پر لگائیں گے تو پاکستان اللہ کے فضل و کرم سے مزید خوش حال' اور مضبوط ہو گا۔ لہذا ہم نے تین شعبے چنے ہیں۔ ایک آب پاشی کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے' دوسرا فارم ٹو مارکیٹ روڈز کو repair کرنے کے لیے اور تیسرا ریسرچ ورک۔ کاٹن' گنا' گندم' اس ریسرچ ورک کو اور مضبوط کرنے کے لیے ہم ان شاء اللہ ان رقوم کو ان مدوں پر خرچ کریں گے اور آپ دیکھیں گے کہ اگلے چند سالوں میں آپ کی دعاؤں سے اور آپ کی مہربانی اور پاکستان مسلم لیگ کی قیادت' میاں نواز شریف کی قیادت میں ان شاء اللہ اس ملک کے اندر دو سال میں زرعی انقلاب آ کر رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! معزز ممبران کا یہ تقاضا تھا اور جائز بات تھی کہ ٹریکٹر کے اوپر لاگت بہت زیادہ ہے' خرچ بہت زیادہ ہے۔ لہذا عام کسان ٹریکٹر نہیں خرید سکتا۔ چنانچہ میں نے وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کیا ہے اور مجھے آپ کی وساطت سے یہاں پر یہ بات کہنے میں بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ کل میں نے جناب وفاقی وزیر خزانہ سے بات کی اور ان کو یہ ساری بات بتائی اور پھر کل شام کو محترم وزیر اعظم سے میری بات ہوئی اور ان کے حکم سے ٹریکٹر پر امپورٹ ڈیوٹی 35% سے کم کر کے 10% کر دی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) مگر میں اس معزز ایوان کو یہ بات بھی بتانا چاہتا ہوں۔ مجھے اس بات کی فکر تھی کہ کہیں یہ چھوٹ یا یہ کمی ٹریکٹر مینوفیکچررز یا امپورٹرز کی جیب میں نہ چلی جائے۔ میں نے وزیر اعظم صاحب اور وزیر خزانہ کو بھی درخواست کی کہ یہ چھوٹ یا یہ reduction امپورٹ ڈیوٹی میں اس بات سے مشروط ہو گی کہ وہ امپورٹر یا یہاں پر موجود کارخانہ دار جو ٹریکٹر بناتا ہے یا اسمبل کرتا ہے' وہ تب اس reduction کا امیدوار یا حق دار کہ وہ اتنی corresponding قیمت میں چھوٹ ہے کسان کے حوالے نہیں کرے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لہذا اب آپ کو یہ فکر نہیں ہو گی کہ جناب یہ 10% تو ہو گئی' ہمیں کیا ملا؟ جناب! جب تک آپ کو نہیں ملے گا اس کو چھوٹ نہیں ملے گی۔ پہلے آپ قیمت کم ہو گی پھر اس کو چھوٹ ملے گی

وگرنہ اس کو چھوٹ نہیں ملے گی۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑا سکہ بند وفاقی حکومت نے فارمولا بنایا ہے اور ان شاء اللہ میں امید کرتا ہوں کہ اس طریقے سے پنجاب کے اور پاکستان کے کسان کو ٹریکٹر---

میرا خیال ہے کہ آپ تو حساب لگانے میں بڑے ماہر ہیں۔

معزز ممبران: لاکھ، سوا لاکھ روپیہ بچے گا۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! لاکھ، سوا لاکھ روپیہ کا، یا جو بھی فائدہ ہوگا۔ بہرحال ایک definite فائدہ ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پیکج کے نتیجے میں ہمارا کسان خوش حال ہو گا۔ پھر جب حکومت پاکستان نے، میاں نواز شریف نے زرعی کانفرنس میں 240 روپے گندم کی قیمت بڑھا کر، میرے معزز بھائی یہاں سے تشریف لے گئے جو اس بات کا رونا رو رہے تھے کہ یہاں پر کسان کو تباہ کر دیا گیا ہے، کیا 83 % کسان آبادی کو exempt کرنا تباہی ہے؟ کیا ٹریکٹر میں یہ چھوٹ اس ملک کی تباہی ہے؟ کیا قیمت کی support price میں 55 روپے اضافہ تباہی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کے وہ انقلابی اقدامات ہیں جو پیپلز پارٹی کی حکومت رات کو خوابوں میں بھی نہیں سوچ سکتی اور وہ یہ نعرہ لگانے میں تھکتے نہیں کہ ہم اس ملک کے مزدور، زمیندار اور کسان کے دوست ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اس ملک کے عوام کا، مزدور کا اور کسان کا جو قتل کیا ہے شاید دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی بدترین مثال بھی نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں ایک بات کہہ کر اپنی بات کو ختم کرنا چاہوں گا کہ آج یہ دن پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا، پنجاب کی تاریخ کا، پاکستان کی تاریخ کا ایک سنہری دن ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کا اس کرسی پر فائز ہونا اور اس بل کو پاس کروانا یہ کریڈٹ آپ کو جاتا ہے اور آپ نے پاکستان کے اندر پنجاب کے صوبے میں یہ lead لے کر پورے ملک کو یہ بتا دیا ہے کہ جب بھی وطن نے لہو مانگا پنجاب نے ہمیشہ لبیک کہا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! شکریہ جی۔ چیف منسٹر صاحب نے جو ابھی باتیں کی ہیں، میں آپ تمام ممبران کو اس حوالے سے مبارک باد دیتا ہوں کہ الیکشنوں کے بعد آپ کی اسمبلی نے آج پہلا بل پاس کیا ہے اور قانون سازی کا آغاز کیا ہے اور جو باتیں ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے کہی ہیں اس سے کافی حد تک دیہی علاقوں میں عوام کے خدشات دور ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک اور انداز کے ساتھ اس کو اخبارات میں بھی کافی اچھالا گیا اور ایک پروپیگنڈے کی شکل میں بھی پیش کیا جاتا رہا لیکن اب جب کہ یہ بات واضح

ہوئی ہے کہ اس ٹیکس کا دراصل فائدہ ہی زرعی شعبے اور زراعت میں ترقی کے لیے خرچ کیا جائے گا۔ تو ان شاء اللہ یہ نہ صرف پنجاب' بلکہ ہمارے ملک کے لیے ایک بہت ہی خوش آئند بات ہو گی اور ملکی ترقی میں اضافہ ہو گا۔

مسودہ قانون ' دی لاہور سکول آف اکنامکس ' مصدرہ 1997ء

جناب سپیکر، اب ہم قانون سازی کے دوسرے مرحلے کو لیتے ہیں۔ تو اب بل نمبر 5 ہے "دی لاہور سکول آف اکنامکس بل"۔ تو اس کی فرسٹ ریڈنگ ہم لیتے ہیں۔ سکول آف اکنامکس بل 1997 ۔ منسٹر فار ایجوکیشن۔ تو یہ ابھی چونکہ قانون سازی ہو رہی ہے۔ ممبران سے بھی گزارش ہے کہ یہاں ہاؤس کے اندر ہی تشریف رکھیں۔ جی منسٹر فار ایجوکیشن۔

Mintster for Education: Mr Speaker Sir, I move

"That The Lahore School of Economics Bill, 1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once.

Mr Speaker: The motion moved is:

"That The Lahore School of Economics Bill, 1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once.

(The motion was not opposed)

Mr Speaker:- The motion moved and the question is :

"That The Lahore School of Economics Bill, 1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

جناب سپیکر، فرسٹ ریڈنگ ختم ہوتی ہے اب سیکنڈ ریڈنگ کو لیتے ہیں۔ ہاؤس کے معزز ممبران سے میری گزارش ہو گی کہ تشریف رکھیں۔

Mr Speaker:- Now we take up the Bill clause by cluse.

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، جی ملک صاحب۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! میں یہ بات پہلے بھی عرض کرنے لگا تھا لیکن اب مجھے پھر افسوس سے یہ بات کرنی پڑی ہے کہ جمہوری اداروں میں اپوزیشن کا اہم رول ہوتا ہے۔ عام طور پر گزشتہ تین چار ماہ سے ہماری اپوزیشن کوئی کام نہیں کر رہی اور خصوصی طور پر آج جبکہ قانون سازی ہو رہی تھی اپوزیشن والے میرے کسی بھی دوست نے ایسا پوائنٹ نہیں اٹھایا مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑا کہ سعید احمد منیس صاحب جو اتنا تجربہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے جو دو پوائنٹس اٹھانے ہوتے تھے۔ انھوں نے نہ اس کی تیاری کی ہوئی تھی اور نہ ہی انھوں نے قانون سازی کی۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ کو زندگی میں پہلی دفعہ اپوزیشن میں بیٹھنا ہی پڑ گیا ہے تو مہربانی کر کے تیاری کر کے آیا کریں آپ اپوزیشن کا رول ادا کریں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اب اپوزیشن کا کوئی آدمی رہ ہی نہیں گیا' جبکہ اس ایوان میں قانون سازی ہو رہی ہے۔ یہ بڑا افسوس کا مقام ہے اور میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ یہ مہربانی سے تیاری کر کے آئیں اور اپنا رول ادا کریں۔ ایر کنڈیشنڈ کوٹھیوں اور ایر کنڈیشنڈ کاروں سے باہر نکل کر تیاری کر کے آئیں اور اپنا فرض ادا کریں۔ عوام نے پہلے ہی ان کو رد کیا ہے اور جو تھوڑے بہت منتخب ہو کر ایوان میں آئے ہیں اب ان کو اپنا رول ادا کرنا چاہیے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔

Clause 2

Mr Speaker: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is:-

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 3

Mr Speaker: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration, since

there is no amendment in it-

The question is:-

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 4

Mr Speaker: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it-

The question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 5

Mr Speaker: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 6

Mr Speaker: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 7

Mr Speaker: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 8

Mr Speaker: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 9

Mr Speaker: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it-

The question is :-

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 10

Mr Speaker: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 11

Mr Speaker: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 12

Mr Speaker: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 13

Mr Speaker: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 14

Mr Speaker: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 15

Mr Speaker: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 16

Mr Speaker: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 17

Mr Speaker: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 18

Mr Speaker: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration, there is an amendment received in it from the Minister for Law He may move the amendment.

Minister for Law: Sir, I move :-

"That for Clause 18 of the Bill as recommended by the Special Committee, the following be substituted:-

"18. Repeal: The Lahore School of Economics Ordinance, 1997

(XV of 1997) is hereby repealed."

Mr Speaker: The amendment moved is:-

"That for Clause 18 of the Bill as recommended by the

Special Committee, the following be substituted:-

"18. Repeal: The Lahore School of Economics Ordinance, 1997 (XV of 1997) is hereby repealed."

(The motion was not opposed)

Mr Speaker: Now, the motion moved and question is:-

"That for Clause 18 of the Bill as recommended by the Special Committee,the following be substituted:-

"18. Repeal: The Lahore School of Economics Ordinance, 1997 (XV of 1997) is hereby repealed."

(The motion was carried)

Mr Speaker: Now, the question is:-

"That Clause 18 as amended do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 1

Mr Speaker: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is .-

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Preamble

Mr Speaker: Now, the Preamble of the Bill is under consideration Since there is no amendment received in it-

Mr Speaker: The question is:-

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Long Title

Mr Speaker: Now, the Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment received in it, it becomes part of the Bill.

Second Reading ends.

Now, we take up the third reading of the Bill.

Minister for Education.

Minister for Education: Mr Speaker I move:-

"That the Lahore School of Economics Bill, 1997 be passed"

Mr Speaker: The motion moved is:-

"That the Lahore School of Economics Bill, 1997 be passed"

(The motion was not opposed)

Mr Speaker: The motion moved and question is :-

"That the Lahore School of Economics Bill, 1997 be passed"

(The motion was carried)

The Bill is passed.

مسودہ قانون، دی گورنمنٹ کالج لاہور، 1997ء

Mr Speaker: Now, we take up (Bill No 4 of 1997). The Government College Lahore Bill, 1997. Minister for Education may move the Bill.

Minister for Education: Sir, I move:-

"That the Government College Lahore Bill, 1997 as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once."

Mr Speaker: The motion moved is :-

"That the Government College Lahore Bill, 1997 as recommended

by the Special Committee, be taken into consideration at once."

(The motion was not opposed)

Mr Speaker: The motion moved and the question is:

"That the Government College Lahore Bill, 1997 as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

First reading ends. We start with the Second Reading of the Bill.

We take up the Bill clause by clause.

Clause 2

Mr Speaker: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 3

Mr Speaker: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 4

Mr Speaker: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 5

Mr Speaker: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 6

Mr Speaker: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 7

Mr Speaker: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 8

Mr Speaker: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 9

Mr Speaker: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is -

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 10

Mr Speaker: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is -

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 11

Mr Speaker: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is -

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 12

Mr Speaker: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is -

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 13

Mr Speaker: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 14

Mr Speaker: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 15

Mr Speaker: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 16

Mr Speaker: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is :-

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 17

Mr Speaker: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is .-

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 1

Mr Speaker: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is .-

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Preamble

Mr Speaker: Now, the Preamble of the Bill is under consideration Since there is no amendment received in it-

Mr Speaker: The question is -

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Long Title

Mr Speaker: Now, the Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment received in it, it becomes part of the Bill

Second Reading ends

Now, we take up the third reading of the Bill

Minister for Education

Minister for Education: Mr Speaker Sir, I move -

"That the Government College Lahore Bill, 1997, be passed"

Mr Speaker: The motion moved is :-

"That the Government College Lahore Bill, 1997, be passed"

(The motion was not opposed)

Mr Speaker: Now The motion moved and the question is :-

"That the Government College Lahore Bill, 1997, be passed"

(The motion was carried)

(The Bill is passe)

مسودہ قانون، دی پنجاب لوکل گورنمنٹ (بحالی قانون) مصدرہ 1997ء

Mr Speaker: Now, we take up (Bill No 2 of 1997) The Punjab Local Government (Revival of Law) Bill, 1997.

Minister for Law and Parliamentary Affairs.

Minister for Law&parliamentary Affiars: Sir, I move:-

"That the Punjab Local Government (Revival of Law) Bill, 1997, as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once."

Mr Speaker: The motion moved is:-

"That the Punjab Local Government (Revival of Law) Bill, 1997, as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once."

(The motion was not opposed)

Mr Speaker: The motion moved and the question is:-

"That the Punjab Local Government (Revival of Law) Bill, 1997

as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once "

(The motion was carried)

First reading ends. We start with the Second Reading of the Bill We take up the Bill clause by clause.

Clause 2

Mr Speaker: Now, clause 2 of the bill is under consideration An amendment has been received in it from the Minister for Law He may move the amendment

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I move

"That in Clause 2, in sub-clause (1), in para (iv) of the Bill as recommended by the Special Committee the comma and the words "or has been" shall be omitted "

Mr Speaker:- The amendment moved and the question is -

"That in Clause 2, in sub-clause (1) in para (iv) of the Bill as recommended by the Special Committee the comma and the words "or has been" shall be omitted "

Mr Speaker: Now the question is:-

"That Clause 2 of the Bill as amended do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 3

Mr Speaker: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it. The question is:-

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried)

Clause 1

Mr Speaker: Clause 1 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it The question is

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Preamble

Mr Speaker: Now, the Preamble of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it The question is.

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried.)

Long Title

Mr Speaker: Now, Long Title of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it. It become part of the Bill

Second reading ends. Third reading starts Minister for Law

Minister for Law: Mr Speaker Sir, I move

"That the Punjab Local Government (Revival of Law) Bill 1997 be passed

Mr Speaker: The motion moved and the question is -

"That the Punjab Local Government (Revival of Law) Bill 1997 (Bill No 2 of 1997) be passed

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

Mian Imran Masood: Mr Speaker Sir, point of order

Mr. Speaker: Yes

Mian Imran Masood: Sir, I congratulate you for conducting the House

in an excellent manner and the work done today about legislation.

Mr Speaker: Thank you. The House is adjourned till 9.30 a.m. on 14.6 .1997.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

ہفتہ' 14 ۔ جون 1997ء

(شنبہ' 8 ۔ صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح پونے دس بجے زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ اِسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا O

سورۃ فاطر۔ آیت 41 تا 43

اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ ٹل نہ جائیں۔ اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جو ان کو تھام سکے۔ بے شک وہ بردبار (اور) بخشنے والا ہےO اور یہ اللہ کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ہدایت کرنے والا آئے تو یہ ہر ایک امت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں۔ مگر جب ان کے پاس ہدایت کرنے والا آیا تو اس سے ان کی نفرت ہی بڑھیO یعنی (انھوں) نے ملک میں غرور کرنا اور بری چال چلنا (اختیار کیا) اور بری چال کا وبال اس کے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے۔ یہ اگلے لوگوں کی روش کے سوا اور کسی چیز کے منتظر نہیں سو تم اللہ کی عادت میں ہرگز تبدل نہ پاؤ گے اور اللہ کے طریقے میں کبھی تغیر نہ دیکھو گے۔ وما علینا الا البلاغ O

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ آج چونکہ وقفہ سوالات نہیں ہے ۔ پہلے تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 16۔ جناب ایس اے حمید کی طرف سے ہے۔ کل بھی پینڈنگ ہوئی تھی۔ اس کو dispose of تصور کیا جائے۔ آگے تحریک التوائے نمبر 20 میاں عبدالستار کی ہے۔

صوبوں کو پانی کی مقدار کے تعین میں نا انصافی

میاں عبدالستار، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں ہزار ایکڑ کے لیے پانی کی مقدار کیوسک میں مختلف ہے۔ اور یہ پانی کی کمی بیشی اس وقت کے صاحب اقتدار لوگوں نے کروائی ہے۔ مثال کے طور پر ضلع شیخوپورہ کے مستقل علاقے میں پانی کی مقدار 1.52 ہے اور ضلع مظفر گڑھ میں 1.57 ہے۔ میرا ضلع رحیم یار خان کا' جو پنجاب کے چند زرخیز ترین اضلاع میں شامل ہے کا واٹر الاؤنس 4.25 ہے جو انتہائی کم ہے۔ میری استدعا ہے کہ سابقہ حکومتوں کی طرح سے ہر ضلع کے سیاسی طور پر پانی کی مقدار کی تقرری قرین انصاف نہ ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کرکے اہمیت عامہ کے اس اہم مسئلے اور نا انصافی پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، جی منسٹر ارگیشن۔

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)، جناب والا! میاں صاحب کی تحریک التوائے کار بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ میں نے اس بارے میں مختصر طور پر یہ عرض کرنا ہے کہ یہ درست ہے کہ پنجاب میں ایک ہزار ایکڑ کے لیے پانی کی مقدار کیوسک میں مقرر ہے اور یہ مقدار مختلف نہروں پر دوامی اور غیر دوامی رقبہ جات کے لیے علیحدہ علیحدہ ہے اور کئی نہروں پر دوامی رقبہ جات کے لیے بالکل علیحدہ اور کئی نہری نظاموں پر دوامی رقبہ جات کے لیے بھی مختلف ہے۔ حتیٰ کہ ایک ہی نہری نظام پر ملکیتی اور کالونی رقبہ کے لیے بھی پانی کی شرح مختلف ہے۔ صادقیہ کینال سسٹم راجباہ کے اندر دوامی ایریا کے لیے بھی دو شرحیں لاگو ہیں۔ راجباہ کے ہیڈ کے ساتھ والے رقبہ جات کے لیے علیحدہ ہے اور tail کے رقبہ جات کے لیے علیحدہ ہے۔ جناب والا! یہ بھی درست ہے کہ لوئر چناب کینال جو کہ ضلع شیخوپورہ کے کچھ حصہ کو پانی

دیتی ہے۔اس کی شرح دوامی ایریا کے لیے 1.52 سے 3.70 کیوسک فی ایکڑ تک ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ پنج ند اور عباسیہ کینال ضلع رحیم یار خان کو پانی دیتی ہے۔ ان پر دوامی ایریا کے لیے پانی کی مقدار 4.2 کیوسک فی ایکڑ ہے۔ اور غیر دوامی ایریا کے لیے 5.5 کیوسک ہے۔ جناب والا! جو انہار بہاول پور اریگیشن زون کو پانی فراہم کرتی ہیں ان کا دوامی اور غیر دوامی الاؤنس مندرجہ ذیل ہے۔ صادقیہ کینال میں 3.6 کیوسک سے لے کر 4.25 کیوسک تک ہے۔ اور غیر دوامی کے لیے 5.5 کیوسک ہے۔ اوڑوا کینال کے لیے 5.5 کیوسک ہے اور کرائم کینال کے لیے 8 کیوسک تا 11 کیوسک تک ہے۔ اور بہاول پور کینال میں 3.6 کیوسک سے لے کر 4.25 کیوسک تک ہے۔ اور پنج ند کینال میں یہی ہے۔ اور غیر دوامی میں 5.5 کیوسک ہے اور عباسیہ کینال میں 4.25 کیوسک دوامی ہے اور غیر دوامی 5.5 کیوسک ہے۔ جناب والا! ان اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ رحیم یار خان میں واٹر الاؤنس ضلع بہاول نگر کی انہار کے مطابق ہے اور مختلف نہروں پر واٹر الاؤنس زمین کی ساخت رقبہ میں قابل کاشت فصلات پانی کی دستیابی کو مد نظر رکھتے ہوئے مقرر کیا جاتا ہے۔ ان معروضات کی روشنی میں میری استدعا ہے کہ جناب والا! جب سے یہ سسٹم بنا ہے مثلاً 1922ء میں جو سسٹم بنا اور سسٹم بناتے وقت ہی اس علاقے کی زمین کی ساخت ' اس کی cropping pattern ' اس کی قوت برداشت یہ ساری چیزیں دیکھ کر یہ شیڈول بنایا گیا تھا۔ وہ 1922ء سے ہی چل رہا ہے۔ مثلاً UCC کی انھوں نے بات فرمائی ہے۔ جناب والا! وہ 1912ء میں بنا تھا۔ اب تک 1912ء سے وہی چل رہی ہے۔ کہیں کہیں پر میرے فاضل دوست کا اعتراض درست ہے۔ ویسے ہی defend کرتے رہنا میرے خیال میں جو بات درست نہ ہو وہ درست نہیں۔ کہیں پر سیاسی وجوہات کی بنا پر کچھ تھوڑی بہت تبدیلی ہوئی ہے جو اس علاقے کے لیے بھی موزوں نہیں۔ بعد میں نتائج نے یہ بتایا کہ وہاں پر سیم تھور ہوگیا اور پانی کی زیادتی کی وجہ سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوا۔ ان وجوہات کی بنا پر جناب والا! فاضل دوست سے میری استدعا ہے کہ یہ جہاں کہیں سمجھتے ہیں کہ کوئی Rectification is required. " تو یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ We will sit with experts. کو بھی ساتھ بٹھا لوں گا۔ وہ بات جو اس علاقے کے فائدے میں ہوگی اس کے لیے میں کھلے دل سے ان کا ازالہ کروں گا۔

جناب سپیکر، ابھی بات ہے۔ جی میاں صاحب۔

میاں عبدالستار، میں فاضل وزیر کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ مسئلہ وہاں پر لوگوں نے

اٹھایا تھا۔ جناب شوکت داؤد وزیر مال وہاں پر موجود تھے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ بھی کمیٹی میں شامل ہوں۔ ہمارے علاقے میں بڑی ایک قسم کی جذباتی فضا بنی ہوئی ہے۔ مظفر گڑھ پانی کی جو enhancement ہے یہ غلام مصطفیٰ کھر نے اپنی گورنری کے دور میں کرائی تھی اور اس کے کوئی اچھے نتائج نہیں نکلے بلکہ اس سے سیم تھور بڑھا ہے۔ اس کو equal کرنے کی ضرورت ہے۔ میں ان کی اس یقین دہانی پر پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اس یقین دہانی پر آپ پریس نہیں کرتے۔

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مال، شکریہ جناب سپیکر۔ میں میاں عبدالستار کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور چودھری محمد اقبال کا بھی۔ میں نے ایک میٹنگ attend کی تھی۔ واقعی یہ اس میں بھی پوائنٹ اٹھایا گیا تھا۔ اور میں نے ڈائرکٹر ریگولیشن سے بھی بات کی تھی۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پورا revise کرنا چاہیے۔ اور پنجاب کے موجودہ حالات مطابق کہ جہاں جہاں لوگوں کو اس کی ضرورت ہے صرف رحیم یار خان تک ہی محدود نہیں، بلکہ پورے پنجاب کو review کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ کمیٹی بنا کر اس کو review کرلیں۔ تو پھر آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

میاں عبدالستار، نہیں۔

جناب سپیکر، تو یہ dispose of تصور ہو گی۔

وزیر زراعت، شکریہ جناب والا

جناب سپیکر، تحریک التواء کار نمبر 23 مولانا منظور احمد چنیوٹی کی ہے۔

جامع مسجد رحمت اللہ ' انار کلی ' لاہور میں دھشت گردی

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج کے تمام قومی اخبارات میں یہ افسوس ناک خبر شائع ہوئی ہے کہ

کل مورخہ 11 جون 1997ء کو انار کلی کے پر رونق اور مصروف بازار میں نماز عصر کے بعد جامع مسجد رحمت اللہ المشہور تلوار والی مسجد کے باہر دہشت گردوں کی فائرنگ سے ایک نوجوان حافظ مصباح الدین جان بحق اور تین افراد حافظ شعیب ' حافظ طارق اور محمد گلاب خان زخمی ہوگئے' جبکہ مسجد کے امام و خطیب مولانا میاں عبدالرحمٰن معجزانہ طور پر بچ گئے ۔ واقعات کے مطابق مولانا عبدالرحمٰن کو نشانہ بنانے کے لیے دہشت گرد نے چھوٹے دروازے سے مسجد میں داخل ہونے کی کوشش کی ۔ اسی دوران مسجد کے دروازہ کے باہر حافظ مصباح الدین نے ایک دہشت گرد کو مسلح دیکھ کر پکڑ لیا ۔ اسی دوران دوسرے دہشت گرد نے کلاشنکوف سے فائرنگ شروع کردی جس کے نتیجے میں حافظ مصباح الدین جان بحق ہوگیا ۔ جبکہ ارد گرد موجود حافظ طارق' حافظ شعیب اور گلاب خان شدید زخمی ہوگئے ۔ مولانا عبدالرحمٰن نشانہ بننے سے بچ گئے ۔ وقوعہ کے وقت وہ مسجد کی بالائی منزل پر بچوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے ۔ چاروں دہشت گردوں کے لیے ایک کار اور ایک موٹر سائیکل انار کلی میں کھڑی تھی جن پر سوار ہو کر وہ آسانی سے فرار ہوگئے ۔ اس واردات کے بعد انارکلی میں ہڑتال کردی گئی ۔ یہ پہلا افسوسناک واقعہ نہیں ہے ۔ ملک دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ امن و امان تباہ ہوچکا ہے ۔ کسی کی جان ' مال ' آبرو محفوظ نہیں۔ ہسپتال ' اسٹیشن ' اڈے ' ایئر پورٹ ' سڑکیں ' چوراہے حتیٰ کہ مقدس مذہبی مقامات ' دینی درسگاہیں' امام بارگاہیں اور مساجد تک کوئی جگہ محفوظ نہیں رہی ۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ حادثے پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! آپ فرمائیں گے؛

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، شکریہ' جناب سپیکر! تحریک التواء کار مندرجہ عنوان پیش کردہ منجانب جناب منظور احمد چنیوٹی متعلقہ مقدمہ نمبر 119 مورخہ 11-6-97 بجرم 302/324/34 نیو انار کلی لاہور میں واقع ہوا ہے۔

مقدمہ اس طرح پر ہے کہ مدعی پرویز عالم ولد محبوب عالم قوم شیخ سکنہ گلی نمبر 101 مکان نمبر 11 ذیلی دار روڈ اچھرہ لاہور کے مطابق مورخہ 11-6-97 کو قریب 4 بج کر 10 منٹ پر شام شاپنگ کے لیے بازار نیو انار کلی میں آئے۔ جب وہ گوشہ شیریں نزد سروس شوز واقع نیو انار کلی بازار پہنچے تو موٹر سائیکل ہنڈا 125 CC رنگ سرخ پر دو لڑکے جس کا وہ نمبر نوٹ نہ کر سکے آب کاری روڈ کی طرف سے آئے اور جامع مسجد تلوار والی کے گیٹ کے باہر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک لڑکے نے اسلحہ

آتشیں نکال لیا تو حافظ مصباح الدین جو اپنی دکان پر موجود تھے اس کو پکڑنے کی کوشش کی۔ انھوں نے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں حافظ مصباح الدین، محمد طارق، شعیب اور گلاب خان، جن کے نام بعد میں معلوم ہوئے چاروں شدید زخمی ہوئے جب کہ حافظ مصباح الدین ضربات کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ تینوں مضروبین کو برائے علاج و معالجہ میو ہسپتال میں پہنچا دیا گیا۔ دونوں موٹر سائیکل سوار مسلح آتشیں اسلحہ دہشت گردوں نے بلاوجہ فائرنگ کر کے خوف و ہراس پھیلانے کے بعد فرار ہو گئے جن کو وہ اور دیگر دکان دار سامنے آنے پر شناخت کر سکتے ہیں۔ 28 آب کاری روڈ کا ساکن محمد طارق مضروب بھی اپنی ضربات کی وجہ سے میو ہسپتال میں دم توڑ گیا۔ ملزمان کی سراغ براری اور گرفتاری کے لیے سی آئی اے اور مقامی پولیس کی سطح پر تجربہ کار اور کہنہ مشق افسران پر مشتمل مسٹر عمر سلیم چیمہ مہتمم پولیس سٹی ڈویژن اور مسٹر احمد خان چدھڑ مہتمم پولیس سی آئی اے کی سربراہی میں علیحدہ علیحدہ ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں۔ متعدد افراد کو شامل تفتیش کیا گیا ہے ملزمان کی سراغ براری کی ہر ممکن کوشش جاری ہے۔

جناب والا! جہاں تک امن و امان، جان و مال اور آبرو محفوظ نہ ہونے کا تعلق ہے میں جناب مولانا صاحب سے اتفاق نہیں کرتا یہ تاثر درست نہیں کہ لاہور پولیس نے کچھ نہیں کیا۔ محدود وسائل کے باوجود اور پوری نفری نہ ہونے کے باوجود بدنام زمان دہشت گرد محمد اسحاق، شمشیر علی، محمد افضل، حضور گرفتار ہو چکے ہیں جنھوں نے تقریباً ایک درجن بم دھماکے کیے ہیں جن میں لاہور ائرپورٹ، شوکت خانم میموریل کینسر ہسپتال، جی پی او کینٹ لاہور، دیال سنگھ کالج، میڈیکل سٹور صدر بازار لاہور، ایف سی کالج، اعظم کلاتھ مارکیٹ، ریلوے سٹیشن فیصل آباد، للہ موسیٰ اور ویٹس سینما اوکاڑہ وغیرہ، جن میں سینکڑوں اشخاص زخمی ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ لاہور پولیس نے حال ہی میں نوید اختر بارڈر پولیس رینجر بھگوڑہ کے قصبہ سے متعدد دھماکہ خیز مواد، ڈیٹو نیٹرز اور فیوز اور بم برآمد ہوئے۔ اس کے علاوہ مذکورہ دہشت گردوں نے متعدد بم دھماکوں جن میں مال روڈ لاہور کے علاوہ ملک کے دیگر حصوں میں بم دھماکوں کا انکشاف کیا۔ جناب والا! 11 جون کو یہ واقعہ ہوا ہے جسے آج صرف چوتھا دن ہے تو مولانا صاحب براہ مہربانی ہمیں کچھ وقت دیں ایسے واقعات کب ہوتے ہیں؟ کہاں ہوتے ہیں؟ کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن میں نے ابھی آپ کے سامنے پولیس کی کارگزاری کا ذکر کیا ہے کہ ملک کو ہلا دینے والے جو بم دھماکے ہوئے تھے ان میں گرفتاریاں پائی جا چکی ہیں، ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور

انشاء اللہ العزیز جس فرض شناسی اور تن دہی سے اب پولیس کے اہل کاران کام کر رہے ہیں مجھے قوی امید ہے کہ جلد ہی ان دو دہشت گردوں کا سراغ لگا لیا جائے گا۔ وہاں بھرا بازار تھا اور دن کا وقت تھا۔ لوگوں نے ان کو دیکھا ہے۔ جب وہ سامنے آئیں گے تو شناخت بھی کرلیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز ان کو ضرور گرفتار کیا جائے گا اور کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ میں درخواست کروں گا کہ مولانا صاحب یہ پریس نہ کریں۔

جناب سپیکر، جی' مولانا صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! کسی حکومت کا اولین فرض یہ ہے کہ اپنی رعایا کی جان' مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ جو حکومت اپنی رعایا کی جان و مال کی حفاظت نہیں کرسکتی اسے حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ یہ روزمرہ کا معمول بن گیا ہے۔ ایسے ایسے سانحے اور حادثات کہ اب اس کو روزمرہ کی کارروائی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ وزیر موصوف صاحب نے جو تفصیلات بیان کی ہیں افسوس کہ میں ان کو سمجھ نہیں سکا۔ اتنا معلوم ہوا کہ ٹیمیں بنی ہیں۔ لیکن جب تک ملزم پکڑے نہ جائیں اور -----

جناب سپیکر، مولانا صاحب! انھوں نے بڑی وضاحت کے ساتھ تفصیلات بیان کی ہیں اور اردو زبان میں ہی ساری تفصیل تھی۔ آپ کو آواز نہیں آ رہی تھی؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پوری سمجھ نہیں آتی اس کا آپ کو کوئی انتظام کرنا پڑے گا یا تو میرے ساتھ ایک معاون بٹھائیں جو مجھے brief کرے یا میرے آلات کا انتظام کریں۔ میں آپ کی بات بھی پوری نہیں سمجھ سکتا۔

جناب سپیکر، یہ انتظام تو کرنا چاہیے۔ ایک آلہ بھی لگا ہوا ہے۔ کوئی ایسا آلہ ہونا چاہیے کہ یہ سن بھی سکیں' نہ کہ صرف اپنی بات سنا سکیں۔ اب تو مولانا صاحب سنتے نہیں ہیں' صرف اپنی بات سناتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں نہیں سمجھ سکا۔

جناب سپیکر، یہ آواز بھی نہیں آئی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میری گزارش صرف اتنی ہے کہ ملزمان کو گرفتار کر کے ان کو قرار واقعی سزا مل جائے تو اس سے واقعات رک جائیں۔ ملزم پکڑے نہیں جاتے۔ اگر کوئی پکڑا جائے اس کو کوئی

عبرت ناک سزا نہیں ہوتی جس سے پے در پے واقعات ہو رہے ہیں۔ اس کا بندوبست کرنا آپ کا اور حکومت کا فریضہ ہے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب کی وضاحت کے بعد اس کو میں رول آؤٹ کرتا ہوں۔ یہ dispose of تصور ہوئی۔

جناب محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر محمد افضل خان صاحب۔

جناب محمد افضل خان، میں اسی سلسلے میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ جناب سپیکر! اس واقعہ میں ایک خصوصی پہلو ہے جس کی میں نشان دہی کرنا چاہوں گا کہ ایک پررونق بازار میں نماز عصر کے وقت یہ واقعہ پیش آیا۔ ان تمام بازاروں کے سروں پر ہماری ٹریفک پولیس اور ہماری دوسری پولیس کی نفری موجود ہوتی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ مسلح بھی ہوتے ہیں اور ایک بازار کے اندر automatic weapon کے ساتھ فائرنگ ہوئی' ایک ہنگامہ ہوا' ایک شور ہوا اور اس کے بعد وہ لوگ ان ہی سڑکوں سے گزر کر ان ہی بازاروں کے سروں سے' چوکوں سے نکل کر چلے گئے جہاں ہمارے جوان' پولیس کے سپاہی وہاں تعینات ہیں۔ اگر ایک غیرمعروف جگہ پر اس قسم کا واقعہ ہو جائے جو پررونق نہ ہو' جہاں لوگ نہ ہوں' جہاں پولیس موجود نہ ہو تو یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ ہونا ممکن ہے۔ لیکن جہاں ہمارے سپاہی تعینات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ ان کی ٹریننگ improve ہو۔ ان کے پاس جو weapon ہیں۔ ان کو بتایا جائے کہ بازار میں اگر اس قسم کا واقعہ ہو اور موٹر سائیکل پر لوگ نکل رہے ہوں تو انھوں نے بھی فائر کرنا ہے۔ انھوں نے ان کو چیک کرنا ہے۔ یہ سب سے افسوس ناک پہلو ہے کہ دن دہاڑے پولیس کی موجودگی میں وہ ایک پررونق بازار سے موٹر سائیکلوں پہ نکل جاتے ہیں اور کوئی ان کو follow نہیں کرتا اور جو چوکوں پہ کونوں پہ ان کے پاس وائرلیس سیٹ ہیں۔ ہر روز ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ پکڑے نہیں جاتے اور جب بعد میں تفتیش شروع ہوتی ہے تو وہ ایک لمبا process بن جاتا ہے اور اس میں کسی اور حادثے کے طور پر یا by chance وہ لوگ پکڑے جائیں تو پتا چلتا ہے کہ اس مجرم نے فلاں فلاں واقعات میں بھی شمولیت اختیار کی تھی۔ لیکن جو ہمارے جوان روزانہ ڈیوٹی پر تعینات ہوتے ہیں۔ ان کی تربیت بہتر کرنے کی اہمیت پر غور کرنا چاہیے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آگے چلتے ہیں۔ نمبر 24 جناب ایس۔ اے حمید کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتے' اس لیے dispose of تصور ہوئی۔ نمبر 25 بھی جناب ایس۔ اے حمید کی ہے۔ میرے خیال میں اسے pending کر لیتے ہیں۔ تو اسے pending کیا جاتا ہے۔ آگے نمبر 26 میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ بزنس اتنا زیادہ نہیں ہوتا۔ آپ سب کو pending کر دیا کریں تو زیادہ مناسب ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' سب کو pending نہیں کیا جا سکتا۔ اصولاً جس بھی معزز رکن کی تحریک التوائے کار ہو اس صاحب کو یہاں حاضر ہونا چاہیے۔

واٹر سپلائی وڈرینج سکیموں پر عدم توجہی

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مختلف اضلاع میں واٹر سپلائی و ڈرینج کی سکیمیں شروع ہوئی تھیں جن میں کچھ مکمل ہو چکی ہیں اور کچھ تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ سوشل ایکشن پروگرام کی پالیسی کے مطابق تکمیل شدہ سکیموں کی مقامی لوگوں کی کمیٹیاں دیکھ بھال کریں گی۔ لیکن ان کمیٹیوں کے پاس تکمیل شدہ سکیموں کی دیکھ بھال کے لیے نہ کوئی ٹیکنیکل عملہ اور نہ ہی پیسہ ہے۔ نتیجتاً سوشل ایکشن پروگرام کے تحت مکمل شدہ سکیمیں متعلقہ کمیٹیاں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے ان سکیموں کا چارج لینے سے گریز کر رہی ہیں' جس کی وجہ سے یہ مکمل شدہ سکیمیں بری طرح ناکام ہو رہی ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ان مکمل شدہ سکیموں کی دیکھ بھال محکمہ دیہی ترقیاتی و لوکل گورنمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو اگر نہ دی گئی تو ان کی دیکھ بھال تسلی بخش نہ ہو سکے گی' جس سے قومی خزانہ کو بھاری نقصان ہوگا۔ یہ اہم مسئلہ ایوان کی فوری توجہ کا طالب ہے' اس لیے ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے اس اہم مسئلے پر فوراً بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، جی وزیر قانون۔

وزیر قانون، شکریہ' جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! معزز رکن نے اپنی تحریک التوائے کار میں جس امر کی نشان دہی کی ہے' یہ مسئلہ واقعتاً ایک سنگین صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! جناب کے علم

میں یہ بات ہوگی کہ SAP پروگرام سے پہلے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ واٹر سپلائی کی سکیمیں بناتا تھا۔ اس کی maintenance بھی ان کے اپنے ذمے ہوتی تھی۔ لیکن اس کے کچھ عرصے بعد یہ پالیسی آئی کہ جو بھی واٹر سپلائی سکیم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ بناتا تھا وہ کچھ عرصے کے بعد متعلقہ یونین کونسل کو ٹرانسفر کر دی جاتی تھی اور اس کا انتظام و انصرام محکمہ لوکل گورنمنٹ کی اس یونین کونسل کے ذمے ہوتا تھا جس یونین کونسل میں وہ واٹر سپلائی سکیم قائم ہوتی تھی۔ اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ جس یونین کونسل میں یہ واٹر سپلائی سکیم ہوتی تھی اس یونین کونسل میں' اس متعلقہ دیہات کی ایک کمیٹی بنا لی جاتی تھی اور وہ کمیٹی اس واٹر سکیم کو چلاتی تھی۔ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی سکیموں کے متعلق یہی پالیسی چلتی رہی ہے۔ اس کے بعد جب SAP پروگرام شروع ہوا تو اس کے تحت بننے والی واٹر سپلائی سکیموں کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا کہ ان کو متعلقہ یونین کونسل کے حوالے کرنا ہے' مقامی طور پر دیہات کی کمیٹی بنانی ہے یا محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اپنے طور پر ان سکیموں کو چلانا ہے۔ جناب سپیکر! میں محرک سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں کہ ہمارے بعض دیہات بھی ایسے ہیں جہاں پوزیشن یہ ہے کہ وہ اپنے طور پر ان سکیموں کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتے۔ تو اس کے لیے محکمے کو بڑی سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا اور میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ مسئلہ پہلے سے زیر غور ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ حکومت اس سلسلے میں جلد پالیسی وضع کرنے والی ہے۔ کیونکہ ہمیں شدت سے اس بات کا احساس ہے کہ اگر اس مسئلے کو فوری طور پر حل نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ یہ سکیمیں بند ہو جائیں گی اور بند ہونے کی صورت میں عوام کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ کے توسط سے معزز ممبر کو بھی اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے جلد ہی اس سلسلے میں ایک واضح پالیسی سامنے آئے گی۔ شکریہ جناب سپیکر۔

ملک ندیم کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک ندیم کامران: سر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ یہ انتہائی اہمیت کی حامل بات ہے۔ اور جیسے وزیر موصوف نے بڑے اچھے طریقے سے ساری وضاحت کر دی' میری درخواست یہ ہے کہ اس کا ابھی کوئی ٹائم مقرر کر دیا جائے کہ کب تک یہ فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ کل بھی

میرے حلقے سے دو ایسے پروگرام آئے تھے۔ اس کے لیے فوری طور پہ آرڈرز کرائے گئے ہیں تاکہ کسی کو hand over کیا جائے۔ پانی دیہات کی گلیوں میں کھڑا ہے۔ لوگوں کے لیے گزرنا مشکل بنا ہوا ہے۔ لہٰذا اس کے لیے کوئی ٹائم مقرر کر دیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ دو ماہ تک پالیسی بنتی رہے اور اس کے بعد اس کی implementation ہو۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اور اس پہ فوری طور پر کارروائی ہونی چاہیے۔ کوئی ٹائم مقرر کر دیا جائے تاکہ پتا چل جائے کہ اس تاریخ تک یہ معاملہ طے کر لیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ جاوید اخلاص، میری گزارش یہ ہے' جیسا کہ یہ معاملہ ہاؤس میں پیش ہوا ہے' اس معاملے کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اتنی گزارش کروں گا کہ ہمارا علاقہ بارانی ہے اور منسٹر صاحب کا علاقہ بھی بارانی ہے۔ وہاں گرمیوں کے موسم میں اس وقت بعض علاقوں میں اربوں روپے کی لاگت سے بے شمار سکیمیں دس دس سال سے گیارہ گیارہ سال سے مکمل ہو چکی ہیں۔ لیکن عوام پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں۔اور حکومت کا اربوں روپیہ زمین دوز پائپوں کی شکل میں' مشینری کی شکل میں دفن ہوا ہوا ہے۔ اور اس وقت میرے حلقے کی کم از کم دس گیارہ جو سکیمیں مکمل ہیں لیکن وہ چل نہیں رہیں۔ جس کی وجہ سے علاقے میں بے پناہ مسائل ہیں اور لوگ پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں اور چالیس سے پچاس روپے تک چار گیلن پانی حاصل کرتے ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے چونکہ یہ ایسا محکمہ ہے جہاں سب سے زیادہ کرپشن اور سب سے زیادہ بدعنوانی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پرائم منسٹر کا اور ہماری حکومت کا یہ منشور ہے کہ ہم لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کریں گے۔ تو اس کی روشنی میں اس سلسلے میں کم از کم کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے یا اس ہاؤس کی کوئی بااختیار کمیٹی بنا دی جائے جو یہ معلوم کرے کہ جو یہ مکمل شدہ منصوبے ہیں' کیا وجوہات ہیں کہ یہ سکیمیں چل نہیں رہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی اس مشکل کا احساس کرتے ہوئے اس جون اور جولائی کے مہینے میں خاص طور پر چونکہ دقت ہے' اس لیے اسی اجلاس میں کوئی کمیٹی آپ بنائیں تاکہ اگلے دو چار دنوں میں scheme-wise discuss کر کے اس کا کوئی مستقل حل نکالا جا سکے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، محمد افضل خان صاحب۔

جناب محمد افضل خان، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! شاید ہی کوئی حلقہ ایسا ہو' جہاں پر ایک محکمے نے سکیم اپنی کتابوں میں مکمل کر

لی ہو اور جو take over کرنے والا محکمہ ہے اس نے take over نہ کی ہو۔ اس میں مسئلہ یہ ہے کہ جو محکمہ بناتا ہے وہ اس کے نقائص کو چھپا دینے کے لیے سکیم کو hand over کرنے میں تاخیری حربے استعمال کرتا ہے اور خط کتابت شروع کر دیتا ہے۔ جس محکمے نے اس سکیم کو take over کرنا ہوتا ہے وہ پھر اس کے لیے بجٹ allocation رکھتا ہے کہ اس کے اوپر مزید رقم لگنی ہے اور تب ہم اس کو take over کریں گے۔ تو یہ جو ٹھیکے داروں کے ساتھ ملی بھگت ایک محکمے کی ہوتی ہے دوسرا محکمہ اس کو protection provide کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں، میں وزیر موصوف کو مشورہ دینا چاہوں گا کہ جب کوئی بھی ایسی سکیم آئندہ کے لیے منظور کی جائے جسے ایک محکمے نے بنانا ہے اور دوسرے محکمے نے چلانا ہے تو جس محکمے نے بعد میں اس کو take over کرنا ہے اس کی consultancy اس میں شامل کر دی جائے جب وہ سکیم بن رہی ہو تو اس محکمے کی supervision اس میں شامل ہو جائے تاکہ take over کرتے وقت ان کو اعتراضات نہ ہوں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی، نذیر احمد صاحب!

چودھری نذیر احمد، جناب سپیکر! یہ مسئلہ جو میاں ستار صاحب کی طرف سے اٹھایا گیا ہے، بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مجھے یہ یاد ہے کہ جب میں اس محکمے کا منسٹر تھا تو ہم نے مسلسل ڈیڑھ سال جنگ کر کے محترم وائیں صاحب سے یہ طے کروایا تھا کہ جو دیہات میں واٹر سپلائی، یا ڈرینیج سیوریجز بنتی ہیں ان کو متعلقہ محکمہ ہی maintain کرے۔ اگر کسی اور محکمے نے اسے take over کرنا ہے تو یہ یقیناً جیسے محترم بھائی فرما رہے ہیں، اس میں loopholes ہوتے ہیں اور وہ پہلا محکمہ اپنے loopholes بچانے کے لیے دوسرے کے سر تھوپ دیتا ہے اور پھر آگے اس سکیم کی maintenance کے لیے نہ فنڈ ہوتا ہے، نہ کوئی ڈرائیورز آپریٹرز رکھنے کے لیے پیسہ ہوتا ہے اور وہ کام چلتا نہیں۔ اور یہ کروڑوں اربوں روپے جو حکومت مہیا کرنے کے لیے عوام پر صرف کرتی ہے آپ یقین جانیں کہ ان کا دس فی صد فائدہ بھی عوام کو نہیں پہنچتا۔ اور یہ فائدہ صرف اسی وقت ممکن ہے کہ جب متعلقہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ خود ہی اپنے محکمے کے اندر ایک maintenance wing قائم کرے اور وہ wing اس کو maintain کرے تو پھر یہ کروڑوں اربوں روپے کا مفاد عوام کو ہو سکتا ہے۔ ورنہ یہ پیسہ ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ یہ سکیمیں نہ بنائی جائیں۔ لیکن اس لحاظ سے بھی گزارا نہیں ہو پائے گا تو متعلقہ محکمے ہی کو یہ ہدایات فرمائی جائیں۔ اگر کمیٹی بنی ہے تو یہ بڑا serious مسئلہ ہے اور ہر ایم پی اے، ایم این

اسے صاحبان کے حلقوں میں یہ مسئلہ ہے۔ اسی اجلاس کے دوران کمیٹی بنائی جائے اور اسی اجلاس کے آخر تک، جب یہ اجلاس prorogue ہونے والا ہو تو یہ فیصلہ کیا جائے کہ کون سا محکمہ اس کو maintain کرے گا۔ میری رائے یہ ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ خود maintain کرے تو یہ اربوں روپے feasible ہو سکتے ہیں۔ ورنہ کسی بھی محکمے کو یہ دے دیا جائے، یا user کمیٹیاں بنا دی جائیں ورنہ ان کا قطعاً کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ مہربانی جناب۔

جناب سپیکر، مغل صاحب بولنا چاہتے ہیں۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ گوجرانوالہ میں ایک Low Income Housing Society قائم کی گئی ہے۔ میں ایک سکیم کی بات کروں گا۔ میں ایک جنرل بات کر رہا ہوں۔ اسی حوالے سے کہ ایک ڈیپارٹمنٹ ایک پراجیکٹ کھڑا کرتا ہے۔ جس کو اس نے hand over کرنا ہے اس کو hand over بر وقت نہیں کرتا اور پھر اس میں wear and tear ہوتی ہے، اس کی توڑ پھوڑ ہو جاتی ہے اور متعلقہ محکمہ جس نے اس کا چارج لینا ہے وہ ڈیمانڈ کرتا ہے کہ اس کی مرمت کے لیے ہمیں اتنے کروڑ روپیہ چاہیے۔ میں ایک پراجیکٹ کی بات کر رہا ہوں کہ پیپلز کالونی گوجرانوالہ میں چھ سو ایکڑ پر پھیلا ہوا ایک پراجیکٹ ہے جسے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ والوں نے دس کروڑ کی لاگت سے جو حکومت پنجاب نے دی ہے وہ مکمل کیا۔ اس پر بیس کروڑ روپے کی collection ہو چکی ہے۔ اور اس کو مکمل ہوئے بیس سال سے زاید عرصہ ہو چکا ہے۔ اب بلدیہ گوجرانوالہ ڈیمانڈ کر رہی ہے کہ آٹھ کروڑ روپے دیا جائے تو ہم اس کی maintenance کر کے اس کو take over کرتے ہیں جب کہ ڈیپارٹمنٹ ان کو صرف چار کروڑ روپیہ دینے پر آمادہ ہے۔ یہ معاملہ اتنا گھمبیر ہے کہ کم از کم پچاس ہزار نفوس پر وہ آبادی ہے، وہاں کوئی عاکروب نہیں، وہاں کوئی سٹریٹ لائٹ کا بندوبست نہیں۔ وہ جو سڑکیں آج سے بیس پچیس سال پہلے بنی تھیں ان کی آج تک مرمت نہیں ہوئی۔ ان معاملات کو take up کیا جائے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اس پر اب کافی بات ہو چکی ہے۔ بخاری صاحب! کافی تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ تو نذیر صاحب نے بھی جس بات کا ذکر کیا ہے وہ بھی اس محکمے سے رہے ہیں تو اگر آپ کوئی کمیٹی بنائیں تو ان کا مشورہ بھی لیں۔

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)، میں جناب، ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر، جی' راجا صاحب۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت بھی ختم ہو چکا ہے۔ اس کے اوپر کافی باتیں ہو چکی ہیں۔

میاں عبدالستار، میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ لاءمنسٹر سے پہلے۔

جناب سپیکر، ہاں جی۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، سر! حکومت وقت سے میری اس میں ایک submission یہ ہے کہ دیہات میں drainage کا جو پائپ کا سسٹم ہے وہ ویسے ہی ختم کر دیں۔ اس کے لیے نالیوں کا سسٹم ہی بہتر ہے۔ گلیاں کچی ہوتی ہیں۔۔۔ایک منٹ لوں گا' گلیاں کچی ہیں' نیچے پائپ لائن جا رہی ہے۔ جس کے گھر کے آگے پائپ گزر رہا ہے وہ ایسا کرتا ہے کہ پائپ کو توڑتا ہے اور اپنا پائپ اس میں ڈال لیتا ہے۔ وہ جتنے بھی پائپ ہیں' وہ بند ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر، اگر کمیٹی بنے گی تو تفصیلات آپ وہاں بتائیں۔ پہلے انھیں بات کرنے کا موقع دیں۔ جی' منسٹر فار لاء۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ معاملہ جو تھا' جو تحریک التوا تھیں' وہ entirely مختلف تھی۔ ہم بالکل دوسری طرف نکل گئے۔ جناب سپیکر! اس میں خود محرک نے یہ فرمایا تھا کہ سوشل ایکشن پروگرام کی پالیسی کے مطابق تکمیل شدہ سکیموں کی مقامی لوگوں کی کمیٹیاں دیکھ بھال کریں گی۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ ہم SAP پروگرام کی بات کر رہے تھے۔ SAP پروگرام کی سکیموں کو پالیسی کے مطابق مقامی لوگوں کو چلانا ہوگا۔ یہ ایک پالیسی تھی اور اسی پالیسی کے تحت ان کے لیے ہمیں foreign aid بھی ملی تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔ اب اس پالیسی نے تبدیل ہونا ہے۔ جس طرح افضل صاحب فرما رہے تھے کہ ایک محکمے سے دوسرے محکمے کو' یہ بات نہیں ہے۔ ان سکیموں کی execution پبلک ہیلتھ نے ہی کی ہے۔ اب پبلک ہیلتھ والے ان سکیموں کو مقامی لوگوں کو دینا چاہتے ہیں۔ مقامی لوگوں کے پاس وسائل نہیں۔ ان کے پاس ٹیکنیکل عملہ نہیں۔ جس طرح محرک نے درست فرمایا ہے کہ ان کے پاس ٹیکنیکل عملہ نہیں۔ جناب سپیکر! اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم مقامی لوگوں کو وسائل مہیا کریں کہ وہ ان سکیموں کو چلائیں' یا متعلقہ محکمے کو حکومت وسائل مہیا کرے کہ وہ ان سکیموں کو چلائے۔ یہ policy decision ہے جو حکومت نے کرنا ہے۔

جناب سپیکر، یہ کافی اہم decision ہے۔

وزیر قانون، اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں بہت جلد decision ہو گا جناب سپیکر۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب کی assurance کے بعد یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اور اب تحریک التواء کا وقت بھی ختم ہو چکا ہے۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 1997ء

Mr.Speaker: Now, we take up the legislation.The first Bill is"The Punjab Land Revenue (Amendment)Bill,1997(Bill No.3 of 1997)

Minister for Law: Mr Speaker Sir, I move:

"That The Punjab Land Revenue(Amendment)Bill,1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motionn moved and the question is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment)Bill 1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

First reading ends.

Second reading starts.

Clause 2

Mr. Speaker: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 3

Mr. Speaker: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 4

Mr. Speaker: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 5

Mr. Speaker: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 1

Mr.Speaker: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

Mr.Speaker: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

Mr.Speaker: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

Second reading ends,

Third reading starts.

Mr. Speaker: Minister for Law!

Minister for Law: Mr. Speaker, I move that the Punjab Land Revenue (Amendment)Bill,1997 be passed.

Mr.Speaker: The motion moved is that the Punjab Land Revenue(Amendment) Bill, 1997 be passed.

Mr. Speaker: Now,The motion moved and the question is:

That the Punjab Land Revenue(Amendment)Bill,1997 be passed.

(The motion was carried)

The Bill is Passed.

مسودہ قانون (ترمیم) ویلفیئر فنڈ برائے سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1997ء

Mr.Speaker: Now, we take up "The Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 1997 (Bill No.7 of 1997).

Minister for Law!

Minister for Law: Mr.Speaker, I move that the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment)Bill, 1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion moved is that the Punjab Government Employees

Welfare Fund (Amendment) Bill, 1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion moved and the question is:

That the Punjab Government Welfare Fund (Amendment) Bill, 1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause 2

Mr. Speaker: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 3

Mr.Speaker: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 4

Mr.Speaker: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Law Minister.He may move it.

Minister for Law: I move that for Clause 4 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the following be substituted:-

"4. Repeal:- The Punjab Government Employees Welfare

Fund (Amendment) Ordinance 1997 (XVI of 1997) is hereby repealed."

Mr.Speaker: The motion moved is that for Clause 4 of the Bill, as recommended by the Special Committee the following be substituted:-

"4. Repeal:- The Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Ordinance, 1997 (XVI of 1997) is hereby repealed."

The amendment moved and the question is:

That for Clause 4 of the Bill, as recommended by the Special Committee,, the following be substituted:-

"4. Repeal: The Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Ordinance 1997 (XVI of 1997) is hereby repealed."

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Now, the question is-

That Clause 4 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 1

Mr. Speaker: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it,the question is -

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

Mr. Speaker: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

Mr. Speaker: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

Mr. Speaker: Now,we start third reading.

Minister for Law!

Minister for Law: Mr.Speaker: I move that the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill 1997 be passed.

Mr.Speaker: The motion moved is that the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill 1997 be passed.

The motion moved and the question is:

That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill 1997 be passed.

(The motion was carried)

The bill is passed.

مسودہ قانون (ترمیم) ویلفیئر فنڈ برائے سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1997ء

Mr. Speaker: Now, we take up the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill 1997 (Bill No.10 of 1997).Minister for Law!

Minister for Law: Mr. Speaker: I move that the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion moved is that the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion moved and the question is:

That the Punjab Government Employees Welfare Fund

(Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr.Speaker: Now, we take up second reading.

Clause 2

Mr.Speaker: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 3

Mr.Speaker: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 1

Mr. Speaker: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from the Minister for Law.He may move it.

Minister for Law: Mr.Speaker: I move is that for sub clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the following be substituted:-.

"(2) It shall come into force at once."

Mr. Speaker: The motion moved is that for the sub clause (2) of Clause 1

of the Bill, as recommended by the Special Committee, the following be

substituted:-

"(2) It shall come into force at once."

The amendment moved and the question is -

That for the sub clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the following be substituted:-

"(2) It shall come into force at once."

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: Now,the question is-

That Clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Preamble

Mr. Speaker: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Long Title

Mr. Speaker: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

Mr. Speaker: Now, we start third reading.

Minister for Law!

Minister for Law: Mr.Speaker, I move That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill 1997 be passed.

Mr. Speaker: The motion moved is That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill 1997 be passed.

The motion moved and the question is-

That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill 1997 be passed.

(The motion was carried)

(The Bill is Passed)

مسودہ قانون (ترمیم) دی بنک آف پنجاب مصدرہ 1997ء

Mr. Speaker: Now, we take up The Bank of Punjab (Amendment) Bill 1997 (Bill No.8 of 1997).

Minister for Law!

Minister for Law: Mr. Speaker: I move That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion moved is That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 1997, recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once.

The motion moved and the question is-

That The Bank of Punjab (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

Mr.Speaker: Now, we take up the Bill clause by clause.

Clause 2

Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 3

Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Minister for Law.He may move it.

Minister for Law: Mr. Speaker, I move that for Clause 3 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the following be substituted:-

"3. Repeal:- The Bank of Punjab (Amendment) Ordinance (XVIII of 1997) is hereby repealed."

Mr Speaker: The amendment moved is that for Clause 3 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the following be substituted:-

"3. Repeal:- The Bank of Punjab (Amendment) Ordinance (XVIII of 1997) is hereby repealed."

The amendment moved and the question is-

That for Clause 3 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the following be substituted:-

"3. Repeal:- The Bank of Punjab (Amendment) Ordinance (XVIII) of 1997 is hereby repealed."

(The motion was carried)

Mr Speaker: Now, the question is -

That Clause 3 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause 1

Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from Minister for Law.He may move it.

Minister for Law: Mr. Speaker: I move that for sub clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the following be substituted:-

"(2) It shall come into force at once.

Mr Speaker: The amendment moved is.

That for sub clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by

the Special Committee, the following be substituted:-

"(2) It shall come into force at once.

The amendment moved and the question is -

That for sub clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the following be substituted:-

"(2) It shall come into force at once."

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Now, the question is -

That Clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Preamble

Mr. Speaker: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Long Title

Mr.Speaker: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

Mr.Speaker: Now, we start third reading.

Minister for Law!

Minister for Law: Mr. Speaker, I move.

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill,1997 be passed.

Mr Speaker: The motion moved is.

That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 1997 be passed.

The motion moved and the question is-

That The Bank of Punjab (Amendment) Bill 1997 be passed.

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

الحاج ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اپوزیشن پارٹی نے عوام کو بھی اور اس ہاؤس کو بھی بہت مایوس کیا ہے۔ وہ کسی قسم کی بھی تیاری کر کے نہیں آتے۔ انھوں نے کوئی امنڈمنٹ پیش نہیں کی ۔جناب والا! میں ایک تجویز پیش کروں گا کہ حکومتی پارٹی میں سے چار ممبران عارضی طور پر ان کو دے دیے جائیں جن میں رانا ثناء اللہ ، ایس ۔ اے۔ حمید صاحب ، خواجہ ریاض صاحب اور سلہری صاحب ۔ ان کو یہ چار ممبر ہم دے دیں تا کہ یہ اپوزیشن کا کردار ادا کریں ۔

جناب سپیکر، اب سیکرٹری صاحب بجٹ کے لیے شیڈول announce کریں گے ۔

سیکرٹری اسمبلی : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ کل 15 جون 1997ء کو ANNUAL BUDGET 1997-98 اور SUPPLEMENTARY BUDGET 1996-97 ۔ پانچ بجے شام پیش کیا جائے گا ۔ 16 اور 17 جون کو اسمبلی کا سیشن نہیں ہو گا ۔ 18 سے لے کر 21 جون چار یوم کے لیے ANNUAL BUGET پر عام بحث ہو گی ۔22 جون اتوار کے دن اسمبلی کا سیشن نہیں ہو گا ۔ ۲۳ اور ۲۴ جون کو سالانہ بجٹ پر ووٹنگ ہو گی ۔ 25جون کو فنانس بل پر غور کیا جائے گا اور اس دن AUTHORIZED EXPENDITURE lav کیا جائے گا ۔ 26 جون کو پرائیویٹ ممبر ڈے دیا جائے گا جو 17جون کو ہونا تھا ۔ 27 جون کو سپلیمنٹری بجٹ پر بحث ہو گی ۔ 28جون کو سپلیمنٹری بجٹ پر ووٹنگ ہو گی اور 29جون کو AUTHORIZED EXPENDITURE lay کیا جائے گا اور دوسری قانون سازی ہو گی۔ 30 جون کو پرائیویٹ ممبر ڈے دیا جائے گا جو 24 جون کی بجائے دیا جا رہا ہے ۔ شکریہ ۔

چودھری نذیر احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کل بجٹ کے لیے پانچ بجے شام کا وقت رکھا گیا ہے اور اس سے آگے دو چھٹیاں ہیں۔ اگر یہ بجٹ صبح ہی پیش کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ اس طرح

ممبران اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے اور دو چھٹیاں ادھر لزار لر آ جائیں گے ۔ اگر اس پر غور کر لیا جائے تو آپ کی مہربانی ہو گی ۔

جناب سپیکر، اس کا گورنر صاحب کی طرف سے اب notification ہو چکا ہے ۔

تو کل اجلاس پانچ بجے شام تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

اتوار' 15 ۔ جون' 1997ء

(یک شنبہ' 9 ۔ صفر المظفر' 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں ساڑھے پانچ بجے شام زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

سورۃ الصف ۔ آیت 10 تا 13

مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے۔ (وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغ ہائے جنت میں جن میں نہریں بہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں اللہ کی طرف سے مدد (نصیب ہوگی) اور فتح (عن) قریب ہوگی اور مومنوں کو اس کی خوش خبری سنا دو۔ وما علینا الا البلاغ۔

وزیر خزانہ کی تقریر بابت سالانہ میزانیہ 98-1997ء اور ضمنی میزانیہ 97-1996ء

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ اب میں وزیر خزانہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ پر تقریر کریں۔

وزیر خزانہ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے
یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے

جناب سپیکر! یہ اس تاریخی عوامی مینڈیٹ کا سورج ہے جس کی پہلی کرن ہی نے دور ابتلا کی ہر تاریکی کو دھنک کر رکھ دیا ہے ۔ جس نے قلوب کو منور کیا ہے اور ذہنوں کو جلا بخشی ہے ۔ ہر چند کہ وہ سیاسی دور ختم ہو گیا لیکن اپنے پیچھے ایسی نا گوار یادیں چھوڑ گیا ہے جنھیں مٹانے اور فراموش کرنے میں ایک وقت لگے گا ۔ ہر طرف مسائل کا ایک کوہ گراں تھا' چار سو مصائب کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر' افلاس زدہ لوگ ' مفلسی ہاتھ جوڑتی ہوئی غربت دم توڑتی ہوئی' ہر شخص اپنے ہی دیس میں اجنبی ۔ کاسہ لیسوں ' مہم جوؤں اور مفاد پرستوں کی حکمرانی ۔ جہاں فرد واحد کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ عوام کا مقدر ٹھہرایا گیا ۔ ملک کے تمام وسائل چند ہاتھوں کے تسلط میں دیے دیے گئے اور ان ہاتھوں نے قوم کی دولت کو بے دریغ لوٹا ۔ جگہ جگہ محلات کھڑے کیے گئے ۔ اسپان بے لگام اعلیٰ انسانی اقدار کو روندتے رہے ۔ ہر طرف بے سروسامانی' خون انساں کی ارزانی ۔ ایک ایسے ملک کا مقدر بن گئے جو علامہ اقبال اور حضرت قائد اعظم کے خوابوں کی تعبیر تھا۔ جو مسلمانان ہند نے بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا تھا ۔ ایک قلزم خون تھا جسے عبور کر کے ہم آزادی کی منزل تک پہنچے تھے۔

شہر کو برباد کر کے رکھ دیا اس نے منیر
شہر پر یہ ظلم میرے نام پر اس نے کیا

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے آج اس معزز اور با وقار ایوان میں صوبہ پنجاب کے مالی سال 98-1997ء کا بجٹ پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہوں ۔ میں ذات باری تعالیٰ کا نہایت عجز و انکسار سے شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے ملک کے سب سے بڑے صوبے کے لیے موجودہ منتخب حکومت کا پہلا بجٹ پیش کرنے کی سعادت بخشی ہے ۔ میں محترم وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف

اور تمام فاضل اراکین صوبائی اسمبلی کا اپنے دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ جن کی مسلسل رہنمائی اور قیمتی آراء کی روشنی میں اس بجٹ کی تشکیل ہوئی ۔اور ہم صوبے کے ساڑھے سات کروڑ عوام کی امنگوں ' امیدوں ' آرزوؤں اور ارادوں کے مطابق عوامی خوشحالی اور تعمیر نو کے منصوبوں پر مشتمل اپنا نیا پروگرام پیش کر رہے ہیں جس سے نہ صرف گھمبیر معاشی و سماجی مسائل کے حل کی راہ ہموار ہو گی بلکہ ہم عوام کے اس بے پناہ اعتماد کا قرض چکانے میں بھی سرخرو ہوں گے جو 3 فروری کے عام انتخابات میں ہماری جماعت کو پارلیمانی تاریخ کے سب سے زیادہ بھاری مینڈیٹ کی صورت میں ملا ہے ۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے پاکستان مسلم لیگ نے جب چار ماہ قبل عنان حکومت سنبھالی تو اسے سنگین اور پیچیدہ مسائل کا ایک انبار ورثے میں ملا ۔ سابق حکمران طبقے کی بدعنوانیوں ' اسراف اور فضول خرچیوں نے ملک کو سنگین اقتصادی بحران سے دو چار کر دیا تھا۔ قوم نے سابق حکومت کی کرپشن اور بے قاعدگیوں کی بناء پر اسے مسترد کر دیا اور پاکستان مسلم لیگ کو بھاری اکثریت کے ساتھ عوام کی خدمت کا موقع دیا۔ ہم اقتدار کو باعث افتخار نہیں سمجھتے بلکہ خدمت خلق کا ذریعہ گردانتے ہیں ۔ ہمیں عوام پر کی گئی زیادتیوں کا پورا احساس ہے ۔ عوام نے ہماری جماعت پر بے مثال اعتماد کا اظہار کر کے ہمارے کندھوں پر جو ذمہ داری ڈالی ہے ہم اس کے تقاضوں سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں ۔ہماری سیاست عوام کی سچی اور عملی خدمت کی سیاست ہے ۔ ہم عوام سے کیا گیا اپنا ہر عہد نبھائیں گے ۔ عوام ہمارے قول و فعل میں کبھی تفاوت نہیں پائیں گے۔ہم سابقہ حکومتوں کی طرح مسائل کو زیر التواء میں رکھنے یا بلند و بانگ اور خوش نما نعروں سے لوگوں کو خوش رکھنے کی بجائے ان کے مسائل عملی طور پر حل کر رہے ہیں۔

جناب والا !پنجاب میں زرعی ٹیکس کا نفاذ ایک تاریخی فیصلہ ہے جو زراعت کی ہمہ جہت ترقی میں ایک سنگ میل ثابت ہوگا۔ یہ قدم صرف وہی حکومت اٹھا سکتی ہے جس کی سوچ ہر مصلحت سے ماورا ہو جو قربانی کے معانی اور مفہوم اچھی طرح سمجھتی ہو اور جو ذاتی مفاد کو وسیع تر قومی تقاضوں کے تابع کرنے کی ہمت اور جرات رکھتی ہو۔ گزشتہ پچاس برسوں میں بہت کچھ کہا گیا ۔ لیکن یہ سعادت اس حکومت کے حصے میں آئی تھی ۔ اسمبلی کی بھاری تعداد ایسے ممبران پر مشتمل ہے جو زرعی شعبے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ انھوں نے جس فراخ دلی سے یہ قانون منظور کیا ہے اس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) اس تاریخی فیصلے پر وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد شہباز

شریف خراج تحسین کے مستحق ہیں (نعرہ ہائے تحسین) کہ انھوں نے اپنی بے پناہ قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام ممبران اسمبلی کو اس بل کی افادیت کا قائل کیا اور اس طرح ان غریب کاشتکاروں اور محنت کشوں کے دل جیت لیے جن کی فلاح وبہبود کے لیے یہ رقم خرچ کی جائے گی۔ بجٹ میں بیان کردہ حکومت کی ترقیاتی ترجیحات سے یہ بات عیاں ہے کہ ہمارے نزدیک معاشی ترقی اعداد و شمار کی شعبدہ بازی نہیں۔ہم اسلامی مساوات اور سماجی انصاف کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ایسی ترقی کے خواہاں ہیں جہاں غربت کے سمندر میں محض خوش حالی کے جزیرے نہ ہوں ' بلکہ تمام قوم ترقی کے ثمرات سے بہرہ ور ہو اور اس کے معاشی حالات میں بتدریج نظر آنے اور محسوس کی جانے والی مثبت تبدیلیاں رونما ہوں ۔ اس مقصد کے لیے ہم نے وسائل کا رخ سماجی شعبوں کی ہمہ گیر ترقی کی طرف موڑ دیا ہے تاکہ عام لوگوں کو تعلیم اور علاج معالجے کی معقول اورمعیاری سہولتیں فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی سماجی فلاح و بہبود میں بھی اضافہ ہو ۔

جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہی عوام کی فلاح و بہبود کے لیے زیادہ سے زیادہ وسائل مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ۔ اس مقصد کی خاطر حکومتی اخراجات میں کفایت شعاری اور بچت کی راہ اختیار کرنے کے علاوہ مالیاتی نظم و ضبط پر سختی سے عمل در آمد کیا گیا جس کے بڑے خوش آئند اور مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں موجودہ حکومت کا یہ پختہ عزم ہے کہ خود انحصاری کی راہ اپناتے ہوئے قرضوں پر کم سے کم انحصار کیا جائے۔حکومت پنجاب نے سال رواں میں سٹیٹ بنک آف پاکستان سے کوئی اوور ڈرافٹ حاصل نہیں کیا۔بلکہ ماضی میں لیے گئے دو کروڑ 73 لاکھ روپے مالیت کے ایک قرض کی جو اس سال واجب الادا تھا نقد ادائیگی کر دی ہے ۔(نعرہ ہائے تحسین) خود انحصاری کی جو راہ حکومت نے اختیار کی ہے اس سے عوامی فلاح و بہبود اور صوبے کی تیز رفتار ترقی کے لیے زیادہ سے زیادہ وسائل مہیا ہو سکیں گے۔

سال رواں کے دوران وفاقی حکومت کے بعض فلاحی اقدامات کی وجہ سے حکومت پنجاب کو اضافی مالی بوجھ برداشت کرنا پڑا ہے ۔ گریڈ ایک سے سولہ تک کے سرکاری ملازمین کی مالی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے قدم کے طور پر وزیر اعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف کی ہدایت کے مطابق 300 روپے ماہانہ عبوری امداد دینے کا فیصلہ کیا گیا(نعرہ ہائے تحسین)۔ علاوہ ازیں ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی پنشن میں بھی اضافہ کیا گیا۔اس سے حکومت پنجاب کو رواں مالی سال میں تقریباً 75 کروڑ روپے کے اضافی اخراجات برداشت کرنا پڑے۔ نئے زرعی پیکج کے تحت گندم کی قیمت خرید و

فروخت میں بھی اضافہ کیا گیا جس کی وجہ سے گندم کی سب سڈی پر 15 کروڑ 83 لاکھ روپے اضافی اخراجات برداشت کرنا پڑے۔ پچھلے تین برسوں سے وفاقی حکومت واپڈا کے واجبات کی صوبے کے وفاقی محصولات سے کٹوتی کر رہی ہے۔ سال رواں کے دوران اس مد میں 5 ارب 33 کروڑ 18 لاکھ روپے کی کٹوتی کی گئی۔ تاہم یہ امر باعث اطمینان ہے کہ ان تمام اضافی اخراجات کو مجموعی طور پر منظور شدہ جاری بجٹ سے پورا کیا گیا۔ اس طرح نظر ثانی شدہ بجٹ میں اخراجات کا تخمینہ 75 ارب 50 کروڑ روپے لگایا گیا ہے جو جاری بجٹ کے 77 ارب روپے کے تخمینہ جات کے مقابلے میں ایک ارب 50 کروڑ روپے کم ہے۔ غیر ترقیاتی اخراجات میں یہ بچت ترقیاتی کاموں پر خرچ ہو گی۔ یہ نظیر بچت ہر قسم کے حکومتی اخراجات پر سخت کنٹرول، صوبائی وسائل کے موثر استعمال اور صوبائی حکومت کے بہترین مالیاتی نظم و نسق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ کام صرف وہ حکومت کر سکتی ہے جو دور آشنا ہو اور جسے قومی دولت کے ضیاع کا احساس ہو۔

رواں مالی سال کے بجٹ اور نظر ثانی شدہ تخمینہ جات کا تقابل کیا جائے تو کل وسائل میں 98 کروڑ 73 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے لیکن انفرادی طور پر دیکھا جائے تو وفاقی حکومت کی طرف سے قابل تقسیم اور دیگر محاصل میں 0.85 فی صد کے حساب سے 60 کروڑ 26 لاکھ روپے کی کمی ہوئی ہے۔ اس کے مقابلے میں صوبائی آمدنی میں 12.42 فی صد کے حساب سے 158 کروڑ 21 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ صوبائی آمدنی میں اضافے کی وجہ زرعی ٹیکس ہے۔ زرعی ٹیکس کی مد میں رواں مالی سال کے اختتام تک ایک ارب 25 کروڑ روپے آمدن کی توقع ہے۔ صوبائی محاصل کی دیگر مدات میں تخمینہ جات کے مطابق آمدنی ہو گی۔ اس سلسلے میں بورڈ آف ریونیو اور محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن کی مشاورت سے محصولاتی اہداف پورے کرنے کے لیے موثر لائحہ عمل مرتب کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! سابق حکمران طبقہ کے شاہانہ اخراجات اور فضول خرچیوں سے صوبائی وسائل پر بے پناہ بوجھ پڑا۔ اس کے برعکس مسلم لیگ کی حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہی انقلابی رفتار سے ہر شعبہ زندگی میں دور رس اصلاحی اقدامات کیے اور بالخصوص سادگی، کفایت شعاری، بچت اور خود انحصاری کے کلچر کو فروغ دیا۔ جس کا اندازہ اس امر سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ رواں مالی سال کے آغاز میں ہمیں 5 ارب 65 کروڑ روپے کی بچت متوقع تھی۔ تاہم اضافی و ناگزیر اخراجات کے بوجھ اور وفاقی محاصل میں کمی کے باوجود نظر ثانی شدہ بجٹ میں قطعی محاصل سرمایہ کا خسارہ نکال کر کل بچت 7 ارب 31 کروڑ روپے ہو گی۔ جو حکومت کی اس پالیسی کی آئینہ دار ہے کہ جاری اخراجات میں کمی کر کے

ترقیاتی منصوبوں کے لیے وافر وسائل مہیا کیے جائیں (نعرہ ہائے تحسین)۔

رواں مالی سال کے ضمنی بجٹ کا مجموعی حجم 4 ارب 98 کروڑ 27 لاکھ روپے ہے ۔ ایسے اخراجات جن کی منظوری نہایت ضروری اور ناگزیر وجوہ کی بنیاد پر کی گئی اس میں ایک ارب 97 کروڑ 98 لاکھ روپے کے Charged اخراجات بھی شامل ہیں ۔ماضی میں امن عامہ کی خراب صورت حال کے سد باب کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ چنانچہ دیگر سنگین مسائل کی طرح لاقانونیت اور بد امنی کا مسئلہ بھی ہمیں ورثے میں ملا ہے ۔ ہم نے اقتدار سنبھالتے ہی صوبے میں دہشت گردوں ' ڈاکوؤں ' بدمعاشوں اور ان کے سرپرستوں کی سرکوبی کے لیے موثر اقدامات کئے ہیں۔ رواں مالی سال میں پولیس فورس کو متحرک و مستعد بنانے کے لیے ٹرانسپورٹ اور جدید اسلحہ کی خرید کے لیے 54 کروڑ 86 لاکھ روپے کی خصوصی گرانٹ فراہم کی گئی ہے۔جس میں سے 423 پک اپ ' 541 موٹر سائیکلیں اور 25 ہیوی ٹرک خریدے گئے۔ اس کے علاوہ محدود مالی وسائل کے باوجود پولیس کی نفری میں 3000 جوانوں کا اضافہ کیا گیا ہے(نعرہ ہائے تحسین)۔ اس مقصد کے لیے تقریباً 1 کروڑ 62 لاکھ روپے کے فنڈز مہیا کیے گئے ہیں۔ موجودہ حکومت کے ان عملی اقدامات سے صوبے میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ علاوہ ازیں حکومت نے صوبے میں فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے موثر حکمت عملی اختیار کی جس کے نتیجے میں گزشتہ محرم الحرام خیر و عافیت اورمکمل امن و امان سے گزرا ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور صوبے بھر میں کہیں بھی کوئی ناخوش گوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔

دوسرے اہم محکمہ جات جن میں ضمنی اخراجات کئے گئے ان میں بارشوں اور سیلاب سے متاثرہ افراد کی بحالی اور امداد کے لیے 8 کروڑ 98 لاکھ روپے ' گندم کی سرکاری قیمت خرید و فروخت میں اضافہ کی وجہ سے ایک ارب 91 کروڑ 97 لاکھ روپے ' ادویات کی سرکاری خرید پر 9 کروڑ 93 لاکھ روپے ' کمرشل بنکوں کو گندم کی خرید پر حاصل کردہ قرضہ کی واپسی کے لیے ایک ارب 63 کروڑ 42 لاکھ روپے اور وفاقی حکومت کو ترقیاتی قرضہ کی واپسی کے لیے 14 کروڑ 67 لاکھ روپے کے اخراجات شامل ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں آئندہ مالی سال کے بجٹ کا ایک اجمالی خاکہ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ مجوزہ بجٹ کی حکمت عملی تین بنیادی اصولوں پر وضع کی گئی ہے۔ یہ رہنما اصول صوبائی وسائل میں اضافے ' غیر ترقیاتی اخراجات میں بچت اور ترقیاتی منصوبوں کے لیے خطیر وسائل

کی فراہمی پر محیط ہیں۔ وفاق سے ملنے والے قابل تقسیم محاصل میں غیر متوقع کمی کے باعث صوبائی وسائل میں اضافہ کرنا ناگزیر ہے ۔ وسائل میں اضافے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ غیر ترقیاتی اخراجات میں غیر معمولی کمی کر کے متوازن بجٹ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ صوبے میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے زیادہ سے زیادہ وسائل مہیا کیے جا سکیں۔

اگلے مالی سال میں وسائل کا تخمینہ 82 ارب 19 کروڑ روپے لگایا گیا ہے جو کہ موجودہ مالی سال کے ابتدائی تخمینہ جات کے مقابلے میں 2.2 فی صد کی شرح سے ایک ارب 86 کروڑ روپے کم ہے۔ اس کمی کی وجہ پنجاب کو ملنے والے وفاقی محصولات میں کمی ہے۔ وفاقی حکومت کے ابتدائی تخمینہ جات کے مطابق پنجاب کو وفاقی محصولات سے کل 66 ارب 19 کروڑ روپے مہیا ہوں گے۔ اس طرح سال 1996-97ء کے اصل تخمینہ جات کے مقابلے میں 15 7 فی صد کے حساب سے 5 ارب 10 کروڑ روپے کم دستیاب ہوں گے۔ وفاقی محصولات میں کمی سابقہ حکومت کی کوتاہیوں' کرپشن' نااہلی اور معاشی ترجیحات کے غلط تعین کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس کے برعکس آئندہ مالی سال کے لیے صوبائی محاصل اور دیگر محاصل کا تخمینہ 15ارب 98 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ موجودہ مالی سال کے ابتدائی تخمینہ جات 12 ارب 73 کروڑ روپے بنتے ہیں۔ ان میں زرعی ٹیکس کے ایک ارب 25 کروڑ روپے شامل کر کے' صوبائی آمدنی کے وسائل کے تخمینہ جات 13 ارب 98 کروڑ روپے بنتے ہیں۔ آئندہ مالی سال کے صوبائی تخمینہ جات سے موازنہ کیا جائے تو یہ اضافہ 14.3 فی صد بنتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

لہذا صوبائی حکومت اگلے مالی سال میں قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ 1997ء کے مقرر کردہ 13.5 فی صد سالانہ اضافہ کے ہدف سے بھی زیادہ اپنے وسائل بڑھائے گی۔ اگلے مالی سال زرعی ٹیکس کی مد میں آمدنی کا تخمینہ ایک ارب 52 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔

موجودہ صورت حال کے پیش نظر آئندہ سال کی لیے آمدنی کے تخمینہ جات میں وفاقی محاصل اور صوبائی محاصل کا تناسب 6 80 فی صد اور 19.4 فی صد بنتا ہے۔ جبکہ موجودہ مالی سال کے ابتدائی تخمینہ جات میں یہ تناسب 8 84 فی صد اور 2 15 فی صد تھا۔ اس لحاظ سے صوبے کے کل محاصلات اور دیگر ذرائع میں صوبے کے اپنے محاصلات اور دیگر ذرائع آمدنی کا حصہ بڑھ گیا ہے۔ یہ حقیقت اس امر کی شاہد ہے کہ صوبے کی تاریخ میں پہلی بار خود انحصاری کی منزل کو حاصل کرنے کے لیے ٹھوس اور عملی اقدامات کیے گئے ہیں۔

آئندہ مالی سال کے جاری بجٹ کا مجموعی حجم 80 ارب 66 کروڑ روپے تجویز کیا گیا ہے۔ جو موجودہ مالی سال کے تخمینہ جات کے مقابلے میں 75 4 فی صد کے حساب سے 3 ارب 66 کروڑ روپے زیادہ ہے۔ جبکہ حکومت پنجاب کے پچھلے پانچ سالوں کے جاری اخراجات میں اضافہ کی اوسط سالانہ شرح 14 6 فی صد رہی ہے۔ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے اس بات کا عزم کر رکھا ہے کہ غیر ضروری اخراجات میں نمایاں کمی کی جائے گی۔ حکومت کے کسی بھی شعبے میں اسراف کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا اور ایسے اقدامات کیے جائیں گے جن کی بچت شدہ رقم عوامی فلاح و بہبود پر خرچ ہو۔ اس سلسلے میں ایک جامع پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ ارکان حکومت اور افسروں کے سرکاری خرچ پر بیرون ملک علاج کرانے کی مکمل پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اسی طرح سرکاری خرچ پر دورے بھی نہیں کیے جا سکیں گے۔ قوانین و ضوابط سے ہٹ کر سرکاری گاڑیاں استعمال نہیں کی جا سکیں گی۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ سرکاری استعمال کے لیے Imported گاڑیوں کی خرید مکمل طور پر بند کر دی جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! آئندہ مالی سال کے جاری بجٹ کی بنیادی ترجیح یہ ہے کہ غیر ترقیاتی اخراجات کم کر کے قومی ترقی اور خوش حالی میں کلیدی حیثیت رکھنے والے شعبوں کے لیے زیادہ وسائل مہیا کیے جائیں۔ جاری اخراجات کی ترجیحات کا تعین اس طرح کیا گیا ہے کہ اس کے مطابق سماجی شعبہ جات مثلاً تعلیم، صحت اور معاشرتی بہبود کے لیے خطیر رقم مہیا کی جا سکے۔ آئندہ مالی سال میں سماجی شعبوں پر کل جاری اخراجات کا 45 42 فی صد حصہ خرچ کیا جائے گا۔ جو کہ پچھلے تین سال کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں بیرونی امداد دینے والے اداروں کے ساتھ معاہدے کے مطابق SAP سیکٹرز میں 18 فی صد کے حساب سے اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس جن شعبہ جات کا حصہ کل اخراجات میں کم ہوا ہے ان میں جنرل ایڈمنسٹریشن اور سرکاری قرضہ جات پر سود کی ادائیگی، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عوام الناس کو زندگی کی بنیادی سہولتیں مہیا کرنا حکومت کی اولین ترجیح ہے۔

تعلیم کی اہمیت مسلمہ ہے۔ قوموں کے عروج و زوال میں اس کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ مادی ترقی کے علاوہ روحانیت کے در بھی اسی جوہر سے کھلتے ہیں۔ احادیث اور قرآن پاک میں اس کے متعلق بڑے واضح احکامات ہیں۔ تعلیم خودشناسی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ خودشناسی سے خدا

شناسی آتی ہے۔ اور جو شخص اپنے رب کو پا لیتا ہے اسے تمام ارضی خداؤں سے نجات مل جاتی ہے۔ تعلیم کے شعبے میں جاری بجٹ میں کل 27 ارب 7 کروڑ 53 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس میں SAP کے تحت 18 ارب 25 کروڑ 4لاکھ روپے خرچ کیے جائیں گے۔ اس سلسلے میں دیہی علاقوں میں ایلیمنٹری تعلیم کی بہتر سہولتیں ،فراہم کرنے کے لیے Instructional Material اور پرائمری سکولوں کی تعمیر و مرمت کے لیے بالترتیب 16 کروڑ 80لاکھ روپے اور 14 کروڑ 40لاکھ روپے صرف ہوں گے۔ گزشتہ مالی سال کے آخر میں حکومتی و غیرحکومتی وسائل کے اشتراک سے فروغ تعلیم کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے صوبے کے چند اضلاع میں محض تجرباتی بنیادی پرسکول اور گاؤں کی سطح پر 5 ہزار سکول مینجمنٹ کمیٹیوں کا پائلٹ پراجیکٹ شروع کیا گیا تھا۔ موجودہ حکومت نے اس سکیم کا دائرہ کار پورے صوبہ تک بڑھا کر 50 ہزار سکول مینجمنٹ کمیٹیاں تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ کمیٹیاں ناخواندگی کے خاتمے اور معیارتعلیم کو بہتر بنانے کے حوالے سے حکومتی سطح پر کی جانے والی کاوشوں میں مقامی آبادی کی سرگرم شرکت کو یقینی بنائیں گی۔ ان کمیٹیوں کے فنڈز کوتعلیمی سازوسامان کی خرید اور سکولوں کی عمارات کی مرمت و دیکھ بھال کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ اس طرح اختیارات کی مرکزیت ختم ہونے سے محکمانہ سرخ فیتے سے نجات مل جائے گی۔ ان کمیٹیوں کے توسط سے پورے صوبے میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت ٹاٹ سسٹم ختم کر کے اعلیٰ معیاری فرنیچر مہیا کیا جا رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس طرح طلباء کی نہ صرف عزت نفس بحال ہوگی بلکہ وہ زیادہ یکسوئی اور خوداعتمادی سے پڑھ سکیں گے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد شہباز شریف کی ہدایت کے مطابق پروفیشنل تعلیمی اداروں میں سیلف فنانسنگ سکیم کو غریب طلباء کے وسیع تر مفاد میں ختم کر دیا گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محض دولت کے بل بوتے پر کسی کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ میرٹ کو پامال کرتا ہوا دوسروں کا حق چھین لے۔

عوام کو طبی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے صحت کے شعبے کو خصوصی اہمیت دی جا رہی ہے۔ اگلے مالی سال میں اس شعبے پر کل 6 ارب42 کروڑ 96 لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت بنیادی و دیہی مراکز صحت اورتحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں کل 3 ارب 7 کروڑ 93

لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ دیہی علاقوں میں علاج معالجے کی خاطر ادویات کی مد میں 27 کروڑ 37 لاکھ روپے دستیاب ہوں گے۔ جاری بجٹ کے Non-SAP پروگرام کے تحت تدریسی اور ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں شہری لوگوں کو صحت کی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے کل 3 ارب 35 کروڑ 3 لاکھ روپے صرف ہوں گے۔ اس میں ڈاکٹروں، تدریسی عملہ، پیرا میڈیکل سٹاف کی تنخواہوں کے علاوہ ادویات پر 38 کروڑ 20 لاکھ روپے خرچ کیے جائیں گے۔

صحت عامہ کے شعبے میں دیہی فراہمی و نکاسی آب کے منصوبہ جات کی نگہداشت کی بھی ضرورت ہے تاکہ عوام کو یہ سہولت بغیر کسی رکاوٹ کے دستیاب ہو سکے۔ اگلے سال فراہمی و نکاسی آب کے منصوبہ جات کی مرمت و دیکھ بھال کے لیے 48 کروڑ 6 لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ سرکاری اثاثہ جات کو شکست و ریخت سے بچانے اور ان کی دیکھ بھال کے لیے محکمہ شاہرات کے لیے ایک ارب 19 کروڑ روپے، سرکاری عمارات کے لیے 97 کروڑ 19 لاکھ روپے، انہار کے لیے 38 کروڑ روپے، سکارپ اور دیگر ٹیوب ویلوں کے لیے 20 کروڑ 30 لاکھ روپے، فلڈ بندوں اور پشتوں کی حفاظت کے لیے 9 کروڑ 72 لاکھ روپے، دیہی مراکز صحت کے لیے 14 کروڑ 40 لاکھ روپے، سکولوں اور کالجوں کی مرمت کے لیے 16 کروڑ 60 لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔

جناب سپیکر! عوام کی بھرپور حمایت سے تشکیل پانے والی موجودہ حکومت کی بلا شک و شبہ یہ اولین ترجیح ہے کہ عام لوگوں کے جان و مال، عزت و آبرو کے تحفظ اور اقتصادی ترقی کے لیے امن و امان کی صورت حال کو بہتر سے بہتر بنایا جائے تاکہ فرد، معاشرہ اور ملکی و غیر ملکی سرمایہ کار کامل احساس تحفظ کے ساتھ پیداواری عمل میں شریک ہو کر ملکی تعمیر و ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔ حکومت قانون و انصاف کی حکمرانی اور معاشرتی امن و استحکام کی خاطر انتہائی موثر اور ہمہ جہتی اقدامات بروئے کار لا رہی ہے۔ پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کو فعال و متحرک بنانے کے لیے ٹرانسپورٹ اور مواصلات کی جدید سہولتوں کی کمی کو پورا کرنے کے لیے 14 کروڑ 20 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جس میں پولیس کے مواصلاتی نظام کو بہتر بنانے کے لیے وائرلیس سسٹم کے لیے 10 کروڑ روپے شامل ہیں۔ پولیس کے جوانوں کو جدید خطوط پر ٹریننگ دینے کے لیے افواج پاکستان سے کمانڈو ٹریننگ کے ماہرین کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں بیدیاں روڈ لاہور پر ایک ایلیٹ ٹریننگ سکول (Elite Training School) قائم کیا جا رہا ہے۔ جہاں پولیس

کے جوانوں کو فوج کے کمانڈوز کی طرز پر جدید ٹریننگ دی جائے گی' جس کی تعمیر وغیرہ پر تقریباً ساڑھے چار کروڑ روپے خرچ آئے گا۔ ان اقدامات سے فرقہ وارانہ تشدد اورمنظم دہشت گردی کی حالیہ لہر اورسنگین جرائم کی وارداتوں پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ نظام عدل ہر مہذب معاشرے کا اہم ستون ہے۔ اعلیٰ عدالتوں پر اگلے سال اٹھنے والے اخراجات کا تخمینہ 58 کروڑ 71 لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔

سابقہ حکومتوں نے غریب عوام کی فلاح و بہبود اور مالی امداد کے لیے کوئی عملی اقدامات نہیں کیے۔ موجودہ حکومت نے لوگوں کی بنیادی ضروریات اور مالی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے فلاحی اقدام کے طور پہ Food Stamp سکیم شروع کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس سکیم کے تحت ضرورت مند خاندان Utility Stores پر رعایتی قیمت پر آٹا خریدیں گے۔ مستحقین آٹا کا 20 کلو تھیلا 100 روپے میں حاصل کر سکیں گے۔ جب کہ مارکیٹ میں اس کی موجودہ قیمت 157 روپے ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ سکیم ابتدائی طور پر ملتان' گوجرانوالہ اور جھنگ کے اضلاع میں شروع کی جا رہی ہے۔ جس سے تقریباً ایک لاکھ خاندان فائدہ اٹھائیں گے۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ اس سہولت کے تحت کسی قسم کا غلط استعمال اور بدعنوانی نہ ہو۔ پنجاب بیت المال اس سلسلے میں حق دار لوگوں کے کوائف کے چھان بین کرتا رہے گا۔ صوبے کے تمام ڈپٹی کمشنر دفاتر میں باقاعدہ سیل بنا دیے گئے ہیں جو اس سکیم کو کامیابی سے چلانے کی نگرانی کریں گے۔ کامیابی کی صورت میں اس سکیم کا دائرہ کار صوبے کے تمام شہروں تک بڑھایا دیا جائے گا۔

موجودہ حکومت نے ایک نیا پراجیکٹ شروع کرنے کا پروگرام بنایا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو عام تعلیم کی بجائے ہنرمندانہ تعلیم کی طرف مائل کیا جائے۔ اس پراجیکٹ کا ایک مقصد یہ ہے کہ سکولوں اور کالجوں سے پڑھے لکھے باصلاحیت نوجوانوں کو ایسی فنی تعلیم دی جائے جس سے وہ باعزت روزگار حاصل کر سکیں۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ دیہات میں رہنے والے لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کیے جائیں۔ یہ پراجیکٹ صوبے کا تمام اضلاع میں شروع کیا جا رہا ہے۔ اس منصوبے پر 3 ارب روپے خرچ کیے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس سکیم کے تحت 27 مختلف ٹیکنیکل ٹریڈز میں تربیت حاصل کرنے کی سہولت ہو گی اور سالانہ 20 ہزار افراد فنی تعلیم حاصل کر کے پرائیویٹ انڈسٹری میں روزگار حاصل کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

فنی تعلیم اور باعزت روزگار کے حصول سے باصلاحیت نوجوانوں کا وقار بڑھے گا اور عزت نفس بحال ہو گی۔ ہر چند کہ عام تعلیم کی اہمیت مسلمہ ہے لیکن بدلتے ہوئے قومی اور بین الاقوامی حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ فنی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔ ہم جس دور میں سانس لے رہے ہیں یہ ٹیکنالوجی کا دور ہے اور اس کے حصول کے بغیر خوشحالی نہیں آسکتی صرف ترقی معکوس ہوسکتی ہے۔

موجودہ حکومت نے اخراجات میں کمی کے عمل کو موثر بنانے کے لیے اہم اقدامات کیے ہیں جس میں سرفہرست پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ ادارہ سالہا سال سے صوبائی وسائل پر ناروا بوجھ بلکہ ایک ناسور بن چکا تھا۔ اسے اب گولڈن ہینڈ شیک کے ذریعے ختم کیا جا رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس سے صوبائی حکومت کو 40 کروڑ روپے سالانہ خسارے سے نجات ملے گی۔ حکومت دوسرے اقدامات بھی کر رہی ہے جن کے مطابق غیر سودمند سرکاری شعبہ جات میں کمی کی جائے گی۔ حکومت کے زیر انتظام صنعتی اداروں کو نجی شعبہ میں دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں بے مصرف اور ناجائز استعمال ہونے والی سرکاری زمینوں اور املاک کو فروخت کر کے اضافی وسائل حاصل ہوں گے۔

جناب سپیکر! اگلے مالی سال کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام کا مجموعی حجم 15 ارب روپے رکھا گیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جو سال رواں کے Revised Size 10 ارب 40 کروڑ روپے کے مقابلے میں 44.23 فی صد زیادہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آئندہ سال کے لیے صوبے کے ترقیاتی بجٹ میں یہ غیر معمولی اضافہ پنجاب کی تعمیر و ترقی کے لیے موجودہ حکومت کی کاوشوں کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ وزیر اعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف نے ملک کی ترقی کے لیے جو عوام سے وعدہ کیا ہے اس کی تکمیل کی سمت یہ مثبت اور عملی قدم ہے۔

اب میں اس معزز ایوان کی خدمت میں ترقیاتی بجٹ کی تشکیل کے پس پردہ کار فرما حکومت کا مختصر جائزہ پیش کرتا ہوں۔

(الف) گزشتہ کئی سالوں سے صوبہ کے کم یاب وسائل کو کثیر التعداد جاری شدہ نئی سکیموں پر عمل

در آمد کے لیے اس طرح پھیلایا گیا ہے کہ ان کی تکمیل کی شرح کم رہی' بلکہ اس کے ساتھ ساتھ سکیمیں اگلے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہو کر صوبے کے وسائل پر بوجھ بنتی گئیں۔ موجودہ حکومت نے وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق تمام جاری شدہ منصوبوں کو دو سال میں مکمل کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ لاگت اور وقت میں بچت کے ساتھ ساتھ ترقی کے ثمرات عوام تک بروقت پہنچ سکیں۔ اس مقصد کے لیے دستیاب وسائل کا 77 فی صد جاری شدہ سکیموں کے لیے مختص کرنے کی تجویز ہے' جب کہ نئی سکیموں کے لیے صرف 23 فی صد رقم رکھی جا رہی ہے اس حکمت عملی سے سال 98-1997 میں کل 4003منصوبہ جات میں سے 2272 مکمل ہوں گے۔ ااور بقیہ ان شاء اللہ 99-1998 میں مکمل کر لیے جائیں گے۔

(ب) پنجاب کی دو تہائی آبادی کا تعلق دیہات سے ہے جن کا ذریعہ معاش زراعت اور اس سے منسلک ذیلی شعبہ جات سے ہے۔ دیہات سے غربت اور پس ماندگی دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ زراعت کی ترقی کے لیے خاطر خواہ وسائل مہیا کیے جائیں۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس معزز ایوان میں دو روز پہلے اپنے اس عہد کا اعادہ کیا تھا کہ زرعی ٹیکس سے متوقع ایک ارب 50 کروڑ روپے کی آمدن کو زرعی ترقی کے لیے ہی مختص کیا جائے گا۔ اسی لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں زراعت اور اس سے براہ راست منسلک شعبہ جات مثلاً آب پاشی اور کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر کے لیے 2 ارب 12 کروڑ روپے مختص کیے جا رہے ہیں جو کہ زرعی ٹیکس کی متوقع آمد سے 62 کروڑ روپے زیادہ ہے۔ اگر اس کے علاوہ دوسرے ذیلی شعبوں مثلاً افزائش حیوانات' شجر کاری' جنگلی حیات' ماہی پروری' خوراک اور امداد باہمی کے لیے مختص رقم کو شامل کر لیا جائے تو یہ رقم 2 ارب 31 کروڑ روپے ہو جائے گی۔ زرعی شعبے کو متحرک اور فعال بنانے کے لیے زرعی تحقیق ایک کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اسی لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ سال 98-1997 میں 9 کروڑ 58 لاکھ روپے کی خطیر رقم صرف زرعی تحقیق کے لیے مختص کی گئی ہے۔ جو کہ رواں مالی سال کی 6 کروڑ 47 لاکھ روپے کی رقم سے 47.9 فی صد زیادہ ہے۔ اس رقم میں سے 6 کروڑ 35 لاکھ روپے جاری شدہ منصوبوں کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اس میں مٹی اور پانی کی تجزیاتی لیبارٹریاں' پھل دار اجناس' گندم' چاول اور کپاس کی زرعی تحقیق پر 3 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ یہ تحقیق کسانوں کے تعاون اور شراکت سے خودمختار ادارے انجام دیں گے تاکہ اس کے ثمرات ان تک بر وقت پہنچ

سکیں۔

(ج) مقامی اور دیہی ترقی کے مسائل کو مقامی سطح پر حل کرنے کے لیے وزیر اعظم پاکستان کی ہدایت کے مطابق ضلعی سطح پر ترقیاتی کمیٹیاں تشکیل دی جا رہی ہیں جو مقامی سطح پر عوامی نمائندوں کے تعاون و مشاورت سے نہ صرف ترقیاتی منصوبوں کی نشان دہی کریں گی بلکہ مالی' اقتصادی اور فنی بنیادوں پر ان کے قابل عمل ہونے کا جائزہ لیں گی اور ضلع میں واقع ترقیاتی منصوبوں کے عمل در آمد کا جائزہ بھی ان کی ذمہ داری میں شامل ہوگا۔ یہ مقامی منصوبے عوامی نمائندوں کی امنگوں کے آئینہ دار ہوں گے۔ ایسے منصوبوں کو رقوم کی فراہمی کے لیے ابتدائی طور پر 60 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اس کے علاوہ 1990ء اور 1993ء کے دوران کے سالانہ ترقیاتی پروگراموں میں شامل کیے جانے والے عوامی نمائندوں کے بیشتر منصوبوں کو حکومت کی تبدیلی کی بناء پر سیاسی وجوہ پہ خارج کر دیا گیا تھا۔ اسی لیے صوبے کے قیمتی وسائل کو مزید ضیاع سے بچانے کے لیے 21 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اسی طرح کے سارے خارج شدہ اور Unfunded منصوبوں کا ازسرنو جائزہ لیا جائے گا اور ترجیحات منظور کی جائیں گی۔ جو منصوبے عوام کے وسیع تر مفاد یا تکمیل کے مراحل میں ہوں گے۔ ان کے لیے اس مختص رقم سے وسائل مہیا کیے جائیں گے۔

(د) وسائل کی کمی کے پیش نظر مالی سال 98-1997ء کے ترقیاتی پروگرام میں صرف ان قابل ذکر منصوبہ جات کو شامل کیا گیا جس کے لیے عالمی بنک' ایشیائی ترقیاتی بنک یا دوسرے بیرونی اداروں سے امداد حاصل کی گئی ہے۔ اگلے سال شروع ہونے والے دو نئے قابل ذکر منصوبوں میں سے ایک اہم منصوبہ بہاول پور دیہی ترقیاتی منصوبہ ہے۔ یہ منصوبہ بہاول پور ڈویژن کے تمام دیہی علاقوں کی ترقی پر محیط ہوگا جس کی کل لاگت 2 ارب 26 کروڑ روپے ہے۔ جس میں ایک ارب 75 کروڑ روپے کی بیرونی امداد شامل ہے۔ ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے لیے اس طرح کے ایک اور منصوبے کو مالی سال کے دوران حتمی شکل دی جائے گی اور مارچ 1998ء سے کام شروع کیا جائے گا۔ سائنسی تعلیم کے فروغ کا منصوبہ (دوسرا مرحلہ) بھی اگلے مالی سال سے شروع کیا جا رہا ہے۔ اس منصوبے کی لاگت کا تخمینہ 2 ارب 20 کروڑ روپے ہے جس میں تقریباً ایک ارب 65 کروڑ روپے کی بیرونی امداد شامل ہے۔

(ر) سوشل ایکشن پروگرام کے پہلے مرحلے کی کامیابیوں کو آگے بڑھانے کے لیے حکومت پاکستان اور امدادی اداروں کے درمیان SAP-II پر گفت و شنید میں پیش رفت ہوئی ہے۔ اور یہ طے

ہوا ہے کہ SAP-II 1996ء تا 2000ء پر مشتمل چار سالوں کے لیے تشکیل دیا جائے۔ متعلقہ سمور SAP کے دوسرے مرحلہ کی تشکیل کے سلسلے میں خاصا تفصیلی کام کیا ہے۔ طبعی اہداف مقرر کرنے اور مطلوبہ مالی وسائل تخصیص کرنے کا کام ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بہت سی اصلاحات اور موزوں حکمت عملی بھی وضع کی گئی ہے۔ ترقیاتی پروگرام میں SAP-I کی تکمیل کے ساتھ ساتھ SAP-II کے اہداف پر بھی عمل در آمد شروع کیا جائے گا۔

(س) شراکتی پروگرام (Participatory Development) کو وسائل کی فراہمی اور اس پر عمل در آمد کا آغاز وفاقی سطح پر ہوا ہے۔ اب یہ تجویز ہے کہ شراکتی پروگرام کو صوبائی سطح پر تشکیل دیا جائے اور مالی وسائل فراہم کیے جائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے صوبائی سطح پر ایک معاون تنظیم قائم کی جائی گی جس کے علاقائی دفاتر ہوں گے۔ علاقی معاون تنظیمیں لوگوں کو سماجی تنظیموں کی تشکیل میں راہنمائی فراہم کریں گی۔ لوگوں کی ضروریات کا اندازہ کرنے کے لیے ایک سروے کیا جائے گا۔ ان معاون تنظیموں کو مالی وسائل کی فراہمی ترقیاتی بجٹ سے ہوگی۔ عالمی امدادی اداروں سے اس سلسلے میں قومی سطح پر ایک ارب 20 کروڑ روپے SAP-II کے تحت ملنے کی توقع ہے۔ جس میں سے پوری کوشش کی جائے گی کہ پنجاب زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکے۔

(ش) حکومت پاکستان نے 10 کروڑ امریکی ڈالر جو کہ 4 ارب روپے بنتے ہیں پر مشتمل غربت کے خاتمے کا فنڈ (Poverty Alleviation Fund) قائم کیا ہے جو کہ بڑھ کر 20 کروڑ ڈالر بھی ہو سکتا ہے۔ اس فنڈ کا استعمال صوبوں کے ذریعے ہوگا۔ اس سلسلے میں وفاقی سطح پر ایک غیر سرکاری معاون ادارہ قائم ہو چکا ہے۔ صوبائی سطح پر علاقائی معاون اداروں کے ذریعے عوام میں سماجی تنظیمیں قائم کرنے کا شعور بیدار کیا جائے گا اور مقامی لوگوں کی شمولیت سے غربت کے خاتمے کی سکیموں پر عمل در آمد کیا جائے گا۔ ان سکیموں کے لیے مالی وسائل غربت کے خاتمے کے لیے قائم کیے گئے فنڈ سے مہیا کیے جائیں گے۔ اس پروگرام سے صوبے میں ایک نئی جہت کا آغاز ہوگا۔

(ص) ہمارا صوبہ اس وقت جن مسائل سے دوچار ہے ان میں بے روزگاری ایک تشویش ناک معاشی مسئلہ ہے۔ مسلم لیگ کی سابقہ حکومت نے 1990ء میں دیہی صنعت کاری اور سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں آج تک ایک ارب 75 کروڑ روپے چھوٹی صنعتوں کی قیام کے لیے قرض کی شکل میں لوگوں کو دیے گئے۔ اس سکیم کی وجہ سے 80 ہزار سے زائد لوگوں کو روزگار کے مواقع فراہم

ہوئے۔ چھوٹی صنعتوں کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کی موجودہ حکومت نے ان سکیموں کو دوبارہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے (نعرہ ہائے تحسین) تاکہ ملک میں موجود جواں ہمت، تعلیم یافتہ و پیشہ ور اور ہنرمند خواتین و حضرات اپنے قدموں پر کھڑے ہوسکیں اور ملک کی ترقی اور خوش حالی میں فعال کردار ادا کرسکیں۔ اس سکیم کے اجراء سے تقریباً ایک لاکھ افراد روزگار حاصل کرسکیں گے (نعرہ ہائے تحسین)۔

(ص) 1997-98ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سوشل ایکشن پرگرام انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ امداد فراہم کرنے والے اداروں کے ساتھ معاہدے کے مطابق اس پروگرام کے لیے 5 ارب 66 کروڑ 67 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو سالانہ ترقیاتی پروگرام کا 7 37 فی صد ہے۔

جناب والا! موجودہ حکومت کی اولین ترجیح تعلیمی شعبے میں سب سے زیادہ وسائل مہیا کرنا ہے۔ شرح خواندگی اور معیارتعلیم کے اعتبار سے ہمارا شمار دنیا کی پس ماندہ اقوام میں ہوتا ہے۔ ہماری اکثر آبادی بنیادی تعلیم کی سہولتوں سے محروم ہے۔ آئندہ مالی سال کے دوران تعلیمی شعبے کی ترویج و ترقی کے لیے 3 ارب 3 کروڑ 58 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جس میں سے 64 کروڑ 8 لاکھ روپے عام پروگرام کے تحت اور 2 ارب 39 کروڑ 50 لاکھ روپے سوشل ایکشن پروگرام کے تحت خرچ ہوں گے۔ 1997-98ء کے دوران 398 نئے پرائمری سکول کھولے جائیں گے جب کہ 495 مسجد سکولوں کو پرائمری سکولوں کا درجہ دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں 517 بغیر عمارات پرائمری سکولوں کے لیے عمارات تعمیر کی جائیں گی۔ 404 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔ 1609 لڑکیوں کے پرائمری سکولوں کے لیے چار دیواری تعمیر کی جائے گی اور 801 پرائمری سکولوں میں اضافی کمرے تعمیر کیے جائیں گے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد شہباز شریف کی ہدایت کے مطابق آئندہ دو سالوں میں تمام سکولوں میں ٹاٹ سسٹم ختم کر کے فرنیچر مہیا کرنے کا مرحلہ وار پروگرام بنایا گیا ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔ اگلے مالی سال میں 15510 پرائمری سکولوں اور 200 مڈل سکولوں کو فرنیچر مہیا کیا جائے گا۔ حکومت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ دیہات کے طالب علم بھی شہری علاقوں کی طرح پُر وقار ماحول میں تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوسکیں۔

تعلیمی شعبے کے لیے 64 کروڑ 8 لاکھ روپے کے معمول کے پروگرام کے تحت 82 ہائی سکولوں کا درجہ بڑھا کر ہائر سیکنڈری کی سطح تک لایا جائے گا (نعرہ ہائے تحسین)۔ جب کہ 26 نئے

سیکنڈری سکول کھولے جائیں گے۔ نئے انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کالجوں کا اجراء کیا جائے گا۔ جب کہ 11 موجودہ انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کالجوں کے لیے عمارات مہیا ہوں گی۔ چار موجودہ کمرشل تربیتی اداروں کی عمارات کو مکمل کیا جائے گا۔ مختلف تعلیمی شعبہ جات میں 28296 ہونہار اور ذہین طلبہ کو میرٹ سکالر شپ دیے جائیں گے۔

صوبے کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو صحت کی بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لیے آئندہ مالی سال میں ایک ارب 52 کروڑ ایک لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جس میں سے 72 کروڑ 50 لاکھ روپے سوشل ایکشن پروگرام کے تحت دیہی علاقوں میں صحت کی سہولتوں کے لیے خرچ ہوں گے جب کہ 79 کروڑ 51 لاکھ روپے عام پروگرام کے تحت استعمال کیے جائیں گے۔ اگلے سال کے دوران 4 تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں، 8 دیہی مراکز صحت اور 20 بنیادی مراکز صحت کھولے جائیں گے۔ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال شاہدرہ کے تعمیراتی کام کا آغاز کیا جائے گا۔ مختلف سطحوں پر طبی عملے کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ راولپنڈی ہسپتال کے شعبہ Urology کو جدید بنانے کے لیے ایک کروڑ 10 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جب کہ ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی کے C.C.U کو مکمل کیا جائے گا۔ انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں ایمرجنسی سنٹر کے قیام کے لیے 67 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ 125 بستروں پر مشتمل فیملی ہسپتال جوہر آباد اور 125 بستروں کی ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال خانیوال کے علاوہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے ہسپتالوں کا درجہ بڑھایا جائے گا۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام 98-1997ء میں 2 ارب 87 کروڑ 92 لاکھ روپے دیہی و شہری آب رسانی اور نکاسی آب کی سکیموں کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ دیہی علاقوں میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے اور نکاسیٔ آب کی سہولتوں کی فراہمی کے لیے آئندہ مالی سال میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت 2 ارب 52 کروڑ روپے کی خطیر رقم خرچ کی جائے گی۔ جون 1998ء کے اختتام تک اس شعبے میں 1238 منصوبے (567 دیہی آب رسانی اور 671 نکاسیٔ آب سکیمیں) مکمل ہونے کی امید ہے۔ جس سے صوبے کی ایک کروڑ 98 لاکھ اضافی آبادی آب رسانی و نکاسیٔ آب کی بہتر سہولتوں سے استفادہ کرے گی۔ شہری علاقوں میں فراہمی و نکاسیٔ آب کے منصوبوں کے لیے 35 کروڑ 92 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جس سے 25 فراہمیٔ آب اور 10 نکاسیٔ آب کی سکیمیں مکمل ہوں گی۔

جناب سپیکر! زرعی شعبہ پنجاب کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے جو ملکی

آبادی کی غذائی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ صنعتوں کو رواں دواں رکھنے کے لیے خام مال بھی مہیا کرتا ہے۔ سابقہ ادوار میں اس شعبے کی ترقی پر خاطر خواہ توجہ نہ دی گئی جس سے وہ جمود کا شکار رہا۔ چنانچہ بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود ہم آج بھی اپنی آبادی کی غذائی ضروریات پوری کرنے میں پوری طرح خود کفیل نہ ہیں۔ زرعی شعبے میں سر فہرست اہمیت کے حامل منصوبے اصلاح آب پاشی کے تحت آئندہ سال 1505 کھالہ جات کو بہتر بنایا جائے گا۔ علاوہ ازیں 7288 ایکڑ اراضی کو زرعی مقاصد کے لیے ہموار کیا جائے گا' ٹربائن سے چلنے والے 25 ٹیوب ویلوں کو نصب کیا جائے گا' جب کہ 818 نمونے کے زرعی پلاٹ قائم کیے جائیں گے۔ علاوہ ازیں جاپانی گرانٹ کے تحت دس بجلی سے چلنے والی کھدائی کی مشینیں درآمد کی جائیں گی۔ تربیت یافتہ زرعی افرادی قوت کی فراہمی کے لیے 835 ٹریکٹر آپریٹرز اور 70 مکینکوں کو جدید تربیت دی جائے گی۔

صوبہ پنجاب میں پچھلی ایک صدی سے زائد عرصے سے نہری آب پاشی کا نظام رائج ہے۔ آبادی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے ساتھ زمیندار زیادہ سے زیادہ فصل حاصل کرنے کے لیے مصنوعی کھادوں کا استعمال اور زیر زمین پانی کو ٹیوب ویل سے پمپ کر کے زیادہ رقبے کو زیر کاشت لانے لگے ہیں۔ نہری' زیر زمین پانی اور کھادوں نے زمین کی سطح پر نمکیات اکٹھے کر دیے ہیں اور چونکہ سیم کے پانی کے نکاس کا مناسب انتظام نہیں ہے' اس لیے فصلوں کی پیداوار میں بتدریج کمی آتی جا رہی ہے۔ حکومت پاکستان نے زراعت کو ترقی دینے کے لیے' زمین سے نمکیات اور سیم کے پانی کو سمندر تک لے جانے کے لیے "نیشنل ڈرینج پروگرام" شروع کیا ہے۔ اس پروگرام کے تحت دو آبوں کے درمیان بنے ہوئے نہری نظام میں سیم نالیوں کو مربوط کیا جائے گا۔ موجودہ سیم نالیوں کو بحال کیا جائے گا اور ان کی مرمت اور دیکھ بھال پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ اسی طرح زیر زمین کھارے پانی والے علاقوں میں نہروں سے سیم کو روکنے پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

حکومت کو یہ بھی احساس ہے کہ نہری اور سیم نالیوں کے نظام کو موثر طور پر چلانے کے لیے کاشت کاروں سے مشورہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اور ان کی رائے سے پانی کی تقسیم' آبیانے کی شرح کا تعین اور اس کی وصولی جیسے معاملات طے کیے جانے چاہییں۔

نیشنل ڈرینج پروگرام کے پہلے سات سالہ مرحلہ کے لیے عالمی بنک' ایشیائی ترقیاتی بنک اور اوورسیز اکنامک کوآپریشن فنڈ جاپان کے تعاون سے 31 ارب 40 کروڑ روپے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے

جس کی ECNEC نے منظوری دے دی ہے اور یکم جولائی 1997ء سے اس پر عمل در آمد شروع ہو جائے گا۔ اس منصوبے کے تحت پنجاب میں 10 ارب 99 کروڑ روپے خرچ کیے جائیں گے۔ اس منصوبے کے تحت رحیم یار خان سکارپ VI کے تحت تعمیر کردہ کھارے پانی کے تالابوں کے نقصان زدہ حصوں کی بحالی اور مرمت کی جائے گی۔ ضلع فیصل آباد میں ڈرینج IV کے علاقہ میں 26000 ایکڑ رقبے میں زیر زمین نالیاں تعمیر کی جائیں گی۔ ضلع گوجرانوالہ اور شیخو پورہ میں سیلاب میں تباہی پھیلانے والے ڈیک نالہ کی ری ماڈلنگ کی جائے گی اور ڈیرہ غازی خان میں 3 لاکھ ایکڑ رقبہ میں سیم نالیاں تعمیر کی جائیں گی۔

سکارپ ۔ I کے منصوبے کی کامیابی کے بعد اس پروگرام کو اب مزید پھیلانے کے لیے عالمی بنک کے تعاون سے پنجاب میں پرائیویٹ سیکٹر گراؤنڈ واٹرز ڈویلپمنٹ پراجیکٹ شروع کیا جا رہا ہے۔ اس منصوبے کی لاگت 4 ارب روپے ہے اور اس پر عمل درآمد جولائی 1997ء سے شروع کیا جا رہا ہے۔ اس منصوبے کے تحت گوجرانوالہ، سرگودھا، فیصل آباد، ملتان اور لاہور ڈویژن میں لگے ہوئے 4233 سکارپ ٹیوب ویل 6360 کمیونٹی ٹیوب ویل میں تبدیل کیے جائیں گے۔ زیر زمین میٹھے پانی کے علاقے میں 1500 اور کھارے پانی کے علاقے میں 500 کھالوں کو کمیونٹی ٹیوب ویل سے منسلک کرکے ری ماڈل کیا جائے گا۔ لوئر جہلم کینال کے نہری نظام میں زیر زمین کھارے پانی والے علاقے میں ریگولیشن گیٹ لگائے اور مرمت کیے جائیں گے اور 180 میل نہریں پختہ کی جائیں گی۔ ضلع بہاول نگر کی عوامی کینال کے ذریعے 73000 ایکڑ رقبہ سیراب کرنے کے لیے 3 کروڑ 2 لاکھ 99 ہزار روپے صرف ہوں گے۔ لفٹ اریگیشن کی تین جاری سکیمیں بھی پایہ تکمیل کو پہنچیں گی۔ ضلع میانوالی میں پائی خیل لفٹ سکیم کو ایک کروڑ روپے سے مکمل کیا جائے گا۔ مزید برآں مہار لفٹ اریگیشن سکیم کے لیے 75 لاکھ 29 ہزار روپے کی لاگت سے نئی مشینری فراہم کی جائے گی۔ اس کے علاوہ ضلع لاہور میں نہری پانی فراہم کرنے کے لیے بی آر بی کینال پر نئے منصوبے کا کام جاری رہے گا۔

سڑکیں کسی قوم کی اقتصادی ترقی کی ضمانت سمجھی جاتی ہیں۔ ملکی اتحاد و استحکام اور تعمیر و ترقی میں ذرائع آمد و رفت اور نقل و حمل نے ہمیشہ کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ موجودہ حکومت صوبے میں زرعی و صنعتی ترقی کی رفتار تیز تر کرنے اور آمد و رفت کی سہولتوں کو بہتر بنانے کے لیے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ شاہرات کے وسیع و عریض نظام کی ترقی پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ صوبے

بھر میں سڑکوں اور پلوں کی تعمیر و کشادگی اور بہتری کے لیے 2 ارب 6 کروڑ 50 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جس میں سے ایک ارب 2 کروڑ 24 لاکھ روپے کھیت سے منڈی تک سڑکوں اور ایک ارب 4 کروڑ 26 لاکھ روپے شاہرات اور پلوں کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ آئندہ مالی سال کے دوران کھیت سے منڈی تک سڑکوں کے پروگرام کے تحت 850 کلو میٹر لمبی اضافی سڑکوں کی تعمیر مکمل کی جائے گی جب کہ 50 کلو میٹر لمبی نئی شاہرات کی تعمیر اور 300 کلو میٹر لمبی موجودہ شاہرات کشادہ اور بہتر بنائی جائیں گی۔

ملکی آبادی میں تیز رفتار اضافے اور پسماندہ علاقوں سے شہروں کی طرف نقل مکانی کے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے شہری علاقوں میں شہری سہولیات پر مسلسل دباؤ بڑھ رہا ہے۔ فراہمی و نکاسیٔ آب اور ذرائع آمد و رفت جیسی بنیادی سہولتوں کے فقدان سے ایسے مسائل جنم لے رہے ہیں جن کے حل کے لیے حکومت پنجاب خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے آئندہ مالی سال کے دوران لاہور، فیصل آباد، ملتان، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور قصور کے ترقیاتی اداروں کے لیے ایک ارب 2 کروڑ 82 لاکھ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔

ادارہ ترقیاتی لاہور قائد اعظم ٹاؤن کے صنعتی علاقے میں مین روڈ کی بہتری، چھوٹا راوی اور صدیق پورہ زون لاہور میں ثانوی اور تیسرے (Tertiary) درجے کے نالے کی تعمیر مکمل کرے گا۔ علامہ اقبال روڈ کی بہتری اور نئے ایئر پورٹ Termmal تک رابطہ سڑک کی تعمیر کا کام جاری رہے گا۔ مزید برآں اندرون شہر سرکلر روڈ کے نکاسیٔ آب منصوبے پر عمل درآمد کے لیے 5 کروڑ روپے کی رقم تجویز کی گئی ہے۔

ادارہ ترقیات ملتان کے لیے 5 کروڑ 9 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس سے ادارہ عید باغ سے پاک عرب فرٹیلائزر فیکٹری تک ملانے والی ایل ایم کیو روڈ کی اصلاح کا کام مکمل کرے گا۔ علاوہ ازیں 98-1997ء کے دوران اربن واٹر سپلائی کے پانچویں مرحلے، ملتان کے نشیبی علاقوں میں فراہمیٔ آب و گندے پانی کے نکاس اور ایل ایم کیو روڈ سے بوسن روڈ تک شمالی بائی پاس کی تعمیر کا کام جاری رہے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح ادارہ ترقیات فیصل آباد کے لیے 23 کروڑ 27 لاکھ روپے مختص کیے جا رہے ہیں۔ جس سے فیصل آباد میں آب رسانی اور نکاسیٔ آب کے عظیم تر منصوبے کے پہلے حصے کا

تعمیراتی کام اور ڈجکوٹ روڈ کے مقام پر پل کی تعمیر مکمل کی جائے گی۔ گوجرانوالہ شہر میں راجباہ شاہ پور کے ساتھ ساتھ نکاسی آب کے نظام کی تعمیر' ریس کورس روڈ کی توسیع اور جناح روڈ کی توسیع مع ٹرنک سیوریج کے لیے 2 کروڑ 16 لاکھ روپے کی رقم مہیا کی جا رہی ہے۔ ادارہ ترقیات راولپنڈی کے لیے 36 کروڑ 30 لاکھ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے جسے فراہمی آب اور صحت و صفائی کے منصوبے کے پہلے مرحلے' خان پور سے اسلام آباد راولپنڈی تک میٹرو پولیٹن آب رسانی منصوبے پر صرف کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ پنجاب کے شہروں میں بنیادی ضروریات کی سکیموں کے لیے ترجیحی پروگرام کے تحت ایک ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔

صوبہ پنجاب میں کم آمدنی والے لوگوں کو رہائشی سہولتیں یعنی پلاٹ مہیا کرنے کے لیے 9 کروڑ 20 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ توقع ہے کہ اس رقم سے آئندہ مالی سال میں 3 مرلہ جاری شدہ سکیمیں رائے ونڈ روڈ لاہور' فیصل آباد' تاندلیانوالہ میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں گی اس کے علاوہ رہائشی سکیمیں میانوالی' بورے والا' ڈیرہ غازی خان (مرحلہ دوم) میں مکمل کر لی جائیں گی۔ سرگودھا اور جہلم میں بھی ایسی ترقیاتی سکیموں پر کام جاری رہے گا۔ آئندہ مالی سال میں 3 سے 10 مرلہ تک کے 9073 پلاٹ کم آمدنی والے لوگوں کے لیے دستیاب ہوں گے۔

شہروں میں روز افزوں ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام سے متعلق ضروری منصوبہ بندی کے لیے آئندہ مالی سال کے دوران 92 لاکھ 98 ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ماحولیاتی آلودگی کے خلاف عوامی شعور بیدار کرنے کے لیے مشاورتی اور تعلیمی پروگراموں کی تشکیل اور ماحولیات سے متعلق اداروں کو مستحکم و مضبوط بنانا ہے۔ 98-1997ء کے دوران یو این ڈی پی / یو این آئی ڈی او اور قصور Tanneries ایسوسی ایشن کے اشتراک سے 400 ایکڑ اراضی پر پھیلے ہوئے آلودہ پانی پر قابو پانے سے متعلق قصور Tanneries آلودگی کنٹرول منصوبہ پر عمل درآمد جاری رہے گا۔ قصور Tanneries پر حکومت پنجاب 3 کروڑ 38 لاکھ روپے صرف کرے گی۔

صوبے کی ترقی کو یقینی بنانے اور کم ترقی یافتہ علاقوں کو شہروں کے برابر لانے کے لیے پس ماندگی کے شکار علاقوں کی تیز رفتار ترقی پر ترجیحی توجہ دی جا رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے ان علاقوں میں قائم خصوصی ترقیاتی اداروں کے لیے آئندہ مالی سال کے دوران 14 کروڑ 74 لاکھ 20 ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(i)	ادارہ ترقیات ڈیرہ غازی خان	4 کروڑ 52 لاکھ 91 ہزار روپے
(ii)	ادارہ ترقیات بہاول پور	3 کروڑ 67 لاکھ 53 ہزار روپے
(iii)	ادارہ ترقیات مری کہوٹہ	2 کروڑ 6 لاکھ 2 ہزار روپے
(iv)	ادارہ ترقیات چولستان	75 لاکھ 38 ہزار روپے
(v)	ترقیاتی ایجنسی برائے بارانی علاقہ جات	2 کروڑ 55 لاکھ روپے
(vi)	بہاول پور دیہی ترقیاتی پروگرام	ایک کروڑ 17 لاکھ 36 ہزار روپے

جناب سپیکر! صوبائی محاصل میں کمی کو پورا کرنے اور خود انحصاری کی منزل کے لیے اضافی وسائل درکار ہیں۔ اضافی وسائل کے لیے نئی ٹیکس تجاویز کی تفصیل فنانس بل کی صورت میں معزز ایوان کے سامنے پیش کی جا رہی ہیں۔ نئی ٹیکس تجاویز مرتب کرتے وقت اس بنیادی اصول کی پاس داری کی گئی ہے کہ معاشرے کے غریب اور کم آمدنی والے افراد ٹیکسوں کے بوجھ سے متاثر نہ ہوں جب کہ صاحب ثروت اور خوشحال طبقات جذبۂ ایثار کے تحت خوشی سے اضافی بوجھ برداشت کریں۔ وطن عزیز کو ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ اسلام ارتکاز زر کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ اگر دجلہ کے کنارے بھوک سے مر جانے والے جانور کی موت خلیفۂ وقت کو بے کل اور بے چین کر سکتی ہے تو یہ حکومت جو صحیح معنوں میں عوام کی خادم ہے ان کے مسائل اور محرومیوں سے کیوں کر غافل رہ سکتی ہے۔ ضرورت کاخ امرا کو ہلانے کی نہیں' بلکہ ان پر مناسب ٹیکس لگانے کی ہے تاکہ خوشحال لوگوں کے ساتھ ساتھ غریب اور مفلوک الحال اشخاص بھی سکھ کا سانس لے سکیں۔ لہذا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ عالی شان مکانوں اور محل نما بنگلوں کو ٹیکس کے دائرہ میں لایا جائے۔ اس ٹیکس کی آمدن سے غریب عوام کے لیے رہائشی سکیمیں تیار کی جائیں گی۔

باد صرصر چلے یا باد صموم' غضب کا پالا پڑ رہا ہو یا چلچلاتی دھوپ۔ سڑکوں پر آپ کو ان لوگوں کی لمبی قطاریں نظر آئیں گی جو بس کے انتظار میں گھنٹوں خوار ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے سامنے بڑی اور لمبی کاروں کو فر فر گزرتا دیکھتے ہیں تو یقیناً طبیعت میں ابال اٹھتا ہے اور اپنی محرومیوں کا احساس کچھ زیادہ شدید ہو جاتا ہے۔ ایسے پسے ہوئے اور محروم طبقے کو بہتر سفری سہولتیں فراہم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بڑی کاروں والوں سے کچھ لے کر ٹرانسپورٹ کے انتظام کو بہتر بنایا جائے۔ اسی طرح بڑی گاڑیوں پر بھی ٹیکس لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی

شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کی فراہمی پر خرچ کی جائے گی۔ علاوہ ازیں پرتعیش ہوٹلوں اور ریستورانوں پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ جس سے حاصل ہونے والی آمدنی بیواؤں، یتیموں اور نادار لوگوں کی فلاح و بہبود پر صرف کی جائے گی۔ جو صاحب ثروت اشخاص ان مہنگے ہوٹلوں اور ریستورانوں میں رہائش اور ضیافتوں پر ہزاروں روپے یومیہ خرچ کرتے ہیں، انھیں اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیے پرائیویٹ سکول جو عام آدمی کی دسترس سے باہر ہیں، ان پر cess لگایا جا رہا ہے۔ اس کی آمدنی سرکاری سکولوں کے لیے فرنیچر فراہم کرنے پر صرف ہوگی۔ علاوہ ازیں ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو بھی اس آمدنی سے فنڈز مہیا کیے جائیں گے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے مطابق کچی آبادیوں میں 5 مرلے تک کے مکانات کو شہری جائیداد ٹیکس سے exempt کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! پیشتر اس کے کہ میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کروں اس امر کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں کہ وطن عزیز اپنی پچاس سالہ تاریخ کے سب سے نازک دور سے گزر رہا ہے۔ اس فیصلہ کن موڑ پر ہم کسی قسم کے تساہل یا تغافل کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ اکیسویں صدی ہمارے در پر دستک دے رہی ہے اور ہم اس کے قدموں کی چاپ صاف سن سکتے ہیں۔ ہمیں اپنی بقا کے لیے ان تھک جد و جہد کرنا ہوگی اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ہوگا۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ تاریخ کا سیل رواں ہر خشک و تر کو بہا کر لے جاتا ہے۔ ابدیت صرف انھیں نصیب ہوتی ہے جن کے سینے قربانی اور ایثار کے جذبات سے معمور ہوتے ہیں۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ہی آدمی کو انسان کامل بناتے ہیں۔ عبادت کا یہی وہ اعلیٰ و ارفع مفہوم ہے جو دین مبین کو دیگر مذاہب سے منفرد اور ممتاز کرتا ہے۔ ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کی رضا یا اس کے بندوں کی فلاح کے لیے کیا جائے عین عبادت ہے آج جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع دیا ہے تو اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ تاریخ میں ہمارا نام ان لوگوں کے زمرے میں آنا چاہیے جنھوں نے قوم کی خاطر قربانیاں دیں۔ ان لوگوں میں شمار نہیں ہونا چاہیے جنھوں نے قوم کو قربانی کا جانور سمجھا اور اس کے لاغر وجود سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا۔ یہ جاہ وحشمت، یہ طمطراق، یہ رعب و دبدبہ یہیں رہ جائے گا زاد راہ صرف وہ آنسو ہے جو کسی غریب کے لیے آپ کی آنکھ سے ٹپکا ہے۔ درد کی وہ لہر ہے جو دکھی انسانیت کو دیکھ کر آپ کے سینے میں بیدار ہوئی ہے۔

ہارون نے کہا وقت رحیل اپنے پسر سے
جائے گا کبھی تو بھی ایسی راہ گزر سے
پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے ملک الموت
لیکن نہیں پوشیدہ مسلماں کی نظر سے

پاکستان زندہ باد

جناب سپیکر، اجلاس بدھ، 18 جون 1997ء شام 4 بجے تک ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

بدھ' 18۔ جون 1997ء

(چہار شنبہ' 12۔ صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں شام 4 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر (سردار حسن اختر موکل) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۡ وَاغْفِرْ لَنَا ۡ وَارْحَمْنَا ۡ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

سورۃ البقرہ آیت نمبر 286

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے کا تو اُن کا فائدہ ملے کا بُرے کام کرے کا تو اُسے اُن کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چُوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اُٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اُتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب کر○

وما علینا الا البلاغ○

رکن اسمبلی کا حلف

جناب ڈپٹی سپیکر، سب سے پہلے بوسن صاحب کا حلف ہو گا۔

جناب تاج محمد خانزادہ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے حلف ہو لینے دیں۔

(نو منتخب ممبر جناب شوکت حیات بوسن (پی پی - 165 ملتان) نے حلف اٹھایا
اور اسمبلی کے رجسٹر پر دستخط کیے)

اراکین کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سیکرٹری صاحب اراکین کی جانب سے پیش کی گئیں رخصت کی درخواستیں پڑھیں گے۔

چودھری وجاہت حسین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری وجاہت حسین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں ایک حادثہ میں زخمی ہو گیا تھا۔ علاج کر رہا ہوں مگر ابھی تک مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ مجھے عالیہ اجلاس کی رخصت عنایت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مولانا منظور احمد چنیوٹی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ آج مورخہ 18-06-97 بروز بدھ پچھلے پہر اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتا ایمرجنسی طور پر گھر جا رہا ہوں لہٰذا ایک یوم کی چھٹی منظور فرمائی جاوے۔ نوازش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری غلام سرور

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری غلام سرور رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں بیرون ملک گیا ہوا تھا۔ اس لیے 09-06-97 سے 15-06-97 تک اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں بوجہ خرابی صحت مورخہ 12-06-97 کو اجلاس attend نہ کر سکا ہوں۔ رخصت منظور فرمائی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب خورشید احمد صوفی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خورشید احمد صوفی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have the honour to get the following information registered with you with much regret and that is:

I could not attend the Assembly Session which having been commenced on 9/10th June, lasted till 28th June,

97 as I happened to be out of the country prior to thestarting of the session and came back after its last day of winding up.

Please do take in to consideration the circumstances under which I missed the opportunity of attending this most important session.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب جانسن مائیکل

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب جانسن مائیکل رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

I have to inform you that, due to the death of my close relative. I am unable to attend the session. 09-06-97 Thanks

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

بیگم راج حمید گل

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست بیگم راج حمید گل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

I hope you will be fine. I am deeply regretted to write you that I can not participate in the coming budget session due to my own committs in out country

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک ندیم کامران

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک ندیم کامران رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

Most Respectfuly, I have to state that I plan to travel overseas and remain out of the country from June 22, 1997 to August 1, 1997 in connection with my official and domestic committments i e in UK to attend a seminar in Rochdale (UK) at the end of June in connection with Rochdale-Sahiwal being twin cities and in USA to See my brother and his family. It is requested thatI may please be granted leave form attending Assembly proceeding during this period

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد صفدر شاکر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد صفدر شاکر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

مودبانہ گزارش ہے کہ میں مورخہ 09-04-97 بروز بدھ ایک انتہائی ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہوسکا۔ میری استدعا ہے کہ میری 09-04-97 کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی غلام حیدر کھچی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام حیدر کھچی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے،

I may be granted leave on 18th June as I was not feeling well.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی غلام ربانی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی غلام ربانی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

بندہ کو بروز جمعۃ المبارک مورخہ 11-04-97 ایک بہت ضروری کام کے سلسلہ میں جانا ہے۔ اس لیے استدعا ہے کہ ایک روز کی چھٹی عطا فرمائی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب پولیس میں بھرتی کے امیدواروں کو عمر اور جسمانی پیمائش میں رعایت

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ایک نہایت ہی اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے اور میں توقع کرتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرما کر ضرور notice لیں گے۔ جناب والا! پنجاب میں پولیس کی بھرتی شروع ہو رہی ہے پچھلے تین چار سال سے بھرتی نہیں ہوئی اور جیسا فرما رہے ہیں مجھے امید ہے کہ میرٹ پر بھرتی ہو گی۔ جناب والا! کافی نوجوان لڑکے جو پچھلے تین سال سے بھرتی نہ ہونے کی وجہ سے overage ہوئے ہیں اور I G صاحب کی یہ پالیسی ہے کہ condonation نہیں دینی میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تعلیم کی' height کی condonation نہیں ہونی

چاہیے لیکن age اور چھاتی کے سلسلہ میں ضرور التجا کروں گا کہ جو first divisioner ہے اور اس کی دو یا چار مہینے age زیادہ ہو چکی ہے تو میری request ہے کہ دو سال کی condonation دی جائے اور چھاتی کی ڈیڑھ انچ تک condonation ضرور دی جائے۔ عام نوجوان اس وجہ سے بہت پریشان ہیں اس میں ان کا کوئی دخل نہیں ہے کیونکہ جب پچھلے دو تین سال سے بھرتی نہیں ہوتی تو پھر وہ overage ہو جاتے ہیں اور اگر ایک اچھے خاصے نوجوان کو ایک ہفتہ بخار ہو جائے تو اس کی چھاتی بڑھ بھی سکتی ہے اور کم بھی ہو سکتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ age کی اور چھاتی کی condonation بڑی ضروری ہے اور میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ اس کا notice لیں تا کہ اس غریب صوبے کے نوجوان جو بے روزگار پھر رہے ہیں ان کے لیے ہماری طرف سے یہ مدد ہو جائے گی۔جو میں سمجھتا ہوں کہ ضروری ہے۔ شکریہ

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر!

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے ذرا سردار سعید اکبر کی بات کا تھوڑا سا جواب دے لینے دیجیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی اسی سلسلے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے بڑی جائز بات کی ہے۔ پچھلے تین چار سال سے صوبے میں بھرتی پر پابندی رہی ہے۔ تو میں چاہوں گا کہ کم از کم نوجوانوں کو تین سال کی relaxation ملنی چاہیے کیونکہ بے شمار لوگ پریشان ہیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی اور دوست اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہے؟

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، اسی سلسلے میں کوئی بات ہے؟

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ مجھ سے پہلے اس طرف سے نوانی صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا اور ادھر سے ایس اے حمید نے پوائنٹ آف آرڈر کیا۔ لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہاؤس میں بھرتی پالیسی پر تو کوئی بات ہو نہیں رہی۔ ہمیں یہ ضرور پتا

ہے کہ نوانی صاحب کی چھاتی بہت بڑی ہے اور ان کا قد بھی ٹھیک ٹھاک ہے لیکن This is not a relevant point of order. لہذا آپ اس کو admit نہ کیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، بیٹھیے۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر ! ہمیشہ اسمبلی کی روایات رہی ہیں کہ جو مسئلہ بھی عوام کی اہمیت کا ہوتا ہے اس کو point of order پر take up کیا جاتا رہا ہے اور یہ اسمبلی کی روایات رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی مسئلہ جو عوامی ہو اس کو کسی وقت بھی اس ہاؤس میں point of order کے ذریعے take up کیا جا سکتا ہے۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا میرے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں ۔ مجھے ایک دن پہلے بھی یہ اتفاق ہوا اور اس دن بھی میں نے معزز رکن سے یہ درخواست کی اور اب میں جناب ایس اے حمید سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اپنی سیٹ پر تشریف فرما ہیں ؟

جناب ایس اے حمید ، جناب والا میں اپنی سیٹ پر ہوں اور یہ آج ہی مجھے الاٹ ہوئی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، درست ہے ۔ مجھے پتا چل گیا ہے اپوزیشن کے دوستوں کی چونکہ آج سیٹیں الگ ہوئی ہیں ۔ وزیر قانون صاحب تھوڑی سی آپ توجہ دیں یہ جو بات ہوئی ہے اس سلسلے میں آپ بھی غور فرمائیں ' یہ ایک جائز بات ہے ہم اسے اس نقطۂ نظر سے تو نہیں دیکھتے کہ آیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں ۔ اس کو آپ دیکھ لیں اگر پالیسی میں کوئی relaxation ہو سکتی ہو تو سارے بچوں کو فائدہ ہو گا۔ آپ اسے discuss کر لیں ۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میاں عمران مسعود نے یہ درست observation فرمائی ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا لیکن اس بات سے ہٹ کر جناب سپیکر جس طرح سے آپ نے فرمایا ہے یہ بات پہلے سے جناب وزیر اعلیٰ کے زیر غور ہے اور ان شاء اللہ مناسب وقت پر مناسب فیصلہ ان کی طرف سے آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔ اب ہم....

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا میں اس میں چھوٹی سی بات کا اضافہ کرتا ہوں کہ بھرتی پرسوں

تک مکمل ہونی ہے اگر آپ نے کوئی relaxation دینی ہے تو بروقت دیں کیونکہ اب تو درخواستوں کی تاریخ ختم ہو گئی ہے ۔ اس لیے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کا فوری طور پر فیصلہ کیا جائے دوسرا درخواستیں وصول کرنے کے لیے تاریخ بڑھا دی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو، دوستوں کو فائدہ ہو سکے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے میں ان سے یہ گزارش کرتاہوں کہ وہ اس بات پر غور کریں اور وہ کریں گے ۔ آج چونکہ تحریک استحقاق نہیں ہے ۔ اس لیے اب بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں

جناب ایس اے حمید ، جناب والا میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 25 موخر پڑھی ہوئی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر ، آج تحریک التوائے کار ویسے بھی ٹیک اپ نہیں ہوئی ہیں ۔

جناب ایس اے حمید ، ٹھیک ہے ۔

قائد حزب اختلاف کا تقرر

نوابزادہ منصور احمد خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہم اپوزیشن کے ممبران نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آج بجٹ پر بحث کا آغاز ہماری طرف سے جناب سعید احمد خان منیس کریں گے ۔ انہیں تقریر کے لیے موقع دیا جائے ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرا خیال ہے کہ ہمیں تو کسی کو بھی اس پر اعتراض نہیں ہے ۔ اگر اپوزیشن کے دوست متفقہ طور پر ان کو تقریر کا موقع دینا چاہتے ہیں نامزد کرتے ہیں ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا میں پہلے تو منیس صاحب کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں میرے خیال میں وہ متفقہ طور پر قائد حزب اختلاف select کر لیے گئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب سعید احمد خان منیس ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا جیسا کہ نوابزادہ صاحب نے فرمایا ہے ۔ میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے تو اپوزیشن کو یہ بتانا چاہیے کہ کیا اپوزیشن نے سعید احمد خان منیس کو قائد حزب اختلاف select کر لیا گیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،نہیں ابھی اپوزیشن نے متفقہ طور پر ان کو تقریر کے لیے موقع دینے کا فیصلہ کیا ہے

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، نہیں جناب والا رولز کے تحت پہلے انہیں قائد حزب اختلاف منتخب کرنا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اپوزیشن نے ایک فیصلہ کیا ہے اس کا احترام کرنا چاہیے ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، جناب والا میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ رولز کے مطابق پہلے انہیں قائد منتخب کرنا چاہیے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر تو انہوں نے اس کا فیصلہ کر لیا ہے پھر تو ٹھیک ہے۔ اگر فیصلہ نہیں کیا تو پھر رولز کے مطابق وہ پہلے تقریر کا حق نہیں رکھتے ۔ اس سلسلے میں جناب والا آپ کا بھی فیصلہ چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بھنڈر صاحب بات یہ ہے ' گزارش یہ ہے کہ وہ اپنی تقریر بطور قائد حزب اختلاف open نہیں کر رہے وہ بطور اپوزیشن ممبر کر رہے ہیں ۔ آپ ان کو اس حق سے محروم نہیں کر سکتے ۔ میں یہاں پر یہ بھی وضاحت کردوں کہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آج ہم میں سے کوئی دوسرا معزز رکن تقریر نہیں کرے گا ۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آج کے دن ہماری طرف سے وہی بولیں گے۔ انہوں نے چونکہ یہ متفقہ فیصلہ کیا ہے آپ ان کو بات کرنے کا موقع کیوں نہیں دیتے؟ اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنے کی ایک اچھی روایت ہے آپ اس سے کیوں دور بھاگتے ہیں ؟ اپوزیشن سائیز میں چھوٹی ہے لیکن اس کا وجود قائم ہے ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان کو اپنے ساتھ لے کر چلیں اچھی روایات کو آگے بڑھنا چاہیے' کل کو کوئی یہ بھی نہ کہے چونکہ اپوزیشن چھوٹی تھی اس کا دباؤ نہیں تھا اس لیے یک طرفہ ٹریفک چل رہی ہے ۔ وہ بطور قائد حزب اختلاف بات نہیں کر رہے اور میں نے ان کو یہ فلور دے دیا ہے آپ تشریف رکھیں ۔(نعرہ ہائے تحسین) میں آپ سے ذاتی طور پر بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، جناب والا رولز کے تحت پہلے وہ اپنا قائد منتخب کریں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ قائد حزب اختلاف کے طور پر نہیں بول رہے ۔ بطور ممبر ان کو میں نے فلور دیا ہے ۔ اس لیے میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں ۔

جناب سعید احمد خان منیس ، شکریہ جناب سپیکر !....

وزیر خزانہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جو آپ نے یہاں فرمایا ہے مجھے اس سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں روایات ہمارے اور اپوزیشن کے لیے یکساں ہیں لیکن روایت یہی ہے کہ اپوزیشن اپنا ایک لیڈر چنتی ہے یا تو انہیں آپ یہ ہدایت فرمائیں کہ اپنا لیڈر چن لیں اپنا اختلاف منا لیں ' جو بھی اختلاف ہیں ہم نہیں جانتے ۔ جناب والا جب قائد حزب اختلاف بولتا ہے اس میں اور ایک دوسرے اپوزیشن ممبر کے بولنے میں فرق ہے ۔ اس میں اور ایک عام رکن اسمبلی کے بولنے میں وقت کا فرق رکھا جاتا ہے ۔ اب اگر قائد حزب اختلاف بولیں گے تو آپ انہیں آدھا گھنٹا دیں گے ....

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہو سکتا ہے کہ یہی بات ہی آگے بڑھ جائے ۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر ! ہو سکتا کی تو بات یہاں پر چلنی نہیں چاہیے ۔ جناب سپیکر ! آپ تو روایات کے پاس دار ہیں بلکہ ہم سب اس روایت کے پاس دار ہیں ' اگر وہ انہیں منتخب کرلیں تو ہمیں بہت خوشی ہو گی کیونکہ جناب سعید احمد خان منیس ہمارے پرانے ساتھی اور بڑے تجربہ کار پارلیمنٹرین ہیں اس کرسی صدارت پر بھی بیٹھتے رہے ہیں ہمیں تو بہت خوشی ہو گی لیکن جناب آپ ان کو وقت کتنا دیں گے کیونکہ وہ قائد حزب اختلاف تو ہیں نہیں وہ بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی بات کریں گے اور اپوزیشن کی طرف سے پہلے سپیکر وہ ہوں گے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کھوسہ صاحب میں پھر آپ سے عرض کر دوں اس بات کو بھی اگر لیا جائے تو وہ لا محدود وقت نہیں لیں گے ان کو بھی علم ہے کہ بطور ممبر جب وہ بولیں گے تو اتنا وقت لیں گے لیکن آپ کو بھی یہ علم ہے کہ تقریر جو بھی کوئی open کرتا ہے دس منٹ سے زیادہ وقت لیتا ہے ۔لیکن قائد حزب اختلاف کے تو وقت پر پابندی ہی نہیں ہے ۔

وزیر خزانہ ، جناب والا میرا کہنے کا مقصد ہی یہ تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی یہی میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ بطور ممبر اپوزیشن کے بات کر رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ سہولیات ' رولز ' یا روایات حاصل نہیں کر سکیں گے جو بطور اپوزیشن لیڈر کے حاصل ہوتے ہیں ۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ اور آپ بھی میری اس بات اور اس پوائنٹ کو ضرور support کریں گے کہ آج اپوزیشن اور حکومتی پارٹی کے size کے فرق کو ساتھ لے کر چلنا ہیں

سمجھتا ہوں وہ آپ کی سب سے بڑی بڑائی ہے۔

وزیر خزانہ: جناب والا اس نکتے پر تو بحث ہی نہیں ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس بڑائی کو کیوں نہ avail کریں۔ ایک اچھی روایت اور اچھے نام کو کیوں نہ آگے لے کر چلیں۔ میرے خیال میں آپ اس بات کو تھوڑا سا سمجھیں۔ بات ایسے ہی چلتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کل کو یہی پتا چلے کہ قائد حزب اختلاف وہی تھے جنہوں نے تقریر open کی تھی۔ آپ تشریف رکھیں آپ کی بڑی مہربانی۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! وزیر موصوف نے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے جس پر مجھے بڑی حیرانگی ہو رہی ہے کہ یہ ہمارا پانچواں اجلاس ہے۔ اتنی بڑی حکومتی پارٹی ہوتے ہوئے یہ آج تک سٹینڈنگ کمیٹیاں بھی نہیں بنا سکے۔ چھوٹی سی اپوزیشن سے کس طرح اپنی خواہشات منوانے کی کوشش کر رہے ہیں دوسرا میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وزیر موصوف بہت پرانے پارلیمنٹرین ہیں اور ہر چیز سے آگاہ ہوں گے کہ جب آپ بطور سپیکر کسی چیز کی وضاحت کر رہے ہوں تو ان کو چاہیے کہ وہ اپنی سیٹ پر تشریف فرما ہوں اور آپ کی بات سنیں۔ بجائے بحث میں وقت گزارنے کے وہ خاموشی سے سن لیتے تو بات واضح ہو جاتی۔

وزیر خزانہ و داخلہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر خزانہ و داخلہ، آپ کی وساطت سے میں فاضل رکن کو یہ convey کرنا چاہتا ہوں کہ میں سپیکر کی بات سننے کے لیے ادباً کھڑا رہا ہوں بیٹھ کے بھی سن سکتا تھا۔ لیکن آپ جب اپنی گفتگو فرما رہے تھے میں ادباً کھڑا رہا ہوں درمیان میں interruption نہیں کی۔ شاید یہ کہیں اور کی بات سن رہے ہوں۔ آپ کی گفتگو میں میری کوئی interruption نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ لیڈر چن رہے تھے۔ آپ بیٹھیں۔ جی منیں صاحب۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، (کھڑے ہوئے مگر وہ اپنی سیٹ پر نہ تھے۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کی سیٹ ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ جی منیں صاحب فرمائیے۔

میزانیہ بابت 98 - 1997ء پر عام بحث

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر! پچھلے دنوں میرے بہت ہی محترم بھائی ' میں انھیں اپنا بڑا بھائی ہی کہوں گا۔ وزیر خزانہ نے یہاں اپنی حکومت کی ترجیحات سیاسی طور پر ' انتظامی طور پر اور معاشی طور پر پیش کیں۔ اور انھوں نے 98-1997ء کا بجٹ پیش کیا۔جناب والا بجٹ تقریر کے بعدجب ہم باہر نکلے تو اخبار نویسوں نے سوال کیا جیسے کہ وہ ہمارے بھائی عموماً کرتے ہیں۔ کہ اس پر اپنے ردعمل کا اظہار کریں ۔ میں نے انھیں عرض کیا کہ مجھے فی الحال یہ jugglery of figures نظر آتی ہے لیکن جب موٹی موٹی کتابیں کھولیں گے تو اس میں اصل واقعات نظر آئیں گے۔ جناب والا جب مجھے میرے معزز رفقاء نے' حزب اختلاف کے رفقاء نے یہ ذمہ داری سونپی کہ ان کی جانب سے میں بحث کا آغاز کروں ۔ جب میں نے بجٹ کا مطالعہ کیا تو میں نے اس میں دیکھا کہ واقعی وہ بجٹ ہر اعتبار سے ایک تاریخی بجٹ تھا لیکن پنجاب کی تاریخ میں اتنی خطیر رقم کے نئے ٹیکس اس سے پہلے کبھی نہیں لگائے گئے۔ اس دن میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ jugglery of figures ہیں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اور واقعی اس لحاظ سے یہ بجٹ ایک تاریخی بجٹ ہے۔ اس سے پہلے کہ میں مزید آگے چلوں میں اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب یہ حکومت معرض وجود میں آئی تو مختلف قسم کی افواہیں شروع ہوئیں۔ اور وہ افواہیں جیسے کہ ہمارے ملک کا رسم و رواج بن چکی ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ حکومت ایک ماہ چلے گی ' کسی نے کہا کہ یہ تین ماہ چلے گی ' کسی نے کہا کہ اس ملک کی حکومت اور اس ملک کے اہم ستونوں کی آپس میں کشمکش ہے اور یہ چھ ماہ چلے گی۔ لیکن تجزیہ نگار حیران تھے کہ اتنے بڑے مینڈیٹ کے باوجود یہ باتیں کیوں ہو رہی ہیں۔ جناب والا! جس وقت ہم نے بجٹ کی کتابیں کھولیں یہ معزز ایوان حیران ہوگا کہ اس میں وہی باتیں نظر آئیں۔ آپ حیران ہوں گے اور یہ ایوان بھی انتہائی تشویش ناک محسوس کرے گا کہ پنجاب اسمبلی کے لیے موجودہ بجٹ میں حکومت نے بمشکل دو یا تین ماہ کی کفالت کے لیے رقم مختص کی ہے۔ ایم پی اے صاحبان کے لیے daily allowances کی رقم رواں مالی سال کی نسبت جو کہ رواں مالی سال میں تقریباً 16 ملین روپے تھی وہ آئندہ مالی سال کے لیے صرف 2 ملین روپے مختص کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تناسب صرف 12 فی صد بنتا ہے۔ صرف یہ ہی

نہیں کہ یہ daily allowances کم کیے گئے ہیں بلکہ اس میں جو ایم پی ایز کے traveling allowances ہیں وہ بھی 25 فی صد کم رکھے گئے ہیں۔ جبکہ پنجاب اسمبلی کے آفیشلز اور آفیسرز کے traveling allowances کی مد میں ان کے لیے اتنی ہی رقم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت شاید ان افواہوں کی تصدیق کر رہی ہے یا ان کو اپنے آپ پر اتنا اعتماد نہیں کہ انھوں نے آئندہ مالی سال کے لیے صرف 2 ملین روپے مختص کیے ہیں۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں مشکل دو ہفتے کے اجلاس کے لیے کافی ہوں۔ میرے معزز بھائی جناب وزیر خزانہ کو اتنا موقع نہ ملا ہو کہ وہ یہ نگرز دیکھ سکے ہوں لیکن میں اس معزز ایوان سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اس ایوان کا قتل نہ کریں اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ آپ اس مد میں ترمیم کریں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ معزز وزیر خزانہ کو ان نگرز کا علم نہیں ہوگا ورنہ وہ اپنے اور اس معزز ایوان کے death warrant پر دستخط نہ کرتے۔ جناب والا! حکومت نے اس بجٹ میں تقریباً ایک ارب روپے کے نئے ٹیکس تجویز کیے ہیں۔اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اس معزز ایوان کی نظر میں اور اس صوبہ کے عوام کی نظر میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ ایک ارب روپے کے ٹیکسوں کے ساتھ ایک ارب روپے کا زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اگر اس رقم کو اکٹھا کیا جائے تو یہ اڑھائی ارب روپیہ بنتا ہے۔ اور اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ سال رواں کے لیے جو زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے اس کا تخمینہ بھی کوئی سوا ارب روپے لگایا گیا ہے۔ ان سب کو اگر آپ اکٹھا کریں تو جو زرعی ٹیکس 16 اپریل سے لے کر 30 جون تک تھا اس کو پورے سال کے طور پر تصور کیا گیا ہے ۔ اور ان چند مہینوں میں اس حکومت نے ٹیکس کی مد میں کوئی پونے چار ارب روپے ٹیکس نافذ کیا ہے۔ لیکن جناب والا آپ حیران ہوں گے کہ اس روز جناب قائد ایوان نے اور معزز وزیر خزانہ نے اس ہاؤس میں یہ commitment کی تھی کہ زرعی انکم ٹیکس کا پیسہ زراعت اور اس سے متعلقہ مدآت پر خرچ کیا جائے گا۔ لیکن آپ حیران ہوں کہ جو commitment تھی جب کتابوں کے اوراق الٹائے گئے تو نوعیت مختلف تھی۔ جناب والا اس میں پنجاب کے ترقیاتی بجٹ میں ایگریکلچر کے سیکٹر میں جہاں کمی کی گئی ہے وہاں Annual Development پروگرام جو کہ پورے چار ارب روپے ہونا چاہیے تھا۔ اس کی بجائے ایک ارب کے تقریباً ایک تہائی کے برابر ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ باقی اربوں روپے کہاں گئے؟ میں نے بہت کوشش کی کہ میں ان کتابوں' وائیٹ پیپر اور بجٹ کی کتابوں میں

تلاش کروں کہ یہ اربوں روپے کہاں گئے؟ لیکن مجھے ناکامی ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ اتنے ٹیکس بڑھانے کی وجہ دراصل وفاقی حکومت سے صوبے کو federal divisible pool سے گزشتہ سال کے مقابلے میں بہت کم حصہ ملا ہے مثلاً انکم ٹیکس کی مد میں حاصل ہونے والی رقوم میں سے رواں مالی سال 36 ارب' 38 کروڑ روپے کے مقابلے میں آئندہ سال صرف 19 ارب' 49 کروڑ روپے ملیں گے اور اسی طریقے سے سیلز ٹیکس کی مد میں سے صوبے کا حصہ 24 ارب' 63 کروڑ روپے سے کم ہو کر صرف 13 ارب' 46 کروڑ روپے رہ گیا ہے تو جناب والا! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ کیا یہ صوبہ ٹیکس نہیں دے رہا؟ کیا انکم ٹیکس اور سیلز ٹیکس نہیں دے رہا؟ یا وفاقی حکومت یہ ٹیکس وصول کرنے میں ناکام رہی اور یا ہمارے قائد ایوان اور معزز وزیر خزانہ نے اپنا حصہ لینے کے لیے موثر کوششیں نہیں کیں۔

(اس موقع پہ بیرسٹر عثمان ابراہیم بحیثیت چیئرمین کرسی ، صدارت پہ متمکن ہوئے)

جناب والا! اس ایوان نے زرعی ٹیکس کثرت رائے سے منظور کیا اور جس دن یہ ٹیکس پیش ہوا تو میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی کوشش کی۔ میں نے عرض کیا کہ جو آرڈیننس lay کیا جا رہا ہے وہ unlawfull اور unconstitutional ہے اور میں نے اس میں مثالیں دینے کی کوشش کی کہ تین آرڈیننس جاری کیے گئے اور successive promulgation of ordinances. under the constitution unlawful ہیں اور میں چاہتا تھا کہ میں سپریم کورٹ کی رولنگز کا حوالہ دوں جن میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ Enactment of expired ordinance and enactment of same ordinance کو سپریم کورٹ نے unlawful قرار دیا تھا لیکن میری بدقسمتی کہ جناب سپیکر! نے مجھے disallow کیا اور بات آگے چلی اور پھر کثرت رائے سے زرعی انکم ٹیکس منظور کر لیا گیا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وہ زرعی انکم ٹیکس نہیں وہ زرعی لینڈ ہولڈنگ ٹیکس ہے جو کہ لینڈ ہولڈنگ پہ لگایا گیا ہے۔ جناب والا! اس میں یہ بھی نہیں دیکھا گیا کہ ایسے علاقے ہیں جہاں نہروں میں پانی 12 مہینے مہیا کیا جاتا ہے اور ایسے علاقے بھی ہیں جہاں پر صرف 6 ماہ کے لیے مہیا کیا جاتا ہے لیکن دونوں کے لیے نرخ یکساں رکھے گئے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسان کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔ اس کے علاوہ باغات کی مد میں 500 روپے فی ایکڑ زرعی انکم ٹیکس لگایا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں اور میرے وہ دوست' وہ بھائی جو

کہ اس خطے سے تعلق رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں پچھلے چار' پانچ سال سے خاص طور پہ آم کی فصل بالکل نہیں ہو رہی۔ جناب والا! جہاں ٹیکسز لگائے جاتے ہیں وہاں کچھ incentives دیے جاتے ہیں۔ میرے کچھ بھائی شاید یہ بات کریں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے زرعی پیکج دیا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ وہ زرعی پیکج اونٹ کے منہ میں زیرہ دینے کے برابر ہے اور میں یہ آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ اس سے پہلے لوکل ریٹ پہ ٹیکس دیا جا رہا ہے' کاٹن ٹیکس دیا جا رہا ہے' کاٹن سیس دیا جا رہا ہے' گندم پہ ٹیکس دیا جا رہا ہے' باغوں پہ ٹیکس دیا جا رہا ہے' آبیانہ دیا جا رہا ہے' مالیہ دیا جا رہا ہے' عشر دیا جا رہا ہے' کسان فرٹیلائزرز پہ ٹیکس دے رہا ہے' pesticides پہ ٹیکس دے رہا ہے' ایکسپورٹ پہ ٹیکس دے رہا ہے اور جناب سپیکر! یہ ڈسٹرکٹ ایکسپورٹ ٹیکس وہ ٹیکس ہے جو کاشت کی گئی فصل کو بیچنے پہ ٹیکس دینا پڑتا ہے' سیڈ پہ ٹیکس دے رہا ہے تو جناب والا! اگر حکومت نے ٹیکس لگانا ہی تھا تو incentives دیے جاتے' زراعت کو صنعت declare کیا جاتا جیسا کہ ہمارے صنعت کار دوستوں کو incentives ملے ہیں۔ وہ اگر قرضہ لیتے ہیں تو ان پہ سود 6 فی صد ہوتا ہے اور اگر کسان لیتا ہے تو وہ 14 سے 17 فی صد ہوتا ہے۔ جناب والا! میں حیران ہوں کہ ہمارے یہ دوست' ہمارے معزز اراکین اسمبلی جن کی اکثریت دیہات سے تعلق رکھتی ہے اور کسان ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ وہ اتنا ٹیکس ادا کر رہے ہیں پھر بھی انہوں نے یہ ڈیمانڈ تک نہ کی کہ کم از کم فصلوں پہ crop insurance دے دی جائے کہ اگر موسمی حالات ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے فصل اچھی نہیں ہوتی جیسے کہ آج کل اور آج سے دو' تین' چار' پانچ سال پہلے تک موسمی حالات صحیح نہیں ہیں اور ان میں فصلوں کا نقصان ہوتا ہے تو ہمارے بھائی اگر crop insurance دیے جانے کا مطالبہ کرتے تو کم از کم یہ تسلی تو ہوتی کہ اگر قدرت کی وجہ سے کوئی خرابی ہوتی ہے تو ہمیں crop insurance کی صورت میں معاوضہ مل جائے گا لیکن میرے بھائیوں نے یہ بھی نہ سوچا اور انہوں نے کثرت رائے سے اس بل کو منظور کیا۔

جناب سپیکر! کم از کم inputs اور produce کے ریٹ کی شرح مقرر کر دی جاتی۔ یہاں inputs کے ریٹ بہت زیادہ ہیں اور produce کے ریٹ بہت کم ہیں اور جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میرے معزز بھائیوں نے اپنے گلے میں ایک رسی باندھ لی ہے جو کہ ایک پھندے کی صورت اختیار کرے گی اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ پھندا اسی سال آپ کے گرد تنگ ہوتا جائے گا اور اس ایوان کے معزز اراکین اس پھندے کو برداشت نہیں کر سکیں گے اور صرف ہاتھ ملتے رہ جائیں گے

اور اس کا ازالہ بھی نہیں ہوگا تو جناب والا! جب یہ commitment کی گئی کہ زرعی انکم ٹیکس کا پیسہ زراعت کی مد یا محکمہ آبپاشی کی مد میں شامل کیا جائے گا تو ہمارے کچھ دوست یہ کہنے لگے کہ ہمیں اس سے فائدہ ہو جائے گا اور میں یہ عرض کروں کہ اس ٹیکس کے حق میں دلائل دیتے ہوئے فاضل وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ یہ ٹیکس زراعت کی ہر جہت ترقی میں ایک سنگ میل ثابت ہو گا۔ ان کے اس دعوے میں کتنی صداقت تھی وہ میں عرض کرتا ہوں۔ وہ میرے بہت ہی محترم ہیں' میرے بڑے بھائی ہیں لیکن جب میں نے یہ کتابیں کھولیں تو ان میں دیکھا کہ محکمہ زارعت اور آبپاشی کے ترقیاتی بجٹ میں سال رواں کے مقابلے میں بھی کمی کر دی گئی ہے۔ زراعت میں سال رواں میں ایک ارب 74 کروڑ روپے سے کم کر کے ایک ارب 2 کروڑ روپیہ کر دیا گیا ہے اور آبپاشی کی مد میں ایک ارب 60 کروڑ سے کم کر کے ایک ارب 9 کروڑ کر دیا گیا ہے۔ تو جناب والا! جب یہ پیسہ زراعت یا آبپاشی پر خرچ نہیں ہونا تھا تو پھر یہ commitments دینے کا کیا فائدہ تھا' کیا مقصد تھا۔ میں اس ایوان سے اب بھی یہ عرض کروں گا کہ للہ آپ اپنے مستقبل کے بارے میں سوچیں' اپنے ان بھائیوں کے بارے میں سوچیں' جنھوں نے آپ کو ووٹ دے کر اس معزز ایوان میں بھیجا۔ اب بھی وقت ہے کہ جب ووٹنگ ہو تو میرے بھائی اس میں ترمیم کریں اور کم از کم اپنے مستقبل کا' اپنے بچوں کے مستقبل کا' اپنے ووٹرز کے مستقبل کا اور پنجاب کے عوام کے مستقبل کا خیال کریں۔

جناب والا! میں حیران ہوں کہ حکومت نے اپنی بجٹ تقریر میں کالاباغ ڈیم کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ جناب والا! آپ بخوبی سمجھتے ہیں کہ کالاباغ ڈیم ہمارے صوبے کے لیے کتنا فائدہ مند ہے اور اس سے ہماری زراعت پر' ہماری معیشت پر کتنے اچھے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اور جناب سپیکر! مجھے یقین ہے کہ الیکشن کے دنوں میں PML(N) کی تقاریر میں کالاباغ ڈیم کا ہی ذکر ہوتا تھا اور میں حیران ہوں کہ جب یہ پارٹی اقتدار سے باہر ہو تو کالاباغ ڈیم کا ذکر کرتی ہے اور جب یہ اقتدار میں آ جائے تو پھر میں نے آج تک نہیں سنا کہ کالاباغ ڈیم کا کسی نے ذکر کیا ہو۔ ان کی حلیف پارٹی ANP ان کے ساتھ بیٹھی ہے۔ وفاق میں صوبوں میں ان کی حکومت ہے۔ تو میں اس معزز ایوان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ کالاباغ ڈیم جلد تعمیر کیا جائے اور میں جناب وزیر خزانہ سے یہ استدعا کروں گا کہ اپنی winding up speech میں اس کا ذکر ضرور کریں۔

جناب سپیکر! فاضل وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا کہ ہمارے نزدیک معاشی ترقی اعداد و شمار کی شعبدہ بازی نہیں۔ کاش یہ درست بھی ہوتا۔ موجودہ بجٹ میں نہ صرف اعداد و شمار کی شعبدہ بازی کے افسوسناک نمونے ہیں۔ بلکہ free غلط بیانیوں کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔ اگر میں ساری چیزوں کو take up کروں تو شاید کافی وقت اور کافی دن لگیں۔ جناب سپیکر! میں ان کی چند مثالیں آپ کو دوں گا۔ مثلاً "پولیس کی مد میں بجٹ کے صفحہ نمبر 385 اور 386 کے مطابق ڈسٹرکٹ پولیس کی گزشتہ سال 74415 پوسٹیں تھیں۔ اس سال پوسٹوں کی تعداد بڑھا کر 78075 کر دی گئیں ہیں۔ ان میں تقریباً تین ہزار سے چار ہزار تک پوسٹوں میں اضافہ ہوا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! جب گزشتہ سال ڈسٹرکٹ پولیس کی آسامیوں کے لیے تنخواہوں کی مد میں ایک ارب 89 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔ اب چار ہزار آسامیوں کے اضافے کے باوجود اس سال ان کے لیے صرف ایک ارب 88 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ تو جناب والا! کیا پولیس کو پرائیویٹائز کیا جا رہا ہے۔ کیا ان 4 ہزار آسامیوں کے لیے رقم درکار نہیں ہوگی۔ کیا وہ ملازمین تنخواہ کے بغیر کام کریں گے؟ کیا ان کی تنخواہیں کم کی جا رہی ہیں تو یہ ان شعبدہ بازیوں میں سے ایک مثال میں نے آپ کو پیش کی ہے اور اس اضافے کی صورت میں جو کتابوں میں لکھا ہے کہ سب انسپکٹرز کی 3 سو آسامیاں ہیں' اے ایس آئی کی 36 آسامیاں ہیں' ہیڈ کنسٹیبل کی 100 آسامیاں ہیں اور پولیس کنسٹیبلز کی 3 ہزار آسامیاں ہیں۔ یہ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں تاکہ میرے معزز دوست' معزز اراکین treasury کو پتہ ہو۔ کیونکہ ہم تو اس وقت اپوزیشن میں بیٹھے ہیں' نہ ریکروٹمنٹ ملے گی' نہ فنڈز ملیں گے' نہ مل رہے ہیں۔ کم از کم ان کو یہ تو پتہ ہو کہ اتنی اسامیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ اتنی موٹی موٹی کتابیں پڑھنے کے لیے غالباً میرے دوست جستجو نہیں کریں گے۔ اور جیسا کہ انھوں نے زرعی انکم ٹیکس منظور کیا ہے وہ باقی بھی تمام مدات کو منظور کرتے جائیں گے۔ جناب والا آپ یہ دیکھیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کتنی خراب ہے۔ Sectarian violence کتنا زیادہ ہے اور ان سو دنوں میں' اب سو سے کچھ زیادہ ہو گئے ہوں گے۔ کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟ کہ sectarian violence ختم کیا جائے' لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو ٹھیک کیا جائے اور پھر آپ یہ دیکھیں کہ اس معزز ایوان کے سامنے کہا کچھ جا رہا ہے' لکھا کچھ جا رہا ہے۔ یہ سب اس لیے ہے کیونکہ بجٹ تقریر میں یہ کہا گیا ہے کہ Non development expenditure کو کم کر دیا جائے گا اور بہت سی مثالیں دی ہیں کہ گاڑیاں واپس لی

جا رہی ہیں' آسامیاں کم کی جا رہی ہیں۔ جناب والا! آپ حیران ہوں گے اور میرے یہ دوست تشویش کا اظہار کریں گے کہ جہاں گاڑیوں کی کمی کا ذکر کیا جا رہا ہے وہاں expenditure books میں ڈرائیوروں کی نئی بھرتی ہو رہی ہے۔ گویا کہ گاڑیاں واپس لی جا رہی ہیں۔ لیکن ڈرائیور نئے بھرتی کیے جا رہے ہیں۔اسی طریقے سے محکمہ آبپاشی میں 97-1996ء کے لیے اسامیوں کی تعداد 19 ہزار 7 سو 84 تھی اور 98-1997ء کے لیے 19 ہزار 7 سو 59 رکھی گئی ہے۔ لیکن اس مد میں رواں مالی سال میں تنخواہوں کے لیے 71 کروڑ 82 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ جبکہ 98-1997ء کے لیے 47 کروڑ 89 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ رقم تقریباً آدھی کر دی گئی ہے۔ جناب والا! کیا اسی طریقے سے Non development expenditure کم کیا جائے گا اور پھر صرف یہی مثال نہیں ہے۔ میں آگے چلتا ہوں محکمہ پبلک ہیلتھ کے ہیڈ میں' جو کہ میں اپنے دوستوں کے لیے عرض کروں کہ صفحہ نمبر 691 میں محکمہ ماحولیات کے لیے 293 آسامیاں 97-1996ء کے لیے تھیں اور 293 ہی 98-1997ء کے لیے ہیں۔ لیکن جب آپ ان کی تنخواہوں پر نظر ڈالیں گے تو 97-1996ء کے لیے 2 کروڑ 21 لاکھ روپے اور اتنی ہی آسامیوں کے لیے ایک کروڑ 39 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔تو جناب سپیکر! آپ یہ تضاد دیکھیں کہ آسامیاں اتنی ہیں لیکن سمجھ نہیں آتی کہ آیا ان کی تنخواہیں کم کر دی گئی ہیں۔ یا پھر جیسا کہ میں نے پولیس کے لیے ایک فقرہ کہا کہ پولیس کو پرائیویٹائز کیا جا رہا ہے۔

کیا پھر اس محکمے کو بھی پرائیویٹائز کیا جا رہا ہے؟ اور پھر اسی پر بات ختم نہیں ہوتی۔ Paediatrics Hospital, Lahore جو کہ ایک بہت ہی اہم ہسپتال ہے اور حکومت اس پر کافی توجہ دے رہی ہے۔ اس میں سال 97-1996ء کے لیے 168 اسامیاں تھیں' اور ان کی تنخواہوں کے لیے 5 کروڑ 12 لاکھ روپے مختص کیے گئے تھے۔ اور سال 98-1997ء کے لیے 736 اسامیاں ہیں۔ گویا کہ 566 نئی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں۔ لیکن آپ حیران ہوں گے کہ اس مد میں تنخواہوں کے لیے صرف 74 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ آپ اندازہ کیجیے کہ کہاں 168 اسامیوں کے لیے 5 کروڑ 12 لاکھ روپے اور 736 اسامیوں کے لیے صرف 74 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جناب سپیکر! یہ کس کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے؟ اس معزز ایوان کی آنکھوں میں' ہمارے ان معزز عوام کی آنکھوں میں جو صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں' اور پھر بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔ جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا کہ اگر ان ساری مدات کو لیا جائے تو شاید یہ چار دن بھی کافی نہ ہوں۔ لیکن میں اسی بات کو آگے

بڑھاتا ہوں اور ایک اور مثال آپ کو دیتا ہوں۔ سال 97-1996ء میں میڈیکل سکول کی مد میں اس ہیڈ میں اسامیوں کی تعداد 9 تھی۔ سال 98-1997ء کے لیے پھر اسامیوں کی تعداد 9 ہی ہے۔ لیکن رواں مالی سال میں 38 لاکھ 94 ہزار روپے رکھے گئے تھے۔ لیکن اسی کے لیے' اتنی ہی تعداد کی اسامیوں کے لیے آئندہ مالی سال میں 9 لاکھ 88 ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم بھائی جناب وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ یہ کیا وجہ ہے؟ کیوں اتنا تضاد ہے؟ کیا آپ اس کو سمجھ سکے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک موجودہ حکومت بیوروکریسی کے رحم و کرم پر ہے۔ اور بیوروکریسی جیسے چاہے' وہ اس کو چلا رہی ہے۔ اور پھر وہ کیوں نہ اس طرح کرے؟ ان کو کون سی عزت دی جا رہی ہے؟ وہ کون سا شوق سے کام کر رہے ہیں؟ جب احتساب یک طرفہ ہوگا۔ جب 87 افسران کو اس طرح سے نکالا جائے گا' اس طرح خوار کر کے نکالا جائے گا اور پھر یہ کہا جائے گا کہ مزید لسٹیں بھی آئیں گی تو کیا وہ شوق سے کام کریں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کو let down کیا جا رہا ہے۔ اور پھر میں مزید آگے بڑھتا ہوں۔ اسی محکمہ صحت کی ایک مد ہیلتھ نرسنگ سکولز کی ہے۔ یہ بجٹ کے صفحہ نمبر 511 پر ہے۔ اور جن کی سال رواں میں اسامیاں 231 تھیں اور آئندہ سال کے لیے بھی 231 رکھی گئی ہیں۔ لیکن ان کی تنخواہوں کی مد میں رواں مالی سال کے لیے ایک کروڑ 32 لاکھ روپے تھے' جب کہ آئندہ سال کے لیے 84 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اسی طریقے سے ایک اور ہیڈ ہے جو کہ "ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسرز ہیڈ" کہلاتا ہے۔ اس کا بھی میں صفحہ عرض کرتا ہوں۔ بجٹ کی کتاب بہت موٹی ہے۔ اگر میں اس کو پڑھوں تو شاید میرے دوست تنگ آ جائیں لیکن ان کی انفرمیشن کے لیے صفحہ نمبر 522 پر آپ دیکھیں گے کہ اسامیوں کی تعداد رواں مالی سال کے لیے 7518 اور آئندہ سال کے لیے بھی 7518۔ لیکن جب آپ تنخواہوں کی مد کو دیکھتے ہیں تو رواں مالی سال میں 29 کروڑ 31 لاکھ روپے اور آئندہ سال کے لیے 24 کروڑ 60 لاکھ روپے۔ تو گویا اسامیاں اتنی' لیکن تنخواہ کم کر دی گئی۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ اجازت ہے جناب؟

جناب چیئرمین: جی' فرمائیں۔

خواجہ ریاض محمود، میرے فاضل بھائی بار بار تنخواہوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ اور میں تنگ آ کر بولنے

لگا ہوں کہ جس جماعت کی یہ نمائندگی کر رہے ہیں' انھوں نے دونوں ہاتھوں سے خزانے کو لوٹا ہے۔ جس بےدردی کے ساتھ نکئی صاحب نے اور منظور وٹو صاحب نے اس پنجاب کے خزانے کو لوٹا ہے ماضی کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ سات سات لاکھ روپے کی گڑیا! وہ بھی عمرے پہ گئے ہوئے سات لاکھ روپے کی گڑیا نکئی نواسی کو کھلانے کے لیے خرید کے لے آیا' اور یہاں یہ حال ہے کہ غریب کی بچی کو آدھ پاؤ دودھ نہیں ملتا' اور دودھ کی وجہ سے خودکشی کر رہی ہے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ تنخواہیں ہم نے دینی ہیں' حکومت نے دینی ہیں۔ جناب کھوسہ صاحب نے دینی ہیں۔ ان کا حساب پکا ہے آپ فکر مند نہ ہوں۔

جناب چیئرمین، خواجہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جناب سعید احمد منیس صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی خواجہ صاحب کے سامنے سے اس اجلاس کے لیے مائیک ہٹوا لیں' کیونکہ اس اسمبلی کے ڈاکٹرز میں ای این ٹی سپیشلسٹ کی کوئی لسٹ نہیں ہے اور ممبران کی کان بہت زیادہ خراب ہو رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، آپ شاید پچھلے سیشن میں نہیں تھے۔ وہ ہمیشہ سے ایسے ہی بولتے ہیں۔ پچھلے تین سال اپوزیشن میں رہتے ہوئے بھی وہ ایسے ہی بولتے رہے ہیں۔ جناب سعید احمد منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔

میں یہ عرض کروں گا کہ جب ہم میں سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر کے لیے اٹھتا ہے' جیسے میں نے مثال بھی آپ کو دی کہ ایک غلط آرڈیننس lay کر کے اس کو بل کی شکل دی گئی اور پھر اس کو منظور کیا گیا۔ لیکن اس غلط پوائنٹ آف آرڈر پر آپ ' جناب سپیکر! بولنے کی بھی اجازت دیتے ہیں اور پھر یہ بھی نہیں کہتے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب چیئرمین، جب تک کسی معزز رکن کی بات پوری طرح سن نہ لی جائے' کیسے فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں۔ خواجہ صاحب نے جب پوری بات مکمل کی تو ان کی بات سننے کے بعد میں نے فیصلہ دیا تھا کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی' کھوسہ صاحب۔

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر پر تو نہیں' لیکن آپ کے ایک جملے کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے

فاضل رکن کو جناب سپیکر کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ وہ فاضل رکن ہیں' سپیکر کے فرائض اس وقت آپ انجام دے رہے ہیں۔ تو ریکارڈ کی تصحیح کر لی جائے۔

جناب چیئرمین، تصحیح فرمالی جائے۔ مہربانی۔ شوکت داؤد صاحب۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، جناب سپیکر! سعید منیس صاحب اس وقت ایک عام ممبر کی حیثیت سے ڈیبیٹ میں حصہ لے رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کافی وقت ہو چکا ہے۔ یا تو اس بات کی وضاحت کر دیں کہ اپوزیشن کی طرف سے صرف انھوں نے ہی بولنا ہے' باقی کسی ممبر نے نہیں بولنا۔ چاہے آپ ان کو allow کریں' وگرنہ ان کا وقت تو کافی دیر سے ختم ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین، شوکت داؤد صاحب! یہی فیصلہ ہوا ہے کہ اب تک وہ پینتیس منٹ تک بول چکے ہیں اور پون گھنٹے کی بات ہوئی تھی۔

وزیر مال، اور کیا اپوزیشن کی طرف سے کوئی نہیں بولے گا ان کے علاوہ؟

جناب چیئرمین، ان کے علاوہ اپوزیشن کی طرف سے اور کوئی نام بھی نہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میری بات کی تصدیق ہو گئی کہ کان خراب ہو چکے ہیں' جو میں پہلے عرض کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین، سعید احمد منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے یہ جو معروضات پیش کی ہیں جو کہ خواجہ صاحب کو ناگوار بھی گزری ہیں' میں یہ سب اس لیے بتانا چاہتا تھا کہ ترقیاتی بجٹ جناب وزیر خزانہ نے 15 ارب روپے بتایا ہے۔ تو مجھے یہ ہاؤس کو بتانا ہے کہ دراصل یہ non-development expenditure کو cut کر کے دکھایا گیا ہے الفاظ اور اعداد و شمار کی ہیرا پھیری جو کتابوں میں ہے' یہ یہی 15 ارب روپے جو کہ ڈویلپمنٹ بجٹ کے لیے رکھے گئے ہیں' یہ دو چار مہینوں کے بعد انھی کو divert کر کے اور پھر ان تنخواہوں پر یہ پیسہ خرچ کیا جائے گا۔ میں تو ایوان کی اطلاع کے لیے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ڈویلپمنٹ بجٹ' آپ اسے صفر سمجھیں۔ کیونکہ یہ سارا پیسہ جیسا کہ میں نے آپ کو عرض کیا ہے' میں نے مثالیں دی ہیں اور ایک نہیں' پچاسیوں مثالیں دی ہیں کہ یہ ڈویلپمنٹ کا پیسہ divert ہو کر non-development expenditure میں پھر چلا جائے گا۔ اور پھر ہمارے یہ دوست'

یہ مہربان ہاتھ ملتے رہ جائیں گے اور آنکھیں ملتے رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں چند ایک مثالیں یہاں دینا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کے ساتھ ناانصافی کی جا رہی ہے۔ آپ بجٹ میں دیکھیں گے کہ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز جن میں ڈی۔ ڈی۔ اے یعنی کہ ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی، بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی، چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور بہاولپور رورل ڈویلپمنٹ پروجیکٹ کے لیے نئی سکیموں کی مد میں ایک پائی بھی نہیں دی گئی۔ اسی طریقے سے Road and Bridges میں تمام صوبے کے لیے ایک ارب 4 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس میں سے بہاولپور ڈویژن اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے لیے صرف 10 کروڑ روپے رکھا گیا ہے جو کہ کل بجٹ کا محض 10 فی صد ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اس علاقے کے ساتھ اتنی ناانصافی کیوں ہے؟ پھر میں اپنے دوستوں سے، اپنے معزز اراکین اسمبلی سے یہ عرض کروں گا جن کا تعلق south سے ہے، north یا Central Punjab سے۔ سب ہمارے بھائی ہیں، جی بسم اللہ، ان کی بھی ترقی ہونی چاہیے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ برابر کی ترقی ہونی چاہیے۔ صرف لاہور کے اندر underpasses نہیں بننے چاہئیں، صرف یہاں پارک نہیں بننے چاہئیں، ہمارے وہ دہقان جو کہ مٹی سے سونا اگل رہے ہیں ان کو بھی اتنی ہی مراعات، اتنی ہی سکیمیں، اتنی ہی uplift سکیمیں دینی چاہئیں جتنی کہ لاہور یا Central Punjab میں یا نادرن پنجاب میں دی جاتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت صرف لاہور اور چند دوسرے شہروں کو لے لیتی ہے اور سمجھتی ہے کہ غالباً وہیں سے ان کو mandate ملا ہے، mandate تو آپ کو South والوں نے بھی دیا ہے، mandate تو آپ کو centre نے بھی دیا ہے، آپ کو north نے بھی دیا ہے۔ خدارا! یہ تفادات، یہ فرق ختم کریں اور جس طرح کی ترقی لاہور میں ہو، جس طرح کی ترقی Central Punjab میں ہو، جس طرح کی ترقی نادرن پنجاب میں ہو، اسی طرح کی ترقی South Punjab میں ہونی چاہیے۔ ورنہ ہمارے یہ دوست جن کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے، جس میں فاضل وزیر خزانہ خود بھی اس ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں اور میرے وہ دوست جو کہ بہاول پور ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں، جب وہ واپس اپنے حلقوں میں جائیں گے تو وہاں انھیں اس سوال کا جواب دینا پڑے گا کہ آپ تو ہماری ترقی کے لیے وہاں گئے تھے۔ آپ وہاں سے زرعی انکم ٹیکس کا نفاذ کر کے آ گئے ہیں۔ وہ آپ سے پوچھیں گے کہ آپ وہاں ترقی کے لیے گئے تھے لیکن uplift سکیموں کے لیے آپ بہت ہی کم پیسہ لے کر آ گئے ہیں۔ تو یہ میرے بھائیوں کو

ذہن نشین کرنا چاہیے اور اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے۔

جناب سپیکر! پھر یہ ہے کہ یہ سارا کچھ جیسے میں نے عرض کیا کہ non development expenditure show کرنے کے لیے کہا گیا ہے' جہاں چیف منسٹر کی discretionary grant کو کم نہیں کیا گیا' جہاں چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے اخراجات کو کم نہیں کیا گیا البتہ سڑکوں اور عمارتوں کی مرمت کی مد میں قابل غور اضافہ نہیں کیا گیا جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت جو کہ اس ملک کو کوریا بنانا چاہتی ہے' جو کہ یہ چاہتی ہے کہ یہاں بھی ترقی کوریا کی طرح سے ہو' تو وہ کیسے ہوگی؟ جب آپ سڑکوں کی مرمت کی مد میں' عمارتوں کی مرمت کی مد میں اور یہاں تک کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں ایکس رے فلم کو کم کر کے یہ بچت کہاں تک آپ دکھائیں گے؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میں اپنے محترم بھائی جناب وزیر صحت سے عرض کروں گا کہ وہ اس بات کو ضرور دیکھیں۔ ان کی غیر موجودگی میں' میں نے ان کے محکمے کے بارے میں چند points raise کیے ہیں۔ وہ لازماً انھیں وزیر خزانہ بھی بتائیں گے لیکن میں یہ فلموں کا ذکر اس لیے کر رہا ہوں کیونکہ یہ بھی بجٹ کی کتابوں میں دیا گیا ہے کہ ایکس رے کی فلم میں بچت کر کے non development expenditure کو کم کرنے کے لیے دکھایا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں معزز ممبر سعید احمد خان منیس صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ وائنڈ اپ کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔ میں اس کو وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

کہ ایک اہم سیکٹر جو کہ جناب وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں ذکر نہیں کیا۔ وہ معذوروں کے لیے پیسے کا رکھنا ہے۔ جس طرح سے باقی تمام لوگ developments میں حق رکھتے ہیں اسی طریقے سے معذور بھی اس ملک اور اس صوبے کا حصہ ہیں' ان کے لیے بھی کوئی رقم وقف کی جائے۔

جناب سپیکر! کرپشن کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ حکومت کرپشن کو کس طرح سے کنٹرول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جیسا کہ اخبارات میں دیا جا رہا ہے کہ احتساب یک طرفہ ہو رہا ہے۔ چلیں وہ

فیڈرل گورنمنٹ کی بات ہے۔ میں حکومتی ارکان سے اور اپنے بھائی جناب وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ یہ ایک ناسور ہے جو کہ ہمارے معاشرے میں جڑ پکڑ چکا ہے۔ اس طرف آپ ضرور توجہ دیں اور ہم حزب اختلاف میں چاہیں کم ارکان ہیں' ہم آپ کے شانہ بشانہ کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اگر آپ چاہیں گے تو ہم اس میں assistance بھی کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخری ایک دو باتیں کرنا چاہتا ہوں کہ فنانس بل میں ایئر ٹکٹ' لگژری کار اور لگژری ہاؤسز پر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ ایئر ٹکٹ جو کہ ایک فیڈرل معاملہ ہے' جبکہ ایئر پورٹ Federal jurisdiction میں ہیں' پی۔ آئی۔ اے یا باقی ایئر لائنز Federal jurisdiction میں ہیں' ٹکٹس پر ٹیکس کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے ہی اس پر بہت ٹیکس لگا ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایئر ٹکٹس' ٹریکٹر' لگژری کار یا لگژری ہاؤسز پر ٹیکسز یہ ایک cheap popularity حاصل کرنے کی کوشش ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماشاء اللہ ایک بھاری مینڈیٹ ملا ہوا ہے۔ آپ ایسا کام کریں جو کہ عوام کی توقعات کے مطابق ہو۔ آپ یقین کریں یہ اس لیے نہیں کہ میں اپوزیشن کی بنچز پر بیٹھا ہوں' آپ کا گراف بہت نیچے چلا گیا ہے۔ زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کے بعد یا یہ باقی ٹیکس کے لگانے کے بعد آپ کا گراف بہت نیچے چلا گیا ہے لیکن جیسا میں نے عرض کیا کہ اپوزیشن ہر تعاون کرنے کے لیے تیار ہے لیکن جہاں عوام پر کوئی ظلم ہو گا' ہمارے ان بے بس اور بے زبان اراکین اسمبلی جو کہ ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہیں ان پر ظلم ہو گا تو ہم آواز ضرور اٹھائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں آخر میں یہ کہوں گا کہ میں اس بجٹ کو reject کرتا ہوں اور اپنے معزز اراکین اسمبلی سے عرض کرتا ہوں کہ جن باتوں کی طرف میں نے نشان دہی کی ہے' خدارا ان کی طرف ضرور دیکھیے اور 'Ayes' کہنے سے پہلے اپنے ضمیر کو ضرور جھنجھوڑیے اور ضرور سوچیے کہ کیا یہ آپ کے مفاد میں ہو گا یا آپ کے مفاد کے خلاف ہو گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ملک مظہر عباس صاحب۔

ملک مظہر عباس راں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان سے خطاب کرنے کا موقع دیا اور میں قائد عوام میاں نواز شریف اور میاں

شہباز شریف کو بھی مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے وفاق میں اور صوبے میں ایک ایسا بجٹ پیش کیا جو عوام کی امنگوں کا ترجمان ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں ترقی اور خوش حالی کا دور دورہ شروع ہو گا۔

جناب والا! اس میں چند باتیں جو میں point out کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ آئندہ سال کے لیے تمام محکموں میں ہم نے خطیر رقوم رکھی ہیں ۔ ان محکموں میں ترقی ہوگی اور ان کی کارکردگی بہتر بنائی جائے گی۔ مثلاً ایجوکیشن کو ہم لے لیں ہم نے 27۔ ارب 7 کروڑ اور 53 لاکھ روپے آئندہ سال کے لیے اس میں مختص کیے ہیں اور یہ اس پاکستانی قوم اور اس مملوک الحال قوم کا بہت بڑا سرمایہ ہے اس کو خرچ کرنے سے پہلے ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ پچھلے سال جو رقم ہم نے اس محکمے کو دی تھی کیا وہ صحیح طور پر خرچ ہوئی ہے ؟ یا آئندہ ہم جو رقوم ان کے حوالے کر رہے ہیں کیا وہ صحیح طور پر خرچ ہوں گی ۔ تو جناب والا! ایجوکیشن کے معاملے میں صورت حال یہ ہے کہ بے شمار سکول آج بھی بند پڑے ہیں بے شمار ایسے سکول ہیں جو مختلف جگہوں پر ڈیروں کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں بے شمار ایسے سکول ہیں جن کا کوئی مصرف نہیں بلکہ ان کی کوئی بھی عمارت قابل استعمال نہیں رہ گئی اور اگر ان کے عملے کے بارے میں دیکھا جائے تو اس متعلقہ ڈسٹرکٹ میں کوئی بھی ایسی آسامی نظر نہیں آئے گی کہ جس پر کوئی نہ کوئی ملازم لگا ہوا نہ ہو۔ جناب والا! صورت حال یہ بنتی ہے کہ سکولوں کی عمارتیں بند ہیں ۔ اور عملہ تنخواہیں بٹور رہا ہے۔ AEO's اور DEO's monthly لے رہے ہیں اور ایجوکیشن کا حال یہ ہے کہ ایک ترقی پذیر ملک کہلوانے کے باوجود بھی ہماری ایسی صورت نہیں کہ ہمارا literacy rate اتنا ہو کہ ہم اقوام عالم میں اپنا سر فخر سے بلند کر سکیں تو اس کے لیے گزارش یہ ہے کہ ہم نے نئے سکولوں کے لیے فنڈز رکھے ہیں ۔ 26 نئے سیکنڈری سکول اور گیارہ کالج بنانے ہیں ۔ انٹر کالج کو ڈگری کالج بنانا ہے ۔ اس بارے میں بھی میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ یہ کون سے علاقوں میں جانے ہیں اور کہیں یہ تو نہیں ہے کہ جس طریقے سے ایک شاعر نے کہا تھا کہ،

میں تسا میری دھرتی تسی تسی روہی جائی
میوں آکھ نہ پچ دریائی

جناب سپیکر! ہمارے southern پنجاب میں ' intellectual لوگوں میں یہ سوچ develop

ہو رہی ہے کہ ہمارے علاقے کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور اگرچہ یہ عوام کی سوچ نہیں اور ہم بھی جو وفاق کی سیاست کرنے والے سیاسی کارکن ہیں ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ایسی سوچ کیا پاکستان کے حق میں ہے لیکن جب بغور ان چیزوں کا جائزہ لیا جاتا ہے تو پھر یہ نظر آتا ہے کہ شاید کوئی خفیہ ہاتھ ہیں جو بجٹ بنانے میں ترقیاتی منصوبوں کی priority fix کرنے میں بیٹھتے ہیں تو ایسا کام دکھا جاتے ہیں کہ پھر وہ لوگ جو سرائیکی کا نام لیتے ہیں اور وہ لوگ جو خدا نخواستہ پنجاب کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ دلائل مہیا کرتے ہیں - میں تفصیل میں جانے سے پہلے اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے پچھلے دو دنوں میں تین اضلاع کا break up بتایا ہے - جناب والا ! ملتان جو بہت بڑا ضلع ہے اس کو سڑکات کے لیے 1.13 کروڑ ملے ہیں اور اسی طرح میں نے قصور کا دیکھا ہے جو ایک چھوٹا سا بے قصور ضلع ہے اس کو انہوں نے 2.22 کروڑ دیے ہیں اور اسی طرح شیخوپورہ کو انہوں نے 3.41 کروڑ دیے ہیں - اور یہیں پر بس نہیں ہے - RURAL DEVELOPMENT PROGRAMME میں ملتان کے لیے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا گیا - اسی طرح قصور کو نہیں دیا گیا لیکن شیخوپورہ کے سر پر ہما بیٹھ گیا ہے اور اس کو 27 01 کروڑ مہیا کیا گیا ہے - WATER AND POWER کے لیے 27 38 لاکھ ملتان روپے کو ملے ہیں جبکہ قصور کو 1 82 کروڑ دیے گئے ہیں - اسی طرح شیخوپورہ کے لیے 1.21 کروڑ کا فنڈز مہیا کیا گیا ہے - جناب والا! PHYSICAL EDUCATION میں اور اسی طرح RURAL WATER SUPPLY میں آپ دیکھیں- ملتان کو 93.90 لاکھ دیے گئے ہیں جبکہ قصور کو 1 46 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے اور شیخوپورہ 11.07 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے- URBAN WATER SUPPLY میں ملتان کو ایک پیسہ نہیں ملا اور قصور کو 2.10 کروڑ ملے ہیں اور اسی طرح شیخوپورہ کو 40 لاکھ روپیہ ملا ہے - EDUCATION TRAINING میں 1.73 لاکھ ملتان کو دیے گئے ہیں اور قصور کو 2.26 کروڑ اور شیخوپورہ کو 2.65 روپیہ دیا گیا ہے- میرے ان نکات کو mention کرنے کا مطمع نظر یہ ہے کہ ہم سیاسی کارکن وہاں پر سیاست کے فرعونوں کے خلاف لڑتے ہوئے اس ایوان میں پہنچے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ جو جمہوریت کی کلیاں آج تک بڑے بڑے جاگیرداروں کے صحنوں میں کھلتی رہی ہیں آج ہم میاں نواز شریف کی ٹکٹ پر کامیاب ہو کر آئے ہیں ہم اپنے علاقے کا حق صحیح طور پر مانگیں - ہم مسلم لیگ کے کارکن، مسلم لیگ کی ہر پالیسی پر اس کا ساتھ دینے کو تیار ہیں لیکن ہمارے علاقے کا جو حق

بنتا ہے اس کے لیے ہم بات کریں گے ۔ ہمارے لبوں پر مہریں نہ لگائی جائیں ۔ ہماری بات کو سنا جائے ہمیں ہمارا حق دیا جائے اگر آپ ہماری آواز کو دبا دیں گے تو ہم خاموش ہو جائیں گے لیکن وقت کبھی معاف نہیں کرے گا کہ upper پنجاب southern پنجاب پھر آخیر سرائیکستان ۔ پتہ نہیں کیا کیا چیزیں ابھر کر سامنے آئیں گی ۔ ہم علاقے کی نمائندگی کرتے ہوئے علاقے کے حق کی بات کرتے ہیں ہم اپنے علاقے کے لیے حق مانگ رہے ہیں ۔

جناب والا! اسی طرح صحت میں بھی ہم نے 6۔ ارب 42 کروڑ 96 لاکھ روپیہ مختص کیا ہے ۔ دیہی علاقوں کی دوائی کے لیے 27 کروڑ اور 37 لاکھ روپیہ مختص کیا ہے لیکن جناب والا! ادویات کی فراہمی کے لیے جو 27 کروڑ اور 37 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔یہاں پر دیہی نمائندے تشریف رکھتے ہیں اور وہ بخوبی علم رکھتے ہیں کہ غریب عوام کو کتنی دوائیاں مہیا کی جاتی ہیں ۔ یہ دوائیاں بتدریج آہستہ آہستہ حصوں کے طور پر تقسیم ہوتے ہوئے اے۔ پی۔ سی کی گولی تک بھی رورل ہیلتھ سنٹروں میں نہیں پہنچتی ۔ تو جناب والا! جس طرح میں نے شروع میں عرض کیا کہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس غریب عوام ، ملک اور پنجاب کا جتنا پیسہ ہم خرچ کر رہے ہیں اس کو صحیح طور پر utilize کرنے کے لیے بھی ایک سسٹم چاہیے۔ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا وہ پیسہ صحیح طور پر خرچ ہو رہا ہے ۔ اسی طرح فوڈ سٹیمپ شروع کی گئی ہے ۔ یہ سکیم شہروں میں شروع کی گئی ہے ۔ تو میں دیہاتی ہونے کے ناتے یہ عرض کروں گا کہ گندم تو ہم پیدا کرتے ہیں اور جب خوراک کا بحران ہو تو وہ شہروں میں سپلائی ہوتی ہے ۔ لیکن دیہاتوں میں شہروں کی نسبت زیادہ غربت ہے ۔ ان کو اس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ۔ لیکن شہری شاید vocal ہونے کے ناتے زیادہ فائدہ اٹھا جاتے ہیں ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ دیہاتیوں کو بھی مجبور نہ کیا جائے کہ وہ زیادہ vocal بنیں اور زیادہ agitation کریں اور پھر ان کو فوڈ سٹیمپ سکیم میں شامل کیا جائے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ فوڈ سٹیمپ سکیم پورے صوبے میں دیہات اور شہر کی تفریق کیے بغیر شروع کی جائے تاکہ یہ جو ایک تخصیص شہری اور دیہاتی کی پیدا ہوتی ہے وہ ختم ہو جائے ۔ زرعی تحقیق کے لیے بہت اچھا ہماری حکومت نے اقدام کیا ہے ۔ اس نے فنڈز مختص کیے ہیں اور خاص طور پر زرعی ٹیکس میں سے فنڈز زرعی تحقیق میں دینے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے وعدہ فرمایا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے اور بڑا اچھا اقدام ہے ۔ اس کے لیے گزارش یہ ہے کہ پچھلے چند

برسوں سے ایک زرعی تحقیق میں فراڈ ہو رہا ہے ۔ جو سائنس دان کپاس پہ تحقیق کر رہا ہے تو وہ ایسا بیج جو process ہو رہا اور دو تین سال میں وہ مارکیٹ میں آنے والا ہے اس کو leak کر کے اپنی مرضی کے زمینداروں کو دے دیتے ہیں اور وہ زمیندار اس کو بڑے رقبے پر کاشت کر کے کافی سارا بیج تیار کر لیتے ہیں اور آئندہ آنے والے سال میں وہی بیج منظور ہونے والا ہوتا ہے۔ پچھلے سال ہمارے علاقے کے ایک بہت بڑے جاگیردار شاہ محمود قریشی نے ایک ہزار روپے فی کلو کے حساب سے ایسا بیج کسانوں میں فروخت کیا جو کہ اس وقت منظور شدہ نہیں تھا ۔ اور انھوں نے کروڑوں روپے غریب کسانوں سے وصول کیے اور کسانوں کے نمائندے بھی بنتے رہے ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ زرعی تحقیق ہونی چاہیے ۔ اچھے بیج آنے چاہییں لیکن ایک ایسا سسٹم مقرر کیا جائے کہ یہ بیج جس وقت تک منظور نہ ہو جائے اس وقت تک اس کا بلیک مارکیٹنگ ہونی بند ہو جانی چاہیے ۔

ابھی زراعت میں 1505 کھالوں کی پختگی کے لیے اور 7288 ایکڑ زمین کو ہموار کرنے کے لیے ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے ۔ لیکن میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ رقم پھر جیتے لوگوں کو ان کے کھالوں کے لیے اور ان کی زمینوں کی ہمواری کے لیے چلی جائے گی ۔ اور غریب کاشت کار اور کسانوں کو اس کا حصہ نہیں مل سکے گا۔ ایسا سسٹم مقرر کیا جائے کہ ضلع وار جتنا بھی حصہ کسی کا ضلع بنے وہ ان متعلقہ ضلعوں کو ملنا چاہیے تاکہ یہ تفریق پیدا نہ ہو سکے ۔ ہمارے قائد میاں نواز شریف نے ایک اعلان فرمایا تھا کہ ڈپٹی سیکریٹریز اور دوسرے افسران کے پاس فالتو گاڑیاں واپس کر لی جائیں گی ۔ لیکن میں افسوس سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج تک کتنی واپس لی گئی ہیں۔ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن سے تو کچھ نہ کچھ گاڑیاں واپس آئی ہیں ۔ یہیں پنجاب حکومت کی ناک کے نیچے سول سیکریٹریٹ میں آپ دیکھیں کہ کتنی unauthorised گاڑیاں مختلف افسران کے پاس ہیں اور آج تک انھوں نے واپس نہیں کیں۔ مجھے کچھ تھوڑا سا تجربہ ہوا ہے ۔ فائل ایسے جا رہی ہے اور ایسے واپس آ رہی ہے۔queries لگ رہی ہیں اور queries کو دور کیا جا رہا ہے ۔ چار مہینے ہو گئے ہیں لیکن سول سیکریٹریٹ کے افسران نے کوئی گاڑیاں واپس نہیں کیں۔ میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ آج کی سیاست کو روایتی بجٹ کی ضرورت نہیں۔ آج جس طرح میاں نواز شریف کو مسلم لیگ کو مینڈیٹ ملا ہے وہ روایتی سیاست سے ہٹ کر ملا ہے ۔ اور آج ہمیں روائتی اقدامات سے ہٹ کر ایسے اقدامات کرنے ہوں گے کہ آنے والی نسلیں اس مینڈیٹ کو تحفے کے طور پر یاد

رکھیں کہ میاں نواز شریف کو ایک ایسا مینڈیٹ ملا تھا۔ اور انھوں نے اس دوران ایسے ایسے اقدامات کیے کہ پچاس سال کے بعد یہ ملک صحیح طور پر آزاد ملک بن گیا۔ اس کے لیے آپ کو قانون سازی کرنی ہوگی۔ اس کے لیے آپ کو بد دیانت اور خائن افسران کا گریبان پکڑنا پڑے گا اور اس کے لیے ایسے ایسے اقدامات کرنے ہوں گے کہ جس کے بعد یہ ملک صحیح طور پر آزاد ملک کہلانے کا حقدار بن گیا۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ! ------- چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب

چودھری زاہد محمود گورایہ، شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں کہ جس نے رواں مالی سال کے بجٹ کے متعلق مجھے گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں نے سال رواں کے بجٹ کے بارے میں معزز رکن اسمبلی جو کہ اپوزیشن بنچ سے بول رہے تھے۔ ان کی تقریر کو بڑے غور سے سنا۔ اور جو کچھ انھوں نے عرض کیا وہ ہمیشہ سے ان کی tradition رہی ہے۔ ایسی باتیں کرنا اور بالعموم ایسی ان کی عادت بن چکی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ صوبائی وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جس نے طویل عرصہ کے بعد غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی کر کے قومی ترقی اور خوش حالی میں کلیدی حیثیت رکھنے والے شعبوں کے لیے زیادہ سے زیادہ وسائل پیدا کرنے کی پالیسی بنائی۔ سماجی شعبہ جات، تعلیم، صحت اور معاشرتی بہبود کے لیے خطیر رقوم مہیا کی گئیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ آئندہ مالی سال میں سماجی شعبوں پر کل اخراجات کا 42.45 فی صد حصہ خرچ کیا جائے گا جو کہ گزشتہ تین سال کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں بیرونی امداد دینے والے اداروں کے ساتھ معاہدوں کے مطابق SAP Sector میں 18 فی صد کے حساب سے اضافہ کیا گیا جو کہ ایک مثال ہے۔ اس کے علاوہ کئی سالوں سے صوبے کا مالی نظم و ضبط عملی طور پر سیاسی مصلحتوں کے تحت مفلوج ہو چکا ہے اور ہر مالی سال میں بغیر کسی منصوبہ بندی کیے ہوئے پیپلز پارٹی کی حکومت نے ایسی حکمت عملی وضع کی جو پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔ ان کے سارے کے سارے منصوبے ابھی تک ادھورے پڑے ہوئے ہیں جو کروڑوں روپے کی لاگت سے شروع کیے گئے اور ابھی تک مکمل نہیں ہو سکے۔ لہٰذا میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ سابقہ حکومت نے غریب عوام کی فلاح و بہبود اور

مالی امداد کے لیے کوئی عملی اقدام نہیں کیے اور محض نعرہ بازی کی ۔ جب کہ موجودہ حکومت نے لوگوں کو بنیادی ضروریات زندگی فراہم کرنے کا یقین دلایا بلکہ عملی طور پر یہ ساری چیزیں بجٹ میں بیان کردی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ فوڈ سٹیمپ سکیم جو کہ موجودہ حکومت نے پہلی دفعہ متعارف کرائی ہے ۔ جس کے تحت یوٹیلٹی سٹورز پہ غریب عوام کو رعائتی نرخوں پر آٹا سپلائی کیا جائے گا۔ میرے خیال میں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کی یہ ایک بہت بڑی contribution ہے ۔ عام غریب آدمی جو یہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتا کہ مہنگے داموں گندم خریدے اسے رعایتی نرخوں پر یوٹیلٹی سٹورز سے آٹا سستے نرخوں پر فراہم کیا جائے گا ۔ اس کے ساتھ ہی جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے 15 ۔ ارب روپے رکھے ہیں جو کہ رواں مالی سال کے revised size یعنی 10 ۔ ارب ' 40 ۔ کروڑ روپے کے مقابلے میں 23 44 فی صد زیادہ ہیں ۔ صوبے کے ترقیاتی بجٹ میں یہ ایک غیر معمولی اضافہ ہے ۔ ماضی کی حکومتیں غریب اور پسے ہوئے طبقوں کی فلاح و بہبود کے نام پر اقتدار کی کرسی حاصل کر کے ہمیشہ انھی پر بھاری ٹیکس لگاتی رہی ہیں اور خود خوب مزے اڑاتے رہے ۔ نہ ان لوگوں کو compensate کیا گیا ' نہ ان ٹیکسوں کو صحیح طریقے سے utilize کیا گیا اور ultimately اس کا نتیجہ آپ نے اس ایوان میں دیکھ لیا ہے کہ آج آپ کو اپوزیشن کے چند ممبران نظر آ رہے ہیں بلکہ میرے خیال میں وہ بھی اٹھ کر چلے گئے ہیں ۔ جناب والا! یہ جو پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے بجٹ پیش کیا ہے میرے لحاظ سے یہ ایک مثالی بجٹ ہے ۔ اس میں اگر زراعت پہ ٹیکس لگایا گیا ہے تو میں اپنے معزز اپوزیشن کے ممبران کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ساتھ ہی میاں محمد شہباز شریف نے اس بات کی بڑے احسن طریقے سے وضاحت کر دی ہے کہ یہ ساری کی ساری رقم زراعت کی development پر ہی لگے گی ۔ یہ فضول کاموں میں ضائع نہیں کی جائے گی جس طرح کہ پیپلز پارٹی کی سابق حکومت نے کیا ۔ انھوں نے بھاری رقوم کے ساتھ فضول پراجیکٹ شروع کیے جن کی ultimately کوئی out put نظر نہیں آئی ۔ اس کی واضح مثال 1997ء کے الیکشن میں ہم نے خود دیکھ لی ہے کہ کسی آدمی نے بھی پسند نہیں کیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا جائے لہذا میں اس بجٹ کو ایک balanced بجٹ اور پاکستان کے غریب عوام کی favour میں بنایا گیا بجٹ کہوں گا جو کہ پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ میں ایک مثال ہے بلکہ اگر اس بجٹ کو یوں کہا جائے

کہ میاں محمد شہباز شریف اور وفاقی بجٹ جو میاں محمد نواز شریف کی طرف سے پیش کیا گیا ہے یہ پاکستان کے عوام کو ان کی پچاس سالہ contribution کے صلے میں ایک بہت بڑا gift دیا گیا ہے اور ان شاء اللہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ بجٹ کامیابی و کامرانی سے ہم کنار ہوگا اور پاکستان میں خوش حالی آئے گی ' غریب کو سہارا ملے گا' اسے compensate کیا جائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے پاکستان میں خوش حالی آئے گی ۔ یہ بجٹ اپنی مثال آپ ہو گا ۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکر گزار ہوں ۔

جناب ایاز امیر : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے !۔

جناب ایاز امیر : جناب والا! speakers کی تعداد کتنی ہے ؟ پتہ چل جائے کہ باری آ سکتی ہے یا نہیں ؟ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی میرے پاس جو نام آئے ہیں ان کی تعداد دس ہے اور میرا خیال ہے کہ سب دوستوں کی باری آ جائے گی کیونکہ ابھی تو 6 ۔بھی نہیں بجے اور یہ اجلاس 9 بجے تک چلنا ہے۔ چودھری محمد صفدر شاکر صاحب!

چودھری محمد صفدر شاکر : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! 3 ۔ فروری 1997ء کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کو جو عظیم mandate ملا ہے اور اس mandate کے نتیجے میں مسلم لیگ کی حکومت معرض وجود میں آئی ۔ آج یہ حکومت جن ہاتھوں میں ہے وہ ہاتھ اس پاکستان کے ' اس صوبے کے مسائل کو اچھی طرح سمجھتے ہیں ۔ اس قیادت کو پورا احساس ہے کہ ہمیں پاکستان کی عوام نے ایک جذبے کے ساتھ ووٹ دیا ہے اور کل کو ہم نے عوام کی عدالت میں اس کا جواب دہ بھی ہونا ہے۔ یہ لوگ جو آج اسمبلی میں کھڑے ہو کر یہ تقریر کرتے ہیں کہ یہ اسمبلی چند دنوں کی ہے' اس اسمبلی کو خطرہ ہے میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کر دوں کہ ہم نے وہ سوراخ ہمیشہ کے لیے بند کر دیے ہیں جن سوراخوں سے سازشیں اٹھتی تھیں ۔ ہم نے وہ تلوار ہمیشہ کے لیے توڑ دی ہے جس سے اسمبلیوں کا قتل ہوتا تھا ۔ یہ حکومت ان شاء اللہ پانچ سال رہے گی اور پانچ سال کے بعد ہم پھر عوام کی عدالت میں جائیں گے اور اللہ کے فضل و کرم اور مدینے والے کے صدقے سے پھر

ایک دفعہ سرخرو ہو کر ان اسمبلیوں میں آئیں گے ۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ جو پنجاب اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے میں اس کی تعریف نہیں کرتا بلکہ اس کی تعریف ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے عوام نے کی ہے ۔ وفاقی بجٹ پیش ہوا اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے عوام نے اس کی تعریف کی ' پنجاب کے بجٹ کو عوام نے نہیں سراہا اور میں آج اس ایوان میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے " نوائے وقت " کا اداریہ پڑھا ہے ۔ نوائے وقت وہ اخبار ہے جو ہمیشہ سچ لکھتا ہے اس اخبار نے اس بجٹ کو ایک اچھا بجٹ قرار دیا ہے لہذا میں نوائے وقت کی تائید کرتے ہوئے صوبائی وزیر خزانہ' سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ وہ ہمت اور جذبے کے ساتھ اس صوبے کی خدمت کریں ۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو بھی مبارک باد دیتا ہوں اور ان کے لیے دعا کرتا ہوں کہ جس جذبے اور ہمت کے ساتھ وہ اس صوبے کی خدمت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مزید توفیق دے ۔ آمین ۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں زراعت کی ترقی کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے اس کو استعمال کرنے کے لیے میں چند تجاویز اس ایوان میں پیش کروں گا ۔ زراعت ایک ایسا شعبہ ہے جو کہ ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے ۔ ہمارے ملک میں دو شعبے ہیں ایک صنعت دوسرا زراعت ۔ یہ دونوں شعبے گاڑی کے دو پہیے ہیں ۔ جب تک گاڑی کے دونوں پہیے اکٹھے نہیں چلیں گے اس وقت تک نہ تو ہماری معیشت ترقی کر سکے گی اور نہ ہی ہماری زراعت ترقی کر سکے گی۔ جناب والا! زراعت کی ترقی کے لیے ہمیں کسانوں کے لیے۔۔۔۔۔جس طرح وزیراعظم پاکستان نے زرعی پیکج کا اعلان کیا ہے اس سے ایک امید کی کرن پیدا ہوئی ہے۔ اس امید کی کرن کو یہاں تک ہی نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اس کو آگے بڑھانا چاہیے کیونکہ میرا زمیندار بہت ہی مظلوم ہے۔ اس کی مظلومیت کا اندازہ آپ یہاں سے لگائیں کہ وہ جو چیز پیدا کرتا ہے اس کے پاس اتنی قوت نہیں کہ وہ اس کی قیمت لگا سکے ۔ اس کی قیمت خریدار لگاتا ہے جبکہ صنعت کار جو چیز بناتا ہے اس کی قیمت بھی وہ خود لگاتا ہے ۔ جب زمیندار اپنی فصل پیدا کر کے گھر لاتا ہے تو اس کی قیمت کم ہوتی ہے ۔ مثال کے طور پر جب مکئی تیار ہوتی ہے تو اس کی قیمت -/180 فی من روپے ہوتی ہے لیکن جب وہ مارکیٹ میں چلی جاتی ہے تو تین چار ماہ کے بعد اس کی قیمت -/300 روپے فی من تک چلی جاتی ہے۔ یہ ایک ظلم ہے لہذا میری استدعا ہے کہ فصل کی قیمت لگانے کے لیے جو کمیٹی بنائی جائے

اس میں چھوٹے زمینداروں کو بھی نمائندگی دی جائے تاکہ وہ یہ بات بتا سکیں کہ ایک فصل پہ کتنا خرچ آتا ہے۔ بڑے بڑے دفتروں میں بیٹھ کر یا اسلام آباد کے ایئر کنڈیشنڈ دفتروں میں بیٹھ کر فصلوں کی قیمت صحیح نہیں لگائی جا سکتی ۔ زمینداروں کے گھر جائیں ' کسانوں کے گھر جائیں اور وہاں دیکھیں کہ ان کی فصلیں کس طرح پیدا ہوتی ہیں ۔ میری دوسری تجویز یہ ہے کہ زمینداروں کو ان کی اجناس پر subsidy دی جائے ۔ کھادوں پر ' زرعی آلات پر subsidy دی جائے ۔ جناب سپیکر! ایوبی دور کے اندر ہمارے ملک میں اتنی گندم پیدا ہوئی تھی کہ ہم نے وہ گندم export کی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس ایوبی دور کے اندر زمینداروں کو subsidy دی گئی تھی جس کے نتیجے میں انھوں نے اتنے حوصلے اور جذبے کے ساتھ فصل کاشت کی کہ ہمارے پاس گندم سنبھالنے کے لیے جگہ نہیں تھی ۔ آج بھی ہم اسی طرح زمینداروں کو subsidy دیں تاکہ وہ پہلے سے زیادہ محنت کریں ۔ اس کے لیے ہمیں سیمینار منعقد کرنے چاہییں ' زمینداروں کے لیے انعامات کا اعلان کرنا چاہیے تاکہ وہ اس جذبے کے ساتھ کام کریں کہ ہم نے یہ انعام حاصل کرنا ہے۔ جناب والا ! یہ ایسے کام ہیں جس سے ہمارا ملک ترقی کر سکے گا۔

جناب سپیکر ! یہاں زرعی تحقیق کے لیے کافی رقم رکھی گئی ہے اور یہ ایک بہت اچھا کام ہے۔ ہمارے ملک میں اتنا talent ہے کہ اگر ہم اس کو صحیح استعمال کریں تو خدا کی قسم یہ ملک واقعی کوریا بن جائے گا۔ ایوبی دور میں جب ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن تھا تو کوریا کا ایک وفد یہاں یہ دیکھنے آیا تھا کہ پاکستان کس طرح ترقی کر رہا ہے؟ کوریا نے ہماری ٹیکنالوجی حاصل کی لیکن کوریا آج جاپان کا مقابلہ کر رہا ہے اور دیکھیں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو' اپنے زمینداروں کو ' اپنے صنعت کاروں کو سہولتیں دیتے ہیں تو جب تک ہم ان کو سہولتیں نہیں دیں گے اس وقت تک ترقی نہیں ہو گی۔جناب والا ! یہاں وزیر خزانہ نہیں ہیں لیکن میں وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ زرعی تحقیق کے سلسلے میں فیصل آباد میں ایک ڈاکٹر محمد طاہر نے زرعی تحقیق کی ہے کہ جہاں زمین کا کڑوا پانی ہے اس کے لیے ان کے پاس ٹیکنالوجی آئی ہے۔ اور آموں کے ان باغوں کے لیے جن کے درخت آموں سے محروم ہیں ان کے لیے ٹیکنالوجی آئی ہے اور اس کا تجربہ ہم نے اپنے فارم پر کیا ہے کہ جن درختوں پر آم نہیں لگتے تھے لیکن آج اللہ کے فضل و کرم سے وہ درخت آموں سے بھرے پڑے ہیں۔ جن دوستوں کو ڈاکٹر محمد طاہر کی ضرورت ہو تو میں ان کا پورا لٹریچر دوں گا ۔ میں نے اس اسمبلی میں صرف یہ استدعا کرنی ہے کہ اس ڈاکٹر کی خدمات سے استفادہ

حاصل کیا جائے۔ یہ ایک ایسا شخص ہے جو اس ملک کے لیے کام کرنا چاہتا ہے اور اس کے تجربات آپ ماموں کانجن میں ہمارے فارم پر دیکھ سکتے ہیں کہ واقعی اس شخص کی ٹیکنالوجی سے زراعت کو بہت فائدہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر ! زراعت کے ساتھ ساتھ آبپاشی کا مسئلہ ہے ۔ یہ ایسے گھمبیر مسئلے ہیں جنھیں ہماری حکومت کو بڑی ہمت سے حل کرنا ہو گا کیونکہ آج میرے دیہات کا زمیندار نہری پانی سے محروم ہے اس کو کئی کئی ہفتے پانی نہیں ملتا ۔ اگر اسے پانی نہیں ملے گا تو وہ کیا ترقی کرے گا؟ میں اس کے لیے استدعا کروں گا کہ اصلاح آبپاشی کے لیے جتنی رقم رکھی گئی ہے اس کی نگرانی کی جائے ۔ اس کے لیے کمیٹیاں بنائی جائیں اور ان کمیٹیوں میں ممبران کو شامل کیا جائے اور میں وزیر آبپاشی سے استدعا کروں گا کہ وہ ہفتے میں ایک دن خود موقع پر جائیں تا کہ ان کو پتا چلے کہ ہمارے زمیندار پانی سے کس طرح محروم ہیں۔ اگر وہ دفتروں میں بیٹھ کر رپورٹ مانگیں گے تو رپورٹ OK آئے گی کہ پانی چل رہا ہے لیکن اندر کے حالات جیسے وزیر خوراک نے سٹروں پر چھاپے مارے تو آج گندم کی صورت حال ٹھیک ہے ۔ جس طرح وزیر تعلیم چودھری محمد اقبال نے سکولوں پر چھاپے مارے تو آج سکولوں کی حاضری بہتر ہو رہی ہے اسی طرح ہمارے وزراء کرام کو ہفتے میں کم از کم ایک دن اپنے فیلڈ میں جانا چاہیے تا کہ وہاں پر دیکھیں کہ یہ کام کیسے ہوتے ہیں۔جناب والا ! وقت کم ہے میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے اس اقدام کو سراہتا ہوں کہ انھوں نے تعلیم کے سلسلے میں جو ٹاٹ سسٹم ختم کرنے کا اعلان کیا ہے اور دیہاتی علاقوں میں فرنیچر دینے کا اعلان کیا ہے یہ ایسے اقدامات ہیں کہ غریب بچوں کے ذہن میں یہ ایک نوید آئی ہے کہ ہماری بھی آرزوئیں پوری ہوں گی ہم دیہات سے نکل کر شہروں میں پڑھیں گے ۔اس کے ساتھ ساتھ میں ایک دو گزارشات بھی کرنا چاہوں گا کہ دیہاتی علاقوں میں سائنس ٹیچروں کی بہت کمی ہے ۔ جتنے بھی سائنس ٹیچر ہیں وہ شہروں کی طرف بھاگتے ہیں شاید ان کو شہروں میں معاوضہ زیادہ ملتا ہے تو میری استدعا ہے کہ دیہاتی علاقوں کے لیے سائنس ٹیچروں کے معاوضے کو دگنا کیا جائے تا کہ وہ بڑی خوشی سے وہاں پڑھائیں کیونکہ سائنس کی بہت سخت ضرورت ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ نئے سال میں جو سکول up grade کرنے ہیں اور اضلاع کو جو کوٹا ملتا ہے وہ برابر تقسیم کیا جائے یہ نہ ہو کہ ایک ایم پی اے کو پانچ سکول مل جائیں اور ایک ایم پی اے کو ایک سکول ملے۔ بلکہ اس بات کو ensure کیا جائے کہ پنجاب کے ہر ایم پی اے کو برابر کوٹا ملے۔

جناب سپیکر ! میں آخر میں کالا باغ ڈیم پر بات کروں گا۔ کالا باغ ڈیم آج ہمارے ملک کی اشد ضرورت ہے ' ہمارے صوبہ پنجاب کی ضرورت ہے اور میں میاں محمد شہباز شریف کے ان الفاظ کی تائید کروں گا کہ انھوں نے کہا کہ یہ ڈیم نہ تو تقریروں سے بنے گا ' نہ بیانوں سے بنے گا بلکہ یہ حوصلے اور جذبے کے ساتھ بنے گا۔ جناب والا ! قوم نے ہمیں مینڈیٹ دیا ہے اگر خدا نخواستہ ہم اتنے عظیم مینڈیٹ کے باوجود یہ ڈیم نہ بنا سکے تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ پیپلز پارٹی کو تو لوگوں نے ووٹ کے ذریعے بھگایا ہے لیکن ہمیں " سوٹ " کے ذریعے بھگائیں گے ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعظم پاکستان کی خدمت میں یہ استدعا کروں گا کہ وہ پورے جذبے اور ہمت کے ساتھ میدان میں آئیں اگر چند ساتھی ناراض ہوتے ہیں تو ہونے دیں لیکن اس صوبے کی بقا کی خاطر اس ملک کی بقا کی خاطر ہمیں کوئی سودے بازی کرنے کے لیے تیار نہیں ہونا چاہیے۔ خدا کی قسم ! اگر یہ کالا باغ ڈیم ہمارے دور میں بن گیا تو تاریخ ہمیں کبھی نہیں بھولے گی اور ان شاء اللہ مسلم لیگ کی یہ ٹیم ہمیشہ کے لیے اقتدار میں آئے گی ہمیشہ کے لیے ان اسمبلیوں میں آئے گی۔ میں آخر میں اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسکراتے ہیں جو حوادث میں منزلیں ان کو راہ دیتی ہیں
اہل ہمت کے آشیانوں کو بجلیاں خود پناہ دیتی ہیں

شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ جاوید اخلاص صاحب ----- تشریف نہیں رکھتے ۔ سردار امجد حمید دستی صاحب ---- کیا آپ آج بولنا چاہتے ہیں یا کل بولنا پسند کریں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی، میں بولنا چاہتا ہوں ۔ آج ممبران کی تعداد کم ہے اس لیے کل کے لیے کہا تھا لیکن اب آپ نے کہا ہے تو میں بولتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے ۔ بسم اللہ کیجیے۔

سردار امجد حمید خان دستی، آپ کو سننے کی تو فرصت ہے نا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بولیے ہمیں سننے کی فرصت ہے۔ بسم اللہ کیجیے۔

سردار امجد حمید خان دستی، بسم اللہ الرحمن الرحیم ((جناب سپیکر ! اس سال کے بجٹ میں جو اہم پہلو ہیں وہ تو جناب وزیر خزانہ کی تقریر میں آ چکے ہیں۔ (مائیک بند تھا) جناب والا ! کہتے ہیں کہ "

غریباں روزے رکھے تو دن وڈے ہو گئے"۔ جناب والا ! اس کے salient feature جن کو لوگوں نے بہت سراہا ہے اور تعریف کی دیہات میں شہروں میں گلی کوچوں میں کہ غریب عوام کو ٹیکس کے بوجھ سے نہیں دبایا گیا بلکہ ٹیکس ان لوگوں پر لگایا گیا ہے جو اس بوجھ کو برداشت کر سکتے ہیں چنانچہ جہاں تک زرعی ٹیکس کا تعلق ہے اس میں ساڑھے بارہ ایکڑ تک چھوٹ دی گئی ہے اور اس ملک کی بیشتر آبادی ' غریب آبادی ' سفید پوش آبادی اس ٹیکس سے مستثنیٰ ہو جاتی ہے ۔ یہ بہت بڑا احسن قدم ہے اور ساڑھے بارہ ایکڑ سے اوپر کے زمینداروں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے وہ برداشت کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ جو زرعی ٹیکس کی پالیسی رکھی گئی ہے یہ بڑا مستحسن قدم ہے۔ اس کے علاوہ بڑی کاروں پر ٹیکس اور پرائیویٹ سکولوں میں جہاں 1000 روپے سے زیادہ فیس ہے اور بڑے بڑے مکانات ' بڑے بڑے ہوٹلوں پر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اس سے جناب سپیکر! مجھے ایک بات یاد آتی ہے کہ ایک بڑے ہوٹل میں ہمارے پنجاب کے سابق وزیر خوراک جناب ٹکا اقبال صاحب رنگ رلیاں مناتے ہوئے پکڑے گئے اور اپنی بیگم صاحبہ سے جوتیاں کھائیں اور جب میں نے اس سلسلے میں تحریک التوائے کا نوٹس دیا تو اس ایوان میں اپوزیشن اور حکومت کے راجپوت ارکان مع رانا اقبال صاحب کے کہ یہ تو ہماری برادری کی ناک کٹ جائے گی۔ تو آپ اپنی تحریک پر اصرار نہ کریں اور حتیٰ کہ ہمارے اس وقت کے پارٹی کے ڈپٹی لیڈر سے مجھے کہلوایا گیا کہ اس پر اصرار نہ کرو ۔ چنانچہ میں نے اس کی رعایت کردی ۔ تو مجھے آج بہت خوشی ہے کہ ایسے ہوٹلوں میں جہاں سابق حکومت کے وزراء دادعیش لیتے تھے ان پر ٹیکس لگایا گیا ہے تاکہ ان کی لوٹی ہوئی آمدنی ان کی حرام کی کمائی کم از کم غریبوں کے کام تو آئے ۔ اسی طرح ہم یہ اعتراض کرتے ہیں کہ بے نظیر صاحبہ اور ان کے خاوند محترم نے سرے محل بنایا ہے۔جناب والا ! یہاں بھی تو سرے محل بنانے والے موجود ہیں اور آپ حیران ہوں گے کہ ہمارے چھوٹے سے شہر کے ضلعی ہیڈ کوارٹر مظفر گڑھ میں بھی دو ڈاکٹروں کے سرے محل موجود ہیں اور یہ عالیشان محلات دور سے نظر آتے ہیں ۔ مجھے یہ بھی خوشی ہوئی ہے کہ ان عالیشان محلات پر اور اس قسم کے دوسرے محلات پر ٹیکس لگایا گیا ہے ۔ اسی طرح سے جناب والا! پرائیویٹ سکولوں کے مالکان نے بھی لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کیا ہوا ہے اور اس ملک میں جو اسلام کے نام پر بنا تھا' مساوات کے نام پر بنا تھا ۔ یہاں پر classes پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ ایک غریب class اور دوسری امیر class ۔ امیر کلاس جہاں پر ہزاروں روپے

فیس دینی پڑتی ہے وہاں پر پڑھتی ہے اور غریب کے لیے ٹاٹ ہے۔ جناب والا! مجھے بے حد خوشی ہے اس لیے وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے غریبوں کے لیے پہلی دفعہ ٹاٹ سسٹم ختم کیا ہے۔ سکولوں میں غریب بچوں کے لیے پہلی دفعہ جہاں امیروں کے لیے پہلے فرنیچر مہیا کیا جاتا تھا اب غریبوں کو بھی مہیا کیا جائے گا۔ دیہاتوں میں شہروں میں ہر جگہ فرنیچر مہیا کیا جائے گا تاکہ ان میں احساس کم تری ختم ہو جائے۔ اسی طرح جناب والا! کچی آبادیوں میں 5 مرلے کے مکانوں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑا اور قابل تعریف قدم ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری افسروں اور مؤثر قسم کے اراکین پر پابندی لگائی گئی ہے کہ بیرون ملک جا کر سرکاری خرچ پر علاج نہ کروائیں یہ بھی بہت اچھا قدم ہے۔ لیکن یہ بھی شکر ہے کہ اس میں یہ پابندی نہیں لگائی گئی کہ وہ اپنے خرچ سے اپنی جیب سے بیرون ملک علاج کے لیے نہیں جا سکتا۔ مجھے اس بات پر خوشی ہے۔ جناب سپیکر! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجھے اس بات پر کیوں خوشی ہے۔ مجھے prostate کی شکایت ہے' پیشاب رک رک کر آتا تھا۔ کوئی ڈاکٹر کہتا تھا کہ اپریشن کروا لو اور کوئی کہتا تھا کہ نہ کرواؤ۔ اسی سلسلے میں میں کوئی غلط بات کوئی مبالغے کی بات نہیں کر رہا۔ اسی سلسلے میں' میں جناب والا! اکثر چیک اپ کروانے کے لیے جاتا رہتا تھا' تو میں جناب سروسسز ہسپتال گیا۔ تو ڈاکٹروں نے کہا کہ تمہاری ایک ساتھی ایم پی اے یہاں پر علاج کے لیے داخل ہیں۔ یہاں مریض کے طور پر داخل ہیں۔ تو میں نے پوچھا وہ کون ہیں ہماری ساتھی جو یہاں اس ہسپتال میں براجمان ہیں۔ پتا نہیں ان کا نام یہاں پر بتانا مناسب ہے یا نہیں اور مناسب نہ ہی ہو تو بہتر ہے۔ لہذا میں ان کا نام نہیں لیتا۔ میں نے پوچھا کہ ان کو کیا تکلیف ہے مجھے ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کی ovary پر tumer تھا۔ میں نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے tumer بھی نکال دیا اور ovary بھی نکال دی۔ میں نے ڈاکٹروں کو کہا کہ

I willl be the last man to get myself operated upon from you. .....

جناب والا! یہ جو انہوں نے تھوڑی سی آزادی دی ہے کہ اپنے خرچ پر چلے جاؤ تو یہ ہمارے لیے بہت خوش آئند بات ہے۔ جناب چنانچہ میں لندن چلا گیا اور وہاں پر ایک لندن کلینک ہے۔ وہاں سے میں نے چیک اپ کروایا۔ ڈاکٹر نے اپنی نرس کو کہا کہ اس کا bio-data لکھو۔ وہ چھپا ہوا bio-data تھا۔ اس نے نیچے کاغذ پر نظریں رکھیں اور میری طرف دیکھنا بھی مناسب نہ

سمجھا (قہقہے) جناب والا وہ پوچھنے لگی

.....She asked me my name. I told him "Amjad Hameed Dasti". Your age. I said 78 Mr Speaker, you will be surprised to know and every body would be surprised to know, by lowering herself down the paper asked me "your sex". .... .I told her, Mr Speaker! neither male nor female . .. She lifted her head up and surveyed, then continued to ask me are you a "Gay"

(خسرہ تو نہیں)No, I am neither a man nor a woman nor a gay

Then she asked me For God's sake tell me what are you then I said look here, fix your eyes in my face and then judge whether I am a male or female Can't you see I am a male. Why do you ask me my sex Ask your doctor to put my urinary system in order I have another wife. And Mr Speaker do you know what she said, Are you an Arab How many wives have you got already. Mr Speaker Maulvi Sahib is now running away from the House

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اصل میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ بجٹ سے متعلق بات کریں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی، میں بجٹ سے متعلق بتاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بس وہ یہی پوچھنا چاہتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جہاں ٹکرانے کا آپ کو بتا دوں گا۔ یہ بجٹ سے ہی متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجٹ میں کہاں پر یہ بات کرکے وزیر خزانہ کو کچھ بتانا چاہتے ہیں۔

وزیر اوقاف (صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم)، personal explanation پر ہوں۔ یہ بجٹ سیشن تھا۔ اور فاضل مقرر جو میرے لیے انتہائی واجب الاحترام ہیں ان کی تعظیم کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ جو کچھ یہ فرما رہے ہیں یہ نہ اس ہاؤس کے شایان شان ہے نہ ان کی شایان شان ہے۔ اس احترام کی وجہ سے میں باہر جا رہا تھا۔ اگر انھوں نے محسوس فرمایا ہے تو میں ان کے اخلاق کریمانہ

سے یہ توقع کروں گا کہ وہ ایسی باتوں سے ذرا اجتناب کریں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سعید صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، سر دستی صاحب میرے بزرگ ہیں اور میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں ۔ آیا میں اس کو بجٹ کا حصہ سمجھوں کہ ہم نے اب اس چیز کی تشخیص کرنی ہے کہ یہ he میں ہیں یا she میں ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی بات میں نے کہی تھی ۔ وہ فرما رہے تھے کہ میں ثابت کروں گا کہ بجٹ میں کسی جگہ پر کوئیشن کے طور پر یہ فٹ ہو جائے گی۔ اور وہ معزز وزیر خزانہ کو کچھ نہ کچھ بتانا چاہتے ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری،

کہہ گیا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

جناب ڈپٹی سپیکر، جی جناب ایاز امیر صاحب۔

MR AYAZ MIR: I think

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

جناب ایاز امیر، میرا خیال ہے کہ سردار صاحب نے بڑا valid point اٹھایا ہے اور انھوں نے اس لفظ gay کا صحیح ترجمہ نہیں کیا۔ gay کا جو یہ ترجمہ دے رہے ہیں اصل میں وہ وہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل میں وہ بتانا نہیں چاہتے۔ مطلب وہی تھا۔ (قہقہے)

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! ذاکر کہتا ہے کہ کہڑی کہڑی گل آکھاں۔ یہ جو گورنمنٹ کے

مستحسن قسم کے اقدام ہیں تعلیم کے متعلق ، صحت کے متعلق ، پولیس کے متعلق ، امن و امان قائم کرنے کے متعلق گنتے جاؤ اور پھر اس کی تسبیح پڑھتے جاؤ تو ختم نہیں ہوتے۔ اور میں نے آج اپوزیشن والوں سے کہا تھا کہ تمہارے پاس بات کرنے کا کوائی مواد نہیں ہے۔ بات کرو گے تو جگ ہنسائی ہوگی۔ لوگ یہاں بھی ہنسیں گے اور باہر بھی ۔ اور ہوا وہی جو میں نے ان سے کہا تھا۔ جناب والا جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے۔ اب یہ کہیں گے کہ تعلیم کا کیا تعلق ہے ۔ ہمارے ہاں سرائیکی بیلٹ میں ایک طبقہ انسانیت کا ایسا ہے ویسے تو مرد و خواتین سبھی تعلیم کی اعلیٰ سہولتوں سے محروم ہیں ۔ لیکن خاص طور پر خواتین کی حالت اس ضمن میں بہت بری ہے ان کا معیار ان کی آخری خواہش ان پڑھ ہونے کی وجہ سے جب وہ دودھ اور دہی کو بلوتی ہیں تو وہ کہتی ہیں کہ گھم گھم مٹی اے چھا تیری کھٹی اے ۔ میں نے پوچھا کہ یہ چھا کھٹی ہوجائے تو گھر والوں کے لیے پینے کے لیے تو لسی نہیں رہتی ۔ یہ کیوں خوش ہوکر یہ کرتی جاتی ہے اور کہتی جاتی ہے کہ گھم گھم مٹی اے چھا تیری کھٹی اے ۔ تو مجھے کسی سرائیکی نے بتایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنی چھا کھٹی ہوگی اتنا زیادہ مکھن نکلے گا۔ پھر آگے چل کر وہ کہتی ہے "سونے دا نہیلا مکھن میرا پیلا" یہ معراج ہے یہ اس کی آخری خواہش ہے کہ میں یوں کرتی رہوں گھم گھم کی آواز آتی رہے اور اس کی لے میں پیلا مکھن نکلتی رہے۔ اس کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ اس کو ماں باپ نے پڑھایا ہے' گورنمنٹ نے اس کے لیے کوئی مراعات ' اس کے لیے سکولوں میں جانے کے لیے کوئی امداد کی ہے ۔ اس کے لیے یہی کافی ہے کہ اسی گھم گھم میں جوان ہوگئی اور اسی طرح پیلے مکھن نکالتی ہوئی مر جائے گی ۔ اس کا چاہے بوڑھے آدمی سے نکاح کردو۔ اس کی شادی کر دو۔ اگر اس کا مکھن پیلا نکلتا ہے اور اس کی چھاچھ کھٹی ہے اور اس کی مٹی گھم گھم کرتی ہے تو وہ اسی سے گزار لے گی۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں اور وزیر تعلیم یہاں نہیں ہیں کہ یہ جو ہمارے ہاں معیار زندگی ہے خاص طور پر خواتین کا معیار زندگی اس کو مہربانی کرکے بہتر بنانے کے لیے کم از کم اس بات کا خیال رکھیئے کہ اکثر سکول جو ہیں ' جناب والا میں آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ آپ تو ہماری پارٹی کے سپیکر ہیں۔ راجے صاحب کے وقت جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو میں نے ان سے ذکر کیا تھا کہ راجے صاحب I am the oldest parliamentarian ۔ میرے بال سفید ہیں ۔ I am a man of grey here ۔ عام آدمیوں کی طرح آپ مجھے پندرہ منٹ مت دیں مجھے اور وقت دیں۔ تو انھوں نے بھی مجھے وقت

دیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میرے ساتھیوں نے بھی کہا کہ ہمارا وقت دو ۔ آج بھی میرے ساتھی کہیں گے کہ ہمارا وقت اس کو دو ۔ اگر نہیں کہیں گے تو کہہ دیں ۔ (قہقہے -----) جو جناب والا! پولیس کا جہاں تک تعلق ہے کہ جتنی پچھلے سال ان کے لیے رقم مختص تھی اس سے زیادہ انھوں نے خرچ کرجانا ہے ۔ لیکن امن و امان کی صورت حال میں کوئی فرق نہیں آتا ۔ لوٹ مار اور قتل و غارت ہوتا رہا۔ اور محاصرے ہوتے رہے حتی کہ حالت یہاں تک پہنچی کہ ایک ضلع کا ایس ایس پی بے گناہ مارا گیا ۔ صرف اپنے فرائض کو اچھے طریقے سے بطورمسلمان کے انجام دیتے ہوئے اس کو سزا ملی۔ اس سےزیادہ پولیس کی غفلت ' ان کی نا اہلی کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ اگر یہاں میرے خیال میں یہ کے ایک آدھ ممبر بھی بیٹھے ہوں گے ۔ اللہ ڈیوایا ٹھنڈ بیٹھے ہیں۔

****

****

* **********

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ تھوڑا سا الفاظ پہ غور فرمایے۔ آپ جوش بیان میں بعض باتیں ایسی کر رہے ہیں جو واقعی ناقابل بیان ہیں۔ لہذا حذف کر دیے جاتے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا اور پھر آپ اس وقت تک 20 منٹ بول چکے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب! چلیے' میں اس کا نام نہیں لیتا۔ میں آپ کی معرفت گزارش کروں گا کہ یہ ہاؤس اس واقعہ کو بھول جائے جیسے انہوں نے کبھی سنا ہی نہیں۔ (قہقہے) میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ پولیس والوں کی حد ہو گئی ہے یہ ابھی کی بات ہے کہ ایک ڈی ایس پی صاحب نے قحبہ خانہ کی نمبرداری سنبھال رکھی ہے اور باقاعدہ اس کو چلاتے ہیں۔ اب آپ کہیں گے کہ یہ باتیں کیوں کر رہا ہوں۔ میرا دل جلا ہوا ہے میں اس لیے کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب نے جو ایک واقعہ بیان کیا ہے اس کو حذف کر دیا جائے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! آپ دیکھیں گے کہ -----

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمایے۔

حاجی محمد نواز خان کھیار، میں اپنے معزز رکن سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ تقریر کر رہے ہیں یا

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

بلیو پرنٹ کی اشاعت فرما رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل میں وہ بڑے معزز ہیں ان کے ساتھ ایک hard luck یہ ہے کہ ہم جو بات کہتے ہیں وہ ان کو سنائی نہیں دیتی اور سمجھائی بھی نہیں دیتی۔ وہ اپنی رو میں بولے جا رہے ہیں میں نے بڑی ان سے عرض کیا ہے اور اب تو میں آخر میں کو یہی عرض کروں گا کہ آپ کو 25 منٹ ہو گئے ہیں دو منٹ میں wind up کر لیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ملک صاحب۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، دستی صاحب کی تقریر کا کسی اور پہ اثر ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ خدا کا یہ شکر ہے کہ اپوزیشن کے ممبر ان کی تقریر سننے کے لیے تشریف لے آتے ہیں اور ہمارے مولانا صاحب نکل گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! پلیز دو منٹ میں wind up کیجیے۔ آپ کا وقت پورا ہو چکا آپ تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، نہیں' مجھے جو رعایتی وقت ملنا ہے وہ رعایت تو 15 منٹ دیں۔ میرا وقت تو اللہ میاں ہی پورا کرے گا آپ نہیں کر سکتے۔ میں ابھی آپ کی جان نہیں چھوڑتا۔ (قطع کلامیاں) اور پتا نہیں اور کتنا وقت لگے گا میرا وقت آپ پورا نہیں کر سکتے تو جناب سپیکر! میری عمر کی وجہ سے' میرے پرانے پارلیمنٹیرین ہونے کی وجہ سے مجھے یہ رعایت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ کے جو سپیکر بولنا چاہتے ہیں اگر وہ آپ کو وقت دیتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کے بعد میرے پاس جناب ایاز امیر صاحب' اس کے بعد مسٹر احمد خان بلوچ کے نام ہیں۔ (قطع کلامیاں) بات سنیے' سردار صاحب! 25 منٹ بول گئے اگر دوست چاہتے ہیں کہ وہ بولیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن ان کے بعد بولنے والے دوست اگر وقت دے دیتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہے۔ سردار صاحب! آپ پلیز wind up کر لیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، 5 منٹ اور دیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے آپ بولیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، 5 منٹ اور، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ بسم اللہ کیجیے۔ میں نے ٹائم دیکھنا شروع کر دیا ہے آپ 5 منٹ بول لیجیے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! آپ گھڑی کی طرف نہ دیکھیں آپ میری طرف دیکھتے جائیں اور ان شاء اللہ ----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی طرف تو اس نرس نے دیکھنا پسند نہیں کیا تو میں کیا دیکھوں گا۔

سردار امجد حمید خان دستی، آپ میری طرف دیکھتے جائیں یہ وقت ختم نہیں ہو گا۔ جناب والا! مختلف ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کو پیسے دیے گئے۔ ہمارے ڈویژن ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو بھی پیسے دیے گئے اور جب میاں نواز شریف وزیر اعلیٰ تھے تو میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ آپ نے سب سے سرد علاقہ مری کہوٹہ میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنا دی ہے تو یہ اس صوبے کا گرم ترین علاقہ ہے اس کو بھی ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنائیں۔ میری گزارش پہ انہوں نے مہربانی کی اور حالت یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا 90 فی صد ڈیرہ غازی خان میں خرچ ہوتا ہے۔ سابق پیپلز پارٹی کے دور میں اور اس موجودہ بجٹ میں بھی ہما جب اڑتا ہے تو ڈیرہ غازی خان میں پیسے لے جاتا ہے پھر سندھ اور چناب کو بھی عبور کر جاتا ہے پھر ملتان آ جاتا ہے۔ پھر وہاں پیسے آ جاتے ہیں ہمارے حصے میں کوئی پیسہ نہیں۔

ڈیرہ غازی خان کی یہ حالت ہے کہ There is a state within a state. وہاں پنجاب گورنمنٹ کے احکامات نہیں چلتے۔ وہاں ایک بادشاہ کے احکامات چلتے ہیں کرپٹ قسم کے لوگ موجود ہیں۔ جنہوں نے تحصیل داروں کے تبادلوں میں پچاس، پچاس ہزار روپے لیے اور mass transfers کیں۔ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں کیونکہ وہ بادشاہ کے قریبی آدمی ہیں۔ اسی طرح وہاں کے پولیس کے سربراہ کو دن عید ہو اور رات شب برات ہے ان کو بھی کوئی پوچھنے والا نہیں ہے تو ہم کہاں جائیں؟ ہماری حکومت تو ڈیرہ غازی خان میں ہے وہ ہمارا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ نہ ہمیں پیسے ملیں، نہ ہم کرپٹ آدمیوں کے تبادلے کرا سکیں تو ہم کدھر جائیں اور ہمارے اوپر کرپٹ تھانے دار مسلط کیے جاتے ہیں۔ وہاں یہ قانون ہے اور غالباً سارے پنجاب میں یہ قانون ہے کہ کوئی تھانے دار اپنے

ضلع میں کسی تھانے کا انچارج نہیں ہو سکتا۔ Will you Sir believe me. کہ ڈیرہ غازی خان کے ضلع میں ڈیرہ غازی خان کے رہائشی تھانے دار تھانوں میں لگے ہوئے ہیں۔ جب ہماری باری آتی ہے تو ہمیں قانون بتایا جاتا ہے۔ ہماری مصیبتوں کی اس قسم کی کہانیاں ہیں کہ میرے خیال میں سنتے سنتے رات ہو جائے گی تو یہ ختم ہونے میں نہیں آئیں گی اور معلوم ہوتا ہے آپ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ آپ میری طرف بڑی درشت اور غصیلی نظروں سے دیکھ رہے ہیں تو اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی زیادہ دل آزاری نہ کروں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں نے کچھ باتیں کی ہیں تو کوئی بغاوت نہیں کی جس کو میرے بھائی سمجھ رہے ہیں کہ یہ غلط قسم کی باتیں ہیں کچھ لوگ بیرون خانہ نام نہیں لیتے لیکن اندرون خانہ ہزار بار نام لیتے ہیں۔ جو اندرون خانہ ہوتا ہے وہ بیرون خانہ' اگر نام لینا باہر جرم ہے تو اندر بھی جرم ہے۔ جو صاحبان معترض تھے میں ان کی خدمت میں گزارش کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جی۔ مسٹر ایاز امیر صاحب۔

جناب ایاز امیر، شکریہ مسٹر سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے میرے دوست سعید احمد منہیس نے اپنی تقریر کے آغاز میں یہ کہا تھا کہ یہ بجٹ jugglery of figures کا ایک شاہ کار اور نمونہ ہے۔ بجٹ کے figures میں جو آدمی میری طرح اکانومسٹ نہ ہوں سمجھنے میں تھوڑی مشکل لگتی ہے لیکن اگر آپ بجٹ پڑھیں اور مسلم لیگ کی طرف داری بھی نہ کریں تو اس کے basic features بڑی آسانی سے ظاہر ہو جاتے ہیں

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔ انھیں چاہیے کہ یہ آپ کو address کریں مجھے address نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے آپ کا نام نہیں لیا۔

سردار امجد حمید خان دستی، یہ قہر آلود نظروں سے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ انھیں کہیں کہ یہ آپ کی طرف دیکھیں۔ میری طرف مت دیکھیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ایاز امیر، میں address تو جناب سپیکر کو کر رہا ہوں۔

اس بجٹ کے main features pretty clear ہیں۔ federal net transfer پنجاب کو

پچھلے سال کی نسبت کم ملا ہے۔ Province کی اپنی receipts زیادہ ہیں۔ Social sector پر percentage-wise اس دفعہ increase ہوا ہے۔ Annual development plan میں بھی nominal increase ہوا ہے۔ وہ figures میں impressive ہے لیکن اگر ہم inflation کو مدنظر رکھیں تو I think it keeps pace with inflation اور شاید اس سے تھوڑا سا زیادہ ہے۔ On the whole یہ ایک اچھی exercise ہے اور جو constraints اور مجبوریاں ہماری economic situation کی ہیں۔ اس میں یہ ایک بہت اچھی کوشش کی گئی ہے۔ Current expenditure تھوڑا سا بڑھا ہے۔ Current expenditure ہمارے loans وغیرہ کی debt servicing کے ضمن میں آتا ہے۔ پنجاب میں کم ہے' ملک میں as a whole زیادہ ہے۔ میرے خیال میں یہ trend اچھا نہیں اس کو discourage کرنا چاہیے۔ جو ٹیکس بڑے گھروں اور کاروں پہ لگے ہیں۔ اس کی value میرے خیال میں زیادہ symbolic ہے۔ لیکن یہ بہت اچھی symbolism ہے کہ جو ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ ostentatious and conspicuous consumption آ گئی ہے۔ اس کو یہ discourage کرے گی اور اسے کرنا بھی چاہیے۔ اس بجٹ میں ایک اور جو اچھی بات ہے کہ جو اس کا expenditure growth ہے۔ وہ پچھلے سالوں کی نسبت کم ہے۔ اس دفعہ 4.75% increase ہوا ہے۔ جو پچھلے سال کے 12.44% کی نسبت بہت اچھا ہے۔ یہی ایک راستہ ہے کہ جب تک non-development expenditure اور overall expenditure control نہ کئے جائیں تو ہماری حالت ایسے ہی خراب رہے گی۔ جیسے میں نے آپ سے پہلے عرض کیا کہ social services کے لیے allocation تھوڑی بڑھی ہے۔ اس پر total expenditure پچھلے سال 40% تھا۔ اس دفعہ 42.45% ہے۔ جو combined increase, education and health sector میں ہیں۔ وہ بھی بڑھا ہے اور اس کو زیادہ ہونا چاہیے۔ جو resources ہیں وہ اس کی اجازت نہیں دیتے۔ لیکن social sector پر زیادہ expenditure ہونا چاہیے۔ Annual development plan بھی بڑھا ہے۔ لیکن اس میں ایک چیز ہے کہ جو زیادہ expenditure ہے وہ on going schemes پر ہے۔ یہ غالباً ہمارے لیے انفرادی طور پر تو اچھا نہ ہو کہ اس سال جو ہم نے schemes recommend کی تھیں یا propose کی تھیں۔ ان پر اس وجہ سے زیادہ عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ یہ گورنمنٹ کو credit جاتا ہے کہ اس نے narrow party interests پر قومی interest کو ترجیح دی ہے اور بہت سے پلان جو

پچھلے تین ساڑھے تین سالوں میں شروع کیے گئے ہوں۔ ان کو ترجیح دی ہے کہ وہ مکمل ہوں۔ یہ trend اچھا ہے کیونکہ یہاں تو ایسا رہا ہے کہ ایک project شروع کیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ تبدیل ہوئی تو اس کو وہیں کا وہیں چھوڑ دیا' اس کی ایک wreckage رہ جاتی ہے۔ پھر کسی اور طرف شروع کیا جاتا ہے وہ بھی مکمل نہیں ہوتا' یہ اچھی بات ہے۔ لیکن اس Annual development plan کے حوالے سے میں ایک چیز کہوں گا کہ ہمارے جو علاقے northern پنجاب کے ہیں' اور خاص طور پر میرا ضلع چکوال ہے اس کا ذکر پورے Annual development plan میں شاذو نادر ہی ہے۔ اور کئی ایسے sectors ہیں جس میں اس کا شروع سے حصہ ہے ہی نہیں یا اتنا ہے کہ وہ nominal سے بھی کم ہے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ afforestation کا جو پورا expenditure ہے اس میں بہت سارے اضلاع کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن چکوال کو نہیں سمجھا گیا کہ وہاں پہ کوئی afforestation کی ضرورت ہے۔ Secondary education میں پورے ضلع چکوال میں صرف ایک سکول up-grade ہو رہا ہے۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ وہ on-going scheme ہے یا new project ہے۔ لیکن وہ اس گاؤں کا ہے جس سے ایک سابق وزیر اعظم کے مشری سیکرٹری کا تعلق ہے۔ شاید ان کے حصے میں وہ آیا ہو یا انھوں نے propose کیا ہو۔ جو expenditure اس بجٹ میں ہے صرف اس ایک سکول میں پورے ضلع میں ہے۔ ایک زنانہ ڈگری کالج تلہ گنگ میں ہے۔ ایک چکوال میں ہے' ان کو تھوڑا expenditure دیا گیا ہے۔ لیکن جن سکیموں کے لیے دیا گیا ہے۔ وہ بھی اس سال مکمل نہیں ہوں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا development میں بہت برا trend ہے کہ ایک project سامنے رکھا جاتا ہے لیکن اس کے لیے اتنا پیسہ نہیں دیا جاتا کہ وہ مکمل ہو سکے اور dribblets اور چھوٹے چھوٹے portions میں سالہاسال اس کو پیسے دیے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ بڑا فارمولا pilferage and wastage کا ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ development projects کے ruins اور کھنڈرات ہی رہتے ہیں۔ اور سالہاسال تھوڑا تھوڑا پیسہ ان میں ڈلتا ہے اور جس طریقے سے مکمل ہونا چاہیے وہ نہیں ہوتا۔ چکوال کی ایک ڈبل مین روڈ ہے اس کے لیے بھی پیسہ دیا گیا ہے لیکن اتنا نہیں کہ وہ مکمل ہو سکے۔ تین چار سال سے اس نے چکوال کے بالکل عین درمیان میں ایک مذاق اور تباہی مچائی ہوئی ہے۔ پورے چکوال ڈسٹرکٹ میں اس سال ایک B.H.U کے لیے بھی پیسہ نہیں دیا جا رہا۔ ہمارے بارانی علاقے میں Small dams ہی ہیں' جن کے ذریعے کچھ

آب پاشی ہو سکتی ہے۔ اس میں ایک ذکر کیا گیا ہے کہ small dams in Chakwal لیکن اس کی description نہیں دی ہوئی کہ کون سا small dam کس نالے پہ، کس دریا پہ اور بڑی حقیر سی رقم ہے۔ پتہ نہیں کس لیے ہے، survey ہو گا، یہ جو پیسہ ہے وہ بھی ضائع ہو جائے گا۔

مسئلہ تو یہ ہے کہ social sector میں سالہاسال سے development کے لیے پیسے دیئے جاتے ہیں، اتنے نہیں ہوتے جتنے ہونے چاہئیں۔ لیکن جس طریقے سے پنجاب اور پورے ملک میں development پر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ اتنے haphazared اور uncoordinated طریقے سے development ہوتی ہے کہ جو targets achieve ہونے چاہئیں، وہ بالکل نہیں ہوتے۔ سچ تو یہ ہے کہ جو ہمارے social sectors ہیں، جو social services ہیں وہ تقریباً shambles میں ہیں۔ تباہی کے دہانے پر ہیں۔ اگر آج ہم پورے health service sector کو پنجاب میں بند کر دیں تو اس کا اتنا اثر نہیں پڑے گا کیونکہ عوام کی majority دیگر طریقوں سے اپنی health کی ضروریات پورا کرتی ہے۔ میرے خیال میں اس گورنمنٹ کو اس میں تین مہینے ملے ہیں۔ لیکن آئندہ سے ہمیں radical سوچ کو اپنانا چاہیے کہ کس طریقے سے ہماری development کا طریقہ زیادہ بہتر ہو سکے اور غالباً یہ time آ چکا ہے کہ یہ جو ایک پرانا نظام تھا، جس کی اپنے وقت پر بہت افادیت تھی۔ یہ جو Deputy Commissioner and Commissioner centered development projects بنتے ہیں۔ غالباً اس کا time آ چکا ہے کہ development میں سے Deputy Commissioner اور Commissioner کو بالکل نکال دیا جائے۔ جو ہمارا پیسہ خرچ ہو رہا ہے، اگر annual development plan میں سو روپے لگ رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ on the ground یہ بڑا liberal estimate ہے کہ 40 فی صد سے زیادہ نہیں لگتے، 60 فی صد بالکل waste اور pilfer اور چوری ہو رہے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)۔ اور جس طریقے سے شروع سے لے کر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ تک یہ plans بنتے ہیں، یہ ایک ایسا طریقہ ہے، جو reality سے، ground reality سے بالکل devost ہوتا ہے۔ ایک کمشنر جو بیٹھا ہوا ہے، اب ہمارے Commissionerate بہت بڑے ہو گئے ہیں، اسے کیا احساس ہو سکتا ہے، یہاں پہ physical inspection تو ہمارے صوبے میں پورے ملک میں رہ نہیں گئے، وہ کیسے اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہاں سکول ہونا چاہیے، یہاں نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں پہ ڈیم ہونا چاہیے، یہاں نہیں ہونا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ وقت آ گیا ہے کہ ضلع کی سطح پر تمام ڈویلپمنٹ لوکل اتھارٹیز

کو دی جائے' اور اگر Lahore based implementation agencies بھی ہیں وہ لوکل اتھارٹیز کے نیچے ہونی چاہییں۔ یہ up & down جو development sources ہیں' میرا خیال ہے اس کا وقت بالکل گزر چکا ہے۔ صحیح چیلنج جناب سپیکر! یہ ہے کہ ہم پنجاب کو اس ملک کی ڈویلپمنٹ جو ناگزیر ہے' پنجاب اس کا انجن اور موٹر ہو اور اس کے fore fronts۔ سب سے بڑا صوبہ پنجاب ہے۔ اس کے material resources' دوسرے resources سے اس لحاظ سے سب سے زیادہ ہیں اور جب تک پنجاب اپنے full potential کو نہیں پہنچتا تو باقی ملک بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا جہاں پہ ہم چاہتے ہیں۔ problem تو یہ ہے کہ ہمارا اتنا خوب صورت صوبہ ہے۔ اس میں جو کچھ resources اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل سکتے ہیں کیا کچھ یہاں پہ نہیں۔ لیکن آپ یہاں لاہور سے نکلیں اور اسلام آباد یا پنڈی کی طرف جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارا صوبہ ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے کتنا بدنما اور گندا لگتا ہے۔ ہمارے شہر ایک بےہنگم طریقے سے پھیلتے جا رہے ہیں۔ نہ کوئی ان میں منصوبہ بندی ہے' نہ کوئی سوچ ہے کہ ہم کس طریقے سے چل رہے ہیں؟ اور تو اور' پورا صوبہ پنجاب' پلاسٹک شاپر کالا اور سفید کے سامنے بےبس ہو رہا ہے۔ میں تو آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ جہاں پر اور دو تین ٹیکس لگائے ہیں اس پلاسٹک شاپر پر لگنا چاہیے تاکہ پنجاب میں یہ بالکل بند ہو جائیں۔ آپ جو مرضی کرتے رہیں کچھ عرصے کے بعد ہماری نہریں اور drains اس سے بالکل clog ہو کر رہ جائیں گی۔ لیکن یہ اس دفعہ ہماری حکومت کو یہ بجٹ بنانے کے لیے صرف تین چار ماہ ملے ہیں اور جو resource position تھی' جو حالات تھے' میرا خیال ہے اس سے بہتر بجٹ نہیں بن سکتا تھا۔ جو ٹیکس لگے ہیں اور جو میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ وہ symbolic value زیادہ رکھتے ہیں۔ لیکن وہ اس بجٹ کو اور کم از کم اس حکومت کی سوچ کو ایک progressive touch ایک progressive orientation دیتے ہیں۔ اور میرا خیال ہے' یہ بالکل unrealistic امید نہیں کہ جو challenges of development ہم face کرتے ہیں' یہ گورنمنٹ' آئندہ جو سال اس کے باقی ہیں' جو ہماری term ہوگی' ہمارے سامنے ایک historic موقع ہے اسی کو بنیاد بنا کے جو اس بجٹ میں رکھا گیا ہے' ڈویلپمنٹ کی نئی راہیں' نئی سوچیں یقیناً اپنائی جائیں گی تاکہ پنجاب اپنے full potential پر پہنچ سکے اور پنجاب کے ساتھ ساتھ' پنجاب سارے ملک کو بھی آگے لے کر اکیسویں صدی میں لے جائے گا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسٹر احمد خان بلوچ۔

جناب احمد خان بلوچ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں مبارک باد پیش کرتا ہوں وزیر خزانہ کو، اور وزیر اعلیٰ کو جن کی قیادت میں وزیر خزانہ نے یہ بجٹ پیش کیا جس میں تمام طبقوں کے مسائل کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ جناب والا! اپوزیشن کی طرف سے ایک بات آئی ہے اور خاص طور پر زرعی ٹیکس کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ زرعی ٹیکس پنجاب میں کتنے لوگوں پر لگا ہے؟ اس میں 83 فی صد ایسے لوگ ہیں جو غریب کاشت کار، سفید پوش اور متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو تو ہمارے وزیر اعلیٰ نے چھوٹ دے دی ہے۔ صرف 17 فی صد پر یہ ٹیکس لگایا گیا ہے اور 17 فی صد پر ٹیکس کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ جو ٹیکس اکٹھا ہوگا ان غریب کاشت کاروں پر خرچ کیا جائے گا جو ٹیکس نہیں دے رہے۔ یہ پنجاب کے ان غریبوں پر خرچ کیا جائے گا، یہ ان کاشت کاروں کے لیے خوش حالی لے کر آئے گا، اس سے نہریں پختہ ہوں گی، اس سے کھال پختہ ہوں گے، اس سے تحقیقی ادارے بنائے جائیں گے جو اچھے سے اچھا بیج دیں گے جس سے اوسط پیداوار بڑھے گی۔ جناب والا! ہم نے یہ ٹیکس کا بل منظور کیا ہے تو میں واضح کر کے بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس ٹیکس میں غریب پروری یا کاشت کار کا مفاد نہ ہوتا تو حقیقت یہ ہے کہ یہ اسمبلی کبھی بھی یہ بل منظور نہ کرتی (نعرہ ہائے تحسین)۔ جب اس کی یقین دہانی کرائی گئی کہ جتنا بھی پیسہ، یہ ڈیڑھ ارب جو پیسہ وصول ہوگا وہ کاشت کار کی ڈویلپمنٹ پر خرچ کیا جائے گا اور اسے صرف زبانی نہیں، اسی ہاؤس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے کھڑے ہو کر یقین دہانی کرائی ہے کہ اس کی ایک ایک پائی کاشت کار کے لیے خرچ ہوگی، دیہاتوں میں خرچ ہوگی، ملک خوش حال ہوگا، قوم خوش حال ہوگی، صوبے میں خوش حالی آئے گی۔ تو جناب والا! ہمیں اس پر اعتراض کرنا ہی نہیں چاہیے۔ اگر چند لوگ حیثیت کے مطابق جو ان پر بھی بوجھ نہیں، اگر یہ ٹیکس دے رہے ہیں اور صوبے میں خوش حالی آ رہی ہے، چھوٹے کاشت کار کا مفاد ہو رہا ہے تو اس میں ہمیں خوشی ہونی چاہیے، ہمیں اس پر تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ جناب والا! میں صرف اسی چیز پر یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس سے اور خوش خبری کیا ہوگی کہ اسی ہاؤس میں، جب ایک طرف بل منظور ہوا تو وزیر اعلیٰ نے بل کے متعلق

اپنی تقریر کی' تو انھوں نے ہاؤس میں یہ خوش خبری سنائی کہ جناب' میں آپ کو آج ہی یہ خوش خبری سناتا ہوں کہ کاشت کار کے لیے ٹریکٹر سوا لاکھ روپے سستا کر دیا گیا ہے۔ اسی دن جب بل پاس ہوتا ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔ تو اس سے اور خوش خبری ہمیں کیا ملنی چاہیے؛ ہم اسی بات پر ہیں کہ ہم پر ٹیکس لگ گیا ہے! کیا ہم 17 فی صد یہ چاہتے ہیں کہ 83 فی صد کا فائدہ نہ ہو۔ ہم اس کا نقصان چاہتے ہیں۔ اگر 17 فی صد کی قربانی' اور یہ قربانی بھی نہیں ہے' اپنی حیثیت کے مطابق ہے' اگر ہم صوبے کے 83 فی صد عوام کا فائدہ کر سکتے ہیں تو یہ ہماری خوش نصیبی ہے۔ ہمیں اس پر خوشی ہے' ہمیں اس پر فخر ہے۔

جناب والا! میرا دوسرا پوائنٹ ہے کہ تین سالوں میں ہمارے عوام مہنگائی کی چکی میں پستے رہے ہیں۔ ہم بھی سٹیجوں پر چڑھ کر آلو' آٹا' گھی' دالوں کی قیمتیں انھیں بتلاتے رہے ہیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری حکومت کو چاہیے کہ کسی سے بھی' ہمارے کسی بھی جگہ سے فنڈز روک لے' ہماری سڑکیں اگر رک سکتی ہیں تو کوئی بات نہیں' اگلے سال بن جائیں گی۔ ہمارے اور کوئی کام رکتے ہیں تو روک دیں۔ لیکن غریب عوام کے لیے سبسڈی دے کر آٹا' دالیں' گھی' چینی خدا کے لیے سستی کریں تاکہ ہم اپنی عوام سے سرخرو ہوں کہ یہ ہم نے ان سے وعدہ کیا تھا اور جب ہم آتے ہیں تو ہم نے ان کے لیے مہنگائی دور کی ہے۔ ہمارے وزیر اعظم نے آتے ہی ملازمین کے لیے جو تین سو روپے کا اعلان کیا' ایک سے سولہ گریڈ تک' یہ ان کی مشکلات کا ازالہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس گریڈ میں' اس تنخواہ میں ان کا گزارہ نہیں ہوتا۔ انھوں نے آتے ہی ان کی تنخواہیں بڑھانے کا اعلان کیا جس سے ان کی مالی مشکلات میں کچھ ازالہ ہوا ہے۔

جناب والا! پولیس کی مد میں اس دفعہ بہت کچھ رکھا گیا ہے۔ انھیں جدید اسلحہ بھی دیا گیا ہے۔انھیں ٹرانسپورٹ بھی دی گئی ہے۔ ان کے لیے تین ہزار ملازمین کی بھرتی بھی کی جا رہی ہے۔ میری تو صرف یہی دعا ہے کہ خدا کرے یہ جدید اسلحہ' یہ ٹرانسپورٹ' یہ شریف آدمیوں کے تحفظ کے لیے خرچ ہو اور وہ چوروں' بدمعاشوں کے خلاف اپنی جدوجہد میں کامیاب ہوں۔ وہ شریف آدمیوں کی عزت و احترام کرا سکیں۔ ہم پولیس والوں سے سوال کرتے ہیں کہ جناب' آپ چوروں کو پکڑتے ہیں' ڈاکوؤں کو پکڑتے ہیں تو برآمدگی کیوں نہیں ہوتی؛ وہ ایک واضح جواب دیتے ہیں کہ جناب' ہم جب چوروں یا ڈاکوؤں کو پکڑتے ہیں' جب ہم انھیں جسمانی ریمانڈ کے لیے عدالتوں میں پیش کرتے ہیں

تو ہمیں عدالتیں ان کا ایک دن کا ریمانڈ دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتیں۔ جب ہمیں ریمانڈ نہیں ملتا تو ہم برآمدگی کیا کریں۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ ان کا جواب کچھ معقول لگتا ہے کہ اگر کوئی چور یا ڈاکو گرفتار ہوتا ہے اور اس کا جسمانی ریمانڈ نہیں ملتا تو پولیس والے اس سے کیا برآمدگی کریں گے؟ اس کو یا تو جیل بھیج دیاجاتاہے یا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پولیس والے بھی بے بس ہو جاتے ہیں۔ اس سے چوری اور ڈکیتی میں اضافہ ہو رہا ہے اور وہ چور ڈاکو جب جیل میں چلے جاتے ہیں تو چند دنوں کے بعد جب وہ اپنی ضمانتیں کروا کرواپس آتے ہیں تو پھر وہ اس سے بھی زیادہ جرائم کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو آسان ہے کہ پولیس میں جاؤ اور وہاں جب سول جج کی کورٹ میں پیش ہونا پڑتا ہے تو وہ جسمانی ریمانڈ نہیں دیتا اور فوری طور پر آ کر پھر عیش کرو بلکہ ایک پولیس والے نے تو مجھے یہ کہا کہ آپ تو کہتے ہیں کہ ان سے آپ برآمدگی نہیں کرتے۔ ہم تو جب انھیں عدالتوں میں لے جاتے ہیں تو راستے میں الٹا ان کی منتیں کرتے ہیں کہ سول جج ان سے پوچھتا ہے کہ آپ پر کسی نے تشدد تو نہیں کیا؟ آپ کو کسی نے مارا تو نہیں؟ آپ سے راستے میں کچھ کہا تو نہیں؟ تو جب چور اور ڈکیت کے لیے ریمانڈ ہی نہیں ہے تو پھر اس سے برآمدگی کیا ہوسکتی ہے؟ ریمانڈ کے بعد تو ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ ریمانڈ بھی اتنے دن ملا اور برآمدگی کیوں نہیں ہوئی؟ چوری بھی ظاہر ہوتی ہے۔ چور بھی ظاہر ہوتے ہیں لیکن مدعی کو اپنا مال نہیں ملتا۔ مال مقدمہ برآمد نہیں ہوتا۔ مدعی کی حق رسی نہیں ہوتی۔ وہ چور جب چور ہو کر جیل میں جاتا ہے تو ڈکیت ہو کر واپس آتا ہے۔اس لیے اس کے متعلق بھی کچھ سوچنا چاہیے کہ یہ چور اور ڈاکو اس طرح بغیر پوچھ گچھ کے جیل میں جاتے رہے' نہ ان سے ناجائز اسلحہ برآمد ہو سکا' نہ ان سے چوری برآمد ہوسکی۔ تو اس سے امن عامہ قائم کرنے میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں۔

جناب والا! اس دفعہ بجٹ میں ایک بہت اچھی خوشخبری سنائی گئی ہے کہ ارکان حکومت اور افسران کے لیے بیرون ملک علاج کا کوٹہ ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔ ہم وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انھوں نے کم از کم ان لوگوں کے لیے جو ہم شہری تھے' متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے تھے ان کو اگر ایسی کوئی بیماری ہوتی تھی جس کا علاج یہاں نہیں ہو سکتا تھا ان کو تو سرکاری خرچ پر غیر ملک میں نہیں بھیجا جاتا تھا۔ صرف وہی ارکان اسمبلی یا افسران جا سکتے تھے۔ اس فیصلے سے کم از کم یہ تو ہوا کہ مساوات تو قائم ہوئی کہ وہ بھی اپنے ملک میں علاج کرائیں۔ اگر جانا

چاہتے ہیں تو اپنے پیسوں سے جائیں۔ ملک کا پیسہ جو غریب لوگوں کا پیسہ ہے' کاشت کاروں کا پیسہ ہے ان کے لیے کیوں وقف ہے کہ صرف وہ جائیں اور اپنا علاج کرائیں اور غریب لوگ اس پیسے سے علاج نہ کرا سکیں۔ یہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔

جناب والا! میں تعلیمی معاملے میں بھی وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انھوں نے غریب طبقے کے لیے ایک بہت اچھا فیصلہ کیا ہے کہ جو پچاس سال سے ٹاٹ سسٹم آ رہا تھا' درختوں کے نیچے بیٹھ کر غریب کے بچے تعلیم حاصل کرتے تھے' انھوں نے یہ فیصلہ کر کے کہ غریب کا بچہ بھی فرنیچر پر بیٹھ کر' کرسی پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرے اور وہ بھی بلڈنگ کے اندر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرے' وہ بھی چار دیواری کے اندر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرے' اس طرح احساس کم تری سے بچا لیا گیا ہے۔ پندرہ ہزار سکولوں کو ٹاٹ مہیا کرنے کے لیے' ہزاروں کی تعداد میں بلڈنگ کی چار دیواری کے لیے بجٹ رکھا گیا ہے۔ یہ بہت اچھا فیصلہ ہے اور ہم یہی امید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ ہمارے صوبہ میں کوئی بھی ایسا سکول نہیں ہو گا جو بغیر چار دیواری کے ہو' بغیر بلڈنگ کے ہو اور بغیر فرنیچر کے ہو۔

جناب والا! ہماری صحت کی پالیسی کی مد میں بھی بجٹ رکھا گیا ہے۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اس میں ہم BHU بھی بنا رہے ہیں' RHC بھی بنا رہے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ خدارا ڈاکٹروں کو بھی پابند کریں۔ دیہاتوں میں ہسپتال بنے ہوتے ہیں' وہاں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ یہ تین سال کا جو چکر لگا ہوا ہے کہ تین سال کے لیے ایک پالیسی بنائی گئی ہے کہ جو تین سال کے لیے دیہات میں رہے گا اس کے بعد اس کو شہر میں منتقل کر دیا جائے گا' حقیقت یہ ہے کہ وہ مہینے میں ایک دفعہ جاتے ہیں اور حاضریاں لگا کر واپس آ جاتے ہیں۔ وہاں کوئی نہیں جاتا۔ کوئی غریبوں کا علاج نہیں کرتا۔ وہاں کوئی دوائی نہیں دیتا۔ وہاں چوکیدار دوائی دے رہے ہیں۔ وہاں اگر کسی ہسپتال میں کوئی ڈسپنسر ہے تو وہ دوائی دے رہا ہے' ڈاکٹر وہاں ڈیوٹی نہیں دے رہے۔ یہاں کوئی اصول بنائیں یا تو جیسے بعض اوقات داخلے میں دیہاتوں سے ڈومی سائل کے ذریعے انھیں کوٹہ دیا جاتا ہے یا جن کا ڈومی سائل ہے ہی دیہاتوں کا' ان کو دیہاتوں میں تعینات کیا جائے۔ یہ تین سال کے لیے جو کہا جاتا ہے کہ آپ رہیں اور پھر آپ کو شہروں میں منتقل کر دیا جائے گا۔ تو وہ شہروں والے دیہاتوں میں کبھی نہیں آتے۔ اس کے لیے یا تو الاؤنسز اتنے بڑھائیں کہ دیہاتوں اور شہروں میں فرق

رکھیں۔ جو دیہاتوں میں رہیں ان کے لیے پرکشش الاؤنسز دیں' ان کے لیے مراعات دیں کہ شہروں والے بھی کہیں کہ ہم دیہاتوں میں جانے کے لیے تیار ہیں۔ ان کے الاؤنسز بھی زیادہ نہیں ہوتے۔ ان کو دیہات میں جانے کے لیے تکلیف ہوتی ہے۔ دیہات میں جو بھی بی۔ ایچ۔ یو' آر۔ ایچ۔ سی بنے ہوئے ہیں' حقیقت یہ ہے کہ وہاں پر ڈاکٹر نہیں ہیں۔ وہ مہینے میں ایک دفعہ آتے ہیں اور حاضریاں لگا کر چلے جاتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ڈاکٹروں کو پابند کرائیں۔ ان کے لیے بے شک ایک ٹیم بنائیں جو کہ وہاں پر جا کر چھاپے مارے۔ اس طرح آپ کو ثابت ہو جائے گا کہ یہ فرضی حاضریاں لگاتے ہیں۔ کبھی وہاں نہیں جاتے۔ منسٹر ہیلتھ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ بے شک ایک ٹور پروگرام رکھیں یا اپنی کوئی ٹیم بنائیں جو یہ چیک کرے کہ کتنے ڈاکٹر روزانہ وہاں حاضر ہوتے ہیں تاکہ اس قوم کے پیسے کا زیاں نہ ہو اور غریبوں کے لیے جو ہسپتال بنائے گئے ہیں ان کا پورا فائدہ حاصل ہو سکے۔

جناب والا! پبلک ہیلتھ کے متعلق میری گزارش ہے کہ انسان کے لیے پانی سب سے اہم ہے۔ جس کو صاف پانی ملے گا وہ زندہ رہ سکتا ہے اور وہ علاقے جہاں پانی بھی خالص نہیں ملتا۔ وہاں پر کئی قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ وہاں پر یہ بجٹ میرے ذہن کے مطابق ابھی بھی کم ہے۔ یہ بہت زیادہ ہونا چاہیے۔ واٹر سپلائی سکیموں کے لیے بجٹ کا زیادہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم ایک آبادی کو صاف پانی مہیا کر دیتے ہیں تو ہم ان کو سب کچھ دے دیتے ہیں۔ ان کے لیے بجلی بھی ہے' سڑک بھی ہے' صاف پانی ان کا ضروری ہے۔ جہاں قریب پانی ہے اگر آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ بچے' بوڑھے' بےچاری عورتیں تین تین میل دور سے جب پانی لے کر آ رہی ہوتی ہیں تو ہمیں شرم آتی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ ان پر کیا ظلم ہو رہا ہے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس سکیم کے لیے زیادہ پیسے ہونے چاہئیں اور دوسری میری تجویز یہ ہے کہ اس میں ایک اور بات سنی ہے کہ یہ سکیم بنا کر کہتے ہیں اس آبادی کے حوالے کر دو' وہی اسے چلائے۔ وہ واپڈا بھی خود سنبھالیں' موٹریں بھی خود سنبھالیں' پائپ بھی خود سنبھالیں' ملازمین کو بھی خود سنبھالیں' وصولی بھی خود کریں' یہ ناممکن ہے۔ اس سے آپ کی چالیس' پچاس لاکھ کی سکیم فیل ہو جائے گی۔ دیہات والوں کی آپس میں برادری ہوتی ہے' پارٹی ہوتی ہے' وہ وصولی کے پیسے کبھی بھی ایک دوسرے کو نہیں دیں گے اور نہ ہی وہ بےچارے اس قابل ہوتے ہیں کہ واپڈا والوں سے مطالبہ کر سکیں' اگر

ٹرانسفارمر کو کچھ ہو گیا ہے، موٹر کو کچھ ہو گیا ہے، نہ وہ اس قابل ہوتے ہیں۔ اس لیے مہربانی فرما کر بے شک دو چار سکیمیں ملا کر اپنا کوئی عملہ رکھیں۔ وہاں ایک کلرک بھرتی کر لیں۔ اس کی تنخواہ بھی اس سے وصول ہو جائے گی۔ یہ ان کی ذمہ داری ہو کہ وہ اس سکیم کو کامیابی سے چلائیں۔ ان میں اگر کوئی defect ہے تو وہ بھی دور کرائیں۔ یہ سکیم جو آپ بےچارے دیہاتی ان پڑھ لوگوں کے حوالے کر رہے ہیں اس سے آپ کی یہ سکیمیں فیل ہو جائیں گی اور پھر لاکھوں روپے کا زیاں ہو جائے گا۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نماز مغرب کے لیے 25 منٹ کے لیے ہاؤس adjourn کیا جاتا ہے۔ ہم اب 7 بج کر 35 منٹ پر واپس ہاؤس میں آئیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لیے 25 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد 7.40 پر جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری محمد اقبال گھمن صاحب

جناب سمیع اللہ چودھری، جناب والا! وہ وزیر تعلیم صاحب کے ساتھ میٹنگ فرما رہے ہیں۔ میرے خیال میں انھیں اطلاع نہیں ہو سکی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو ان کو چاہیے تھا۔ اب یہ تو اطلاع نہیں ہو سکتی۔

جناب سمیع اللہ چودھری، جناب والا! بہاولپور ڈویژن کے باقی معزز اراکین بھی وہیں تشریف رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولوی محمد سلطان عالم صاحب ـــــــ تشریف نہیں رکھتے۔ آج کی جو لسٹ میرے پاس ہے اس میں سے میرے پاس مولوی غیاث الدین صاحب کا نام بقایا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب

راجہ محمد جاوید اخلاص، بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ برائے سال 98-1997ء پر اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔ میں اس بجٹ کے حوالے سے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے

پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ویسے تو اس بجٹ کی بے پناہ خوبیاں ہیں لیکن تین پہلو قابل ذکر ہیں ۔ سب سے پہلی خوبی کہ عام شہری پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈالے بغیر اورعوام پر مزید ٹیکس لگائے بغیر صوبائی محاصل میں اضافہ کیا گیا۔ دوسری بڑی کوالٹی یہ ہے کہ غیر ترقیاتی اخراجات میں بڑی حد تک کمی کی گئی جو کہ قابل ستائش فیصلہ ہے اور یہ میاں شہباز شریف کی اس پالیسی کا حصہ ہے جو انھوں نے اپنی پارٹی کے اندر جس عزم کا اعادہ کیا تھا کہ ہم غیر ترقیاتی اخراجات کو ' الٹوں تلٹوں کو ختم کر کے کم سے کم اخراجات کریں گے۔ تیسری بڑی خوبی کہ ترقیاتی منصوبوں کے لیے ایک خطیر رقم فراہم کی گئی ہے اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ برائے سال 98-1997 ء بڑی حد تک صوبائی حالات اور واقعات کے مطابق ہے اور اس بجٹ پر عمل در آمد کے بعد صوبے میں تعمیر اور ترقی کا ایک نیا دور شروع ہو گا جس کے بڑے مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور صوبے میں غیر یقینی اور افراتفری کی صورت حال ختم ہو گی اور ایک ٹھوس اور مربوط پروگرام پر عمل در آمد سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوں گے۔وہ منزل جس کا خواب ملک کے بانی قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تھا اور اب ان شاء اللہ میاں نواز شریف کی قیادت میں اس خواب کو پورا کریں گے۔ موجودہ حکومت نے اپنی priorities fix کر لی ہیں اور انھی ترجیحات کی بنیاد پر وفاقی اور صوبائی بجٹ پیش کیے گئے ہیں۔جناب سپیکر ! سابقہ حکومت کی سیاہ کاریوں ان کی غلط منصوبہ بندی اور کرپشن کی وجہ سے پورا ملک اور ادارے تباہ و برباد ہو چکے تھے اور اسی بنا پر گزشتہ انتخابات میں پاکستان کی عوام نے اس جماعت کو یکسر نظر انداز کیا اور پاکستان مسلم لیگ اور اس کی قیادت پر بھر پور اعتماد کا اظہار کیا اور پاکستان مسلم لیگ کو واضح مینڈیٹ دیا اورمسلم لیگ کی قیادت نے بھی حالات کو سمجھنے کے باوجود ایک چیلنج کے طور پر اس ملک کی باگ ڈور سنبھالی ۔ جیسا کہ میں اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مراعات یافتہ طبقے پر ٹیکس لگائے گئے ہیں جبکہ عام شہری پر ٹیکس نہیں لگے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آئندہ مالی سال میں ترقیاتی مد میں 44 فی صد سے بھی زائد اضافہ کیا گیا ہے سابقہ تاریخ کے برعکس عوام کو مالی دباؤ سے آزاد کیا گیا ہے اور یہ بات بڑی قابل ستائش ہے کہ ان لوگوں سے وصولی پر زور دیا گیا ہے جو لوگ امیر ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ حق و سچ اور انصاف کی بات ہے کہ ان لوگوں پر ٹیکس لگائے گئے جو اس کی حیثیت اور توقیر رکھتے ہیں۔ترقیاتی بجٹ میں 44 فی صد اضافہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت صوبے میں تعمیر و ترقی

کے پروگرام کو بڑی سنجیدگی کے ساتھ آگے بڑھانا چاہتی ہے۔ ترقیاتی بجٹ میں کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر ' زیر التوا عوامی منصوبوں کی تکمیل' دیہی صنعت کاری ' خود روز گار سکیم' سوشل ایکشن پروگرام' نئے پرائمری ' مڈل ' ہائی اور ہائیر سیکنڈری سکولوں کا اجرا ' آب رسانی ' نکاسی آب کے منصوبے اور صحت عامہ کی سکیمیں ان سب امور پر اچھی خاصی توجہ دی گئی ہے۔ جس سے پس ماندہ علاقے ترقی یافتہ علاقوں کے برابر آ سکیں گے اور ان شاء اللہ پیداواری عمل کا جمود ٹوٹے گا۔ جناب سپیکر ! ترقیاتی پروگرام میں جو 15 ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ انتہائی مناسب رقم ہے اگر اس کے درست استعمال کو یقینی بنایا جائے تو ترقی کا اچھا خاصا عمل آگے بڑھ سکتا ہے ۔ چونکہ اس رقم کا 70 فی صد حصہ ان جاریہ منصوبوں پر خرچ ہونا ہے جو on going projects ہیں لہذا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ترقی کے نتائج بہت جلد سامنے آنے شروع ہوں گے جس سے اس ملک اور صوبے کے عوام مطمئن ہوں گے ۔جناب والا ! حکومت نے بلا شبہ ایک عوام دوست اور اچھا بجٹ پیش کیا ہے مگر اگلا مرحلہ اس کی صحیح utilization پر ہے جو کہ انتہائی کٹھن اور مشکل مرحلہ ہے اور اس شعبہ کی کارکردگی درست کیے بغیر یہ ساری کارروائی بے معنی ہو جاتی ہے اور اس ضمن میں اس منتخب ایوان کا کردار قابل ذکر ہونا چاہیے اور اس ادارے کے منتخب ارکان کو positive role ادا کرنا چاہیے ۔ جناب سپیکر ! یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ حکومت کے اراکین اور وزراء نے بے پناہ کرپشن کی اور عوام کے ٹیکسوں کا پیسہ ذاتی رہائشوں پر ریسٹ ہاؤسوں پر خرچ کیا ۔ وہ تقریباً ہر انسان کی اور صوبے کے ہر شہری کی نظر میں ہے اور ہر ایک کی زبان پر یہ بات موجود ہے ۔ بلدیاتی اداروں کا خورد برد کمشن ایکسپورٹ ٹیکس اور جائیداد ٹیکس کی نیلامیوں میں بے ضابطگیاں ' گاڑیوں کا ناجائز استعمال .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، راجا صاحب سابقہ اسمبلی کے تمام ممبران نے کرپشن کی تھی ؟ آپ فرما رہے ہیں کہ سابقہ اسمبلیوں کے سب ممبران نے کرپشن کی ۔

راجا محمد جاوید اخلاص ، جناب والا جو حکومت میں تھے ہم تو اپوزیشن میں تھے

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ ریکارڈ درست کر لیجیے ۔ ورنہ اس میں آپ بھی آ جائیں گے ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، وہ لوگ اللہ کے فضل وکرم سے منظر عام پر آ رہے ہیں اور میں داد دینا

ہوں موجودہ حکومت کو کہ انہوں نے مضبوطی کے ساتھ ان لوگوں پر ہاتھ ڈالا ہے اور عوام کی ڈوبی ہوئی رقم اللہ کے فضل و کرم سے واپس آ رہی ہے ۔ تقریباً دو کروڑ کے لگ بھگ رقم قومی خزانے میں جمع بھی ہو چکی ہے ۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس بات کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایکسپورٹ ٹیکس اور جائیداد ٹیکس کی نیلامی کو شفاف بنانے کے لیے فوری طور پر اقدامات کیے ہیں ۔ جناب والا اس صوبے میں کرپشن کے خاتمے کے لیے عملی طور پر اقدامات اللہ کے فضل و کرم سے شروع ہو چکے ہیں ۔

جناب سپیکر ! اسی طرح قومی تعمیر کے محکموں کی اکھاڑ پچھاڑ اور وہاں پر بھی کرپشن انتہائی عروج پر تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس شعبے کی بھی over-hauling کی انتہائی ضرورت ہے۔ ان تمام منصوبوں پر عوامی نمائندوں اور عوام کا چیک ہونا بھی انتہائی ضروری ہے ۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ جو چھوٹے چھوٹے منصوبوں کو چیک کرنے کے لیے عوام کی سطح پر دیہات اور یونین کونسل کی سطح پر پراجیکٹ کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو ان کاموں کی نگرانی کریں ۔ بڑے بڑے منصوبے کے لیے کام الاٹ کرنے کے لیے جس طرح اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں ان منصوبوں کی تکمیل کے بعد بھی عوام کی اطلاع کے لیے ریڈیو ٹیلی ویژن پر ان منصوبوں کی لاگت ان کا عرصہ تعمیر بھی دکھایا جانا چاہیے تاکہ عوام مکمل طور پر ان منصوبوں سے آگاہی حاصل کر سکیں اور کرپشن کا زور بھی ٹوٹ سکے ۔ جناب والا ! حکومت نے زراعت کی طرف خصوصی توجہ کا فیصلہ کیا ہے اور زرعی انکم ٹیکس کا نفاذ بھی کیا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ اسمبلی کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے ۔ اس کا کریڈیٹ پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کے سر جاتا ہے ۔ جس طرح سے انہوں نے ممبران کو ٹھوس دلائل کے ساتھ قائل کیا اور بھاری اکثریت کے ساتھ اس سلسلے میں قانون سازی کی ۔ جناب والا یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اس سے ایک طرف تو زراعت کی ترقی ہوگی دوسری طرف بین الاقوامی سطح پر جو یہ تاثر تھا کہ زمیندار ٹیکس نہیں دیتے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بھی ازالہ ہو گیا ہے اور دوسرا میاں شہباز شریف کا یہ فیصلہ کہ اس مد میں جو آمدن ہوگی وہ اللہ کے فضل وکرم سے زراعت کی تعمیر و ترقی پر لگائی جائے گی ۔ جناب والا ! اس سے صوبے میں زرعی انقلاب آئے گا اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ صوبے کی ستر فیصد آبادی ان اقدامات سے مستفید ہوگی۔ جناب والا جہاں کروڑوں اور اربوں روپے خرچ کیے جاتے رہے جس طرح میں پہلے بھی عرض کر چکا

ہوں کہ موجودہ مشینری کی over-haufing کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ اتنے خرچ اخراجات ہونے کے باوجود نہریں ٹوٹی ہوئی ہیں ' ٹیوب ویل بند پڑے ہیں اور تحقیق پر بھی کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں ۔ اس طرح نتیجہ صفر نکلتا ہے ۔ پچھلے سال محکمہ زراعت نے گندم کا جو بیج زمینداروں اور کسانوں میں mtroduce کروایا اور زمینداروں نے وہ بیج کاشت بھی کیا جس سے زمینداروں کا بھٹہ بیٹھ گیا ہے ۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محکمہ اپنی افادیت کھو بیٹھا ہے اس لیے اس کی ازسرنو تعمیر کی جانی چاہیے ۔ سائنسی بنیادوں پر تحقیق کرکے زمینداروں کو سہولیات فراہم کی جانی چاہیں ۔

جناب والا ! میرا تعلق ایک بارانی علاقے سے ہے اور بارانی علاقے کی ترقی کے لیے آباد کے نام سے ایک ادارہ پہلے سے معرض وجود میں ہے لیکن اس وقت اس ادارے کی یہ صورت حال ہے کہ یہ ادارہ غیر آباد ہو چکا ہے ۔ جناب والا آپ کا اکثر راولپنڈی آنا جانا رہتا ہے اگر آپ مری روڈ سے گزریں تو آپ کو بڑی بڑی شاندار عمارتیں ' بڑے بڑے شاندار دفاتر اور انرکنڈیشنڈ ریسٹ ہاؤسز تو موجود ہیں اور حکومت کا کروڑوں روپے اس مد پر خرچ ہو رہا ہے لیکن اس کی حالت یہ ہے کہ اگر ایک زمیندار کو چند گھنٹوں کے لئے بلڈوزر کی ضرورت پڑ جائے تو وہ ملنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بھی حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے کہ یہ جتنے غیر ترقیاتی اخراجات ہیں ان کو کم کیا جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ توجہ زمینداروں کو سہولیات باہم پہنچانے کے لیے دی جانی چاہیے ۔ آج سے دس سال پہلے ایک سکیم موجود تھی اور ABAD کے ذریعے ایک revolving fund قائم کیا گیا تھا جس سے زمینداروں کو بلا سود قرضوں پر ٹریکٹر ملتے تھے ۔ سب سڈی سکیم بھی جاری تھی جس کی وجہ سے زمینداروں کو رعایتی نرخوں پر زرعی آلات بھی ملتے تھے لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا غیر پیداواری اخراجات بڑھتے گئے اور ترقیاتی کام بند ہوتے گئے اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ اس سلسلے کو بند کرکے ازسرنو اس پروگرام کو دوبارہ جاری کیا جائے ۔ چھوٹے زمینداروں کے لیے محکمہ آباد کے ذریعے کواپریٹو کے ذریعے بلا سود قرضوں کے اجراء کو یقینی بنایا جائے ۔ جناب والا ! تعلیم کی ہمارے معاشرے میں بلکہ ہر معاشرے میں بڑی ضرورت ہے اور ہمارے قومی تشخص کے زوال کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے اس کو ہرصورت میں دور کرنا چاہیے ۔ اس مد میں بھی حکومت نے ایک خطیر رقم جو 27 ارب 7 کروڑ 53 لاکھ روپے بنتی ہے یہ رقم مختص کی گئی ہے جس کے خرچ ہونے سے اس شعبہ میں تبدیلی کے نمایاں امکانات نظر آتے ہیں ۔ لیکن جناب والا

اس نظام میں بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے ۔ ہم نے اپنے سابق دور میں ہزاروں کی تعداد میں پرائمری سکول مڈل سکول ہائی سکول اور ہائر سکینڈری سکول کے ساتھ ساتھ کالجوں کا اجراء بھی کروایا لیکن جناب والا جو حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ اتنے ادارے قائم کرنے کے باوجود تعلیم کا معیار پہلے سے کہیں زیادہ گر چکا ہے ۔ اس سلسلے میں میری چند ایک تجاویز ہیں جس کو میں سمجھتا ہوں کہ ضرور consider کرنا چاہیے۔اس کے علاوہ پس ماندہ علاقوں میں تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔ اس کے بعد جناب والا دو فائدے ہیں ایک تو دیہات کے اکثر لوگ تعلیم کی سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے شہروں کا رخ کرتے ہیں جس کی وجہ سے شہروں کے سکولوں میں بھی داخلہ ملنا مشکل ہو جاتا ہے اس سے آبادی بھی شہروں میں منتقل ہوتی ہے جس سے دوسرے مسائل پیدا ہو رہے ہیں ۔ سڑک عبور کرنا ہو تو بڑی مشکل پیش آتی ہے ۔ ہسپتال میں چلے جائیں تو بستر نہیں ملتا ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ دیہات کی تعلیم کے لیے خصوصی توجہ دینی چاہیے ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہاں پر تعلیمی ماحول کو بہتر بنایا جائے ۔ اور وہ ماحول اس طرح سے بہتر ہو سکتا ہے اور آپ کو خود اندازہ ہے آپ خود دیہاتی علاقے کی نمائندگی کر رہے ہیں ۔ ہمارے بیشتر پرائمری سکولوں کے صرف دو دو کمرے ہیں اور ان کی کوئی boundary wall نہیں اور اکثر جگہوں پر ایک ایک کمرہ ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تجربہ کے طور پر اگر پورے صوبے میں یہ ممکن نہیں تو کم از کم چند اضلاع میں یہ شروع کیا جائے ۔ ایک تو تعلیمی ماحول فراہم کیا جائے اور پرائمری کی سطح پر کم از کم پانچ کمرے اور ایک دفتر ہر حالت میں اس سکول کی بلڈنگ ہونی چاہیے ۔ باقاعدہ اس کی boundary wall ہونی چاہیے ۔ اس کے علاوہ جناب والا اکثر دیہاتی علاقوں میں ایک ایک سکول ٹیچر ہے آپ خود اندازہ فرمائیں کہ چار سال سے آٹھ سال تک کے بچوں کو سنبھالنا کتنا مشکل ہوتا ہے اور وہ استاد یا استانی کیا تربیت دے سکتے ہیں اگر اس سکول میں پانچویں کلاس تک کے لیے ایک یا دو استاد ہوں ۔ یہ ناممکن سی بات ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ بنیاد ہی غلط ہے ۔ اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ کم از کم ہر کلاس کے لیے ایک ٹیچر کا ہونا لازمی ہو اور ایک پرائمری کی سطح پر ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس بھی لازمی ہو تاکہ بچوں کو صحیح ماحول فراہم ہو سکے اور ان کی بنیاد بھی صحیح ہو سکے ۔ ورنہ آج یہ حالت ہے کہ دیہات کے بچے جو میٹرک پاس کر جاتے ہیں ان کی تعلیمی اہلیت اتنی ہے کہ وہ ملازمت کے لیے یا کسی دوسرے کام کے لیے درخواست تو کجا اپنا نام تک صحیح نہیں لکھ

سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی ضروری ہے کہ تعلیم کے شعبے میں پرائمری کی حد تک base کو مضبوط کیا جائے۔ وہاں پوری بلڈنگ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اقدامات تو شروع کر دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ میاں محمد شہباز شریف نے اپنی تقریر میں بھی کہا تھا کہ فرنیچر ہر پرائمری اور مڈل سکول تک مہیا کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ انقلابی اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔

دوسرا جناب سپیکر آبادی بہت بڑھ چکی ہے اور ہمارے ہائی سکولوں، ہائر سیکنڈری سکولوں میں سٹاف کی تعداد اتنی ہی ہے۔ آپ اگر دیہاتی سکولوں میں جائیں تو ہائی سیکشن میں یا مڈل کے سیکشن میں سو سے بھی زیادہ بچے ہوتے ہیں۔ لیکن صرف ایک ٹیچر ایک ایس ایس ٹی یا ایف اے یا سی ٹی کی آسامی ہے تو اس کا بھی سروے کروایا جائے۔ اور تعداد کے لحاظ سے پنجاب کی سطح پر نئی آسامیاں پیدا کی جائیں تاکہ بچوں کو صحیح اور باقاعدہ طور پر تعلیم دی جاسکے۔ دوسری میری یہ تجویز ہے کہ پرائمری کی سطح پر جو ٹیچر مقرر کیے جاتے ہیں ان کی اہلیت کو بڑھایا جائے۔ اس سے پہلے میٹرک پی ٹی سی جو بھی تھرڈ یا سیکنڈ ڈویژن یا فرسٹ ڈویژن ہوں میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہتر طریقے سے اپنی خدمات سرانجام نہیں دے سکتے۔ اس کے لیے بھی ہمیں چند مشکل فیصلے کرنے پڑیں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بالآخر یہ فیصلے قومی مفاد میں ہوں گے۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ پرائمری سکول ٹیچروں کی qualifications کم از کم بی اے مقرر کرنی چاہیے۔

(اس دوران ملک سلیم اقبال ہاؤس سے باہر جا رہے تھے۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک سلیم اقبال صاحب واپس تشریف لائیں۔ اور اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھیے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، اور آئندہ کے لیے جو تقرریاں ہوں اس کے لیے بنیادی تعلیم بی اے تک ہو۔

جناب والا عوام کو پینے کے پانی کی فراہمی بھی موجودہ حکومت کا ایک مشن ہے اس سلسلے میں جو سابق روایات ہیں اور محکمہ جات کے جو ماضی کی طرح کام چل رہے ہیں وہ کسی طور پر بھی تسلی بخش نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کروڑوں اربوں روپے کا فنڈ جو پبلک ہیلتھ کے ذریعے خرچ ہوتا ہے وہ زمین برد ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ 90% سکیمیں آج بھی بند پڑی ہیں۔ لہذا اس کے لیے ایک سپیشل ٹاسک فورس تشکیل دی جائے اور اس مقصد کے حصول کے لیے ایک سپیشل کمیٹی بنائی

جائے۔ جو صوبے کی حد تک ہر حلقے کی حد تک موقع پر جاکر ان سکیموں کا معائنہ کریں۔ جنھوں نے کرپشن کی ہے اور وہ سکیمیں کروڑوں روپیہ خرچ ہونے کے باوجود عوام کو ایک بوند پانی کی نہیں مل سکی تو وہ ہاتھ سامنے آنے چاہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ چند ترجیحات تھیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے میں امید کرتا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ موجودہ پیش کردہ بجٹ کے اثرات بہت جلد اس صوبے کے عوام پر مرتب ہوں گے ۔اورمسلم لیگ اپنے اس مینڈیٹ کا احترام کرے گی اور زیادہ بڑھ چڑھ کر عوام کی سہولتوں کے لیے کام کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ میں نے نام پکارے تھے اور اتفاق سے مولوی محمد سلطان عالم بھی اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے ۔ اور مولوی غیاث الدین بھی تشریف نہیں رکھتے تھے۔ تو اب تشریف لے آئے ہیں۔ مولوی محمد سلطان عالم صاحب آپ بسم اللہ کیجئے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم نکتے پر مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فرمایا۔ جناب والا گزشتہ دور کی جو صورت حال تھی اس کے نتیجے میں پاکستان کو معاشی طور پر نقصان ہوا۔ خزانہ خالی ہوگیا لاء اینڈ آرڈر میں بے انتہا خرابی پیدا ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب لوگوں کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ معاشی طور پر مشکل حالات تھے کہ خزانہ خالی تھا اور financial crises تھے ۔ ان مشکل حالات میں جس طرح پاکستان مسلم لیگ نے میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں----

وزیر لائیو سٹاک (رانا محمد اقبال خان)، جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ۔

وزیر لائیو سٹاک ، جناب نے ایک رولنگ فرمائی تھی ۔ آپ کو یاد ہوگا ۔ کہ ملک سلیم اقبال یہاں تشریف رکھیں گے ۔ مگر آپ کے حکم کے باوجود ان کی یہاں پر عدم موجودگی مناسب نہیں لگتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ نے دیکھا نہیں وہ تشریف لے آئے تھے ۔ انھوں نے ایک ایسی مجبوری ظاہر کی ہے کہ جس پر مجھے خاموش ہونا پڑا ۔ وہ اجازت لے کر گئے ہیں۔ جی ۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، ان مشکل حالات میں جس طرح پاکستان مسلم لیگ نے میاں

محمد شہباز شریف کی قیادت میں پنجاب کا بجٹ بنایا ہے اس جس طرح پاکستان کا بجٹ میاں نواز شریف کی قیادت میں بنا ہے اور جس میں پاکستان مسلم لیگ کے منشور کی پوری عکاسی ہوتی ہے ۔ اور اس سے اس بات کا مکمل اظہار ہوتا ہے کہ پاکستان کے معاشی معاملات پر ' پاکستان کی بہتری کے لیے ' پاکستان مسلم لیگ کی حکومت ہر طبقے پر' ہر لیول پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے۔ اور انھی مشکل حالات میں سے بہتری کے راستے تلاش کر رہی ہے ۔ یہاں تک کہ جیسا کہ عام لوگوں کا خیال تھا کہ یہ جو بجٹ آئے گا اس میں آئی ایم ایف کے قرضوں کو اتارنے کے لیے ملکی اخراجات کا سامنا کرنے کے لیے نئے ٹیکس لگائے جائیں گے اس کے اندر عوام پر مزید بوجھ ڈالا جائے گا اور اس طرح سے رقم اکٹھی کرکے اخراجات کو برداشت کیا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ بجٹ ایسا بنا ہے کہ جس میں عوام پر عام آدمی پر کسی قسم کا کوئی اضافی بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ یہ مسلم لیگ کی ایک بہت بڑی کامیابی ہے اور اسی بنا پر آج سعید منیس صاحب نے تقریر فرمائی اس کے اندر بھی انھوں نے اسی بجٹ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس قسم کا بجٹ بنا ہے۔ اور اس بجٹ کو انھوں نے تاریخی بجٹ قرار دیا۔ اب اس کے بعد جناب سعید منیس نے اپنی تقریر میں اس کے facts and figures سے کھیلنے کی کوشش فرمائی ہے۔ میں نے ان کی تقریر کو غور سے سنا اور میں نے تھوڑی بہت جو study بجٹ پر کی تھی اس کو سامنے رکھتے ہوئے میں آپ سے پورے اعتماد کے ساتھ عرض کرسکتا ہوں کہ جو تقابلی جائزہ انھوں نے آج ایوان کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی اور انھوں نے جس طرح سے اس کے اندر ایسے نگرز پیش کرنے کی کوشش کی کہ جس سے ظاہر ہو کہ اس بجٹ کو بناتے وقت مکمل حقائق کو مکمل facts and figures کو سامنے نہیں رکھا گیا۔ اور کسی طرح سے بھی عوام کو بے و قوف بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ تجزیہ سراسر غلط ہے۔ یہ بجٹ کا تفصیلی مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ہر قسم کے طبقے کی ہر ڈیپارٹمنٹ کا انھوں نے خاص طور پر حوالہ دیا تھا کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ' ایگریکلچر ' ہیلتھ ' پولیس اور دیگر محکمہ جات کا انھوں نے ذکر کیا۔ مگر ان محکموں کے متعلق آمد اور خرچ کی نگرز ' ان کے متعلق ترقیاتی اور غیر ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل اور ان پر اخراجات کے تمام نگرز سامنے رکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو ان کے بجٹ پر آج کے بیان کردہ objections کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اس تاریخی بجٹ

میں کوئی چھوٹی موٹی بات تلاش کرنے کی کوشش کی ہے مقصد یہ کہ انھوں نے یہاں تقریر کرنے کا سامان پیدا کرنے کے لیے اس قسم کی باتیں یہاں کہی ہیں۔ ایوان میں اس طرح سے شک و شبہات پیدا کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ مناسب نہیں تھا۔ جناب والا قومی آمدنی اور صوبائی آمدنی کو ترقیاتی اور غیر ترقیاتی طور پر خرچ کرتے ہوئے اس بات کو سامنے نہیں رکھا جاتا جنرل رولز یہی ہیں کہ کسی خاص خطے کو کسی خاص طبقے کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ تمام صوبے کے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے اخراجات' ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات متعین کیے جاتے ہیں۔ لیکن زمانے کے ساتھ ساتھ اس جنرل رولز میں بھی exceptions آچکی ہیں۔ جنرل رولز میں بھی exceptions اس طرح سے آئی ہیں جیسا کہ اس بجٹ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ زرعی ٹیکس کی آمدنی' زراعت کی ترقی کے لیے خرچ کی جائے گی۔ کاروں پر ٹیکس کی آمدنی ٹرانسپورٹ کی بہتری کے لیے خرچ کی جائے گی۔ اس کا فائدہ عوام کو ہی ہوگا۔ اسی طرح سے ہوٹلوں پر ٹیکس لگایا گیا 10% ٹیکس کا مزید اضافہ اس کی آمدنی فوڈ سٹیمپ کو کامیاب بنانے کے لیے وسائل حاصل کرنے کے لیے استعمال کی جائے گی۔ اس کے علاوہ اسی بجٹ میں مزید کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ میں ان تمام چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کی اور اس ایوان کی توجہ اس اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جس دن سے یہ حکومت بنی ہے ہم اس کے متعلق مستقل طور پر اس ایوان میں اور اس ایوان کے باہر بحث کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جس کے متعلق ہر شخص کی رائے یہ ہے کہ ہمارے لیے اس وقت زندگی اور موت کا مسئلہ بنا ہوا ہے وہ مسئلہ ہے امن و امان۔ امن و امان پہ بحث کرتے ہوئے بار بار یہ بات کہی جاتی ہے کہ پولیس کی کارکردگی ٹھیک نہیں عدالتوں سے سٹے آرڈر جاری ہوئے ہوئے ہیں وہاں پہ ضمانتیں ہو جاتی ہیں' وہاں یہ ہو جاتا ہے' وہاں وہ ہو جاتا ہے۔

جناب والا! میں آپ کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بے شک اس بجٹ میں ایک خطیر رقم پولیس اصلاحات کے لیے' ان کی بہتری کے لیے مختص کی گئی ہے اور یہ بہت اچھا قدم ہے اس لیے کہ ایک طرف تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ایک ایسا محکمہ ہو جو کہ جرم ہونے سے پہلے چیک کر سکے اور جرم ہو جائے تو properly مجرموں کو پکڑ سکے لیکن اس کے ساتھ یہ دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ جس وقت مجرم پکڑا جائے تو ہم اس کو قرار واقعی سزا بھی دلوا سکیں۔

میں اس بجٹ کو اور اس ملک کی پچاس سال کی تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے آپ سے

عرض کرتا ہوں کہ جو رقومات عدالتوں کے قیام کے لیے، لاء آفیسرز کی تقرری کے لیے، ان کے لیے سہولیات میسر کرنے کے لیے مختص کی جاتی ہیں وہ اس اہم نکتے کو سامنے رکھتے ہوئے نہیں کی جاتیں۔ وہ رقومات اتنی کم ہیں میں بات مکمل کرنے سے پہلے یہ بھی عرض کر دوں کہ اس وقت ہائی کورٹ کے اندر ہزاروں کی تعداد میں مقدمات پینڈنگ ہیں۔ سپریم کورٹ میں بے شمار مقدمات ہیں اور اسی طرح ہر ڈسٹرکٹ لیول پر ہزاروں کی تعداد میں بے شمار مقدمات ہر عدالت میں پینڈنگ ہیں اور کسی بھی عدالت کی ایک دن کی لسٹ سو مقدمات سے کم نہیں ہوتی۔ اگر ایک مقدمے کے لیے ایک منٹ بھی دیا جائے تو سو منٹ ضرور لگ جائیں گے آپ اس حالت کو سمجھ لیجیے کہ ایک جج، ایک مجسٹریٹ ایک مقدمے کو کتنا وقت دے سکتا ہے؟ کیا اس بات کی ضرورت پیدا نہیں ہوتی کہ ہم زیادہ عدالتیں بنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جس وقت سے جوڈیشری اور ایگزیکٹو کو الگ الگ کر دیا گیا ہے۔ جوڈیشل مجسٹریٹ الگ ہو گئے ہیں، ایگزیکٹو مجسٹریٹ الگ ہو گئے ہیں اور عدالتوں کا فوج داری مقدمات کا سارا کا سارا کام سول ججز کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے جن کے سول کیسوں کی لسٹ پہلے ہی سو، سو کی تھی ان کے ساتھ ساتھ ساٹھ ساٹھ مقدمات کی اور لسٹ دے دی گئی ہے کہ یہ بھی آپ try کیجیے تو کیا آٹھ گھنٹے کے عرصے کے اندر وہ ڈیڑھ سو، دو سو مقدمات ہر روز سن سکتے ہیں ایسا بالکل ممکن نہیں ہے۔ میں اس ایوان کو اپیل کروں گا کہ اس بجٹ کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی allocations کرتے ہوئے جب کہ ابھی بھی آپ اس میں بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ لاء منسٹر بھی موجود ہیں، فنانس منسٹر بھی موجود ہیں میں آپ سے عرض کروں گا کہ اگر ہم نے لاء اینڈ آرڈر کو صحیح کرنا ہے تو ایک طرف تو ہم نے مجرم کو پکڑنا ہے دوسری طرف اس کو سزا دلوانی ہے اور اس کے لیے مناسب انتظامات ہونے بہت ضروری ہیں۔ اس وقت ہائی کورٹ میں پچاس ججز کی sanction ہے لیکن ججز کے مقابلے کے امتحان میں 25، 30 یا 35 سے زیادہ qualify نہیں کرتے۔ آپ کے ڈسٹرکٹ لیول پر اگر مجسٹریٹس کی سو کی ضرورت ہے تو وہاں 25 بھی نہیں ہیں۔ سول ججز بھی بہت تھوڑی تعداد میں ہیں کام ختم نہیں ہو سکتا۔ ریمانڈ لینے کے لیے بھی کسی سول جج کے پاس ٹائم نہیں ہوتا کہ وہ ریمانڈ بھی properly دے سکے اور اس کو پوری توجہ سے سن سکے ہمیں ان مشکلات کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔

اس کے ساتھ ساتھ ڈسٹرکٹ لیول پر، ڈویژن لیول پر، ہائی کورٹ لیول پر کیا سولسٹرز / لاء آفیسرز مناسب ہیں؟ اکثر عدالتوں میں لاء آفیسر موجود نہیں ہوتے کیا وجہ ہے؟ آج بھی شکایت کی

گئی کہ ریمانڈ دے دیا گیا' ضمانت لے لی جاتی ہے لیکن اس بات پہ غور نہیں کیا جاتا کہ ایک جج کے سامنے prosecution کی طرف سے درست واقعات مناسب طریقے سے پیش بھی نہیں کیے جاتے اور وہ اس لیے پیش نہیں ہوتے کہ وہاں پہ آپ کا لاء آفیسر موجود نہیں ہوتا۔ وہاں پہ آپ کے اٹارنیز موجود نہیں ہوتے اور اس لیے نہیں ہوتے کہ ایک اٹارنی کے پاس دس دس عدالتیں ہوتی ہیں وہ کس کس عدالت میں جا کر آپ کا مقدمہ لڑے یہ ایک practical difficulty ہے کہ finances میں جب allocation کی جاتی ہے تو وہ پوری allocation نہیں کی جاتی۔ میں اس سلسلے میں تجویز پیش کروں گا کہ جس طرح سے زرعی ٹیکس زراعت کی بہتری کے لیے دیا گیا ہے جس طرح سے ٹرانسپورٹ کے لیے آپ نے کاروں پہ ٹیکس لگایا ہے۔ فوڈ سٹمپ کے لیے بھی آپ نے کیا ہے ایک general rule سے exception کی ہے تو میں تجویز کرتا ہوں کہ کورٹ فیس سے ہمیں جو ڈیوٹی حاصل ہوتی ہے۔ عدالتی نظام کے ذریعے سے جو آمدنی ہمیں سٹمپ ڈیوٹی سے حاصل ہوتی ہے تو اس ساری کی ساری آمدنی سے اس ملک میں ایک موثر قسم کا عدالتی نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔ مجسٹریٹ زیادہ ہوں گے' مجسٹریٹ زیادہ ہوں گے تو امن و امان کے لیے آپ کی پالیسی زیادہ کامیاب ہو سکے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی توجہ اس جانب بھی دلاؤں گا کہ بجٹ کو بنظر غور دیکھنے پر میں نے بطور ایک ملتانی کے محسوس کیا میں ملتان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ملتان کی تاریخی اہمیت' اس کی روایات سے آپ سب واقف ہیں۔ یہ پاکستان کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک شہر ہے آج یہ شہر قدیم ہی نہیں رہا بلکہ ایک صنعتی شہر بھی بن چکا ہے۔ یہ ایوان اس بات سے بھی پوری طرح واقف ہے کہ یہ شہر دریائے چناب سے 20 سے 29 فٹ گہرائی میں واقع ہے' مستقل سلوپ میں واقع ہے۔ اس شہر میں بہت پرانی عمارات ہیں' سڑکیں پرانی ہو چکی ہیں' ان کی مرمت' ان کی بناوٹ اگر آپ دیکھیں تو اس وقت ملتان کی شہری سہولیات کا نظام تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ اس وقت کے مشکل حالات میں آپ کو عرض کروں کہ اخباروں اور آپ کے نوٹس میں بھی آ چکا ہے کہ واسا کے پانی کے کھڑے ہونے کے نتیجے میں جنازے چھتوں سے ٹرانسفر کیے جا رہے ہیں وہاں کا سیوریج سسٹم دریائے چناب سے تقریباً 29 فٹ گہرا ہے اور آپ نے یہ روایت بھی ضرور سنی ہو گی کہ ایک تاریخی اور مقدس شہر ملتان کو مدینہ اولیاء بھی کہتے ہیں خدانخواستہ' خدانخواستہ اگر کبھی تباہ ہوا تو پانی سے ہی ہو گا۔ مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ ہم نے جو سسٹم قائم کیا ہے کہ یہی اس کا ذریعہ نہ بن جائے۔ اگر اس کا مناسب

انتظام نہ کیا گیا اس پہ توجہ نہ کی گئی تو اس وقت یہ تاریخی شہر ایک زبردست خطرے کی زد میں ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ سے عرض کروں گا کہ آج سے دس سال قبل واسا نے MDA کی معرفت 850 میل لمبا سیوریج کا سسٹم لگایا جس پر تقریباً 48 ارب روپے خرچ ہوئے۔ یہ بنانے کے بعد اس مشینری' اس سسٹم کو چلانے کے لیے کسی بھی بجٹ میں کوئی مناسب رقم نہیں رکھی گئی جس کے نتیجے میں ill maintenance کی بنا پر آج یہ عالم ہے کہ آدھے ملتان کا پانی سیوریج کی نالیوں کی بجائے گلیوں سے بہہ رہا ہے اکثر محلے دو' دو فٹ پانی میں کھڑے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں وہاں پر مسجدوں میں جانا مشکل ہو گیا ہے' گھروں سے نکلنا مشکل ہو گیا ہے اور سب لوگ اس آبادی سے متنفر ہو رہے ہیں۔ آپ اس چیز کو ملاحظہ فرمانا چاہیں تو میں بطور ثبوت اخباروں کے تراشے اور فوٹو گرافس اس ایوان کے سامنے پیش کر سکتا ہوں۔ میں اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں ترقیاتی طور پر جو allocation کی گئی ہیں اس میں دوسرے شہروں کے مقابلے میں بہت کم رقم رکھی گئی ہے میں تجویز کروں گا کہ اس میں تبدیلی فرمائی جائے اور بے شک کہ اس میں غلطی ہماری ہے ان محکموں کی غلطی ہے جنہوں نے وزراء کی توجہ اس طرف دلائی تھی کہ اس علاقے میں ایک exceptional قسم کی خرابی موجود ہے اس کا مداوا کرنا بہت ضروری ہے لیکن اس وقت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اور مجھے احساس ہے کہ وقت ختم ہو چکا ہے لیکن میں اپنی بات کو ختم کرنے کے لیے صرف ایک منٹ کی اور اجازت چاہوں گا۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ ملتان کی ڈویلپمنٹ کے لیے آپ نے جو رقم مختص کی ہے اس میں واسا کی maintenance کے لیے' اسے دوبارہ اپنے پاؤں پکھڑا کرنے کے لیے ایک بڑی جامع قسم کی سکیم پہلے ہی محکمے کو دے دی جا چکی ہے اس کو consider فرمائیں اور اس کے لیے ایک مناسب قسم کی رقم کا انتظام فرمائیں تا کہ یہ شہر برباد ہونے سے بچ جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ مولانا غیاث الدین صاحب۔

مولوی غیاث الدین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

شکریہ۔ جناب سپیکر! 98-1997ء کا میزانیہ جو کہ ہماری موجودہ حکومت کے وزیر خزانہ صاحب نے پیش فرمایا ہے۔ اس کے متعلق معزز اراکین اپنا اظہار خیال فرما رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں یہ عاجز بھی اختصار کے ساتھ یہ عرض کرتا ہے کہ

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک ہی کافی ہیں گر اثر کرے

جو وفاقی اور صوبائی میزانیہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کی اچھائی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ موجودہ دور کی حزب اختلاف یا وہ پارٹیاں جو اس بھروسے پر بیٹھی ہوئی تھیں کہ اس حکومت کا سارا ہی پتہ بجٹ پر چل جائے گا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم نے حالات اس نہج تک خراب کر دیے ہیں اور یہاں تک اس ملک تباہی کر دی ہے کہ اب آنے والی حکومت اس ملک کو بجٹ پیش نہیں کر سکے گی اور وہ چل نہیں سکے گی۔ لیکن موجودہ سربراہان کے تدبر اور تفکر کا یہ منہ بولتا ثبوت ہے کہ اب انھیں تنقید کرنے کے لیے کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا۔ صوبہ پنجاب اور مرکز کے پیش کیے ہوئے عوامی اور متوازن بجٹ' پاکستان کے عوام کے لیے مفاد کی بہت بڑی دلیل ہیں۔ جو کچھ پیچھے ہوا ہے اب ہم اس کا بار بار رونا روئیں تو یہ صرف وقت کا ضیاع ہی ہوگا۔ کون نہیں جانتا کہ اس ملک کے ساتھ سابق حکومت نے کیا کیا ہے۔ میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ

عرش لازم ہے کہ تو اب جان استقبال بن
تجھ کو زیبا عظمت رفتہ کا یہ ماتم نہیں

ان شاء اللہ العزیز موجودہ حکومت نے یہ تہیہ کیا ہے کہ ہم چونکہ پاکستانی ہیں' موجودہ حکومت پاکستانی ہے۔ انھوں نے یہاں رہنا ہے۔ ہم سب نے یہاں رہنا ہے۔ اس لیے وہی کام کرنا ہے جو پاکستان کے عوام کے مفاد میں ہوگا۔ پہلے کچھ حضرات یہاں آتے ہیں۔ جنھیں پاکستانی ہونے سے زیادہ باہر سے لگاؤ تھا۔ تبھی ان کے محلات بھی باہر بنتے رہے ہیں۔ وہ یہی سوچتے رہے ہیں کہ کوئی نہیں " جنھے تک دا لگدا اے لاؤ ' جدھوں نہیں لگے گا تے اینھوں اٹھ جاواں گے" یہ حکومت داؤ لگانے کے لیے نہیں' یہ ملک کو سنوارنے کے لیے آئی ہے۔ تعلیم کے شعبے کو لے لیا جائے' صحت کے شعبے کو لے لیا جائے یا انتظامی شعبے کو لیا جائے' حوصلہ افزاء اقدام ہیں۔ ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ ایسا بجٹ پیش کیا ہے کہ " دشمناں دے منہ بند کر کے رکھ دتے نیں۔" اب سوائے اس کے کہ ان کو اور کہنے کی نہیں کہ یہ حروف کا ہیر پھیر ہے۔ بعد میں کوئی ضمنی بجٹ آئے گا' سپلیمنٹری بجٹ آئے گا' بجٹ پہ بجٹ بنتے جائیں گے۔ بس یہی ہے اور کوئی بات نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گا کہ اس وقت ہم الیکشن میں اپنے حلقے میں بھی اور دیگر جگہوں پر بھی

جاتے رہے ہیں۔ اس وقت روٹی کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام کو سب سے زیادہ اپنے تحفظ کی ضرورت ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا تحفظ کیا جائے۔ امن و امان کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ ہوا ہے کہ پورا پاکستان یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ فرنٹیئر کا علاقہ ہے۔ گلی' بازاروں اور محلوں کے اندر غنڈے دندناتے پھرتے تھے' بندوقیں اٹھائی ہوئی تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب میں آپ سے ایک درخواست کروں گا کہ آپ نے لفظ فرنٹیئر استعمال کیا ہے۔ یہ جائز نہیں' صحیح نہیں۔ آپ کی فرنٹیئر سے مراد فرنٹیئر Province ہے۔ آپ کی فرنٹیئر سے کیا مراد ہے؟

مولوی غیاث الدین، نہیں نہیں۔ میں بارڈر ایریا کی بات کر رہا ہوں۔ چونکہ قبائلی علاقے کے اندر اسلحہ عام ہوتا ہے۔ یہ اس لیے نہیں ہے کہ وہ ہمارے مخالف ہیں یا میں ان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ یہاں سب سے زیادہ امن و امان کی ضرورت ہے۔ امن قائم کرنے کے لیے انتظامیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ انتظامیہ کی الحمد للہ ہمارے صوبے کے بجٹ کے اندر خاطر خواہ حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ انھیں جدید قسم کا سامان دیا گیا ہے' جدید اور تیز قسم کی ٹریفک کا نظام ان کو دیا گیا ہے۔ چونکہ آج مجرموں کے پاس ہر قسم کے وسائل ہیں اور ان کے توڑ کے لیے اس سے بھی زیادہ تیز وسائل چاہئیں۔ یہ بھی ایک خوش آئند بات ہے کہ پولیس کے اندر چھوٹے طبقے کو سراہتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ ان کی تنخواہوں کے اندر اضافہ کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں بہرحال پھر بھی گزارش کروں گا کہ وزیر خزانہ صاحب یہاں تشریف فرما ہیں' وزیر اعلیٰ سے ان کے براہ راست دن رات مراسم ہیں کہ امن و امان کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کوشش کیجیے کہ زیادہ سے زیادہ امن ہو۔ اس وقت پاکستان کے عوام صوبہ پنجاب کے عوام بھی' یہ امن کا صوبہ ہے۔ یہاں پر بھی بعض شرپسند چاہتے ہیں کہ اس کا نظام اور امن درہم برہم کر دیا جائے۔ اس لیے صوبے میں زیادہ سے زیادہ امن کی کوشش کی جائے۔ جناب سپیکر! تعلیم کے معاملے میں پہلے دیہاتوں کے طلباء بچے شہروں کے انتظامات کو دیکھ کر احساس کم تری کے اندر مبتلا ہوتے تھے۔ موجودہ حکومت مبارک باد کے قابل ہے۔ جنھوں نے انھیں احساس کم تری سے نکالا۔ اب ہمارے بچوں میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ ہم بھی شہری بچوں کے برابر ہیں۔ یہاں پہلے ٹاٹ کی بات ہوتی ہے۔ جب ہم پڑھتے رہے ہیں تو ٹاٹ

بھی میسر نہیں ہوتا تھا۔ ہم گھروں سے بوریاں لے کر جاتے تھے۔ بوری نہ ہوتی تو گردوغبار میں بیٹھتے تھے۔ اب بھی بعض جگہوں پر ایسا ہے۔ بہرحال موجودہ بجٹ کے اندر یہ جو چیز رکھی گئی ہے کہ ٹاٹ سسٹم ختم کر کے بلا تفریق دیہاتوں کے اندر بھی بچوں کو کرسی اور ڈیسک وغیرہ مہیا کیے جائیں گے۔ یہ دیہاتی بچوں ' طالب علموں کا حوصلہ بلند کرنے کے مترادف ہے۔ یہ بھی مبارک باد کے قابل ہیں۔ سب سے بڑی بات جو موجودہ بجٹ میں پنجاب کے بجٹ کے اندر ہے وہ کفایت شعاری ہے۔ کوئی قوم بھی اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی' جب تک کفایت شعاری کو اپنا شیوہ نہ بنا لے۔ اب یہاں پر پہلے کی طرح نہیں ہوا ہے کہ وزراء کی لائنیں لگا دی جائیں مشیروں کی لائنیں لگا دی جائیں' بہت زیادہ ایڈوائزر بنا لیے جائیں اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی بہاریں تھیں۔ کہیں باہر کے سفر کو چلتے تھے تو فوج کی فوج جا رہی ہے۔ ملک کا سرمایہ بےدریغ خرچ کر دیا جاتا تھا۔ یہ بجٹ اس لحاظ سے قابل ستائش ہے کہ اس میں کفایت شعاری کو اختیار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گا کہ دیگر علاقے بھی بارانی ہیں۔ لیکن جس علاقے کے ساتھ میرا تعلق ہے ' وہ بارانی ہونے کے ساتھ ساتھ وہاں کی زرعی زمین ناہموار بھی ہے۔ اس لیے بارش کا پانی بھی پڑتا ہے تو وہ ندی نالوں کے اندر فوراً کھیتوں سے بہ کر چلا جاتا ہے۔ بارڈر کا ایریا ہے۔ وہاں کے ندی نالے بھی ایسے ہیں کہ اتنا تیز روانی کے ساتھ پانی چلتا ہے کہ وہاں بہت زیادہ زمینیں برباد ہو جاتی ہیں۔ میں 85, 88 کے اندر بھی عرض کیا تھا کہ اگر ہمارے علاقے کی زمینوں کو ہموار کرنے کا بندوبست کر دیا جائے تو وہ پاکستان میں سب سے زیادہ گندم پیدا کرنے والا علاقہ بن جائے گا' کیونکہ ہمارے علاقے میں قطعاً شور نہیں' تھور نہیں' باوجود اس کے کہ بارانی علاقہ ہے۔ پھر بھی الحمد للہ' وہاں کافی گندم پیدا ہوتی ہے۔ زیادہ گندم حاصل کرنے کے لیے اگر وہاں کی زمینوں کو ہموار کر دیا جائے اور وہ برساتی نالے' جو کہ برسات کے اندر پانی کی تیز روانی کی وجہ سے زمینوں کو برباد کر جاتے ہیں' مثلاً ہمارا ایک نالہ بہت مشہور ہے' بنہیں نالہ' وہ برسات میں دریائے راوی سے بھی تیز اور اس سے بھی چوڑا ہے۔ بہت زیادہ علاقے اس کی زد میں آتے ہیں زمینیں برباد ہو گئی ہیں' بلکہ بہت زیادہ قصبات دیہات بھی اس کی زد میں آ چکے ہیں۔ پچھلے دنوں میرے ساتھی میرے دوست جناب حاجی مشتاق صاحب اور میں نے مل کر کمشنر صاحب کو بھی عرض کیا تھا کہ ایک قصبہ آدھا اس نالے کی زد میں آ کر برباد ہو گیا ہے۔ ابھی برسات آئی نہیں۔ برسات آئے گی تو پورے قصبے

کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ میں صرف یہ نشان دہی کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں محکمہ آب پاشی میں دریاؤں کو روکنے کے لیے، ان کی دیکھ بھال کے لیے تو فنڈ رکھے جاتے ہیں۔ لیکن برساتی نالوں کے لیے کوئی نہیں۔ حالانکہ برساتی نالے دریاؤں سے بھی زیادہ نقصان کر رہے ہیں، ضلع سیالکوٹ میں، ضلع نارو وال میں، تحصیل شکرگڑھ میں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہماری ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے برساتی نالے جہاں جہاں سے بھی زمینوں کو برباد کر رہے ہیں اور بہت اہم قسم کی زمینیں ہیں۔ ہمارے علاقے میں سبزی بہت زیادہ ہوا کرتی تھی۔ اور باوجود اس کے کہ یہ بارانی علاقہ تھا، لاہور تک سبزی مہیا کرتے تھے۔ لیکن یہاں تک ہے کہ ان برساتی نالوں کی زد میں آ کر وہ زمینیں ریت ہو گئی ہیں۔ لہٰذا میری گزارش یہ ہے کہ ان برساتی نالوں کا خیال کیا جائے۔ وزیر آب پاشی بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں، تعلیم کے ساتھ ساتھ۔ وہ یہ بھی خیال فرمائیں۔ میں نے یہاں تحریک التوائے کار بھی دی ہے، اگر موقع ملا۔ ایک نشان دہی کی ہے۔ بھارت نے تحصیل شکرگڑھ کو نیست و نابود کرنے کے لیے پروگرام بنایا ہے، چنانچہ انھوں نے ایک نیا بند تعمیر کیا ہے۔ اتنا پختہ بند تعمیر کیا ہے، حاجی پور گجراں بند کے سامنے، اگر اس کا توڑ محکمہ آب پاشی نے نہ کیا تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ خطرہ ہے کہ آئندہ سیلاب میں تحصیل شکرگڑھ کے ستر اسی دیہاتوں کا نام و نشان ختم ہو جائے گا اور تقریباً ستر اسی ہزار ایکڑ اراضی کے لگ بھگ ساری کی ساری بنجر اور برباد ہونے کا خطرہ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر آب پاشی سے عرض کروں گا کہ یہ بہت اہم ہے اور فوری طور پر وہ اپنے محکمے کو کہیں کہ وہاں جا کر دورہ کریں اور دیکھیں۔ بڑی تیزی سے ہندوستان نے وہ بند تعمیر کیا ہے۔ ہمارے محکمہ آب پاشی کے وہاں افسران سوائے اس کے کہ وہ منصوبے دیے جائیں، بوگس قسم کے مصنوعی منصوبے، اور ویسے بھی یہ محکمہ بڑا بدنام ہے۔ پنجاب میں کہتے ہیں کہ وہ "گڑم" والا محکمہ ہے۔ یہاں کے ٹھیکے دار جو ہیں اگر ٹھیکہ نہ بھی ملے تو لاکھوں روپیہ سال کا ان کا پول ہی بن جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ بند فوری طور پر چیک کیا جائے اور دیکھا جائے۔ اس کا توڑ تلاش کیا جائے، وگرنہ بہت خطرہ ہے۔ اس وقت تو ہو سکتا ہے کہ چند لاکھ روپے میں اس کا توڑ تلاش کر لیا جائے۔ اگر سیلاب کی زد میں یہ علاقہ آ گیا تو پھر کروڑوں اربوں روپے حکومت پر بوجھ پڑ جائیں گے۔ لہٰذا میں پھر یہ عرض کرتا ہوں اور موجودہ حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انھوں نے دشمنوں کے جتنے بھی عزائم تھے یہ بجٹ پیش کر کے، متوازن بجٹ پیش کر کے، جس میں کوئی ٹیکس بھی نہیں لگایا گیا، زرعی ٹیکس کے متعلق بعض حضرات

کہتے ہیں' یہاں وضاحت بھی ہوئی ہے کہ سترہ فی صد کو ٹیکس لگا ہے اور بعض لوگ طعنہ دیا کرتے تھے کہ یہ زمیندار مراعات بہت حاصل کرتے ہیں لیکن ٹیکس کی صورت میں کرتے ہیں لیکن ٹیکس کی صورت میں ملک کی خدمت نہیں کرتے۔ یا بعض حضرات صنعت کار اپنا صنعت کا کمایا ہوا سرمایہ بچانے کے لیے زمینداروں کی آڑ میں مختلف قسم کے فارم بنا کر' کوئی goat farm ' کوئی مرغی فارم بنا لیتے تھے' یا کوئی زرعی بنایا۔ وہ اپنی آمدنی زراعت کی شکل میں ظاہر کر کے اپنا ٹیکس بچانے کی کوشش کرتے تھے۔ میں ان سترہ فی صد زمینداروں کو مبارک باد دیتا ہوں جنھوں نے رضاکارانہ طور پر یہ اختیار کر کے ان غلط قسم کے صنعت کاروں کی حوصلہ شکنی کی ہے جو فارموں کی شکل میں اپنی صنعت سے کمایا ہوا پیسہ بچایا کرتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' مولانا صاحب۔ چودھری محمد اقبال صاحب۔

چودھری محمد اقبال (پی پی - 221' بہاول پور)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ حالیہ بجٹ کے موقع پر میں اس معزز ایوان کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب' وزیر خزانہ کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنی بجٹ تقریر کے اندر محض رواجی اعداد و شمار کا سہارا نہیں لیا' بلکہ لوگوں کو روزمرہ زندگی میں پیش آنے والی مشکلات اور ممکنہ تدارکات اور اپنے فہم اور ادراک کا نہایت موثر انداز میں اظہار بھی کیا ہے۔ اس طرح سے حالیہ بجٹ قومی امنگوں کا آئینہ دار بنانے میں کامیاب رہے ہیں۔ صوبہ پنجاب کے سات کروڑ عوام یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ اس بجٹ کو موزوں اور متوازن بنانے کے لیے جو تگ و دو' ان تھک محنت صرف ہوئی ہے وہ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد شہباز شریف کی قائدانہ صلاحیت اور مسلسل راہ نمائی کی مرہون منت ہے۔ حالیہ بجٹ کی تشکیل سے قبل پاکستان مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی کے اجلاسوں میں جن تند و تیز مباحثوں کا سامنا جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو کرنا پڑا وہ صرف عام میں تو جمہوریت کا حسن ہی کہلاتا ہے۔ لیکن حقیقی معنوں میں یہ اختلاف رائے ایک مخلص اور ہم درد راہ نما کی قوت عمل کا اعصاب شکن امتحان تھا جس میں وہ کامیاب رہے۔ یہ جناب قائد ایوان کا کمال تدبر کا کھلا

ثبوت ہے کہ پنجاب اسمبلی میں زرعی شعبے سے تعلق رکھنے والے ارکان کی بڑی اکثریت موجود ہونے کے باوجود زرعی ٹیکس کا قانون متفقہ طور پر منظور ہوا۔ جناب محمد شہباز شریف نے نہایت درد مندی' انتہائی دلی کرب کے ساتھ پنجاب کے کروڑوں غریب اور پس ماندہ دیہاتیوں کا مقدمہ اپنے ساتھی پارٹی ارکان کے سامنے پیش کیا جس کے جواب میں زراعت سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی نے اس نیک مقصد کے حصول کی خاطر بقائمی ہوش و حواس خمسہ اپنی کامل رضامندی کے ساتھ زرعی ٹیکس کی چھری اپنے ہی ہاتھوں اپنے گلے پر رکھ لی۔

جناب سپیکر! اس کار ثواب کے لیے بھی میں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد شہباز شریف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! عرصہ تین چار ماہ سے ملک کے اندر جو مثبت تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں یہ ان پالیسیوں کا حصہ اور تسلسل ہیں جو کہ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان میاں محمد نواز شریف روبہ عمل لا رہے ہیں۔ وہ جس عزم اور حوصلے کے ساتھ پاکستانی قوم کو پیپلز پارٹی کے خوفناک جبڑوں سے نکال کر باہر لائے ہیں اور جس جرأت اور استقلال کے ساتھ وہ اس زخم زخم قوم کی بحالی اور خوش حالی کے لیے کام کر رہے ہیں اس کے لیے قوم کا بچہ بچہ ان کا ممنون احسان ہے اور یہی وجہ ہے کہ میاں محمد نواز شریف بلا شرکت غیر آج قائد پاکستان ہیں۔ وہ اکثر کہا کرتے ہیں کہ بہت زیادہ مینڈیٹ کا مطلب بہت زیادہ توقعات ہے اور عوام کی توقعات پر پورا اترنا ہی میاں محمد نواز شریف اور پاکستان مسلم لیگ کا نصب العین ہے۔

جناب سپیکر! ہم مسلم لیگی ارکان اسمبلی کے پاس ٹکٹ میاں محمد نواز شریف کا ہے اور مینڈیٹ عوام کا ہے۔ ہم دونوں جانب سے امانت دار ہیں اور فریقین کے مابین ایک بڑے معاہدے کے گواہ ہیں۔ ہم کسی مرحلہ پر بھی اپنی گواہی نہیں چھپائیں گے اور ان شاء اللہ ہمارا طرز عمل حکومت اور عوام کے درمیان اعتماد کے رشتوں کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں مد و معاون ثابت ہو گا۔

جناب سپیکر! بفضل خدا اس ایوان کو حکومتی ارکان کی بھاری اکثریت حاصل ہے۔ حالیہ بجٹ دستاویز میں شامل تقریباً تمام رہ نما اصول پارلیمانی اجلاسوں میں پہلے سے متفق شدہ ہیں۔ تاہم اعداد و شمار کی باریکیوں پر ایوان میں مفصل بحث کی ضرورت باقی ہے تاکہ بجٹ کے کسی پہلو میں تشنگی باقی نہ رہے۔ پاکستان مسلم لیگ کی منتخب موجودہ حکومت پنجاب نے لوگوں کے جان و مال' عزت و

آبرو کے تحفظ اور کلی اقتصادی ترقی کے لیے امن و امان کی صورت حال میں بہتری کو اپنی اولین ترجیح قرار دیتے ہوئے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے دیگر اداروں کے لیے حالیہ بجٹ میں معقول اور خطیر رقم مختص کی ہے جو کہ نہایت قابل تعریف اقدام ہے۔ پولیس کے جوانوں کی جدید خطوط پر ٹریننگ اور ان کے لیے ٹرانسپورٹ اور مواصلات کے نظام میں استعداد کار بڑھ جانے سے صوبے میں سنگین جرائم میں کمی واقع ہو گی اور دہشت گردی پر قابو پایا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! امن و امان کے بعد دوسرا سب سے بڑا مسئلہ آٹے کی مہنگائی کا ہے۔ اگرچہ بجٹ 98-1997ء میں غریب لوگوں کی مالی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے فوڈ سٹیمپ سکیم متعارف کرائی گئی ہے جو نہایت اچھا اقدام ہے لیکن تجرباتی طور پر اس سکیم کا اجراء پنجاب کے صرف تین اضلاع تک ہی محدود رکھا گیا ہے۔ بھوک بانٹی نہیں جا سکتی۔ اس لیے پنجاب کے دیگر اضلاع کے غریب لوگوں میں احساس محرومی کا پیدا ہونا عین فطری بات ہو گی۔ اس لیے اس امر کی فوری ضرورت ہے کہ رعائتی قیمت پر آٹا فراہم کرنے کی سکیم کا دائرہ کار پورے پنجاب کے غریب اور مستحق لوگوں تک وسیع کیا جائے۔

جناب سپیکر! گزشتہ پچاس سالوں میں فنی تعلیم کے حصول کے لیے کسی بھی حکومت نے آج تک کوئی جامع پروگرام مرتب کر کے نہیں دیا۔ ہمارے ملک میں ہنر مندی خود رو گھاس کی طرح ہی پھلی پھولی ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ موجودہ حکومت پنجاب نے اس اہم فنی ضرورت کی تکمیل کے لیے حالیہ بجٹ میں 3۔ ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں فنی تعلیم کا بیک وقت اجراء بھی وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد شہباز شریف کا سنہری کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ 98-1997ء میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے مختص شدہ 15۔ ارب روپے کی رقم کا بیشتر حصہ ماضی کی نامکمل سکیموں کی تکمیل کی نذر ہو جائے گا اور نئی ترقیاتی سکیموں کے لیے صرف 23 فیصد رقم ہی میسر ہو گی۔ میں آپ کو اور آپ کے توسط سے اپنے معزز ساتھیوں کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلی حکومت نے پچاس پچاس ہزار روپیہ ایک ایک سکیم کو ٹوکن منی دے کر پچاس لاکھ کی سکیم کو صرف پچاس ہزار روپے کی رقم دی ہوئی ہے جو feasible نہیں اور میرے حلقہ میں خاص طور پر پی پی 221 کے اندر ایسی کم از کم چھتیس سکیمیں چل رہی ہیں اور میرے خیال کے مطابق ہمارے پاس اتنے فنڈز بھی نہیں ہیں کہ وہ آئندہ پانچ سالوں کے اندر مکمل

کرائی جا سکیں۔ اس لیے ہم اس وقت نئی سکیمیں کس طریقے سے لے سکیں گے۔ سب سے پہلے ان سکیموں کی scrutiny کرائی جائے اور دیکھا جائے کہ آیا یہ feasible ہیں یا نہیں؟ اس کے بعد اگر وہ feasible نظر آئیں تو ان کو رکھ لیا جائے اور وہ feasible نظر نہ آئیں تو انھیں ترک کر کے نئی سکیمیں جو عوام کے لیے فائدہ مند ہوں وہ لی جائیں تاکہ ان پر کام شروع کرایا جا سکے۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت کی یہ بھی ایک اچھی روایت ہے جو کہ ہم یہاں پہلی بار کر رہے ہیں۔ ہم کوئی تعصب نہیں رکھنا چاہتے۔ ہم صرف حکومتی اور قومی سرمایہ کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے پرانی سکیمیں چاہے وہ جس حکومت نے بھی دی تھیں' ان کو مکمل کر کے ہم یہ چاہتے ہیں کہ قومی سرمایہ کو محفوظ کیا جائے۔ اس لیے ہم اپنی نئی سکیمیں زیادہ نہیں دے رہے۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جو feasible سکیمیں ہیں ہماری حکومت انہی کو continue کر رہی ہے تاکہ وہ مکمل ہو جائیں۔ کیونکہ جو سرمایہ لگ چکا ہے وہ قوم کی امانت ہے۔ اس لیے ہماری حکومت یہ ایک اچھی روایت ڈال رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شکریہ۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی یہ عرض کیا ہے کہ ان کو scrutinize کیا جائے کہ آیا وہ feasible ہیں یا نہیں؟ پچاس ہزار روپے کی ٹوکن منی دے کر پچاس لاکھ کا منصوبہ شروع کرایا گیا ہے۔ میری محترم وزیر مال سے یہ گزارش ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ ان سکیموں کو فی الفور بند کر دیا جائے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کو scrutinize کیا جائے کہ آیا وہ feasible ہیں' عوام کے فائدے میں ہیں تو ان کو مکمل کرایا جائے۔ اگر وہ عوام کے فائدے میں نہیں ہیں' کسی ایک خاص شخصیت کے لیے وہ سکیم شروع کی گئی ہے تو اسے فی الفور بند کرا کر ہماری نئی سکیمیں لی جائیں۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں 70 فیصد آبادی کے ذریعہ معاش کا انحصار زراعت پر ہے۔ حالیہ بجٹ میں دیہات سے غربت اور پس ماندگی دور کرنے کے لیے جو 2۔ ارب 12۔ کروڑ روپے کی

رقم مختص کی گئی ہے۔ اس میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے وعدے کے عین مطابق زرعی ٹیکس کی ڈیڑھ کروڑ روپے کی آمدنی بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں دنیا کا بہترین نہری نظام دستیاب ہونے کے باوجود آب پاشی کے حقیقی وسائل میں بے حد کمی واقع ہوئی ہے جس کی وجہ سے نئے رقبہ جات کی تیاری تو کجا موجودہ آباد زمینیں بھی آہستہ آہستہ بنجر ہوتی جا رہی ہیں اور پورے ملک کے لیے اناج کی فراہمی کا مسئلہ دن بدن سنگین اور خطرناک رخ اختیار کرتا ہوا محسوس ہونے لگا ہے۔ پاکستان جیسے زرعی ملک میں گندم کا دانہ بھاری پڑ رہا ہے۔ ہر سال گندم باہر کے ملکوں سے منگوانی پڑتی ہے اور سب سڈی کی مد میں اربوں روپوں کا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ نئے پانیوں کے حصول کا خواب ابھی تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوا اور پرانی نہریں ٹیل کے رقبہ جات تک روانی کے ساتھ اپنا پانی بہم پہنچانے کی صلاحیت سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔ ان حالات میں چھوٹی نہروں کی پختہ لائننگ کر کے پانی کے ضیاع کو روکا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں عام طور پر میرے حلقہ انتخاب پی پی ۔ 221 کے علاقہ چولستان میں خاص طور پر نئی زمینوں کی الاٹمنٹ کا سلسلہ بند پڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے یزمان اور چولستان کے مقامی بے زمین کسان مشکلات کا شکار ہیں جبکہ سابق دور میں ناجائز قبضوں کی کھلی چھٹی دی جاتی رہی یہاں تک کہ اس سیاہ دور میں جیالوں اور کرمانوالوں سے لے کر ارکان اسمبلی تک اور پٹواریوں سے لے کر اعلیٰ ترین افسروں تک سبھی نے اس لوٹ مار میں ہاتھ رنگے اور سال 1984 سے اب تک تقریباً چھ سو حق دار الاٹیوں کی مکمل مسلیں بورڈ آف ریونیو میں ساکت و جامد پڑی ہیں اب تو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس فرض کاری کے ذریعے یہ تعداد 36 سو تک بڑھ چکی ہے ۔ اس جانب بھی بھرپور توجہ دلانے کی سخت ضرورت ہے ۔

جناب سپیکر ! پنجاب کا بجٹ 98-1997ء اپنی جامعیت اور کلیت کے اعتبار سے متوازن غریب پرور اور معتبر دستاویز ہے جبکہ اس بجٹ کی حقیقی کامیابی کا راز اس پر حرف بحرف عمل درآمد کرانے پر منحصر ہے ۔ جناب سپیکر! ماضی کے تلخ تجربات سے مجھے یہ خدشہ لاحق ہے کہ کہیں نوکر شاہی اس بجٹ کو بھی اپنے حصوں بخروں میں نہ اڑا دے اور پنجاب کے غریب عوام کا مقدر سنوارنے کو ڈاک کے وہی تین پات ہی آ بچیں لیکن جناب سپیکر! مجھے میاں شہباز شریف کی

متحرک قیادت پر بڑا بھروسہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اس عوامی بجٹ میں مختص کیے گئے ایک ایک پیسے کی خود حفاظت کریں گے اور اس مقدس امانت کو چوہوں اور چوروں سے بچا کر اصل حق داروں تک پہنچانے میں کامیاب و کامران ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب پانچ منٹ بقایا ہیں اور ان پانچ منٹوں میں کوئی اور کوئی معزز ممبر بولنا پسند کرے گا۔

آوازیں۔ کوئی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو ہاؤس کل صبح مورخہ 19 جون 1997ء ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

جمعرات' 19۔ جون 1997ء

(پنج شنبہ' 13۔ صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں 10 بجے صبح زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

سورۃ آل عمران آیت نمبر 26 تا 27

کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے٥ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے٥

وما علینا الا البلاغ٥

سالانہ میزانیہ بابت 98-1997ء پر بحث

جناب سپیکر ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اب ہم سالانہ میزانیہ بابت سال 98-1997ء پر دوبارہ بحث شروع کرتے ہیں۔ کچھ نام میرے پاس آئے ہوئے ہیں۔ تو معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ جو آج اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوا دیں ۔ جو لسٹ میرے پاس آئی ہے اس کے مطابق سردار رفیق حیدر لغاری آج کی بحث کا آغاز کریں گے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر ! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں اس بجٹ کے بارے میں کچھ عرض کر سکوں۔ یہ بجٹ جو اس وقت زیر بحث ہے اس کا 80.56 فی صد ہمیں وفاقی حکومت سے share ملتا ہے جبکہ 19.44 % Provincial Receipts ہے ۔ جناب سپیکر ! جس حالت میں اس وقت فیڈرل بجٹ پیش کیا گیا ہے میری نظر میں تو یہ وقت پیاؤ بجٹ ہے کیونکہ انھوں نے جو estimates اور جو اپنی income show کی ہے مجھے نہیں لگتا کہ آنے والے وقت میں ان کی یہ خواہشات پوری ہوں گی۔ کیونکہ پچھلے تین ماہ میں جس طریقے سے وفاقی سطح پر باہر سے قرضے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی اور جو ان کو مایوسی ہوئی ہے وہ سب کے علم میں ہے اور مجھے لگتا ہے کہ عنقریب ایک دو ماہ بعد پھر ایک منی بجٹ کی شکل میں بجٹ آنے گا اور جب وہ منی بجٹ آئے گا تو ہم اس سے بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے بجٹ کا کیا حشر ہوگا۔ یہ ضرور ہے کہ ہم اپنی ترجیحات کا تعین کر لیں۔ مگر جس طرح وزیر خزانہ نے اس کو ایک انقلابی بجٹ ظاہر کیا ہے اور بلند دعوے کیے ہیں میرے خیال میں یہ سب دعوے ہیں اور یہ سب انقلابی ہونے کے دعوے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے جب ہمیں ہمارا حصہ ہی نہیں ملے گا۔ جناب والا اس میں جس طریقے سے figures کی jugglery کی گئی اس پر کل بھی میرے کچھ دوست بولے اور خود بجٹ کی کتابیں ان figures کی jugglery کو reveal کر رہی ہیں ۔ اگر آپ ان کا بغور جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا ۔ مگر افسوس ہے کہ وزیر خزانہ جو ہم سے سینئر اور عمر میں بزرگ بھی ہیں بجٹ پیش کرتے وقت انہوں نے ہر ایک جملے کے بعد تین لائنیں پچھلی حکومت پر ذمہ داری ڈالتے ہوئے بولیں ۔ میرے خیال میں اب وقت کا تقاضا ہے کہ ہمیں اس قسم کی چیزوں سے احتیاط برتنی چاہیے ۔ کیونکہ اگر ہم صرف اسی جنگ میں مبتلا رہے کہ ہر آنے والی حکومت پچھلی حکومت پر ذمہ داری ڈالتی

جائے اور نجات حاصل کرتی جائے تو ہم اپنے لئے راہ کا تعین نہیں کر سکیں گے ۔ جناب والا ! پھر ہم اسی بھنور میں پھنسے رہیں گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ آج ہمارا ملک معاشی طور پر جس حد تک پہنچ چکا ہے اور جتنا کمزور ہو چکا ہے اس سے ہم مزید کمزور ہوتے چلے جائیں گے ۔ میں تو بلکہ یہ بھی عرض کروں گا کہ فیڈرل لیول پر محترمہ بے نظیر نے offer کی ہے کہ آپ احتساب 1990ء سے کیوں شروع کرتے ہیں 1985ء سے کیوں نہیں شروع کرتے ۔ آپ ہم پر الزام لگائیں ہم آپ پر الزام لگائیں تو کیوں نہ سپریم کورٹ کے ججوں پر مشتمل ایک ہائی لیول کمیٹی بنا کر ہم اپنے اپنے دلائل ان کے سامنے رکھیں اور ان سے یہ فیصلہ لے لیں کہ کون اس ملک کی بربادی کا باعث ہے ۔ میرے خیال میں وزیر اعظم صاحب کو wel come کرنا چاہیے ۔ ان کو اسے قبول کرنا چاہیے اور اس بات کا ایک دفعہ فیصلہ ہو جانا چاہیے کہ کون سی حکومت ہے جس نے ملک کو معاشی طور پر کمزور کیا برباد کیا ۔ یا وہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے آج ہم اس کنارے پر آ پہنچے ہیں کہ ہمیں باہر سے نہ تو کوئی قرضہ دینے کے لیے تیار ہے اور نہ ہمارے پاس اپنے ذرائع اتنے ہیں کہ ہم اس صورت حال کا مقابلہ کر سکیں؟ میرے خیال میں ہمیں اس بات کی تائید کرنی چاہیے اور اس بات پر ہمیشہ کے لیے فیصلہ لے لینا چاہیے تاکہ ہر تقریر میں ہم ایک دوسرے پر الزام تراشی سے بچ سکیں ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بات ضرور عرض کروں گا کہ احتساب کی بات جب نکل ہی چکی ہے تو صوبائی سطح پر اس وقت کوئی ایسا forum یا ایسا cell موجود نہیں ہے ، کم از کم ابھی تک میرے علم میں تو نہیں آیا ۔ فیڈرل لیول پر تو موجود ہے یہ اور بات ہے کہ وہ یک طرفہ احتساب کر رہے ہیں اور اس کو کس طریقے سے چلا رہے ہیں؟ مگر صوبائی سطح پر بھی میں یہ تجویز کروں گا کہ ہونا چاہیے ۔ اگر اس قسم کا کوئی cell بن جائے تاکہ وہ سبجیکٹ جو کہ صوبائی ہیں خاص طور پر میں لوکل باڈیز کے متعلق عرض کروں گا ۔ جناب والا ! آپ کے اور بہت سارے دوستوں کے علم میں بھی ہوگا کہ لوکل باڈیز میں اس قسم کی کرپشن ہوئی اور ان کے آڈٹ ہوئے ، بعض کے خلاف پرچہ جات ہوئے مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ان کی affiliation کیونکہ مسلم لیگ سے ہے اس لیے وہ سب کولڈ سٹوریج کی نذر ہو گئے ہیں ۔ ہم ایک کمیونٹی سنٹر تو کسی کا بنا ہوا دکھا دیتے ہیں جو کہ چند لاکھوں کا ہے مگر جہاں کروڑوں کی کرپشن ہے ان کو ہم نے سرد خانوں میں ڈال دیا ہے ۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ یہ ہاؤس اس بات پر غور کرے اور صوبائی سطح پر بھی ایک احتساب سیل ہو کہ غیر

جانبدار ہو قائم کرنا چاہیے ۔ اور یہ بجائے یک طرفہ ہونے کے غیر جانب دار ہو کر صوبائی محکموں کو اور ان subjects کو پکڑے جو صوبائی ہیں ۔ کیونکہ مجھے یہ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض چیزیں جو اس اسمبلی میں بھی پوچھی گئیں اور ان کے اوپر بھی غلط بیانی کر دی گئی ۔ ابھی چند روز پہلے محکمہ خوراک سے متعلق ایک سوال کا یہاں پر جواب دیا جا رہا تھا اور اس کے ضمنی سوال پر میں نے وزیر خوراک سے یہ پوچھا کہ وہ کون سی اتھارٹی تھی جس نے بین الصوبائی movement پر سے ban اٹھایا ۔ جب ban اٹھایا تو کیا محکمہ خوراک پنجاب کو اس بارے میں پوچھا گیا ۔ تو انہوں نے بڑی خوبی سے یہ غلط بیانی کر دی کہ جناب یہ تو بعض لوگوں نے writ کر دی تھی اور ہائی کورٹ کے فیصلے کے تابع یہ movement ہوئی ۔ جب کہ ابھی چند روز پہلے ہی وزیر اعلیٰ صاحب نے بقول اخبارات کے اس چیز کو تسلیم کیا کہ ہم سے یہ غلطی ہوئی اور اس غلطی کا خمیازہ پورے پنجاب نے بھگتا ' پورے ملک نے بھگتا ' کیونکہ مفادات ہر کسی کو عزیز ہیں اور جیسے ہی یہ پابندی ختم ہوئی مفاد پرستوں کے پاس جتنے بھی سٹورز ہیں اور جو بھی فلور ملوں کے پاس آٹا تھا اس کو بیرون ملک سمگل کر دیا ۔ جناب والا اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ حکومت کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنا اور غریب عوام بھی مہنگا آٹا کھاتی رہی ۔

جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں کم از کم یہاں پر سچ گوئی سے کام لینا چاہیے ۔ اب وقت کا تقاضا ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اپنے آپ کو defend کرتے رہیں ہمیں اپنی راہ کا تعین کرنا چاہیے ۔ ہمیں اس چیز سے بالا تر ہو کر کہ ہمارے کہاں نمبر بنتے ہیں کہاں نمبر نہیں بنتے ہمیں پچھلی خامیوں سے سبق حاصل کرتے ہوئے آئندہ کے لیے ازالے کا سوچنا چاہیے ۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ اپنے ملک اپنے معاشرے اپنے صوبے کی معیشت کو کس طرح دوبارہ بحال کر سکتے ہیں چونکہ یہاں پر روز مرہ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں اور خاص طور پر اس بجٹ اجلاس میں جب ہم اپنی تجویزیں دے رہے ہیں اور پورے سال کے لیے ہم اس چیز کا تعین کر رہے ہیں کہ ہمیں اپنے صوبے میں کیا کرنا ہے اور کس طریقے سے ہم اپنے لوگوں کی امنگوں پر پورا اتر سکتے ہیں ۔ ان چیزوں کو ہم ابھی بھی مد نظر رکھے ہوئے ہیں کہ ہماری affiliation کہاں ہیں ۔ ہم بولیں یا نہ بولیں اور جناب سپیکر اسی کی وجہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ کورم پورا نہیں ہو رہا ۔ ہمارے ممبران اپنی زبانیں بند کیے ہوئے ہیں اپنی ضمیر کی بات تک نہیں کہہ رہے ۔ اس کا ایک ثبوت یہ ہے چند روز پہلے ہی زرعی ٹیکس پنجاب پر لگا ۔ جناب والا! زراعت وہ پیشہ ہے جو کہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے اور اربن ایریا میں رہنے

والے بھائیوں کی ہم خدمت کرتے ہیں ۔ ہم غلہ اگاتے ہیں اور باقی ہمارے بھائی اس کو استعمال کرتے ہیں ۔ مگر جناب والا! ظلم یہ ہے اسی پیشے کو ہم نے اگر uneconomical کر دیا تو پھر اس ملک کا کیا ہوگا؟ اس پیشے سے وابستہ خود وزیر خزانہ بھی ہیں اور وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ پیشہ پہلے کتنا منفعت بخش تھا۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ صرف اپنے فرائض کو نبھانے کے لیے اپنی affiliation کو قائم رکھنے کے لیے ہم اپنے پیروں پر خود کلہاڑیاں مار رہے ہیں۔ نتیجہ جو ہوگا وہ آنے والا وقت بتا دے گا کہ ہمارے ان اقدامات کا کیا نقصان ہوا اور کیا فائدہ ہوا؟ کیونکہ یہ profession پہلے بھی indirect taxation ادا کر رہا ہے۔ جناب والا پراپرٹی پہلے ہی ویلتھ ٹیکس زمینداروں کے اوپر لگا ہوا ہے۔ آبیانہ ' مالیہ ' کھاد ' جس کی قیمت بمشکل 40% اس کی اپنی produce کی قیمت ہے باقی اس پر سب taxation ہے۔ وہ بھی کاشت کار ہی برداشت کرتا ہے۔ کپاس پیدا کرتے وقت pesticides جن کی قیمتوں کے اوپر کوئی چیک نہیں۔ ہماری حکومتیں اس پر کبھی نظر نہیں ڈالتی کھاد کے ڈیلروں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے جتنی بھی ایگریکلچر inputs ہیں ان کی قیمتوں پر کوئی چیک نہیں مگر وہ بھی زمیندار برداشت کرتا ہے اور وہ indirect taxation کس کو ملتا ہے؟ فیڈرل گورنمنٹ کو ملتا ہے صوبائی حکومت کو ملتا ہے۔ اس کے باوجود ظلم یہ ہے کہ ہم نے پھر ان پر زرعی ٹیکس کے نام سے ایک مزید ٹیکس لگا دیا ہے جو میری نظر میں انکم ٹیکس بنتا ہی نہیں۔ کیونکہ اس میں نہ تو ہم نے زمین کی quality کو مدنظر رکھا ہے چونکہ زراعت اور آبپاشی کا چولی دامن کا ساتھ ہے ہم نے اس میں اس چیز کو بھی مدنظر نہیں رکھا کہ کون سی زمینیں ششماہی نہروں پر ہیں اور کون سی زمینیں سالانہ آبپاشی پر ہیں بلکہ میں تو یہ تجویز کروں گا کہ کیونکہ ہمارے تاجر بھائی مستقل اس چیز کو hamar کرتے آئے ہیں کہ زراعت سے وابستہ لوگ انکم ٹیکس نہیں دے رہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس فلیٹ ٹیکس کو بلکہ میں اس کو جگا ٹیکس کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ اس جگا ٹیکس کو withdraw کیا جائے اور ہم بھی انکم ٹیکس دینے کو تیار ہیں۔ جس طرح ہمارے تاجر بھائی اپنے تمام expensive اگر وہ فائیو سٹارز میں رہتے ہیں' اگر بڑی گاڑیوں پر چڑھتے ہیں ' اگر بیرون ملک جاکر تفریح کر آتے ہیں وہ تمام expensives اپنی produce پر ڈال دیتے ہیں اور نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ وہ trickle down ہوکر پھر consumer کے اوپر جاتا ہے۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ زمیندار کی بھی انکم پر ٹیکس لگا دیں ۔ ہمارے بھی expensives کاٹے جائیں۔ ہمیں بھی اسی شرح میں لایا جائے جس طرح آپ تاجر پر ٹیکس لگاتے ہیں

اور پھر دیکھیں کہ زمیندار کی کیا profitability ہے؟ بجائے اس کے کہ ہمارے اوپر کلہاڑا چلا دیا جائے اور ایک فلیٹ ریٹ ہم پر نافذ کر دیا جائے۔ اور باقی صوبوں کی نسبت یہ سب سے زیادہ پنجاب میں لاگو کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اس چیز کو مدنظر نہ رکھیں کہ ایک دفعہ اب حکومت نے لاگو کر دیا ہے تو یہ حکومت کے لیے باعث بدنامی ہوگا اور اس کو prestige point نہ بنائیے۔ ملک اور صوبے کی بھلائی کے لیے اس پر نظر ثانی کیجئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کاشت کار اس سے اتفاق کریں گے کہ بجائے فلیٹ ریٹ انکم ٹیکس پر نافذ کرنے کے آپ انکم پر ٹیکس لگائیے ہم اپنے گوشوارے داخل کریں اور اسی شرح سے جس طرح سے تاجروں پر ٹیکس لگتا ہے ہم پر بھی لگائیے ہم خوشی سے اس کو ادا کریں گے۔

جناب والا! آپ نے پچھلے دنوں یہ محسوس کیا ہوگا کہ ٹی وی پر ' اخبارات میں بڑے زور شور سے چند کمیونٹی سنٹرز دکھائے گئے اور ان کے بارے میں بڑی بڑی باتیں ہوئیں۔ اور ان لوگوں کو جن کے اس موجودہ حکومت سے خیالات متفق نہیں ہیں ان کو نشانہ بنایا گیا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا 1985ء سے لے کر آج تک مسلم لیگ کے نمائندگان نے کوئی کمیونٹی سنٹرز نہیں بنائے ؟ کیا وہ زمینیں جن پر کمیونٹی سنٹرز بنے ہیں وہ حکومت کے نام ٹرانسفر کی گئی ہیں۔ کیا وہ اسی بجٹ سے اور انھیں جگہوں پر بنے ہیں جہاں پر واقعی کمیونٹی ان کو استعمال کر رہی ہے ؟ جناب والا یہ چیزیں ہی ہماری ڈویلپمنٹ کو روک رہی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سردار صاحب بحث کر رہے ہیں اور گزرا ہوا ہے کل وہ نہایت ہی اہم دن تھا کہ پنجاب کے بجٹ پر بحث شروع تھی۔ رات اگر آپ نے خبرنامہ سنا ہو تو اس پر بلوچستان اسمبلی کا ذکر ہوا۔ ان کی جو بھی کارروائی ہوئی۔ وہ ٹیلی وژن پر ذکر کیا لیکن پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو بالکل نظرانداز کیا گیا۔ اور اس کی کوئی بھی خبر خبرنامہ میں نہیں دی گئی۔ مجھے مناسب نہیں لگتا تھا کہ میں بحث میں مداخلت کروں۔ لیکن میں چاہتا تھا چونکہ سردار صاحب تقریر فرما رہے ہیں اور یہ بہت ہی اہم بحث ہے جو پہلے رواج اور روایت رہی ہے کہ اسمبلی کی روزانہ کی

کارروائی ٹی وی پر آتی رہی ہے اس میں جو تھوڑی بہت جو بھی بحث یا بل آتے ہیں اس پر بریف دیا جاتا ہے۔ کل کی مجھے سمجھ نہیں آئی کہ کل بجٹ پر جو بڑی بحث شروع کی گئی اس کو نظرانداز کیوں کیا گیا۔ جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں کہ آپ اس بات کا سختی سے نوٹس لیں یہ بہت ہی اہم بات ہے کہ پنجاب جس کی اس ملک میں 62% آبادی ہے اور بجٹ پر بحث شروع ہو اور اس کا ٹی وی کے خبرنامے میں ذکر تک نہ کیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس صوبے کے عوام اور اس ہاؤس کے ساتھ زیادتی ہے اور اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب اس بارے میں کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون (راجہ محمد بشارت)، شکریہ جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ کل رات خبرنامے پر پاکستان ٹیلی وژن نے پنجاب اسمبلی کی کارروائی نہیں دکھائی ۔ جناب والا کل رات خبر نامہ میں جناب چیف منسٹر صاحب کی کوریج تھی گورنر پنجاب کی کوریج تھی لیکن اسمبلی کی کوریج نہیں تھی۔ اس سلسلے میں جناب والا میں نے صبح ہی محکمہ اطلاعات سے کہا ہے کہ وہ پاکستان ٹیلی وژن کے حکام سے اس بات کی باز پرس کریں کہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی کیوں نہیں دکھائی گئی۔ جناب والا جیسے ہی وہاں سے رپورٹ ملتی ہے میں جناب کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جناب والا اس سلسلے میں ہم نے پہلے ہی نوٹس لیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب ویسے یہ حقیقت ہے کہ ہماری اسمبلی کی کارروائی کو بالکل ہی ٹی وی پر خاص طور پر خبر نامہ میں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اگر پچھلے دور میں آپ دیکھیں تو اس وقت بھی یہ مسئلہ اٹھا تھا ۔ پھر ایک تحریک استحقاق آئی تھی آپ کو یاد ہوگا۔ اور اس تحریک استحقاق میں اس ایم ڈی ٹی وی نے آکر معذرت بھی کی تھی ۔ اور پھر خاص طور پر پنجاب اسمبلی کی کوریج ٹھیک آتی رہی۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں آپ کو پوچھنا چاہیے۔

وزیر قانون، جناب والا جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے اس بات کا نوٹس پہلے ہی لیا ہوا ہے اور جیسے اس کی رپورٹ آئے گی میں جناب کی خدمت میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا آپ نے بجا طور پر نشان دہی کی ہے لیکن یہ مسئلہ نیا نہیں۔ یہ مسئلہ

ہم پچھلے سات آٹھ سال سے دیکھ رہے ہیں کہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے اور اس ہاؤس میں اس بارے میں کئی مرتبہ تحاریک پیش کی گئیں ۔ لیکن وقتی طور پر اس کا اثر ہوتا ہے لیکن بعد ازاں پھر اس کے اوپر عمل در آمد نہیں کیا جاتا۔ لیکن میں چاہوں گا کہ پی وی والوں کو یہاں پر بلایا جائے ۔ یہ پنجاب پاکستان کا دل ہے اور یہاں کے عوام کے نمائندوں کے بارے میں یہ خبریں تو چھپتی ہیں کہ 97% عوام سیاست دانوں سے نفرت کرتی ہے۔ لیکن اگر سیاست دان کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو ان کے بارے میں ہمارا الیکٹرانک میڈیا خاموش ہے۔ اور ایک سازش کے تحت یہ سارا کام ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ انھیں یہاں پر بلائیں اور ان سے پوچھیں کہ ہمیں تحریک استحقاق کیوں اور کس لیے پیش کرنی پڑتی ہے۔ جناب سپیکر! پی ٹی وی والے پنجاب اسمبلی کے ممبران کے انٹرویو رات کے پونے ایک بجے شروع کرتے ہیں۔ رات کے ایک بجے اٹھ کر کون دیکھے گا کہ پنجاب اسمبلی کے کس نمائندے نے کیا بات کی؟ تو میری یہ درخواست ہو گی کہ ہم اس بات پہ باقاعدہ طور پہ تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، جس کا انٹرویو آ رہا ہو وہ جاگتا رہے گا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! وہ بھی نہیں جاگ سکتا یہ بھی ممکن نہیں۔ میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کہ جن کے انٹرویو نشر ہوئے کسی نے نہیں دیکھا تو عوام کیا دیکھیں گے؟ جناب سپیکر! اس بارے میں میری یہ درخواست ہو گی آپ ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں انہیں بلائیں ان سے پوچھیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ پنجاب کو جان بوجھ کر کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اگر بلوچستان کی coverage آئی ہے تو پھر پنجاب کی نہ آنے کی کیا وجہ ہے؟ آپ پھر بات کر لیں۔

وزیر قانون، اس بات پہ نوٹس لیا تھا کہ باقی اسمبلیوں کی coverage آئی ہے اور پنجاب کی نہیں آئی۔ جناب سپیکر! اسی لیے میں نے صبح اس بات کا نوٹس لیا اور ابھی بھی میں نے یہ کہا ہے کہ جیسے رپورٹ آتی ہے میں گزارش کر دوں گا۔

جناب سپیکر، کچھ اس طرح ہونا چاہیے کہ پنجاب کی بھی coverage آئے۔ یہ نہ ہو کہ ان کی بھی بند ہو جائے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اس میں آپ سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ مناسب سمجھیں آپ ان کو یہاں بلائیں' وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرما ہوں۔ آپ ان کے ساتھ خود میٹنگ کرلیں کیونکہ یہ آپ کی ذمہ داری میں آتا ہے آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور اس کے ساتھ جو بھی زیادتی ہو وہ آپ کے سامنے بیان کریں اور آپ اس کا خود نوٹس لیں۔ جناب وزیر قانون صاحب نے فرمایا کہ چیف منسٹر اور گورنر صاحب کی بھی coverage آئی۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ اس بڑے صوبے کے چیف منسٹر ہیں ان کی coverage آنی چاہیے ان کا حق ہے لیکن اگر اس ہاؤس کی coverage نہ آئے اور اگر وہ چیف منسٹر کی coverage دیں تو اس سے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ یہ دلائل دینا کہ چیف منسٹر کی coverage آئی اور ہاؤس کی coverage نہیں آئی تو اگر میں اس کو اس طرح سمجھوں کہ کل چند دوستوں نے اس بجٹ پہ نکتہ چینی کی شاید اسی وجہ سے ہی اس کو بلیک آؤٹ کیا گیا تو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔

جناب سپیکر، نہیں' ایسی کوئی بات نہیں۔ راجہ صاحب ان سے بات کر کے بتائیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں تجویز آئی ہے کہ پاکستان ٹیلی وژن کے حکام کو یہاں بلایا جائے اور ان سے یہ معاملات طے کیے جائیں تو یہ جناب! کی convenience پہ ہے جناب! جو وقت بھی دیں گے پاکستان ٹیلی وژن کے نمائندوں کو یہاں بلایا جائے گا اور ان سے معاملات طے کیے جائیں گے۔ یہ آپ کی convenience پہ ہے جب آپ حکم دیں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ایک منٹ' یہ مسئلہ ذرا ختم ہو جائے۔ جی فرمائیں۔

جناب ایس اے حمید، ریڈیو پاکستان باقاعدہ طور پہ 20 منٹ کا ایک review پروگرام پیش کرتا ہے اس میں اسمبلی کا وقفۂ سوالات' تحریک استحقاق' تحریک التواء اور دیگر تمام امور باقاعدہ طور پہ بتائے جاتے ہیں ممبران کے نام لیے جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ طریقہ کار ہے لیکن پی ٹی وی ہمیں پرائم ٹائم میں نہ دیں۔ آٹھ بجے سے پہلے semi net-work پہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی کے بارے میں کچھ نہ کچھ کریں وہ تو کچھ کرنا نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے آپ ایک دفعہ پہلے بات کرلیں تو اس کے بعد انہیں بلالیں۔ جی' سردار

صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! بیچ میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ایک نئی چیز سامنے آ گئی تو میں بھائیوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا اور جس طرح میں پہلے عرض کر رہا تھا میں اپنے بھائیوں کی انفرمیشن کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے وقت کو اپنے مخالفین کی تذلیل کے لیے ہی استعمال کر رہے ہوں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ documentary films دکھائی جاتی ہیں اور بہت ساری اور چیزیں دکھائی جا رہی ہیں جس کو محترمہ نے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا ہے تو پھر آپ کی اسمبلی کے لیے کہاں سے وقت نکلے گا؟ وہ چیزیں ختم ہوں گی تو آپ کی اسمبلی کے لیے وقت نکلے گا۔

MINISTER FOR LAW: I am on a point of order, Sir.

جناب سپیکر، راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! coverage کی بات ہو رہی تھی اور اس میں میں نے بڑے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ میں نے پہلے ہی اس بات کا نوٹس لیا ہوا ہے لیکن میرے بھائی اپنی بجٹ تقریر میں بھی اس بات کا بار بار ذکر فرما رہے تھے۔ انہوں نے کمیونٹی سنٹرز کی بات کی اور ابھی پھر انہوں نے کہا کہ ہم سابقہ حکم رانوں کی عیاشیوں کے متعلق ہم documentaries دکھا رہے ہیں تو جناب سپیکر! میں جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس معزز ایوان کی کمیٹی بنا دیں اور اس کمیٹی کو ہم وہ تمام کمیونٹی سنٹرز بھی دکھانے کے لیے تیار ہیں کہ جن کمیونٹی سنٹرز پہ لاکھوں روپے خرچ ہوئے اور وہاں پہ falls بھی ہیں' وہاں پہ swiming pools بھی بنے اور اس کو اگر ہم عوام کو دکھاتے ہیں تو پھر اس میں ہمارا قصور نہیں۔ اس ملک کے خزانے کو لوٹا گیا تھا اور جناب سپیکر! ایک منتخب حکومت ہونے کے ناتے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم عوام تک وہ حقائق پہنچائیں اور عوام کو بتائیں کہ سابق دور میں اس قومی خزانے کے ساتھ کیا کچھ کیا جاتا رہا ہے؟ جناب! میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں اور مجھے اس بات کی خوشی ہو گی کہ جناب رفیق حیدر لغاری اس کمیٹی میں شامل ہوں اور میں خود انہیں جا کر وہ کمیونٹی سنٹرز دکھانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر لاکھوں روپے خرچ ہوئے اور میرے خیال میں ابھی تو پولو گراؤنڈ کی بات ہو رہی ہے' یہ کمیونٹی سنٹرز کی بات ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! آگے دیکھیے کہ کیا کچھ ہوتا ہے جو کچھ انہوں نے کیا ہوا ہے اس پر سے

تو پردہ اٹھنا ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ کی اس بات کی اس حوالے سے اور بھی تصدیق ہوتی ہے کہ جنہوں نے فنڈز کا غلط استعمال کر کے کمیونٹی سنٹرز کے نام پہ اپنے ڈیرے بنائے وہ اب پیسے واپس جمع کرا رہے ہیں اور اس سلسلے میں آپ کے پاس کچھ وصولیاں بھی ہوئی ہیں تو یہ اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ غلط استعمال ہوتا رہا ہے تو بہرحال میرا خیال ہے اب یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے۔ اس کے بعد آپ کا نام ہے آپ اپنی باری پہ ضرور بات کیجیے گا۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! شکریہ۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ویسے میں نے ابھی اجازت نہیں دی۔ آپ نے پہلے ہی شکریہ ادا کر دیا ہے چلیں آپ بول لیں۔

جناب محمد افضل خان، شکریہ' جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں اطلاعاً عرض کرنا چاہوں گا کہ پچھلی حکومت کے دور میں حالات اتنے خراب رہے کہ پاکستان ٹیلی وژن کی پالیسی سے تنگ آ کر برطانیہ کے ٹیلی وژن نے ایک documentary بنائی جس کا نام "Princess and the Play Boy" تھا اور وہ پوری دنیا کو دکھائی گئی اگر ہمارا ٹیلی ویژن ان کی حکومت کے دور میں جرات کرتا اور ان کی کارستانیاں دکھاتا تو ہماری کارستانیاں دنیا نہ دیکھ سکتی کیونکہ ہم نے اپنے ملک ٹیلی وژن سسٹم کو suppress کیا تو دنیا میں وہ ڈھول کھٹکایا گیا کہ پاکستان میں ایک princess ہے اور اس کے ساتھ ایک play boy ہے جس نے ہمارے ملک کو کس طریقے سے لوٹا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی' سردار صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میں عرض کرتا ہوں کہ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا مگر مختصراً اس پر کہہ کر پھر میں اپنے پوائنٹ پہ آ رہا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ راجہ صاحب نے بھی فرمایا یہ میرے عزیز دوست ہیں' میرے بھائی نے بھی کچھ کہا۔ انصاف کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ آپ یہ بھی ضرور دکھایے جو آپ دکھا رہے ہیں مگر اس کے ساتھ لاہور کے ارد گرد جہاں پر پکنک منانے کے لیے جو فارمز بنے ہیں اور ان پہ جو محلات بنے ہوئے ہیں اور ان پہ جو سڑکیں گئی ہوئی ہیں یا ممبران کے باغوں میں جو سڑکیں بنائی گئی ہیں اور جس طریقے سے carpetting ہوئی ہوئی ہے اس کو بھی ضرور دکھایے تاکہ

عوام کے سامنے دونوں تصویریں آئیں اور پھر وہ انصاف کر سکیں۔ بس میں اس پہ صرف اتنا کہوں گا' میں اس کی بحث میں نہیں جاؤں گا۔ (قطع کلامیاں) جناب! آپ موجود نہیں تھے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ خود محترمہ نے کھلی پیش کش کی ہے کہ سپریم کورٹ کے جج پر مشتمل ایک جائی پاور کمیشن یا سیل تشکیل دیں اور یہ سب چیزیں اس کے سامنے آ جائیں اور وہ فیصلہ سب کے لیے قابل قبول ہو گا۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے سردار صاحب! اس سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پہ منشاء اللہ بٹ ہیں۔

جناب منشاء اللہ بٹ، جناب! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان لیبی وژن اور حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ گزشتہ حکومت کے دوران ملکی خزانے کو جس انداز میں لوٹا گیا ہے وہ پاکستانی عوام کا حق بنتا ہے کہ انہیں بتایا جائے یہ نہیں کہ جہاں پر خداوند تعالیٰ نے اپنی عنایت کی ہے اور کسی نے محنت سے کمائی کی ہوئی ہے وہ اگر خود سڑک بناتا ہے خود مکان بناتا ہے' خود اپنے لیے گاڑی خریدتا ہے اس ہاؤس یا ہمارا کوئی حق نہیں بنتا کہ ہم اسے عوام کو دکھائیں اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت اور خون و پسینے کی کمائی اور محنت سے کوئی شخص اپنی جائیداد بناتا ہے تو اس کا حق بنتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے۔ ہم تو وہ چیزیں دکھا رہے ہیں جو قومی خزانے سے لوٹ کر عیاشی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر! دنیا میں کوئی ایسی پراپرٹی ہے جس کا کوئی مالک نہ ہو۔ صرف ایک پراپرٹی ہے جس کا کوئی مالک نہیں وہ سرے محل ہے۔ یہ چوری اور سینہ زوری ہے۔ ایک پراپرٹی دنیا میں ایسی ہے جس کا کوئی مالک نہیں اور اس کے بارے میں یہ کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ اس کے بارے میں کسی کورٹ آف لاء میں جانا نہیں چاہتے۔ اس کے بارے میں کوئی 'claim' نہیں کرنا چاہتے۔ اس کے بارے میں کوئی defamation کا کیس نہیں کرنا چاہتے۔ جناب سپیکر! اندازہ کریں چوری بھی کرتے ہیں اور سینہ زوری بھی کرتے ہیں۔ انھوں نے چار سال اس ملک کے وسائل کو لوٹا' اس قوم کو لوٹا' اس ملکی معیشت کو برباد کیا اور آج کہتے ہیں کہ احتساب کمیشن بنا لیں۔ آج ان کو سپریم کورٹ یاد آ گیا ہے۔ اپنے دور اقتدار میں ان کو کوئی کورٹ یاد نہیں آیا۔ آج ان کو سپریم کورٹ ہائی کورٹ کی یاد بہت ستا رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ حقائق کے برعکس بات نہ کریں' جب یہ کہا گیا کہ کورٹ آف لاء میں جائیں کہ کہیں کہ سرے محل آپ کا نہیں ہے۔ انھوں نے یہ بات

نہیں کی۔ ایسی پراپرٹی جس کا دنیا میں کوئی مالک نہیں اور وہ بھی محل ہے۔ جناب سپیکر! یہ قابل غور بات ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ سردار صاحب آپ بجٹ پر بات کریں۔ اب اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میں بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ میں خود عرض کرنے والا تھا کہ جب حکومتی بنچوں سے ہمارے دوست بولتے ہیں اور چالیس چالیس منٹ بولتے ہیں اور جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں تو ہم تو بڑے صبر سے سنتے ہیں۔ اگر آپ صبر کا مظاہرہ کرتے تو بڑا اچھا تھا۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ سنیں گے۔ آپ بولیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، بہر حال میں اس بات کو صرف اسی پر ختم کرتا ہوں کہ جس طرح کسی نے کہا کہ موگیمبو (Mogambo) خوش ہوا' میرا خیال ہے کہ میرے دوستوں سے چیف منسٹر خوش ہونے اور یہ بات ان تک پہنچ جائے گی کہ انھوں نے point out کیا۔

جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ یہ وقت ہے کہ ہم اگلے سال کی اپنی ترجیحات کا تعین کریں تو education sector میں وزیر خزانہ نے جو کچھ اپنی تقریر میں فرمایا۔ ہم سب نے سنا۔ مگر بدقسمتی یہی ہے کہ ہم نے مسائل کو ابھی تک pin point نہیں کیا اور ہر دفعہ دفع الوقتی کرتے ہوئے ہم allocations کرتے ہیں' ان کا جو حشر ہونا ہے وہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ کس حد تک وہ allocations کامیاب ہوں گی یا نہ ہوں گی مگر کم از کم اس وقت ہمیں اپنی ترجیحات ضرور متعین کرنی چاہئیں۔ جناب والا! education sector میں کئی سالوں سے صرف پرائمری سکول پر پرائمری سکول بنا دیے جاتے ہیں۔ دیہاتوں میں یہ صورت حال ہے کہ' صوبائی گرانٹ سے بھی ایک ہی گاؤں میں سکول بنا ہوا ہے اور ورلڈ بنک ایڈ آئی تو اس سے بھی اسی گاؤں میں پھر دوسرا پرائمری سکول بنا دیا گیا۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ کئی پرائمری سکول' بلکہ ان میں سے میں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ 50 فی صد لوگوں کے ڈیرے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں جانور بندھے ہوئے ہیں اور سکولوں کے اندر اساتذہ کی حاضری کا یہ حال ہے کہ لوگ شہری علاقوں سے وابستہ ہیں' مرد و خواتین دیہاتی ڈومی سائل بنوا لیتے ہیں اور جس طرح ڈی۔ سی دورے پر جاتا ہے۔ اسی طرح ٹیچر حضرات سکول کے دورے پر ہفتے میں ایک

دو دفعہ چلے جاتے ہیں اور وہ اپنی تمام حاضریاں بھر کر واپس آ جاتے ہیں اور ڈی۔ای۔او دفاتر میں تنخواہیں بانٹ لی جاتی ہیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ پرائمری سکول جہاں نہیں ہیں وہاں ضرور بنائے جائیں۔ مگر جو کچھ وزیر خزانہ نے فرمایا اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ابھی بھی education کے زیادہ فنڈز پرائمری سکولوں پر ہی لگائے جا رہے ہیں۔ جبکہ میل یا میل بلکہ میں یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ دو دو تین تین یونین کونسلوں میں بھی ایک مڈل سکول آپ کو کہیں کہیں ملتا ہے۔ پرائمری کے بعد نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا بچے پھر اسی لیبر پر آ جاتے ہیں یا پھر جن کو تھوڑا شوق ہوتا ہے اور ان کے والدین بھی بسوں کے کرایے برداشت کر سکتے ہیں پھر وہ میل یا میل کا سفر کر کے مڈل سکول اور ہائی سیکنڈری سکول اور اوپر کی تعلیم کے لیے پہنچتے ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ تعلیم ایک ایسا زیور ہے جس کو ہمیں اپنی آبادی کو دینا چاہیے' اور ہمیں اپنی آبادی کو تعلیم یافتہ کرنا چاہیے۔ کم از کم ہر شخص کو اتنا ضرور کر دینا چاہیے کہ وہ پڑھ لکھ سکے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ مڈل اور ہائیر سیکنڈری کے لیے ہمیں زیادہ فنڈز مہیا کرنے چاہئیں اور دیہاتوں میں کوشش کرنی چاہیے کہ کم از کم ہر یونین کونسل میں ایک مڈل سکول کم از کم ہونا چاہیے۔ کیونکہ یونین کونسلیں بڑی لمبی چوڑی ہوتی ہیں۔ اس وقت ہمارے معاشی حالات ایسے نہیں کہ ہم ہر گاؤں کو دے سکیں یا ہر دس گاؤں کو دے سکیں' بہتر تو یہی ہوتا کہ ہر آٹھ دس گاؤں کے اوپر ایک مڈل سکول ہوتا' مگر اس وقت فنڈز اس کی اجازت نہیں دیتے تو کم از کم ہر یونین کونسل میں ایک مڈل سکول' اس کے بعد ہر مرکز کی سطح پر ایک انٹر کالج ہونا چاہیے۔ اور کم از کم ان برائیوں پر ہمیں ضرور نظر رکھنی چاہیے۔ کیونکہ اگر ہم نے یہ برائیاں دور نہ کیں تو خواہ آپ کتنے ہی سکول بناتے چلے جائیں' آپ کے بچے اسی طرح تعلیم سے بالکل دور رہیں گے۔

اسی طرح irrigation کا معاملہ ہے۔ ہمارے پنجاب میں ہمیں ورثے میں ایک بہت اچھا Irrigation net work ملا۔ مگر اب اس کی جو صورت حال ہے۔ یہاں میرے جو بھائی زراعت پیشہ ہیں وہ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس وقت ہمارا نہری نظام بمشکل 60 فی صد اپنی میعاد کا پانی in takes نہیں کر سکتا اور ساری نہریں تقریباً silt up ہو چکی ہیں۔ ان کی de-silting پر کسی نے کبھی کوئی غور نہیں کیا۔ کبھی فنڈز مہیا نہیں کیے۔ آپ بجٹ اٹھا کر دیکھیں کہ ہمارا سارا پیسہ ہماری establishment پر خرچ ہوتا ہے۔ وہ پیسہ بیل داروں کی تنخواہوں پر خرچ ہوتا ہے۔ اور جس طریقے

سے بیل دار وہاں مہیا ہوتے ہیں یا نہروں پر جو صورت حال ہے اگر وزیر آبپاشی پنجاب کا تفصیلی دورہ کریں تو ان کو خود ثبوت مہیا ہو جائے گا کہ کیا صورت حال ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ نہری نظام کو دوبارہ re-organize کیا جائے' ان کو re-establish کیا جائے' de-silting کرائی جائے اور فنڈز بھی مہیا کیے جائیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! کل بھی یہ decide ہوا تھا کہ جب تک لیڈر آف دی اپوزیشن کا decide نہ ہو جائے۔ اس وقت تک کسی کو اتنا وقت نہیں دیا جا سکتا۔ اب صبح سے بحث ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، کل کس نے decide کیا تھا؟

جناب شاہد محمود بٹ، سر! کل بھی ان کا یہ decide نہیں ہوا تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کون ہے؟

جناب سپیکر، یہ بات کس نے decide کی تھی کہ ان کو time نہ دیا جائے۔

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر خزانہ، اپوزیشن کی طرف سے ان کی proposal تھی کہ ان کے benches سے جناب سعید خان منیس open کریں گے اور اس وقت کے سپیکر جناب حسن اختر مؤکل نے انھیں unlimited time دیا تھا۔ ان پر کوئی قدغن نہیں لگی تھی۔ آج یہ دوبارہ ایک نئے اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے بول رہے ہیں۔ ان کو تو بحیثیت رکن اسمبلی اب نام لینا چاہیے۔

جناب سپیکر، شاید ابھی کوشش کر رہے ہیں کوئی ڈپٹی بن جائے' کوئی دو تین ڈپٹی بن جائیں' کوئی اپوزیشن لیڈر بن جائے۔ تو آپ ان کی کوشش جاری رہنے دیں۔

وزیر خزانہ، ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! ہمارے دوست بڑے تنگ ہیں' پتا نہیں کیوں؟ اپنی کمیٹیاں

تو ابھی تک تشکیل نہیں دے سکے' ہر دفعہ زور ان کا اپوزیشن لیڈر پر ہوتا ہے۔ تو میں یہ سمجھ نہیں پا رہا کہ ان کو کیا اتنا interest ہے۔

MINISTER FOR FINANCE: Point of Personal Explanation, Mr. Speaker

جناب سپیکر، سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، یہ کس بھول میں پڑ گئے ہیں؟ ہمیں کوئی فکر نہیں کون لیڈر آف دی اپوزیشن بنتا ہے یا نہیں۔ ہم نے تو کل ان سے یہ کہا تھا کہ لامحدود وقت لیڈر آف دی اپوزیشن کو مل سکتا ہے' عام رکن اپوزیشن کو نہیں۔ یہ کس چکر میں پڑ گئے ہیں جناب سپیکر؟ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ زید بن جائے' بکر بن جائے' عمر بن جائے' کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب سپیکر، ویسے ایک فکر ضرور آپ کو ہونی چاہیے کہ بن ضرور جائے۔

وزیر خزانہ، بن جائے' وہ تو ہم ان کو privately بھی کہتے ہیں اور آپ کی وساطت سے بھی کہتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں' میری بھی بات ہوئی تھی تو میں نے بھی یہی گزارش کی تھی کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہاؤس اپوزیشن لیڈر کے بغیر اچھا نہیں لگتا۔ تو کوئی جلد اس کا فیصلہ آپس میں بیٹھ کر کر لیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! یہ صرف distrub کرنے کے لیے ٹائم کی بات کر رہے ہیں' آدھا ٹائم تو انھوں نے اپنے پوائنٹس آف آرڈر پر لیا ہے۔

جناب سپیکر، اب disturb نہ کریں جی۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میں تو آج جب داخل ہوا اور آپ نے مجھے موقع دیا تو میں کچھ پریشان تھا کہ خواجہ صاحب تشریف نہیں رکھتے تو بات کرنے کا مزا نہیں آئے گا۔ مگر مجھے یہ پتا نہیں تھا کہ یہاں بہت سارے خواجے اور بھی موجود ہیں۔ بہرحال' گزارش یہ ہے کہ میں بات یہ کر رہا تھا کہ irrigation ----- net work

جناب سپیکر، ویسے لغاری صاحب! کتنا ٹائم اور لیں گے؟

سردار رفیق حیدر لغاری، بس' پانچ منٹ اور۔ بات یہ ہے کہ میں irrigation net work کے بارے میں بات کر رہا تھا اور امید کرتا ہوں کہ فنانس منسٹر نے میری اس تجویز کو ضرور نوٹ کیا ہوگا۔ اسی

طرح farm to market roads کا معاملہ ہے۔ بہت ساری farm to market roads پچھلے کئی برسوں میں بنیں اور اب بھی صرف on going schemes کے لیے کچھ فنڈ رکھے گئے ہیں۔ مگر ان کی maintenance کے بارے میں' کیونکہ خود ان کے اپنے شیڈول جو اتھارٹیز یہ روڈز بناتی ہیں' ان کے اپنے شیڈول کے مطابق پانچ سال کے بعد ہر سڑک کو major repairs کے لیے فنڈ مہیا ہونے چاہییں' مگر اس وقت اگر آپ دیہی علاقوں میں جا کر دیکھیں تو اکثر farm to market roads جو کہ چند سال پہلے بنیں' آج ان کی حالت یہ ہے کہ وہاں پر گزرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ چند سالوں بعد ہی پھر وہاں نئی سڑکیں تعمیر کرنی پڑیں گی' پرانی repair نہیں مانگیں گی۔ تو فنانس منسٹر صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ اس بارے میں بھی ضرور غور فرمائیں۔

جہاں تک صحت کا معاملہ ہے' صحت کے Rural Health Centres بنا دیے جاتے ہیں' Sub-Health Centres بنا دیے جاتے ہیں۔ ایک تو دور دور تک ان کی medical aid کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ اکثر ان یونٹوں میں آپ جائیں تو وہاں پر تعینات ڈاکٹر صاحبان پہلے تو اکثر موجود نہیں ہوتے۔ لیکن اگر خوش قسمتی سے کوئی کہیں پر موجود ہوں بھی سہی تو وہ بھی مریضوں کو پرچیاں مہیا کر دیتے ہیں' نسخہ بنا دیتے ہیں کہ وہ جا کر بازار میں سے یہ چیزیں لیں' مگر سرکاری طور پر وہاں پر میڈیسن کا نام و نشان نہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ میڈیسن' جس کے لیے لاکھوں روپے صوبائی سطح پر مہیا کیے جاتے ہیں' بلکہ میں کہتا ہوں کہ کروڑوں روپے' وہ کہاں جاتے ہیں' کیا وہ مارکیٹ میں دوبارہ بک جاتی ہیں یا ان کا کیا حشر ہوتا ہے؟ اس کے لیے بھی میں توقع رکھتا ہوں کہ اس چیز پر وزیر صحت خاص طور پر زور دیں گے۔ کہ جو عمارات اس وقت مہیا کی ہوئی ہیں ان کو proper function کرنا چاہیے اور وہاں میڈیسن مہیا ہونی چاہیے۔

جناب والا! چونکہ میرے بہت سے اور دوست بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لیے بے چین ہیں۔ تو اکثر بھائیوں نے مبارک بادیں ہی دی ہیں' مگر میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ تجویزیں پیش کرنے کا موقع ہے۔ میں بجٹ کے اعداد و شمار پر نہیں جاتا۔ وہ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ان اعداد و شمار کا جو چند مہینوں میں حشر ہونا ہے وہ آنے والا وقت بتائے گا۔ مگر یہ وقت ہے تجویز دینے اور اپنی ترجیحات مقرر کرنے کا۔ تو میں دوستوں سے صرف یہی گزارش کروں گا اور اپنی بات ختم کروں گا کہ اس وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دیجیے اور صرف مبارک بادوں پر بات ختم نہ

کیجیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ قاری صاحب۔ ملک ندیم کامران صاحب!

ملک ندیم کامران، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اصل صورت حال جو آج کی بحث میں چل رہی ہے وہ بجٹ پر بحث ہے۔ آغاز میں کل کی سعیدہ منیس کی تقریر سے کروں گا جو انھوں نے اپوزیشن ممبر کی حیثیت سے کی تھی۔ اس سلسلے میں ہیلتھ نرسنگ کے شعبے کے سلسلے میں صفحہ نمبر 511 کے بارے میں انھوں نے ایک غلط نگر یہاں پر دی جس کو میں سنڈی کر کے آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ صفحہ 511 پر 97-1996ء کے لیے 231 اسامیاں ہیں اور 231 اسامیاں 98-1997ء کے لیے ہیں۔ اس کے لیے تنخواہوں کے لیے جو پیسے رکھے گئے' وہ 80 لاکھ 37 ہزار روپے 97-1996ء کے لیے تھے اور 98-1997ء کے لیے 84 لاکھ 62 ہزار روپے ہیں۔ تو کل یہ بتایا گیا تھا اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ پیسے کم کیے گئے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ انھوں نے پوری طرح اپنی تسلی نہیں کی اور صفحے کو صحیح طریقے سے نہیں پڑھا' اس میں اضافہ ہے' کمی نہیں۔ اسی طریقے سے صفحہ نمبر 386' پولیس کے سلسلے میں انھوں نے کل یہاں پر بیان دیا تھا کہ 74415 اسامیاں 97-1996ء کے لیے' اور 78075 اسامیاں 98-1997ء کے لیے تنخواہ کی مد میں کمی کی گئی ہے۔ جناب والا! یہ بات بھی غلط ہے۔ وہ وہاں پر دیکھ لیں' اس میں اضافہ کیا گیا ہے' کمی نہیں۔ اسی طرح ایک اور طریقے سے اسمبلی کو اور پنجاب کے عوام کو misguide کرنے کی کوشش کی گئی۔ وہ یہ کہ انھوں نے بتایا کہ زراعت سے وابستہ لوگ اگر قرضہ لیتے ہیں تو سترہ اٹھارہ فی صد شرح کے حساب سے انھیں دیا جاتا ہے۔ اور تاجروں کو چھ فی صد کے حساب سے۔ یہ بھی misguide کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ اصل صورت یہ ہے کہ تاجر بھی اکیس بائیس فی صد کے حساب سے قرضہ لیتا ہے' نہ کہ چھ فی صد کے حساب سے۔ اسی طرح ایک اور بات بھی یہاں پر کی گئی۔ وہ فوڈ سٹیمپ سکیم کے سلسلے میں کی گئی۔ تو فوڈ سٹیمپ سکیم کے متعلق یہ بھی کہا گیا کہ یہ شہروں کے لیے رکھی گئی ہے اور اس میں دیہاتوں کو involve نہیں کیا گیا۔ تو میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس سکیم کو ابھی trial base پر صرف تین شہروں پر لاگو کیا گیا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ سکیم کامیاب ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کو

دیہاتوں میں بھی متعارف کرانا چاہیے اور اس کا دائرہ بڑھانا چاہیے۔

اس کے علاوہ جہاں تک اس بجٹ کے خوب صورت ہونے کا تعلق ہے' تو اس میں سب سے خوب صورت بات یہ ہے کہ ترقیاتی فنڈز میں ریکارڈ اضافہ کیا گیا ہے۔ پنجاب کی تاریخ میں اتنا اضافہ نہیں کیا گیا اور یہ خوش آئند بات ہے۔ کیونکہ ان برے حالات میں' جو کچھ اس ملک کے ساتھ پچھلے تین سال میں ہوا اس کی بنیاد پر ایسے بجٹ کا تو شاید کبھی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان برے حالات میں اتنے اچھے طریقے سے اس بجٹ کو بنایا گیا جس کے لیے پوری ٹیم اور ہمارے وزیر خزانہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اس کے علاوہ یہاں پر کل زرعی شعبے کا بھی بہت ذکر کیا گیا کہ زرعی شعبے کو دبایا جا رہا ہے لیکن incentives دیکھیں کہ کیا دیے گئے۔ ٹریکٹر کی قیمت کا ہمارے قائد میاں شہباز شریف نے یہاں اعلان کیا کہ اس کی قیمت کو کم کیا جا رہا ہے اور وفاقی سطح پر اس سلسلے میں بات ہو چکی ہے۔ اسی طرح زرعی شعبے میں 83% کو اس سے نکال دیا گیا ہے۔ اس پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا اور اگر 17% ملک کی ترقی میں کچھ ہاتھ بٹا دیں گے یا اس کے لیے اپنا کوئی حصہ ڈال دیں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ 17% پورے پنجاب کے زمیندار کو misguide کرنے کے لیے اپنی خدمات پیش کریں بلکہ ان کو ملکی ترقی کے لیے اپنے آپ کو صرف کر دینا چاہیے اور جو کچھ حکومت مانگ رہی ہے یا ملک کی جو ضرورت ہے اس کو پورا کرنے میں ان کو کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح زرعی شعبے میں یہ تاریخی اور اہم فیصلہ ہے کہ جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی تمام آمدنی 100 فی صد آمدنی زرعی شعبے پر ہی لگے گی۔ میں اس ہاؤس کے ان معزز ممبران سے پوچھنا چاہتا ہوں اور اپوزیشن کے ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج تک کسی بھی شعبے میں جو آمدن ہوئی ہے' میرا خیال ہے کہ یہ اس بات کی تاریخ ہے کہ 100فی صد جس چیز کی آمدن ہوئی ہے وہ 100 فی صد اسی پر خرچ ہو۔ یہ آج تک کبھی نہیں ہوا۔ یہ پہلا انقلابی اقدام ہے جس کی مثال آج تک نہیں ملتی۔

اسی طرح کالا باغ ڈیم کا ذکر ہوا۔ کالا باغ ڈیم کا ذکر اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ یہ پاکستان کے لیے اور پنجاب کے لیے انتہائی اہمیت رکھتا ہے اور اس سلسلے میں وفاقی حکومت اپنی سطح پر کام کر رہی ہے۔ یہ وفاقی مسئلہ ہے لیکن اس کے لیے پنجاب کی ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ تو اس سلسلے میں' میں اس کی پوری حمایت کرتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کے سلسلے

میں ہمیں کوئی واضح پالیسی جلد منظر عام پر لانی چاہیے۔ اس کے لیے ایک اور بات ابھی ہمارے اپوزیشن کے ایک ایم۔ پی۔ اسے صاحب فرما رہے تھے کہ on going schemes کے لیے پیسے کیوں رکھے گئے؟ تو جناب' یہ اپنے اپنے سمجھنے کی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے اچھا اقدام ہے۔ اس لیے کہ جب حکومتیں بدلتی ہیں یا ایم۔ پی۔ اسے کچھ interest لینا شروع کرتے ہیں' کچھ نہیں لینا شروع کرتے تو ایک سکیم جو 4۔ کروڑ سے تعمیر ہونی ہے یا جاری ہونی ہے تو اس کے لیے 2۔ کروڑ ایک دفعہ مل جاتا ہے اور پھر آئندہ دس سال تک وہ آدھی سکیم بن کر رکی رہتی ہے اور نہ اس کے لیے کوئی interest لینا ہے' نہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ کسی دوسرے نے کام شروع کیا تھا اب میں اس کو کیوں مکمل کرواؤں۔ تو بہتر فیصلہ جو ہوا ہے وہ یہ ہے کہ on going schemes کے لیے زیادہ فنڈز allocate کیے گئے ہیں تاکہ رکے ہوئے پروجیکٹس کو فوری طور پر مکمل کیا جائے اور اس سے عوام الناس کو فائدہ پہنچ سکے۔ یہ ایک بہت اچھا فیصلہ ہے۔

اسی طرح ایجوکیشن جو کہ نہ صرف پنجاب بلکہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس دفعہ یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ ایجوکیشن کے لیے بہت زیادہ فنڈز allocate کیے گئے ہیں کیونکہ جب تک تعلیم اس ملک میں نہیں آئے گی' جب تک تعلیم اس صوبے میں نہیں آئے گی تب تک اس ملک میں ترقی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں ابھی یہ بات کی گئی کہ پرائمری سکول تک ٹاٹ سسٹم کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس کے لیے زیادہ پیسے لگائے جا رہے ہیں۔ تو میں اپنے فاضل دوست کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں اور اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ کسی انسٹی ٹیوشن کی بنیاد ٹھیک نہیں کریں گے' کسی عمارت کی پہلی اینٹ ٹھیک نہیں رکھیں گے تو وہ عمارت صحیح تعمیر نہیں ہو سکتی۔ یہ بہت بڑا انقلابی اقدام ہے۔ اللہ کرے کہ یہ جو وعدہ کیا گیا ہے یا جس کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں اللہ کرے کہ یہ پیسے تعلیم پر خرچ ہوں اور اس سلسلے میں پرائمری تک ٹاٹ سسٹم ختم ہو' فرنیچر ملے۔ وہاں پر اگر اساتذہ کرام کی کمی ہے تو وہ بھی پوری کی جائے کیونکہ صرف فرنیچر دینے سے ہی یہ معاملات حل نہیں ہوں گے۔ اس کی باقی ضروریات بھی پوری ہونی بہت ضروری ہیں۔

اس کے علاوہ پولیس کے شعبے میں جو فنڈز کی ایلوکیشن ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی کاروبار' کوئی زراعت' اس ملک میں کسی قسم کا عمل دخل تب تک ممکن نہیں جب تک لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بہتر نہیں ہوتی۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم آج سے پچاس سال پرانی بندوقیں ہاتھ میں پکڑ کر

لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کر لیں گے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کے سلسلے میں ٹرانسپورٹ کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ جدید اسلحے کا ہونا بھی بہت ضروری ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب اس شعبے میں زیادہ بہتر طریقے سے اصلاحات کی جائیں۔ ان کو پیسے allocate کیے جائیں اور وہ اپنے مسائل کو حل کر کے عوام الناس کے مسائل کو حل کرنے کی طرف توجہ دیں۔

اس کے علاوہ میں اب اپنے شہر ساہیوال اور ضلع ساہیوال کے بارے میں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آج اچھا موقع ہے کہ وزیر خزانہ یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں دو تین چیزیں بہت ضروری ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ ساہیوال کو اس بجٹ میں نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہیلتھ ڈویلپمنٹ ہے۔ اس کا بجٹ میں صفحہ نمبر 196 ہے۔ اس کے اوپر میں نے سارا دیکھا ہے۔ ہسپتال وغیرہ کی ڈویلپمنٹ، میڈیکل سکیم کی ڈویلپمنٹ کے لیے ساہیوال کے لیے کوئی پیسے نہیں رکھے گئے۔ اسی طرح ایجوکیشن سکولز ہیں اس سلسلے میں بھی صفحہ نمبر 174 میں صرف ایک سکول 45/12-L کو upgrade کیا گیا ہے لیکن اس کے لیے فنڈز allocate نہیں کیے گئے۔ اسی طرح ٹاؤن ڈویلپمنٹ کے سلسلے میں صفحہ نمبر 254 یہ دکھاتا ہے کہ تین مرد سکیم پچھ وطنی کے لیے 20 ۔ لاکھ رکھے گئے ہیں لیکن عرصہ دراز سے ساہیوال میں ایک سکیم بن چکی ہے لیکن اس کے لیے فنڈز allocate نہیں کیے گئے جو allocate کرنے بہت ضروری تھے۔ اس لحاظ سے کہ ہم نے اپنے low income لوگوں کو پلاٹس الاٹ کرنے کے لیے ایک سکیم تیار ہے۔ جگہ منظور ہو چکی ہے اور اس کی distribution کے لیے تھوڑے سے پیسے درکار تھے جن کو رکھ کر اس سکیم کو آگے چلانا ہے تو اس کے لیے بھی اگر غور ہو جائے اور اس کے لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں خصوصی توجہ دے کر اس سلسلے میں آگے ڈویلپمنٹ کے لیے کچھ پیسے allocate کرنے چاہئیں۔ اسی طرح ساہیوال کے بارے میں ہمیشہ دو آراء رکھی گئی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ زرعی ضلع ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہ انڈسٹریل ایریا سے دور ہے اس لیے کہ یہاں پر گیس نہیں ہے۔ تو ان دونوں لحاظ سے یہ آج تک پستا رہا ہے۔ اس سلسلے میں اس دفعہ بھی اس بجٹ میں ان سے تھوڑی سی زیادتی بھی کی گئی کہ ایگریکلچر ڈویلپمنٹ کے سلسلے میں صفحہ نمبر 245 پر کسی قسم کا کوئی فنڈ ساہیوال کے لیے allocate نہیں کیا گیا۔ جبکہ وہاں یوسف والا میں Maize Research Farm بہت اہمیت رکھتا ہے اور جب ہم کہتے ہیں کہ زراعت کے لیے ریسرچ کا ہونا بہت ضروری ہے تو اس فارم کے لیے بھی وہاں پر پیسے allocate کرنا بہت

ضروری ہیں۔ اسی طرح انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کے سلسلے میں بھی چونکہ اب ساہیوال میں سوئی گیس آ چکی ہے تو ہمیں چاہیے تھا کہ انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کے سلسلے میں بھی وہاں پر ہمیں انڈسٹری فری زون یا کوئی ایسا incentive دینا چاہیے تھا جس سے وہاں پر ترقی کے دروازے کھل سکتے۔ اس طرح ساہیوال شہر اور ضلع ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا۔

تو یہ میں نے اس حوالے سے بات کی۔ میں overall یہ بات کہوں گا کہ یہ تاریخی بجٹ ہے۔ اس سلسلے میں اپوزیشن یا کوئی ایسے لوگ جو مخالفت برائے مخالفت ہی کرنا چاہتے ہیں وہ شوق سے تقریریں کریں لیکن حقیقت کا سامنا ان کو کرنا چاہیے۔ آج تک یہ بتائیں کہ سابقہ تین سالوں میں کبھی انھوں نے کسی مد میں کوئی ایسی allocation کی جو کہ قوم اور ملک کے لیے صرف کی گئی ہو تو پھر ان کی بات وزن رکھتی ہے لیکن اپنے دور میں تو انھوں نے کچھ نہیں کیا۔ اب criticize کرنے کی ضرورت نہیں۔ اچھے اقدام کو سراہا جانا چاہیے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، جی شکریہ کامران صاحب۔ خواجہ سعد رفیق صاحب۔

خواجہ سعد رفیق، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا ۔ جناب سپیکر! وزیر اعظم پاکستان جناب نواز شریف کی مدبرانہ اور ولولہ انگیز قیادت میں پچھلے تین برس میں مسلم لیگ کے لاکھوں کارکنوں نے ظلم و جبر، لوٹ کھسوٹ، اقربا پروری اور آمرانہ رویوں کے خلاف ایک بھرپور جدوجہد کی اور پھر یہ اس جدوجہد کا نتیجہ تھا کہ تین فروری کا دن آیا اور پاکستان کے عوام نے اپنے ووٹ کی طاقت سے ان طالع آزما رہنماؤں کو مسترد کر دیا جو دراصل راہ زن تھے ۔ تین فروری کو پاکستان مسلم لیگ کو جو عظیم مینڈیٹ ملا اس کا تقاضا یہی تھا کہ جب ہماری جماعت اور ہمارے قائد اقتدار میں آئیں تو قوم کی ترقی اور پاکستان کی فلاح کے لیے ایسے منصوبے بنائیں ایسا بجٹ پیش کریں جس سے پاکستان تعمیر و ترقی اور خود انحصاری کے راستے پر گامزن ہو۔ میں قائد ایوان جناب محمد شہباز شریف اور صوبائی وزیر خزانہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو دل کی گہرائی سے متوازن اور مثالی بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ میں پنجاب اسمبلی کے اراکین اور پنجاب کے عوام کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ پہلی بار پنجاب کی تاریخ میں ایک ایسا مثالی بجٹ پیش ہوا ہے ۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کے بڑے اہم اور نمایاں پہلوؤں میں سے ایک پہلو زرعی انکم ٹیکس ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکس ہے جو 83 فی صد چھوٹے کاشتکاروں کو taxnet سے باہر کرتا ہے ' ایک ایسا ٹیکس جس سے حاصل شدہ محصولات کی تمام تر آمدنی زراعت کی بہتری اور کسان کی بہبودی پر خرچ ہو گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ جب یہ پیسہ زراعت کی betterment پر لگے گا اور جب کسان کی زندگی کا معیار بلند ہوگا تو وہ مٹھی بھر لوگ جو زرعی ٹیکس پر تنقید کرتے ہیں وہ اس بات کو اپنے دل سے اس وقت تسلیم کر لیں گے کہ یہ فیصلہ بروقت اور تاریخی تھا اور زرعی ٹیکس کے نفاذ کے فیصلے میں میں بالخصوص پنجاب اسمبلی کے ان زمیندار ارکان کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے خود اپنے ہاتھ سے یہ تاریخی اور اہم فیصلہ کیا۔

جناب والا! اس بجٹ میں سرکاری افسران اور ارکان حکومت کے سرکاری خرچ پر علاج و معالجہ کی جو بیرون ملک پابندی عائد کی گئی ہے یہ بھی قابل تعریف ہے اور جناب ایک اور پابندی جو عائد کی گئی کہ کوئی unported گاڑی سرکاری استعمال کے لیے نہیں خریدی جا سکتی یہ بھی حکومت کا قابل تحسین قدم ہے اور اس ملک میں جہاں قوم کے خزانے کو شیر مادر سمجھا جاتا تھا وہ ملک جہاں قومی اثاثوں کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھا جاتا رہا آج اللہ کے فضل و کرم سے ہم یہ بات فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ پچھلے چار ماہ میں میرٹ سے ہٹ کر کوئی پوسٹنگ اور کوئی appointment پنجاب کے اندر نہیں کی گئی ۔

جناب سپیکر! اس ملک میں ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے لاکھوں میٹرک اور ایف ۔ اے پاس بابوؤں کا ایک لشکر بھرتی کر لیا گیا ہے جو اپنے لیے کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ اس بجٹ میں ان نوجوانوں کو فنی تربیت سے لیس کرنے کے لیے تین ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے اور جب وہ نوجوان ٹیکنیکل ٹریننگ لے کر نکلیں گے انہیں چھوٹے چھوٹے قرضے ملیں گے وہ عزت اور عافیت کے ساتھ اپنا اور اپنے اہل خانہ کا پیٹ پال سکیں گے اور پاکستان بالخصوص پنجاب جو بے روزگاری کا عفریت ہے اس سے نجات حاصل کر سکے گا۔

پی۔ آر۔ ٹی۔ سی کا خاتمہ، جناب سپیکر! ہر حکومت پی۔ آر۔ ٹی۔ سی کے مسئلے پر بلیک میل ہوتی رہی لیکن جناب شہباز شریف کی حکومت نے جرأت مندانہ فیصلہ کیا اور پی۔ آر۔ ٹی۔ سی کا خاتمہ کر

کے چالیس کروڑ سالانہ کا جو خسارہ تھا اس سے حکومت پنجاب کو نجات دلائی ۔

پولیس، جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری پولیسنگ اور ہمارا پولیس سسٹم ناکارہ ہو چکا ہے۔ پہلی مرتبہ ایسی منصوبہ بندی کی گئی ہے کہ پولیس کو اسلحہ دینا تو الگ بات ہے ان کی اخلاقی تربیت کے لیے ' ان کی پیشہ وارانہ تربیت کے لیے Academies قائم کی جا رہی ہیں اس کے لیے بجٹ میں رقم allocate کی گئی ہے ۔

جناب والا! میں ایک ایسے حلقے کو represent کرتا ہوں جس میں ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی ہے جہاں اس ملک کے امیر ترین لوگ رہتے ہیں جب میں وہاں جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی اور غریبوں کی بستیوں کے درمیان چار فٹ کی ایک دیوار ہے ۔ ایک طرف زندگی مسکرا رہی ہے دوسری طرف زندگی سسک رہی ہے ۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں میاں محمد شہباز شریف اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو ۔ کہ وہ ملک جہاں غریب بھوک سے بلک رہے ہوں لاکھوں بیٹیاں ' بوڑھے اور بچے پبلک ٹرانسپورٹ کے انتظار میں چلچلاتی دھوپ میں کھڑے رہتے ہوں وہاں ان لوگوں پر ٹیکس لگنا چاہیے ۔ جن کے پاس لینڈ کروزر ہے ۔ جن کے پاس بی ۔ ایم ۔ ڈبلیو ہے وہ ٹیکس دیں گے اور وہ ٹیکس غریبوں کی betterment کے لیے خرچ کیا جائے گا ۔ وہ ملک جہاں کروڑوں لوگ شکستہ گھروں میں رہتے ہیں وہاں ٹیکس لگنا چاہیے تھا ان چار چار کنال کے عالی شان محلات میں رہنے والے لوگوں پر ٹیکس لگنا چاہیے تھا کہ ان سے پیسہ وصول کر کے اسے غریبوں کے بہتری کے لیے خرچ کیا جائے ۔ جناب سپیکر! یہ فیصلہ اگر اسلام کے مطابق نہیں تو پھر کیا ہے ۔

جناب سپیکر! ہمارے بجٹ میں فوڈ سٹمپ سکیم دی گئی ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک انقلابی سکیم ہے ۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ تین شہروں میں پائلٹ پراجیکٹ ہے اس کا دائرہ کار پورے صوبے میں پھیلایا جائے گا لیکن میں اس بارے میں یہ گزارش ضرور کروں گا کہ دیہات کے غریب لوگوں کے لیے بھی ایسی کوئی انقلابی سکیم شروع کی جانی چاہیے ۔

جناب سپیکر! ایک طرف دکھوں کی ماری قوم ہے اور طرف ایک وہ مسلم لیگی کارکن ہیں جن کی جدوجہد کے نتیجے میں ہم برسر اقتدار آئے ہیں ۔ ان کی بھی کچھ توقعات اور خواہشات تھیں لیکن ہمارے قائد نے کہا کہ پیٹ پر پتھر باندھ کر لڑیں گے فیصلے میرٹ پر ہوں گے اور کوئی تو ہو گا جو سب سے آگے بڑھ کر پاکستان میں اس انقلاب کی بنیاد رکھے گا اور میرٹ پر فیصلے کرے گا اور یہ

اعزاز ہمارے قائد جناب میاں محمد نواز شریف کو جاتا ہے اور یہ اعزاز ہمارے قائد جناب شہباز شریف کو جاتا ہے اور اس بات پر ہم انھیں خراج تحسین پیش کرنے پر حق بجانب ہیں ۔

جناب سپیکر! آج یہاں Community Centres کی بات ہوئی ۔ وہ کمیونٹی سنٹر پر قوم کا پیسہ خرچ کر کے اپنے ذاتی ڈیروں میں تبدیل کر لیا جائے ان لوگوں کو کیوں نہ expose کیا جائے ۔ وہ لوگ جنھوں نے قوم کے خزانے کا کروڑوں روپیہ وزیر اعلیٰ ہاؤس کی تزئین پر خرچ کیا انھیں کیوں بے نقاب نہ کیا جائے اور وہ لوگ جب اقتدار کا نام سنتے ہیں ان کے منہ سے لالچ کے مارے رال ٹپکنے لگتی ہے۔ وہ لوگ جو آئے روز اپنی وفاداریاں تبدیل کرتے ہیں جو اقتدار کے لیے مخالفی سازشوں میں لگے رہتے ہیں قوم نے تین فروری کو فیصلہ کر کے ان کو مسترد کیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جناب سپیکر! پوری قوم دیکھے گی کہ جو ووٹ انھوں نے نواز شریف کو دیا جو ووٹ انھوں نے شیر کو دیا ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے قائد کی قیادت میں سر بلند کر کے پوری جرأت کے ساتھ وقار کے ساتھ عزت کے ساتھ آبرو کے ساتھ اکیسویں صدی میں داخل ہونگے اور شاعر نے کہا ہے کہ

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے
یہ نکلتے ہوئے سورج کی تنک تابی ہے

شکریہ

جناب سپیکر ، جناب سعید اکبر خان !

جناب سعید اکبر خان ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر ' میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم بحث میں حصہ لینے کا موقع بخشا ۔ جناب والا ' جو بجٹ میرے بزرگ ' جن کا مجھے بہت احترام ہے ' انہوں نے پیش کیا اور میں ان کو جانتا ہوں کہ جتنے خوبصورت الفاظ اس میں کہے گئے وہ ان کے نہیں ہوسکتے ۔ وہ کسی اور نے لکھے ہیں۔ وہ بہت خوبصورت ہیں۔ جناب والا ' ایک بات کہ جس دن ایگریکلچر بل اس ایوان میں پیش کیا گیا۔ اور میں نے اس کو oppose کیا اور اس پر میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میرے محسن کھوسہ صاحب نے اس وقت جذبات میں آ کر کچھ باتیں کہیں ۔ میں اسی دن ان باتوں کا جواب دینا مناسب سمجھتا تھا لیکن میں نے آپ کے لحاظ اور آپ کی مہربانی سے جو اس وقت میں نے تقریر شروع کی اور میرے دوستوں نے interrupt کرنے کی کوشش کی تو آپ نے

ان کو allow نہیں کیا۔ اس لیے میں نے بھی اس وقت interrupt نہ کرنا مناسب سمجھا اور میں نے یہ بھی سوچا کہ میں نے بجٹ پر تقریر کرنی ہے اس میں ان کا جواب دوں گا ۔ دو تین باتیں اس میں ہوئیں۔ ایک بات وزیر خزانہ نے فرمائی کہ پارٹیاں تبدیل کرنا جناب والا! میں نے آج تک کسی پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن نہیں لڑا ۔ اسی لیے کوئی پارٹی تبدیل کرنے کا الزام مجھ پر صحیح نہیں۔ میرے سامنے ایسے چہرے بھی ہیں جو پیپلز پارٹی میں بھی تھے ۔ تحریک استقلال میں بھی تھے ۔ نیپ میں بھی تھے اور مسلم لیگ میں بھی تھے ۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ یہ چند لوگ پتا نہیں ہماری اس لہر سے کیسے بچ گئے ۔ جناب والا ' میں یہ بھی گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ سیاسی طوفان اس ملک میں جو مجھے یاد ہیں وہ میں نے دو دیکھے ہیں۔ ایک 1970 میں پیپلز پارٹی کا سیاسی طوفان تھا۔ اور لوگوں نے ان کو بھرپور ووٹ دیے ۔ ایک 1997 میں محترم محمد نواز شریف کا تھا جس میں لوگوں نے ان کو بھرپور ووٹ دیے ۔ جناب والا ' میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ 1970 میں بھی ہمارے خاندان نے اپنے ضلع میں اپنی سیٹیں اس لہر سے بچائیں۔ جناب والا! 1997ء میں بھی ہم نے اس طوفان سے اپنی سیٹیں بچائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کا لاکھ لاکھ کرم ہے اور میرے ضلع کے لوگوں کی دعائیں اور کوششیں ہمارے ساتھ تھیں کہ جس کی وجہ سے ہم اس طوفان سے بھی بچ نکلے ۔ اس کے بعد میرے محترم نے یہ بھی فرمایا کہ اب میری باتیں سن کر سعید اکبر خان کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے۔ جناب والا! میرا خون سرخ ہے ۔ جن کے خون سرخ ہوتے ہیں جب وہ کسی بات کو محسوس کرتے ہیں تو ان کے چہرے کے تاثرات بھی سرخ ہو جاتے ہیں۔ جن کے خون سفید ہو چکے ہوں جب ان کو کوئی بات محسوس ہو گی تو ان کے چہرے کا رنگ بھی سفید ہو گا۔

جناب والا! اس کے بعد میں بجٹ پر کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔ میں بجٹ تقریر سے پہلے یہ سوچتا رہا اور میں نے بجٹ پڑھا بھی سہی ۔ سوچ سوچ کے میری سمجھ میں جو بات آئی کہ اب صوبہ پنجاب کی عوام ان لفظوں کی ہیرا پھیری کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اب ہم نے بجٹ کو اس نظر سے دیکھنا ہے کہ آیا جو بھی بجٹ اس صوبہ میں پیش ہوا ہے کیا اس سے ایک عام آدمی اور غریب آدمی کی کوئی بہتری ہوئی ہے۔ جناب والا ' میں نے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے 1985ء سے بجٹ پیش ہوتے ہوئے دیکھے ہیں لیکن جو بھی بجٹ آتا ہے وہ ہر دفعہ اس سے کوئی بہتری اور اچھائی آج تک نہیں ہوئی ۔ ہر آدمی اس بجٹ کو یہ کہہ کر رد کر دیتا ہے کہ جناب والا ' اس سے تو پچھلا سال بہتر تھا ۔ اس

سال تو اور ابتری ہوئی ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی حکومت یہ کوشش کرتی ہے کہ ہم جو بجٹ پیش کریں تو اس میں بہتری ہو ۔ لیکن وہ بہتری نہیں ہو پاتی ۔ اب ہمیں اس بات کا تجزیہ کرنا ہو گا کہ ان تمام کوششوں کے باوجود ہم بہتری کی طرف کیوں نہیں جا رہے؟ ہم ابتری کی طرف کیوں جا رہے ہیں؟ جناب والا! ہمیں سٹڈی گروپ بنانے ہوں گے ۔ اور ہمیں اسے سے لے کر زیڈ تک سٹڈی کرنی ہوگی کہ کہاں کہاں خرابیاں ہیں اور ہم ان کو کیسے دور کر سکتے ہیں۔ otherwise اسی طرح بجٹ پیش ہوں گے اور وقت گزرتا جائے گا اور ایک دن ایسا آئے گا کہ اس کا رزلٹ عجیب ہو گا۔

جناب سمیع اللہ چودھری، جناب والا ' پوائنٹ آف آرڈر! ہاؤس کے اندر لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی ۔

جناب سعید اکبر خان ، میں نے ایک لفظ بھی لکھا ہوا نہیں پڑھا۔

جناب سپیکر ، میں سن رہا ہوں کوئی لکھی ہوئی چیز مجھے نظر نہیں آئی ۔ آپ کو کون سی چیز لکھی ہوئی نظر آئی ہے ۔

جناب سمیع اللہ چودھری ، انھوں نے لکھی ہوئی تقریر اپنے آگے رکھی ہوئی ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ کو کوئی چیز لکھی ہوئی نظر آئی ہے ؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا ' یہ نئے نئے آئے ہیں ۔ ان کو بات کرنے کا شوق ہے ----- اس کے لیے دیکھنا ہوگا کہ وہ چیز جو ہماری تمام پلاننگ کو کھا جاتی ہے؟ وہ کیا بلا ہے جو ہمارے تمام ترقیاتی پروگرام کو ختم کر دیتی ہے ۔ جو میں نے دیکھا ہے اور میں نے سوچا ہے اس میں دو بہت بڑی اہم باتیں ہیں جب تک اس پہ ہم توجہ نہیں دیں گے ہمارے تمام منصوبہ جات ختم ہوتے چلے جائیں گے اور ہمیں کہیں بہتری نظر نہیں آئے گی ۔ اس میں جو سب سے بڑی بات ہے وہ آبادی کا بڑھنا ہے ۔ جس طریقے سے ہمارے ملک میں اور ہمارے صوبے میں آبادی بڑھ رہی ہے اگر ہم نے اس پر غور نہ کیا تو ہمارا کوئی بھی منصوبہ کامیابی کے ساتھ ہم کنار نہیں ہو سکتا ۔

دوسری جو بات میری سمجھ میں آئی ہے وہ رشوت ہے کہ جو بھی ہم منصوبے بناتے ہیں ان کا 60 فی صد on ground خرچ نہیں ہوتا ۔ اسی لیے ہمارا کوئی بھی منصوبہ کامیاب نہیں ہوتا ۔ جناب والا ' ہمیں اس بات پر زور دینا ہوگا اور اس بات کو عوام میں realise کرانا ہوگا تاکہ ان برائیوں کو

کنٹرول کر کے ہم ترقی کی راہ پہ گامزن ہو سکیں۔ جناب والا ' اس بجٹ میں اخراجات کو کم کرنے کے لیے بہت شور مچایا گیا اور اس پہ مبارک بادیں دی گئیں۔ بہت اچھی بات ہے۔ Non-Development Budget کی growth کو کم کرنا میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھی بات ہے۔ لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس کی growth ایک دم کیسے بڑھی؟ اس کی back پہ کیا تھا؟ اس میں کیوں اتنی ایک دم growth آئی؟ جناب والا! اس سلسلہ میں میں ایک وجہ پیش کرتا ہوں کہ کس طرح بڑھی۔ 85-1984ء کی Non-Development Budget کی growth 12.73 بلین تھی۔ جو اس سال Non-Development side پہ اس کی increase تین چار پانچ سال کے بعد 90-1989ء میں 26.75 growth بلین تھی جو کہ تقریباً سو فی صدی ہے۔ جو لوگ آج اخراجات کو کم کرنے کا شور مچا رہے ہیں جناب والا! یہ growth بھی انہی کے دور حکومت میں ہوئی ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ وہ جس طرح کی باتیں فرما رہے ہیں ان پر عمل بھی کر سکیں تاکہ اس صوبے کے لیے کچھ بہتر ہو سکے۔ جناب سپیکر! آج میں merit کی بات بھی کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے بھی میں دعا گو ہوں کہ merit ہونا چاہیے لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس merit کی دھجیاں کب اڑائی گئیں اور اس کا رواج کب پڑا؟۔ جناب والا! وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ میں وزیراعلیٰ کا دفتر ہوتا تھا۔ اس کے بعد 90۔ شاہراہ قائداعظم پر دفتر کس نے بنایا؟ انہی کے دور حکومت میں بنا۔ recruitment کے معاملے میں merit پر بڑا زور ہے ' میں بھی چاہتا ہوں کہ merit ہو اور ہر پاکستانی ' صوبہ پنجاب کا ہر شہری یہ چاہتا ہے کہ merit ہونا چاہیے۔ اب تو انہیں لازماً merit پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ 95 فی صد لوگوں نے ان کو ووٹ دیے ہیں-----

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اپنے بھائی جناب سید اکبر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب 90۔ شاہراہ قائداعظم بنا تھا تو کیا اس وقت میرے بھائی بھی اس کابینہ میں تھے یا نہیں؟

جناب سید اکبر خان: جناب والا! میں اس کو admit کرتا ہوں کہ میں کابینہ کا ممبر تھا اسی لیے تو میں ان کو بتا رہا ہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ مسلم لیگ کی حکومت کو merit پر عمل کرنا پڑے گا کیونکہ میرے خیال میں اگر کل ووٹوں کی calculation نکالی جائے تو 95 فی صد ووٹ ان کو

پڑے ہیں اور اب بھی یہ merit پر عمل نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے؟ جناب والا! ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ 24 ۔ ہزار لوگوں کو تمام rules and procedure relax کر کے کس کی حکومت میں بھرتی کیا گیا؟۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میں جناب سید اکبر خان سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو 24 ۔ ہزار آدمیوں کی بھرتی کا کہہ رہے ہیں اس میں انھوں نے اپنے کتنے آدمیوں کو بھرتی کروایا تھا؟ ۔ دوسرا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھی کے دور میں 7 ۔ کلب کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی تھی؟

جناب سپیکر: اس طرح پوائنٹ آف آرڈر پر سوال کرنے سے بہتر ہے کہ آپ اپنا نام دیں اور اپنی تقریر میں یہ ساری چیزیں لے کر آئیں ۔ آپ مجھے اپنا نام بھجوائیں آپ کو ضرور وقت دیں گے لیکن اس طرح پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا ٹھیک نہیں۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر! میں پہلے ہی admit کر چکا ہوں کہ میں اس کابینہ میں تھا ' مجھے علم ہے اسی لیے تو میں یہ سب کچھ بتا رہا ہوں ۔ کسی اور کو شاید علم نہ ہو لیکن مجھے معلوم ہے۔

جناب آصف علی ملک : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: اگر کوئی سوال ہے تو رہنے دیں ۔

جناب آصف علی ملک : جناب سپیکر! میں صرف یہ جاننا چاہوں گا کہ ----

جناب سپیکر: آپ پھر سوال پوچھ رہے ہیں ۔ ان کے بعد آپ کی باری آ رہی ہے اس وقت یہ سب باتیں کر لیجیے گا۔

جناب آصف علی ملک : جناب والا! میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ نگئی ' وٹو ' پیپلز پارٹی ' مسلم لیگ ہر دور میں میرے بھائی وزیر بن جاتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سعید اکبر خان ، وجہ یہی ہے کہ میں elect ہوتا رہا ہوں۔ جناب والا! اس صوبے میں out of turn promotion کا رواج کب پڑا؟ اور کس نے اس صوبے کے افسران کو اپنی پسند کے مطابق out o f turn promotion دیں؟ کیا اس کا بھی تجزیہ کیا جائے گا؟ ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے اگر اب ہم یہ کہیں کہ merit ہو تو جنھوں نے پہلے merit کی دھجیاں اڑائی ہیں انھی نے اس کو ٹھیک کرنا

ہے۔ میں اس بات پر خوش ہوں کہ ان کو احساس ہوا اور وہ اس کی تلافی کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ جناب والا! اس بجٹ کے بارے میں یہ کہا گیا کہ اس میں امیروں پر ٹیکس لگائے گئے ہیں عام آدمی پر ٹیکس نہیں لگائے گئے ۔ جناب سپیکر! میں نے زرعی انکم ٹیکس بل پر گزارش کی تھی کہ اس ملک کی 75 فی صد آبادی پر ٹیکس لگا ہے میں اپنی اس بات پر آج بھی قائم ہوں اور میرے محترم سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے فرمایا تھا کہ ہم نے 83 فی صد کاشت کاروں کو چھوٹ دی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید ان کو misguide کیا گیا ہے۔ جناب والا! بارہ ' ساڑھے بارہ ایکڑ ملکیت رکھنے والے ' holdings کو اس جگہ ٹیکس میں چھوٹ دی گئی ہے ' اسی طرح بارانی علاقے میں 25 ایکڑ کے مالک کو چھوٹ دی گئی ہے ۔ جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ٹیکس landless آدمیوں پر لگا ہے' جو لوگ کاشت کاری سے منسلک ہیں ان پر یہ ٹیکس لگا ہے ۔ اس کے دلائل میں اس طرح دیتا ہوں کہ جو بھی landless آدمی ہے وہ کسی دوسرے کا رقبہ کاشت کرتا ہے ۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ یا تو ہم رقبہ حصے پر دیتے ہیں یا پھر ٹھیکے پر دیتے ہیں۔ جس دن حکومت کے نمائندوں نے ٹیکس کی demand کا پرچہ زمینداروں کے ہاتھ میں تھمایا اسی دن انھوں نے وہ پرچہ pass on کر کے ان لوگوں کو دے دیا جو حصے پر یا ٹھیکے پر زمین کاشت کرتے تھے اور ان سے کہا گیا کہ یہ موجودہ حکومت نے ٹیکس لگایا ہے لہذا آپ اسے جمع کروائیں ' آپ اس کا حصہ دیں ۔ میں آج چیلنج کرتا ہوں کہ یہ ٹیکس اسی طرح وصول ہوگا۔ بڑے زمیندار اگر رقبہ خود کاشت کرنا بھی چاہیں تب بھی انھیں وہاں کی لوکل آبادی کو اپنے ساتھ منسلک رکھنے کے لیے ' ان کی demand کو پورا کرنے کے لیے انھیں اپنا رقبہ حصے یا ٹھیکے پر دینا پڑتا ہے ۔ یہاں میرے زمیندار بھائی تشریف رکھتے ہیں وہ سب بخوبی جانتے ہیں۔ جناب والا! یہ ٹیکس بھی انھی لوگوں سے وصول ہو گا یعنی ساڑھے بارہ ایکڑ سے نیچے والے holdings سے یہ ٹیکس وصول ہوگا۔ آج مجھے یہاں ایوان میں کوئی بھائی یہ حساب کر کے بتا دے کہ جس شخص کا پانچ یا چھ ایکڑ رقبہ ہے اس کی فیملی اور وہ کیا سال بھر کے لیے اس میں گزر اوقات کر سکتا ہے ؟ جناب والا! نہیں کر سکتا اور پھر وہ یہ طریق کار اپناتا ہے کہ وہاں کے بڑے زمینداروں میں کسی ایک سے پندرہ یا دس ایکڑ زمین حصے یا ٹھیکے پر لے لیتا ہے ۔ اسی طرح وہ اپنی گزر اوقات کرتا ہے ۔ جناب سپیکر! مجھے کوئی دوست بھی بتا دے کہ اگر کسی گاؤں کی آبادی تین سو یا چار سو گھروں پر مشتمل ہے تو اس میں کتنے زمیندار ہوتے ہیں جن کی بہت زیادہ holdings ہوں گی ؟ زیادہ سے زیادہ پانچ یا دس گھر ہوں گے جن کی بڑی holdings ہوں گی باقی تمام دس ایکڑ سے نیچے ہیں اور وہ انھی لوگوں کے رقبے کاشت کرتے

ہیں لہذا جو لوگ رقبے حصے پہ کاشت کرتے ہیں یا ٹھیکے پر لیتے ہیں یہ ٹیکس بھی انہی کو دینا پڑے گا۔ یعنی جو کم holdings والے ہیں یا landless ہیں یہ ٹیکس انہی پر لگا ہے ۔ اسی لیے تو پورے پنجاب کی عوام نے react کیا ہے ' اسی لیے تو پورے پنجاب میں اس کے خلاف ایک لہر دوڑی ہوئی ہے۔ کہ ہر آدمی اس سے effect ہوا ہے اور اسی لیے اسے یہ بات feel ہو رہی ہے-----

جناب محمد صدیق سالار، میرے خیال میں پوائنٹ آف آرڈر کر لینا چاہیے۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں ۔میں پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے بولتا ہوں۔جناب والا ! زمینداروں کے ساتھ زیادتی پر زیادتی ہو رہی ہے-----

جناب سپیکر، صفحوں کی ترتیب کہیں آپ نے تو خراب نہیں کی؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا ! میرے صفحوں کی ترتیب ٹھیک ہے لیکن جب میں زرعی ٹیکس پر بحث کرتا ہوں تو میرے ذہن کی ترتیب بگڑ جاتی ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ اس مظلوم عوام پر جو already بہت ہی پسا ہوا طبقہ ہے ان پر جو ظلم ہوا ہے تو جب یہ سوچ میرے ذہن میں آتی ہے تو ذہن کی ترتیب بگڑ جاتی ہے کاغذوں کی ترتیب نہیں بگڑی۔جناب والا ! زمین کے تبادلے پر دو فی صد ٹیکس لگا دیا ہے تو جناب ایک ظلم اور دیکھیں کہ یہ اس پر لوگوں کو کیسے face کرتے ہیں؟

جناب والا ! صحت کے لیے کافی بجٹ رکھا گیا ۔ میری دعا ہے کہ اس بجٹ کا صحیح استعمال ہو۔ ادویات کی purchase پر 36/35 کروڑ روپیہ urban کے لیے رکھا گیا ہے اور میرے خیال میں اتنا ہی rural centres کے لیے ہے۔ جناب والا ! آپ بھی اس بات کے شاہد ہیں کہ آج تک کسی غریب آدمی کو ان ادویات سے کوئی حصہ نہیں ملتا اگر کسی کو کوئی ملتا ہے تو وہ مجھے ملتا ہے اور privileged class کو ملتا ہے لیکن غریب آدمی کو اس میں کوئی حصہ نہیں ملتا۔ اب ہمیں اس بات کا اعلاء کرنا ہو گا کہ ہم جن کے نام پر یہ پیسے رکھتے ہیں جن کے لیے یہ پیسے رکھتے ہیں انہی پر خرچ ہوں اس کے لیے ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیے ۔ اسی طرح تعلیم پر بھی کافی بجٹ رکھا گیا ہے جو تقریباً 27 ارب روپے سے بھی زیادہ ہے۔ بڑی اچھی بات ہے کہ تعلیم پر پیسہ خرچ ہو۔ جیسا کہ بجٹ تقریر میں کھوسہ صاحب نے فرمایا کہ جس آدمی کے پاس علم نہیں ہوتا اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ جب تک اس ملک میں یا اس صوبے میں تعلیم عام نہیں ہو گی اس وقت تک ترقی کا کوئی راستہ بہتر انداز سے نہیں کھل سکتا لیکن آج ہمیں اس بات کا تجزیہ کرنا ہو گا ----- ہم

سے پہلی generation کے لوگوں سے اگر بات کی جائے تو وہ یہ کہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ حق بجانب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آج سے پہلے تعلیمی معیار بہتر تھا جب بجٹ بہت کم تھا اور ہم سب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس وقت تعلیمی معیار اتنا گر چکا ہے کہ کاغذی تعلیمی معیار کے جو ہم نے figures دیے ہوئے ہیں اگر ان کو actual calculate کیا جائے تو وہ بہت کم ہوتے ہیں۔ جناب والا! پچھلے دنوں پبلک سروس کمشن کی رپورٹ میں------

جناب سپیکر، ابھی کتنا ٹائم اور لیں گے؟

جناب سعید اکبر خان، میں دو چار منٹ میں wind up کر لوں گا۔ پبلک سروس کمشن نے گریجویٹ اور ایم اے لڑکوں کا انٹرویو لیا۔ انھوں نے جو سوالات ان سے کیے اور ان کو جو جوابات ملے وہ حیران کن تھے وہ ایسے لگتا تھا کہ جیسے کسی گاؤں کا کوئی آدمی جو کبھی سکول نہ گیا ہو اور سنی سنائی بات کر دے اس طریقے سے انھوں نے جواب دیے۔ جناب والا! female side پر تو ہمارے تعلیمی معیار کی بہت بری حالت ہے۔ backward اضلاع ہیں میرا بھی تعلق ہے وہاں جتنے سکول کھلے ہیں وہ تمام اس وقت تک بند ہیں اور حقیقت میں وہاں کوئی تعلیم نہیں دی جا رہی۔ کیونکہ یہ سکول دور دراز علاقوں میں ہیں اور جو بچیاں recruit کی جا رہی ہیں وہ نوجوان ہیں اور کوئی بھی والدین اس عمر کی بچیوں کو اپنے گھر سے دس پندرہ یا بیس میل دور بھیجنے کے لیے تیار نہیں۔ ان سکولوں کو چلانے کے لیے میری تجویز ہے کہ یہ سکول اس وقت تک نہیں چل سکتے جب تک ان کے متعلق بیٹھ کر سوچ کر کوئی حل تجویز نہ کیا جائے -----میں نے یہ تجویز اپنے دور میں بھی دی تھی اس پر work بھی ہو رہا تھا لیکن موقعہ نہ ملا اور وہ رہ گئی لیکن آج پھر میں اسی مسئلے کو دہرانا چاہتا ہوں کہ backward علاقوں میں لڑکیوں کے سکول ہیں ان کو چلانے کے لیے اگر مناسب سمجھیں تو ریٹائرڈ ٹیچرز کو تین سال، پانچ سال یا جتنا مناسب سمجھیں contract پر رکھ کر وہاں بھیجا جائے تو یہ سکول چل سکتے ہیں اور وہاں لڑکیوں میں تعلیم بھی عام ہو سکتی ہے۔

جناب والا! پولیس پر بہت توجہ دی جا رہی ہے اور ضرورت بھی ہے کیونکہ اس وقت صوبے کے لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن ہے کہ ہر بندہ insecure ہے اور ہر آدمی کو اپنی سیکیورٹی کا خود بندوبست کرنے کی فکر پڑی ہوئی ہے۔ آئے دن کے قتل عام، فرقہ پرستی میں قتل عام یہ تمام باتیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہمیں ان پر سوچ بچار کر کے ان کا سد باب کرنا چاہیے۔ اس میں ہماری

سب سے اول priority پولیس ہوتی ہے کہ اس کو بہتر کیا جائے۔ قائد ایوان نے یہ فرمایا کہ ہم Elite Force بنا رہے ہیں جس کو آرمی کے آفیسر ٹریننگ دیں گے ۔ جناب والا ! اس صوبے میں PRP بھی بنی ، PC بھی بنی اور آج Elite Force بن رہی ہے لیکن مجھے یہ خدشہ ہے کہ کہیں اس force کا حال بھی وہی نہ ہو جائے جو سابقہ forces کا ہوا کیونکہ ان کی بھی یہی خواہش تھی کہ جس وقت آرمی والے پولیس میں آئیں گے تو ان کی بہتر working ہوگی اور آرمی والوں کو پولیس میں لایا گیا۔ لیکن اس کا رزلٹ کچھ بہتر نہیں ہوا۔جناب والا ! میری دعا بھی ہے اور میری خواہش بھی ہے کہ یہ جو ان کی خواہش ہے کہ اس صوبے کے عوام کو تحفظ دینے کے لیے بہتر رنگ لائے۔

جناب والا ! میں آخر میں کمیونٹی سنٹر پر بات کرتا ہوں جس پر بہت شور ہے ۔ میرا یہ سوال ہے کہ کیا کمیونٹی سنٹر 1990ء کے بعد بننے شروع ہوئے؟ یا 1993ء کے بعد بننے شروع ہوئے؟ آیا یہ پالیسی 1993ء میں بنی ہے؟ جناب والا! یہ پالیسی 1985ء سے شروع ہے اسی طرح کے محلات 1985ء سے بنتے آرہے ہیں اوراسی P&D نے ہی ان پالیسیوں کو approve کیا اور انہی فنانس والوں نے ان کمیونٹی سنٹرز کے لیے پیسے دیے۔ جناب والا ! جو کمیونٹی سنٹرز 1985ء سے بنے ہیں کیا ان کو کسی اور پالیسی کے تحت معاف کر دیا گیا ہے؟ ان کا ذکر کیوں نہیں آتا؟ ان کی نمائش کیوں نہیں ہوتی؟ 1990ء کے بعد کی نمائش کیوں ہوتی ہے؟ جناب والا ! اس میں انصاف کرنا ہو گا۔میں اس کی بات اس لیے نہیں کر رہا کہ میں نے کوئی کمیونٹی سنٹر بنوایا ہے۔ میں نے تو 1985ء سے لے کر آج تک اپنے بجٹ سے کبھی کوئی کمیونٹی سنٹر نہیں بنایا۔ لیکن اگر 1990ء کے بعد بنے اور 1993ء کے بعد بنے ہیں تو 1985ء کے بعد بھی بنے ہیں ان کی بھی نمائش ہونی چاہیے ۔ یہ بھی بتانا چاہیے کہ یہ کس کے دور میں بنے اور اس کے فنڈز کس نے provide کیے۔ جناب والا ! کیا اس کے بعد اب ان کمیونٹی سنٹرز کے لیے کوئی آرگنائزنگ کمیٹی ہے جو گورنمنٹ چلاتی ہو ۔ جناب والا یہ جو سنٹر بنتے ہیں اسی کمیونٹی نے انہیں چلانا ہوتا ہے اور اسی کمیونٹی کے لیے بنتے ہیں۔ اب ایک کمیونٹی سنٹر کے متعلق آپ کہیں کہ ڈیرہ بنا ہوا ہے 'اس کے ساتھ والے چک یا گاؤں میں بنا ہے وہ ٹھیک بنا ہے ۔ جناب والا اس بات کا بھی نوٹس لینا ہو گا.....

جناب سپیکر ، اب آپ wind up کریں ۔

جناب سعید اکبر خان ، اور وہی بات عوام میں مقبول ہوتی ہے جس کے لیے انصاف کیا جائے ۔

جناب سپیکر آخر میں، میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ نے مجھے جو وقت دیا اور بات کرنے کا موقع دیا اس کے لیے میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

جناب سپیکر ، میاں عمران مسعود صاحب۔

جناب محمد صدیق سالار ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میں نے کل بھی اور آج بھی تقریر کے لیے لکھ کر دیا ہے مگر میرا نام نہیں لیا گیا۔

جناب سپیکر ، اس کے بعد آپ کا ہی نام ہے۔

میاں عمران مسعود ، جناب سپیکر ! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ آپ کا اس بات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بڑے تحمل سے سعید اکبر خان کو سنا' سعید اکبر خان نے اپنی تقریر میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا کچھ پرانے واقعات کا بھی ذکر کیا اور کچھ موجودہ حالات کا بھی ذکر کیا ۔ جناب والا! میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں موقع کی نزاکت کو سمجھنا چاہیے کہ ہمارا مسئلہ کس ڈگر پر چل رہا ہے اور ہمارے ملک کو کون سے مسائل درپیش ہیں۔ جناب والا! اگر آپ یہ بجٹ document اٹھا کر دیکھیں گے تو آپ کو اس document میں ہماری مسلم لیگ جماعت کی total commitment اور dedication نظر آئے گی ۔ ہمارے ملک اور اس صوبے کو اس وقت دو سب سے بڑے problems درپیش ہیں ۔ ایک economic stability اور دوسرا law and order جناب والا! اس بجٹ کو ان دونوں چیزوں پر base کیا گیا ہے ۔ یہ پچھلے دور کی بات کرتے ہیں کرپشن کی بات کرتے ہیں امن عامہ کی بات کرتے ہیں ۔ جناب والا ! اس ایوان میں کیا کچھ نہیں ہوا اس ہاؤس میں 1990 ، میں اور آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں اور میں بھی اس چیز کا گواہ ہوں کہ جس برے طریقے سے یہاں پر جمہوری روایات کو قتل کیا گیا تھا جناب سعید اکبر بھی اس بات کے یہاں گواہ ہیں۔ جناب والا! ہم نے ہمیشہ جمہوریت کے فروغ کی بات کی' ہم نے ہمیشہ law and order کی بات کی ہے ' اس کو سنبھالنے کی بات کی ہے ۔ لیکن یہ پیپلز پارٹی والوں نے پچھلے دور میں جو سب سے بڑا جرم ان کی قائد نے کیا وہ economic treason تھا اور جو کہ پاور جنریشن کی مد میں کیا تھا۔ ہمارے اس ملک کو پاور پراجیکٹ میں جکڑ دیا گیا ہے ۔ جن ممالک کے ساتھ MOUs پر دستخط کیے گئے ہیں اس کی payment پاکستان گورنمنٹ نے ادا کرنی ہے لیکن اس

کو اس طرح سے جکڑ دیا گیا ہے-----

سردار رفیق حیدر لغاری ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میں صرف یہ وضاحت چاہ رہا ہوں کہیں میرے بھائی سن تو نہیں بھول رہے کیونکہ جس سن 1990 ء کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ ان کی اپنی حکومت تھی اور یہ اچھا ہے کہ اپنی خوبیاں خود بیان کر رہے ہیں ۔ شکریہ ۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا 1990ء میں چونکہ سردار صاحب اس ہاؤس میں نہیں تھے میں اس پوائنٹ کو دھرانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن اب میری یہ مجبوری بن گئی ہے۔ جناب والا وانیں صاحب جب وزیر اعلیٰ تھے قائد ایوان تھے اور اس وقت اسی کرسی پر جو سپیکر بیٹھے ہوئے تھے وہ شاید یہ نہیں جانتے کہ اس وقت کون تھا ؛ آپ یقین مانیے کہ اس وقت کے قائد ایوان کے خلاف جب عدم اعتماد ہوا جب وزیر اعلیٰ اپنی chair پر تھے تو یہی لوگ اور انہی سیاست دانوں نے ان سے ان کی گاڑی چھین لی تھی ان سے ان کی پولیس withdraw کی تھی اور ان کا وائرلیس سیٹ بھی واپس لے لیا گیا تھا ۔ انہی سیاست دانوں نے پولیس کو بھیجا اور کہا کہ جا کر مسلم لیگ ہاؤس پر قبضہ کر لیا جائے ۔

جناب سپیکر ، جب کہ اس وقت ابھی vote of no confidence نہیں ہوا تھا ۔

میاں عمران مسعود ، جی ہاں ۔ جناب والا! میں ان کے یہی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی نے یہاں political unstability create کی ہے تو یہ ان لوگوں نے کی ہے ۔ ہم نے تو ہمیشہ جمہوریت کی بات کی ہے اور اس وقت بھی 1990ء میں ہماری ان سے صرف یہی گزارش تھی کہ آپ قائد ایوان کو ایک آخری تقریر کرنے دیں اور اس کے بعد آپ division of votes کر لیں ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ اور اسی hall میں کھڑے ہو کر، ہم نے اس chair سے protest کیا تھا اور اس chair نے ہماری بات نہ سنی اگر انہوں نے bad precedent set کیے ہیں تو ان لوگوں نے کیے ہیں ۔ جناب والا! ہماری گورنمنٹ نے یا ہماری پارٹی کوئی کسی قسم کا bad precedent set نہیں کیا ۔ اس دن فیڈرل گورنمنٹ کی لیڈر آف اپوزیشن محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ بجٹ پر ping document جو ہے 'This is a pack full of lies' یہ deceit پر مبنی ہے ۔ اور انہوں نے وہاں پر چیخ چیخ کر کہا کہ میرے بیوروکریٹس کو میرے جانے والے سرکاری بندوں کو آپ کیوں پکڑ رہے ہیں اور وہ ریڈکو والے سیف الرحمان کے خلاف بولتی رہی ہیں ۔ پرائیوٹائزیشن کمشن کے خلاف

بولتی رہی ہیں۔ بھئی جنہوں نے کرپشن کی ہے ان کو تو ہمیں پکڑنا پڑے گا۔ اس وقت ہمارا موڈ یہ ہے کہ جنہوں نے قوم کا پیسہ لوٹا ہے ' حکومت کا پیسہ کھایا ہے ان کو وہ سلاخوں کے پیچھے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر ان بیوروکریٹس نے لوگوں کے اربوں روپے کھائے ہیں تو ان لوگوں کا احتساب ضرور ہوگا۔ اس وقت میرے بھائی جناب منیس نے اپنی opening speech میں کہا مجھے وہ billions روپے ہے نظر نہیں آ رہے اس کتاب میں سے وہ billions کہاں گئے؟ جناب والا! وہ سارے billions باہر چلے گئے ۔جناب والا! وہ کنونشن سنٹر میں چلے گئے ۔ جو پرائیوٹائزیشن اس زمانے میں ہوئی تھی وہ سارے billions تو وہاں لوٹ لیے گئے تھے ۔ جو ٹھیکے دیے گئے اور جتنی irregularities ان پچھلے تین سالوں میں ہوئی ہیں شاید ہی کہیں آپ کو دیکھنے میں ملیں ۔ جناب والا! dedication and commitment کی بات کرتے ہیں ' میں اپنے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت کی dedication اور commitment کی یہ حالت ہے کہ ابھی تک موجودہ وزیر اعلیٰ نے کوئی irregular order نہیں کیا۔ انہوں نے ابھی تک کوئی بھی rulesrelax نہیں کیے ۔ جناب والا ہوتا کیا تھا جب پچھلے زمانے میں بجٹ بنتا تھا ' مئی اور جون کے مہینے آتے تھے تو ہم پی اینڈ ڈی میں دیکھتے تھے کہ اتنے بڑے بڑے directive وٹو صاحب کی طرف سے آتے ہیں ۔ 10 کروڑ روپیہ D'Montmorency College سے نکال کر وساوے والا بھیج دیا جائے ۔ ادھر سے ڈپٹی سپیکر صاحب کا directive جاتا تھا کہ 5 کروڑ روپے کی یہ سکیم scratch کر کے آپ ان کے گاؤں میں بھیج دیں ان کے حلقے میں بھیج دیں ۔ جناب والا! موجودہ حکومت میں تو یہ سب کچھ نہیں ہو رہا۔ ہماری پارٹی کی ہماری حکومت کی dedication نظر آ رہی ہے ۔ ابھی تک میں اپنے بھائی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی تک in relaxation of rules کوئی آرڈر جاری نہیں کیا گیا ۔ اس سے ہماری پارٹی کی commitment نظر آتی ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ صوبہ پروان چڑھے اس میں صوبے کو فروغ ملے ۔ بیوروکریٹس ہمارے یہ بھائی ہیں ہم نے ان کے ذریعے اپنی گورنمنٹ چلانی ہے ۔ انہی کے ذریعے سے اپنی پالیسیوں کو implement کروانا ہے ۔ جناب والا ! ہم نے ہمیشہ کوشش کی کہ ہم اپنے exchequer پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں ۔

جناب والا ! آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ جب وزیر اعظم پاکستان نے اپنا چارج سنبھالا تھا تو انہوں نے سب سے پہلے یہ کہا کہ میں اپنی تمام گاڑیاں واپس کرتا ہوں ۔ اسی طریقے سے

وزیر اعلیٰ نے بھی اپنی گاڑیاں واپس کر دیں ۔ آپ نے بھی اپنی گاڑیاں' بلکہ آپ کو جو پورا fleet دیا گیا تھا وہ آپ گاڑیاں استعمال نہیں کر رہے ۔ جناب والا آپ نے تو سپیکر ہاؤس بھی ابھی تک استعمال نہیں کیا ۔ پچھلے دور میں کیا کچھ ہوتا رہا؟ ۔ جناب والا یہاں پر جہاز کے لیے پانچ پانچ کروڑ تک پاس کیے گئے اور اس میں بیس بیس لاکھ روپے کے سونے کے لوٹے یہاں پاس ہوتے رہے ہیں ۔ جناب والا یہ سب کچھ بھول گئے ہیں ۔ جناب والا پچھلے تین سال میں جو کرپشن یہاں پر ہوئی ہے اس کا خمیازہ ہم لوگ بھگت رہے ہیں۔ جناب والا کرپشن صرف اس طریقے سے روکی جا سکتی ہے کہ ہم اپنی قربانی دیں ۔ہم اپنے اخراجات کو کم کریں ۔ جناب والا سارے وزراء سے بڑی گاڑیاں واپس لے لی گئی ہیں ۔ ان کے گارڈز' ان کے گھروں کے اخراجات اور ان کے ٹیلیفون پر ceiling لگا دی گئی ہے ۔ آپ جائیں چیف منسٹر ہاؤس میں جاکر دیکھیں ۔ وہاں پر پہلے تو دعوتیں ہوا کرتی تھیں ۔ تیتر بٹیر اور ہرنوں کی وہاں پر دعوتیں ہوتی تھیں ۔ اب وہاں پر کام ہو رہا ہے ۔ جناب والا جب تک ہم سب مل کر غیر ترقیاتی اخراجات کم نہیں کریں گے اس مشن میں شامل نہیں ہوں گے تو اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا ۔ PRTC کا محکمہ پچھلے کئی سالوں سے white elephant کی طرح پڑا ہوا ہے اور اس پر جو غیر ترقیاتی اخراجات ہوتے جا رہے ہیں۔ کروڑوں روپے ہم ان کی تنخواہوں پر خرچ کر رہے ہیں لیکن اس سے عوام کو تو کوئی سہولت میسر نہیں ہو رہی۔ کسی نے سوچا تک نہیں اس بارے میں' اگر سوچا ہے تو اس حکومت نے سوچا ہے کہ بھائی یہ تو سارے پیسے کا زیاں ہو رہا ہے۔ اس پیسے کو اگر ہم کسی اچھی مد میں لگا دیں تو وہ کسی کے کام آ سکے گا۔ آج آپ دیکھیں کہ حکومت نے PRTC کو ختم کر دیا ہے ۔ اس کی جگہ انہوں نے لاہور ٹرانسپورٹ سروس شروع کی ہے تاکہ عوام کو بہتر سہولیات میسر ہو سکیں ۔ economic treason جو پیپلز پارٹی نے اپنے زمانے میں شروع کیا ' آپ جاکر دیکھیں احتساب کی لسٹیں آپ چیک کریں ان کے وزراء ان کے مشیر اور ان کے ممبرز کیا کرتے رہے ہیں ۔ جناب والا کمیونٹی سنٹرز کی یہ بات کر رہے تھے ہم نے تو پالیسی کے بارے میں discuss ہی نہیں کیا ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ کمیونٹی سنٹرز کی پالیسی ٹھیک ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے زمانے میں ہی بنی ہو آئندہ بھی رہے گی لیکن ہم تو کرپشن کی بات کر رہے ہیں کہ without allocation of funds یہ پیسہ انہوں نے اپنی زمینوں اور ڈیروں پر استعمال کر لیا ۔ لیکن جناب والا! ہمیں ان سے یہ پیسہ نکالنا ہوگا ۔ اگر ہم نے اس صوبے کو چلانا ہے اور اگر ہم نے اس صوبے کو بچانا ہے چاہے وہ

ہمارا بندہ ہو یا پیپلز پارٹی کا بندہ ہو ہم نے جناب والا اس سے پیسے نکلوانے ہیں۔

جناب والا! میں دو منٹ میں یہاں ایک اور گزارش کروں گا کہ ہمیں ابھی تک کوئی کسی قسم کی irregularity دیکھنے میں نہیں ملی۔ اور میں اپنے تمام ممبران کو مبارک دیتا ہوں، چیف منسٹر کو مبارک باد دیتا ہوں اور آپ کو بھی مبارک باد دیتا ہوں کہ ہوتا کیا تھا جب بھی بجٹ کی پالیسی بنتی تھی تو دھڑا دھڑ ڈائریکٹوز issue ہوتے تھے کہ ہمارے حلقے میں یہ سڑک بن رہی ہے اس کی جناب full funding کی جائے، نئی سکیم شروع کی جائے۔ لیکن یہ لوگ victimization کی بات کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر کی مہربانی ہے کہ جن on going سکیموں کی full funding کی خواہ وہ سکیم کسی بھی حلقے میں چاہے پیپلز پارٹی والوں نے شروع کی تھی وہ آج بھی اس مسلم لیگ کی موجودہ حکومت میں بھی جاری و ساری ہے۔ شاید ان کو یہ چیز دیکھنے میں نہیں ملی۔ جناب والا! اسی طرح سے اگر ہم اپنے ملک کی بہتری کے لیے اچھے اقدام کریں گے اور اچھے اقدامات ہوتے رہیں گے تو ہمارا یہ صوبہ پنجاب ضرور پروان چڑھے گا۔ اس وقت ہمارے صوبے کی جو financial position ہے جناب والا! میں تو یہ کہوں گا کہ ہمارا صوبہ فروخت ہوچکا ہے، بالکل بنک کرپٹ ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ سے آپ پیسے کا مطالبہ کرتے ہیں devisible pool سے ہمیں تو کچھ نہیں ملا۔ 14 ملین آخری وقت پر ملا تھا اس دفعہ تو ہمیں انھوں نے کچھ بھی نہیں دیا۔ ہمیں انھوں نے کہا کہ جائیں آپ اپنے ذرائع خود اپنے طریقے سے-----improve کریں اور اپنا فنڈ خود generate کریں۔ لہذا اگر ہمیں ہمارا حصہ نہیں ملا۔ تو یہ ہمارا حصہ کہیں بلوچستان یا کسی دور دراز کے پس ماندہ علاقے میں چلا گیا ہے تو بھی ہمیں اس کا کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ہم نے یہ ضرور دیکھنا ہے کہ یہ فنڈ کس نے خورد برد کیا۔ آج اگر پنجاب کی صورت حال ہے تو کس وجہ سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم غور سے پرانے دور کے طرف دیکھیں گے تو ہمیں اس کا جواب مل جائے گا۔ لہذا ہماری جو priority تھی economic situation لاء اینڈ آرڈر کے زمرے میں ہم نے سب سے زیادہ----- priorities۔ اس کو کیا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کو آپ نے دیکھا اس ضمن میں کافی پیسے بجٹ میں دیے گئے ہیں اس صرف لیے کہ اگر ہماری عوام کو جان و مال کا تحفظ نہیں ملے گا تو ہمارا یہاں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور سب سے بہتر defence کسی بھی ملک کا ہوتا ہے وہ آپ کا economic defence اور جس برے انداز میں economically ہمارے ملک کو جو dent پہنچایا گیا ہے وہ ساری دنیا جانتی ہے۔ ہمیں اب یہ محسوس کرنا ہوگا، ہمیں

اپنی راہوں کو set کرنا ہوگا، ہمیں priorities کو set کرنا ہوگا۔ عیش و عشرت اور پرانے روایتی انداز کو ختم کرنا پڑے گا، ہمیں اپنی اس عوام کے لیے اس صوبے کے لیے قربانی دینی پڑے گی۔ چاہے ہمارا کوئی بندہ غلط کام کرے یا اپوزیشن میں سے کوئی بندہ غلط کام کرے تو ہم نے غلط کو غلط کہنا ہوگا اور صحیح کو صحیح کہنا ہوگا۔ میری اپنے تمام اراکین سے یہی گزارش ہے کہ آج ایک ایسی صورت حال پیدا ہوئی کہ ہمیں Agriculture Tax لگانا پڑا۔ جناب والا اس کے پیچھے بھی ایک فلسفہ ہے۔ آئی ایم ایف کی conditionality تھی کہ چاروں صوبوں کو tax لگائیں۔ باقی سب صوبوں میں لگ گیا، پنجاب میں بھی لگانا پڑا۔ لیکن اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ ہم اپنے زمین دار بھائیوں کو تنگ کریں لیکن business community پر ہر قسم کا ٹیکس لگتا ہے۔ سیلز ٹیکس لگتا ہے، سپر ٹیکس لگتا ہے ویلتھ ٹیکس، ایکسائز ٹیکس اور انکم ٹیکس لگتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو قربانی دینے کے لیے اگر ہمارا زمیندار بھائی اس انداز میں آگے آیا ہے اور اس نے قربانی کا اظہار کیا ہے کہ ہم ٹیکس دینے کے لیے تیار ہیں۔ آفرین ہے ان پر میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب والا انھیں گزارشات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب صدیق سالار صاحب۔

جناب محمد صدیق سالار، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔ جناب سپیکر یہاں پہلے جو باتیں ہوئی ہیں ان کو دہرانا درست نہیں۔ مگر آج میں ایک بات پر آپ کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو تو ہم مبارک باد دے چکے ہیں۔ آپ نے اس ننھی منی اپوزیشن کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اگر یہ حوصلہ افزائی ہوتی رہی تو یقیناً جمہوریت کے دونوں پہیے خوبصورتی سے چلیں گے۔ اس بات پر میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ آج کی تلاوت قرآن مجید جن لوگوں نے غور سے سنی ہے وہ سنیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کہا تھا۔ کہ جو قومیں عدل نہیں کرتیں وہ دنیا میں قومیں کہلانے کی حق دار نہیں ہیں۔ اور جو انصاف نہیں کرتے (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ) ان پر عذاب بھی نازل ہو سکتا ہے۔ اپوزیشن ہو یا ہم غلط بات غلط ہی ہے۔ کہ ایک سو آدمی حج کے لیے گیا۔ ایئرپورٹ پر احرام باندھ کر طلبیہ پڑھ رہا تھا۔ بے نظیر نے اس ایک سو آدمیوں کو نیچے اتار دیا اور ایک سو آدمی اپنے بھیج دیے جو مکہ معظمہ جا کر پانچ

افراد ہیروئن میں پکڑے گئے جن کے سرقلم ہوگئے۔ بے نظیر نے اتنی بے انصافی کی ان کے ساتھ کہ جو طلبیہ پڑھتے ہوئے لوگ حج کے لیے احرام باندھ کر جا رہے تھے انھیں وہاں سے نیچے اتار دیا۔ ان کی جگہ اپنے دوسرے سو آدمی کھڑے کر دیئے اس فعل کی ان کو سزا ملی۔اور یہ سزائیں ان کے لیے نہیں ہیں یہ تو اللہ کے بندوں کے لیے ہیں جو بھی غلطی کرے گا وہ ایسا ہی پائے گا۔

سمندر سے پیاسے کو ملے شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

کھوسہ صاحب تو باہر تشریف لے گئے۔ اس پاکستان کے اندر ایک بڑا شہر کراچی ہے دوسرا بڑا شہر لاہور ہے اور تیسرا بڑا شہر میرا فیصل آباد ہے۔ جس کی ٹوٹی ہوئی سڑکات یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہاں پرکوئی صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کا ممبر نہیں ہے۔ میں حیران ہوں کہ ان سڑکات کی بہتری کے لیے بجٹ میں ایک بھی پیسہ نہیں۔ ہماری وہ سڑکات جو P.W.D کے پاس تھیں شہر کی باؤنڈری سے لے کر آخر تک وہ بھی ہمیں منتقل کر دی گئیں۔اب وہ جتنی رقم کارپوریشن کے پاس تھی وہ ساری کی ساری ان سڑکات کی مرمت پر خرچ ہوتی ہے۔ شہر ویران ہے۔ دیکھنے والو سابقہ تین سال کا ریکارڈ نکال لو! کارپوریشن کا تین تین کروڑ روپے تینوں ایم این ایز اس وقت کے جو بھی تھے ایم پی ایز اور منسٹرز وہ اس رقم کو آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔ اور شہر کی گلیاں اداس روتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ گندہ پانی پاؤں کو سانپ کی طرح ڈستا تھا' سیوریج بے کار ہوچکے تھے مگر اس وقت کی گورنمنٹ میں سے کسی نے بھی اس شہر پر نظر نہ کی جس شہر نے آج تیسرا حصہ لینا ہے۔ جناب والا میں یہ پوچھوں ' جناب ایجوکیشن منسٹر تو یہاں نہیں ہیں۔ خدا کی قسم میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اب جو مجھے ایریا ملا ہے اس کے بیس میل کے اندر انٹرمیڈیٹ کالج نہیں ہے ۔ جس گھر کی لڑکی اپنے گھر سے دس میل دور پڑھنے کے لیے اپنے کالج جائے گی اس کی ماں اور باپ کے دل دھڑکتے ہوں گے اس لحاظ سے کہ جو زمانے کے حالات و واقعات ہیں ۔ کہ کیا ہماری لڑکی ' ہماری بچی کیا گھر واپس بھی آئے گی یا نہیں؟ جناب والا میں وزیرتعلیم سے آپ کی وساطت سے کہتا ہوں مجھے یقین ہے کہ آپ میری مدد فرمائیں گے ۔ حلقہ پی پی 60 میرا حلقہ ہے جس میں انٹرمیڈیٹ کالج نہ ہے۔ ہمارے پاس ایک ہائی سکول ہے جس میں بہت جگہ ہے ہم نے وہ جگہ offer کی ہے کہ یہاں پر کالج کی عمارت تعمیر کرلو۔ اور ہم نے ایک بلاک بھی دیا ہے کہ فرسٹ ایر کا داخلہ یہاں کرلو جب تمہارا بلاک بن جائے گا تو پھر

وہاں چلے جانا۔ یہ انصاف نہ ہوا اور یہی ہوا کہ ہم میں سے جو پسند آتے وہ وزیر بن گئے جب وزیر بنے تو وہ جو جی چاہے کرادیں۔ باقی کے معزز ممبر صاحبان درخواست میں کیا لکھتے ہیں according to law یعنی قانون کے مطابق ۔ جب ممبر قانون کے مطابق درخواست لے کر جائے گا تو کیا ہوگا اس کو ٹرخا دیا جائے گا۔ تو اس طرح کا لکھو ہی نہیں۔ آپ ان سے درخواست کریں کہ یہ مستثنیٰ نہیں ہیں یہ ہماری طرح ہیں اور ہمارے لیے بڑے ہی قابل احترام ہیں۔ یہ ہمارے میاں محمد شہباز شریف کے چہیتے ہیں اور ہمارے بھی چہیتے ہیں۔ مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے ساتھ بے انصافی ہو۔ جناب وزیر مال ایک بات جناب سپیکر کی وساطت سے کر رہا ہوں کہ جب 54-1952ء میں فیصل آباد کی زرعی ایکسچینج لینڈ ہوئی۔

خواجہ محمد اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خواجہ صاحب۔

خواجہ محمد اسلام، جناب والا! میں وزیر مال سے پوچھنا چاہوں کہ ان کی عمر کتنی ہے؟ کیونکہ بابا جی نے 1952ء کی بات شروع کردی ہے یہ ان کے پیدا ہونے سے پہلے کی باتیں کر رہے ہیں وہ بے چارے اس بات کا کیا جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، جی صدیق سالار صاحب۔

جناب محمد صدیق سالار، یہ میرے شہر کے ہیں ان سے کیا کہوں؟ بہرحال چھیڑ چھاڑ صبح سے ہو رہی۔ سوال یہ ہے کہ جناب وزیر موصوف! محلہ گرو نانک پورہ، سنت پورہ، خالصہ کالج، ڈگرس پورہ یہ شہر کے پورے آباد محلے تھے جن کو پٹواری کی غلطی سے زرعی زمین لکھ دیا گیا تو اب ان کے انتقال نہیں ہوتے اور وہاں چار روپے کے سٹمپ پیپر پر فروخت ہوتی ہے۔ لاکھوں کے مکان ہیں گورنمنٹ کی آمدنی رکی ہوئی ہے میں نے کل وزیر اعلیٰ کو لکھ کر دیا ہے اب آپ کی توجہ دلا رہا ہوں کہ میرے شہر کی اس بے انصافی کو دور کریں اور لوگوں کے انتقال درج ہونے چاہییں۔ گورنمنٹ کی آمدن میں جب اضافہ ہو رہا ہے اور قانون اس کی اجازت دیتا ہے تو آپ کیوں نہیں کرتے؟ لوگوں کی مشکلات اتنی بڑھ چکی ہیں کہ وکلاء کے پیچھے کوئی دعویٰ کر رہا ہے، کوئی دیوانی میں جا رہا ہے، کوئی ڈگری حاصل کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں بھی کاغذ دیکھ لوں جب دوسروں نے دیکھا ہے تو میں بھی دیکھ لیتا ہوں۔ جناب! میں جو کہہ رہا تھا آخر میں میں یہی بات کہوں گا کہ میرے شہر کی سڑکات، میرے شہر کا

سیوریج، میرے شہر کی واٹر سپلائی کے لیے رقوم کی ضرورت ہے اور اس تیسرے بڑے شہر جس کی اتنی آمدنی ہے۔ جب آپ کاروبار کی رقم جمع کریں گے تو آپ اس میں بڑی ہی آمدنی پائیں گے اور یقیناً میرے شہر کے بعض دوست بڑے ہی بے تاب ہیں پتا نہیں انہوں نے کیا کہنا ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف اور وزیر تعلیم کو بھی یہ یاد دلاؤں گا کہ فیصل آباد میں تعلیم کی حالت اتنی بری ہے کہ ہماری لڑکیاں گھروں سے جب باہر جاتی ہیں تو خدا کی قسم اتنی فکر ہوتی ہے اور ہر آدمی کے پاس ملازم تو نہیں ہیں کہ وہ ساتھ بھیج سکیں۔ ہمارے شہر کی 80 فی صد غریب آبادی ہے اور وہ اتنا ٹیکس دیتے ہیں کہ اگر چار مرلے کا مکان چار ہزار روپے کرائے پر دیا ہوا ہے تو اس میں ایک ہزار روپیہ ماہوار گورنمنٹ کو ٹیکس کی شکل میں ادا کرتا ہے۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن والے ہم سے لے لیتے ہیں ہمارے شہر سے اتنی آمدنی ہے اور ہم اس آمدنی سے محروم ہیں۔ میں آخر میں اسی پہ اختتام کرتا ہوں باقی باتیں کل کر لوں گا۔ وما علینا الا البلاغ۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، شاہد محمود بٹ۔

جناب شاہد محمود بٹ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم جناب سپیکر صاحب! میں آپ اور اس معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پہ بحث کرنے کا موقع دیا اور اس سے پہلے میں ان معزز حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے بڑے اچھے انداز میں اس بحث میں حصہ لیا اور ان معزز اراکین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اپنے آپ کو صرف high light کرنے کے لیے تنقید برائے تنقید کی۔ شاید وہ خود بھول گئے ہیں کہ ان کی حکومت کے غلط کارناموں کی وجہ سے، غلط پلاننگ کی وجہ سے، غلط پالیسیوں کی وجہ سے، بے جا اخراجات کی وجہ سے اور لوگوں کے حقوق چھیننے کی وجہ سے اس ملک کی معیشت کو تباہ کر دیا تھا اور پھر اس ملک کی عوام نے خدا سے دعائیں کر کے اس حکومت سے نجات حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس ملک میں قائد اعظم کی شکل میں ایک ایسا لیڈر دیا جس نے دن رات صبح ہو یا شام، گرمی ہو یا سردی اس ملک کی غریب عوام کے لیے دن رات کام کیا اور اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں مسلم لیگ کی بدولت میاں نواز شریف کو وزیر اعظم اور پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ اور سردار ذوالفقار علی کھوسہ کی صورت میں ہمیں ایک نہایت ہی ایمان دار اور محنتی وزیر خزانہ عطا کیا تو میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ جب اس ملک کی حالت

خود ان کی حکومت یہ ثابت کر چکی تھی کہ اگر دسمبر تک یہ حکومت رہتی تو ہم دنیا میں ڈیفالٹر قرار دیے جا چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر یہ رحم کیا کہ ہماری مسلم لیگ کی حکومت بنی اور اس وقت حکومت بنی جب کہ ہماری معیشت بالکل مفلوج ہو چکی تھی۔ اس برے وقت میں میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ہمارے نہایت ہی معزز وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم نے دن رات محنت کر کے ایک ایسا متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ جس پر میرے خیال میں کوئی آدمی پوزیٹو بحث نہیں کر سکتا۔

میرے خیال میں سب سے پہلے سردار ذوالفقار علی کھوسہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا متوازن بجٹ پیش کیا ہے جس پر براہ راست کسی غریب عوام پر کوئی ٹیکس نہیں لگا اور جتنے بھی نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ یہاں چار ارب کے جو نئے sources پیدا کیے گئے اس میں صرف یہی وجہ ہے کہ انہوں نے غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی کی ہے اور نئے sources سے صرف ان حضرات پر ٹیکس لگے ہیں جو کہ یہ ٹیکس برداشت کر سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں ہماری حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے سب سے زیادہ بجٹ محکمہ تعلیم کے لیے رکھا ہے۔ محکمہ تعلیم کے لیے 27 ارب 17 کروڑ اور 53 لاکھ روپے کا اس سال بجٹ پیش کر کے پنجاب حکومت نے ایک ریکارڈ بجٹ پیش کیا ہے۔ میرے خیال میں کسی قوم کا سب سے زیادہ پیسہ محکمہ تعلیم پر رکھا جاتا ہے اور محکمہ تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جس سے ہم اپنے ملک کی شرح خواندگی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کی شرح خواندگی میں اضافہ ہو گا تو محکمہ تعلیم کے ساتھ ساتھ محکمہ ہیلتھ، محکمہ اریگیشن، محکمہ ایگریکلچر یا کوئی بھی محکمہ ہو اس سے ہم اس کا خاطر خواہ فائدہ لے سکتے ہیں۔ جب تک ہمارے پاس پڑھے لکھے نوجوان نہیں ہوں گے جب تک ہمارے ملک میں تعلیم عام نہیں ہو گی اتنی دیر تک ہماری سوچ مثبت نہیں ہو سکتی۔

میں وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تعلیم پر سب سے زیادہ بجٹ رکھا ہے تو میں وزیر تعلیم کو مبارک باد دیتا ہوں اور جس طرح میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ صرف بی اے کر لینا، ایم اے کر لینے کا کوئی فائدہ نہیں جب تک اس ملک میں ٹیکنیکل ایجوکیشن نہیں آئے گی۔ جب تک لوگ اپنے روزگار کا خود بندوبست نہیں کریں گے اس وقت تک ہمارا ملک ترقی نہیں کرے گا تو یہ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے اور میں وزیر تعلیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ٹیکنیکل ایجوکیشن کے اوپر زیادہ زور دیا ہوا ہے اور اس میں انہوں نے ٹیکنیکل ایجوکیشن کے کافی زیادہ

سنٹرز کھولے ہیں۔ اس کے ساتھ ایجوکیشن کمیٹیوں کا قیام فروغ تعلیم کے لیے بہت اچھا قدم ہے اس میں والدین' طلباء اور اساتذہ کی involvement ہو گی کہ فروغ تعلیم کمیٹیاں ہمارے اس نظام تعلیم کو بہتر کرنے میں بہت ہی مثبت کردار ادا کریں گی کیونکہ جب تک ہم اساتذہ کرام کو ان کا احترام نہیں دیں گے' جب تک علاقے کے عوام کی نمائندگی ان سکولوں میں نہیں ہو گی اتنی دیر تک سکول کا نظام صحیح طریقے سے نہیں چل سکتا تو یہ فروغ تعلیم کمیٹیاں حکومت کا بہت احسن قدم ہے۔ اسی طرح ان کی ٹرانسفر پالیسی اور ریکروٹمنٹ پالیسی کے بارے میں اس ایوان میں میں عرض کروں گا کہ میری یہ تجویز ہے کہ ہمارے سکولوں میں اساتذہ کرام کی کمی ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پہلے لوگ ریکروٹمنٹ تو کروا لیتے ہیں لیکن بعد میں بہانہ بناتے ہیں کہ جناب سکول کا فاصلہ زیادہ تھا' اس لیے ہم نہیں جاتے۔ وہ ایک مرکز سے دوسرے مرکز میں جا کر تنخواہ لیتے ہیں۔ ان کی appointment کسی اور جگہ ہوتی ہے۔ لیکن تنخواہ کسی اور مرکز سے draw کی جاتی ہے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ پالیسی اس قسم کی بنائیں کہ جس وقت ان کی appointment ہو یا اساتذہ کرام کی ریکروٹمنٹ ہو یہ strictly لکھا جائے کہ ان کی ٹرانسفر اس وقت تک نہ کی جائے۔ جب تک وہ علاقے میں اپنی پوری حاضری نہ کر لے' ان کے لیے کچھ عرصے کے لیے ایک limit مقرر کر دیں۔ تاکہ سکولوں میں ان اساتذہ کی غیر حاضری نہ ہو سکے۔ ٹاٹ سسٹم کو ختم کرنا ہمارے ملک کی بڑی خوش قسمتی ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ کی یہ بڑی دلیرانہ بات ہے کہ انھوں نے غریب عوام کو' دیہات کے عوام کو یہ شعور دیا ہے کہ ان کے بچے بھی ٹاٹوں پر بیٹھ کر نہیں شہروں کے بچوں کی طرح وہ بھی ایک کرسی پر یا ایک بنچ پر بیٹھ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے۔ یہ بچوں میں احساس کم تری کو دور کرنے کا ایک بہت اچھا طریقہ ہے۔ اسی طرح shelter less سکول اور جن سکولوں کی چار دیواری رہتی ہیں۔ ان میں جو فنڈز رکھے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔

محکمہ صحت کی بات ہے۔ ہمارے وزیر صحت صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے پچھلی حکومت سے تقریباً ایک ارب روپے کا اضافی بجٹ رکھوایا ہے۔ میں وزیر صحت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک منسٹری میں زیادہ سے زیادہ فائدہ دینے کے لیے بہت زیادہ فنڈز رکھے ہیں۔ میری کچھ تجاویز ہیلتھ منسٹری کے لیے بھی ہیں کہ جناب ہمارے basic health centres ابھی تک بعض جگہوں پر نہیں بنے۔ اگر بنے ہیں تو وہاں ایم بی بی ایس ڈاکٹرز موجود نہیں ہیں' دوائیاں موجود نہیں

ہیں۔ میری اس ایوان سے اور وزیر صحت سے یہ گزارش ہوگی کہ جو basic health centres/units بنے ہوئے ہیں۔ ان میں ڈاکٹروں کی تعیناتی فوری طور پر کروائیں۔ سب سے بڑی چیز جو اس دفعہ محکمہ صحت میں ہوئی ہے کہ ڈاکٹر حضرات کی اور شہریوں کی ہیلتھ کمیٹیاں بنیں گی' جو ادویات خود خریدیں گی۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جو بھی دوائی آپ نے خریدنی ہے۔ ان پر ایک قسم کی free sampling کروائیں۔ جس پر لکھا ہو کہ not for sale لکھا ہو کہ یہ قابل فروخت نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارے ملک میں یہ ہوتا ہے کہ جو بھی دوائیاں آپ غریب عوام کے لیے ہسپتال میں بھیجتے ہیں وہی دوائیاں ڈاکٹر حضرات مارکیٹ میں جا کر بیچ دیتے ہیں۔ جس کی میں ایک زندہ مثال دیتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں DHO آفس میں لاکھوں روپے کا غبن ہوا' لاکھوں روپے کی دوائیاں ان کا سٹور کیپر محمد اشرف سندھو غوردبرد کر گیا۔ ابھی تک اس کی انکوائری چل رہی ہے۔ میری یہ تجاویز ہیں کہ یہ جتنی بھی ادویات انھیں ایک green package میں پورے ملک میں ایک ایسے طریقے سے ہر ہسپتال میں پہنچائی جائیں۔ جس پر یہ clear cut لکھا ہو کہ یہ گورنمنٹ کی دوائی ہے' یہ گورنمنٹ کی طرف سے دوائی دی گئی ہے۔ عام میڈیکل سٹور پر اس طرح کی پیکنگ نہ ہو۔ یعنی اس کی پیکنگ change ہو جائے اور اس کے اوپر حکومت پنجاب لکھا جائے۔ اسی طرح بیرون ملک میں علاج معالجے کی پابندی کر کے آپ نے بہت زیادہ بچت کی ہے۔ اس سے عوام میں خوشی کی لہر دوڑی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کا بڑا اچھا قدم ہے۔ کیونکہ عوام خاص طور پر بیوروکریٹس اور سیاست دان پر بڑی کڑی نظر رکھتی ہے۔ انھوں نے اس چیز کو سراہا ہے کہ اگر کوئی اپنے پیسے سے اپنا علاج کرواتا ہے تو ٹھیک ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے اس کو کوئی سہولت نہیں ملے گی۔ یہ ایک بہت اچھا قدم ہے۔

زراعت کے بارے میں میرے تمام دوست مخالفت کر رہے تھے کہ زراعت میں ہماری حکومت نے کچھ نہیں کیا۔ تو میں یہ یقین سے کہتا ہوں بلکہ دعوے سے کہتا ہوں کہ میرے خیال میں ان شاء اللہ تعالیٰ کافی لوگ ہم میں پڑھے لکھے ایگریکلچرسٹ بھی ہیں۔ جس طرح وہ کہتے ہیں کہ زراعت انڈسٹری نہیں ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ agriculture is an open industry یہ بھی انڈسٹری ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں صرف یہ کہہ دینا کہ agriculture sector خسارے میں جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس کو دور کرنے کے لیے میرے پاس بے شمار measures ہیں۔ ہمارے پاس بے شمار ایسے محکمہ جات ہیں جو کسانوں کو educate نہیں کر رہے۔ اکیلی ایک فصل لگا کر اس پر انحصار کرتا ہے۔ اگر

آپ صرف کپاس لگا لیتے ہیں یا ایک زمیندار صرف چاول لگا لیتا ہے۔ اگر اس کی فصل نہیں ہوتی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ پورے سال کے لیے بھوکا مر جائے۔اس کے لیے agriculture sector میں الائیڈ بزنس ضرور ہونے چاہییں۔ مثلاً پولٹری ہے' فشریز ہے' لائیوسٹاک ہے' بے شمار ڈیپارٹمنٹ ہیں' کوآپریٹوز ہیں جو چھوٹے چھوٹے loan دیں۔ گورنمنٹ اس sector میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو high light کرے تاکہ زمیندار اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے صرف فصلوں کی ایک جنس پر انحصار نہ کرے۔ بلکہ دوسرے بزنس بھی ساتھ ساتھ کرے تاکہ خدانخواستہ جس طرح ملک میں ہوتا ہے۔ زراعت ایک open industry ہے۔ یہ خدا کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ اس کا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ حکومت فصل کو بچا لے گی۔ یا نہیں بچائے گی؟ کیونکہ خدا کی رحمت پہ اس کا انحصار ہوتا ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ ان کے علاوہ دوسرے بزنس بھی زمیندار سے زیادہ سے زیادہ کروائے جائیں۔ Agriculture engineering ایک ایسا شعبہ ہے۔ جو ہمارے ملک میں میرے خیال میں کوئی کام نہیں کر رہا۔ زمین کی levelling ' زمین کی fertility چیک کرنے کے لیے ہمارے پاس کوئی بھی ایسا ادارہ نہیں جو جا کر زمینداروں کی fertility کو چیک کرے۔ ہمارے بےچارے زمیندار کو کچھ سمجھ نہیں آتی کہ میں نے اس میں inputs کیا ڈالنے ہیں۔ تو وہ بے تکے غلط طریقے سے insecticides غلط طریقے سے Fertilizers استعمال کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک کی texture خراب ہو رہی ہے۔اور پیداوار کم ہو رہی ہے۔ اس sector میں گورنمنٹ کو ضرور سوچنا چاہیے۔ زراعت میں سب سے بڑی چیز کوالٹی کا بیج' fertilizer اور insecticides مہیا کرنا' کسی بھی حکومت کا سب سے اولین فرض ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس میں حکومت سبسڈی زمیندار کو دے تاکہ ان کی فی ایکڑ پیداوار زیادہ سے زیادہ ہو جائے۔ اسی طرح agriculture income tax جو آئے گا۔ جس طرح میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سے farm to market roads بنے گی' development زیادہ سے زیادہ ہوگی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارا جتنا پہلے بجٹ تھا اس سے زیادہ میاں صاحب نے زراعت کے شعبہ پر بھی ایک ارب 73 کروڑ 27 لاکھ روپے کا رکھا ہے۔ اس کے علاوہ زراعت کے شعبہ پر مجھے خاص طور پر یہ کہنا چاہیے کہ ہمارے ملک کی economy سب سے زیادہ کاٹن پر ہوتی ہے۔ میاں صاحب نے جس طرح کہا تھا کہ پورا research wing کام کرے گا۔ تو مجھے اس بات پر دکھ ہوتا ہے کہ جب ہمارے ملک کی دوسری بڑی فصل جس سے پاکستان foreign exchange کماتا ہے' وہ چاول ہے۔

لیکن چاول پر آپ دیکھیں نہ تو کوئی وزیر اعلیٰ نہ کوئی وزیر اعظم ایسے research stations پر جاتے ہیں۔ جس طرح کہ کاٹن ایریا میں جاتے ہیں۔ تو میں یہ کہوں گا کہ rice belt پر بھی خاص توجہ دیں۔ That is our basic food گندم اور چاول ہماری خوراک ہے۔ اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینے کے لیے محکمہ زراعت کو زیادہ focus کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور چیز high light کروں گا کہ ہماری سیلف ایمپلائمنٹ سکیم بہت اچھی ہے۔ جس کو لوگوں نے بہت سراہا ہے۔ ہم اس پر آپ کو بھرپور خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ وائیں صاحب کے دور میں یہ سکیم شروع ہوئی تھی۔ اور لاکھوں نوجوانوں نے چھوٹے چھوٹے قرضے لے کر سمال انڈسٹری شروع کی تھی۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے دوبارہ چھوٹی انڈسٹریز دیہات میں بنیں گی اور چھوٹے چھوٹے روزگار کے وسائل لوگ خود ہی پیدا کرلیں گے۔ اسی طرح لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کے لیے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو پہلے سے زیادہ فنڈز 5 ارب اور 78 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کی ٹریننگ کے ساتھ ساتھ جہاں ہم نے ان کو یہ ٹریننگ دینی ہے کہ آپ نے کمانڈو کارروائیاں کیسے کرنی ہیں۔ تو خدا کے واسطے' ان کو یہ بھی ٹریننگ دی جائے کہ انھوں نے انسانیت کا سبق سکھانا ہے۔ انھوں نے انسان کو انسان بنانا ہے' نہ کہ انسان کو مجرم بنانا ہے۔ میرے خیال میں بےشمار کیس ایسے ہوتے ہیں کہ بےگناہ لوگ بےچارے سلاخوں کے پیچھے قید رہتے ہیں۔ ان کو انصاف نہیں ملتا اور یہی ہمارا معاشرہ انھیں جرائم کی دنیا میں آگے سے آگے لے جاتا ہے۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ ان کی اصلاح کے لیے ایسے ٹریننگ سنٹر بھی بنائے جائیں کہ جو چھوٹا موٹا جرم کر کے آتا ہے' ایسے طریقے سے اس کو ایجوکیٹ کریں کہ وہ آدمی جرم کی دنیا میں دوبارہ واپس نہ آئے۔ وہ ایسا اچھا معزز شہری بن کے واپس جائے تاکہ اس کو پتا ہو کہ میں جیل میں گیا تھا تو مجھے اس طریقے سے پولیس ڈیپارٹمنٹ نے ایجوکیٹ کیا ہے۔ وہ شرمندگی محسوس کرے اور ملک کا وہ سرمایۂ افتخار بنے۔

جناب سپیکر! میں نے ٹائم بہت لے لیا ہے' اس کے ساتھ تھوڑا سا میں اپنے علاقے کے بارے میں بھی دو منٹ میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر، ذرا مختصر۔

جناب شاہد محمود بٹ، صرف دو منٹ میں اپنی بات کر دوں گا۔ میرا حلقہ بہت پس ماندہ ہے اور جس حلقے میں مجھے عوام کی توقع پر پورا اترنا ہے وہ دیہاتی علاقہ ہے۔ اور بدقسمتی سے میرا وہ علاقہ ہے جہاں سے دس پندرہ سال میرے مخالفین یہاں حکومت کرتے رہے ہیں۔ لیکن آج تک اسمبلی میں ان کی آواز کسی نے نہیں سنی۔ تو میرے علاقے کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا ہے۔ کاغذی طور پر وہاں کام تو بہت کیے گئے ہوئے ہیں۔ کمیونیکیشن کے انھوں نے بہت source پیدا کیے ہوئے ہیں۔ لیکن میں آپ کو مثالیں دوں گا کہ یقین جانیں' کاغذوں میں وہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔ لیکن ابھی تک نہ وہاں کام ہوا ہے۔ اگر کوئی کام شروع ہوا تھا تو وہ ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔ تو میری یہ درخواست ہے کہ وہ سکیمیں جن کو اس دفعہ بجٹ میں نہیں ڈالا گیا' مثلاً گورنمنٹ ہائی سکول فار گرلز کورے کی اور وڑائچ چنواں جو میرے گاؤں کا بیسک یونین کونسل ہے' وہاں نہیں بنائے گئے۔ اسی طرح سڑکیں ہیں۔ سیال والی سے اڈہ کسو وال تک سڑک پر لاکھوں روپے حکومت نے خرچ کیے ہیں۔ لیکن اس منصوبے کو ادھورا چھوڑ دیا گیا۔ اسی طرح اگو چک جھالسے نند پور کے لیے لاکھوں روپے کے ایڈوانس ضلع کونسل سے اور ہائی وے سے ٹیکس لے کر فنڈ کھا لیے گئے ہوئے ہیں۔ لیکن وہاں سڑکیں نہیں بنائی گئیں۔ سکول نہیں بنائے گئے۔ کاغذوں میں وہ بن چکے ہوئے ہیں۔ لیکن میں یہ وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ حلقہ-108 ضلع سیالکوٹ کا بہت پس ماندہ علاقہ ہے۔ ڈرینج سکیمز میں نے پانچ سات لکھی تھیں۔ ان کو بھی اس دفعہ جولائی میں شروع ہونے والے بجٹ میں رکھا جائے تاکہ ہم غریب عوام کی صحیح نمائندگی اچھے طریقے سے یہاں کر سکیں۔ شکریہ' السلام علیکم۔

جناب سپیکر، آصف علی ملک۔

جناب آصف علی ملک (پی پی-15' اٹک)، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ سالانہ میزانیہ ملک کی تعمیر و ترقی کا عکاس ہوتا ہے اور جو ملک اپنی چادر کو دیکھتے ہوئے اپنے بجٹ کی تشکیل کرتے ہیں وہ اسی طریقے سے سرخرو ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! 3 فروری 1997ء کے انتخابات کے نتائج نہ صرف بے مثال تھے' بلکہ تاریخی تھے۔ اس میں قائد محترم کی قائدانہ صلاحیتیں' اس میں پاکستان مسلم لیگ کے تمام کارکنوں کی کوششیں اور اس سے

بڑھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کا کرم اور احسان تھا۔ جناب سپیکر! اس وقت ملک کی جو حالت تھی وہ تقریباً تقریباً دیوالیہ کے کنارے پر پہنچ چکی تھی اور خدا نخواستہ ہمیں defaulter قرار دیے جانے کا امکان تھا۔ جناب سپیکر! فوری طور پر قائد محترم میاں نواز شریف نے اس قوم کو ایک پیغام دیا۔ اور وہ پیغام کیا تھا کہ،

پاکستان کی غیرت کے رکھوالو
بھیک نہ مانگو
توڑ کے اس کشکول کو آدھی کھالو
بھیک نہ مانگو
اپنے بل پر چلنا کب سیکھو گے
طوفانوں میں پلنا کب سیکھو گے
اپنی بگڑی آپ بنالو
بھیک نہ مانگو

(نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! قائد محترم کا یہ پیغام جب خیبر سے کراچی تک پہنچا تو اس وقت بچوں سے لے کر بوڑھوں تک، ماؤں سے لے کر بیٹیوں تک تمام نے اپنی بساط کے مطابق، تمام لوگوں نے اپنی گرہ کے مطابق قائد محترم کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے "قرض اتارو، ملک سنوارو" مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جناب سپیکر! اس ماہرانہ اصولوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہمارے نہایت ہی زیرک، محنتی اور باوقار وزیر خزانہ نے بجٹ ترتیب دیا اور یہ بجٹ غریب کا بجٹ ہے۔ یہ بجٹ صحت کا بجٹ ہے۔ یہ بجٹ تعلیم کا بجٹ ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ پاکستان میں پہلی دفعہ ایک منظم سازش کے خلاف پاکستان کی اس بہت بڑی آبادی نے ہمارے قائد محترم میاں محمد نواز شریف کی ہدایت کے مطابق، ہمارے وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق زرعی ٹیکس کا نفاذ کیا۔ یہ زرعی ٹیکس مسلط نہیں ہوا۔ یہ بارہا سپیشل کمیٹیوں کے ذریعے اور پارلیمانی پارٹیوں کے ذریعے بحث و تمحیص کے بعد یہ نافذ ہوا اور اس وقت تمام کے تمام ہمارے معزز ممبران نے اس کے تعین کے لیے قربانی کا اظہار کیا اور اس زرعی ٹیکس کے مطابق 83 فی صد عوام اس سے مستثنیٰ قرار ہوئے۔ صرف 17 فی صد عوام جن کی کافی لینڈ ہولڈنگ تھی انھوں نے قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود اپنے آپ کو شامل کیا، یہ کہتے ہوئے کہ کم از

کم ہم اس بات کی نفی کرانا چاہتے ہیں کہ زمیندار طبقہ ٹیکس نہیں دیتا۔ اس بات کو نفی کرنے کی خاطر leading from the front خود اپنے آپ کو پیش کیا۔ اور جناب والا! آپ خود ایک کارکن ہونے کے ناتے بخوبی جانتے ہیں کہ پچھلے تین سال میں ہمارے ساتھ کون کون سے ظلم نہیں کیے گئے۔ کون کون سی کرپشن انھوں نے نہیں کی؟ جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں۔ قائد محترم کا تمام کا تمام خاندان شکار ہوا۔ جناب سپیکر! آپ کا تمام خاندان شکار ہوا۔ ہمارے معزز ممبران خود شکار ہوئے اور مجھ جیسا ادنیٰ کارکن تقریباً ایک ڈیڑھ مہینہ پابند سلاسل رہا۔ جناب سپیکر! یہ وہ ظلم تھا جس کی بناء پر پورے پاکستان میں سراپا احتجاج کرتے ہوئے عوام الناس 3 فروری کی تاریخ کو بھاری مینڈیٹ کے ذریعے پاکستان مسلم لیگ کو کامیاب کیا۔ اور ان لوگوں نے اس ملک کا، میں کہتا ہوں، بیڑہ غرق کر دیا تھا، اور بقول شاعر،

تم کبھی اپنے کیے پر بھی نظر ڈالو گے؟
تم نے کانٹوں کے عوض سرو و سمن بیچے ہیں
تم نے تاریخ کے سینے میں سناء گاڑی ہے
تم نے بےخوف شہیدوں کے کفن بیچے ہیں

جناب والا! آپ ملاحظہ فرمائیں۔ اگر بات یہاں تک رہتی تو اور بات تھی۔ لیکن انھوں نے کنبہ پروری کی۔ انھوں نے ذاتی اغراض کے لیے وہ کام کر دیے جو پاکستان اور مملکت پاکستان کہ جس کے لیے یہ بنیاد رکھی گئی اس کی تمام کی تمام انھوں نے نفی کی۔

جناب والا! جہاں تک میرے حلقے کے مسائل کی بات ہے، میں اٹک ضلع سے، تحصیل فتح جنگ اور پنڈی گھیب سے تعلق رکھتا ہوں۔ ضلع اٹک کونے میں ہوتے ہوئے پنجاب کا ایک نہایت پس ماندہ علاقہ ہے۔ لیکن یہ بہت اچھا بجٹ ہونے کے باوجود چاہیے تو یہ تھا کہ اس میں اس پس ماندہ ضلع کا بھی نام آتا۔ پس ماندہ تحصیل فتح جنگ اور پنڈی گھیب کا بھی نام آتا۔ لیکن بہرصورت، اپنے محترم وزیر خزانہ اور محترم قائد ایوان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس کی طرف توجہ دیں۔ جناب والا! آپ اندازہ فرمائیں کہ فتح جنگ تحصیل کی تیس ہزار کی آبادی ہے۔ تیس ہزار کی آبادی کو آج بھی پانی سات دنوں میں سے دو دن ملتا ہے اور پانچ دن نہیں ملتا۔

جناب والا! ایک اور سکیم جو زیر عمل ہے اگر اسی طریقے سے اس کے فنڈ فراہم ہوتے رہے تو

ڈر ہے کہ شاید اگلے سات آٹھ سالوں تک وہ بھی مکمل نہ ہو۔ میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے اور میں نے اپنے مقامی لوگوں سے بھی اس سلسلے میں بات کی ہے کہ ہماری جو میونسپل کمیٹی فتح جنگ ہے وہاں کے لوگ اپنے سالانہ ترقیاتی بجٹ کا تمام کا تمام حصہ اپنی اس واٹر سپلائی سکیم کے لیے دینا چاہتے ہیں۔ لیکن میری قائد ایوان اور وزیر خزانہ سے التماس ہو گی کہ وہ بھی اس سلسلے میں ایک دفعہ فنڈز دیں تاکہ یہ سکیم بھی پوری ہو سکے۔ میری اس سلسلے میں ایک اور بھی گزارش ہو گی کہ مری کی اربن واٹر سپلائی سکیم پر 24 لاکھ روپے کے فنڈ surrender کیے گئے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ وہ 24 لاکھ روپے یہاں پر دیے جائیں تاکہ یہ فتح جنگ جو ایک میونسپل کمیٹی ہے وہ اپنی واٹر سپلائی سکیم کو پورا کر سکے۔

جناب والا! 1988ء میں فتح جنگ سب ڈویژن قرار دیا گیا تھا لیکن آج بھی ایک چھوٹی سی تحصیل کی بلڈنگ میں آر۔ ایم کورٹ، سول جج کورٹ اور اے۔ سی کورٹ وہاں پر ہو رہا ہے۔ ایک سب ڈویژن کمپلیکس جو کاغذوں میں کافی دفعہ اندراج ہو رہا ہے لیکن ابھی تک اس کی ایک بلڈنگ بھی شروع نہیں ہوئی۔ اس سلسلے میں بھی میری گزارش ہو گی کہ اس کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ پنڈی گھیب جو 1904ء کا سب ڈویژن ہے وہاں پر ڈگری کالج نہیں ہے، وہاں پر ایک اور ہائی سکول درکار ہے۔ تو میں ارباب اختیار سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس طرف بھی توجہ دی جائے۔

جناب والا! جہاں تک ملکی مسائل کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں میری کچھ تجاویز یہ ہیں کہ امن عامہ کا جہاں مسئلہ ہے وہاں پر پولیس کی تفتیشی اور انتظامیہ، ان دونوں کی علیحدہ علیحدہ ڈویژن کی جائے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ تفتیشی محکمہ انتظامی ڈیوٹی کرتے وقت اپنے فرائض صحیح طریقے سے سرانجام نہیں دے سکتا۔

جناب والا! یہ ایک نہایت اچھا قدم ہے کہ زراعت کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ قائد ایوان اور وزیر خزانہ نے اس امر کی یقین دہانی کرائی ہے کہ ایک ارب 50 کروڑ کی جو رقم ہمیں زرعی ٹیکس کے ذریعہ سے ملے گی وہ بھی اس طرف لگائی جائے گی۔ میں گزارش کروں گا کہ بارانی علاقہ جس کی حالت نہایت ہی خراب ہے اس طرف توجہ دی جائے۔

جناب والا! میں آخر میں اس دعا کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ قائد محترم میاں محمد نواز شریف کے دور میں آٹھویں ترمیم کا خاتمہ ہوا۔ قائد محترم کے دور حکومت میں گولڈن جوبلی کا

سال منایا جارہا ہے اور ان شاء اللہ العزیز یہ معرکۃ الآرا کالا باغ ڈیم کی تکمیل بھی افہام وتفہیم سے قائد محترم اور قائد عوام کی کاوشوں سے تکمیل ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) جب کالا باغ ڈیم کی سرنگوں سے پانی نکلتا ہوا پانچ سو میگاواٹ بجلی فراہم کرے گا اور پورا ملک اس سے منور ہو گا اور جب اس جھیل میں پانی اکٹھا ہو گا اور وہ چولستان اور بارانی علاقے کو زرخیز اور آباد کرے گا تو ان شاء اللہ العزیز تاریخ میں قائد اعظم کے بعد قائد محترم کا نام شامل ہو گا۔ وما علینا الاالبلاغ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر: سردار سرفراز صاحب۔

سردار محمد سرفراز خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے میری درخواست کو قبول کیا اور مجھے اس بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا۔ کسی بھی حکومت کے لیے بجٹ کی تیاری بڑا مشکل کام ہے۔ لیکن خاص طور پر اس بجٹ میں میرے قائد اور جناب کھوسہ نے جتنی محنت کی ہے وہ تعریف کے قابل ہے۔ اس پر بہت سے میرے بزرگ، بھائی، عزیز اظہار خیال کر چکے ہیں۔ اس کو دوبارہ دہرانا مناسب نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ جس وقت ہماری پارٹی کو حکومت ملی اس وقت اس ملک کی جو حالت تھی، فارن کرنسی کی حالت ناقابل بیان ہے۔ اس میں میاں محمد نواز شریف اور جناب محمد شہباز شریف کی محنتوں کا اگر ذکر نہ کیا جائے تو زیادتی ہو گی۔ زرعی ٹیکس میرے ایک بھائی نے یہاں پر ذکر کیا تھا تو ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ ہمیں یہ علم ہے کہ اس کی کتنی خوبیاں ہیں؟ اور اس میں کیا کیا نقائص ہیں؟ لیکن ہمارے قائد نے جس خوش اخلاقی سے اور عمدہ طریقے سے تمام میرے بھائیوں کو قائل کیا اور انہی کی وجہ سے 83 فیصد لوگوں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تو یہ بھی انہی کا حصہ ہے۔ اس میں تاجر طبقے کی بات نہیں اور نہ زمینداروں کی بات ہے۔ حقیقت میں ایگریکلچر پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح ہمارے قائد نے ہمیں یقین دلایا ہے اسی طرح اس پر عمل ہو گا۔ اس میں بجلی کا بھی جس طرح میاں محمد نواز شریف نے اپنے زرعی پیکج میں اناؤنس کیا تھا کہ بجلی آدھے نرخوں پر ملے گی تو وہ زراعت کے لیے آدھے نرخ کوئی چیز نہیں۔ وہ جو کارخانوں اور ملوں کو ملتی ہے اس سے گزارہ نہیں ہو گا بلکہ جو ٹکس ریٹ کا آدھا حصہ اگر کیا جائے تو یہ مناسب ہو گا۔

باقی میں جناب وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ صحت کے لیے انھوں نے بڑی رقم رکھی

ہے۔ اس میں ہولی فیملی ہسپتال' ڈیرہ غازی خان اور خانیوال ان کو یاد آتے ہیں لیکن میرا ضلع اٹک اور اٹک میں بھی میری تحصیل جنڈ یہ وہ بدنصیب علاقہ ہے کہ یہ ان پچاس سالوں میں بیس پچیس سال کبھی تلہ گنگ میں چلا جاتا ہے' کبھی اٹک میں آ جاتا ہے۔ نہ تلہ گنگ والوں نے اس پر توجہ دی اور نہ اٹک والوں نے توجہ دی۔ اب یہ پہلی دفعہ میری constituency بنی ہے۔ وہاں پر نہ سڑک' نہ سکول اور نہ ہی بجلی ہے۔ تو اس کے لیے میں خاص طور پر ان کو درخواست کروں گا کہ آپ نے جو اتنی بڑی ہمیں کتابیں دی ہیں ان میں کہیں بھی اٹک کا نام و نشان نہیں۔ بے شک راولپنڈی' ڈیرہ غازی خان اور خانیوال کو جو بھی دیں' جتنا بھی دیں وہ کم ہے لیکن مہربانی کر کے اس پس ماندہ علاقے کا بھی خیال رکھیں۔ جہاں پر ضروریات زندگی کی کوئی چیز میسر نہیں۔ اگر جناب کھوسہ کے پاس اس بجٹ اجلاس کے بعد کوئی وقت ہو تو وہ جا کر دیکھیں کہ ان کی خستہ حالی کا کیا حال ہے؟ میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ ایک سپیشل tour رکھیں اور میں اپنے قائد سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ جب الیکشن کے سلسلے میں وہاں گئے تھے تو انھوں نے بھی مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ان شاء اللہ میں پرائم منسٹر بن کر بھی یہاں جنڈ میں آؤں گا کیونکہ جنڈ والوں نے جتنا بھی ان کا استقبال کیا' سارے پنجاب بلکہ سارے پاکستان میں اس آبادی کے لحاظ سے وہ ایک مثالی استقبال تھا۔ تو میں ان سے بھی درخواست کرتا ہوں اور اپنے قائد میاں شہباز شریف سے بھی درخواست کروں گا اور کھوسہ صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ بے شک ان کے لیے تمام پنجاب ایک جیسا ہے لیکن میرے ضلع کی خاص طور پر جنڈ تحصیل کو سپیشل گرانٹ دے کر وہاں پر کام کروائے جائیں۔ سکولوں کے حساب سے میرے ایک معزز رکن کہہ رہے تھے کہ دس دس میل سے بچیاں پڑھنے کے لیے آتی ہیں۔ میں ان کی اس بات پر آپ کی معرفت سے وزیر تعلیم صاحب سے درخواست کروں گا کہ میرے علاقے میں آٹھویں جماعت کی اور دسویں جماعت کی بچیاں پچیس پچیس اور تیس تیس میل سے ویگنوں میں دھکے کھا کر آتی ہیں اور اسی طرح سے پھر واپس جاتی ہیں۔ تو ان کے لیے بھی میں درخواست کروں گا کہ کم از کم پانچ ہائی سکول مجھے دیں اور ہائر سیکنڈری کے بھی دو چار سکول مجھے دیں۔ اور میں وزیر تعلیم سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ میں نے بحیثیت ایم۔ این۔ اے 87-1986ء میں ایک درخواست کی تھی اور وہاں پر ایک ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دے دیا گیا تھا اور اس کے لیے اس وقت پیسے بھی دے دیے تھے اور اس کی بلڈنگ بھی بن گئی تھی لیکن آج تک اس کا اجرا نہیں ہوا۔ لہٰذا میں

درخواست کروں گا کہ اس کے اجرا کے بھی احکامات صادر فرمائے جائیں۔

جناب والا! سالانہ ترقیاتی بجٹ میں وزیر خزانہ نے کوئی دو ارب ستاسی کروڑ روپے رکھے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ باقی علاقے میں پانی ہے لیکن میرے علاقے میں پینے کا پانی بھی نہیں اور ہم اسی جگہ سے پانی پیتے ہیں جہاں جانور اور حیوان اکٹھے پانی پیتے ہیں لہٰذا انہوں نے جو دو ارب کا estimate رکھا ہے اس میں سے جنڈ تحصیل کے لیے خاص مہربانی کریں۔

جناب والا! زرعی شعبے میں جو turbines and engines رکھے ہیں اس میں بھی میرے علاقے کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ جناب والا! ٹریکٹر کی جو قیمت 6 لاکھ اور 18 ہزار روپے رکھی ہے اس کی قیمت کوئی پچاس ہزار یا چالیس ہزار روپے کم کر دی جائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اگر ایران سے سو پاور کے ٹریکٹر سمگل کر کے لاہور میں دو لاکھ روپے میں دے جاتے ہیں تو پھر ہمارے اپنے علاقے کا بنا ہوا ٹریکٹر چھ لاکھ روپے میں ملے اور وہ بھی پچاس پاور کا۔ تو یہ زیادتی ہوگی۔ جناب والا! وزیر خزانہ اور اپنے قائد سے میری ایک خصوصی درخواست ہے کہ پنجاب میں نہری نظام بہت عمدہ طریقے سے چل رہا ہے۔۔۔۔۔ وزیر خزانہ ایوان سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ایوان میں تشریف رکھیں کیونکہ یہ ان سے متعلقہ ہے۔ اگر وہ میری گزارشات سن جائیں تو یہ میرے لیے اور میرے علاقے کے لیے بہت بہتری ہوگی۔۔۔۔۔ جناب والا! میں درخواست کروں گا کہ پنجاب میں نہری نظام بہت عمدہ ہے۔ میرے علاقے میں لفٹ اریگیشن سکیم چلائی جائے جس طرح قیوم خان نے دریائے اٹک پر، کابل پر لفٹ اریگیشن کر کے چارسدہ کے علاقے کو سیراب کیا اور نواب کالا باغ نے روکڑیوں کے علاقے کو لفٹ اریگیشن سے سیراب کیا۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ خوش حال گھر سے لفٹ اریگیشن کر کے فتح جنگ کو، پنڈی گھیب کو اور راولپنڈی کو پانی دیں اور اسلام آباد میں پانی پر جو ارب ہا روپے ضائع کئے جا رہے ہیں اگر وہ نہر بن جائے تو اس سے پوری پنڈی ڈویژن کو فائدہ ہوگا۔ جناب والا! ہم بھی اسی علاقے کے رہنے والے ہیں ہم بھی اسی پنجاب کے رہنے والے ہیں دیگر علاقوں کو subsidy دی جاتی ہے جس طرح ڈیرہ اسماعیل خان کو دریائے اٹک سے پانی مل رہا ہے۔ ہمارا بھی حق ہے اور اس کا نام بھی اٹک ہے لہٰذا اٹک والوں کا بھی حق ہے کہ اس پر کچھ مہربانی کی جائے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ سردار صاحب! آپ کتنا اور وقت لیں گے؟

سردار محمد سرفراز خان، جناب والا! غربت کے خاتمے کے لیے انہوں نے بڑے پیسے رکھے ہیں------

جناب محمد صدیق سالار ، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میں اپنا پورا حق محفوظ رکھتا ہوں کہ میں جب تقریر کر رہا تھا تو میرے محترم قابل احترام وزیر خزانہ ہاؤس میں موجود نہ تھے لہٰذا میں کل پھر دوبارہ اپنی تقریر کروں گا تاکہ میں ان کے سامنے اپنی معروضات پیش کر سکوں۔

جناب والا! میرا شہر جو کراچی لاہور کے بعد تیسرا شہر ہے اس کے لیے اس بجٹ میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے اور آپ اس کی سڑکات کا حال خود دیکھیں یہ ہم پر احسان فرماتے ہیں اور یہ وہاں پر جاتے ہیں یہ وہاں کا حال دیکھیں کہ وہاں کا کیا حال ہے اور وزیر تعلیم کو بھی آپ ہدایت دیں کیونکہ وہ آج کوٹ پنٹ پہن کر آئے ہوئے ہیں وہاں پر لڑکیوں کا کالج ضروری ہے ۔ لہٰذا میں اپنا حق محفوظ رکھتے ہوئے اپنی تقریر کل کروں گا۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ کیا ابھی آپ کی تقریر باقی ہے ۔ آپ کی تو دو دفعہ تقریر ہو گئی ہے ۔ آج صدیق سالار صاحب نے دو دفعہ تقریر کی ہے اور دوسری دفعہ انہوں نے کھوسہ صاحب کو جو بتلانا تھا وہ بتلا دیا ہے ۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! چودھری صاحب نے پہلے ٹیلی وژن والوں سے یہ tie up کیا ہے پھر انہوں نے یہ point of order raise کیا ہے ۔ اس کا نوٹس لیا جائے ۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ سالار صاحب جب تقریر فرما رہے تھے میں یہیں لابی میں بیٹھا ہوا تھا اور لابی میں لاؤڈ سپیکر کا نظام موجود ہے ۔ میں نے ان کی تقریر کا ایک ایک لفظ سنا۔ انہوں نے سڑکوں کے بارے میں کہا اور بالترتیب شہروں کی اہمیت بتائی کہ کراچی سب سے بڑا ' لاہور اس کے بعد ۔ اس کے بعد میرا شہر فیصل آباد ۔ جناب میں سب کچھ سن رہا تھا ۔ یہاں اگر یہ نظام موجود نہ ہوتا تو میں اپنی سیٹ سے ہلنے کی جرات نہ کرتا۔

جناب محمد صدیق سالار، جناب وہ شہر بھی آپ کا ہے اور ہم بھی آپ کے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی، (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب والا! اگر ان کو تقریر کی اجازت ہے تو

مجھے بھی اجازت دی جائے ۔ کل میری تقریر بھی ادھوری رہ گئی تھی ۔

جناب سپیکر: سرفراز صاحب! آپ اپنی تقریر کو ذرا مختصر کیجیے ۔

سردار محمد سرفراز خان: جناب والا! میں وزیر تعلیم سے درخواست کروں گا کہ میرے اپنے علاقے میں تعلیم کی بڑی کمی ہے اور وہاں پر اس بارے میں بڑا واویلا ہے ۔ میرے علاقے کے ساتھ پچھلے دنوں جتنی ناانصافی ہوئی ہے تو مہربانی کریں ۔ وزیر صاحب! میری گزارشات سنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور چھ سات ہائی سکول اور دو چار سیکنڈری اور دس مڈل اور بیس پچیس پرائمری سکول عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! اب ذرا مختصر کریں۔

سردار محمد سرفراز خان: جناب والا! میں اپنی تقریر دو منٹ میں ختم کرتا ہوں ۔ یہاں پر جس طرح سے فرمایا جا رہا ہے کہ تعلیم کے لیے فرنیچر مہیا کیا جائے گا ۔ میں تو یہاں پر یہ درخواست کروں گا کہ میرے بچے ٹاٹ پر بھی پڑھ لیں گے وہ درخت کے نیچے بھی پڑھ لیں گے براہ مہربانی ہمیں سکول دیے جائیں اور شہریوں کے بچوں کی طرح ہمیں بھی ڈیسک دیے جائیں ۔ میں تو ان کرسیوں کی نسبت یہ درخواست کروں گا کہ مجھے سکول دیے جائیں وہاں پر کچھ سکولوں کی عمارتیں بنی ہوئی ہیں لیکن ان کا آج تک اجرا نہیں ہوا اور پانچ سال گزر گئے ہیں ۔ تو جناب والا! بجائے فرنیچر کے مجھے آپ ٹاٹ بھی نہ دیں مگر کمرے دیں اور سکولوں کا اجرا کروائیں ۔

جناب والا! ادویات اور ہسپتالوں کے لیے انہوں نے بہت سے فنڈز رکھے ہیں لیکن میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے درخواست کروں گا کہ کبھی وہ تکلیف کریں ہمارے اس پس ماندہ علاقے میں بھی آئیں اور دیکھیں کہ تحصیل ہیڈکوارٹر میں ہسپتال بنے ہوتے ہیں مگر وہاں پر جانور باندھے ہوتے ہیں نہ وہاں پر پانی ہے نہ بجلی ہے نہ کوئی ڈاکٹر ہے ۔نام ہے کہ ہسپتال بن گیا ٹھیکے داروں نے خوب پیسے کمائے۔ بلڈنگیں بنائیں۔ مگر وہاں پر صحت نام کی کوئی چیز نہیں ۔ میرے ایک بزرگ بھائی نے یہ کہا تھا کہ ہسپتال میں دوائیاں نہیں ملتیں ۔ مہربانی کر کے ان کی تجویز کو اگر مان لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ جی ۔ سردار صاحب! اب وقت مکمل ہو گیا ہے ۔ آپ کی باتیں بھی کافی مکمل ہو

گئی ہیں----

سردار محمد سرفراز خان، جناب والا! ایک سیکنڈ ۔ میری ایک ضروری درخواست ہے ۔ اور وہ ہے کہ جو

میاں طارق محمود، (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب والا! یہ بجٹ اجلاس ہے اور اس اجلاس میں تمام ممبران اپنے اپنے حلقے کے مسائل پیش کر رہے ہیں ۔ لہٰذا اس سلسلہ میں سیکرٹری ایجوکیشن ' سیکرٹری' فنانس اور سیکرٹری ایریگیشن صاحبان کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے تاکہ ان کو ہمارے معاملات کا علم ہو ۔ جناب والا! یہ ضروری ہے ۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ notes لکھے جا رہے ہیں ۔ کیوں سردار صاحب! یہاں پر جو تقاریر ہو رہی ہیں ان کے notes لیے جا رہے ہیں ۔نا۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! جب سالار صاحب نے اعتراض کیا تھا تو اس وقت میں نے یہی عرض کیا تھا میں تو اسمبلی اور لابی کی premises سے باہر نکلا ہی نہیں ۔ اور متعلقہ محکموں کے بھی افسران اور اہل کاران یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ بھی notes لے رہے ہیں لیکن میں خود بھی notes لے رہا ہوں ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ جی ۔

سردار محمد سرفراز خان، جناب والا! میری ایک ضروری درخواست ہے کہ -----

جناب سپیکر، اب آپ کی یہ آخری بات ہے ۔

سردار محمد سرفراز خان، اور جناب والا! درخواست یہ ہے کہ ہماری زمین کے اندر مخفی دولت ہے مثلاً تیل ہے' گیس ہے ' کوئلہ ہے۔ یہ انگریز نے قانون بنایا تھا اور یہ قانون دنیا کے کسی بھی ملک میں نہیں ہے۔ وہ اس آدمی کی ہے جس کی وہ زمین ملکیت ہے ۔ اب اگر کوئی چیز نکلے تو اس علاقے کے اس آدمی کو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے اور باہر کے آدمی اس پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ میری یہ حکومت سے درخواست ہو گی کہ اس قانون پر نظر ثانی کی جائے کہ جو دولت کسی کی زمین سے نکلے اسی کو وہ دی جائے ۔ اس سے رائلٹی لی جائے ' اس سے انکم ٹیکس لیا جائے ۔ بجائے اس کے کہ اگر میرے پاس کوئلہ نکلے تو کوئلہ والا آکر اس پر قبضہ کر لے یا پتھر نکلے تو راولپنڈی کا کوئی آدمی اس پر قبضہ کر

لے ۔ اس آدمی کی ملکیت اسی کو دینی چاہیے ۔ آخر میں یہ درخواست کروں گا کہ میرے علاقے سے گیس نکل رہی ہے ۔

جناب سپیکر ، یہ تیسری آخری بات ہے ۔

سردار محمد سرفراز خان، جناب والا ' آپ کی مہربانی ۔ بڑے عرصے کے بعد آپ نے شفقت اور مہربانی کی ہے۔۔۔۔۔میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں سے گیس نکل رہی ہے ۔ او جی ڈی سی کا محکمہ وہاں ہے ۔ اس میں کوئی آدمی کوہاٹ کے ہیں ' کوئی بنوں کے ہیں اور کوئی ڈیرہ غازی خان کے ہیں ۔ اس علاقے کے غریب عوام کو اس میں جگہ دی جائے جو بنوں اور کوہاٹ سے آ کر وہاں کام کرتے ہیں اور جو گیس وہاں سے نکل رہی ہے ۔ اس پر ہمارا بھی حق ہے ۔ ہم بھی اسی علاقے کے رہنے والے ہیں ۔ ہم سے لے کر کوہاٹ اور بنوں کو دی جا رہی ہے ۔ راولپنڈی آ رہی ہے لیکن میرے علاقے کو گیس مہیا نہیں کی جا رہی ۔ میری درخواست ہو گی کہ اس پر بھی نظر ثانی کریں۔ شکریہ!

جناب سپیکر ، آپ کا بھی بہت شکریہ۔۔۔۔۔ جناب شوکت داؤد صاحب!

وزیر مال ، شکریہ جناب سپیکر ' بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ جناب سپیکر وفاقی بجٹ کو دیکھا جائے یا صوبائی بجٹ کو دیکھا جائے تو ایک بات بڑی واضح نظر آ رہی ہے کہ دونوں بجٹ جو موجودہ حکومت نے پیش کیے ہیں وہ ان وعدوں کی اور اس مینڈیٹ کی عکاسی کرتے ہیں جو تین فروری 1997ء کے الیکشن میں عوام نے میاں نواز شریف کو دیا اور پاکستان کا وزیر اعظم بنایا ۔ اس میں واضح طور پر ان طبقات کی نمائندگی کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو محروم طبقات ہیں ' جو پسے ہوئے طبقات ہیں۔

جناب سپیکر ،جناب تاج محمد خانزادہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, the Budget is discussed by the Cabinet and the Cabinet gives the approval. I say why does he speak on it now. He should object when he was sitting around the table discussing the budget. Does he just want to have himself photographed. No justification for him. The Minister for Finance has discussed the budget with him

جناب سپیکر ، تشریف رکھیں۔ ---------- جی کھوسہ صاحب!

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر ' جہاں معزز ایوان کے چند افراد کابینہ کے ممبر ہوتے ہیں۔ وہاں بنیادی طور پر وہ اس ایوان کے ممبر ہیں۔ اور جہاں اپوزیشن کی طرف سے تنقید برائے تنقید کی گئی اور ہمارے اپنے سرکاری بنچوں کی طرف سے بعض مطالبات کیے گئے جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے علاقائی لحاظ سے وہ جائز ہیں ۔ ایک اچھے خاصے بھاری محکمے کے نمائندے کو اگر اپنے محکمانہ جواب دینے کی اجازت دی جائے یا جنرل پالیسز جو حکومت نے طے کی ہیں اس میں خانزادہ صاحب یا کسی اور معزز رکن کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے ۔ آخر میں یہ میرے ہی سپرد ذمہ داری ہے کہ میں نے ہی بجٹ ڈیبیٹ کو wind up کرنا ہے ۔ اس میں میں کوشش کروں گا کہ جو جو یہاں اعتراضات اٹھائے گئے یا مطالبات کیے گئے ان کے جوابات دے سکوں ۔ لیکن اگر کوئی colleague یہ ذمہ داری share کرنا چاہتا ہے تو اس میں میں سمجھتا ہوں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے ۔

جناب سپیکر ، ویسے سردار صاحب ! روایت یہی رہی ہے کہ جو فنانس منسٹر ہوتے ہیں وہی اپنی وائنڈ اپ تقریر میں اسمبلی میں کی گئی باتوں کو سامنے رکھ کر کابینہ کی طرف سے بھی وہی جواب دیتے ہیں۔ جب جناب شوکت داؤد بولنا چاہ رہے تھے تو یہی بات میں نے ان سے بھی کی تھی ۔ جس کو بعد میں خانزادہ تاج محمد نے کیا ہے ۔ لیکن اچھی بات جو ہے اور روایت بھی ہے کہ حکومت کی طرف سے جو متعلہ منسٹر ہیں وہ اپنی وائنڈ اپ سپیچ میں تمام چیزیں چاہے وہ ایجوکیشن کے بارے میں discuss ہوئی ہیں اریگیشن کے بارے میں ہوئی ہیں یا دوسرے کسی محکمے کے بارے میں ہوئی ہیں ۔ جتنی چیزیں ہوئی ہیں ۔ پھر آگے اس کے بعد جو موقع آنے والا ہے وہ cut motions کا ہے ۔ اس پہ جو demands آئیں گی اس پہ وزراء صاحبان اپنے اپنے محکمے کو cut motions کے اوپر انفرادی طور پر defend کر سکتے ہیں۔ بہر حال میں نے اجازت دے دی ہے اگر شوکت داؤد صاحب مختصر بولنا چاہیے تو بات کر لیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, Point of Order Sardar Sahib can quote one instance for the last 30 years where a Minsiter has spoken on the budget without the cut motion Let him quote one instance. I am here since

1962. I asked him to quote one instance where a Minister has spoken on the budget discussion They can speak on the particular subject of a budget when a grant is in discussion but not on the general budget.

MINISTER FOR FINANCE: I do not want to enter into any controversy with Khanzada Sahib. The issue is not whether a Minsiter can speak or can not speak. There is no bar against a Minister speaking in the House But the tradition is that normally the Minister do not take part in the debate on the budget but if we do not have members in the House who want to speak on this subject then obviously some body has to fill in the place I do't know how many members have given their names.

جناب سپیکر ، سردار صاحب' لسٹ تو میرے پاس ہے ۔ ابھی میرے پاس بیس ممبران کے اور نام ہیں جو بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر مال ، شکریہ جناب سپیکر ! میں آپ کی رائے کا احترام کروں گا۔

وزیر تعلیم ،جناب سپیکر ! میں خانزادہ صاحب کی بات کے جواب میں پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی منسٹر ہاؤس کے اندر اپنے حلقے کا مطالبہ نہیں کر سکتا ۔ اس لیے کہ وہ کابینہ کا ممبر ہوتا ہے ۔ اس کو چاہیے کہ اگر اس نے اپنے حلقے کی کوئی بات کرنی ہے تو وہاں کرے ۔ یہاں وہ کوئی اپنے حلقے کی بات جیسے باقی ممبران کرتے ہیں نہیں کر سکتا ۔ لیکن سپیچ پر کوئی قدغن نہیں۔ رولز دیکھ لیں۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہے ۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں ، جناب سپیکر ' پوائنٹ آف آرڈر ایہ جو پرانے ہمارے معزز ممبران ہیں جیسے کھوسہ صاحب یا خانزادہ صاحب یا آپ خود ۔ اگر یہ اس رائے کے حامل ہیں کہ یہ روایت ہے تو مسلم لیگ تو ہے ہی ایک traditional Party یہ tradition کو preserve کرتی ہے ۔ اگر ہم نے یہ توڑنی شروع کر دی تو پھر یہ اچھی بات نہیں ہے ۔

جناب سپیکر، ذوالفقار صاحب ' جہاں تک تقریر کرنے کی بات چودھری محمد اقبال نے کی ہے تو میں

نے جب اس پر جو بات کی تھی وہ tradition کی بات کی تھی ۔ کوئی پابندی والی بات نہیں کی ۔ کسی پر بھی بولنے پر پابندی نہیں ہے ۔ صرف tradition کی بات کی تھی ۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا ' پوائنٹ آف آرڈر ' جیسے آپ فرما رہے ہیں کہ tradition نہیں ہے ۔ اس کی ایک اور logic بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ کابینہ بجٹ منظور کرتی ہے۔ ان کے پارلیمانی ممبرز approve نہیں کرتے ان سے رائے لی جاتی ہے ۔ جو اس document کو دیکھ بھال کر approve کرتے ہیں اور جو انھوں نے بولنا ہوتا ہے وہ کیبنیٹ میٹنگ میں بولتے ہیں۔ اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ روایت بنائی گئی کہ کابینہ کے ممبران ،بجٹ پر نہیں بولتے ۔ عام ممبران کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ اپنے حلقے کا اور اپنے جذبات کا اظہار بھی کریں۔ کیونکہ ان کو اسی ہاؤس میں موقع ملتا ہے ۔ ان کو تو موقع ملتا ہے کہ سارا بجٹ آیا انھوں نے approve کیا اور پاس کیا۔ اسی لیے یہ tradition set کی گئی ہے ۔

جناب سپیکر ، شوکت داؤد صاحب ' میں آپ کو اجازت دے چکا ہوں آپ مختصراً تقریر فرمائیں۔

وزیر مال ، شکریہ جناب سپیکر ' میں زیادہ بحث میں نہیں جانا چاہتا ۔ پہلے رولز کو اہمیت دی جاتی ہے پھر traditions کو اہمیت دی جا سکتی ہے ۔ اس بحث کو میں چھوڑتا ہوں پھر اور بحث چھڑ جائے گی ۔ اس کا جواب بھی میں دے سکتا تھا ۔ میں چند باتیں کرنا چاہوں گا ۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارا جو وفاقی یا صوبائی بجٹ ہے وہ اس منڈیٹ کی عکاسی کرتا ہے جو عوام نے 3 فروری کو جناب میاں نواز شریف کو دیا۔ اس میں سب سے بڑا مقصد بھی یہی تھا کہ کہ ہمارا جو بجٹ ہے ' وفاقی بجٹ ہے یا صوبائی بجٹ ہے وہ اس mandate کی عکاسی کرتا ہے جو عوام نے 3۔ فروری کو میاں نواز شریف کو دیا ۔ ان طبقات کو جو محرومیوں کا شکار ہیں ،وہ سسکتی ہوئی انسانیت جو داد رسی چاہتی ہے ' جن کی زندگیوں کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے وفاقی اور صوبائی بجٹ ترتیب دیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیاجا سکتا تھا اگرچہ ہم حکومت میں موجود تھے اس کے باوجود ہم بھی یہ expect نہیں کرسکتے تھے کہ اتنا taxfree بجٹ پیش کیا جائے گا لیکن میں اپنی leadership کو مبارک باد دوں گا کہ انھوں نے ایسا بجٹ دیا ۔ صحیح leadership کی یہی بات ہوتی ہے ۔ ہماری موجودہ حکومت نے جو bold steps لیے ہیں یہ اس کی

کامیابی کی دلیل ہیں ۔ اپوزیشن نے اگرچہ واویلا کیا لیکن ان کے پاس ایسی کوئی ٹھوس بات نہیں تھی جس کی بنا پر وہ اسے oppose کر سکے ۔ اپوزیشن کی ان باتوں سے جو انھوں نے صوبائی اور وفاقی سطح پر کی ہیں مجھے ایک شعر یاد آ گیا ہے کہ :۔

وہ بات جس کا سارے افسانے میں ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری

جناب والا! میں اس لیے بھی بات کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر جو major بات ہوئی ہے وہ زرعی ٹیکس پر کی گئی ہے-----

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, point of order. As the Minister for Finance has given his role to the next Minister and he has walked out, let him speak on his behalf. The budget can only be replied by the Minister for Finance and not by any other Minister. What are you talking about? It is all against the precedents. If you allow Mr Dasti to discuss, then you can also allow him to talk on the budget.

جناب سپیکر: نہیں میں نے allow نہیں کیا تھا۔

MINISTER FOR FINANCE: Mr Speaker, on a point of personal explanation. Now, I think my learned colleague is carrying this debate rubbing too far. This issue has been settled by the Chair. It has been debated upon and you have given a ruling. This is pointless and now my learned colleague, my very dear friend, is wasting the time of the House and he is interrupting for no reasons at all. I would, therefore, request you Mr. Speaker that Mr Khanzada Sahib should be stopped from interrupting the speech of my colleague.

جناب سپیکر: سردار صاحب! خان زادہ صاحب بولنے پر تو اب کوئی رکاوٹ نہیں ڈال رہے ۔ چونکہ آپ

اٹھ کر باہر چلے گئے تھے تو اس پر انھوں نے کہا ہے کہ کیا سردار صاحب نے اپنا محکمہ چودھری شوکت داؤد صاحب کو دے دیا ہے؟ انھوں نے یہ بات کی تھی بہرحال اسے یہیں پر ختم کرتے ہیں ---------

MINISTER FOR FINANCE: Sir, this is again childish I have spoken on the floor of the House

جناب سپیکر، جی ہاں آپ نے کہہ دیا ہے کہ میں وہاں لابی میں بھی نوٹس لیتا رہتا ہوں۔ جی شوکت داؤد صاحب۔

وزیر مال: جناب والا! آپ کے توسط سے خان زادہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ رولز کے مطابق ہاؤس میں اگر ایک محکمے کا متعلقہ وزیر موجود نہ ہو تو اس کی نمائندگی ہوسکتی ہے۔ رولز اس بات کی اجازت دیتے ہیں، اگر وزیر نہ ہو تو پارلیمانی سیکرٹری represent کر سکتا ہے۔ چونکہ خان زادہ صاحب نے تقریر تو میری خراب کر ہی دی ہے لہٰذا اب میں پالیسی سے متعلقہ صرف چند باتیں کروں گا۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں پہلے عرض کر رہا تھا کہ ہماری حکومت نے بڑے bold steps لیے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ leadership کی کامیابی کا یہی راز ہے۔ میاں صاحب کی طرف سے حکومت میں آنے سے پہلے جو اعلان کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ ہم وی آئی پی کلچر کو ختم کر دیں گے۔ جناب والا! اس کا عملی طور پر ثبوت دیا گیا اور وی آئی پی کلچر کو ختم کر دیا گیا ہے، وی آئی پی lounges ختم کر دیے گئے ہیں، VIP treatment ختم کی گئی، treatment abroad کو ختم کیا گیا اور اخراجات پر cut لگا کر اس ملک کی معیشت کو سنبھالا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ گزشتہ حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے مالیاتی ایمرجنسی نافذ ہونے والی تھی اگر یہ حکومت چند دن اور رہ جاتی تو اس ملک میں financial emergency نافذ ہوسکتی تھی لیکن ہماری حکومت کے صحیح اقدامات کی وجہ اس ملک کی معیشت کو سہارا ملا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے بجٹ پیش کیے گئے ہیں کہ جن میں غریب طبقے پر کم سے کم بوجھ ڈالا گیا ہے اور امیر طبقہ taxes کی زد میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح کیا ہے کہ انسان کے اوپر اتنی ذمہ داری ڈالی ہے کہ جتنا وہ بوجھ اٹھا سکتا۔ آپ اسلامی دور کو دیکھ لیں، خلفاء راشدین کو دیکھ لیں یہی روایات ہیں۔ وہیں سے taxes کی ابتدا کی گئی یہاں پر زرعی ٹیکس کے بارے میں واویلا کیا گیا۔ جناب والا! یہ کوئی نیا ٹیکس نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں بھی یہ

ٹیکس لگایا گیا۔ ----

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! کرنل صاحب کا اعتراض بالکل جائز ہے کہ جو کسی کا محکمہ ہے وہ اسی اپنے محکمے کی بات کرے ۔ سرائیکی میں کہتے ہیں " گھوٹ دی بُوا " تو یہ گھوٹ دی بُوا ہر وزیر نہ بنے ۔ اپنے اپنے محکموں پہ بات کریں جو جس کا محکمہ ہے وہ اسی کو defend کرے ۔ کرنل صاحب کی بات ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر: دستی صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے ۔ جی شوکت داؤد صاحب ! آپ جاری رکھیں ۔

وزیر مال: جناب والا! اس کے علاوہ ہماری حکومت نے ایک merit پالیسی کو فروغ دیا ۔ merit کی پالیسی ہم نے پہلی دفعہ 1990ء سے 1993ء کے عرصہ میں introduce کروائی تھی ۔ سب سے پہلے ہم نے اس کو تعلیمی اداروں میں introduce کروایا اور merit کی بنیاد پر داخلے دیے گئے اور تمام کوٹہ سسٹم ختم کر دیا گیا ۔ آج پھر ہم نے اسی merit کو فروغ دینے کے لیے یہ کیا کہ بھرتی کی پالیسی merit کی بنیاد پر بنائی ۔ جناب والا یہ وہ اقدامات ہیں جن سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اداروں کو مضبوط کیا جائے ' ہمارا مؤقف یہی ہے اور ہماری حکومت کی پالیسی بھی یہی ہے کہ جب تک اداروں کو مضبوط نہیں کیا جانا چاہیے وہ جمہوری ادارے ہوں ' چاہے تعلیمی ادارے ہوں ' چاہے انتظامی ادارے ہوں جب تک ہم ان اداروں کو مضبوط نہیں کریں گے ہم اس ملک کی کوئی خدمت نہیں کر سکتے ۔ ہمارے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے بھی یہی اقدامات کرنے کا پروگرام بنایا ہے ۔ اس کے علاوہ میں چند باتیں زرعی ٹیکس کے حوالے سے کروں گا کیونکہ میں concerned minister بھی ہوں ۔ جناب والا! یہ جو زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے اس بارے میں بہت واویلا کیا گیا ہے ۔ اس ٹیکس کو لگانے کے بعد جو سب سے بڑی بات سامنے آئی ہے وہ خود اعتمادی ہے جو کاشت کار کے ذہن میں آئے گی ۔ آج تک لوگوں نے ' مختلف طبقات نے ' میڈیا نے ہمیشہ اسی بات کو اچھالا ہے کہ جو کاشت کار ہے وہ ٹیکس نہیں دیتا لیکن آج انھیں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جناب آپ ٹیکس نہیں دیتے ۔ کاشت کار سینے پہ ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ ہم دوسرے طبقات کی طرح ' ہم دوسرے اداروں کی طرح اس پاکستان کی تعمیر و ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں ۔ جس طرح صنعت کار ہے اسی طرح

کاشت کار بھی ملک کی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے اپنا ٹیکس دے رہا ہے ۔ اس میں ہم نے جو سب سے بڑی بات مدنظر رکھی ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے ٹیکس کو اس انداز میں introduce کروایا ہے کہ 83 فی صد کاشت کار exempt قرار دے دیا گیا اور صرف 17 فی صد لوگوں پر ٹیکس لگ رہا ہے ۔ اسی طرح ٹیکس کی شرح کو اس انداز میں رکھا گیا ہے کہ کاشت کار اسے اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے ٹیکس جیسے کہ مالیہ ہے اسے ختم کر دیا گیا ہے حالانکہ پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ ہم پہلے ہی مالیہ دے رہے تھے اب ہمارے اوپر زرعی ٹیکس بھی لگا دیا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ ٹیکس پہلی دفعہ introduce ہوا ہے لہٰذا اس میں چند باتیں ضرور قابل اصلاح ہوں گی ۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بل کی شکل میں اسمبلی میں لا کر reforms کی ہیں آئندہ بھی ان شاء اللہ جہاں ضرورت ہوئی اسے مزید بہتر کریں گے ------

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: میاں عثمان ابراہیم! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

میاں عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر! تاج محمد خان زادہ نے ابھی ابھی دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے یہ point out نہ کیا کہ concerned minister speech نہیں کر سکتے تو وہ کورم کی نشان دہی کر دیں گے۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ آپ ان سے کہیں کہ وہ اپنی speech wind up کر لیں ۔

جناب سپیکر: کیا دھمکی دی ہے ؟ ۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب والا! تاج محمد خان زادہ نے یہ دھمکی دی ہے کہ اگر چودھری شوکت داؤد کو مزید بولنے دیا گیا تو وہ کورم کی نشان دہی کر دیں گے اس لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی speech wind up کر لیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر ! میں point of personal explanation پہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ چودھری شوکت داؤد کو غلطی لگی ہے ۔ کسی نے ان کے خلاف یہ الزام نہیں لگایا کہ یہ کرپٹ ہیں یا یہ پیسے کھاتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان کو صفائی دینے کی ضرورت نہیں لیکن جو باتیں ان کے محکمے میں قابل reform ہیں میں ان کی طرف ان کی توجہ دلاتا ہوں اور ان سے وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ اس کی اصلاح فرمائیں----

جناب سپیکر، سردار صاحب جب آپ تقریر فرمائیں گے اس وقت بات کر لینا۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا ! نگران حکومت کے دوران کمشنر نے mass transfers کیے ہیں اور ہمیں پتا چلا ہے کہ ہر تبادلے میں پیسے چلتے رہے کیا یہ آپ کے notice میں نہیں ہے؟ ایسے آدمیوں کو ہماری ڈویژن میں کیوں رکھا ہوا ہے؟ ہمارا خون چوسنے کے لیے رکھا ہوا ہے؟ یہ غلط آدمی جو مسلم لیگ کے خلاف تھے جن تحصیل داروں نے ہمارے خلاف کام کیا ہے ان کو choice post پر ----ان کے notice میں نہ لے آؤں۔ نگران حکومت کے زمانے میں کمشنر نے ان کو choice post پر لگایا ہوا تھا اور انھوں نے ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی کہ ہم مقامی ممبر کی اجازت کے بغیر کسی کو ہٹا نہیں سکتے چاہے**********

جناب سپیکر، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کردیں ۔ ویسے مجھے توقع نہیں کہ اتنے سینئر ممبر سے اس قسم کی گفتگو ہو ۔

چودھری محمد صدیق سالار، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب سپیکر، یہ کہہ دیا ہے کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کریں۔

وزیر مال، جناب سپیکر ! میں ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا کیونکہ اب بزرگوں نے مورچہ باندھ لیا ہے۔چلیں

رکھیو غالب اس تلخ نوائی میں مجھے معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

جناب سپیکر ، شکریہ جی ۔ بریگیڈیئر ذوالفقار احمد۔

بریگیڈیئر ذوالفقار احمد ڈھلوں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جناب سپیکر ! بجٹ پر بولنے کا موقع دینے پر میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں ۔ جناب والا ! جیسے آپ کو علم ہے کہ میرا سیاسی تجربہ بہت کم ہے اور میں نے جب 1993ء میں بجٹ دیکھنے شروع کیے تو سب سے پہلا بجٹ جس نے سارے ملک میں بہت سارے دل روتے چھوڑے وہ 1994ء کا بجٹ تھا۔میرا یہ خیال تھا کہ جو غریب آدمی جس نے اس پارٹی کو ووٹ دیے ہیں اور اس نے جو small savings رکھی ہوئیں تھیں اس پارٹی نے اس سے وہ

***(بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

بھی لوٹ لی۔ اس بجٹ کے بعد اتنی inflation آئی اور پھر اس کے بعد جو scene unfold ہوا وہ ہم سب نے تین سال دیکھا کہ بڑی بے دردی سے غریب آدمی اور مڈل کلاس کو ختم کیا گیا۔ میں نے 1994ء میں بجٹ پر بولتے ہوئے یہ کہا تھا کہ،

> It looks like Mohtrma is following a strategy of indirect approach to undo this country And that was in my mind, to finish this country economically.

اور اس ملک کی اقتصادی طاقت کو ختم کر کے جو نقصان اس ملک کو پہنچایا گیا ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ جب کسی ملک کی اقتصادی حالت کو کمزور کریں تو اس کے معاشرے کے دوسرے حصوں میں بھی fall outs ہوتے ہیں۔ پھر معاشرے میں ڈسپلن، لاء اینڈ آرڈر، جرائم جیسے مسائل پیدا ہوتے اور ان تین سالوں میں ان مسائل نے جو ترقی کی اس کا نتیجہ ابھی تک بھگت رہے ہیں It is right in front of our eyes تو میں سوچ رہا تھا کہ جب ہماری حکومت بنی،

> I was really sympathizing with the Finance Minister. I said: He must be having a nightmare to produce a budget faced with this situation of the state of the economy

اور وہ ان حالات میں کس قسم کا بجٹ لائیں گے؟ اخبارات میں بھی اس کے متعلق کافی discussion چلتی رہی ہمیں بھی ان کو پڑھنے کا موقع ملا مگر میں یہ کہوں گا کہ بجٹ صرف ایک بیلنس شیٹ نہیں ہوتی جو آپ قوم کے سامنے لے آئیں۔ بجٹ کی ایک فلاسفی ہونی چاہیے اور خاص طور پر ہمارے جیسے ملک میں جب تک اس کے اندر کوئی روح نہ ہو تو پھر وہ بجٹ بجٹ نہیں بلکہ بیلنس شیٹ ہے۔ تو بیلنس شیٹ کو کسی نہ کسی طریقے سے آپ presentable کر سکتے ہیں کوئی اکاؤنٹنٹ لے آئیں تو وہ بہتر طریقے سے بنا کر دے سکتا ہے مگر یہ جو بجٹ آئے ہیں،

> I really congratulate the Prime Minister and the Chief Minister as well as their Finance Ministers for producing a budget which has left every body satisfied in this country.

میں کہوں گا کہ

> This budget has a heart and soul. It has a heart and soul and

a scarlet thread runs through this budget.

اور وہ scarlet thread کیا ہے ؟ میرے نظریے کے مطابق It has a political and social philosophy. اس بجٹ کی ایک سوشل اور پولیٹیکل فلاسفی ہے اور وہ کیا ہے ؟ سوشل فلاسفی میں، میں یہ کہوں گا:

It is very very sympathetic budget, very sympathetic and very egalitarian budget It is sympathetic to the poor man It is sympathetic to the middle class. It is trying to put some economic life back into the poor classes and the middle class. It is egalitarian in the sense that it is trying to narrow the gap between the rich and the poor It is trying to give a chance of economic survival to the poor and the middle classes.

یہ اس کی سوشل فلاسفی ہے ۔اس کی پولیٹیکل فلاسفی یہ ہے کہ ہم نے جو لوٹ اور plunder کا جو تین سال کا پریڈ دیکھا ہے اس کے بعد معاشرہ ایک state of decay ایک state of disorder میں تھا ۔ اب اس معاشرے کی دوبارہ،

We have to rehabilitate that society and this budget has a political message that it is aiming to reconstruct and rehabilitate that society That was in a state of disarray It is also trying to revitalize the economy.

یہ اس کا پولیٹیکل message ہے ۔جب ہم ادھر بات کرتے ہیں تو ہم بجٹ کو narrowlight سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر بجٹ کو اس صورت میں دیکھیں گے تو اس کا true message آپ کے سامنے ابھر کر آئے گا ۔ state of disarray and disintegration یہ تین سالوں میں کیوں آئے ؟ اس کی بنیادی وجہ mass corruption ہے

It was not corruption only. It was mass plundering of the national resources. We saw in Punjab itself Ali Baba and Chalees Chor (forty thieves) ruling this province and each

one of them, plundered this province to their heart content and they have left tales and stories that will probably keep echoing in Punjab for generations. This is what happened to Punjab during the rule of this Ali Baba.

اب جب کرپشن آتی ہے تو

Corruption does not come all by itself. It produces other effects in the society and in the administration also

اور وہ اثرات کیا تھے inefficiency اور indiscipline جب یہ چیزیں آئیں گی تو معاشرے کی کوئی fabric in place نہیں رہتی۔ جناب یہ ایک سسٹم ہوتا ہے ۔ بنیادی طور پر انسان میں سمجھتا ہوں کہ He is inclined to crime. مگر What checks, the pulses, is the system. اور اگر وہ سسٹم بریک ہو جائے تو پھر ہر طرف لاقانونیت ضرور پھیلے گی ۔ اس کے لیے اگر میں آپ کو یہ مثال دوں کہ چار پانچ سال پہلے لاس اینجلس میں ' آپ کو یہ بھی پتا ہے کیلی فورنیا سٹیٹ میں لاس اینجلس ایک بڑا اہم شہر ہے ۔ اس میں بہت وسیع پیمانے پر آگ لگی تھی ۔ جس کے نتیجے میں پورے شہر میں لوٹ اور plunder کے اتنے واقعات ہوئے کہ The whole city was on a spree of plundering اب امریکہ جیسے معاشرے میں اگر یہ واقعہ ہوتا ہے تو اس سے میں کم از کم ایک ہی سبق draw کرتا ہوں کہ،

Probably that system broke down at that instance, in that city, and then everybody went wild.

اور ہمارے ساتھ بھی پچھلے تین سالوں میں یہی کچھ ہوا ہے

The entire system broke down because of inefficiency, corruption and indiscipline.

اور اس کے نتیجے میں ہمارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے یہ اسی کا کیا دھرتا ہے ۔ اب ان حالات میں اس بجٹ کو دیکھنا ہے اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ اس بجٹ میں ایک political message ہے ۔ political theme ہے

Put it back to reconstruct that society into shape and rehabilitate it and revitalize the economy. This is what this budget is seeking to do. I, therefore, really congratulate the leaders and their Finance Ministers for putting up an excellent effort within the resources available to produce this budget.

جناب والا ! امن عامہ کے متعلق یہاں پر بہت بات کی جاتی ہے ۔ جناب والا جب تک کسی سوسائٹی میں آرڈر نہیں ہوگا تو پھر law کی توقع نہیں رکھنی چاہیے ۔ A society needs order before it needs law. اب ان تین سالوں میں انہوں نے اتنا indiscipline پیدا کیا ہے کہ اب order کی معاشرے میں کوئی شکل وصورت نظر نہیں آتی ۔ جناب law جو ہے ۔ It preserves order. It does not create order. اب اس سسٹم میں

Probably police is the most import and state organ from which we expect too many things for restoring law and order.

مگر آپ کی یہ ایجنسی بھی اسی طرح سے disintegrate, indisciplined اور corrupt ہے ۔اور inefficient ہے۔ میں جناب کوئی دو مہینے ہوئے صوبہ پنجاب کے آئی جی سے مل رہا تھا۔ ان سے میں نے گزارش کی کہ امن عامہ کا مسئلہ عوام کی نسبت آپ کی اپنی پولیس کا زیادہ پیدا کردہ ہے ۔ ان کا یا کہنا تھا کہ میرے پاس آج کوئی ایک ایسا انسپکٹر نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا ڈی ایس پی ہے جس پر میں یہ انگلی رکھ سکوں کہ یہ ایمان دار ہے ۔ جناب والا اگر پولیس چیف کی یہ observation ہے اور ان کی اپنی confession ہے تو پھر ہم اس پولیس سے کیا expect کر سکتے ہیں۔ جناب والا! میرا اپنا تجربہ یہ ہے کہ

They are most of the scoundrels in uniform. They are just scoundrels in uniform nothing else.

پولیس ریفارم کے اوپر کمیٹی یا ٹاسک فورس ایک بنی ہوئی ہے

I do not know what results that Committee has produced and what recommendations they have brought about or they are

putting up to the Chief Minister.

If they are trying to merely scratch مگر جو بھی صورت ہوگی پولیس ریفارم میں
This requires a very deep ruthless - تو اس سے problems حل نہیں ہوں گے the back.
surgery to reform this force. اور میں یہ توقع کروں گا اور جو بھی ہماری اس کمیٹی کے یا
ماسک فورس کے ممبر ہیں ان کی خدمت میں یہ ضرور گزارش کروں گا کہ

Kindly don't be shy and try to make cosmetic changes and improvements. You need a deep surgery and don't be shy of it Make those recommendations and I am sure the Chief Minister has the guts of leadership to go along with that.

جناب والا! انہی حالات میں اسی سلسلے میں economy کے حالات میں ہم ایک inflation کا

We were confronting a state of high inflation It eroded incomes of poor and middle class

یہ ہی صرف ایک المیہ نہیں تھا، مگر ان تین سالوں میں میں نے یہ دیکھا کہ اس کے ساتھ ساتھ
ایک human inflation بھی تھی جس سے اس ملک کو زیادہ نقصان ہوگیا ۔ صرف economic
inflation کی بات نہیں تھی بلکہ اصل inflation تو human inflation تھی

and what is that human inflation. When you raise a man or a human being to his ultimate level of incompetence then that is a human inflation.

میں نے اس زمانے میں کوئی competent آفیسر نہیں دیکھا جس نے بھی کوئی عہدہ
occupy کیا ہے اس کو اس عہدے کے قابل نہیں دیکھا and that produce by itself its own fall out in the society.
جب آپ کسی incompetent آدمی کو ایک اعلیٰ عہدے پر raise کریں گے تو اس کا رزلٹ کیا ہوتا ہے۔

He cannot grow in the office that he is holding to fit the size

of the office. He tries to pull the office to fit his size.

جب وہ اس آفس کو اپنے سائز کے مطابق کھینچ کر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو The system collapses. اور یہ سارے حالات ہیں ' معاشرہ اس کی قیمت ادا کر رہا ہے ۔ اور یہ inefficiency ایڈمنسٹریشن میں بھی اتنی seep کر گئی ہے کہ اب

The administration in anywhere has ceased to deliver anything The purpose for which this was created and it has ceased to perform that function.

میں ایک صاحب کے پاس گیا تو رولز اور ریگولیشن کی انہوں نے بات کر دی ۔ میں نے کہا جی

That is very nice. If there are so many rules and regulations then the rules and regulations are checked or made to check indiscipline and indiscretions.

تو میں نے کہا کہ پھر یہ کرپشن کیسے آئی اگر آپ رولز اور ریگولیشن کے اوپر اتنے ہی honestly پابند ہیں تو پھر

How this corruption has taken root in the administration. The very purpose of the rules and rgulations is to keep that system of discipline in place

تو میں نے کہا جناب رولز اینڈ ریگولیشن کو اگر ہم اپنے مفاد میں استعمال کریں گے تو پھر تو وہ ہمیں کرپشن کی طرف لے جائیں گے۔

But if we use them in the best interest of the people then you can always cut corners when you are using it in the best interest of the public.

میں نے کہا جی میں نے بھی نوکری کی ہے۔

I have been in service and I have retired from a very

responsible positon and we were also forced to confirm to rules and regulations. But those rules and regulations are only meant for gudance not just for stupid and blind obedience You can say that probably they are for the gudance of the wise and obedience of the foolish. When you want to use them to your advantage, you can use it. But when you want to use it in the best interest of the public then you create a wall, that you cannot jump over. I have not seen in these three or four years wherever I have gone to any officer, looking straight into the eyes of a subordinate and telling him bloody well do it Because I thought I am in the Army, I was used to do this kind of attitude. When they are talking to their subordinates, they are always looking left and right not straight Obviously because the man is corrupt and weak and he knows that he cannot force that man to obey the orders that he is passing.

میں ایڈمنسٹریشن سے بھی یہ گزارش کروں گا

And to the ministers who are running their departments that they should pay particular attention towards creating that kind of efficiency and work attitude in the Departments that they are running.

کیونکہ ان سے عوام کے بڑے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ عوام جو آج آپ عدالتوں کے باہر ہجوم کے ہجوم دیکھتے ہیں، تحصیلوں میں، تھانوں میں۔

It is just because these poeple are not working or delivering

the service for which they have been created. These departments have become more interested inself-preservation and self-perpetuation.

اور کوئی justification ہی نہیں رہ گئی ان محکموں کی

The service of the people is not their objective and that is creating all the problems in the Province. Now, Sir, I will come to the Agriculture.

اب میں سر زراعت کی طرف آتا ہوں۔ اس پر بڑی باتیں ہوئی ہیں۔

Particularly with reference to Agriculture tax.

میں نے دیکھا کہ ہمارے کچھ بھائی ٹیکس کے خلاف تھے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ اگر معاشی طور پر justified سمجھتے ہیں۔ جو ان کی نظر میں ہے۔ جو نہیں بھی تھا تو کم از کم ٹیکس کی ایک اکنامک reason نہیں ہوتی ٹیکس کی اور reasons بھی ہوتی ہیں۔ اس کی سوشل اینڈ پولیٹیکل reasons تھیں۔ اگر اکنامک reasons نہیں بھی ہے تو ابھی ہم لوگوں کو کاشت کاروں کو یا بڑے زمینداروں کو، جو اس ٹیکس سے متاثر ہوں گے ان کو اس کے متعلق فراخ دلانہ رویہ اختیار کرنا ہوگا۔ جس طریقے سے میرے بھائیوں نے اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب نے اس پر خوش دلی سے اتفاق کیا ہے۔ میں ان کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے فراخ دلی سے اس ٹیکس کو قبول کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ان کے کچھ مسائل ہیں کہ وہ اس کے اوپر، یا جو ہمارے دوسرے بھائی جو اسمبلی میں نہیں ہیں وہ اس پر معترض ہیں کہ ہمارے اس طبقے نے آج تک پیسہ کمانا نہیں سیکھا، اپنے ہاتھ سے پیسہ کمانا نہیں سیکھا اس نے صرف پیسے کو خرچ کرنا سیکھا ہے۔

and agriculture is a field where you have to be work doer Somebody else is earning for them. They should know that this property land is the property of the State We are only tenants

ایک مزارع جو ان کی صحیح کاشت کاری نہیں کرتا اس کو شام تک بھی tolerate نہیں

They eject him.. کرتے

جناب والا! اسٹیٹ تو بڑی بہادر ہے' بڑی فراخ دل ہے اس نے تو پورے پچاس سال ہماری inefficiency کو tolerate کیا ہے۔ میں اب بھی یہ کہتا ہوں کہ پنجاب میں ہمارے درمیان اور عوام کے درمیان خوش حالی ایک بہت باریک پردہ ہے۔

It is just wanting to be discrivered The prosperity is just waiting to be discovered by you. It is there Why don't we have the will power and the necessary hard work to bring about that prosperity in Punjab. I am glad that there is a very very positive thinking in our leaders, Mian Nawaz Sharif as well as Mian Shahbaz Shaif, that they are working towards that goal They have expressed their determination to direct major investments towards the rural area and in agriculture

میرا یہ claim ہے کہ پنجاب میں ہم اپنی فصلات پر جو investment کر رہے ہیں' کھاد' بیج' پانی' tilling آبپاشی' pesticide' insetiedes اسی قیمت میں اسی investment میں ہم 6 سو بلین روپے کی دولت اپنے جانوروں اور کھتوں کے اندر چھوڑ رہے ہیں۔ جناب والا! 6 سو ارب روپیہ بہت بڑی رقم ہے۔ یہ وہ prosperity ہے جو آپ سے چھپی ہوئی ہے۔

It is there You don't have to create additional resources to exploit this prosperity Those resources are there. It is only our inefficiency, only lack of knoweldge, which is preventing us from exploiting it and I am sure with the leader's dedication and attention towards this very vital sector, Punjab should be knocking at the door of prosperity within two to three years

میں نے اس سلسلے میں بجٹ میں ایک چیز دیکھی ہے اور میں جناب وزیر خزانہ سے گزارش

کروں گا کہ وہ اس پر ہم دردانہ غور کریں اور وہ یہ ہے کہ جپسم کی subsidy کے لیے انھوں نے کچھ نہیں رکھا۔ ہماری زمینیں degraded size اور ان کو جپسم کی بہت ضرورت ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ جپسم کے لیے فراخ دلی کے ساتھ پانچ دس کروڑ روپیہ ضرور رکھیں۔ اس سے آپ کی لاکھوں ایکڑ زمین۔

affected silt land will be reclaimed and the farmer has become conscious of the use of gypsum. I would request him that he should very sympathetically consider this option.

آخر میں سر! ڈویلپمنٹ پر ہم سب کے کچھ نہ کچھ observation ہیں۔

Probably we all like to cry out that there is not sufficient development reflected in our Constituencies.

تو میری گزارش یہ ہے کہ ہم 1993ء میں بھی مسلم لیگ کے جو ممبر تھے۔

Our Constituencies virtually went dry of development and now people have more expectations from us than perhaps our colleagues who returned in 1997 election. I shall again request the Finance Minister as well as the Minister for Planning and Development that kindly they should pay special attention to the Constituencies of Members of 1993 Assembly. I will make a suggestion that kindly give us 25 percent at least more than what you gave to other Constituencies. So that our people feel, in some way, compensated for those three or four years that went dry

جناب سپیکر، برگیڈیئر صاحب! میں ابھی رول 218 "Language of the Assembly" دیکھ رہا تھا اس کے تحت Member shall ordinarily address the Assembly in Urdu. یا پھر انگلش

بولنی ہو تو اس کی اجازت لے لیں۔ آپ تو mix کر رہے ہیں تو رولز میں mix کی تو گنجائش نہیں ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! جس طرح آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اب انہیں کہیے کہ دوبارہ سے ایک دفعہ اردو میں تقریر کریں۔

جناب سپیکر، بریگیڈیئر صاحب! آپ اور کتنا ٹائم لیں گے۔

BRIG.(Retd) ZULFIQAR AHMAD DHILUN:

Anyway, Sir, I am grateful to you for bearing with me and I am grateful to the other members also for having not raised that objection earlier. I thank you for providing me this opportunity and I do request and hope that the two or three requests and suggestions that I have made to the Finance Minister, will be given due cognizance.

جناب سپیکر، بہت مہربانی، غلام شبیر جوئیہ۔

جناب غلام شبیر جوئیہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بڑی مہربانی کہ جناب نے بجٹ پہ بولنے کی اجازت دی۔ میں بجٹ کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ نے جس حکمت عملی اور ایسے مشکل حالات میں یہ بجٹ بنایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی قابل تعریف ہے۔ گزارش اتنی ہے کہ نکات تو کافی ہیں لیکن میں امن عامہ کے متعلق تھوڑی سی گزارش کروں گا کہ ہم ہر سال امن عامہ کے متعلق کافی رقم رکھتے ہیں اور کافی خرچہ کرتے ہیں لیکن کسی سال کوئی اچھا عمل نہیں ہو رہا۔ نہ ابھی تک امن عامہ کی صورت حال تسلی بخش ہے اور ہمیشہ امن عامہ کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے اس میں صرف یہ وجہ ہے کہ ایک فرقہ پرستی اور میں سمجھتا ہوں کہ دوسرا بے روزگاری اور غنڈہ گردی بھی دن بدن بڑھ رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کو صحیح انصاف نہیں دے رہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پولیس میں تھوڑے سے عرصے میں مجرموں کی تفتیش وغیرہ ہو جاتی پھر عدالتوں میں بھی بڑا تھوڑا وقت لگتا تاکہ صحیح مجرموں کو سزا ملتی۔ اتنی لمبی تفتیشیں ہوتی ہیں کہ کم از کم سال تک لوگ پولیس کی تفتیش کے چکروں میں رہتے ہیں پھر عدالتوں میں کیس جاتے ہیں تو اس میں

بھی کافی عرصہ لگ جاتا ہے۔ عدالتوں میں یا تو ملزموں کی ضمانتیں ہو جاتی ہیں یا پھر وہ کسی طریقے سے بری ہو جاتے ہیں جب بری ہوتے ہیں تو اور مجرم ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں تو اس میں مجرموں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جب ڈی ایس پی موقع پر جائے تو اس کے ساتھ ایک مجسٹریٹ جائے تاکہ یہ دونوں مل کر پولیس تفتیش کا تھوڑے وقت میں اس کا فیصلہ کر دے تاکہ عدالتوں میں فوراً چالان جائے اور عدالتوں میں بھی مخصوص وقت ہونا چاہیے کہ فوجداری کیسوں کو مہینے تک ختم کریں اور صحیح مجرموں کو صحیح سزا ملے۔

حکومت کو فرقہ پرستی کا ویسے بھی بہت خیال ہے۔ مولوی صاحبان کو باہر سے جو aid ملتی ہے اس کا خاتمہ کیا جانے چاہیے وہ direct ہو یا indirect ہو کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے پیسہ کمانے کے لیے کافی ذرائع بنائے ہوئے ہیں۔ ان ذرائع کا خاتمہ کر کے حکومت پاکستان کے مطابق دینی تعلیم دیں کیونکہ فرقہ پرستی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ ان لوگوں نے اللہ رسول کے علاوہ اپنی ذاتی کتابیں بھی لکھی ہیں کہ وہ کسی مسلمان کو مشرک کہہ دیتے ہیں کسی کو کچھ کہہ دیتے ہیں تو یہ لوگ صرف اپنے پیسے کی کمائی کی خاطر یہ الزام تراشی اور فرقہ پرستی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور اس کا بدامنی میں بھی بہت بڑا حصہ ہے۔

میں تعلیم کے متعلق گزارش کروں گا کہ پرائمری سکول میں اساتذہ کرام کی حاضری کی اسمبلی میں ہر وقت بات ہوتی رہتی ہے تو اس میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم پر بہت زیادہ پیسہ خرچ ہو رہا ہے یہ اچھی بات ہے لیکن پرائمری سکول، مڈل سکول، ہائی سکول، ہائر سیکنڈری سکول اور کالج تک سٹاف کی کافی کمی ہے۔ ہمارے دور دراز علاقے میں ایک انٹر گرلز کالج ہے اس میں صرف چار پروفیسر پڑھانے والے ہیں اور ڈگری کالج سے ایک پروفیسر لے کر انٹر گرلز کالج کا انچارج بنایا گیا ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے دور دراز علاقے میں سٹاف کی کافی کمی ہے۔ اس پہ زیادہ خرچ کرنا چاہیے کیونکہ جب تک سٹاف پورا نہ ہو تو پڑھائی کس طرح ہو سکے گی اور جو اساتذہ سکولوں میں بالکل حاضر نہیں ہوتے میں سمجھتا ہوں کہ تحصیل دار سے لے کر ڈی سی تک سارے لوگ اپنے اپنے سکولوں کا معائنہ کریں اور چیک کریں اور چیک کر کے ماہوار میٹنگ میں عوام کو بتائیں کہ فلاں فلاں سکولوں میں اتنے اساتذہ غیر حاضر پائے گئے اور ان کو سزا دی جائے کیونکہ سکولوں کا خاص طور پر یہی مسئلہ ہے کہ اس میں پڑھانے والے اساتذہ بالکل نہیں جاتے اور تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں اور ہم پیسے بھی خرچ کر رہے ہیں لیکن اس

کا قاعدہ کوئی نہیں ہے۔ سکولوں کا بھی باقاعدہ سروے کرایا جائے پرائمری سکول واقعی زیادہ تعداد میں بن چکے ہیں اور ہمیں جو بھی سکول دیے جائیں اس میں یہ شرط نہ ہو کہ ہم آپ کو گرلز سکول دیں گے کیونکہ ہمارے علاقے میں دور دراز ایسے علاقے ہیں جس میں لڑکی پڑھانے والی کوئی نہیں جاتی اس میں اگر بوائز پرائمری سکول ہو گا تو ایسی جگہوں پر سکول ماسٹر جا سکتا ہے ورنہ پی ٹی سی گرلز وہاں جا کر سکول میں تعلیم نہیں دے سکتے۔

کرپشن کے معاملے میں اللہ کے فضل سے ہماری حکومت کافی کچھ کر رہی ہے اور اس میں فرق بھی کافی پڑ رہا ہے اور ہم سنتے ہیں کہ سیکرٹری لیول تک تو اپنے ہاتھ روک لیے ہیں۔ لیکن ہمارا جو نیچے کا طبقہ ہے یہ سب لوگ عوام کو زیادہ ڈستے ہیں اور زیادہ خراب کرتے ہیں تو ان کے متعلق بھی کوئی احتساب کمیٹیاں اگر صحیح ایمان دار لوگ بنائے جائیں تو شاید ممکن ہے کہ ان کا جو رشوت والا ہاتھ ہے وہ کچھ رک جائے۔

جناب والا! دوسرا ہمارے علاقے کا ایک بڑا مسئلہ تھل کینال کا ہے۔ تھل کینال 16 لاکھ ایکڑ کے لیے ساڑھے چھ ہزار کیوسک کی نہر تیار ہوئی تھی۔ اس میں پھر جنرل حق نواز پی۔ آئی۔ ڈی۔ سی کے چیئرمین نے 6 لاکھ ایکڑ ٹیوب ویل سکیموں کے اوپر ڈال دیا۔ اب اسی بجٹ میں high fall lift irrigation کا نام آیا ہے۔ وہ تو دو سو کیوسک کی نہر ہے اور مہار سکیم کا نام آیا ہے۔ وہ تین سو کیوسک کی نہر بنے گی۔ تو اس طرح اس کے اوپر اتنا رقبہ ڈالا جا رہا ہے لیکن تھل کینال کا ساتز رقبے کے مطابق نہیں بنا۔ پہلے تو ہمیں یہ جواب ملتے رہے کہ سندھ پنجاب پانی کی تقسیم نہیں ہو رہی ہے۔ میں میاں محمد نوازشریف وزیر اعظم صاحب کو یہ ایک بہت بڑا کریڈٹ دیتا ہوں کہ ان لوگوں نے سندھ پنجاب کا پانی تقسیم کروایا۔ پھر اس کے بعد پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے یہ کیس منظور ہو کر مرکزی حکومت کو چلا گیا اور پچھلی دفعہ اسی حکومت نے ایک ارب 85 کروڑ روپیہ اس تھل کینال کے لیے رکھا اور باقاعدہ وہاں ڈویژن بھی قائم ہو گیا۔ پھر جو پچھلا بجٹ تھا اس میں بھی تھل کینال کا ذکر آیا کیونکہ پنجاب نے اس میں نصف حصہ دینا تھا۔ اس کا بھی ذکر آیا لیکن اس بجٹ میں اس تھل کینال کا کوئی نام نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح کارخانے کو گھی ہی نہ ملے تو اس کی کیا پروڈکشن ہو سکتی ہے۔ اگر زمیندار کو پانی ہی نہ ملے تو پھر کس طرح ہمارے علاقے کی پروڈکشن ہو یا پھر کس طریقے سے ہم زرعی آمدن لے سکتے ہیں۔ اس میں ہمارے پانچ ضلعے میاں والی، بھکر، خوشاب،

یہ اور مظفر گڑھ اس سے سیراب ہوتے ہیں لیکن آج تک وہاں اس پانی کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور ملک کے لیے بھی اس چیز کی بڑی ضرورت ہے کہ ہم زمینداروں کو پانی ملے اور زیادہ سے زیادہ رقبہ آب پاش ہو تا کہ ہم زرعی آمدن میں خود کفیل ہو سکیں۔

جناب والا! یہ جو زرعی ٹیکس لگا ہے اس کے متعلق تو میں کہہ نہیں سکتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری اپنی ایک حکومت ہے۔ اس میں ذرا تھوڑی سی میں گزارش اتنی کروں گا کیونکہ ایک ضمیر کی آواز نے حقیقت میں بڑا پریشان کیا ہوا ہے کہ تھل کینال کا رقبہ اور باقی اضلاع کے رقبے ہمارے پیداواری نہری یونٹ 38 ہیں اور 25 لاکھ ایکڑ ہمارا رقبہ تھل میں بارانی ہے۔ اس کے 16 یونٹ ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ باقی اضلاع کا تو آپ کو پتا ہو گا کہ باقی ضلعوں کے یونٹ کچھ کے کچھ ہیں اور ان لوگوں کی آمدن یا پروڈکشن کا تھل کے لوگوں کی آمدن یا پروڈکشن میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ میں آپ کو اس فورم پر قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ 15 من سے لے کر زیادہ سے زیادہ بہت ہی محنتی زمیندار ہو تو وہ 25 من تک جا سکتا ہے۔ کیونکہ ہم تھل میں بلڈوزروں کے ذریعے زمینوں کو صاف کرتے ہیں۔ جب تک ہم بلڈوزر نہ چلائیں تب تک ہم ایک ایکڑ بھی زمین کا تیار نہیں کر سکتے اور بلڈوزر پر ہم لاکھوں روپیہ خرچ کر کے سپرے وغیرہ سب چیزیں استعمال کر کے ہماری زمینوں پر دو دو فٹ' اڑھائی اڑھائی فٹ' تین تین فٹ ریتا ہے۔ آپ بتائیں کہ اس طرح کی زمین کی کیا آمدن ہو سکتی ہے۔ میں اس وقت یہ بھی عرض کرتا ہوں' آپ ڈی۔ سی صاحب سے جا کر پتا کرائیں کہ ہمارے علاقے میں اس وقت جوار باجرہ نہیں کیونکہ زمین میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ جوار باجرہ پیدا کر سکے اور ہم مویشیوں کو سبز چارہ ڈال سکیں۔ اس طرح کی ہمارے علاقے تھل میں زمینیں ہیں۔ دوسرا تمام پنجاب میں فی ہزار 5 کسر پانی ہے بلکہ مظفر گڑھ کا 7 کسر پانی ہے اور ہمارے تھل کینال کا فی ہزار 18 کسر پانی ہے۔ پانی کی بھی ہماری کمی اور پھر پانی کو پورا کرنے کے لیے ہر آدمی چاہے وہ پندرہ ایکڑ کا ہے' چاہے پچیس ایکڑ کا ہے' چاہے پچاس ایکڑ کا ہے' ہر آدمی نے اپنا اپنا ٹیوب ویل لگایا ہوا ہے۔ نہری پانی ہمارا اتنا کم ہے کہ ہم جب تک اس کے ساتھ ٹیوب ویل نہ چلائیں تب تک ہم اپنی زمین کو آباد بھی نہیں کر سکتے۔ اس طرح ان ساری چیزوں کا دور اندیشی کے ساتھ فیصلہ کرنا تھا کہ کون کون سے علاقوں کی کیا پیداوار ہے اور کس کس علاقے کی کتنی کتنی پیداوار ہے۔ پھر ہمارے علاقے میں ایسے علاقے بھی ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ پہاڑی علاقے کے لوگ جو ہم یہاں ہیں وہ ان لوگوں کو اظہار کرنا چاہیے تھا کہ تین تین

چار چار سال تک ہمارے ہاں بارش نہ ہو تو ہماری کوئی بڑی فصل نہیں ہوتی اور یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ تو ان کا بھی کوئی خیال نہیں کیا گیا کہ بارانی علاقے جو ہیں جن میں تین سال' چار سال فصل نہیں ہوتی ان پر بھی وہی ٹیکس ہے۔ یہ میری ایک بات تھی لیکن جو حکومت کا فیصلہ ہے یا مسلم لیگ کا فیصلہ ہے وہ ہم ٹھیک ہے ماننے کو تیار ہیں لیکن ضمیر کتنی جو ہے وہ زیادہ سے زیادہ ہو رہی ہے اور اس لیے ہو رہی ہے کہ ہماری جتنی کیبنٹ ہے ان لوگوں نے سوچا تھا کہ پورے علاقے کا سروے کروایا جائے اور پتا کیا جائے کہ کس کس پیداوار کے علاقے کی کیا کیا پوزیشن ہے۔ پھر اس پیداوار کے حساب سے کیا جاتا۔ کارخانہ دار بھی ہے تو وہ بھی جب اس کی پروڈکشن آتی ہے تو تب وہ ٹیکس دیتا ہے۔ اگر پروڈکشن بھی اس کی نہ ہو تو پھر وہ کس طریقے سے ٹیکس دے؟ مقصد یہ ہے کہ ہمارے علاقے کی جو زمینیں ہیں ان کا حساب رکھنا چاہیے تھا۔

باقی جو زرعی ٹریکٹر ہے ٹھیک ہے اس میں ایک ٹریکٹر ہم لیتے ہیں تو اس کو ہم چار چار سال یا پانچ پانچ سال تک استعمال کرتے ہیں۔ وہ ٹھیک ہے کہ لاکھ سوا لاکھ روپے کا فائدہ ہے لیکن اصل میں جو ہم ہر وقت ہر چیز استعمال کرتے ہیں وہ ہیں کھادیں اور یوب ویلی۔ یوب ویلی جو ہے وہ پچیس ہارس کی موٹر جو ہے اس وقت ٹھیک ریٹ اس کا 8 ہزار 3 سو روپیہ ہم ایک مہینہ دیتے ہیں۔ اگر زمیندار 8 ہزار 3 سو روپیہ پچیس ہارس کی موٹر پر چارجز دے تو پھر ایک مہینے کا 8 ہزار 3 سو روپیہ سال میں ایک لاکھ یا سوا لاکھ روپیہ ایک یوب ویلی کا بن جاتا ہے۔ باقی جو ڈیزل کے یوب ویلی ہیں ان کو اگر ہم ٹریکٹروں کے ساتھ چلائیں تو ان کا خرچہ اس سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ تو اس میں رعایت ہم ان چیزوں کی دینی چاہیے جو ہم روزمرہ استعمال کرتے ہیں۔ زرعی آلات ہیں' زرعی دوائیاں ہیں' کھادیں ہیں' ان میں ہمیں سب سڈی دی جائے تاکہ ہم زمیندار خوشحال طریقے سے اپنی کاشت کر سکیں۔

تعلیم کے معاملے میں ایک میں تھوڑی سی گزارش کرتا ہوں کہ میانوالی پولی ٹیکنیکل کالج جو ہے وہ سالو فیصدی بن چکا ہے اور اس کا کم از کم تین سال سے کام جاری ہے۔ لیکن اس بجٹ میں اس کے لیے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت کی بہت ہی بڑی مہربانی ہے کہ یہ بنیادی طور پر ڈویلپمنٹ کو صحیح کر رہے ہیں۔ پچھلے وٹو کے دور میں ہم گو اپوزیشن کے تھے اور گو ہم وٹو کے ساتھ تھے ان کے کام جو ہیں وہ سڑکیں' پل' سکول ادھورے رہ گئے یا بن رہے تھے اس بجٹ میں سارے کا سارا پیسہ وہاں چلا گیا ہے۔ پی پی 38 اور پی پی 39 ان میں ایک

روپے کا کام بھی نہیں رکھا گیا کیونکہ وہاں کوئی پرانا کام نہیں چل رہا۔ میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ ان کے وقت کی ہماری سڑکیں جو ہیں ان پر 27 لاکھ، 30 لاکھ روپیہ لگا ہوا ہے لیکن ان لوگوں نے ایک روپیہ وہاں نہیں لگایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی آپ کا بہت بڑا کریڈٹ ہے۔

زراعت کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ زراعت کے شعبہ میں سب سے بنیادی چیز جو ہے وہ صحت مند اور اچھے بیج ہیں۔ لہٰذا اچھے بیج تیار کروائے جائیں تاکہ ملکی پیداوار میں اضافہ ہو۔ پانی کا نہری نظام درست اور اچھی حالت میں بنانا اور نہروں و کھالوں کو پختہ کرنا جس سے پانی کا ضیاع کم سے کم ہو۔ بلڈوزر تھل کے علاقے میں خاص طور پر، باقی جگہ بھی ضرورت ہوں گے۔ لیکن تھل میں رقبہ ہموار کرنے کے لیے بلڈوزر کی اہم ضرورت ہے۔ ٹیوب ویل زرعی مقاصد کے لیے آب پاشی کے لیے لگائے جاتے ہیں ان کو رعایت دی جائے۔ محکمہ زراعت کے زرعی چارٹ زیادہ سے زیادہ کاشت کاروں کو ماہانہ جاری کیے جائیں۔ ہر یونین کونسل میں آٹھ پلاٹ محکمہ زراعت مختلف اقسام کے بیج کاشت کرے اور زمینداروں کو ہر قسم کی آراء سے مستفید کرے۔

جناب سپیکر، بس ٹھیک ہے جی۔ ہو گئی مکمل۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، بس جی۔ چلو، ماشاء اللہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ چودھری عبدالغفور صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ غیر حاضر۔ میاں عبدالستار صاحب۔ ان کے لیے بھی کل کا وقت رکھ لیں۔ باقی نام کل کے لیے ہیں۔ تو اجلاس کل صبح نو بجے کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔ شکریہ۔